وما آتاکم الرسول فخذوه وما نهاکم عنه فانتهوا

المعلم

لترجمة

صحیح مسلم

[illegible]

در مطبع صدیقی لاہور مطبوع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی من علینا بالہدایۃ الی دین الاسلام واحکمہ فی قلوبنا خیر
احکام وجنبنا عن بواطیل الوساوس والاوہام بالاقتفاء لسنۃ نبیہ خیر
الانام علیہ افضل الصلوات ما تکررت اللیالی والایام وتتابع الانوار والظلام
وعلی آلہ واصحابہ الکرام بعد حمد و نعت کے فقیر حقیر سراپا تقصیر وحید الزمان عفا عنہ المنان عما سبق
مین تمامی برادران مسلمین اور شائقین حدیث سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے عرض کرتا ہے کہ باوجود
ضعف اور ناتوانی اور قلت بضاعت اور بے سروسامانی کے آواخر سنہ ۱۳۰۰ ہجری مین محض تائید
غیبی اور امداد خداوندی سے چار بڑی بڑی کتابین حدیث کی منجملہ صحاح ستہ کی زبان اردو مین
ترجمہ ہو گئین یعنے موطای امام مالک اور جامع ترمذی اور سنن ابو داود اور سنن نسائی اور اللہ جل
شانہ نے اپنے فضل و کرم سے ان چارون کتابون کو مقبول فرمایا اور صدہا ہزارہا نسخے اون کے طالبین
نے ہر چار طرف ولایت ہند کے خرید فرمائے اب شروع چودھوین صدی یعنی سنہ ۱۳۰۱ ہجری ماہ محرم
سے یہ فکر پیدا ہوئی کہ اگرچہ حیات مستعار کا اعتبار نہین اور زندگانی دنیا محض ایک حباب ہے مگر خیر
جبتک چند نفس باقی ہین وہ بھی اگر خدمت حدیث مین صرف ہون تو اس سے بڑھ کر کون سی نعمت ہے
پس اس خیال سے صرف خداوند کریم کی مدد پر بھروسا کر کے مین نے صحیحین کے ترجمے مین وقت کو صرف
کرنا مناسب جانا اور چونکہ صحیح بخاری علیہ الرحمۃ کی شرحین اور ترجمے عربی اور فارسی زبان مین بہت

پیش کیا پھر جس حدیث مین انھون نے کوئی علت بیان کی اوس کو مین نے نکال ڈالا اور جس حدیث
کو انہون نے کہا کہ صحیح ہے اور اوس مین کوئی علت نہین ہے اوس کو مین نے داخل کیا اس روایت
کو خطیب بغدادی نے اپنی سند سے روایت کیا ہے - اعلی سے اعلی سند امام مسلم کی وہ ہے جس مین
مسلم سے لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک چار واسطے ہون اور جیسی امام بخاری کے ثلاثیات ہین
یعنے تین واسطون کی حدیثین ہین وہ صحیح مسلم مین نہین ہین امام نووی نے کہا مسلم نے علم حدیث مین
کئی کتابین لکھین ہین سب مین مشہور یہ صحیح ہے اور یہ کتاب بتواتر مسلم سے نقل کی گئی ہے اس طرح
کہ اس کتاب کو مسلم کی تصنیف یقینا کہہ سکتے ہین اور باسناد متصل مسلم تک روایت کی گئی ہو
اور ایک فائدہ خاص اس کتاب مین ہے وہ یہہ ہے کہ مسلم نے ہر ایک حدیث کے لیے ایک خاص مقام
جو مناسب تہا مقرر کیا ہے اور وہین اوس حدیث کی تمام طریقون کو جمع کر دیا ہے اور اس کے
مختلف الفاظ کو ایک ہی مقام پر بیان کیا ہے تاکہ ناظر کو آسانی ہووے اور تمام طریقون کی
وہ فائدہ اٹہاوے اور یہہ بات صحیح بخاری مین نہین ہے امام حافظ عبد الرحمن بن علی الدیبعی نے
چند اشعار صحیح مسلم کی تعریف مین لکھے ہین جنکا مضمون یہہ ہے کہ اسکے پڑھنے والے صحیح مسلم علم کا
دریا ہے جس مین پانی بہنے کے رستے نہین ہین (یعنے سب پانی ایک ہی جگہہ موجود ہے اور
مسلم کی روایتون کا زنجیرا بخاری کی مکرر روایتون سے زیادہ مزا دیتا ہے حافظ ابن الصلاح
نے کہا مسلم کی شرط یہ ہے کہ حدیث متصل الاسناد ہو اول سے لیکر اخیر تک ایک ثقہ دوسرے ثقہ
سے نقل کرتا ہو اور اس مین کسی قسم کا شذوذ یا علت نہ ہو سیوطی نے کہا ثقہ سے مراد یہ ہے کہ
وہ راوی مسلم کے نزدیک ثقہ ہو اگرچہ اور دون کے نزدیک ثقہ نہ ہو اور اسی وجہ سے مسلم نے چہ سو
پندرہ ایسے لوگون سے روایت کی ہے جن سے بخاری نے روایت نہین کی اسی طرح بخاری نے چار
سو چونتیس ایسے شخصون سے روایت کی ہے جن سے مسلم نے نہین کی تو کتنی حدیثین ایسی نکلین گی جو
مسلم کی شرط پر صحیح ہین اور بخاری کی شرط پر صحیح نہین اس لیے کہ مسلم کے نزدیک اوسکے راویون
مین وہ سب شرطین پائی جاتی ہین جو صحت حدیث کے لیے ضروری ہین مگر بخاری کے نزدیک نہین
پائی جاتین پھر مسلم علیہ الرحمتہ اپنی کتاب مین ایک ایسے راہ پر چلے ہین کہ اسکی وجہ سے اون
کی کتاب کو صحیح بخاری پر فضیلت دی گئی ہے وہ یہہ کہ امام مسلم علیہ الرحمتہ حدیث کے تمام

متنون کو اوس کے سب طریقون کے ساتھ ایک ہی مقام مین جمع کر دیتے ہین اور اسکو مختلف بابون مین جدا جدا نہین لاتے اور پوری عبارت اوس کی بیان کرتے ہین اور باب کی ترجمون کے مین اوس کے ٹکڑے ٹکڑے نہین کرتے اور حتی المقدور الفاظ کی رعایت کرتے ہین اور نقل بالمعنی نہین کرتے یہانتک کہ اگر ایک راوی نے دوسرے راوی سے ایک لفظ مین بھی اختلاف کیا ہو اور معنی دونون لفظون کے ایک ہون تب بھی مسلم ہر ایک راوی کے لفظ کو بیان کر دیتے ہین یہانتک احتیاط ہے کہ اگر ایک راوی نے حَدَّثَنَا کہا ہو اور دوسرے نے اَخْبَرَنَا تو وہ لکھدیتے ہین کہ فلان راوی نے حدثنا کہا اور فلان نے اخبرنا اور حدیث کے ساتھ اصحابہ کے اقوال اور تابعین وغیرہ کے اقوال اور باب اور ترجمون کو نہین ملاتے اس لیے کہ انکو جمع تھی اس بات کی کہ حدیث مین اور کوئی چیز ملنے نہ پاوے تو بعد مقدمے کے اس کتاب مین اور کچھ نہین ہے سوا حدیث کے ابن الصلاح نے کہا وہ سب حدیثین جنکی صحت کا حکم کیا مسلم نے اس کتاب مین یقیناً صحیح ہین اور ایسی ہی وہ حدیثین جنکو بخاری نے صحیح کہا ہے اس لیے کہ امت محمدی نے علماء نے ان دونون کتابون کی حدیثون کو قبول کیا ہے اور جو کسی ایک آدہ شخص نے اس مین خلاف کیا ہے اوسکو خلاف کا اعتبار نہین امام الحرمین نے کہا اگر کوئی شخص قسم کہاوے اپنی عورت کی طلاق پہ کہ بخاری اور مسلم کی جو حدیثین صحیح ہین وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہین تو اسکی عورت پر طلاق نہ پڑیگا کیونکہ حقیقت مین ان دونون کتابون کی حدیثین صحیح ہین اور علماء نے اجماع کیا ہے ان کی صحت پر اور تمامی امت محمدی نے اتفاق کیا ہے اس بات پر کہ جس حدیث کی صحت پر بخاری اور مسلم دونون کا اتفاق ہے وہ صحیح ہے ابن الصلاح نے کہا مسلم ابو زرعہ رازی کے پاس آئے اور ایک ساعت تک بیٹھے اور باتین کرتے رہے جب اوٹھے تو کسی نے کہا انہون نے چار ہزار حدیثین اپنی صحیح مین جمع کین ابو زرعہ نے کہا پھر باقی حدیثین کس کے لیے چھوڑ دین شیخ نے کہا مراد اس شخص کی یہ تھی کہ صحیح مسلم مین اصل چار ہزار حدیثین ہین سوا مکررات کے اور مکررات کو ملا کر سات ہزار دو سو پچہتر حدیثین ہین۔ امام مسلم نے اس کتاب کو ابواب کی ترتیب پر مرتب کیا ہے اور وہ حقیقت مین باب باب پر مرتب ہے پر باب کی ترجمون کو اوس نے متن کتاب مین داخل نہین کیا تاکہ کتاب کا حجم نہ بڑہے یا اور کسی غرض سے امام نووی نے کہا لوگون نے مسلم کے ابواب کا ترجمہ کیا ہے بعضی

اچھی ہین اور یہ بھی نہین اس وجہ سے کہ ترجمے کی عبارت مین قصور ہے یا الفاظ رکیک ہین اور مین اپنی
شرح مین ان ترجمون کو مناسب عبارتون کے ساتھہ بیان کرونگا سیوطی نے کہا کہ یہ جو صحیح مسلم کے
ایک نسخے مین بابون کے ترجمے پائے جاتے ہین تو یہ مسلم کے بنائے ہوے نہین بلکہ لوگون نے ان کو
مسید بنا دیے ہین اور ان مین اچھے برے سب ہین جیسے نووی نے کہا ہے اور ان لوگون کی غرض
یہہ تھی کہ حدیث نکالنے والے کو آسانی ہووے لیکن بہتر یہی ہے کہ باب کو ترجمے کتاب مین نہ لکھے
جاوین اچھے پرانے نسخون مین نہین لکھے ہین اور جن باتون کی وجہ سے مسلم کی کتاب بخاری کی
کتاب سے ممتاز ہے ان مین سے ایک بات یہی ہے کہ مسلم نے تعلیقات یعنی بے اسناد روایتین بہت
کم بیان کی ہین سوا چند مقامون کے برخلاف بخاری کے کہ انکی کتاب مین تعلیقات بہت ہین نووی
نے کہا مسلم نے اپنی کتاب مین عمدہ راہون کو اختیار کیا ہے نہایت احتیاط اور مضبوطی اور معرفت
کے ساتھہ اور اس سے ان کا کمال ورع اور نہایت علم اور انتہا کی تحقیق اور علو شان مستنبط ہے
اور مسلم نے اپنے مقدمے مین لکھا ہے کہ انہون نے حدیث کی تین قسمین کی ہین ایک تو وہ جسکو بڑے
بڑے عمدہ حافظون نے روایت کیا ہو دوسرے وہ جسکو متوسط لوگون نے جنکا عیب ڈھنکا ہوا ہے
روایت کیا ہو تیسرے وہ جسکو ضعیف اور متروک لوگون نے روایت کیا ہو تو مسلم جب پہلی قسم
کی حدیثون سے فارغ ہوتے ہین تو دوسرے قسم کی حدیثون کو لاتے ہین لیکن تیسرے قسم کی
حدیثون کو بالکل نہین لاتے علما نے اختلاف کیا ہے کہ اس تقسیم سے کیا مراد ہے حاکم اور بیہقی نے
کہا کہ مسلم دوسرے قسم کی حدیثون کو بیان کرنا چاہتے تھے مگر اس سے پہلے ناگہانی موت آگئی اور
فقط پہلی قسم کی حدیثین انکی کتاب مین ہین قاضی عیاض نے کہا غور سے یہ بات صحیح معلوم نہین
ہوتی اور اونہون نے اپنی کتاب مین تینون طرح کی حدیثون کو بیان کیا ہے ابن عساکر نے کہا کہ مسلم نے
اپنی کتاب کو دو قسمون کی حدیثون پر مرتب کرنا چاہا ایک قسم مین تو عمدہ عمدہ حافظ اور ثقہ لوگون کی
روایتین اور دوسرے قسم مین مستور اور بیچ متوسطین لوگون کی روایتین مگر ان کو موت آگئی اور
یہ آرزو پوری نہین ہوئی اور کتاب کی ترتیب تراجم اور ابواب کے ساتھہ رہ گئی باوجود اسکے انکی کتاب
مشہور اور مقبول ہوئی اور تیسرے قسم کی حدیثون کو انہون نے بالکل بیان نہین کیا پھر مسلم کے بعد
اور لوگون نے کئی ایک کتابین مسلم کے صحیح کیطرح لکھین اور عالی سندون کو حاصل کیا

اور ان مین سے بعضون نے مسلم کے مشائخ کو پایا اور مسلم کی احادیث کو اپنی کتابون مین نکالا شیخ ابو عمرو نے کہا ہے جو کتابین صحیح مسلم کے طور پر لکھی گئی ہین اگرچہ اون مین صحت کی ایک شانی ہے مگر تمام باتون مین وہ صحیح مسلم کے برابر نہین ہو سکتین ۔ صحیح مسلم پر علماء نے بہت سی شرحین لکھی ہین سب مین مشہور وہ شرح ہے جسکو امام حافظ ابو زکریا محی الدین نووی شافعی نے تالیف کیا اور وہی شرح شائع اور مشہور ہے اور صحیح مسلم کے ساتھ ہندوستان مین طبع ہو گئی ہے اور ایک اس شرح کا خلاصہ ہے جسکو شمس الدین محمد بن یوسف قونوی نے مرتب کیا اور ایک شرح ہے قاضی عیاض مالکی کی اسکا نام اکمال المعلم فی شرح صحیح مسلم ہے اور ایک شرح ہے ابو العباس احمد بن عمر بن ابراہیم قرطبی کی اور یہ مقدم ہے نووی سے بھی اور ایک شرح ہے امام عبد اللہ محمد بن خلیفہ مالکی کی چار جلدون مین اور ایک شرح ہے ابو عبد اللہ محمد بن علی مازری کی جسکا نام معلم بفوائد کتاب مسلم ہے اور ایک شرح ہے عماد الدین عبد الرحمن بن عبد العلی مصری کی اور ایک شرح ہے غرائب مسلم کی عبد الغافر بن اسمعیل فارسی کی جسکا نام مفہم فی شرح غریب مسلم ہے اور ایک شرح ہے سبط ابن الجوزی کی اور ایک شرح ہے ابو الفرج عیسی بن مسعود زواوی کی پانچ جلدون مین اور ایک شرح ہے قاضی زین الدین زکریا بن محمد انصاری کی اور ایک شرح ہے مختصر شیخ جلال الدین سیوطی کی جسکا نام دیباج علی صحیح مسلم ہے اور ایک شرح ہے قوام الدین ابو القاسم اسمعیل بن محمد اصفہانی کی اور ایک شرح ہے تقی الدین شافعی کی اور ایک شرح ہے قسطلانی کی اوسکا نام منہاج الدیباج ہے اور ایک شرح ہے ملا علی قاری کی چار جلدون مین صحیح مسلم کی مختصرات بھی بہت ہین ایک مختصر ہے ابو عبد اللہ شرف الدین محمد بن عبد اللہ مرسی کا اور ایک مختصر ہے زوائد مسلم کا بخاری پر حافظ سراج الدین عمر بن علی ملقن شافعی کا اور ایک مختصر ہے حافظ زکی الدین منذری کا اور اس مختصر کی شرحین بھی بہت ہین اور سب سے عمدہ شرح اسکی سراج الوہاج ہے جو ہمارے زمانے مین جناب مولانا سید محمد صدیق حسن صاحب بہادر کی تصنیفات مین سے چھپ گئی ہے اور اس ترجمہ مین اس شرح سے بہت فوائد منقول ہوئے ہین امام مسلم کا حال جو اس کتاب کے مؤلف ہین نام انکا مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری بن ورد بن کرشاد نیشاپوری ہے امام حافظ ہین علم حدیث کے اور سفر کیا انہون نے حجاز اور شام اور عراق اور مصر کا حدیث حاصل کرنیکے لیے اور مشہور مشائخ اون کے یہ لوگ ہین یحیی بن یحیی نیشاپوری امام احمد بن حنبل اسحاق بن راہویہ عبد اللہ بن مسلمہ قعنبی قتیبہ بن سعید ابو بکر بن ابی شیبہ محمد بن

بشار محمد بن المثنی وغیرہم کئی بار بغداد مین آئے اور اہل بغداد نے انسے روایت کی ہے آخر دفعہ بغداد
مین ۲۵۹ ہجری مین تشریف لائے ترمذی نے ان سے روایت کی ہے خطیب بغدادی نے کہا مسلم بخاری کی
پیچ کرتے تھے اور لوگون کے اعتراضون کو ان کے اوپر سے دفع کرتے تھے یہانتک کہ اون مین اور ذہلی
مین اسی وجہ سے رنجش ہو گئی حافظ محمد بن یعقوب نے کہا بخاری جب نیشاپور مین آئے تو مسلم اون کے
پاس بہت آتے جاتے تھے بعد اوسکے بخاری اور ذہلی مین ایک مسئلہ پر نزاع ہوا اور ذہلی نے لوگون کو منع
کیا بخاری پاس جانے سے لیکن مسلم نے نہ مانا جب ذہلی کو اس کی خبر ہوئی وہ خفا ہوا مسلم مجلس سے اٹھے
اور جو کچھ ذہلی سے حدیثین لکھی تہین وہ اوس کے پاس واپس کر دین اسکے بعد ذہلی سے ترک ملاقات
ہو گئی بہرحال امام مسلم علمار اعلام مین سے ہین حدیث کے اور حافظ اور امام اور مقتدی ہین اس فن
کے جنکو امام اہل حدیث نے مسلم کیا ہے اور طلب حدیث کے لیے دنیا کے اطراف اور اکناف مین
پہرے اور محمد بن مہران اور ابو غسان اور عمر بن سواد اور حرملہ بن یحیی اور سعید بن منصور اور
ابو مصعب سے سُنا اور ان سے روایت کیا ایک جماعت نے علمار اور حفاظ کے جیسے ابو حاتم رازی
اور موسی بن ہارون اور احمد بن سلمہ اور ابو بکر بن خزیمہ اور بہت لوگون نے جنکا شمار دشوار ہے
ابو عمرو بن احمد بن حمدان نے کہا مین نے ابو العباس بن عقدہ سے پوچھا کہ بخاری اور مسلم مین کون
بڑہ کر ہے اونہون نے کہا دونون عالم ہین مین نے پہر پوچھا انہون نے کہا اے ابا عمرو بخاری
سے کبہی غلطی ہوتی ہے اہل شام کے کہ ایک جگہہ کسی کی کنیت بیان کرتے ہین اور دوسری
جگہہ اسکا نام تو خیال ہوتا ہے کہ یہ دو آدمی ہین اور مسلم سے بہت کم غلطی ہوتی ہے خطیب بغدادی
نے کہا مسلم نے پیروی کی ہے بخاری کی اور وہ چلے ہین بخاری کی راہ پر دارقطنی نے کہا اگر
بخاری نہوتے تو مسلم کو بہی یہ راہ نہ ملتی غرض مسلم نے بخاری سے بہت فائدہ اٹھایا ہے
ابو احمد شیخ حاکم نیشاپوری نے کہا کہ مسلم نے اپنی کتاب مین بہت سی متفرق حدیثین
بخاری کی کتاب سے لی ہین مگر ان کو بخاری کی طرف نسبت نہین دی اور نہ اپنی صحیح مین
بخاری سے روایت کی ہے مسلم نے سوا اس صحیح کے اور بہی کتابین لکھی ہین جیسے مسند کبیر
جامع کبیر کتاب العلل کتاب الطبقات کتاب اوہام محدثین کتاب التمییز کتاب من لیس له الا راو
واحد کتاب اوہام مخضرمین کتاب الاسماء والکنے کتاب الوحدان کتاب حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ

کتاب مشائخ مالک کتاب مشائخ ثوری اور مسلم کے عجیب حالون مین سے یہہ ہے کہ اونہون نے تمام عمر کسی کی غیبت نہین کی اور نہ کسی کو مارا اور نہ کسی کو گالی دی اور حدیث کے کہوٹے کہرے پہچاننے مین اپنے زمانہ مین سب پر مقدم تہے یہان تک کہ بعضی امور مین بخاری پر بہی اُنکو فضیلت دی گئی ہے جیسے اوپر گذرا ۲۰۴ سنہ ہجری مین پیدا ہوئے اور وفات پائی اتوار کی شام کو رجب کے پچیسوین تاریخ ۲۶۱ سنہ ہجری مین عمر اونکی ستاون برس کی تہی اور دوشنبہ کے روز دفن ہوئے اون کی وفات کا قصہ یون لکہا ہے کہ مجلس مین لوگون نے اون سے ایک حدیث پوچہی اُنکو معلوم نہوئی وہ گہر مین آنکر سب کتابون مین ڈہونڈہنے لگے اور ایک ٹوکرا خرمے کا اون کے سامنے رکہا تہا ایک ایک خرما کہاتے جاتے تہے یہان تک کہ ٹوکرا تمام ہوگیا اور حدیث کی تلاش مین ایسا استغراق تہا کہ اُنکو خبر نہ ہوئی اور اسی وجہ سے مر گئے ابو حاتم رازی نے مسلم کو مرنے کے بعد خواب مین دیکہا اون کا حال پوچہا اونہون نے کہا اللہ جل شانہ نے جنت کو میرے لیے مباح کردیا ہے جہان چاہون رہون **سند مولف ترجمہ کی امام مسلم تک** اجازت دی مجہکو صحیح مسلم شریف کی میرے شیخ عالم علامہ شیخ احمد بن ابراہیم بن عیسیٰ شرقی حنبلی نے اون کو اجازت دی شیخ عبدالرحمن بن حسن نے اونکو اجازت دی شیخ حسن قویسینی مصری نے اونکو اجازت دی شیخ سلیمان بجیرمی نے اُنکو اجازت دی شیخ محمد عشماوی نے اُنکو اجازت دی شیخ ابو العز عجمی نے اُنکو اجازت دی شیخ محمد شوبری نے اُنکو اجازت دی محمد رملی نے اُنہون نے سنا شیخ الاسلام زکریا انصاری سے اُنہون نے امام حافظ ابن حجر عسقلانی سے پہر حافظ ابن حجر روایت کرتے ہین اس کتاب کو صلاح بن ابی عمر و مقدسی سے اور وہ علی بن احمد بخاری سے اور وہ موید طوسی سے اور وہ عبداللہ فراوی سے اور وہ عبدالغافر فارسی سے اور وہ ابی احمد محمد بن عیسیٰ جلودی سے اور وہ ابی اسحاق ابراہیم بن محمد سے اور وہ امام حافظ مسلم بن الحجاج قشیری سے جو مولف ہین اس صحیح کے رضی اللہ تعالیٰ ان سب بزرگون سے اور اُنکی طفیل سے مغفرت کرے میری اور میرے والدین اور بہائیون اور سب مومنین کی مو مترجم کتاب سے امام مسلم تک سولہ واسطے ہین اور امام مسلم کے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک ثلاثی حدیث مین چار ہین اس حساب سے مترجم سے لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک اکیس واسطے ہوئے

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہون مین اللہ جل جلالہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَعَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ
سب تعریف لائق ہے اُسی پروردگار کی جو پالتا ہے سارے جہان کو اور بہتر انجام اون ہی لوگون کا ہے
جو پرہیزگار ہین اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اوتارے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو تمام پیغمبرون کے ختم کرنے
والے ہین (یعنی نبوت کے سلسلہ کو اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات پر ختم کردیا اب دنیا مین آپ کے بعد کوئی پیغمبر
نئی شریعت لیکر نہ آویگا) اور تمام نبیون اور پیغمبرون پر (جو ہمارے پیغمبر سے پہلے گزرے ہین جیسے حضرت
آدم حضرت نوح حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ علیہم السلام) اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّكَ يَرْحَمُكَ
اللّٰهُ بِتَوْفِيْقِ خَالِقِكَ ذَكَرْتَ اَنَّكَ هَمَمْتَ بِالْفَحْصِ عَنْ تَعَرُّفِ جُمْلَةِ الْاَخْبَارِ الْمَاْثُوْرَةِ
عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سُنَنِ الدِّيْنِ وَاَحْكَامِهٖ وَمَا كَانَ مِنْهَا فِي الثَّوَابِ
وَالْعِقَابِ وَالتَّرْغِيْبِ وَالتَّرْهِيْبِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِنْ صُنُوْفِ الْاَشْيَاءِ بِالْاَسَانِيْدِ الَّتِيْ
بِهَا نُقِلَتْ وَتَدَاوَلَهَا اَهْلُ الْعِلْمِ فِيْمَا بَيْنَهُمْ بعد حمد اور صلوٰۃ کے خدا تجھ پر رحم کرے تونے
اپنے پروردگار کی توفیق سے ذکر کیا تھا (یہ امام مسلم کسی اور کو فرماتے ہین) کہ تیرا قصد یہ ہے کہ
تلاش کرے اون سب حدیثون کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہین دین کے
طریقون اور حکمون مین (یعنے مسائل کی حدیثین جو فقہ سے متعلق ہین) اور اون حدیثون کو جو ثواب
اور عقاب اور خوشخبری اور ڈرانے کے لیے ہین (یعنے فضائل اور اخلاق کی حدیثین) اور ان
کے سوا اور باتون کی سندون کے ساتھ جن کے روسے وہ حدیثین نقل کی گئی ہین اور جنکو علماے
حدیث نے جاری رکھا ہے اپنے بیچ (یعنے مشہور اور معروف سندین) فَاَرَدْتَ اَرْشَدَكَ
اللّٰهُ اَنْ تُوَقَّفَ عَلٰى جُمْلَتِهَا مُؤَلَّفَةً مُحْصَاةً تو تیرا مطلب یہ تھا خدا تجھکو ہدایت کرے کہ تو ان
سب حدیثون پر واقف ہوجاوے اس طرح سے کہ وہ سب حدیثین ایک جگہ جمع ہون وَسَاَلْتَنِيْ
اَنْ اُلَخِّصَهَا لَكَ فِي التَّاْلِيْفِ بِلَا تَكْرَارٍ يَكْثُرُ فَاِنَّ ذٰلِكَ زَعَمْتَ مِمَّا يَشْغَلُكَ عَمَّا لَهٗ قَصَدْتَ
مِنَ التَّفَهُّمِ فِيْهَا وَالْاِسْتِنْبَاطِ مِنْهَا اور تونے یہ سوال کیا تھا کہ مین ان سب حدیثون کو خلاصہ
کے ساتھ تیرے لیے جمع کرون اور اوس مین تکرار نہو کیونکہ اگر تکرار ہوگی (اور طول ہوگا) تو تیرا
مقصد جو حدیثون کو سمجھنا اور اون مین غور کرنا ہے اور اُن سے مسائل نکالنا ہے وہ جاتا ہے
گا وَلِلَّذِيْ سَاَلْتَ اَكْرَمَكَ اللّٰهُ حِيْنَ رَجَعْتُ اِلٰى تَدَبُّرِهٖ وَمَا تَؤُوْلُ بِهِ الْحَالُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ

تَعَالٰی عَاقِبَةٌ مَحْمُوْدَۃٌ وَّ مَنْفَعَةٌ مَوْجُوْدَۃٌ اور تو نے جس بات کا سوال کیا خدا تجھکو عزت دیوے
جب مین نے اوسمین غور کیا اور اوسکی انجام کو دیکھا تو خدا اچھا ہے اوسکا انجام اچھا ہوگا اور بالفعل بھی
اوس مین فائدہ ہے (یعنے حال اور مآل دونون کے فائدے کی بات ہی) وَظَنَنْتُ حِيْنَ سَاَلْتَنِيْ
تَجَشُّمَ ذٰلِكَ اَنْ لَوْ عُزِمَ لِيْ عَلَيْهِ وَقُضِيَ لِيْ تَمَامُهٗ كَانَ اَوَّلُ مَنْ يُّصِيْبُهٗ نَفْعُ ذٰلِكَ
اِيَّايَ خَاصَّةً قَبْلَ غَيْرِيْ مِنَ النَّاسِ لِاَسْبَابٍ كَثِيْرَةٍ يَّطُوْلُ بِذِكْرِهَا الْوَصْفُ اِلَّا
اَنَّ جُمْلَةَ ذٰلِكَ اَنَّ ضَبْطَ الْقَلِيْلِ مِنْ هٰذَا الشَّاْنِ وَاِتْقَانَهٗ اَيْسَرُ عَلَى الْمَرْءِ مِنْ مُعَالَجَةِ ناتمیز
الْكَثِيْرِ مِنْهُ وَلَا سِيَّمَا عِنْدَ مَنْ لَّا تَمْيِيْزَ عِنْدَهٗ مِنَ الْعَوَامِّ اِلَّا بِاَنْ يُّوَقِّفَهٗ عَلَى التَّمْيِيْزِ
غَيْرُهٗ اور مین نے یہ خیال کیا جب تو نے مجھے اس بات کی تکلیف دی کہ اگر یہ کام مجھ سے ہوجاوی
تو سب سے پہلے دوسرون کو تو خیر مجھے خود ہی فائدہ ہوگا کئی سببون سے جنکا بیان کرنا طول ہی مگر خلاصہ
یہہ ہے کہ اس طور سے تھوڑی حدیثون کو یاد رکھنا مضبوطی اور صحت کے ساتھہ آسان ہے آدمی پر بہت
سے حدیثون کو روایت کرنے سے (بغیر ضبط اور اتقان کے کیونکہ اوس مین ایکطرح کا خلجان پیدا
ہوتا ہے) خاص کر عوام کو بڑا فائدہ ہوگا جنکو تمیز نہین ہوتی کھوٹی کھری حدیث کی بے دوسرے
کے بتلائے ہوئے فَاِذَا كَانَ الْاَمْرُ فِيْ هٰذَا كَمَا وَصَفْنَا فَالْقَصْدُ مِنْهُ اِلَى الصَّحِيْحِ الْقَلِيْلِ
اَوْلٰى بِهِمْ مِنِ ازْدِيَادِ السَّقِيْمِ وَاِنَّمَا يُرْجٰى بَعْضُ الْمَنْفَعَةِ فِي الْاِسْتِكْثَارِ مِنْ هٰذَا الشَّاْنِ
وَجَمْعِ الْمُكَرَّرَاتِ مِنْهُ لِخَاصَّةٍ مِّنَ النَّاسِ مِمَّنْ رُزِقَ فِيْهِ بَعْضَ التَّيَقُّظِ وَالْمَعْرِفَةِ
بِاَسْبَابِهٖ وَعِلَلِهٖ فَذٰلِكَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ يَهْجُمُ بِمَا اُوْتِيَ مِنْ ذٰلِكَ عَلَى الْفَائِدَةِ فِي الْاِسْتِكْثَارِ
مِنْ جَمْعِهٖ تو جب حال ایسا ہوا جیسا ہمنے اوپر بیان کیا تو تھوڑی صحیح حدیثون کا بیان کرنا ان کے
لیے بہتر ہے بہت ضعیف حدیثون سے اور بہت سی حدیثین بیان کرنا اور مکررات کو جمع کرنا خاص
خاص آدمیون کو فائدہ دیتا ہے جنکو علم حدیث مین کچھ واقفیت ہی اور حدیث کے اسباب اور علتون کو
وہ پہچانتے ہین ایسا شخص البتہ بوجہ اپنی واقفیت اور معرفت کے بہت حدیثون کے جمع کرنے سے
فائدہ اوٹھاے گا فَاَمَّا عَوَامُّ النَّاسِ الَّذِيْنَ هُمْ بِخِلَافِ مَعَانِي الْخَاصِّ مِنْ اَهْلِ التَّيَقُّظِ
وَالْمَعْرِفَةِ فَلَا مَعْنٰى لَهُمْ فِيْ طَلَبِ الْكَثِيْرِ وَقَدْ عَجَزُوْا عَنْ مَعْرِفَةِ الْقَلِيْلِ لیکن عام
لوگ جو برخلاف ہین خاص لوگون کے جو صاحب واقفیت و معرفت ہین اونکو کچھ حاصل نہین بہت

حدیثون کے طلب کرنے مین جب کہ وہ تہوڑی حدیثون کے پہچاننے سے عاجز ہین (یعنے جسقدر کم حدیثیں
انہون نے دیکھی ہین اونہی کے پہچاننے کی اور صحیح کو ضعیف سے تمیز کرنے کی استعداد اون مین نہین تو
بہت حدیثون سے وہ کیا فائدہ اوٹھا سکتے ہین ثُمَّ اِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مُبْتَدِئُوْنَ فِیْ تَخْرِیْجِ مَا سَاَلْتَ
عَنْهُ وَتَاْلِیْفِهٖ عَلٰی شَرِیْطَةٍ سَوْفَ اَذْكُرُهَا لَكَ وَهُوَ اَنَّا نَعْمِدُ اِلٰی جُمْلَةِ مَا اُسْنِدَ مِنَ
الْاَخْبَارِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَقْسِمُهَا عَلٰی ثَلٰثَةِ اَقْسَامٍ وَّثَلَاثِ طَبَقَاتٍ
مِّنَ النَّاسِ عَلٰی غَیْرِ تَكْرَارٍ اِلَّا اَنْ يَّاْتِیَ مَوْضِعٌ لَّا یُسْتَغْنٰی فِیْهِ عَنْ تَرْدَادِ حَدِیْثٍ فِیْهِ
زِیَادَةُ مَعْنًی اَوْ اِسْنَادٌ یَّقَعُ اِلٰی جَنْبِ اِسْنَادٍ لِعِلَّةٍ تَكُوْنُ هُنَاكَ لِاَنَّ الْمَعْنَی الزَّائِدَ فِی
الْحَدِیْثِ الْمُحْتَاجَ اِلَیْهِ یَقُوْمُ مَقَامَ حَدِیْثٍ تَامٍّ فَلَا بُدَّ مِنْ اِعَادَةِ الْحَدِیْثِ الَّذِیْ فِیْهِ
مَا وَصَفْنَا مِنَ الزِّیَادَةِ اَوْ اَنْ تُفَصَّلَ ذٰلِكَ الْمَعْنٰی مِنْ جُمْلَةِ الْحَدِیْثِ عَلٰی اخْتِصَارِهٖ اِذَا
اَمْكَنَ وَلٰكِنْ تَفْصِیْلُهٗ رُبَّمَا عَسُرَ مِنْ جُمْلَتِهٖ فَاِعَادَتُهٗ بِهَیْئَتِهٖ اِذَا ضَاقَ ذٰلِكَ اَسْلَمُ
فَاَمَّا مَا وَجَدْنَا بُدًّا مِّنْ اِعَادَتِهٖ بِجُمْلَتِهٖ مِنْ غَیْرِ حَاجَةٍ مِّنَّا اِلَیْهِ فَلَا نَتَوَلّٰی فِعْلَهٗ اِنْ
شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی پہر اگر خدا چاہے تو ہم اون حدیثون کے بیان کرنے مین جنکے لیے تو نے فرمایش
کی ہے ایک شرط پہ چلینگے جو بیان کرتے ہین وہ شرط یہہ ہے کہ ہم اُن سب حدیثون کیطرف قصد
کرتے ہین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مُسنَد ا (یعنے متصلاً ایک راوی نے دوسرے سے
سنا ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک) روایت کی گئی ہین (سب حدیثون سے مراد اکثر حدیثین ہین
اس لیے کہ سب مسند حدیثین اس کتاب مین نہین ہین) پہر انکو تقسیم کرتے ہین تین قسمون پر اور
راویون کے تین طبقون پر (پہلا طبقہ تو حافظ اور ثقہ لوگون کی روایتون کا دوسرا متوسطین کا تیسرا
ضعفا اور متروکین کا مگر مصنف نے اس کتاب مین پہلی قسم کے بعد دوسری قسم کی حدیثون کو بیان
کیا ہے پر تیسری قسم کو مطلق ذکر نہین کیا اور حاکم اور بیہقی نے کہا کہ اس کتاب مین سب پہلی قسم کی
حدیثین ہین اور دوسرے قسم کی حدیثین بیان کرنے سے پہلے مسلم مرگئے) بغیر تکرار کے مگر جب کوئی
ایسا مقام ہو جہان دوبارہ حدیث کا لانا ضرور ہو اسوجہ سے کہ اسمین کوئی دوسری بات زیادہ ہو
یا کوئی ایسا اسناد ہو جو دوسرے اسناد کے پہلو مین واقع ہو کسی علت کی وجہ سے تو وہان تکرار
کرتے ہین (یعنے دوبارہ اوس حدیث کو نقل کرتے ہین) اس لیے کہ جب کوئی بات زیادہ ہوئی

حدیث جسکی احتیاج ہے تو وہ مثل ایک پوری حدیث کے ہے پہر ضرور ہے اوس سب حدیث کا ذکر کرنا جسمین
مین وہ بات زیادہ ہے باجہم اس زیادتی کو جدا کر لین گے پوری حدیث سے اختصار کے ساتھہ اگر ممکن ہو
(یعنے ایک حدیث مین ایک جملہ زیادہ ہے جس سے کوئی بات کام کی نکلتی ہے اور وہ جملہ جدا ہو سکتا
ہے تو صرف اوس جملے کو دوسرا اسناد بیان کرکے نقل کر دین گے اور ساری حدیث دوبارہ نہ لاوینگے
مگر ایسا جب کرینگے کہ اوس جملے کا علیحدہ کرنا حدیث سے ممکن ہو (نووی نے کہا کہ اس مسئلہ مین علمائی
حدیث کا اختلاف ہے یعنے حدیث کا ایک ٹکڑا علیحدہ روایت کرنے مین بعضون کے نزدیک مطلقا منع
ہے کیونکہ روایت بالمعنی اون کے نزدیک جائز نہین بلکہ حدیث کو لفظ بلفظ نقل کرنا چاہیے اور بعضون
کے نزدیک اگرچہ روایت بالمعنی جائز ہے مگر حدیث کا ایک ٹکڑا علیحدہ روایت کرنا اوسی صورت مین
درست ہے جب پہلے پوری حدیث کو روایت کر لین اور بعضون کے نزدیک مطلقا جائز ہے اور قاضی عیاض
نے کہا کہ مسلم کا یہی قول ہے اور صحیح یہہ ہے کہ علماء اور اہل معرفت کو یہ بات درست ہے بشرطیکہ معنی
مین خلل واقع نہو) لیکن جب جدا کرنا اوس جملے کا دشوار ہو تو پوری حدیث اپنی خاص وضع سے بیان
کرنا بہتر ہے اور جس حدیث کے دوبارہ بیان کرنے کی ہمکو حاجت نہو (یعنے اوسمین کوئی ایسی بات زیادہ
نہو جس کی احتیاج ہے) تو اوسکو ہم دوبارہ بیان نکرین گے اگر خدا چاہے فَأَمَّا الْقِسْمُ الْأَوَّلُ فَإِنَّا
نَتَوَخَّى أَنْ نُقَدِّمَ الْأَخْبَارَ الَّتِي هِيَ أَسْلَمُ مِنَ الْعُيُوبِ مِنْ غَيْرِهَا وَأَنْقَى مِنْ أَنْ يَكُونَ نَاقِلُوهَا
أَهْلَ اسْتِقَامَةٍ فِي الْحَدِيثِ وَإِتْقَانٍ لِمَا نَقَلُوا لَمْ يُوجَدْ فِي رِوَايَتِهِمْ اخْتِلَافٌ شَدِيدٌ
وَلَا تَخْلِيطٌ فَاحِشٌ كَمَا قَدْ عُثِرَ فِيهِ عَلَى كَثِيرٍ مِنَ الْمُحَدِّثِينَ وَبَانَ ذَلِكَ فِي حَدِيثِهِمْ
پہلی قسم کی حدیثون مین ہم اون حدیثون کو پہلے بیان کرتے ہین جو عیبون سے پاک اور صاف ہین
اس وجہ سے کہ اون کے روایت کرنے والے وہ لوگ ہین جو صاحب استقامت اور اتقان (یعنے
مضبوطی اور حفظ) ہین اپنی روایات مین نہ اونکی روایت مین سخت اختلاف ہے اور نہ خلط ملط ہے
(اس لیے کہ جو راوی اور ثقہ لوگون سے بہت اختلاف کیا کرے یا روایتون مین بہت خلط ملط کرے
وہ قابل اعتبار کے نہین رہتا) جیسے بعض محدثین کی کیفیت معلوم ہوگئی ہے اور انکی حدیث مین یہ
بات کہل گئی ہے فَإِذَا نَحْنُ تَقَصَّيْنَا أَخْبَارَ هَذَا الصِّنْفِ مِنَ النَّاسِ أَتْبَعْنَاهَا أَخْبَارًا يَقَعُ
فِي أَسَانِيدِهَا بَعْضُ مَنْ لَيْسَ بِالْمَوْصُوفِ بِالْحِفْظِ وَالْإِتْقَانِ كَالصِّنْفِ الْمُقَدَّمِ قَبْلَهُمْ

عَلَى أَنَّهُمْ وَإِنْ كَانُوا فِيمَا وَصَفْنَا دُونَهُمْ فَإِنَّ اسْمَ السَّتْرِ وَالصِّدْقِ وَتَعَاطِي الْعِلْمِ يَشْمَلُهُمْ پهر جب ہم بیان کر چکتے ہین اس قسم کے راویون کی حدیثین (یعنے جو موصوف ہین ساتهه کمال حفظ اور ضبط اور اتقان کے) تو اوس کے بعد وہ حدیثین لاتے ہین جنکے اسناد مین وہ لوگ ہین جنہین اوتنا حفظ اور اتقان نہین جیسا پہلے قسم کے راویون مین تہا اور یہہ لوگ اگرچہ پہلے قسم کے راویون سے درجے مین کم ہین مگر اون کا عیب ڈہنکا ہوا ہے اور سچائی اور حدیث کی روایت مین وہ بہی شامل ہین (یعنے دوسرے درجے کے راوی بہی سچے اور ٹہیک ہین اور جو کچہ اون مین عیب تہا وہ چہپایا گیا ہے اہل حدیث نے انکو متہم نہین کیا ہے کذب سے نہ اون سے روایت ترک کی ہے) كَعَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ وَيَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ وَلَيْثِ بْنِ أَبِي سُلَيْمٍ جیسے عطا بن السائب اور یزید بن ابی زیاد اور لیث بن ابی سلیم **ف** یہ تینون راوی دوسرے درجے کے ہین جو حفظ اور اتقان ہین اعلی نہین ہین مگر اونکی سچائی مین شک نہین عطا بن السائب کی کنیت ابو السائب ہے یا ابو یزید یا ابو محمد یا ابو زید وہ ثقہ ہین مگر اخیر عمر مین انکے حافظے مین فتور آگیا تہا پہر جن لوگون نے اون سے اختلاط کے پہلے سنا ہے اونکی روایت صحیح ہے اور جنہون نے بعد سنا ہے البتہ انکی حدیث مضطرب ہے سفیان ثوری اور شعبہ نے اون سے اختلاط کے پہلے سنا ہے اور جریر اور خالد بن عبد اللہ اور سمعیل اور علی بن عاصم نے بعد اختلاط کے سنا ہے ایسا ہی کہا احمد بن حنبل نے اور یحیے بن معین نے کہا کہ عطا سے سبنے اختلاط کے بعد روایت کی ہے مگر شعبہ اور سفیان نے اور ابو عوانہ نے عطا سے صحت اور اختلاط دونون حالت مین سنا ہے تو انکی روایت کا بہی اعتبار نہین یزید بن ابی زیاد یا یزید بن زیاد قرشی دمشقی حفاظ حدیث نے اوسکو ضعیف کیا ہے ابن نمیر اور یحیی بن معین نے کہا وہ کچہ نہین اور ابو حاتم نے کہا ضعیف ہے اور نسائی نے کہا متروک الحدیث ہے اور ترمذی نے کہا ضعیف ہے لیث بن ابی سلیم کو جمہور نے ضعیف کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ مختلط ہو گیا تہا اور اسکی روایتین مضطرب ہین لیکن اوسکی حدیث لکہی جاویگی احمد بن حنبل نے کہا وہ مضطرب الحدیث ہے لیکن لوگون نے اون سے روایت کی ہے دارقطنی اور ابن عدی نے کہا اوسکی حدیث لکہی جاوے گی اور اکثر لوگون نے کہا اوسکی روایت لکہنے کے لائق نہین (نووی) وَأَضْرَابِهِمْ مِنْ حُمَّالِ الْآثَارِ وَنُقَّالِ الْأَخْبَارِ فَهُمْ وَإِنْ كَانُوا بِمَا وَصَفْنَا مِنَ الْعِلْمِ وَالسَّتْرِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ

عطاء بن السائب

یزید بن ابی زیاد

لیث بن ابی سلیم

فَغَيْرُهُمْ مِّنْ اَقْرَانِهِمْ مِّمَّنْ عِنْدَهُمْ مَا ذَكَرْنَا مِنَ الْاِتْقَانِ وَالْاِسْتِقَامَةِ فِي الرِّوَايَةِ يَفْضُلُوْنَهُمْ فِي الْحَالِ وَالْمَرْتَبَةِ لِاَنَّ هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ دَرَجَةٌ رَّفِيْعَةٌ وَّخَصْلَةٌ سَنِيَّةٌ

اور انکی مانند لوگ حدیث کی روایت کرنیوالے اور خبر کے نقل کرنے والے اگرچہ یہ لوگ مشہور ہین علم مین اور مستور ہین اہل حدیث کے نزدیک لیکن انکے ہمعصر دوسرے لوگ جنکی پاس اتقان اور استقامت ہے روایت مین اون سے بڑھکر ہین حال اور مرتبے مین اسواسطے کہ اہل علم کے نزدیک یہ ایک درجہ ہے بلند اور ایک خصلت ہے عمدہ ہے (یعنے ضبط اور اتقان) اَلَا تَرٰى اَنَّكَ اِذَا وَازَنْتَ هٰؤُلَاءِ الثَّلٰثَةَ الَّذِيْنَ سَمَّيْنَاهُمْ عَطَاءً وَّيَزِيْدَ وَلَيْثًا بِمَنْصُوْرِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ وَسُلَيْمَانَ الْاَعْمَشِ وَاِسْمٰعِيْلَ بْنِ اَبِيْ خَالِدٍ فِيْ اِتْقَانِ الْحَدِيْثِ وَالْاِسْتِقَامَةِ فِيْهِ وَجَدْتَّهُمْ مُبَايِنِيْنَ لَهُمْ لَا يُدَانُوْنَهُمْ لَا شَكَّ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ بِالْحَدِيْثِ فِيْ ذٰلِكَ لِلَّذِي اسْتَفَاضَ عِنْدَهُمْ مِّنْ صِحَّةِ حِفْظِ مَنْصُوْرٍ وَّالْاَعْمَشِ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِتْقَانِهِمْ لِحَدِيْثِهِمْ وَاَنَّهُمْ لَمْ يَعْرِفُوْا مِثْلَ ذٰلِكَ مِنْ عَطَاءٍ وَّيَزِيْدَ وَلَيْثٍ کیا تو نہین دیکھتا اگر تو تولے ان تینون کو جنکا ہم نے نام لیا یعنے عطا اور یزید اور لیث کو منصور بن معتمر اور سلیمان اعمش اور سمعیل بن ابی خالد کے ساتھہ (جو ان تینون کے ہمعصر ہین) حدیث کی اتقان اور استقامت مین تو اونکو بالکل جدا پاویگا ہرگز اون کے قریب نہ ہونگی اس بات مین کچہ شک نہین اہل حدیث کے نزدیک اس لیے کہ ان کو ثابت ہوگیا ہے حفظ منصور اور عمش اور سمعیل کا اور اون کا ضبط اور اتقان حدیث مین جو نہین ثابت ہوا عطا اور یزید اور لیث مین ف یعنی عطار اور یزید اور لیث منصور اور سلیمان اور سمعیل کے سامنے کچہ نہین ادرتے اس لیے کہ عطار اور یزید اور لیث کا مرتبہ بہت کم ہے جیسی اون کا حال اوپر گذرا اور منصور اور عمش اور سمعیل یہ حدیث کی حافظون اور ثقہ لوگون مین سے ہین سمعیل بن ابی خالد تو تابعی مشہور ہین انہون نے انس بن مالک اور سلمہ بن الاکوع اور عبد اللہ بن ابی اوفی اور عمر بن حریث اور قیس بن عابد اور ابوجحیفہ کو دیکھا اور یہہ سب صحابی ہین اور سلیمان اعمش بھی تابعی ہین کیونکہ انہون نے انس کو دیکھا اور عمش کہتے ہین ضعیف البصر کو جسکی بینائی مین فتور ہو یہ ان کا لقب ہوگیا تہا اہل حدیث نے اس قسم کے القاب نقل کرنے مین قباحت نہین دیکھی کیونکہ یہ القاب معرفت کے لیے بیان کیے جاتے ہین نہ ذلت اور توہین کے لیے منصور بن معتمر اگرچہ تابعی نہین ہین مگر حفظ اور

اتقان میں سب سے بڑھے ہوئے ہیں اسلیے مسلم نے انکا نام پہلے رکھا عبد الرحمن بن مہدی نے کہا کہ منصور سب کوفہ والوں میں زیادہ ثقہ ہیں وَفِي مِثْلِ مَجْرَى هٰؤُلَاءِ إِذَا وَازَنْتَ بَيْنَ الْأَقْرَانِ كَابْنِ عَوْنٍ وَأَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ مَعَ عَوْفِ بْنِ أَبِي جَمِيلَةَ وَأَشْعَثَ الْحُمْرَانِيِّ وَهُمَا صَاحِبَا الْحَسَنِ وَابْنِ سِيرِينَ كَمَا أَنَّ ابْنَ عَوْنٍ وَأَيُّوبَ صَاحِبَاهُمَا إِلَّا أَنَّ الْبَوْنَ بَيْنَهُمَا وَبَيْنَ هٰذَيْنِ بَعِيدٌ فِي كَمَالِ الْفَضْلِ وَصِحَّةِ النَّقْلِ وَإِنْ كَانَ عَوْفٌ وَأَشْعَثُ غَيْرَ مَدْفُوعَيْنِ عَنْ صِدْقٍ وَأَمَانَةٍ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ وَلٰكِنِ الْحَالُ مَا وَصَفْنَا مِنَ الْمَنْزِلَةِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ اور ایسی ہی کیفیت ہے جب تو موازنہ کرے (یعنے تولے ایک کو دوسرے کے ساتھ) ہمعصروں کو جیسے ابن عون اور ایوب سختیانی کو عوف بن ابی جمیلہ اور اشعث حمرانی کے ساتھ اور یہ دونوں مصاحب تھے ابن سیرین اور حسن بصری کے (جو مشہور تابعین میں سے ہیں) جیسے ابن عون اور ایوب ان کے مصاحب تھے مگر اون دونوں اور ان دونوں میں بڑا فرق ہے (یعنے ابن عون اور ایوب کا درجہ بہت بڑھکر ہے) کمال فضل اور صحت روایت میں اگرچہ عوف اور اشعث بھی سچے اور امانت دار ہیں (امام احمد نے کہا عوف ثقہ ہیں صالح الحدیث اور یحیی بن معین نے بھی کہا وہ ثقہ ہے اسی طرح اشعث حمرانی کو دارقطنی نے کہا وہ ثقہ ہے) اہل علم کے نزدیک مگر اصل حال وہ ہی درجہ کا اہل علم کے نزدیک جو ہم نے بیان کیا وَإِنَّمَا مَثَّلْنَا هٰؤُلَاءِ فِي التَّسْمِيَةِ لِيَكُونَ تَمْثِيلُهُمْ سِمَةً يَصْدُرُ عَنْ فَهْمِهَا مَنْ غَبِيَ عَلَيْهِ طَرِيقُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي تَرْتِيبِ أَهْلِهِ فِيهِ فَلَا يُقَصَّرُ بِالرَّجُلِ الْعَالِي الْقَدْرِ عَنْ دَرَجَتِهِ وَلَا يُرْفَعُ مُتَّضِعُ الْقَدْرِ فِي الْعِلْمِ فَوْقَ مَنْزِلَتِهِ وَيُعْطَى كُلُّ ذِي حَقٍّ فِيهِ حَقَّهُ وَيُنَزَّلُ مَنْزِلَتَهُ اور ہم نے مثال کے طور پر بیان کیا ان لوگوں کا نام لیکر تاکہ انکی مثال ایک نشانی ہو اور فراغت پاوے اسکو سمجھکر وہ شخص جسپر چھپا ہوا ہے رستہ علم والوں کا اہل علم کی ترتیب میں تو کم نہ کیا جاوے بلند درجہ والا شخص اپنے درجہ سے اور بلند نکیا جاوے کم درجہ والا اپنے درجہ پر اور ہر ایک کو اسکا حق دیا جاوے اور اپنا درجہ وَقَدْ ذُكِرَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُنَزِّلَ النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ مَعَ مَا نَطَقَ بِهِ الْقُرْآنُ مِنْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ اور حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو حکم کیا ہر ایک آدمی کو اسکے مرتبے پر رکھنیکا اور قرآن سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہر علم والے سے بڑھکر دوسرا علم والا ہے

(تو حدیث اور قرآن دونون سے اہل علم کے تفاوت درجات کا ثبوت ہوا) **ف** امام مسلم نے اس حدیث
کو معلقًا یعنی بلا اسناد ذکر کیا اور معلق حدیثین مسلم کی کتاب مین بہت کم ہین ایک انمین سے یہ حدیث بھی
ہے جسکی صحت مین علمار کا اختلاف ہی حاکم ابو عبد اللہ حافظ نے اپنی کتاب معرفۃ علوم الحدیث مین اسکو صحیح
بتلایا ہے اور ابو داؤد نے اپنی سنن مین اسکو روایت کیا میمون بن شبیب سی اوس نے عائشہ رض سی مگر
میمون نے عائشہ سی نہین سنا تو یہ حدیث منقطع ہوئی حالانکہ مسلم نے شرط کی ہر کہ حدیث متصل اور مسند ہو اسکا
جواب یون دیا ہے کہ میمون نے مغیرہ بن شعبہ کو پایا اور مغیرہ حضرت عائشہ سی پہلے مرے ہین اور شرط مسلم کی یہہ
ہے کہ ہم عصری ہو اور ملاقات ممکن ہو تو روایت حدیث کی ملاقات پر دلیل ہے البتہ اگر میمون یہ کہتا کہ مین
عائشہ سی نہین ملا تو اعتراض درست ہوتا سوا اسکی بزار نے اپنی مسند مین اس حدیث کو روایت کیا ہر اور
کہا کہ مرفوعًا یہ حدیث اسی طور سی مروی ہے لیکن موقوفًا اور طریقون سے بھی روایت کی گئی ہے واللہ اعلم
فَعَلٰی نَحْوِ مَا ذَكَرْنَا مِنَ الْوُجُوْهِ نُؤَلِّفُ مَا سَأَلْتَ مِنَ الْاَخْبَارِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَاَمَّا مَا كَانَ مِنْهَا عَنْ قَوْمٍ هُمْ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ مُتَّهَمُوْنَ اَوْ عِنْدَ الْاَكْثَرِ مِنْهُمْ
فَلَسْنَا نَتَشَاغَلُ بِتَخْرِيْجِ حَدِيْثِهِمْ توجیسی اوپر ہم نے بیان کیا اونہی طریقون پر ہم جمع کرتے ہین حدیثون
کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی جنکا تو نے سوال کیا اب جو حدیثین ایسے لوگون سے مروی ہین جن پر
سب اہل حدیث نے کذب کی نسبت کی ہے یا اکثر اہل حدیث نے تو انکو ہم نہین روایت کرتے کَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ
مِسْوَرِ بْنِ اَبِيْ جَعْفَرٍ الْمَدَائِنِيِّ وَعَمْرِو بْنِ خَالِدٍ وَعَبْدِ الْقُدُّوْسِ الشَّامِيِّ وَمُحَمَّدِ بْنِ سَعِيْدٍ
الْمَصْلُوْبِ وَغِيَاثِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ وَسُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرٍو وَاَبِيْ دَاوُدَ النَّخَعِيِّ وَاَشْبَاهِهِمْ مِمَّنِ اتُّهِمَ
بِوَضْعِ الْاَحَادِيْثِ وَتَوْلِيْدِ الْاَخْبَارِ جیسی عبد اللہ بن مسور بن ابی جعفر مدائنی اور عمرو بن خالد اور عبد القدوس
شامی (جو روایت کرتا ہی عکرمہ اور عطا سی عمرو بن علی فلاس نے کہا کہ اتفاق کیا اہل علم نے اوسکی حدیث
کے ترک پر) اور محمد بن سعید مصلوب **ف** دمشقی جس کی کنیت ابو عبد الرحمن تہی یا ابو عبد اللہ یا
ابو قیس اوسکے نسب اور نام مین بڑا اختلاف ہی حافظ عبد الغنی نے کہا وہ اپنے نام کو سو طرح پہ بدلتا ہی ابو
حاتم نے کہا متروک الحدیث اور قتل کیا گیا اور سولی دیا گیا بیدینی کی وجہ سے محمد بن حنبل نے کہا ابو جعفر نے
اوسکو قتل کیا زندیق ہونیکی وجہ سے اور اوسکی حدیث موضوع ہر اور خالد بن یزید نے کہا مین نے اوس سے سنا وہ کہتا
تہا جب مین کوئی عمدہ بات سنون تو اوسکی اسناد بنانے مین کچہ قباحت نہین احمد بن صالح نے کہا اوسنے چار ہزار

حدیثیں بناتے ہیں ف اور غیاث بن ابراہیم اور سلیمان بن عمرو اور ابو داؤد نخعی اور ان کی مانند
لوگ جن سے حدیث بنانے کی اور خبریں تراشنے کی نسبت کی گئی ہے (یعنی یہ سب لوگ وضاع اور کذاب اور منکر
الحدیث ہیں) تو ایسے لوگوں کی روایتیں ہم نے بالکل نہیں لکھیں وَكَذٰلِكَ مَنِ الْغَالِبُ عَلٰى حَدِيْثِهِ
الْمُنْكَرُ اَوِ الْغَلَطُ اَمْسَكْنَا اَيْضًا عَنْ حَدِيْثِهِمْ اور اسی طرح ہم نے ان لوگوں کی روایت بھی نہیں لکھی
جنکی حدیث اکثر منکر (یعنے ثقات کے خلاف) یا غلط ہوتی ہے وَعَلَامَةُ الْمُنْكَرِ فِيْ حَدِيْثِ الْمُحَدِّثِ
اِذَا مَا عُرِضَتْ رِوَايَتُهُ لِلْحَدِيْثِ عَلٰى رِوَايَةِ غَيْرِهِ مِنْ اَهْلِ الْحِفْظِ وَالرِّضَا خَالَفَتْ
رِوَايَتُهُ رِوَايَتَهُمْ اَوْلَمْ تَكَدْ تُوَافِقُهَا فَاِذَا كَانَ الْاَغْلَبُ مِنْ حَدِيْثِهِ كَذٰلِكَ كَانَ مَهْجُوْرَ الْحَدِيْثِ
غَيْرَ مَقْبُوْلِهِ وَلَا مُسْتَعْمَلِهِ اور منکر کی نشانی محدث کی حدیث میں یہ ہے کہ جب اسکی روایت کا مقابلہ کیا جاوے
دوسرے لوگوں کی روایت سے جو اچھے اور حافظہ والے ہیں تو اسکی روایت انکی روایت کے خلاف پڑے بالکل یا
کچھ موافق ہو اور اکثر خلاف جب کسی راوی کی اکثر اس قسم کی روایتیں ہوں تو وہ مہجور الحدیث کا یعنی اسکی
روایت مقبول اور مستعمل نہو گی ف تو منکر کے معنی یہی ٹھہرے کہ جو روایت اور ثقہ لوگوں کی روایت کے
خلاف ہو اسکو منکر مردود بھی کہتے ہیں اور ایک منکر اسکو بھی کہتے ہیں جسکو ایک ہی ثقہ شخص نے روایت
کیا ہو مگر یہ مردود نہیں ہے جب وہ ثقہ ضابط اور متقن ہو (نووی) فَمِنْ هٰذَا الضَّرْبِ مِنَ
الْمُحَدِّثِيْنَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَرَّرٍ وَيَحْيَى بْنُ اَبِيْ اُنَيْسَةَ وَالْجَرَّاحُ بْنُ الْمِنْهَالِ اَبُو الْعَطُوْفِ
وَعَبَّادُ بْنُ كَثِيْرٍ وَحُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ ضُمَيْرَةَ وَعُمَرُ بْنُ صُهْبَانَ وَمَنْ نَحَا نَحْوَهُمْ فِيْ
رِوَايَةِ الْمُنْكَرِ مِنَ الْحَدِيْثِ فَلَسْنَا نُعَرِّجُ عَلٰى حَدِيْثِهِمْ وَلَا نَتَشَاغَلُ بِهِ لِاَنَّ حُكْمَ اَهْلِ
الْعِلْمِ وَالَّذِيْ نَعْرِفُ مِنْ مَذْهَبِهِمْ فِيْ قَبُوْلِ مَا يَتَفَرَّدُ بِهِ الْمُحَدِّثُ مِنَ الْحَدِيْثِ اَنْ يَكُوْنَ
قَدْ شَارَكَ الثِّقَاتِ مِنْ اَهْلِ الْحِفْظِ فِيْ بَعْضِ مَا رَوَوْا وَاَمْعَنَ فِيْ ذٰلِكَ عَلَى الْمُوَافَقَةِ لَهُمْ فَاِذَا وُجِدَ
ذٰلِكَ ثُمَّ زَادَ بَعْدَ ذٰلِكَ شَيْئًا لَيْسَ عِنْدَ اَصْحَابِهِ قُبِلَتْ زِيَادَتُهُ فَاَمَّا مَنْ تَرَاهُ يَعْمِدُ لِمِثْلِ الزُّهْرِيِّ
فِيْ جَلَالَتِهِ وَكَثْرَةِ اَصْحَابِهِ الْحُفَّاظِ الْمُتْقِنِيْنَ لِحَدِيْثِهِ اَوْ حَدِيْثِ غَيْرِهِ اَوْ لِمِثْلِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ
وَحَدِيْثُهُمَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ مَبْسُوْطٌ مُشْتَرَكٌ قَدْ نَقَلَ اَصْحَابُهُمَا عَنْهُمَا حَدِيْثَهُمَا عَلَى الْاِتِّفَاقِ مِنْهُمْ
فِيْ اَكْثَرِهِ فَيَرْوِيْ عَنْهُمَا اَوْ عَنْ اَحَدِهِمَا الْعَدَدَ مِنَ الْحَدِيْثِ مِمَّا لَا يَعْرِفُهُ اَحَدٌ مِنْ اَصْحَابِهِمَا وَلَيْسَ
مِمَّنْ قَدْ شَارَكَهُمْ فِي الصَّحِيْحِ مِمَّا عِنْدَهُمْ فَغَيْرُ جَائِزٍ قَبُوْلُ حَدِيْثِ هٰذَا الضَّرْبِ مِنَ النَّاسِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

اس قسم کے راویون مین سے عبداللہ بن محرر اور یحیی بن ابی انیسہ اور جراح بن منہال ابو العطوف اور عباد بن کثیر اور حسین بن عبداللہ بن ضمیرہ اور عمر بن صہبان اور ان کے مثل اور لوگ ہین جو منکر حدیثین روایت کرتی ہین

ف عبداللہ بن مُحرّر یا عبداللہ بن مُحَرّز مگر صحیح محرر ہے بصیغہ اسم مفعول اور ر ا این مہملتین اتباع تابعین مین سے ہے روایت کرتا ہے حسن اور قتادہ اور زہری اور نافع وغیرہ تابعین سے روایت کی ہے اس سے ثوری اور ایک جماعت نے اتفاق کیا ہے محدثین سے اوسکی ترک پر امام احمد بن حنبل نے کہا لوگون نے ترک کردیا اوسکی حدیث کو ابو انیسہ جو یحیی کا باپ ہے اُسکا نام زید ہے اور ابو العطوف جراح بن منہال روایت کرتا ہے تابعین سے اوس نے سنا ہے حکم بن عتیبہ اور زہری سے اور اس سے یزید بن ہارون روایت کرتا ہے بخاری نے کہا وہ منکر الحدیث ہے اور عمر بن صہبان اسلمی مدنی ہے اتفاق ہے اوس کے متروک ہونے پر (نووی) ت

تو ہم ان لوگون کی حدیثین نہین لاتے نہ ادنمین مشغول ہوتی ہین اس لیے کہ اہل علم نے جو حکم کیا ہے اور جو اونکا مذہب معلوم ہوا ہے وہ یہ ہے کہ جس روایت کو ایک ہی محدث نے روایت کیا ہو وہ قبول کی جاوگی اس شرط سے کہ وہ محدث شریک ہو اور ثقہ اور حافظ لوگون کا اون کی بعض روایتون مین یا بالکل موافق ہو اونکا پھر جب یہ حال ہو اُسکا اور کسی روایت مین کچھ عبارت زیادہ کرے جو اسکی ساتھیون کی روایتون مین نہو تو وہ قبول کیجاویگی لیکن اگر تو کسی کو دیکھے جو زہری ایسے بزرگ شخص سے روایت کرنیکا قصد کرے جسکی شاگرد بہت ہین اور وہ حافظ ہین اور مضبوطی سے بیان کرتے ہین اوسکی اور اورون کی حدیثون کو یا ہشام بن عروہ سے روایت کا قصد کرے اور ان دونون کی (یعنے ہشام اور زہری کی) حدیثین اہل علم کے نزدیک پھیلی ہوئی ہین اور مشترک ہین اور اُن دونون کے شاگرد اون کی حدیثون کو اتفاق کے ساتھ اکثر بیان کرتے ہین پھر وہ شخص اُن دونون سے چند ایسی حدیثین نقل کرے جو کسی شاگرد کو ان دونون کے شاگردون مین سے معلوم نہون اور وہ شخص اور صحیح روایتون مین ان شاگردونکا شریک نہو تو اس قسم کی روایتین ایسے لوگون کی ہرگز مقبول نہونگی (بلکہ وہ منکر مردود ہونگی)

وَقَدْ شَرَحْنَا مِنْ مَذْهَبِ الْحَدِيثِ وَأَهْلِهِ بَعْضَ مَا يَتَوَجَّهُ بِهِ مَنْ أَرَادَ سَبِيلَ الْقَوْمِ وَوُفِّقَ لَهَا وَسَنَزِيدُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالَى شَرْحًا وَإِيضَاحًا فِي مَوَاضِعَ مِنَ الْكِتَابِ عِنْدَ ذِكْرِ الْأَخْبَارِ الْمُعَلَّلَةِ إِذَا أَتَيْنَا عَلَيْهَا فِي الْأَمَاكِنِ الَّتِي يَلِيقُ بِهَا الشَّرْحُ وَالْإِيضَاحُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالَى اور ہم نے بیان کیا مذہب حدیث اور اہل حدیث کا اوس قدر جو مقصود ہے اوس شخص کا جو چلنا چاہے اہل حدیث کی راہ پر اور نہ اوسکو توفیق دیجاوے چلنے کی اوسپر اور خدا چاہے تو ہم اُسکو شرح اور وضاحت سے بیان کرینگے اس کتاب کی

مقامون مین جہان وہ حدیثین آدین گی جن مین کچھ علتین ہین اون مقامون مین جہان شرح کرنا اور واضح
بیان کرنا مناسب ہوگا وَبَعْدُ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَلَوْلَا الَّذِيْ رَأَيْنَا مِنْ سُوْءِ صَنِيْعِ كَثِيْرٍ مِّمَّنْ نَّصَبَ نَفْسَهُ
مُحَدِّثًا فِيْمَا يَلْزَمُهُمْ مِنْ طَرْحِ الْاَحَادِيْثِ الضَّعِيْفَةِ وَالرِّوَايَاتِ الْمُنْكَرَةِ وَتَرْكِهِمُ الْاِقْتِصَارَ
عَلَى الْاَخْبَارِ الصَّحِيْحَةِ الْمَشْهُوْرَةِ مِمَّا نَقَلَهُ الثِّقَاتُ الْمَعْرُوْفُوْنَ بِالصِّدْقِ وَالْاَمَانَةِ بَعْدَ مَعْرِفَتِهِمْ
وَاِقْرَارِهِمْ بِاَلْسِنَتِهِمْ اَنَّ كَثِيْرًا مِّمَّا يَقْذِفُوْنَ بِهِ اِلَى الْاَغْبِيَاءِ مِنَ النَّاسِ هُوَ مُسْتَنْكَرٌ
وَمَنْقُوْلٌ عَنْ قَوْمٍ غَيْرِ مَرْضِيِّيْنَ مِمَّنْ ذَمَّ الرِّوَايَةَ عَنْهُمْ اَئِمَّةُ اَهْلِ الْحَدِيْثِ مِثْلُ مَالِكِ
بْنِ اَنَسٍ وَّشُعْبَةَ بْنِ الْحَجَّاجِ وَسُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ وَيَحْيَى بْنِ سَعِيْدِ الْقَطَّانِ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ
بْنِ مَهْدِيٍّ وَّغَيْرِهِمْ مِّنَ الْاَئِمَّةِ لَمَا سَهُلَ عَلَيْنَا الْاِنْتِصَابُ لِمَا سَاَلْتَ مِنَ التَّمْيِيْزِ وَالتَّحْصِيْلِ
وَلٰكِنْ مِّنْ اَجْلِ مَا اَعْلَمْنَاكَ مِنْ نَّشْرِ الْقَوْمِ الْاَخْبَارَ الْمُنْكَرَةَ بِالْاَسَانِيْدِ الضِّعَافِ الْمَجْهُوْلَةِ
وَقَذْفِهِمْ بِهَا اِلَى الْعَوَامِّ الَّذِيْنَ لَا يَعْرِفُوْنَ عُيُوْبَهَا خَفَّ عَلَى قُلُوْبِنَا اِجَابَتُكَ اِلَى مَا سَاَلْتَ

بعد ان سب باتون کے جو اوپر گذرین خدا تجھپر رحم کرے اگر ہم نہ دیکھتے وہ برا کام جو کر رہا ہے شخص جسنے اپنے تئین محدث بنایا ہی یعنی لازم ہی ایسے شخص کو کہ ضعیف حدیثون اور منکر روایتون کو نقل نکرے اور صرف اونہی حدیثون کو روایت کرے جو صحیح اور مشہور ہین جنکو ثقہ لوگون نے جنکی سچائی اور امانت مشہور ہے نقل کیا ہے اور وہ جانتا ہی اور اقرار کرتا ہی کہ بہت سی حدیثین جنکو وہ عام لوگون کو سناتا ہی منکر ہین اور اون لوگون سے مروی ہین جنکی مذمت حدیث کے امامون نے کی ہی جیسے مالک بن انس اور شعبہ بن حجاج اور سفیان بن عیینہ اور یحیی بن سعید القطان اور عبد الرحمن بن مہدی وغیرہم نے (یہ سب حدیث کے بڑے امام اور پیشوا ہین) البتہ ہمکو یہ تکلیف اوٹھانا تیری خواہش کے موافق جو تونے صحیح حدیثون کو جدا کرنیکی کی تہی دشوار ہوتی کیونکہ جب سب لوگ یہی عادت کرتے کہ صرف صحیح حدیثین نقل کیا کرتے تو عوام کے دہوکا کہانیکا ڈر نہوتا اور صحیح حدیثون کے جدا کرنیکی ضرورت بہی نہ پڑتی) لیکن اسی وجہ سے جو ہمنے بیان کی کہ لوگ منکر حدیثونکو ضعیف اور مجہول سندون سے بیان کیا کرتے ہین اور عوام کو سنا دیتے ہین جنکو عیبون کے پہچاننے کی لیاقت نہین تیری خواہش کا قبول کرنا ہمپر آسان ہوگیا (اس لیے کہ جس کام کی ضرورت ہوتی ہے اوسکا کرنا آسان ہوتا ہے)

باب

وُجُوْبُ الرِّوَايَةِ عَنِ الثِّقَاتِ وَتَرْكِ الْكَاذِبِيْنَ اس باب مین یہ بیان ہی کہ ہمیشہ ثقہ اور معتبر لوگون سے روایت کرنا چاہیے اور جن لوگون کا جہوٹ ثابت ہو اون سے روایت نکرنا چاہیے وَاعْلَمْ وَفَّقَكَ اللّٰهُ اَنَّ

اَلْوَاجِبُ عَلٰی کُلِّ اَحَدٍ عَرَفَ التَّمْيِيْزَ بَيْنَ صَحِيْحِ الرِّوَايَاتِ وَ سَقِيْمِهَا وَ ثِقَاتِ النَّاقِلِيْنَ لَهَا مِنَ الْمُتَّهَمِيْنَ اَنْ لَّا يَرْوِيَ مِنْهَا اِلَّا مَا عَرَفَ صِحَّةَ مَخَارِجِهٖ وَالسِّتَارَةَ فِيْ نَاقِلِيْهِ وَ اَنْ يَّتَّقِيَ مِنْهَا مَا كَانَ مِنْهَا عَنْ اَهْلِ التُّهَمِ وَالْمُعَانِدِيْنَ مِنْ اَهْلِ الْبِدَعِ **ترجمہ** جان تو خدا تجھکو توفیق دیوی جو شخص صحیح اور ضعیف حدیث مین تمیز کرنے کی قدرت رکھتا ہو اور ثقہ (معتبر) اور متہم (جن پر تہمت لگی ہو کذب وغیرہ کی) راویون کو پہچانتا ہو اوسپر واجب ہی کہ نہ روایت کرے مگر اوس حدیث کو جسکی اصل کی صحت ہو اور اسکی نقل کرنیوالے وہ لوگ ہون جنکا عیب فاش نہ ہوا ہو اور بچے اون لوگون کی روایت سے جن پر تہمت لگائی گئی ہے یا جو عناد رکہتے ہین بدعتی **ف** نووی نے کہا کہ علمانے اتفاق کیا ہی کہ جو بدعتی ایسا ہو جس کی بدعت اوسکو کفر تک پہونچادیا ہو اوسکی روایت تو بالاتفاق مقبول نہین اور جس کی بدعت کفر تک نہین پہونچی اوس کی روایت قبول کرنیمین اختلاف ہی لیکن صحیح قول یہہ ہی کہ اوسکی روایت مقبول ہی بشرطیکہ وہ روایت اوسکی بدعت کی تائید مین نہ ہو اور صحیحین وغیرہ مین بہت سی ایسے اون لوگون سے منقول ہین جو بدعت مین گرفتار تہے اصل یہہ ہی کہ جو بدعتی عناد رکہتا ہو یعنے تعصب کہ جہوٹی روایت اپنی تائید کے لیے نقل کرنا جائز رکہی جیسے روافض مین سے ایک فرقہ خطابیہ جو اپنی قوم کے فائدے کے لیے جہوٹی گواہی دینا جائز رکہتا ہے اوسکی روایت قبول نہین ہوگی اور جو بدعتی سچا ہو اور اوسکی عدالت روایت مین معلوم ہو اوسکی حدیث قبول کی جاوے گی وَالدَّلِيْلُ عَلٰی اَنَّ الَّذِيْ قُلْنَا مِنْ هٰذَا هُوَ اللَّازِمُ دُوْنَ مَا خَالَفَهٗ قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰی ذِكْرُهٗ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْۤا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًاۢ بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰی مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ وَقَالَ جَلَّ ثَنَاؤُهٗ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ وَقَالَ وَاَشْهِدُوْا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ فَدَلَّ بِمَا ذَكَرْنَا مِنْ هٰذِهِ الْاٰيِ اَنَّ خَبَرَ الْفَاسِقِ سَاقِطٌ غَيْرُ مَقْبُوْلٍ وَاَنَّ شَهَادَةَ غَيْرِ الْعَدْلِ مَرْدُوْدَةٌ اور دلیل اسپر جو ہم نے کہا ہے کہ اللہ جل جلالہ نے فرمایا اے ایمان والو اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لیکر آوے تو ہوشیار ہو جاؤ ایسا نہ ہو کہ جا پڑو کسی قوم پر نادانی سے پہر کل کو پچتاؤ اپنے کیے ہوئے پر **ف** ایک شخص کو حضرت نے بہیجا ایک قوم پر زکوٰۃ لینے کو وہ نکلی اوسکے استقبال کو اسلام سے پہلے اُس قوم مین اور اُسکی قوم مین بیر تہا یہ ڈرا کہ میرے مارنیکو نکلے اولٹا بہاگا مدینے مین آکر مشہور کر دیا کہ فلانی قوم مرتد ہو گئی حضرت اُنپر فوج بہیجتے ہین اس سے معلوم ہوا کہ شہادت فاسق کی مقبول

نہین ف دوسرے اسد تعالی نے فرمایا اور گواہ کر دو دو مردون کو یا ایک مرد اور دو عورتون کو جنکو تم پسند کرتے ہو (گواہی کے لیے یعنی جو سچی اور نیک معلوم ہون) اور فرمایا اسد تعالی نے گواہ کرو دو شخصون کو جو عادل ہون تو ان آیتون سے معلوم ہوا کہ فاسق کی بات بے اعتبار ہے اور قبول کے لائق نہین اور جو شخص عادل نہو اوسکی گواہی مردود ہے وَالْخَبَرُ وَإِنْ فَارَقَ مَعْنَاهُ مَعْنَى الشَّهَادَةِ فِي بَعْضِ الْوُجُوْهِ فَقَدْ يَجْتَمِعَانِ فِي أَعْظَمِ مَعَانِيْهِمَا إِذْ كَانَ خَبَرُ الْفَاسِقِ غَيْرَ مَقْبُوْلٍ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ كَمَا أَنَّ شَهَادَتَهُ مَرْدُوْدَةٌ عِنْدَ جَمِيْعِهِمْ اور حدیث بیان کرنے اور گواہی دینے مین اگرچہ کچھ فرق ہے مگر وہ دونون شریک ہین ایک بڑی مطلب مین جب حدیث فاسق کی مقبول نہین علما کے نزدیک جیسے گواہی فاسق کی مردود ہے سب کے نزدیک ف یہ جواب ہے ایک اعتراض کا کہ جو آیتین اوپر بیان ہوئین اون سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ فاسق کی گواہی مقبول نہین پر حدیث اوسکی مردود ہونا اون سے نہین ثابت ہوتا جواب یہ ہے کہ حدیث اور گواہی دونون درحقیقت ایک ہین اگرچہ بعضی باتون مین کچھ فرق ہے وہ فرق یہ ہے کہ گواہی مین آزادی اور مردیت اور عدد (یعنے دو گواہ) شرط ہے اور حدیث مین یہ شرط نہین تو مقبول ہے حدیث غلام اور عورت اور ایک شخص کی پر دونون مین یہ ضرور ہے کہ اسلام ہو عقل ہو بلوغ ہو عدالت ہو مروت ہو ضبط اور حفظ ہو تحمل اور ادا کے وقت (تحمل وہ وقت جب حدیث سنی یا دیکھی اور ادا وہ وقت جب اوسکو بیان کرے کسی سے اسی طرح گواہی مین ایک تحمل کا وقت ہے یعنی جب واقعہ دیکھے یا سنی اور ایک ادا کا یعنی جب قاضی کے سامنے گواہی دیوے) اندہے کی گواہی مین اختلاف ہے امام شافعی اور ایک جماعت علما کے نزدیک جائز نہین اور امام مالک اور ایک جماعت کے نزدیک جائز ہے اور حدیث اسکی بالاتفاق مقبول ہے اسیطرح بلوغ کی شرط حدیث کے ادا کے وقت ہے نہ تحمل کے وقت تو لڑکپن مین ادی جو سنی اور بلوغ کے وقت بیان کرے تو اوسکی روایت مقبول ہے اور یہی قول ہے اکثر علمار کا مگر بعضون کا یہ مذہب ہے کہ تحمل کے وقت بھی بلوغ ضرور ہے اور بعضون کا یہ قول ہے کہ بلوغ نہ تحمل کے وقت شرط ہے نہ ادا کے وقت اور یہ دونون مذہب شاذ اور جمہور علمار کے خلاف ہین (نووی) وَدَلَّتِ السُّنَّةُ عَلَى نَفْيِ رِوَايَةِ الْمُنْكَرِ مِنَ الْأَخْبَارِ كَنَحْوِ دَلَالَةِ الْقُرْآنِ عَلَى نَفْيِ خَبَرِ الْفَاسِقِ وَهُوَ الْأَثَرُ الْمَشْهُوْرُ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَدَّثَ عَنِّيْ بِحَدِيْثٍ يُرَى أَنَّهُ كَذِبٌ فَهُوَ أَحَدُ الْكَاذِبِيْنَ ترجمہ اسیطرح حدیث سے بھی یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ منکر روایت کا بیان کرنا —

(جسکے غلط ہونیکا احتمال ہو) درست نہیں جیسے قرآن سے معلوم ہوتی ہے اور وہ حدیث وہی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بشہرت منقول ہے کہ فرمایا آپ نے جو شخص مجھ سے حدیث نقل کرے اور وہ خیال کرتا ہو کہ یہ جھوٹ ہے تو وہ خود جھوٹا ہے ف یعنی گو اس نے جھوٹ نہیں بنایا پر جب اسکو خیال ہے کہ اس حدیث کی صحت کا یقین نہیں ہو سکتا تو اسکا بیان کرنا کیا ضرور ہے اگر اسپر بھی بیان کیا اور اسکا عیب ظاہر نہ کیا تو جھوٹوں میں وہ بھی شریک ہو گیا یعنی اوسپر بھی اوتنا ہی وبال ہوگا جتنا جھوٹی حدیث بنانیوالے پر امام مسلم نے اس حدیث کو مشہور کہا کیونکہ یہ حدیث مختلف الفاظ سے متعدد صحابہ سے مروی ہے بزار نے اپنی سند میں بیان کیا کہ چالیس صحابیوں سے یہ حدیث اُنہنے روایت کی ہے اور ابوبکر صیرفی نے لکھا ہے کہ وہ ساٹھ صحابیوں سے مروی ہے اور ابن منده نے کہا کہ ستاسی صحابیوں سے اور بعضوں نے کہا باسٹھ صحابیوں سے اور اون میں عشرہ مبشرہ بھی ہیں اور کوئی حدیث سوا اس حدیث کے ایسی نہیں جسکو سب عشرہ مبشرہ نے روایت کیا ہو یا ساٹھ صحابیوں سے زیادہ نے روایت کیا ہو اور بعضوں نے اس حدیث کو متواتر قرار دیا ہے اور بعضوں نے کہا کہ یہ حدیث دو سو صحابیوں سے منقول ہے اور بخاری اور مسلم دونوں نے نقل کیا اس حدیث کو۔ اس حدیث سے کئی باتیں معلوم ہوتی ہیں ایک یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے جیسے آگے کی روایتوں میں ہے کہ جو ایسا کرے گا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لیا تو معلوم ہوا کہ وہ ضرور جہنم میں جاوے گا۔ پھر اگر مومن ہے تو جہنم سے نکلیگا کیونکہ اہلسنت کا اتفاق ہے کہ موحد ہمیشہ جہنم میں نہ رہے گا اگرچہ کتنا ہی گنہگار ہو دوسرے یہ کہ جس حدیث کے جھوٹ ہونیکا ظن ہو اُسکو نقل کرنا بھی درست نہیں پر جب اوسکے ساتھ یہ بات بھی کہہ دے یا لکھدے کہ یہ حدیث منکر ہے یا ضعیف ہے یا اس میں یہ علت ہے تو درست ہے اور جائز ہے محدثین کے نزدیک اس لیے کہ محدثین نے اپنی کتابوں میں تمام قسم کی حدیثوں کو بیان کیا ہے یہانتک کہ موضوعات کو بھی تیسرے یہ کہ اگر نقل کرنے والے کی خیال میں غلطی ہو یعنے وہ جھوٹی حدیث کو صحیح سمجھ کر بیان کرے تو اسپر گناہ نہیں جیسے حاکم اور ابن ماجہ نے بعضی حدیثوں کو صحیح خیال کرکے روایت کیا ہے چوتھے یہ کہ ہر قسم کی حدیث خواہ احکام میں ہو خواہ فضائل یا اخلاق میں سب میں یہی حکم ہے اور کرامیہ کے نزدیک فضائل اور اخلاق میں حدیث بنا لینا درست ہے اور یہ اونکی انتہا سے جہالت ہے (نووی مع زیادہ)

باب

تَغْلِیظِ الْکَذِبِ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ

باندھنا کتنا بڑا گناہ ہے **عن** المغيرة بن شعبة و سمرة بن جندب قالا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ذلك **ترجمہ** امام مسلم نے اپنی اسناد سے روایت کیا سمرہ بن جندب اور مغیرہ بن شعبہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا (یعنی وہی حدیث جو اوپر گذری کہ جو شخص مجھسے حدیث نقل کرے اور وہ سمجھتا ہو کہ یہہ جھوٹ ہے تو وہ خود جھوٹا ہے **عن** ربعي بن حراش انه سمع عليا يخطب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تكذبوا علي فانه من يكذب علي يلج النار **ترجمہ** ربعی بن حراش سے روایت ہے اوس نے سنا حضرت علی سے وہ خطبہ پڑھ رہے تھے کہتے تھے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مت جھوٹھہ باندھو میری اوپر جو کوئی میرے اوپر جھوٹھہ باندھے گا وہ جہنم میں جاویگا **ف** یعنی لائق ہو گیا جہنم میں جانے کے اب اگر خدا معاف کر دیوے تو جہنم سے چھٹکارا ہو سکتا ہے جیسے سب کبیرہ گناہوں میں ہے بعضوں نے کہا یہ بد دعا ہے جھوٹھی حدیث بنانیوالے کے لیے یعنی خدا اوسکو جہنم میں داخل کرے **عن** انس بن مالك انه قال انه ليمنعني ان احدثكم حديثا كثيرا ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من تعمد علي كذبا فليتبوأ مقعده من النار **ترجمہ** انس بن مالک سے روایت ہے انہوں نے کہا مجھے بہت حدیثیں بیان کرنے سے یہی بات روکتی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی جو شخص مجھپر قصداً جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لیوے **عن** ابي هريرة رض قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من كذب علي متعمدا فليتبوأ مقعده من النار **ترجمہ** ابوہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھپر قصداً جھوٹ بناوے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لیوے **عن** علي بن ربيعة الوالبي قال اتيت المسجد والمغيرة امير الكوفة قال فقال المغيرة سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان كذبا علي ليس ككذب على احد فمن كذب علي متعمدا فليتبوأ مقعده من النار **ترجمہ** علی بن ربیعہ والبی سے روایت ہے انہوں نے کہا میں مسجد میں آیا اور اون دنوں مغیرہ بن شعبہ کوفہ کے حاکم تھے تو مغیرہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے میرے اوپر جھوٹ باندھنا ایسا نہیں ہے جیسے اور کسی پر جھوٹ باندھنا (کیونکہ اور کسی پر جھوٹ باندھنے سے جھوٹ بولنے والے کا نقصان ہوگا یا جسپر جھوٹ باندھا اوسکا ہی یا اور دو تین آدمیوں کا سہی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنے سے ایک عالم گمراہ ہوگا اور دینا نقصان پہنچیگا) پھر جو کوئی شخص مجھپر جھوٹ باندھے وہ

اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لیوے عن المغیرۃ بن شعبۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمثلہ وقال
ان کذبا علی لیس ککذب علی احد ترجمہ مغیرہ بن شعبہ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی
ہے اس میں یہ بھی ہے کہ میرے اوپر جھوٹ باندھنا ایسا نہیں ہے جیسے دوسرے کسی پر جھوٹ باندھنا۔

باب النہی عن الحدیث بکل ما سمع جو بات سنے اوسکو کہہ دینا (بغیر تحقیق کیے ہوئے) منع ہے

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفی بالمرء کذبا
ان یحدث بکل ما سمع ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کافی ہے آدمی کے جھوٹے ہونے کے لیے یہ بات کہ جو سنے اسکو بیان کرے ف بغیر تحقیق اور تنقیح
کے اس لیے کہ جھوٹ کہتے ہیں خلاف واقع بیان کرنے کو پھر اگر عمداً ایسا امر کرے تو گنہگار ہوگا ورنہ گنہگار
نہ ہوگا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ عادت جو سنے کہہ ڈالے بُری ہے بلکہ تحقیق کرنا ضرور ہے کہ یہ خبر سچ ہے
یا جھوٹھ جب سچائی کا یقین ہو اوس وقت اگر موہنہ سے نکالے تو برا نہیں عن ابی ھریرۃ رضی اللہ
عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمثل ذلک ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت
بھی ویسی ہے عن ابی عثمان النھدی قال قال عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بحسب
المرء من الکذب ان یحدث بکل ما سمع ترجمہ ابوعثمان نہدی سے روایت ہے حضرت عمرؓ
نے کہا کافی ہے آدمی کو اتنا جھوٹ کہ کہہ ڈالے جو بات سنے عن ابن وھب قال قال لی مالک
اعلم انہ لیس یسلم رجل حدث بکل ما سمع ولا یکون اماما ابدا وھو یحدث بکل ما
سمع ترجمہ ابن وہب سے روایت ہے امام مالک رہ نے مجھ سے کہا جان تو اس بات کو جو شخص کہہ ڈالے جو سنے
وہ بچ نہیں سکتا (جھوٹ سے) اور کبھی وہ شخص امام (پیشوا) نہیں ہو سکتا جو بیان کرے ہر ایک بات
کو جسکو وہ سنے عن عبد اللہ قال بحسب المرء من الکذب ان یحدث بکل ما سمع ترجمہ
عبداللہ بن مسعود رضہ سے روایت ہے اونہوں نے کہا کافی ہے آدمی کو اتنا جھوٹ کہ جو سنے وہ کہہ دے
عن عبد الرحمن بن مھدی یقول لا یکون الرجل اماما یقتدی بہ حتی یمسک
عن بعض ما سمع ترجمہ عبدالرحمن بن مہدی (جو حدیث کے بڑے امام ہیں) اُنہوں نے کہا آدمی
کبھی امام نہیں ہو سکتا (یعنے اس لائق کہ لوگ اوسکی پیروی کریں جب تک کہ وہ نہ کہے بعضی باتوں کو
جنکو اُس نے سنا ہو اس خیال سے کہ شاید یہ باتیں غلط ہوں تو میرا جھوٹ ثابت ہوگا عن

سُفْیَانَ بْنِ حُسَیْنٍ قَالَ سَأَلَنِی اِیَاسُ بْنُ مُعَاوِیَۃَ فَقَالَ اِنِّیْ اَرَاکَ قَدْ کَلِفْتَ بِعِلْمِ الْقُرْاٰنِ فَاقْرَأْ عَلَیَّ سُوْرَۃً وَّفَسِّرْ ھَا حَتّٰی اَنْظُرَ فِیْمَا عَلِمْتَ قَالَ فَفَعَلْتُ فَقَالَ لِیْ اِحْفَظْ عَلَیَّ مَا اَقُوْلُ لَکَ اِیَّاکَ وَالشَّنَاعَۃَ فِی الْحَدِیْثِ فَاِنَّہٗ قَلَّمَا حَمَلَھَا اَحَدٌ اِلَّا ذَلَّ فِیْ نَفْسِہٖ وَکُذِّبَ فِیْ حَدِیْثِہٖ ترجمہ سفیان بن حسین سے روایت ہی مجہسے ایاس بن معاویہ نے کہا مین دیکھتا ہون تم بہت محنت کرتے ہو قرآن کے حاصل کرنے مین (یعنے علم تفسیر مین) تو ایک سورت پڑہو میرے سامنے پہر اُسکا مطلب بیان کرو تاکہ مین دیکہون تمہارا علم سفیان نے کہا مین نے ایسا ہی کیا ایاس نے کہا یاد رکہو جو مین کہتا ہون تجہ سے بچے رہو شناعت سے حدیث مین (شناعت کے معنے قباحت یعنے ایسی حدیثین نقل کرنا کہ لوگ انہین برا سمجہین اور جہوٹا جانین) کیونکہ جس نے شناعت کو اختیار کیا وہ خود بہی ذلیل ہوا اور دوسرون نے بہی اُسکو جہٹلایا (یعنے اسکا اعتبار جاتا رہا اب سچی بات بہی اُسکی جہوٹی سمجہی جاتی ہے عَنْ عَبْدِ اللہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ مَا اَنْتَ بِمُحَدِّثٍ قَوْمًا حَدِیْثًا لَا تَبْلُغُہٗ عُقُوْلُھُمْ اِلَّا کَانَ لِبَعْضِھِمْ فِتْنَۃً عبد اللہ بن مسعود نے کہا جب تو لوگون سے ایسی حدیث بیان کرے جو اُن کی عقل مین نہ آوے تو بعض لوگون کے لیے اوس مین فتنہ ہوگا (یعنے وہ گمراہ ہو جاوینگے اسی لیے ہر شخص سے اوسکی عقل کے موافق بات کرنا چاہیے

بَابُ النَّھْیِ عَنِ الرِّوَایَۃِ عَنِ الضُّعَفَاءِ وَالْاِحْتِیَاطِ فِیْ تَحَمُّلِھَا

ضعیف لوگون سے روایت کرنا منع ہے اور روایت کو تحمل کے وقت احتیاط کرنا چاہیے بعضے نسخون مین اس باب کو یون لکہا ہے بَابٌ فِی الضُّعَفَاءِ وَالْکَذَّابِیْنَ وَمَنْ تَرْغَبُ عَنْ حَدِیْثِھِمْ یعنی باب ضعفا اور کذابین یعنے جہوٹون کے بیان مین اور جن کی حدیث سے نفرت کرنا چاہیے عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنْ رَّسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ سَیَکُوْنُ فِیْ اٰخِرِ اُمَّتِیْ اُنَاسٌ یُّحَدِّثُوْنَکُمْ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَا اٰبَاؤُکُمْ فَاِیَّاکُمْ وَاِیَّاھُمْ ترجمہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے اخیر امت مین ایسے لوگ پیدا ہونگے جو تم سے وہ حدیثین بیان کرینگے جنکو نہ تم نے سنا نہ تمہارے باپ دادا نے تو اون سے بچے رہنا (یعنے اون کے فریب مین نہ آنا اور حدیث کو اچہی طرح سے جانچ لینا اب اس زمانے مین بہی بہت سے جاہل فقیر ادہر اودہر کے گئے گذرے ملا اپنی بات جمانے کے لیے حدیثین بے سند نقل کرتے ہین اون کا اعتبار نکرنا چاہیے جب تک وہ حدیث صحیح کتابون مین نہ ملے اللہ کے فضل سے اب صحاح ستہ کا ترجمہ

ترتیب بانجام ہے عوام لوگون کو بہی یہ کتابین فائدہ دیسکتی ہین) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ
عَنْهُ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَكُوْنُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ
یَاْتُوْنَكُمْ مِنَ الْاَحَادِیْثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَا اٰبَاؤُكُمْ فَاِیَّاكُمْ وَاِیَّاهُمْ لَا یُضِلُّوْنَكُمْ
وَلَا یَفْتِنُوْنَكُمْ ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اخیر زمانے
مین دجّال (یعنی جہوٹ کو سچ بنانے والے) اور کذّاب یعنی جہوٹ بولنے والے پیدا ہونگے وہ حدیثین تمکو
سناوینگے جو تمہارے باپ دادانے نہ سنی ہون گی تو بچے رہنا اون سے ایسا نہ ہو وہ تمکو گمراہ کردین اور
آفت مین ڈالدین عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ اِنَّ الشَّیْطَانَ لَیَتَمَثَّلُ فِیْ صُوْرَةِ
الرَّجُلِ فَیَاْتِی الْقَوْمَ فَیُحَدِّثُهُمْ بِالْحَدِیْثِ مِنَ الْكَذِبِ فَیَتَفَرَّقُوْنَ فَیَقُوْلُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ
سَمِعْتُ رَجُلًا اَعْرِفُ وَجْهَهٗ وَلَا اَدْرِیْ مَا اسْمُهٗ یُحَدِّثُ ترجمہ عامر بن عبدہ سے روایت
ہے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا شیطان ایک مرد کے صورت بنکر لوگون کے پاس آتا ہے
پہر اُن سے جہوٹی حدیث بیان کرتا ہے جب لوگ اوس جگہہ سے جدا ہوجاتے ہین تو ایک شخص اون مین سے کہتا ہے
مین نے سنا ایک شخص سے جس کی صورت مین پہچانتا ہون لیکن نام نہین جانتا وہ ایسا بیان کرتا تہا۔
عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اِنَّ فِی الْبَحْرِ شَیَاطِیْنَ مَسْجُوْنَةً اَوْثَقَهَا
سُلَیْمَانُ یُوْشِكُ اَنْ تَخْرُجَ فَتَقْرَاَ عَلَی النَّاسِ قُرْاٰنًا ترجمہ عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے روایت
ہے انہون نے کہا دریا مین یعنے سمندر مین بہت شیطان ہین جنکو قید کیا ہے حضرت سلیمان علیہ السلام
نے قریب ہے کہ وہ نکلین اور لوگون کو قرآن سناوین عَنْ طَاوٗسٍ قَالَ جَاءَ هٰذَا اِلَی ابْنِ عَبَّاسٍ
یَعْنِیْ بُشَیْرَ بْنَ كَعْبٍ فَجَعَلَ یُحَدِّثُهٗ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ عُدْ لِحَدِیْثِ كَذَا وَكَذَا فَعَادَ لَهٗ
ثُمَّ حَدَّثَهٗ فَقَالَ لَهٗ عُدْ لِحَدِیْثِ كَذَا وَكَذَا فَعَادَ لَهٗ فَقَالَ لَهٗ مَا اَدْرِیْ اَعَرَفْتَ حَدِیْثِیْ
كُلَّهٗ وَاَنْكَرْتَ هٰذَا اَمْ اَنْكَرْتَ حَدِیْثِیْ كُلَّهٗ وَعَرَفْتَ هٰذَا فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ اِنَّا كُنَّا
نُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذْ لَمْ یَكُنْ یُكْذَبُ عَلَیْهِ فَلَمَّا رَكِبَ النَّاسُ
الصَّعْبَ وَالذَّلُوْلَ تَرَكْنَا الْحَدِیْثَ عَنْهُ ترجمہ طاؤس سے روایت ہے بشیر بن کعب ابن عباس
پاس آئے اور ان سے حدیثین بیان کرنے لگے ابن عباس نے کہا فلانی حدیث پہر بیان کر انہون نے
دوبارہ بیان کی اور کہا مجہے معلوم نہین ہوتا تم نے سب حدیثین میری پہچانین اور اسی کو منکر سمجہا

نہر حدیثین کرنے لگے ابن عباس نے کہا فلانی حدیث پہر بیان کر انہون پہر دوبارہ بیان کیا

یا سب حدیثون کو منکر سمجہا اور اسی حدیث کو پہچانا ابن عباس نے اون سے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے حدیث نقل کیا کرتے تہے جب آپ پر جہوٹ نہین باندہا جاتا تہا پہر جب لوگ بری اور اچہی راہ چلنے لگے
(یعنے سب قسم کی حدیثین صحیح اور غلط نقل کرنے لگے) تو ہم نے حدیث بیان کرنا چہوڑ دیا **عن**
ابن عباس قال انما کنا نحفظ الحدیث والحدیث یحفظ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فاما اذ رکبتم کل صعب وذلول فہیہات **ترجمہ** ابن عباس سے روایت ہے ہم حدیث یاد
کیا کرتے تہے اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد کرنا چاہیے لیکن جب تم بری اور اچہے ہر طرح کی
راہ چلنے لگے تو اب اعتبار جاتا رہا اور دور ہو گیا **عن** مجاہد قال جاء بشیر بن کعب العدوی
الی ابن عباس فجعل یحدث ویقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجعل ابن عباس لا یاذن لحدیثہ ولا ینظر الیہ فقال یا ابن عباس
مالی لا اراک تسمع لحدیثی احدثک عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا تسمع فقال ابن
عباس انا کنا مرۃ اذا سمعنا رجلا یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابتدرتہ
ابصارنا واصغینا الیہ باذاننا فلما رکب الناس الصعبۃ والذلول لم ناخذ من الناس الا
ما نعرف **ترجمہ** مجاہد سے روایت ہے بشیر بن کعب عدوی ابن عباس پاس آئے او حدیث بیان کرنے لگے
اور کہنے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یون فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یون فرمایا ہے
ابن عباس نے کان نہ رکہا اون کیطرف نہ دیکہا اونکو بشیر بولے اے ابن عباس تمکو کیا ہوا جو میری بات
نہین سنتے مین حدیث بیان کرتا ہون رسول اللہ علیہ وسلم سے اور تم نہین سنتے ابن عباس نے کہا کہ ایک
وہ وقت تہا جب ہم کسی شخص سے سنتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یون فرمایا تو اوسی وقت اوسطرف
دیکہتے اور کان اپنے لگا دیتے پہر جب لوگ بری اور اچہی راہ چلنے لگے (یعنے غلط روایتین شروع ہو گیئن)
تو ہم نے لوگون سے سننا چہوڑ دیا مگر جس حدیث کو ہم پہچانتے ہین (اور ہم کو صحیح معلوم ہوتی ہے تو اوسکو
سن لیتے ہین) **عن** ابن ابی ملیکۃ قال کتبت الی ابن عباس اسالہ ان یکتب لی کتابا
ویخفی عنی فقال ولد ناصح انا اختار لہ الامور اختیارا واخفی عنہ قال فدعا بقضاء علی
فجعل یکتب منہ اشیاء ویمر بہ الشیء فیقول واللہ ما قضی بہذا علی الا ان یکون ضل
ترجمہ ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے مین نے ابن عباس کو لکہا کہ میرے لیے ایک کتاب لکہدو اور چہپا لو

(اون باتون کو جن مین کلام ہے تاکہ جہگڑا نہ ہو ابن عباس نے کہا لڑکا اچھی نصیحت کرتا ہی (یعنے ابن ابی ملیکہ کو کہا) مین اسکے لیے چنون گا باتونکو اور چہپالون گا (جو چہپانے کی باتین ہین) **ف** یہ ترجمہ جب ہی کہ اس روایت مین نخفی اور اخفی خاے معجمہ سے ہو جیسا اکثر نسخون مین ہے اور بعضی نسخون مین یہ دونون لفظ حاے حطی سے ہین اوس صورت مین ترجمہ یون ہوگا۔ کہ کم کرین اون باتونکو جو کمی کے قابل ہین یعنے بہت لنبی کتاب نہ لکہین مختصر لکہین اور ابن عباس نے بہی ایسا ہی کہا کہ کم کرونگا مین یا عنی معنون مین علی کے ہے یعنی مین نے یہ خواہش کی کہ خوب اچھی طرح لکہین اور ابن عباس نے بہی ایسا ہی کہا کہ مین خوب انتخاب کرونگا حدیثون کو اور اچھی طرح اسکو لکہون گا **ف** پہر انہون نے حضرت علی کے فیصلون کو منگوایا اون مین سے کچہ باتین لکہنی لگے اور بعضی فیصلون کو دیکہکر کہتے تہی کہ قسم خدا کی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایسا فیصلہ نہین کیا اگر کیا ہو تو وہ بہٹک گئی (یعنے اون سے غلطی ہوئی) **ف** جب حضرت علی جو خلفای راشدین مین سے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے عزیز اور ساتہی اور علم کے دریا تہے اون کے فیصلون مین غلطی ہو تو اور عالمون اور مولویون کے سب حکم کیونکر صحیح ہوسکتے ہین۔ بعضون نے کہا مطلب ابن عباس کا یہ ہے کہ روایت غلط ہے اور حضرت علی گمراہ نہ تہے تو اونہون نے یہ فیصلہ کیونکر کیا ہوگا **عَنْ** طَاوُسٍ قَالَ اُتِیَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِکِتَابٍ فِیْہِ قَضَاءُ عَلِیٍّ رض فَمَحَاہُ اِلَّا قَدْرَ وَاَشَارَ سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَۃَ بِذِرَاعِہٖ **ترجمہ** طاوس سے روایت ہی ابن عباس پاس حضرت علی کے فیصلون کی کتاب آئی انہون نے اسکو سب کو میٹ دیا مگر ایک ہاتہہ کے برابر رہنے دیا (جو فیصلہ صحیح تہا اس لیے کہ ان کو معلوم ہوا کہ روایت ان فیصلون کی ٹہیک نہین **عَنْ** اَبِیْ اِسْحَاقَ قَالَ لَمَّا اَحْدَثُوْا تِلْکَ الْاَشْیَاءَ بَعْدَ عَلِیٍّ رض قَالَ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ عَلِیٍّ رض قَاتَلَھُمُ اللّٰہُ اَیَّ عِلْمٍ اَفْسَدُوْا **ترجمہ** ابو اسحاق نے کہا جب لوگون نے ان باتون کو حضرت علی رض کے بعد نکالا (یعنے جہوٹی جہوٹی روایتین اون سے شائع کین) تو حضرت علی رض کے ایک رفیق بولے خدا انکو تباہ کرے یا اونپر لعنت کرے کیسا علم کو بگاڑا (یعنے لوگون کو گمراہ کیا اور حدیث کے علم کو ستیاناس کیا) **عَنْ** اَبِیْ بَکْرِ بْنِ عَیَّاشٍ قَالَ سَمِعْتُ الْمُغِیْرَۃَ یَقُوْلُ لَمْ یَکُنْ یُّصَدَّقُ عَلٰی عَلِیٍّ فِی الْحَدِیْثِ عَنْہُ اِلَّا مِنْ اَصْحَابِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ **ترجمہ** ابو بکر بن عیاش سے روایت ہے مین نے مغیرہ سے سنا وہ کہتے تہے حضرت علی سے جو لوگ روایت کرتے تہے اونکی روایت سچی نمانی جاتی

جب تک عبداللہ بن مسعود کے ساتھی اوس کی تصدیق نہ کرتے **باب فِي أَنَّ الْإِسْنَادَ مِنَ الدِّينِ** اس باب مین یہ بیان ہے کہ سند بیان کرنا حدیث کی ضرور ہے اور وہ دین مین داخل ہے

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ إِنَّ هٰذَا الْعِلْمَ دِينٌ فَانْظُرُوا عَمَّنْ تَأْخُذُونَ دِينَكُمْ ترجمہ محمد بن سیرین (جو مشہور تابعی ہین) نے کہا یہ علم دین کا ہے تو دیکھو کس شخص سے تم دین حاصل کرتے ہو (یعنی ہر شخص کا اس مین اعتبار نکرو جو سچا اور دین دار اور معتبر ہو اوسی سے علم دین حاصل کرنا ضرور ہے)

عَنِ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ لَمْ يَكُونُوا يَسْأَلُونَ عَنِ الْإِسْنَادِ فَلَمَّا وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ قَالُوا سَمُّوا لَنَا رِجَالَكُمْ فَيُنْظَرُ إِلَى أَهْلِ السُّنَّةِ فَيُؤْخَذُ حَدِيثُهُمْ وَيُنْظَرُ إِلَى أَهْلِ الْبِدَعِ فَلَا يُؤْخَذُ حَدِيثُهُمْ ابن سیرین نے کہا پہلی زمانے مین کوئی حدیث بیان کرتا تو اوس سے سند نہ پوچھتے پھر جب فتنہ پھیلا (یعنے گمراہی شروع ہوئی اور بدعتین یہ رفض اور خوارج اور مرجئہ اور قدریہ کی شائع ہوئین) تو لوگون نے کہا اب اپنی اپنی سند بیان کرو دیکھین گے اگر روایت کرنے والے اہل سنت مین تو قبول کرینگے روایت اونکی اور جو بدعتی ہین تو نہ قبول کرین گے روایت اون کی **عَنْ** سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى قَالَ لَقِيتُ طَاوُسًا فَقُلْتُ حَدَّثَنِي فُلَانٌ كَيْتَ وَكَيْتَ قَالَ إِنْ كَانَ مَلِيًّا فَخُذْ عَنْهُ ترجمہ سلیمان بن موسی نے کہا مین طاوس سے ملا اور مین نے کہا فلان شخص نے مجھ سے حدیث بیان کی ایسی اور ویسی انہون نے کہا اگر وہ معتبر ہے (یعنے اوسکی دیانت اور امانت پر بھروسا ہو سکتا ہے جیسے مالدار خوش معاملہ کی بات کا اعتبار ہوتا ہے) تو اوس سے روایت کر حدیث کو **عَنْ** سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى قَالَ قُلْتُ لِطَاوُسٍ إِنَّ فُلَانًا حَدَّثَنِي بِكَذَا وَكَذَا فَقَالَ إِنْ كَانَ صَاحِبُكَ مَلِيًّا فَخُذْ عَنْهُ ترجمہ وہی جو گذرا **عَنْ** أَبِي الزِّنَادِ قَالَ أَدْرَكْتُ بِالْمَدِينَةِ مِائَةً كُلُّهُمْ مَأْمُونٌ مَا يُؤْخَذُ عَنْهُمُ الْحَدِيثُ يُقَالُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِهِ ترجمہ ابو الزناد (جنکا نام عبد اللہ بن ذکوان ہے اور وہ امام تھے حدیث کے) نے کہا مین نے مدینہ مین سو شخصون کو پایا سب اچھے تھے مگر اون سے حدیث کی روایت نہین کرتے تھے لوگ کہتے تھے وہ اس لائق نہین ہین **ف** یعنے اگرچہ وہ لوگ دیندار تھے مگر حدیث مقبول ہونے کے لیے اور شرطین بھی ضرور ہین جیسے حفظ اور اتقان اور معرفت فقط زہد اور ریاضت کافی نہین اس لیے اون سے روایت نہین کرتے تھے **عَنْ** سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ يَقُولُ لَا يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا الثِّقَاتُ ترجمہ سعد

مَلِيئًا

بن ابراہیم نے کہا نہین حدیث قبول کی جاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مگر ثقہ لوگون کی (جنز کی روایت پر بہروسا ہو سکتا ہے) **عن** عبد اللہ بن المبارک یقول الاسناد من الدین ولولا الاسناد لقال من شاء ما شاء **ترجمہ** عبد اللہ بن مبارک کہتے تھے اسناد دین مین داخل ہے اور اگر اسناد نہوتا تو ہر شخص جو چاہتا کہہ ڈالتا (اور اپنی بات چلا دیتا) **عن** عبد اللہ یقول بیننا وبین القوم القوائم یعنی الاسناد **ترجمہ** عبد اللہ بن مبارک نے کہا ہمارے اور لوگون کے درمیان پائے ہین یعنے اسناد (جیسے جانور بغیر پانون کے تہم نہین سکتا ویسے ہی حدیث بغیر اسناد کے جم نہین سکتی) **عن** ابی اسحاق ابراهیم بن عیسى الطالقانی قال قلت لعبد اللہ بن المبارک یا ابا عبد الرحمن الحدیث الذی جاء ان من البر بعد البر ان تصلی لابویك مع صلوتك وتصوم لهما مع صومك قال فقال له عبد اللہ یا ابا اسحاق عمن هذا قال قلت له هذا من حدیث شهاب بن خراش قال ثقة عمن قال قلت عن الحجاج بن دینار قال ثقة عمن قال قلت قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال یا ابا اسحاق ان بین الحجاج بن دینار وبین النبی صلی اللہ علیه وسلم مفاوز تنقطع فیها اعناق المطی ولکن لیس فی الصدقة اختلاف **ترجمہ** ابو اسحاق نے (جنکا نام ابراہیم بن عیسی طالقانی ہے) کہا مین نے عبد اللہ بن مبارک سے کہا اے ابو عبد الرحمن یہ حدیث کیسی ہے جو روایت کی گئی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نیکی کے بعد دوسری نیکی یہ ہے کہ تو نماز پڑہے اپنی مان باپ کے لیے اپنی نماز کے بعد اور روزہ رکہے اون کے لیے اپنے روزے کے ساتہہ انہون نے کہا ای ابو اسحاق یہ حدیث کون روایت کرتا ہے مین نے کہا شہاب بن خراش انہون نے کہا وہ تو ثقہ ہے پہر اونہون نے کہا وہ کس سے روایت کرتا ہے مین نے کہا حجاج بن دینار سے اونہون نے کہا وہ بھی ثقہ ہے پہر انہون نے کہا وہ کس سے روایت کرتا ہے مین نے کہا وہ کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا عبد اللہ نے کہا ای ابو اسحاق ابہی تو حجاج سے لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک اتنی بڑے بڑے جنگل باقی ہین کہ اون کو طی کرنے سے لیے اونٹون کی گردنین تہک جاوین البتہ صدقہ دینے مین کسی کا خلاف نہین **ف** یعنے حجاج تو تبع تابعین مین سے ہے تو ادنے درجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک دو راوی اور ہونگے جنکا پتہ نہین پہر حدیث منقطع ہوئی اور وہ کیونکر قبول ہو سکتی

ہے بڑے بڑے جنگلون سے یہی غرض ہے کہ کئی راوی جہوٹ کہے ہین جنکا معلوم ہونا ضرور ہے تو حدیث قابل
اعتبار کی نہ ٹہری مگر جسکا جی چاہے اپنے والدین کیطرف سے خیرات کرے تو اُسکا ثواب سب علمار کے نزدیک پہنچیگا
گا کیونکہ صدقہ کا ثواب میت کو بالاتفاق پہونچتا ہے البتہ نماز روزہ اور عبادات بدنیہ مین اختلاف ہے تو شافعی
اور جمہور علمار کا مذہب یہہ ہے کہ ان چیزون کا ثواب میت کو نہین پہونچیگا مگر جس صورت مین میت پر روزے
واجب ہون اور اُسکا وارث اوس کیطرف سے قضا کر لیوے تو ادا ہو جاوینگے اور ایک قول یہ ہے کہ ادا ہو
اور ایک جماعت علما کا مذہب یہ ہے کہ میت کو تمام قسم کی عبادات کا ثواب پہونچ سکتا ہے جیسے نماز روزہ دعا
تلاوت قرآن وغیرہ اور عطار بن ابی رباح اور اسحاق بن راہویہ کا یہی قول ہے (نووی) **باب**
الْكَشْفِ عَنْ مَعَايِبِ رُوَاةِ الْحَدِيثِ وَنَاقِلِي الْأَخْبَارِ وَقَوْلِ الْأَئِمَّةِ فِي ذَٰلِكَ یہ باب اس بیان
مین ہے کہ حدیث کے راویون کا عیب بیان کرنا درست ہے اور وہ غیبت مین داخل نہین کیونکہ دین کی ضرورت
ہے جیسے گواہون کا حال بیان کرنا درست ہے اور حدیث کے امامون نے ایسا کیا ہے **عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ
الْمُبَارَكِ** يَقُولُ عَلَى رُءُوسِ النَّاسِ دَعُوا حَدِيثَ عَمْرِو بْنِ ثَابِتٍ فَإِنَّهُ كَانَ يَسُبُّ السَّلَفَ **ترجمہ**
عبداللہ بن مبارک لوگون کے سامنے کہتے تہے چہوڑ دو روایت کرنا عمرو بن ثابت سے کیونکہ وہ برا کہتا تہا اگلے
بزرگون کو **عَنْ** أَبِي عَقِيلٍ صَاحِبِ بُهَيَّةَ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ الْقَاسِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَيَحْيَى
بْنِ سَعِيدٍ فَقَالَ يَحْيَى لِلْقَاسِمِ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ إِنَّهُ قَبِيحٌ عَلَى مِثْلِكَ عَظِيمٌ أَنْ تُسْأَلَ عَنْ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ
هٰذَا الدِّينِ فَلَا يُوجَدُ عِنْدَكَ مِنْهُ عِلْمٌ وَلَا فَرَجٌ أَوْ عِلْمٌ وَلَا مَخْرَجٌ فَقَالَ لَهُ الْقَاسِمُ وَعَمَّ ذَاكَ
قَالَ لِأَنَّكَ ابْنُ إِمَامَيْ هُدًى ابْنُ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ يَقُولُ لَهُ الْقَاسِمُ أَقْبَحُ مِنْ
ذَاكَ عِنْدَ مَنْ عَقَلَ عَنِ اللّٰهِ أَنْ أَقُولَ بِغَيْرِ عِلْمٍ أَوْ آخُذَ عَنْ غَيْرِ ثِقَةٍ قَالَ فَسَكَتَ فَمَا أَجَابَهُ
ترجمہ ابو عقیل (یحییٰ بن متوکل ضریر مدنی) سے روایت ہے جو صاحب تہا بہیہ کا (بہیہ ایک عورت کا
نام ہے جو حضرت عائشہ سے روایت کرتی ہے ابو عقیل اوسکے مولے تہے) کہ مین قاسم بن عبید اللہ بن عبد اللہ
بن عمر رضہ پاس بیٹہا تہا اور وہان یحییٰ بن سعید بہی تہے تو یحییٰ نے قاسم سے کہا اے ابو محمد تمہارے ایسے
آدمی کے لیے یہ بات بہت بری ہے کہ تم سے دین کا مسئلہ کوئی پوچہا جاوے پہر تمکو اُسکا علم نہ ہو نہ اُسکا
جواب قاسم نے کہا کس وجہ سے یحییٰ نے کہا اس وجہ سے کہ تم بیٹے ہو دو بڑے بڑے رہنما امامون کے یعنی ابو بکر
صدیق اور عمر رضی اللہ عنہما کے (قاسم ابو بکر صدیق کے نواسے اور حضرت عمر کے پوتے تہے کیونکہ قاسم کی

عمرو بن ثابت

مان ام عبید اللہ ہین جو بیٹے ہین قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق کی) قاسم نے کہا اس سے بہی زیادہ یہ بات بُری ہے اُس شخص کے نزدیک جس کو خدا نے عقل عنایت فرمائی ہے کہ مین کہون ایک بات اور اس کا مجہے علم نہو یا مین اس شخص سے روایت کرون جو معتبر نہ ہو یہہ سُنکر یحیی چپ ہو رہے اور کچہ جواب نہ دیا **ف** یحیی سنے قاسم کو غیرت دلائی کہ تمہارے دادا اور نانا اتنے بڑے امام تہے دین کے تم انہی کے نواسے اور پوتے ہو تمکو بہی چاہیے کہ علم خوب حاصل کرو اور حدیثین بہت جمع کرو کہ ہر ایک مسئلہ کا جواب تمہارے پاس ہو لیکن قاسم سنے وہ جواب دیا کہ یحیی کو سوائے سکوت کے کچہ نہ بن پڑا تہوڑا علم جو ضبط اور اتقان کے ساتہہ ہو طوفان بے تمیزی سے بہتر ہے اور ہر ایک مسئلہ کا جواب توکسی سے ممکن نہین ہُوا بڑے بڑے مجتہدین اور علما نے بہتیرے مسائل مین سکوت کیا ہے۔ اس روایت مین یحیی بن متوکل جس کی کنیت ابو عقیل ہے ضعیف ہے جرح کیا ہے اوسپر یحیی بن معین اور علی بن مدینی اور عمرو بن علی اور عثمان بن سعید دارمی اور ابن عمار اور نسائی نے پہر مسلم نے جو اُس سے روایت کیا اس کا جواب دو طرح پر ہے ایک یہ کہ مسلم کے نزدیک شاید یہ راوی ثقہ ہو کیونکہ جنہون نے جرح کیا ہے وہ مبہم ہے اور جب تک جرح کی وجہ بیان نکیجاوے تو وہ قبول کے لائق نہین دوسرے یہ کہ مسلم نے اس روایت کو بطور امداد اور استشہاد کے بیان کیا ہے اور وہ مقصود بالذات نہین (نووی) **عن** اَبِیْ عَقِیْلٍ صَاحِبِ بُهَيَّةَ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ الْقَاسِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَيَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ فَقَالَ يَحْيَى لِلْقَاسِمِ

بُهَيَّةَ اَنَّ اَبْنَاءَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ سَاَلُوْهُ عَنْ شَيْءٍ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ فِيْهِ عِلْمٌ فَقَالَ لَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاُعْظِمُ اَنْ يَكُوْنَ مِثْلُكَ وَاَنْتَ ابْنُ اِمَامَيِ الْهُدٰى يَعْنِيْ عُمَرَ وَابْنَ عُمَرَ تُسْاَلُ عَنْ اَمْرٍ لَيْسَ عِنْدَكَ فِيْهِ عِلْمٌ فَقَالَ اَعْظَمُ مِنْ ذٰلِكَ وَاللّٰهِ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَعِنْدَ مَنْ عَقَلَ عَنِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ اَنْ اَقُوْلَ بِغَيْرِ عِلْمٍ اَوْ اُخْبِرَ عَنْ غَيْرِ ثِقَةٍ قَالَ وَشَهِدَهُمَا اَبُوْ عَقِيْلٍ يَحْيَى بْنُ الْمُتَوَكِّلِ حِيْنَ قَالَا ذٰلِكَ **ترجمہ** ابو عقیل سے روایت ہے جو صاحب تہا بہیہ کا کہ عبد اللہ بن عمر کے ایک بیٹے سے لوگون نے کوئی بات پوچہی جسکا جواب اُنکو نہ آیا یحیی بن سعید نے اون سے کہا یہ امر میرے پر بہت گران گذرا کہ تمہارے ایسا شخص جو بیٹا ہے دو بڑے بڑے امامون یعنے حضرت عمر اور عبد اللہ بن عمر کا اوس سے کوئی بات پوچہی جاوے اور وہ بتلا نہ سکے انہون نے کہا۔ اور اس سے بڑہ کر اللہ کے نزدیک اور اسکے نزدیک جسکو اللہ نے عقل دی ہے یہ بات ہے کہ مین کہون اور مجہکو علم نہ ہو یا روایت کرون اوس شخص سے جو ثقہ نہ ہو سفیان نے کہا یحیی بن متوکل یعنے ابو عقیل اس گفتگو کے وقت موجود تھے

عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ سَأَلْتُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ وَشُعْبَةَ وَمَالِكًا وَابْنَ عُيَيْنَةَ عَنِ
الرَّجُلِ لَا يَكُونُ ثَبْتًا فِي الْحَدِيثِ فَيَأْتِينِي الرَّجُلُ فَيَسْأَلُنِي عَنْهُ قَالُوا أَخْبِرْ عَنْهُ أَنَّهُ لَيْسَ بِثَبْتٍ
ترجمہ یحیی بن سعید نے کہا مین نے سفیان ثوری اور شعبہ اور مالک اور ابن عیینہ سے پوچھا (جو حدیث کے بڑے
بڑے امام تھے) کہ اگر ایک شخص معتبر نہ ہو حدیث کی روایت مین اور کوئی اوسکا حال مجھسے پوچھے تو مین
اوسکا عیب بیان کرون یا چھپاؤن) اون سبھون نے کہا بیان کردے کہ وہ شخص معتبر نہین (اور اس بیان
کرنے مین غیبت کا گناہ نہین بلکہ اجر ہوگا کیونکہ نیت بخیر ہے دین کی حفاظت منظور ہے نہ توہین اوس شخص
کی) عَنِ النَّضْرِ بْنِ شُمَيْلٍ يَقُولُ سُئِلَ ابْنُ عَوْنٍ عَنْ حَدِيثٍ لِشَهْرٍ وَهُوَ قَائِمٌ عَلَى
أُسْكُفَّةِ الْبَابِ فَقَالَ إِنَّ شَهْرًا تَرَكُوهُ إِنَّ شَهْرًا تَرَكُوهُ قَالَ مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ تَرَكُوهُ يَقُولُ
أَخَذَتْهُ أَلْسِنَةُ النَّاسِ تَكَلَّمُوا فِيهِ ترجمہ نضر بن شمیل سے روایت ہے ابن عون سے کسی نے پوچھا
شہر بن حوشب کی حدیث کو اور وہ کھڑے تھے دروازہ کی چوکھٹ پر تو اونہون نے کہا شہر کو لوگون نے
ترک کیا شہر کو لوگون نے ترک کیا مسلم نے کہا ترک کرنے سے مطلب یہ ہے کہ لوگون نے اوس مین کلام کیا اور
اوسکے حق مین جرح اور طعن کیا ف مگر شہر کی توثیق کی ہے بہت اماموں نے جیسے احمد بن حنبل اور
یحیے بن معین نے احمد بن عبد اللہ عجلی نے کہا وہ تابعی ہے اور ثقہ ہے اور ابو زرعہ نے کہا لا باس بہ اور بخاری
نے کہا شہر حسن الحدیث اور یعقوب بن شیبہ نے کہا شہر ثقہ ہے عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ
قُلْتُ لِسُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ إِنَّ عَبَّادَ بْنَ كَثِيرٍ مَنْ تَعْرِفُ حَالَهُ وَإِذَا حَدَّثَ جَاءَ بِأَمْرٍ عَظِيمٍ
فَتَرَى أَنْ أَقُولَ لِلنَّاسِ لَا تَأْخُذُوا عَنْهُ قَالَ سُفْيَانُ بَلَى قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَكُنْتُ إِذَا كُنْتُ
فِي مَجْلِسٍ ذُكِرَ فِيهِ عَبَّادٌ أَثْنَيْتُ عَلَيْهِ فِي دِينِهِ وَأَقُولُ لَا تَأْخُذُوا عَنْهُ ترجمہ عبد اللہ
بن مبارک نے کہا مین نے سفیان ثوری سے پوچھا تم جانتے ہو عباد بن کثیر کا حال جب حدیث بیان کرتا ہے
تو ایک بلا لاتا ہے (یعنے جھوٹی حدیث روایت کرتا ہے) تو مین کہدون لوگون سے نہ روایت کرو اوس
سفیان نے کہا ہان کہدو عبد اللہ نے کہا پھر جس مجلس مین مین ہوتا اور عباد بن کثیر کا ذکر آتا تو مین تعریف
کرتا اوس کی دینداری کی لیکن کہدیتا کہ مت روایت کرو حدیث کی اوس سے ف یہ عباد بن کثیر
ثقفی بصری ہے ترک کر دیا اہل حدیث نے اوسکو امام احمد نے کہا وہ جھوٹی حدیثین روایت کرتا ہے اگرچہ
یہ شخص ظاہر حال مین مرد دیندار اور صالح تھا پر حدیث کی روایت کرنے مین اوسی سلیقہ نتھا وہ غلطیونمین

کو صحیح روایت سی تمیز نہین کرسکتا تہا عن عبد اللہ بن المبارک قال انتہیت الی شعبۃ
فقال ھذا عباد بن کثیر فاحذروہ ترجمہ عبد اللہ بن مبارک نے کہا مین شعبہ کے پاس گیا
انہون نے کہا یہ عباد بن کثیر ہے اس سے بچو رہو یعنے اس سے روایت کرنے سی عن الفضل بن سھل
قال سالت معلی الرازی عن محمد بن سعید الذی روی عنہ عباد بن کثیر فاخبرنی
عن عیسی بن یونس قال کنت علی بابہ وسفیان عندہ فلما خرج سالتہ عنہ فاخبرنی
انہ کذاب ترجمہ فضل بن سہل سے روایت ہی مین نے معلی رازی سے پوچہا محمد بن سعید کا حال جس
سے عباد بن کثیر روایت کرتا ہے تو انہون نے نقل کیا عیسی بن یونس سی انہون نے کہا مین عباد کے
دروازے پر تہا اور سفیان اوس کے پاس تہے جب وہ باہر نکلے تو مین نے پوچہا اون سے عباد کو سفیان
نے کہا وہ جہوٹا ہے عن محمد بن یحیی بن سعید القطان عن ابیہ قال لم نر الصالحین
فی شیء اکذب منہم فی الحدیث قال ابن ابی عتاب فلقیت انا محمد بن یحیی بن
سعید القطان فسالتہ عنہ فقال عن ابیہ لم تر اھل الخیر فی شیء اکذب منہم
فی الحدیث قال مسلم یقول یجری الکذب علی لسانہم ولا یتعمدون الکذب ترجمہ محمد بن
یحیی بن سعید قطان نے اپنے باپ سی سنا (یحیی بن سعید قطان سے جو حدیث کے بڑے امام تہے) وہ
کہتے تہے ہم نے نیک آدمیون کو (یعنے درویشون اور صوفیون کو) اتنا جہوٹا کسی چیز مین نہین دیکہا
جتنا جہوٹا حدیث کی روایت کرنے مین دیکہا ابن ابی عتاب نے کہا مین محمد بن یحیے سی ملا اور ان سی یہہ
بات پوچہی انہون نے اپنے باپ سی نقل کیا کہ انہون نے کہا تو نیک لوگون کو اتنا جہوٹا کسی بات مین نہ
پاویگا جتنا حدیث کی روایت مین ۔ امام مسلم نے اس کی تاویل یہ کی ہے کہ جہوٹ حدیث اون کی زبان
سے نکل جاتی ہے لیکن وہ قصداً جہوٹ نہین بولتے ف اس لیے کہ اگر قصداً جہوٹی حدیث بناوین
تو اون سی بدتر کون ہوگا پہر وہ نیک کیون رہین گے ۔ اکثر زاہد اور درویشون کی روایت مین غلط اور
کذب نکلی ہین اور محدثین نے انکا اعتبار نہین کیا اوسکی وجہ یہہ معلوم ہوتی ہے کہ اون لوگون کو عبادت
اور استغراق سی اتنی فرصت نہین ہوتی تھی کہ وہ حدیث کیطرف زیادہ توجہ کرین اور اوسکو جانچین
صحیح کو سقیم سے جدا کرین وہ لوگ نہایت بہولے بہالے سیدہے سادہی ہوتے تہے جس نے جو حدیث انکے
سامنی بیان کی وہ اوسکو سچا سمجہکر اوسکو روایت کرنا شروع کر دیتے تہے اور راویون کے عیب اور

نقصان کیطرف التفات کم کرتے تھے اس جگہہ سے یہ بات معلوم ہوئی کہ زہد و ریاضت اور درویشی
اور تقدس اور چیز اور علم دوسری چیز ہے - ہر کسی را بہر کاری ساختند بعضی حضرات ایسے بہی گزری
ہین جو زہد اور درویشی کے ساتہہ علوم ظاہریہ مین بہی بڑی لیاقت اور دستگاہ رکہتے تہے جیسے امام حسن
بصری سفیان ثوری عبداللہ بن مبارک فضیل بن عیاض وکیع بن الجراح رضی اللہ عنہم ان سب سے
یہ اگلی لوگون کا حال ہے تو پچہلے علما کو بہی اسیطرح خیال کرنا چاہیے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ جو علم کلام
اور حکمت اور اصول مین بڑے کامل تہے علم حدیث سے بالکل عاری تہے اون کی کتابون مین اکثر بے
اعتبار حدیثین موجود ہین **عن** خَلِيفَةَ بْنِ مُوسٰى قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى غَالِبِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ
فَجَعَلَ يُمْلِي عَلَيَّ حَدَّثَنِيْ مَكْحُوْلٌ حَدَّثَنِيْ مَكْحُوْلٌ فَاَخَذَهُ الْبَوْلُ فَقَامَ فَنَظَرْتُ فِي الْكُرَّاسَةِ
فَاِذَا فِيْهَا حَدَّثَنِيْ اَبَانٌ عَنْ اَنَسٍ وَّ اَبَانٌ عَنْ فُلَانٍ فَتَرَكْتُهُ وَقُمْتُ **ترجمہ** خلیفہ بن موسی نے
کہا مین غالب بن عبیداللہ پاس گیا وہ مجہکو لکہوانے لگا حدیث بیان کی مجہ سے مکحول نے حدیث بیان
کی مجہہ سے مکحول نے اتنے مین اسکو پیشاب لگا وہ پیشاب کرنے گیا مین نے اوسکی کتاب کو دیکہا تو اوس مین
یون لکہا تہا حدیث بیان کی مجہ سے ابان نے انس اور ابان نے فلانے سے یہ دیکہکر مین نے اوس
سے روایت کرنا چہوڑ دیا اور اوٹہکر چلا گیا - امام مسلم نے کہا وَسَمِعْتُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيَّ يَقُوْلُ
رَاَيْتُ فِيْ كِتَابِ عَفَّانَ حَدِيْثَ هِشَامٍ اَبِي الْمِقْدَامِ حَدِيْثَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ قَالَ هِشَامٌ
حَدَّثَنِيْ رَجُلٌ يُقَالُ لَهٗ يَحْيٰى بْنُ فُلَانٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ قَالَ قُلْتُ لِعَفَّانَ اِنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ
هِشَامٌ سَمِعَهٗ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ فَقَالَ اِنَّمَا ابْتُلِيَ مِنْ قِبَلِ هٰذَا الْحَدِيْثِ كَانَ يَقُوْلُ حَدَّثَنِيْ
يَحْيٰى عَنْ مُحَمَّدٍ ثُمَّ ادَّعٰى بَعْدُ اَنَّهٗ سَمِعَهٗ مِنْ مُحَمَّدٍ **ترجمہ** اور سنا مین نے حسن بن
علی حلوانی سے وہ کہتے تہے مین نے عفان کی کتاب مین ہشام ابو المقدام کی حدیث دیکہی جو عمر بن عبد العزیز
سے مروی ہے ہشام نے کہا مجہ سے ایک شخص نے بیان کیا جسکا نام یحیے تہا فلانے کا بیٹا اوس نے محمد بن کعب
سے سنا مین نے عفان سے کہا لوگ کہتے ہین ہشام نے اس حدیث کو خود محمد بن کعب سے سنا ہے عفان نے کہا
ہشام اسی حدیث کے سبب سے آفت مین پڑ گیا پہلے کہتا تہا مجہ سے حدیث بیان کی یحیی نے اوس نے سنا محمد سے
پہر کہنے لگا مین نے خود سنا محمد سے **ف** ہشام یہ بیٹا ہے زیاد اموی کا اسکو ضعیف کہا محدثین نے
اسی وجہ سے جو بیان ہوئی مگر اسقدر وجہ اوس کے ضعف کے لیے کافی نہین ہو سکتی کیونکہ احتمال ہے جو اوسنے سنا ہو

غالب بن عبید اللہ

ہشام ابو المقدام

سلیمان بن الحجاج

روح بن غطیف

محمد سی پہر بہول گیا اور یحیی کے واسطے سے سنا پہر اسکو یاد آیا کہ مین نے محمد سے خود سنا ہی پر یہہ احتمال ہے احتمال ہے اور ائمہ حدیث کو معلوم ہو گیا کہ ہشام نے محمد سے نہین سنا اس لیے اسکا جھوٹ کہل گیا (نووی) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ جَبَلَةَ يَقُولُ قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ مَنْ هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِي رَوَيْتَ عَنْهُ حَدِيثَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو يَوْمُ الْفِطْرِ يَوْمُ الْجَوَائِزِ قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ الْحَجَّاجِ اُنْظُرْ مَا وَضَعْتَ فِي يَدِكَ مِنْهُ قَالَ ابْنُ قُهْزَاذَ وَسَمِعْتُ وَهْبَ بْنَ زَمْعَةَ يَذْكُرُ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ قَالَ يَعْنِي ابْنَ الْمُبَارَكِ رَأَيْتُ رَوْحَ بْنَ غُطَيْفٍ صَاحِبَ الدَّمِ قَدْرِ الدِّرْهَمِ وَجَلَسْتُ إِلَيْهِ مَجْلِسًا فَجَعَلْتُ أَسْتَحْيِي مِنْ أَصْحَابِي أَنْ يَرَوْنِي جَالِسًا مَعَهُ كُرْهَ حَدِيثِهِ **ترجمہ** عبد اللہ بن عثمان بن جبلہ نے کہا مین نے عبد اللہ بن مبارک سی کہا وہ کون شخص ہے جس سے تم نے عبد اللہ بن عمرو کی حدیث روایت کی عید الفطر اور جوائز کے باب مین **ف** جوائز جمع ہے جائزہ کی یعنے عطائین اور انعامات اور وہ حدیث یہہ ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عید الفطر کا دن ہوتا ہے تو فرشتے راستون کے ناکون پر آجاتے ہین اور کہتے ہین اے مسلمانون چلو اپنے پروردگار پاس جو رحمت والا ہے حکم کرتا ہے نیک کام کا پہر بدلہ دیتا ہے اسکا اوس نے حکم کیا تم نے روزہ رکہا اور مانا اپنے پروردگار کا کہنا تو قبول کرو اپنے اپنے جوائز یعنے عطاؤن کو پہر جب عید کی نماز پڑہ چکتے ہین تو ایک منادی ندا کرتا ہے آسمان سی جاؤ اپنے اپنے گہرون کو مراد پاکر تمہارے سب گناہ بخشے گئے اور اوس دنکو یوم الجوائز کہتے ہین **ف** انہون نے کہا وہ سلیمان بن الحجاج ہین دیکہو تم نے اون سے کیا حاصل کیا (یعنے وہ عمدہ شخص تہے اور ثقہ تہے یہ تعریف ہی اونکی) ابن قہزاذ نے کہا مین نے سنا وہب بن زمعہ سی وہ روایت کرتے تہے سفیان بن عبد الملک سی کہ عبد اللہ بن مبارک نے کہا مین نے روح بن غطیف (یا غطیف) کو دیکہا جس نے درم کے برابر خون کی حدیث روایت کی ہے **ف** زہری سے اوس نے ابو سلمہ سے اوس نے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر کسی کو خون لگا ہو درم کے برابر اور وہ نماز پڑہ لیوے تو نماز کو پہیر لوٹا دی اس حدیث کو بخاری نے اپنی تاریخ مین ذکر کیا اور یہہ حدیث باطل اور بے اصل ہے محدثین کے نزدیک **ف** مین اوسکی صحبت مین بیٹہا پہر مین شرمانے لگا اپنے دوستون سی کہ وہ کیا کہین گے مجہے اوس کے پاس بیٹہا دیکہکر اسوجہ سی کہ اوس سے روایت کرنا مکروہ معلوم ہوا **ف** کیونکہ روح بن غطیف ضعیف ہے

بخاری نے کہا وہ منکر الحدیث ہے **عَنْ** عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الْمُبَارَکِ قَالَ بَقِیَّۃُ صَدُوْقُ اللِّسَانِ وَ
لٰکِنَّہٗ یَأْخُذُ عَمَّنْ اَقْبَلَ وَاَدْبَرَ **ترجمہ** عبد اللہ بن مبارک نے کہا بقیہ بن ولید بن صائد بن کعب کلاعی
سچا ہے لیکن وہ روایت کرتا ہے سب قسم کے لوگوں سے (یعنے ثقہ اور ضعیف کو نہین دیکھتا اسی وجہ
سے اوسکو بہی ضعیف کیا ہے محدثین نے **عَنْ** الشَّعْبِیِّ یَقُوْلُ حَدَّثَنِی الْحَارِثُ الْاَعْوَرُ وَ هُوَ
یَشْهَدُ اَنَّهٗ اَحَدُ الْکَاذِبِیْنَ **ترجمہ** عامر بن شراحیل شعبی (جو حدیث کے امام ہین) وہ کہتے تہے مجہ
سے حدیث بیان کی حارث اعور نے اور وہ ایک ہی جہوٹا تہا **ف** یہ حارث بیٹا ہے عبد اللہ یا عبید کا
اعور اُسکو اس لیے کہتے ہین کہ وہ کانا تہا کنیت اسکی ابو زہیر ہے کوفے کا رہنے والا مصاحب تہا حضرت
علی کا مگر اوس نے حضرت علی پر جہوٹ باندہنا شروع کیا اور بہت حدیثین غلط سلط روایت کین آخر اسر
کا جہوٹ کہل گیا اور محدثین نے اسکو ترک کر دیا صرف نسائی نے اس سے دو حدیثین روایت کی ہین یہ
بہی کہا گیا ہے کہ یہ شخص رافضیون کا مذہب رکہتا تہا چنانچہ آگے کی روایت سے معلوم ہوتا ہے **عَنْ**
اِبْرَاهِیْمَ قَالَ قَالَ عَلْقَمَةُ قَرَأْتُ الْقُرْاٰنَ فِیْ سَنَتَیْنِ فَقَالَ الْحَارِثُ الْقُرْاٰنُ هَیِّنٌ اَلْوَحْیُ
اَشَدُّ **ترجمہ** ابراہیم نخعی کوفی (جو حدیث کے بڑے امام ہین) روایت کرتے ہین کہ علقمہ نے (جو مصاحب
تہے عبد اللہ بن مسعود کے) کہا مین نے قرآن کو دو برس مین پڑہا حارث کہنے لگا قرآن آسان ہے لیکن
وحی مشکل ہے **ف** یہ روایت حارث کی بد مذہبی کا ثبوت ہے کیونکہ اُس نے سوا قرآن کے وحی اور
قرار دی جیسے شیعہ کہتے ہین کہ اللہ تعالی نے بہت سی آیندہ کی باتین اور اسرار اور مخفیات حضرت کو
بتلائے تہے جنکو حضرت نے خاص علی بن ابیطالب کو بتلایا اور اونہی کو اپنا وصی کیا **عَنْ** اِبْرَاهِیْمَ
اَنَّ الْحَارِثَ قَالَ تَعَلَّمْتُ الْقُرْاٰنَ فِیْ ثَلَاثِ سِنِیْنَ وَالْوَحْیَ فِیْ سَنَتَیْنِ اَوْ قَالَ الْوَحْیَ
فِیْ ثَلَاثِ سِنِیْنَ وَالْقُرْاٰنَ فِیْ سَنَتَیْنِ **ترجمہ** ابراہیم سے روایت ہے حارث نے کہا مین نے قرآن
کو تین برس مین سیکہا اور وحی کو دو برس مین یا یون کہا کہ وحی کو تین برس مین پڑہا اور قرآن کو دو
برس مین **عَنْ** اِبْرَاهِیْمَ اَنَّ الْحَارِثَ اتُّهِمَ **ترجمہ** ابراہیم نے کہا حارث متہم ہے (یعنے وہ
منسوب کیا گیا ہے کذب اور بد مذہبی سے **عَنْ** حَمْزَةَ الزَّیَّاتِ قَالَ سَمِعَ مُرَّةُ الْهَمْدَانِیُّ
مِنَ الْحَارِثِ شَیْئًا فَقَالَ لَهٗ اقْعُدْ بِالْبَابِ قَالَ فَدَخَلَ مُرَّةُ وَاَخَذَ سَیْفَهٗ قَالَ وَاَحَسَّ
الْحَارِثُ بِالشَّرِّ فَذَهَبَ **ترجمہ** حمزہ زیات سے روایت ہے مرہ ہمدانی نے حارث سے کوئی بات سنی تو

بقیہ بن ولید

حارث اعور

اوس سے کہا تم دروازے مین بیٹھو اور مرہ اندر گئی اور تلوار اٹھائی (کہ حارث کو قتل کرین) حارث نے آہٹ پائی کہ کچھ منتر ہوے والا ہے وہ چلدیا عَنِ ابْنِ عَوْنٍ قَالَ قَالَ لَنَا اِبْرَاهِيْمُ اِيَّاكُمْ وَ الْمُغِيْرَةَ بْنَ سَعِيْدٍ وَاَبَا عَبْدِ الرَّحِيْمِ فَاِنَّهُمَا كَذَّابَانِ ترجمہ ابن عون سے روایت ہے ابراہیم نے کہا تم سے بچے تم مغیرہ بن سعید اور ابوعبدالرحیم سے وہ دونون جھوٹے ہین ف مغیرہ بن سعید کو فی نسائی نے کہا کتاب الضعفاء مین کہ یہ شخص دجال تھا جلایا گیا آگ مین خالد کے زمانے مین اور اس نے دعوی کیا تھا نبوت کا ابوعبدالرحیم اسکا نام شقیق الضبی ہے جو قاصی تھا اور بعضون نے کہا کہ اسکا نام سلمہ بن عبدالرحمن نخعی ہے اور دونون کی کنیت ابوعبدالرحیم ہے اور دونون ضعیف ہین (نووی) عَنْ عَاصِمٍ قَالَ كُنَّا نَاْتِيْ اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيَّ وَنَحْنُ غِلْمَةٌ اَيْفَاعٌ فَكَانَ يَقُوْلُ لَنَا لَا تُجَالِسُوا الْقُصَّاصَ غَيْرَ اَبِي الْاَحْوَصِ وَاِيَّاكُمْ وَشَقِيْقًا قَالَ وَكَانَ شَقِيْقٌ هٰذَا يَرٰى رَاْيَ الْخَوَارِجِ وَلَيْسَ بِاَبِيْ وَائِلٍ ترجمہ عاصم سے روایت ہے ہم ابوعبدالرحمن سلمی پاس آیا جایا کرتے اور اس زمانے مین ہم جوان لڑکے تھے (یعنی قریب جوانی کے قریب) تو وہ ہم سے کہا کرتے مت بیٹھا کرو قصہ خوانون کے پاس سوا ابوالاحوص کے اور بچو تم شقیق سے اور یہہ شقیق خارجیون کا سا اعتقاد رکھتا تھا یہ ابووائل نہین ہے ف ابووائل شقیق دوسرے ہین جو سلمہ کے بیٹے ہین اور وہ کبار تابعین مین سے ہین یہ شقیق وہی ہے ضبی کوفی جسکا ذکر اوپر گذرا اور نسائی نے اسکو ضعیف کیا اوسکی کنیت ابوعبدالرحیم ہے جس سے ڈرایا ابراہیم نے اور بعضون نے کہا ابراہیم نے جس سے ڈرایا اوس کا نام سلمہ بن عبدالرحمن نخعی ہے یہ ابن ابی حاتم نے ابن مدینی سے نقل کیا (نووی) عَنْ جَرِيْرٍ يَقُوْلُ لَقِيْتُ جَابِرَ بْنَ يَزِيْدَ الْجُعْفِيَّ فَلَمْ اَكْتُبْ عَنْهُ كَانَ يُؤْمِنُ بِالرَّجْعَةِ ترجمہ جریر سے روایت ہے مین جابر بن یزید جعفی سے ملا پھر مین نے اس سے حدیث نہین لکھی وہ یقین کرتا تہا رجعت کا ف اسی وجہ سے محدثین نے جابر بن یزید کو ضعیف کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ رافضی تھا رجعت سے مراد یہان یہ ہے جو رافضیون کا اعتقاد ہے کہ حضرت علی زندہ ہین اور ابر مین رہتے ہین جب اونکی اولاد مین سے امام برحق پیدا ہوگا تو وہ اپنے شیعون کو ابر مین سے آواز دینگے کہ اس کے ساتھ شریک ہو یہ ایسی بات ہے کہ جسکو کوئی عاقل قبول نہ کریگا عَنْ مِسْعَرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا جَابِرُ بْنُ يَزِيْدَ قَبْلَ اَنْ يُحْدِثَ مَا اَحْدَثَ ترجمہ مسعر سے روایت ہے ہم سے حدیث بیان کی جابر بن یزید نے اوس سے پہلے جو اوس نے نئی بات

فا مغیرہ بن سعید

فا ابوعبدالرحیم

فا شقیق

رجعت

فا جابر بن یزید جعفی

بات نکالی (یعنے بدمذہبی سے پہلے اس سے معلوم ہوا کہ پہلے جابر کا اعتقاد درست تہا پہر فاسد ہوگیا) **عن**
سفیان قال کان الناس یحملون عن جابر قبل ان یظہر ما اظہر فلما اظہر ما اظہر اتہمہ
الناس فی حدیثہ وترکہ بعض الناس فقیل لہ وما اظہر قال الایمان بالرجعۃ **ترجمہ** سفیان
سے روایت ہے پہلے لوگ جابر سے حدیثین روایت کیا کرتے تہے جب تک اوس نے بد اعتقادی نہین ظاہر
کی تہی پہر جب اوس نے اپنا اعتقاد کہولا تو لوگون نے اسکو متہم کیا حدیث مین اور بعضون نے اسکو ترک
کردیا لوگون نے کہا کیا بد اعتقادی اوسکی معلوم ہوئی سفیان نے کہا رجعت پر یقین کرنا **عن** جابر
یقول عندی سبعون الف حدیث عن ابی جعفر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کلہا **ترجمہ**
جابر بن یزید جعفی نے کہا میرے پاس ستر ہزار حدیثین ہین جنکو مین نے روایت کیا ہے ابو جعفر سے (یعنی
امام محمد باقر سے) انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے **ف** پر امام محمد باقر نے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہین سنا تو یہ سب روایتین منقطع ہوئین دوسرے روایت کرنیوالا جابر ایسا بد
اعتقاد شخص اس لیے یقین ہوتا ہے کہ وہ سب روایتین جہوٹی اور جابر کی تراشی ہوئی ہونگی جنکو شیعہ لوگ
اپنی کتابون مین روایت کیا ہے **عن** زہیر یقول قال جابر یقول ان عندی لخمسین
الف حدیث ما حدثت منہا بشیء قال ثم حدث یوما بحدیث فقال ہذا من الخمسین
الفا **ترجمہ** زہیر سے روایت ہے جابر کہتا تہا میرے پاس پچاس ہزار ایسی حدیثین ہین جنکو مین نے لوگون سے
بیان نہین کیا پہر ایک روز ایک حدیث بیان کی اور کہنے لگا کہ یہ اونہی پچاس ہزار مین سے ہے **عن**
سلام ابن ابی مطیع یقول سمعت جابر الجعفی یقول عندی خمسون الف حدیث عن النبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم **ترجمہ** سلام بن ابی مطیع سے روایت ہے مین نے سنا جابر جعفی سے وہ کہتا تہا
میرے پاس پچاس ہزار حدیثین ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی **عن** سفیان قال سمعت رجلا
سال جابرا عن قولہ عز وجل فلن ابرح الارض حتی یاذن لی ابی او یحکم اللہ لی وہو خیر الحاکمین
فقال جابر لم یجیء تاویل ہذہ قال سفیان وکذب فقلنا لسفیان وما اراد بہذا فقال ان
الرافضۃ تقول ان علیا فی السحاب فلا نخرج مع من خرج من ولدہ حتی ینادی مناد
من السماء یرید علیا انہ ینادی اخرجوا مع فلان یقول جابر فذا تاویل ہذہ الآیۃ و
کذب کانت فی اخوۃ یوسف ع **ترجمہ** سفیان سے روایت ہے مین نے سنا ایک شخص نے جابر

جعفی سے پوچھا اس آیت کو فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰی یَاْذَنَ لِیْ اَبِیْ اَوْ یَحْکُمَ اللّٰہُ لِیْ وَھُوَ خَیْرُ الْحَاکِمِیْنَ **ف** یہ آیت سورہ یوسف مین ہے جب حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے چہوٹے بہائی کو چور ہونے کے بہانے سے رکھہ لیا تو بڑا بہائی جو قافلہ کے ساتھ آیا تہا بولا مین نہ سرکون گا اسملک سے جب تک کہ اجازت دے مجہکو میرا باپ یا فیصلہ کرے اللہ میرے لیے اور وہ سب سے بہتر ہے فیصلہ کرنے والا **ت** جابر نے کہا اس آیت کا مطلب ابہی ظاہر نہین ہوا سفیان نے کہا جابر جہوٹا تہا حمیدی نے (جو اس روایت کو سفیان سے نقل کرتے ہین) کہا ہم لوگون نے سفیان سے پوچہا جابر کی کیا غرض تہی اونہون نے کہا رافضی لوگ یہ اعتقاد رکہتے ہین کہ حضرت علیؓ ابر مین ہین اور ہم اونکی اولاد مین سے کسی کے ساتہہ نہ نکلین گے یہان تک کہ آسمان سے حضرت علی آواز دین گے کہ نکلو اس شخص کے ساتہہ تو جابر نے کہا کہ اس آیت کی تفسیر یہی ہے اور جہوٹ کہا اس لیے کہ یہ آیت یوسف علیہ السلام کے بہائیون کے قصے مین ہے **ف** اور اس آیت کی اول اور آخر اون کے بہائیون کا قصہ ہی یہ تفسیر جو جابر نے کی عقل کے خلاف اور نری بے تکی ہے رافضی لوگ قرآن کی آیتون کو اسی طرح سے بے تکی ادہر ادہر پہیرتے ہین اور غور نہین کرتے **عن** سُفْیَانَ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا یُحَدِّثُ بِنَحْوٍ مِّنْ ثَلَاثِیْنَ اَلْفَ حَدِیْثٍ مَّا اَسْتَحِلُّ اَنْ اَذْکُرَ مِنْھَا شَیْئًا وَاَنَّ لِیْ کَذَا وَکَذَا **ترجمہ** سفیان سے روایت ہے مین نے جابر سے سنا تیس ہزار حدیثون کو مین حلال نہین جانتا اون مین سے ایک حدیث بیان کرنیکو اگرچہ مجہہ یہ اور یہ ملے (یعنی کیسی ہی دولت ملے پر مین اون حدیثون کو نقل نکرون گا کیونکہ وہ سب جہوٹہہ ہین) **عن** اَبِیْ غَسَّانَ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو الرَّازِیِّ قَالَ سَاَلْتُ جَرِیْرَ بْنَ عَبْدِ الْحَمِیْدِ فَقُلْتُ اَلْحَارِثُ بْنُ حَصِیْرَۃَ لَقِیْتَہٗ قَالَ نَعَمْ شَیْخٌ طَوِیْلُ السُّکُوْتِ یُصِرُّ عَلٰی اَمْرٍ عَظِیْمٍ **ترجمہ** ابی غسان محمد بن عمرو رازی نے کہا مین نے جریر بن عبد الحمید سے پوچہا تم نے حارث بن حصیرہ کو دیکہا ہے انہون نے کہا ہان ایک بڈہا تہا اکثر خاموش رہتا لیکن بہت بڑی بات پر اصرار کرتا تہا (یعنی رافضیون کا عقیدہ رکہتا تہا تقریب مین ہے کہ حارث بن حصیرہ ازدی جسکی کنیت ابو نعمان ہے کوفے کا رہنے والا سچا ہے مگر خطا کرتا ہے اور نسبت کیا گیا ہے طرف رفض کی) **عن** حَمَّادِ بْنِ زَیْدٍ قَالَ ذَکَرَ اَیُّوْبُ رَجُلًا یَوْمًا فَقَالَ لَمْ یَکُنْ بِمُسْتَقِیْمِ اللِّسَانِ قَالَ وَذَکَرَ اٰخَرَ فَقَالَ ھُوَ یَزِیْدُ فِی الرَّقْمِ **ترجمہ** حماد بن زید نے کہا ایوب سختیانی (ابن ابی تمیمہ کیسان ابو بکر بصری جو ثقہ ثبت حجت فقیہ عابد مشہور تہے) نے کہا ایک شخص کا حال کہ اوسکی زبان

حارث بن حصیرہ

درست نہ تہی اور دوسرے کو کہا کہ وہ رقم کو بڑہا دیتا **ف** اکثر بے ایمان سوداگرون کی عادت ہوتی ہے
کہ کپڑون کے تہانون پر جو خرید کی رقم لکہی ہوتی ہے اوسکو بڑہا دیتے ہین تاکہ خریدار کو دہوکا دیکر اپنا نفع
بڑہالین یہان مراد یہ ہے کہ حدیث مین زیادہ کر دیتا اور یہہ دونون لفظ اشارہ ہین کذب کے لیے یعنی دونون
جہوٹے اور کذاب تہے **عن** حماد بن زید قال قال ایوب ان لی جارا ثم ذکر من فضلہ و لو
شہد عندی علی تمرتین ما رأیت شہادتہ جائزۃ **ترجمہ** حماد بن زید سے روایت ہے ایوب
نے کہا میرا ایک ہمسایہ ہے پہر بیان کی اوس کی فضیلت (یعنے اوسکی لیاقت اور علم کی تعریف کی) اور
کہا کہ اگر وہ میرے سامنے دو کہجورون پر گواہی دیوے تو مین اوسکی گواہی درست نہ کہون **ف**
یعنے اوسمین یہی عیب ہے کہ جہوٹ بولتا ہے تو ایسے جہوٹے مقدمے مین بہی اوس کا اعتبار نہین ہو سکتا
عن معمر ما رأیت ایوب اغتاب احدا قط الا عبد الکریم یعنی ابا امیۃ فانہ
ذکرہ فقال رحمہ اللہ کان غیر ثقۃ لقد سألنی عن حدیث لعکرمۃ ثم قال سمعت عکرمۃ
ترجمہ معمر سے روایت ہے مین نے ایوب کو کسی شخص کی غیبت کرتے نہین سنا کبہی مگر عبد الکریم بن ابی
المخارق کی جسکی کنیت ابو امیہ ہے ذکر کیا انہون نے اوسکا اور کہا کہ خدا رحم کرے اوسپر وہ ثقہ نہ تہا پوچہا
مجہہ سے ایک حدیث پوچہی عکرمہ کی پہر کہنے لگا مین نے خود سنا ہے عکرمہ سے **ف** مگر صرف اس
بات سے اوسکا ضعف ثابت نہین ہوتا کیونکہ شاید وہ عکرمہ سے سنکر بہول گیا ہو پہر ایوب سے سنکر اوسکو
یاد آیا اور روایت کرنے لگا پر دوسرے قرینون سے اوسکا جہوٹ ثابت ہو گیا اور ضعیف کہا ہے اس
عبد الکریم کو سفیان بن عیینہ اور عبد الرحمن بن مہدی اور یحیی بن سعید القطان اور احمد بن حنبل اور
ابن عدی نے اور یہ عبد الکریم بصرہ کے فاضلون اور فقیہون مین سے تہا (نووی) تقریب مین ہے
کہ اسکی باپ کا نام قیس یا طارق تہا اور یہ مکے مین آ رہا تہا ضعیف ہے بخاری نے اس سے ایک یا دو
روایت کی ہے باب قیام اللیل مین اور نسائی نے اس سے روایت کی ہے مگر تہوڑی **عن** ہمام
قال قدم علینا ابو داؤد الاعمی فجعل یقول حدثنا البراء حدثنا زید بن ارقم فذکرنا
ذلک لقتادۃ فقال کذب ما سمع منہم انما کان ذلک سائلا یتکفف الناس زمن
طاعون الجارف **ترجمہ** ہمام سے روایت ہے ابو داؤد اندہا (نفیع بن حارث) ہمارے پاس آیا
اور کہنے لگا حدیث بیان کی مجہہ سے براء بن عازب نے اور حدیث بیان کی مجہسے زید بن ارقم نے ہم نے

عبد الکریم ابو امیہ

ثقفی

ابو داؤد اعمی

یہ قتادہ سے ذکر کیا انہوں نے کہا چہوٹا ہے اوسنے نہین سُنا براء اور زید سے **ف** اور کہتا تہا کہ مین نے اٹھارہ بدر کے صحابیون سے سنا ہی یہہ ابو داؤد باتفاق علما ضعیف ہی عمرو بن علے نے کہا وہ متروک ہے اور یحیی بن معین اور ابو زرعہ نے کہا وہ کچہ چیز نہین اور ابو حاتم نے کہا منکر الحدیث ہی **ف** یعنے طاعون یا وہ تو ایک بہیک منگا تہا لوگون کے سامنے ہاتہہ پہیلاتا تہا سخت وبا کے زمانے مین **ف** یہ وبا ایک قسم کا پہوڑا ہتا جس مین جلن ہوتی تھی اور گردا گرد اوسکے سرخی یا سیاہی یا سبزی پہیل جاتی تہی اور اُس کے ساتہہ خفقان اور قے عارض ہوتی۔ علما نے اس کے زمانے مین اختلاف کیا ہی ابن عبد البر نے کہا کہ ایوب سختیانی اسی طاعون کے زمانے مین مرے ۱۳۲ھ ہجری مین اور ابن قتیبہ نے معارف مین صمعی سے نقل کیا ہے کہ یہ طاعون عبد اللہ بن زبیر کے زمانے مین ہوا ۶۹ھ ہجری مین اور قاضی عیاض نے کہا کہ یہہ طاعون ۱۱۹ھ ہجری مین ہوا اور حافظ عبد الغنی مقدسی نے کہا کہ مطرف بعد طاعون کے مرا اور یہ طاعون ۸۷ھ مین تہا اور احتمال ہے کہ ان سب سالون مین طاعون واقع ہوا ہوا اور جارف اسکو اس لیے کہتے ہین کہ جارف کے معنے جہاڑنیوالا اور یہ طاعون بہی لوگون کو جہاڑ کر لے گیا یعنے بہت لوگون کو ہلاک کیا ابن قتیبہ نے معارف مین صمعی سے نقل کیا ہے کہ سب سے پہلے اسلام مین طاعون عمواس شام مین واقع ہوا حضرت عمر رضہ کے زمانے مین اور اُسی سے مرے ابو عبیدہ بن الجراح اور معاذ بن جبل اور اُنکی بی بی اور بیٹی راضی ہوا اللہ اون سے پہر دوسرا طاعون جارف واقع ہوا عبد اللہ بن زبیر کے زمانے مین پہر طاعون فتیات کیونکہ یہ واقع ہوا جوان عورتون پر بصرے اور واسط اور شام اور کوفے مین اوس زمانے مین حجاج ظالم واسط مین تہا عبد الملک بن مروان کی خلافت مین اور اسکو طاعون اشراف بہی کہتے ہین کیونکہ شریف لوگ بہت اس طاعون سے ہلاک ہوگئے پہر طاعون عدی بن ارطاۃ ۱۰۰ھ مین واقع ہوا پہر طاعون غراب ۱۲۷ھ ہجری مین ہوا پہر طاعون سلم بن قتیبہ ۱۳۱ھ مین ہوا شعبان اور رمضان مین اور موقوف ہوا شوال مین اسی مین ایوب سختیانی مرے اور مدینے اور مکہ مین کوئی طاعون واقع نہین ہوا یہ ابن قتیبہ نے کہا۔ ابو الحسن مدائنی نے کہا اسلام مین پانچ طاعون مشہور ہے ایک طاعون شیرویہ جو مدائن مین ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے مین ۶ھ ہجری مین دوسرا طاعون عمواس جو حضرت عمر کے زمانے مین شام مین واقع ہوا اوس مین پچیس ہزار آدمی مرے تیسرا طاعون جارف عبد اللہ بن زبیر کے زمانے مین ۶۹ھ مین ہوا اوس مین ہر روز ستر ہزار آدمی مرے تین دن تک انس بن مالک رضہ کی تراسی ۸۳

بیٹھے یا ۳۰ بیٹے مرگئے اور عبد الرحمن بن ابی بکر کے چالیس بیٹے جاتے رہے چوتہا طاعون فتیات جو شوال
سنہ ۸۰ ہجری مین واقع ہوا پانچوان طاعون سنہ ۱۳۱ مین ہوا رجب مین اور سخت ہوگیا رمضان مین کئی دن
تک اس طاعون مین ایک ایک ہزار جنازے سکۃ المربد مین آتے تہے پہر شوال مین کم ہوگیا اور ایک طاعون
کوفے مین ہوا سنہ ۵۰ ہجری مین جسمین مغیرہ بن شعبہ مرے اور طاعون عمواس سنہ ۱۸ ہجری مین واقع ہوا
اور ابو زرعہ نے کہا سنہ ۱۷ مین اور عمواس ایک گانون کا نام ہے درمیان رملہ اور بیت المقدس کے تو قتادہ
کی پیدائیش سنہ ۶۱ ہجری مین ہے اور انکی وفات ایک سو سترہ مین ہوئی اس صورت مین قاضی عیاض نے
جو اس طاعون کی تاریخ سنہ ۱۱۹ بیان کی ہے غلط ہوتی ہے اور یہانپر ضرور دو طاعونون مین سے ایک
طاعون مراد ہے یا سنہ ۶۷ کا طاعون مگر اسوقت قتادہ کی عمر صرف چہہ برس کی ہوتی ہے یا سنہ ۸۷ کا
اور یہی ظاہر ہے (نووی) طاعون ہمیشہ کچہ ایک قسم کا نہین ہوتا بلکہ بیماریون کی ایک عمر ہے ہر ایک بیماری
اپنی اپنی عمر تک قائم رہتی ہے پہلی آہستہ آہستہ نشو و نما کرتی ہے پہر زور پکڑ جاتی ہے پہر گہٹتی گہٹتی
بالکل دنیا سے مٹ جاتی ہے اگلی زمانے مین طاعون بثورات اور پہوڑون سے ہوتا تہا جیچک بہی اگر عام
ہو تو اسی قسم مین ہے پہر بخار کا طاعون ہوا اب ہمارے زمانے مین ایک سو سال سے کہ سنہ ۱۲۰۰ ہجری مین
ہی طاعون ستے اور سہال کا ہوتا ہے جسکو ہیضہ کہتے ہین یہ بیماری اب زور پکڑتی جاتی ہے ولایت ہند
اور عرب اور گرم ملکون مین تقریبًا ہر سال کچہ نہ کچہ رہتا ہے سنہ ۱۳۰۱ کے اخیر مین ولایت مصر مین بڑی
شدت ہوگئی تہی اب دیکہو اسکی عمر دنیا مین کب تک ہے **عَنْ** هَمَّامٍ قَالَ دَخَلَ اَبُوْ دَاوٗدَ الْاَعْمٰی
عَلٰی قَتَادَةَ فَلَمَّا قَامَ قَالُوْا اِنَّ هٰذَا يَزْعُمُ اَنَّهٗ لَقِيَ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ بَدْرِيًّا فَقَالَ قَتَادَةُ هٰذَا
كَانَ سَائِلًا قَبْلَ الْجَارِفِ لَا يَعْرِضُ لِشَيْءٍ مِّنْ هٰذَا وَلَا يَتَكَلَّمُ فِيْهِ فَوَاللّٰهِ مَا حَدَّثَنَا الْحَسَنُ
عَنْ بَدْرِيٍّ مُّشَافَهَةً وَّلَا حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ بَدْرِيٍّ مُّشَافَهَةً اِلَّا عَنْ سَعْدِ
بْنِ مَالِكٍ ترجمہ ہمام سے روایت ہے ابو داود اعمی قتادہ پاس آیا جب وہ اٹہکر چلا تو لوگون نے کہا
یہ کہتا ہے کہ مین اٹہارہ ادمیون سے ملا ہون جو بدر کی لڑائی مین شریک تہے قتادہ نے کہا یہ تو
طاعون جارف سے پہلے بہیک مانگا کرتا تہا اسکو حدیث روایت کرنیکا کب خیال تہا نہ کبہی اسنے گفتگو کی
حدیث مین قسم خدا کی حسن بصری نے (جو ابو داود سے سن مین زیادہ اور حدیث کے عالم تہے) کوئی حدیث ہم سے
نہین بیان کی کسی بدری صحابی سے سنکر نہ سعید بن المسیب نے مگر سعد بن ابی وقاص سے **ف** تو جب

ان دونو صاحبون نے جو ابو داؤد کی نسبت سن اور علم مین زیادہ تہے کسی بدری سے نہین سنا سوا سعد بن مالک یعنی سعد بن ابی وقاص کے ابو داؤد کیونکر اٹھارہ بدری صحابیون سے سنا یہ صرف بہتان اور کذب ہے ابو داؤد کا۔ اس جگہ سے یہ بات بہی معلوم ہوئی کہ حسن بصری نے حضرت علی سے نہین سنا نہ اونکو دیکھا اور اکثر اہل الحدیث کا اسپر اتفاق ہے اور صوفیہ رحمہم اللہ سماع حسن کا حضرت علی رض سے بیان کرتے ہین اسی بنا پر سلسلہ تصوف قائم کرتے ہین **عن** رَقَبَةَ اَنَّ اَبَاجَعْفَرٍ الْهَاشِمِيَّ الْمَدَنِيَّ كَانَ يَضَعُ اَحَادِيْثَ كَلَامَ حَقٍّ وَلَيْسَتْ مِنْ اَحَادِيْثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ يَرْوِيْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **ترجمہ** رقبہ بن مسقلہ بن عبداللہ کوفی نے کہا کہ ابوجعفر ہاشمی مدنی (جسکا نام عبداللہ بن مسور مدائنی ہے) سچی سچی باتونکو حدیث بناکر نقل کرتا حالانکہ وہ حدیث نہو تین اور روایت کرتا انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے **ف** یعنی بات سچی اور حکمت کی نقل کرتا مگر غضب یہ کرتا کہ اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمودہ قرار دیتا **عن** يُوْنُسَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ كَانَ عَمْرُو بْنُ عُبَيْدٍ يَكْذِبُ فِي الْحَدِيْثِ **ترجمہ** یونس بن عبید سے روایت ہے کہ عمرو بن عبید حدیث مین جہوٹ بولتا **ف** یہ عمرو بن عبید وہ شخص ہے جو حسن بصری کی صحبت مین رہتا تہا پہر قدری اور معتزلی ہو گیا **عن** مُعَاذِ بْنِ مُعَاذٍ يَقُوْلُ قُلْتُ لِعَوْفِ بْنِ اَبِيْ جَمِيْلَةَ اِنَّ عَمْرَو بْنَ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا عَنِ الْحَسَنِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا قَالَ كَذَبَ وَاللّٰهِ عَمْرٌو وَلٰكِنْ اَرَادَ اَنْ يَحُوْزَهَا اِلٰى قَوْلِهِ الْخَبِيْثِ **ترجمہ** معاذ بن معاذ سے روایت ہے مین نے عوف بن ابی جمیلہ سے کہا عمرو بن عبید نے ہم سے حدیث بیان کی حسن بصری سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہم پر ہتہیار اوٹھاوے (یعنی مسلمانون کے قتل پر بغیر کسی وجہ شرعی کے مستعد ہو) تو وہ ہم مین سے نہین ہے عوف نے کہا قسم خدا کی عمرو جہوٹا ہے اوسکا مقصد اس حدیث کی روایت کرنے سے یہ ہے کہ اپنے ناپاک اعتقاد کو اوس سے ثابت کرے **ف** یہ حدیث صحیح ہے اور کئی طریقون سے مروی ہے خود مسلم نے آگے اسکو روایت کیا ہے مگر عوف کی جو حسن بصری کا بڑا اصحاب تہا یہ غرض ہے کہ حسن نے اس حدیث کو روایت نہین کیا تو عمرو بن عبید کا حسن سے روایت کرنا کذب اور غلط ٹہرا۔ عمرو بن عبید چونکہ معتزلہ مذہب کا پیشوا تہا اوسکا اعتقاد یہ تہا کہ جب مسلمان کبیرہ گناہ کرے وہ نہ مسلمان ہے نہ کافر اور اسلام اور کفر کے بیچ مین ایک اور درجہ نکالتا تہا اور کہتا تہا کہ کبیرہ گناہ کرنے والا بہی مثل کافر کے ہمیشہ جہنم مین رہیگا اس حدیث کو اوس نے اپنا مذہب ثابت کرنے کے لیے روایت کیا کیونکہ ظاہر حدیث

سے یہ بات نکلتی ہے کہ مسلمان پر ہتیار اُٹھانے والا ہم مین سے نہین ہے یعنی مسلمان نہین ہے اور مسلمان پر
ہتیار اوٹھانا کبیرہ گناہ ہے تو اس سے یہ نکلا کہ کبیرہ گناہ کرنے والا مسلمان نہین ہے اب کافر بھی نہین ہے
پھر کیا ہوا نہ مسلمان نہ کافر یہی عمرو بن عبید کا مذہب ہے۔ اور اہل سنت یہ کہتے ہین کہ انسان یا کافر ہے
یا مسلمان اور کبیرہ گناہ کرنے والا مسلمان ہے مگر گنہگار خداوند کریم کو اختیار ہے کہ قیامت کے دن اُسکا
گناہ معاف کرے یا چند روز کے لیے جہنم کا عذاب دیوے مگر وہ ایک دن ضرور جہنم سے نکلکر جنت مین جاوے
گا اس لیے کہ ایمان اوسکا قائم تہا پہر وہ ضایع نہ جاوے گا اور آگے کتاب الایمان مین انشاء اللہ تعالی
بہت سی حدیثین بیان ہونگی جن سے معتزلہ کا مذہب رد ہوتا ہے اور اس حدیث کا مطلب ہے کہ جس
شخص نے مسلمان پر ہتیار اُٹھائے وہ ہمارے طریقہ پر نہین ہے اور ہماری راہ پر نہین ہے جیسے باپ اپنے شریر
نافرمان بیٹے کو غصہ ہوکر کہتا ہے تو میرا نہین ہے اسیطرح حدیث سے بھی تشدد اور سختی منظور ہے اور مقصود یہ
ہے کہ لوگ مسلمان پر ہتیار اُٹھانے سے بچین اور نظیر اس کے دوسری حدیثون مین بہی موجود ہے جیسے
مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنَّا یعنے جو خرید اور فروخت مین دہوکا دیوے ہم مین سے نہین ہے (نووی)

عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ كَانَ رَجُلٌ قَدْ لَزِمَ اَيُّوْبَ وَسَمِعَ مِنْهُ فَفَقَدَهُ اَيُّوْبُ فَقَالُوْا
يَا اَبَا بَكْرٍ اِنَّهُ قَدْ لَزِمَ عَمْرَو بْنَ عُبَيْدٍ قَالَ حَمَّادٌ فَبَيْنَا اَنَا يَوْمًا مَعَ اَيُّوْبَ وَقَدْ بَكَّرْنَا اِلَى
السُّوْقِ فَاسْتَقْبَلَهُ الرَّجُلُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ اَيُّوْبُ وَسَاَلَهُ ثُمَّ قَالَ لَهُ اَيُّوْبُ بَلَغَنِيْ اَنَّكَ
لَزِمْتَ ذَاكَ الرَّجُلَ قَالَ حَمَّادٌ سَمَّاهُ يَعْنِيْ عَمْرًا قَالَ نَعَمْ يَا اَبَا بَكْرٍ اِنَّهُ يَجِيْئُنَا بِاَشْيَاءَ
غَرَائِبَ قَالَ يَقُوْلُ لَهُ اَيُّوْبُ اِنَّمَا نَفِرُّ اَوْ نَفْرَقُ مِنْ تِلْكَ الْغَرَائِبِ ترجمہ حماد بن زید سے
روایت ہے ایک شخص ہمیشہ ایوب سختیانی کی صحبت مین رہا کرتا اور اُن سے حدیثین سنتا ایک مرتبہ ایوب
نے اسکو نہ پایا تو لوگون نے کہا اے ابو بکر (یہ کنیت ہے ایوب سختیانی کی) وہ شخص اب عمرو بن عبید کی صحبت
مین رہتا ہے حماد نے کہا ایک دن مین ایوب کے ساتھ سویرے بازار کو جا رہا تہا اتنے مین وہ شخص سامنے
سے آیا ایوب نے اُسکو سلام کیا اور حال پوچہا پہر اوس سے کہا مین نے سنا ہے تم اوس شخص کے پاس رہتے ہو
(عمرو بن عبید کا نام لیا) وہ بولا ہان اے ابو بکر کیونکہ وہ ہمکو عجیب باتین سناتا ہے ایوب نے کہا ہم
تو ایسے ہی عجیب باتون سے بہاگتے ہین **ف** یعنے نادر اور غریب حدیثون سے جنکو اور لوگ نہین
پہچانتے اور عمرو بن عبید اونکو روایت کرتا ہے اس لیے کہ وہ جہوٹے ہین اور عمرو بن عبید کا اعتبار

نہین عَنْ حَمَّادٍ قَالَ قِيلَ لِاَيُّوبَ اِنَّ عَمْرَو بْنَ عُبَيْدٍ رَوَى عَنِ الْحَسَنِ قَالَ لَا يُجْلَدُ السَّكْرَانُ
مِنَ النَّبِيذِ فَقَالَ كَذَبَ اَنَا سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُولُ يُجْلَدُ السَّكْرَانُ مِنَ النَّبِيذِ ترجمہ حماد
سی روایت ہی ایوب سے کسی نے کہا کہ عمرو بن عبید نے حسن سے روایت کیا ہے جو شخص نبیذ پینے سے مست
ہو جاوی اوسپر حد نہ پڑیگی ایوب نے کہا کہ عمرو بن عبید جھوٹا ہے حسن کہتے تھے جو شخص نبیذ سے مست ہو
جاوی اوسپر حد پڑیگی عَنْ سَلَّامِ بْنِ اَبِي مُطِيعٍ يَقُولُ بَلَغَ اَيُّوبَ اَنِّي اٰتِي عَمْرًا فَاَقْبَلَ عَلَيَّ
يَوْمًا فَقَالَ اَرَاَيْتَ رَجُلًا لَا تَاْمَنُهُ عَلَى دِينِهِ كَيْفَ تَاْمَنُهُ عَلَى الْحَدِيثِ ترجمہ سلام
بن ابی مطیع سے روایت ہی ایوب کو خبر پہونچی کہ مین عمرو بن عبید پاس جاتا ہون تو ایک روز میرے پاس
آئے اور کہنے لگے تو کیا سمجھتا ہے جس شخص کے دین پر تجھے بہروسا نہ ہو کیا اوسکی حدیث پر تو بہروسا
کرسکتا ہے عَنْ اَبِي مُوسَى يَقُولُ نَا عَمْرُو بْنُ عُبَيْدٍ قَبْلَ اَنْ يُحْدِثَ ترجمہ ابو موسی کہتے
تھے مجھسے حدیث بیان کی عمرو بن عبید نے قبل اسکے کہ اوسنے نکالین نئی باتین (یعنے بداعتقادی سے
پہلے) عَنْ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيِّ نَا اَبِي قَالَ كَتَبْتُ اِلَى شُعْبَةَ اَسْاَلُهُ عَنْ اَبِي شَيْبَةَ قَاضِي
وَاسِطٍ فَكَتَبَ اِلَيَّ لَا تَكْتُبْ عَنْهُ شَيْئًا وَمَزِّقْ كِتَابِي ترجمہ معاذ عنبری نے کہا مین نے شعبہ کو
لکھا کہ ابو شیبہ واسط (ایک گاؤن کا نام ہے بصرے کے پاس) کے قاضی کا کیا حال ہے انہون نے جواب مین
لکھا کہ مت روایت کر اوس سے کچھ اور پہاڑ ڈال میرا خط ف تاکہ اور کوئی نہ دیکھے ایسا نہو ابو شیبہ کو
خبر پہونچی اور وہ کچھ ایذا دیوی اور فساد پہیلاوے - یہ ابو شیبہ دادا ہے ابو بکر بن ابی شیبہ اور عثمان بن
ابی شیبہ کا متروک ہے محدثین کے نزدیک اور اسکے پوتے معتبر اور ثقہ ہین خصوصًا ابو بکر بن ابی شیبہ
جنکا مصنف مشہور ہے اسی ابو شیبہ نے وہ حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان
مین بیس رکعت تراویح پڑہین ذہبی نے کہا کہ یہ حدیث ابو شیبہ کی منکر حدیثون مین سے ہے عَنْ
عَفَّانَ قَالَ حَدَّثْتُ حَمَّادَ بْنَ سَلَمَةَ عَنْ صَالِحٍ الْمُرِّيِّ بِحَدِيثٍ عَنْ ثَابِتٍ فَقَالَ كَذَبَ
وَحَدَّثْتُ هَمَّامًا عَنْ صَالِحٍ الْمُرِّيِّ بِحَدِيثٍ فَقَالَ كَذَبَ ترجمہ عفان سی روایت ہی مین نے
حماد بن سلمہ سی ایک حدیث بیان کی صالح مری کی انہون نے ثابت سی حماد نے کہا جھوٹھہ ہے پہر مین نے
ہمام سی ایک حدیث بیان کی صالح مری کی انہون نے کہا جہوٹا ہی ف یہ صالح مری بشیر کا بیٹا بصری
ہے بڑی عابدون اور زاہدون مین سے تھا اور مُری اوسکو اس لیے کہتے ہین کہ باپ اسکا عربی تھا اور ماں

قال

اوسکی لونڈی جسکو بنی مرّہ کی ایک عورت نے آزاد کیا تہا۔ صالح مرّی کی حکایتین صوفیون مین بہت مشہور
ہین آواز انکی نہایت عمدہ تہی قرآن بڑی خوش آوازی سے پڑہتی تہی یہانتک کہ بعضے لوگ انکا قرآن
سنکر خوف کی مارے مر گئے ہین یہ خود بہی بہت صالح اسم بامسمی اور خداترس تہی اکثر خدا کے خوف سے رویا
کرتے مگر حدیث کی روایت مین انکا اعتبار نہین جیسے اوپر گذر چکا کہ درویشی اور چیز ہے اور حدیث کی روایت
اور چیز عَنْ اَبِیْ دَاؤدَ قَالَ قَالَ لِیْ شُعْبَةُ ائْتِ جَرِیْرَ بْنَ حَازِمٍ فَقُلْ لَہٗ لَا یَحِلُّ لَکَ اَنْ
تَرْوِیَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُمَارَةَ فَاِنَّہٗ یَکْذِبُ قَالَ اَبُوْ دَاؤدَ قُلْتُ لِشُعْبَةَ وَکَیْفَ ذَاکَ قَالَ
حَدَّثَنَا عَنِ الْحَکَمِ بِاَشْیَاءَ لَمْ اَجِدْ لَھَا اَصْلًا قَالَ قُلْتُ لَہٗ بِاَیِّ شَیْءٍ قَالَ قُلْتُ لِلْحَکَمِ اَصَلَّی النَّبِیُّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی قَتْلٰی اُحُدٍ فَقَالَ لَمْ یُصَلِّ عَلَیْھِمْ فَقَالَ الْحَسَنُ بْنُ عُمَارَةَ عَنِ الْحَکَمِ
عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلّٰی عَلَیْھِمْ وَدَفَنَھُمْ
قُلْتُ لِلْحَکَمِ مَا تَقُوْلُ فِیْ اَوْلَادِ الزِّنَا قَالَ یُصَلّٰی عَلَیْھِمْ قُلْتُ مِنْ حَدِیْثِ مَنْ یُرْوٰی قَالَ
یُرْوٰی عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِیِّ فَقَالَ الْحَسَنُ بْنُ عُمَارَةَ حَدَّثَنَا الْحَکَمُ عَنْ یَحْیَی بْنِ الْجَزَّارِ
عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ **ترجمہ** ابوداؤد سے روایت ہے مجھ سے شعبہ نے کہا تو جریر بن حازم پاس
جا اور کہہ تجھکو درست نہین حسن بن عمارہ سے روایت کرنا کیونکہ وہ جہوٹ بولتا ہے ابوداؤد نے کہا
مین نے شعبہ سے پوچہا کیونکر معلوم ہوا کہ وہ جہوٹ بولتا ہے شعبہ نے کہا اسوجہ سے کہ حسن بن عمارہ حکم سے
چند حدیثین نقل کین جن کی اصل کہین نے کچہ نپائی مین نے کہا وہ کون سی حدیثین ہین شعبہ نے کہا
مین نے حکم سے پوچہا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ احد کی شہیدون پہ نماز پڑہی تہی حکم نے
کہا نہین پہر حسن بن عمارہ نے حکم سے روایت کیا اوسنے مقسم سے اوسنے ابن عباس سے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑہی احد کے شہیدون پہ اور دفن کیا انکو اور مین نے حکم سے کہا کہ تم زنا کی اولاد کے حق
مین کیا کہتے ہو انہون نے کہا انپر نماز پڑہی جاوے جنازے کی مین نے کہا کس سے روایت کیا گیا ہے
اسباب مین انہون نے کہا حسن بصری سے حسن بن عمارہ نے کہا مجہسے حکم نے بیان کیا انہون نے یحیے بن الجزار
سے سنا انہون نے حضرت علی رضہ سے **ف** تو ان دونون مقامون مین حسن بن عمارہ کا جہوٹ ظاہر ہوا
کیونکہ شعبہ نے خود حکم سے ملکر پوچہا اور انہون نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے شہیدون
پر نماز نہین پڑہی پہر حکم خود ہی کیونکر روایت کرتے ابن عباس سے کہ آپ نے نماز پڑہی انپر اسیطرح حکم نے

حسن بن عمارہ

ولد الزنا پر نماز جنازہ پڑھنے کے باب میں حسن بصری کا قول نقل کیا اور حسن نے اونہی سے حضرت علی کا قول
روایت کیا اگرچہ احتمال ہے کہ اس باب میں حسن اور علی دونوں سے منقول ہو مگر حدیث کی حفاظ راویوں
کا کذب اور دلائل اور قرائن سے پہچان لیتے ہیں یہ حسن بن عمارہ بجلی ابو محمد کوفی ہے قاضی بغداد کا اور
بالاتفاق ضعیف ہے اور متروک عَنْ يَزِيدَ بْنَ هَارُوْنَ وَذَكَرَ زِيَادَ بْنَ مَيْمُوْنٍ فَقَالَ حَلَفْتُ
اَنْ لَّا اَرْوِيَ عَنْهُ شَيْئًا وَّلَا عَنْ خَالِدِ بْنِ مَحْدُوْجٍ وَقَالَ لَقِيْتُ زِيَادَ بْنَ مَيْمُوْنٍ فَسَاَلْتُهُ
عَنْ حَدِيْثٍ فَحَدَّثَنِيْ بِهٖ عَنْ بَكْرٍ الْمُزَنِيِّ ثُمَّ عُدْتُ اِلَيْهِ فَحَدَّثَنِيْ بِهٖ عَنْ مُوَرِّقٍ ثُمَّ عُدْتُ اِلَيْهِ فَحَدَّثَنِيْ
بِهٖ عَنِ الْحَسَنِ كَانَ يَنْسُبُهُمَا اِلَى الْكَذِبِ قَالَ الْحُلْوَانِيُّ سَمِعْتُ عَبْدَ الصَّمَدِ وَذَكَرْتُ عِنْدَهٗ زِيَادَ بْنَ مَيْمُوْنٍ
فَنَسَبَهٗ اِلَى الْكَذِبِ ترجمہ یزید بن ہارون نے ذکر کیا زیاد بن میمون کا اور کہا میں نے قسم کھائی ہے
کہ اس سے کچھ روایت نکرون گا نہ خالد بن محدوج سے یزید نے کہا میں نے زیاد بن میمون سے ملا اور اس سے ایک
حدیث پوچھی اوس نے روایت کیا اوسکو بکر بن عبد اللہ مزنی سے پھر میں اوس سے ملا تو اوس نے روایت کیا
اوسی حدیث کو مورق بن مشمرج سے پھر میں اوس سے ملا تو روایت کیا اوسی حدیث کو حسن سے اور یزید بن
ہارون ان دونوں کو یعنی زیاد بن میمون اور خالد بن محدوج کو جھوٹا کہتے تھے حسن حلوانی نے کہا میں نے
عبد الصمد سے سنا میں نے ذکر کیا زیاد بن میمون کا انہوں نے کہا جھوٹا ہے **ف** زیاد بن میمون بصری
جسکی کنیت ابو عمار ہے ضعیف ہے بخاری نے اپنی تاریخ میں کہا کہ ترک کیا اسکو محدثین نے اور خالد بن محدوج
واسطی بھی ضعیف ہے نسائی نے اوسکو ضعیف کیا کنیت اوسکی ابو روح ہے اور اس نے دیکھا ہے انس
بن مالک رض کو (نووی) عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ غَيْلَانَ قَالَ قُلْتُ لِاَبِيْ دَاوُدَ الطَّيَالِسِيِّ قَدْ اَكْثَرْتَ
عَنْ عَبَّادِ بْنِ مَنْصُوْرٍ فَمَا لَكَ لَمْ تَسْمَعْ مِنْهُ حَدِيْثَ الْعَطَّارَةِ الَّذِيْ رَوٰى لَنَا النَّضْرُ بْنُ
شُمَيْلٍ فَقَالَ لِيَ اسْكُتْ فَاَنَا لَقِيْتُ زِيَادَ بْنَ مَيْمُوْنٍ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ مَهْدِيٍّ فَسَاَلْنَاهُ
فَقُلْنَا لَهٗ هٰذِهِ الْاَحَادِيْثُ الَّتِيْ تَرْوِيْهَا عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَقَالَ اَرَاَيْتُمَا رَجُلًا يُذْنِبُ
فَيَتُوْبُ اَلَيْسَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِ قَالَ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ مَا سَمِعْتُ مِنْ اَنَسٍ مِنْ ذَا قَلِيْلًا وَّلَا
كَثِيْرًا اِنْ كَانَ لَا يَعْلَمُ النَّاسُ فَاَنْتُمَا لَا تَعْلَمَانِ اَنِّيْ لَمْ اَلْقَ اَنَسًا قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ فَبَلَغَنَا بَعْدُ اَنَّهٗ
يَرْوِيْ فَاَتَيْنَاهُ اَنَا وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ فَقَالَ اَتُوْبُ ثُمَّ كَانَ بَعْدُ يُحَدِّثُ فَتَرَكْنَاهُ
ترجمہ محمود بن غیلان سے روایت ہے میں نے ابو داؤد طیالسی سے کہا تم نے عباد بن منصور سے بہت روایتیں کیں

توکیا سبب ہے تم نے وہ حدیث نہیں سنی عطار عورت کی جو روایت کی نضر بن شمیل نے ہماری لیے **ف**
وہ عطارہ کی حدیث یہ ہے کہ ایک عورت تھی مدینہ میں عطارن جسکا نام حولا رہا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم پاس آئی تو حضرت عائشہ سے ملی اور اپنے خاوند کا حال بیان کیا آپ نے خاوند کی بزرگیاں بتلائیں یہ
حدیث بہت طول ہے اور صحیح نہیں ہے - ابن وضاح نے اسکو پورا نقل کیا ہے روایت کیا ہے اس حدیث
کو زیاد بن میمون نے انس سے **ف** انہوں نے کہا جب رہ میں اور عبد الرحمٰن بن مہدی دونوں زیاد
بن میمون سے ملے اور اُس سے پوچھا ان حدیثوں کو جو وہ روایت کرتا ہے انس سے وہ بولا تم دونوں کیا سمجھتے
ہو اگر کوئی شخص گناہ کرے پھر توبہ کرے تو کیا اللہ تعالی معاف نہیں کرے گا عبد الرحمٰن نے کہا البتہ
معاف کریگا زیاد نے کہا میں نے انس سے کچھ نہیں سنا بہت کم اگر لوگ اس بات کو نہیں جانتے تو کیا
تم بھی نہیں جانتے (یعنے تم تو جانتے ہو) میں انس سے ملا تک نہیں - ابو داؤد نے کہا پھر ہمکو خبر
پہونچی کہ زیاد روایت کرتا ہے انس سے میں اور عبد الرحمٰن پھر گئے اوسنے کہا میں توبہ کرتا ہوں پھر وہ بعد
اُسکے روایت کرنے لگا آخر ہم نے اُسکو ترک کیا (یعنے اس سے روایت چھوڑ دی کیونکہ وہ جھوٹا نکلا اور جھوٹا
بھی کیسا کہ توبہ کا بھی خیال اوسنے چھوڑ دیا) **عن** شَبَابَةَ قَالَ كَانَ عَبْدُ الْقُدُّوسِ يُحَدِّثُنَا
فَيَقُولُ سُوَيْدُ بْنُ عَقَلَةَ قَالَ شَبَابَةُ وَسَمِعْتُ عَبْدَ الْقُدُّوسِ يَقُولُ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُتَّخَذَ الرَّوْحُ عَرْضًا قَالَ فَقِيلَ لَهُ اَىُّ شَيْءٍ هٰذَا قَالَ يَعْنِي تُتَّخَذُ كُوَّةٌ
فِي حَائِطٍ لِيَدْخُلَ عَلَيْهِ الرَّوْحُ قَالَ وَسَمِعْتُ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيَّ يَقُولُ
سَمِعْتُ حَمَّادَ بْنَ زَيْدٍ يَقُولُ لِرَجُلٍ بَعْدَ مَا جَلَسَ مَهْدِيُّ بْنُ هِلَالٍ بِاَيَّامٍ مَا هٰذِهِ
الْعَيْنُ الْمَالِحَةُ الَّتِي نَبَعَتْ قِبَلَكُمْ قَالَ نَعَمْ يَا اَبَا اِسْمٰعِيلَ **ترجمہ** شبابہ بن سوار مدائنی سے
روایت ہے عبد القدوس ہمسے حدیث بیان کرتا تھا تو کہتا تھا سوید بن عقلہ اور کہتا تھا منع کیا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے رَوح یعنے ہوا کو عرض میں لینے سے لوگوں نے کہا اسکا مطلب کیا ہے وہ بولا مطلب
یہ ہے کہ دیوار میں ایک سوراخ کرے ہوا آنے کے لیے **ف** یہ سب عبد القدوس کی تصحیف اور غلط فہمی ہے
اوسنے غلطی کی حدیث کی اسناد اور متن دونوں میں اسناد کی غلطی تو یہ ہے کہ راوی کا نام سوید بن
غفلہ ہے غین اوسنے سو نہ عقلہ عین اور قاف سے اور متن کی غلطی یہ ہے کہ رُوح بضم را ہے بمعنے جان نہ
رَوح بفتح را جسکے معنی ہوا کے ہیں اور غرض عین سے ہے نہ غرض غین سے اور اصل معنی حدیث کے یہ

عبد القدوس

مہدی بن ہلال

ہین کہ آپنے منع کیا جاندار کو نشانہ بناکر مارنے سے جسکو عبد القدوس نے اولٹ پلٹ کرکے بہر کا کدہر کردیا ۔
ف امام مسلم فرماتے ہین مین نے سُنا عبید اللہ بن عمر وقواریری سے اونہون نے سنا حماد بن زید سے انہون نے کہا ایک شخص سے جب مہدی بن ہلال کئی دن تک بیٹہا یہ کیسا کہاری چشمہ ہے جو بہہ پڑا تمہاری طرف وہ شخص بولا ہان اے ابی اسمعیل **ف** ابو اسمعیل کنیت ہے حماد بن زید کی کہاری چشمہ سے اونکی غرض مہدی بن ہلال کو ضعیف کرنا تہا اور اتفاق کیا ہے محدثین نے اوس کے ضعف پر نسائی نے کہا وہ بصرہ کا رہنے والا ہے اور متروک ہے روایت کرتا ہے داؤد بن ابی ہند اور یونس بن عبید سے (نووی) **عن** ابی عوانة قال ما بلغني عن الحسن حديث الا اتيت به ابان بن ابي عياش فقرأه علي

ترجمہ ابو عوانہ سے روایت ہے مجہہ حسن سے کوئی روایت نہین پہونچی مگر مین نے پوچہا اسکو ابان بن ابی عیاش سے اوس نے پڑہا اسکو میرے سامنے **ف** یعنی ابان کا یہ حال تہا کہ جو بات اوس سے پوچہتے وہ اسکو روایت کرتا حسن سے اور یہ دلیل ہے اوسکے کذب اور جہوٹ کی تقریب مین ہے کہ یہ ابان بن ابی عیاش اسکی کنیت ابو اسمعیل عبدی ہے اور یہ متروک ہے **عن** علي بن مسهر قال سمعت انا وحمزة الزيات من ابان بن ابي عياش نحوا من الف حديث قال علي فلقيت حمزة فاخبرني انه رأى النبي صلى الله عليه وسلم في المنام فعرض عليه ما سمع من ابان فما عرف منها الا شيئا يسيرا خمسة او ستة **ترجمہ** علی بن مسہر سے روایت ہے مین نے اور حمزہ زیات نے ابان بن ابی عیاش سے قریب ایکہزار حدیثون کے سنین علی نے کہا پہر مین حمزہ سے ملا انہون نے بیان کیا کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکہا اور جو کچہ ابان سے سنا تہا وہ آپ کو سنایا آپ نے نہ پہچانا اون حدیثون کو مگر تہوڑی سی حدیثین قبول کین پانچ یا چہہ **ف** نووی نے کہا کہ مقصود اس روایت کی لانے سے تائید ہے اوس امر کی جو اوپر ثابت ہوچکا کہ ابان بن ابی عیاش ضعیف ہے نہ یہ بات کہ خواب سے کوئی امر یقینا ثابت ہوسکتا ہے یا خواب سے کوئی سنت جو ثابت ہوگئی ہے باطل ہوسکتی ہے یا جو باطل ہوگئی ہے وہ ثابت ہوسکتی ہے اور اسپر علماء کا اجماع ہے کہ خواب کوئی دلیل شرعی نہین ایسا ہی کہا قاضی عیاض نے اور ہمارے اصحاب نے بہی یہی کہا ہے اور اتفاق کیا ہے اس بات پر کہ خواب سے کوئی بات شرع کی بدل نہین سکتی اور یہ امر اوس حدیث کے خلاف نہین ہے کہ جس نے مجہے خواب مین دیکہا اوس نے مکرر دیکہا کیونکہ شیطان میری صورت بن نہین سکتا اسلیے کہ حدیث کا مطلب یہ ہے

بیان اسمعیل بن عیاش

کہ آپکو خواب مین دیکھنا صحیح ہے اور مثل اور شیطانی پریشان خیالات کی نہین ہے مگر حدیث سے یہ بات کہان نکلتی ہے کہ خواب مین مین جو کہون وہ ایک شرعی حکم ہے اور خواب کی حالت غفلت کی حالت ہے نہ ضبط اور تحقیق کی اور اتفاق کیا ہے علمائنے کہ روایت اور شہادت قبول کرنیکے لیے ضرور ہے کہ راوی اور شاہد بیدار اور ہوشیار صحیح الحفظ قلیل الخطا ہو اور جو شخص سو رہا ہے اُس مین یہ کوئی صفت نہین پھر اوسکی روایت کیونکر مقبول ہوگی مگر یہ سب جو بیان ہوا اُس صورت مین ہے کہ خواب مین کوئی ایسی بات سنی یا دیکھی جو شرع شریف کے خلاف ہو پر اگر وہ بات سنی یا دیکھی جو شرع شریف کی روسے جائز یا ثواب ہو یا آپ کو منع کرتے دیکھے اوس کام سے جو شرع شریف کی روسے منع ہو یا اوسکو کوئی دنیا کا کام ہو جسمین کوئی مصلحت ہو تو بالاتفاق اوس خواب پر عمل کرنا مستحب ہے کیونکہ یہ حکم خواب سے ثابت نہین ہوا وہ تو پہلے ہی سے ثابت ہو چکا ہے (انتہی) مترجم کہتا ہے کہ اگر خواب کی باتون کو ایک دلیل شرعی قرار دیا جاوے تو بڑی قباحت پیدا ہوتی ہے وہ یہ کہ ہر شخص دعویٰ کریگا کہ مینے خواب مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یون سنا ہے پھر اسکی تصدیق دشوار ہوگی اور اسمین شک نہین کہ جو لوگ صالح اور دیندار اور خداپرست عاشق رسول ہین اونکی خواب اکثر صحیح ہوتی ہین پر اونکی صحت شرع ہی سے معلوم ہو سکتی ہے نہ شرع کی صحت خواب سے **عن** زَكَرِيَّا بْنِ عَدِيٍّ قَالَ قَالَ لِي أَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ اكْتُبْ عَنْ بَقِيَّةَ مَا رَوَى عَنِ الْمَعْرُوفِينَ وَلَا تَكْتُبْ عَنْهُ مَا رَوَى عَنْ غَيْرِ الْمَعْرُوفِينَ وَلَا تَكْتُبْ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَيَّاشٍ مَا رَوَى عَنِ الْمَعْرُوفِينَ وَلَا عَنْ غَيْرِهِمْ **ترجمہ** زکریا بن عدی نے کہا مجھسے کہا ابو اسحق فزاری (ابراہیم بن محمد بن حارث بن اسمار بن خارجہ کوفی) نے (جو حدیث کے بڑے امام اور ثقہ اور فاضل تھے) لکھ لے تو بقیہ (بن ولید) کی وہ حدیث جو روایت کرے وہ مشہور لوگون سے اور مت لکھ اس حدیث کو جو روایت کرے مجہول لوگون سے اور مت لکھ تو اسمعیل بن عیاش کی حدیث ہرگز اگرچہ وہ روایت کرے مشہور لوگون سے بہی **ف** نووی نے کہا یہ قول ابو اسحاق کا اسمعیل بن عیاش کے حق مین خلاف ہے اور ائمہ حدیث کے عباس نے کہا مین نے یحییٰ بن معین سے سنا وہ کہتے تھے اسمعیل بن عیاش ثقہ ہے اور شام والون کے نزدیک وہ بقیہ سے بہتر تہا ابن ابی خیثمہ نے کہا مین نے یحییٰ بن معین سے سنا وہ کہتے تھے اسمعیل بن عیاش ثقہ ہے اور عراق والے اوسکو برا جانتے تھے اوسکی روایت کو اور بخاری نے کہا اسمعیل بن عیاش کی روایت شام کے لوگون سے صحیح ہے عمرو بن علی نے کہا جب وہ اپنی شہر والون سے روایت کرے تو اسکی حدیث صحیح ہے اور جب اہل مدینہ سے جیسے ہشام بن عروہ اور یحییٰ بن سعید اور سہیل بن ابی صالح سے روایت کرے

تو وہ کچہ نہین اور یعقوب بن سفیان نے کہا مین نے ہارون سے سنتا تہا وہ کہتے تہے شام کا علم اسمعیل بن عیاش
کے پاس ہے یعقوب نے کہا بعضے لوگون نے اسمعیل کے حق مین کلام کیا ہے اور وہ ثقہ ہی عادل ہی سب سے زیادہ جانتا
ہے شام والون کی حدیث کو اور اکثر اوسکے حق مین یہ کلام کیا ہے کہ وہ غریب حدیثین روایت کرتا ہی کے اور مدینہ
کے ثقہ لوگون سے یحیی بن معین نے کہا اسمعیل ثقہ ہے شام والون سے روایت کرنے مین اما اہل حجاز سے اوسکی روایت
معتبر نہین کیونکہ اُس کے کتاب تلف ہو گئی تہی اور اوسکا حافظہ خراب ہو گیا تہا ابو حاتم نے کہا وہ ضعیف ہی مگر
اُسکی روایت لکہی جاوینگی اور مین نہین جانتا کہ کوئی باز رہا ہو اوسکی روایت سے سوا ابو اسحق فزاری کے۔ ترمذی
نے کہا وہ بقیہ سے بہتر ہے اور بقیہ کی بہت حدیثین منکر ہین احمد بن ابی الحواری نے کہا وکیع نے مجہسے کہا تمہارے
یہان لوگ روایت کرتے ہین اسمعیل بن عیاش سے مین نے کہا ہان ولید اور مروان تو اوس سے روایت کرتے
ہین اور ہشیم اور محمد بن ایاس روایت نہین کرتے انہون نے کہا ہشیم اور محمد بن ایاس کیا ہین شہر والی تو ولید
اور مروان ہین (یعنے ولید اور مروان ہی معتبر ہین اور جب یہ روایت کرتے ہین تو کافی ہے (نووی))

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ نِعْمَ الرَّجُلُ بَقِيَّةُ لَوْلَا اَنَّهٗ يَكْنِي الْاَسَامِيَ وَيُسَمِّي الْكُنٰى كَانَ دَهْرًا يُحَدِّثُنَا عَنْ اَبِي سَعِيْدِ الْوُحَاظِيِّ فَنَظَرْنَا فَاِذَا هُوَ عَبْدُ الْقُدُّوْسِ

ترجمہ عبد اللہ بن مبارک نے کہا بقیہ بن الولید اچہا آدمی تہا اگر وہ نامون کو کنیت سے بیان نہ کرتا اور کنیت کو
نامون سے (یعنے بقیہ کی یہ عادت خراب ہی کہ تدلیس اور تلبیس کرتا ہے راویون کا عیب چہپانے کے لیے نام کو
کنیت سے بدل دیتا ہے اور کنیت کو نام سے تا لوگ پہچانے نہین) ایک مدت تک ہمسے حدیث بیان کرتا تہا
ابو سعید وحاظی سے جب ہم نے غور کیا (کہ وحاظی کون شخص ہے) تو معلوم ہوا کہ وہ عبد القدوس ہے

ف یعنے عبد القدوس بن حبیب کلاعی ابو سعید شامی جسکا بیان اوپر گذرا اوسکا نام مشہور ہی کنیت اسکی مشہور
نہ تہی تو بقیہ نے اوسکو کنیت سے ذکر کرنا شروع کیا تا کہ لوگ پہچانین نہین

عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ يَقُوْلُ مَارَاَيْتُ ابْنَ الْمُبَارَكِ يُفْصِحُ بِقَوْلِهٖ كَذَّابٌ اِلَّا لِعَبْدِ الْقُدُّوْسِ فَاِنِّيْ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ لَهٗ كَذَّابٌ

ترجمہ عبد الرزاق سے روایت ہی عبد اللہ بن مبارک کو مین نے نہین سُنا کسی کو صاف جہوٹا کہتے ہوئی مگر عبد
القدوس کو وہ کہتے تہے جہوٹا ہے

عَنْ اَبِيْ نُعَيْمٍ وَذَكَرَ الْمُعَلَّى بْنَ عُرْفَانَ فَقَالَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ وَائِلٍ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا ابْنُ مَسْعُوْدٍ بِصِفِّيْنَ فَقَالَ اَبُوْ نُعَيْمٍ اَتُرَاهُ بُعِثَ بَعْدَ الْمَوْتِ

ترجمہ ابو نعیم نے ذکر کیا معلی بن عرفان کا تو کہا کہ معلی نے کہا مجہسے حدیث بیان کی ابو وائل نے کہ نکلے ہمارے سامنے عبد اللہ

بن مسعود صفین میں ابو نعیم نے کہا شاید مرکر پہر قبر سے اوٹہے ہونگے **ف** مقصود اس سے معلّی کا جہوٹ ظاہر کرنا
ہے ابو وائل پر اسلیے کہ عبداللہ بن مسعود رض نے وفات پائی سنہ ۳۲ یا سنہ ۳۳ ہجری مین حضرت عثمان کی وفات سے
تین برس پہلے اور صفین کی جنگ حضرت علی کی خلافت کے دو برس بعد ہوئی تو ابن مسعود اوسمین کیسے نکل سکتے ہین
مگر اسیطرح کہ پہر جی اوٹہے ہون اور ابو وائل ثقہ اور فاضل ہین ان سے یہ جہوٹ صادر نہین ہو سکتا تو ضرور
ہے کہ معلّی نے جہوٹ باندہا ہو یہ معلّی بن عرفان اسدی کوفی ہے جو بالاتفاق ضعیف ہے بخاری نے تاریخ مین
کہا کہ وہ منکر الحدیث ہے اور نسائی نے بہی اسکو ضعیف کہا صفین ایک مقام کا نام ہے جہان حضرت علی رض
اور معاویہ مین جنگ عظیم واقع ہوئی تہی **عن** عَفَّانَ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ عُلَيَّةَ
فَحَدَّثَ رَجُلٌ عَنْ رَجُلٍ فَقُلْتُ اِنَّ هٰذَا لَيْسَ بِثَبْتٍ قَالَ فَقَالَ الرَّجُلُ اغْتَبْتَهٗ فَقَالَ اِسْمٰعِيْلُ قال
مَا اغْتَابَهٗ وَلٰكِنَّهٗ حَكَمَ اَنَّهٗ لَيْسَ بِثَبْتٍ **ترجمہ** عفان بن مسلم سے روایت ہے ہم اسمعیل بن علیہ کے
پاس بیٹہے تہے اتنے مین ایک شخص نے دوسرے شخص سے ایک حدیث روایت کی مین نے کہا کہ وہ معتبر نہین
وہ شخص بولا تو نے اسکی غیبت کی اسمعیل نے کہا اس نے غیبت نہین کی بلکہ حکم لگایا اوسپر کہ وہ معتبر نہین **ف**
یعنے ائمہ حدیث کا کسی پر جرح کرنا غیبت مین داخل نہین بلکہ مثل فتوے اور حکم کے ہے **عن** بِشْرِ بْنِ
عُمَرَ قَالَ سَاَلْتُ مَالِكَ بْنَ اَنَسٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْ يَرْوِیْ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ فَقَالَ لَيْسَ بِثِقَةٍ وَسَاَلْتُ مَالِكَ بْنَ
اَنَسٍ عَنْ اَبِی الْحُوَيْرِثِ فَقَالَ لَيْسَ بِثِقَةٍ وَسَاَلْتُهٗ عَنْ شُعْبَةَ الَّذِیْ رَوٰى عَنْهُ ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ فَقَالَ لَيْسَ بِثِقَةٍ وَسَاَلْتُهٗ عَنْ صَالِحٍ رواتی
مَوْلَى التَّوْاَمَةِ فَقَالَ لَيْسَ بِثِقَةٍ وَسَاَلْتُهٗ عَنْ حَرَامِ بْنِ عُثْمَانَ فَقَالَ لَيْسَ بِثِقَةٍ وَ
سَاَلْتُ مَالِكَ بْنَ اَنَسٍ عَنْ هٰؤُلَاءِ الْخَمْسَةِ فَقَالَ لَيْسُوْا بِثِقَةٍ فِیْ حَدِيْثِهِمْ وَسَاَلْتُهٗ عَنْ رَجُلٍ
اٰخَرَ نَسِيْتُ اسْمَهٗ فَقَالَ هَلْ رَاَيْتَهٗ فِیْ كُتُبِیْ فَقُلْتُ لَا قَالَ لَوْ كَانَ ثِقَةً لَرَاَيْتَهٗ فِیْ كُتُبِیْ
ترجمہ بشر بن عمر سے روایت ہے مین نے امام مالک سے پوچہا محمد بن عبدالرحمن کو جو روایت کرتا ہے سعید بن
المسیب سے انہون نے کہا وہ ثقہ نہین ہے اور پوچہا مین نے ان سے ابو الحویرث کو **ف** یعنے عبدالرحمن
بن معاویہ بن حویرث انصاری مدنی کو حاکم نے کہا وہ قوی نہین ہے اور امام احمد نے مالک کے قول کا انکار
کیا اور کہا کہ روایت کیا اس سے شعبہ نے اور بخاری نے ذکر کیا اوسکو تاریخ مین اور نہین کلام کیا اس مین
اور شعبہ نے اسکی کنیت ابو الجویریہ نقل کی ہے اور حاکم نے کہا کہ یہ وہم ہے شعبہ کا۔ تقریب مین ہے کہ عبدالرحمن
سچا ہے مگر حافظہ اسکا خراب تہا اور نسبت کیا گیا ہے ساتہہ ارجاء یعنے مرجیہ ہونیکے **ف** انہون نے کہا

وہ ثقہ نہین ہے اور پوچہا مین نے اون سی شعبہ کو جس سے روایت کرتا ہے ابن ابی ذئب انہون نے کہا وہ ثقہ نہین ہے **ف** یہ وہ شعبہ نہین ہے جو حدیث کی مشہور امام ہین وہ تو شعبہ بن حجاج بصری ہین اور یہہ شعبہ بن دینار ہاشمی ہے مولی ابن عباس کا اوسکی کنیت ابو عبد اللہ یا ابو یحیی ہے اوسکو ضعیف کیا ہے بہت اہل حدیث نے احمد بن حنبل اور یحیی بن معین نے کہا وہ کچہ برا نہین ابن عدی نے کہا مین نے اوسکی کوئی حدیث منکر نہین دیکھی تقریب مین ہے کہ یہ شعبہ سچا ہے مگر حافظہ اسکا خراب تہا **ت** اور پوچہا مین نے اون سی صالح کو جو مولی ہے توامہ کا اونہون نے کہا وہ ثقہ نہین ہے **ف** یہ صالح بیٹا ہے بہنان کا مدینہ کا رہنے والا اور اسکو مولی توامہ کہتے ہین اس لیے کہ جس عورت نے اسکو آزاد کیا تہا وہ اپنی بہن کے ساتہہ توام یعنے جڑوان پیدا ہوئی تہی امام مالک نے صالح کو ضعیف کیا لیکن روایت کیا اوس سے ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے یحیی بن معین نے کہا وہ ثقہ ہے اور مالک نے اوسکو پایا جب وہ بوڑہا ہو گیا تہا اور اسکا حافظہ بگڑ گیا تہا اسی طرح ثوری نے بہی اوسکو جب پایا جب وہ سٹہیا گیا تہا تو سنین اوس سے کئی منکر حدیثین لیکن جن لوگون نے روایت کیا ہے اوس سے قبل اختلاط (یعنے حافظہ بگڑنے) کے ان کی روایت صحیح ہے ابن عدی نے کہا ابن ابی ذئب اور ابن جریج اور زیاد بن سعد نے اوس سے سنا ہے قبل اختلاط کے اور اون کی روایت مین کوئی برائی نہین **ت** اور پوچہا مین نے اون سے حرام بن عثمان کو اونہون نے کہا وہ ثقہ نہین ہے **ف** یہ حرام بن عثمان انصاری سلمی ہے بخاری نے کہا وہ منکر الحدیث ہے زبیری نے کہا وہ شیعہ تہا روایت کرتا ہے جابر بن عبد اللہ سی نسائی نے کہا وہ ضعیف ہے **ت** اور پوچہا مین نے امام مالک سی ان پانچون آدمیونکو (جنکا ذکر اوپر گذرا) اونہون نے کہا وہ ثقہ نہین ہین اپنی حدیث مین اور مین نے پوچہا اون سے ایک اور شخص کو جسکا نام مین بہول گیا تو انہون نے کہا تو نے اوسکی روایت میری کتابون مین دیکہی ہے مین نے کہا نہین امام مالک نے کہا اگر وہ ثقہ ہوتا تو اسکی روایت میری کتابون مین دیکہتا **ف** اس قول سے معلوم ہوا کہ جن لوگون سے امام مالک نے اپنی کتابون مین روایت کی ہے وہ سب ثقہ ہین مگر یہ ضرور نہین کہ سب لوگون کے نزدیک ثقہ ہون البتہ امام مالک کی نزدیک وہ ثقہ ہین اور اختلاف کیا ہے علما نے اس مسئلے مین کہ اگر کوئی ثقہ شخص ایک مجہول سے روایت کرے تو اس سے اوس مجہول کی توثیق ہو گی یا نہین اکثر کا یہ قول ہے کہ صرف روایت کرنا اوس سے باعث توثیق کا نہین اور یہی ٹہیک ہے کیونکہ کبہی ثقہ غیر ثقہ سے روایت کرتا ہے نہ اس وجہ سے کہ وہ روایت دلیل و حجت ہے بلکہ اعتبار اور تائید کے لیے البتہ جب ثقہ ایسا کہے

مالک نے کہا تو جب سے وہ اپنی کتاب مین روایت کرے وہ اسکی نزدیک ثقہ سمجھا جاویگا اور جو ثقہ اتنا کہے
کہ مجھسے بیان کیا ثقہ نے تو وہ کافی ہے تعدیل کے لیے (نووی) **عن** ابنِ اَبِی ذِئبٍ عَن شُرَحبِیلَ
بنِ سَعدٍ وَّکَانَ مُتَّهَمًا ترجمہ ابن ابی ذیب نے روایت کیا شرحبیل بن سعد سے اور وہ متہم تہا **ف**
یعنے نسبت کیا گیا تہا طرف کذب کی یہ شرحبیل بڑا عالم تہا مغازی کا (یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے جہادون کا) سفیان بن عیینہ نے کہا اُس سے بڑہ کر کوئی مغازی کا جاننے والا نہ تہا وہ محتاج ہو گیا لوگ
اس ڈر کے مارے اوسکو دیتے کہ ایسا نہو کہ وہ کہدیوے تیرا باپ بدر کی لڑائی مین حاضر نہ تہا اور یہہ شرحبیل مولے
ہے انصار کا مدنی کنیت اسکی ابو سعد ہے محمد بن سعد نے کہا جو بڑا پرانا بوڑہا تہا روایت کی ہے اوس نے زید بن
ثابت اور اکثر صحابہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ تقریب مین ہے کہ وہ سچا ہے لیکن اخیر مین اسکا حافظہ
بگڑ گیا تہا سو برس کا ہوکر مرا **عن** عَبدِ اللّٰہِ بنِ المُبَارَکِ یَقُولُ لَو خُیِّرتُ بَینَ اَن اَدخُلَ
الجَنَّۃَ وَبَینَ اَن اَلقٰی عَبدَ اللّٰہِ بنَ مُحَرَّرٍ لَاختَرتُ اَن اَلقَاہُ ثُمَّ اَدخُلَ الجَنَّۃَ فَلَمَّا رَاَیتُہٗ
کَانَت بَعرَۃٌ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنہُ ترجمہ عبد اللہ بن مبارک سے روایت ہے وہ کہتے تہے اگر مجہے اختیار دیا جاتا
کہ جنت مین جاؤ یا عبد اللہ بن محرر سے ملو تو مین پہلے اوس سے ملتا پہر جنت مین جاتا (ایسی اسکی تعریف سنتا
تہا اور اس قدر اوس سے ملنے کا اشتیاق تہا) پہر جب مین اس سے ملا تو ایک اونٹ کی مینگنی مجہے اوس سے
بہتر معلوم ہوئی **ف** یعنے ایسا نکما اور خراب نکلا **عن** زَیدٍ یَعنِی ابنَ اَبِی اُنَیسَۃَ قَالَ
لَا تَاخُذُوا عَن اَخِی ترجمہ زید بن ابی انیسہ نے کہا مت روایت کرو میرے بہائی سے **ف** یعنی یحیے
بن ابی انیسہ سے جو روایت کرتا ہے زہری اور عمرو بن شعیب سے اس لیے کہ وہ ضعیف ہے بخاری نے کہا وہ کچہ نہین
نسائی نے کہا ضعیف ہے متروک الحدیث تقریب مین ہے کہ کنیت اسکی ابو زید جزری ہے اور وہ ضعیف ہے نووی
نے کہا اوسکا بہائی زید بن ابی انیسہ وہ ثقہ ہے جلیل ہے حجت کی ہے اوس سے بخاری اور مسلم نے محمد بن سعد
نے کہا وہ ثقہ ہے کثیر الحدیث اور فقیہ ہے۔ اہل حدیث کا انصاف اور خلوص اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دین کے
فائدے کا خیال رکہتے تہے پر اپنے قرابت کا لحاظ نہ کرتے تہے **عن** عُبَیدِ اللّٰہِ بنِ عَمرٍو قَالَ کَانَ یَحیَی
بنُ اَبِی اُنَیسَۃَ کَذَّابًا ترجمہ عبید اللہ بن عمرو نے کہا یحیی بن ابی انیسہ جہوٹا تہا **عن** حَمَّادِ بنِ
زَیدٍ قَالَ ذُکِرَ فَرقَدٌ عِندَ اَیُّوبَ فَقَالَ اِنَّ فَرقَدًا لَیسَ صَاحِبَ حَدِیثٍ ترجمہ حماد بن زید نے کہا
فرقد (بن یعقوب سبخی ابو یعقوب) کا ذکر آیا ایوب کے سامنے انہون نے کہا وہ صاحب حدیث نہین **ف**

الکثیر

یعنے حدیث کا روایت کرنا اور کام ہے فرقد کو ہمین دخل نہ تھا اگرچہ وہ تابعی تھا اور عابد اور زاہد تھا جیسے
اوپر گذرا کہ عبادت اور زہد اور چیز ہے اور حدیث کا علم اور۔ مگر یحیی بن معین سے منقول ہے کہ اونہون نے ثقہ کہا
فرقد کو تقریب مین ہے کہ روایت کیا اوس سے ترمذی اور ابن ماجہ نے اور وہ سچا عابد تھا مگر حدیث مین ضعیف ہے
کثیر الخطا ہے سنہ ۱۳۱ مین مرا۔ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرٍ الْعَبْدِیُّ قَالَ سَمِعْتُ یَحْیَی بْنَ سَعِیْدٍ الْقَطَّانَ
وَذُکِرَ عِنْدَہٗ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ عُبَیْدِ بْنِ عُمَیْرٍ اللَّیْثِیُّ فَضَعَّفَہٗ جِدًّا فَقِیْلَ لِیَحْیٰی اَضْعَفُ مِنْ
یَعْقُوْبَ بْنِ عَطَاءٍ قَالَ نَعَمْ ثُمَّ قَالَ مَا کُنْتُ اُرٰی اَنَّ اَحَدًا یَرْوِیْ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ
بْنِ عُبَیْدِ بْنِ عُمَیْرٍ۔ ترجمہ عبد الرحمن بن بشر عبدی نے کہا مین نے یحیی بن سعید قطان سے سنا
اُن کے سامنے ذکر آیا محمد بن عبید اللہ بن عبید بن عمیر لیثی کا تو انہون نے بہت ضعیف کہا اُسکو کسی
نے کہا کیا وہ یعقوب بن عطا سے بھی زیادہ ضعیف ہے اونہون نے کہا کہ مین سمجھتا تھا کہ کوئی محمد بن عبید اللہ
بن عبید بن عمیر سے روایت نکریگا۔ حَدَّثَنِیْ بِشْرُ بْنُ الْحَکَمِ قَالَ سَمِعْتُ یَحْیَی بْنَ سَعِیْدٍ الْقَطَّانَ
ضَعَّفَ حَکِیْمَ بْنَ جُبَیْرٍ وَعَبْدَ الْاَعْلٰی وَضَعَّفَ یَحْیَی بْنَ مُوْسٰی بْنِ دِیْنَارٍ قَالَ حَدِیْثُہٗ رِیْحٌ
وَضَعَّفَ مُوْسَی بْنَ الدِّہْقَانِ وَعِیْسَی بْنَ اَبِیْ عِیْسَی الْمَدَنِیَّ۔ ترجمہ بشر بن حکم سے روایت ہے
نے سنا یحیی بن سعید قطان سے (جو امام تھے حدیث کی) انہون نے ضعیف کہا حکیم بن جبیر کو ف یہ حکیم
بن جبیر اسدی کوفی ہے شیعہ تھا ابو حاتم رازی نے کہا بڑا کٹہ شیعہ تھا عبد الرحمن بن مہدی اور شعبہ سے
پوچھا گیا کہ تم نے حکیم بن جبیر سے روایت کرنا کیون چہوڑا اونہون نے کہا ہم ڈرتے ہین جہنم سے بغیر اُسکی
روایتین جھوٹی ہین اگر ہم اوس سے نقل کرینگے تو دوزخ مین ڈالے جاوینگے تقریب مین ہے کہ وہ ضعیف ہے
اور روایت کیا اُس سے ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے اور نہین روایت کیا اوس سے بخاری اور مسلم
نے ف اور عبد الاعلی (بن عامر ثعلبی) کو ف تقریب مین ہے کہ وہ سچا ہے مگر وہم کرتا ہے۔
ف اور ضعیف کہا یحیی بن موسی بن دینار کو اور کہا کہ حدیث اُسکی مثل ہوا کے ہے ف یعنی لغو اور
بے ثبات اس مقام مین تمام نسخون مین یحیی کے بعد لفظ بن کا موجود ہے جو یقینا غلطی ہے اور صواب یہ ہے کہ بن کا لفظ
نہو نووی نے کہا یہ غلطی مسلم کی کتاب نقل کرنے والون سے ہوئی ہے نہ مسلم سے۔ یہ موسی بن دینار مکی ہے جو
روایت کرتا ہے سالم سے ف اور موسی بن دہقان کو ف جو بصری ہے روایت کرتا ہے ابن کعب
سے تقریب مین ہے کہ یہ ضعیف ہے ف اور عیسی بن عیسی مدنی کو ف یہ عیسی بن میسرہ ہے

ف عبید اللہ

اسکی کنیت ابو موسی ہے یا ابو محمد غفاری مدنی اصل اسکی کوفی ہے اُسکو خیاط یا خناط کہتے ہین یا خباط یحییٰ بن معین نے کہا پہلے خیاط (درزی) تہا پہر اس پیشہ کو چہوڑ کر حناط ہوا (یعنے گیہوں بیچنے لگا حنطہ سے) پہر اسکو چہوڑ کر خباط ہوا (یعنے پتے جہاڑنیوالا) تقریب مین ہے کہ یہ متروک ہے قَالَ مُسْلِمٌ وَسَمِعْتُ الْحَسَنَ بْنَ عِيسَى يَقُولُ قَالَ لِي ابْنُ الْمُبَارَكِ إِذَا قَدِمْتَ عَلَى جَرِيرٍ فَاكْتُبْ عِلْمَهُ كُلَّهُ إِلَّا أَحَادِيثَ ثَلَاثَةٍ لَا تَكْتُبْ حَدِيثَ عُبَيْدَةَ بْنِ مُعَتِّبٍ وَالسَّرِيِّ بْنِ إِسْمَاعِيلَ وَمُحَمَّدِ بْنِ سَالِمٍ ترجمہ حسن بن عیسیٰ نے کہا مجہسے کہا عبد اللہ بن مبارک نے جب تو جریر کے پاس جاوے تو اُسکا سارا علم لکہہ (یعنے سب حدیثین اوسکی روایت کر) مگر تین آدمیون کی حدیثین مت لکہہ عبیدہ بن معتب اور سری بن اسمٰعیل اور محمد بن سالم کی روایتین **ف** کیونکہ یہ سب ضعیف ہین جوزی نے کہا یہ تینون کوفی ہین اور متروک قَالَ مُسْلِمُ ابْنُ الْحَجَّاجِ وَأَشْبَاهُ مَا ذَكَرْنَا مِنْ كَلَامِ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي مُتَّهَمِي رُوَاةِ الْحَدِيثِ وَإِخْبَارِهِمْ عَنْ مَعَايِبِهِمْ كَثِيرٌ يَطُولُ الْكِتَابُ بِذِكْرِهِ عَلَى اسْتِقْصَائِهِ وَفِيمَا ذَكَرْنَا كِفَايَةٌ لِمَنْ تَفَهَّمَ وَعَقَلَ مَذْهَبَ الْقَوْمِ فِيمَا قَالُوا مِنْ ذَلِكَ وَبَيَّنُوا ترجمہ مسلم نے کہا اور اسکی مانند جو ہمنے ذکر کیا اہل حدیث کا کلام متہم راویون مین اور انکی عیبون مین بہت ہے جسکے سب بیان کرنے سے کتاب لمبی ہو جاویگی اور جسقدر ہمنے بیان کیا وہ کافی ہے اوس شخص کے لیے جو قوم کا مذہب سمجہہ بوجہہ جاوے **ف** یعنے یہ کتاب کچہ جرح اور تعدیل کی تہوڑی ہے کہ اوسمین سب راویونکا حال بیان کیا جاوے بلکہ جرح اور تعدیل کی تو جدا بڑی بڑی کتابین بنی ہین جنمین تمام راویونکا پورا پورا حال بیان کیا گیا ہے

بیان تو چند راویونکا عیب ائمہ حدیث کے

اقوال سے بیان کیا گیا صرف اس مقصد کے لیے کہ اہل حدیث کے نزدیک راویون کا عیب اور سقم بیان کرنا برا نہین اور اسکو غیبت مین داخل نہین کرتے وَإِنَّمَا أَلْزَمُوا أَنْفُسَهُمُ الْكَشْفَ عَنْ مَعَايِبِ رُوَاةِ الْحَدِيثِ وَنَاقِلِي الْأَخْبَارِ وَأَفْتَوْا بِذَلِكَ حِينَ سُئِلُوا لِمَا فِيهِ مِنْ عَظِيمِ الْخَطَرِ إِذِ الْأَخْبَارُ فِي أَمْرِ الدِّينِ إِنَّمَا تَأْتِي بِتَحْلِيلٍ أَوْ تَحْرِيمٍ أَوْ أَمْرٍ أَوْ نَهْيٍ أَوْ تَرْغِيبٍ أَوْ تَرْهِيبٍ فَإِذَا كَانَ الرَّاوِي لَهَا لَيْسَ بِمَعْدِنٍ لِلصِّدْقِ وَالْأَمَانَةِ ثُمَّ أَقْدَمَ عَلَى الرِّوَايَةِ عَنْهُ مَنْ قَدْ عَرَفَهُ وَلَمْ يُبَيِّنْ مَا فِيهِ لِغَيْرِهِ مِمَّنْ جَهِلَ مَعْرِفَتَهُ كَانَ آثِمًا بِفِعْلِهِ ذَلِكَ غَاشًّا لِعَوَامِّ الْمُسْلِمِينَ إِذْ لَا يُؤْمَنُ عَلَى بَعْضِ مَنْ سَمِعَ تِلْكَ الْأَخْبَارَ أَنْ يَسْتَعْمِلَهَا أَوْ يَسْتَعْمِلَ بَعْضَهَا وَلَعَلَّهَا

أو أكثرها أكاذيب لا أصل لها مع أن الأخبار الصحاح من رواية الثقات وأهل القناعة أكثر من أن يضطر إلى نقل من ليس بثقة ولا مقنع ترجمہ اور حدیث کے اماموں نے راویوں کا عیب کھول دینا ضرور سمجھا اور اس بات کا فتوی دیا جب اون سے پوچھا گیا اس لیے کہ یہ بڑا مہم کام ہے کیونکہ دین کی بات جب نقل کیجاویگی تو وہ کسی امر کے حلال ہونے کے لیے ہوگی یا حرام ہونے کے لیے یا اوسمین کسیبات کا حکم ہوگا یا کسی بات کی ممانعت ہوگی یا کسی کام کے طرف رغبت دلائی جاویگی یا کسی کام سے ڈرایا جاویگا بہرحال جب آدمی سچا اور امانت دار نہو پھر اوس سے کوئی روایت کرے جو اسکے حال کو جانتا ہو اور وہ حال دوسرے سے بیان نکرے جو نہ جانتا ہو تو گنہگار رہیگا اور دہوکا دینے والا ہوگا عوام مسلمانوں کو اس لیے کہ بعض لوگ ان حدیثوں کو سنینگے اور ان سب پر یا بعض پر عمل کرینگے اور شاید وہ سب یا اوسمیں سے اکثر جھوٹی ہوں۔ (اور بعضے نسخوں میں یہ ہے کہ اوسمین کم یا بہت جھوٹی ہوں) جنکی اصل نہ ہو حالانکہ صحیح حدیثیں ثقہ لوگوں کی اور جن کے روایت پر قناعت ہوسکتی ہے کیا کم ہیں کہ بے اعتبار اور جنکی روایت پر قناعت نہیں ہوسکتی اونکی روایتوں کی احتیاج پڑی ف یعنی روایت کرنے کے لیے صحیح حدیثیں ہزاروں ہیں پھر ضرورت کیا ہے کہ انکو چھوڑکر ضعیف اور منکر اور موضوع حدیثوں کو نقل کرے ولا أحسب كثيرا ممن يعرج من الناس على ما وصفنا من هذه الأحاديث الضعاف والأسانيد المجهولة ويعتد بروايتها بعد معرفته بما فيها من الوهن والضعف إلا أن الذي يحمله على روايتها والاعتداد بها إرادة التكثير عند العوام ولأن يقال ما أكثر ما جمع فلان من الحديث وألف من العدد ومن ذهب في العلم هذا المذهب وسلك هذا الطريق فلا نصيب له فيه وكان بأن يسمى جاهلا أولى من أن ينسب إلى علم ترجمہ اور میں سمجھتا ہوں کہ جن لوگوں نے اس قسم کی ضعیف حدیثیں اور مجہول سندیں نقل کیں ہیں اور اُن میں مصروف ہیں اور وہ جانتے ہیں اون کے ضعف کو تو ان کی غرض یہ ہے کہ عوام کے نزدیک اپنی کثرت علم ثابت کریں اور اس لیے کہ لوگ کہیں سبحان اللہ فلاں شخص نے کتنی بہت حدیثیں جمع کی ہیں اور جس شخص کے یہ چال ہے اور اُسکا یہ طریقہ ہے اوسکا علم حدیث میں کچھ حصہ نہیں اور وہ جاہل کہلانے کا زیادہ سزاوار ہے عالم کہلانے سے ف کیونکہ عالم وہ ہے جسکو عالم لوگ تسلیم کریں اور جاہل ناواقف لوگوں کا کیا اعتبار ہے وہ اگر ایسے شخص کو بڑا عالم خیال کریں تو اون کے سمجھنے سے کیا ہوتا ہے حدیث کے امام

نسخہ أحاديث

نسخہ التوهن

نسخہ بذلك

نسخہ العلم

اور فاضل ہمیشہ ایسے شخص کو جو ہر قسم کی حدیثین نقل کرے اور صحیح اور ضعیف مین تمیز نکرے جاہل اور بیوقوف جانتے گئے - امام نووی نے قاضی عیاض سے نقل کیا ہے کہ راویون کا عیب بیان کرنا جائز ہے بلکہ واجب ہے باجماع علمار اسواسطے کہ شریعت کی حفاظت ضروری امر ہے اور غیبت مین داخل نہین جو حرام ہے بلکہ نصیحت ہے اللہ اور رسول اللہ اور مسلمانون کے لیے یعنی سب کی خیر خواہی ہے اور ہمیشہ امت محمدی کے فاضل اور پرہیزگار اور تقوی شعار لوگ ایسا کرتے چلے آئے ہین جیسے مسلم نے اس باب مین کتنے ایک بزرگون کے اقوال نقل کیے ہین اور مین نے بھی بخاری کی شرح کے شروع مین چند اقوال اس قسم کے بیان کیے ہین مگر یہ امر ضروری ہے کہ جو شخص راویون کا عیب بیان کرے وہ خدا سے ڈرے اور سمجھ سوچ کر کہے اور سستی اور کاہلی سے پرہیز کرے اور اس شخص کا عیب بیان نکرے جو عیب سے پاک ہو یا جسکا عیب فاش نہوا ہو اس لیے کہ جرح کرنے سے بھی ایک مفسدہ پیدا ہوتا ہے وہ یہ کہ اُس آدمی کی روایتین قابل اعتبار کے نہین رہتین اور اُسکی حدیثین سب رد ہو جاتی ہین پھر اگر جرح غلط ہو تو گویا صحیح روایتون اور حدیثونکو رد کیا اسیواسطے جرح اُسی شخص کا مقبول ہے جو خود صاحب معرفت مقبول القول ہو ورنہ جرح کرنے والیکو جرح کرنا درست نہین اب یہ بات کہ جرح اور تعدیل دونون مین ایک شخص کا کہنا کافی ہے یا کئی شخص ہونا چاہیین اس مسئلے مین علمار کا اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ ایک شخص کا کہنا کافی ہے پھر یہ بات کہ جرح کا سبب بیان کرنا ضروری ہے یا نہین اسمین بھی اختلاف ہے امام شافعی اور اکثر علمار کا یہ قول ہے کہ سبب بیان کرنا ضروری ہے اور جرح مبہم مقبول نہین اور قاضی ابو بکر باقلانی وغیرہ کا یہ قول ہے کہ سبب بیان کرنا ضرور نہین اور بعضون کا یہ قول ہے کہ جو شخص جرح کے اسباب کو پہچانتا ہے اوس کے لیے سبب بیان کرنا ضرور نہین اور جو نہین پہچانتا اوسکو ضروری ہے پھر جن لوگون کے نزدیک جرح مین سبب کا بیان کرنا ضروری ہے وہ کہتے ہین کہ جرح مبہم کا اثر صرف اسیقدر ہوگا کہ اوسکی روایت حجت کی لائق نرہیگی جب تک اُس جرح کا ثبوت یا ابطال نہووے صحیحین مین جو بعضے ایسے راوی ہین جنپر اگلے لوگون نے جرح کی ہے تو اونکی جرح مبہم ہے جو ثابت نہین ہوئی اگر بعضے لوگ جرح کرین اور بعضے تعدیل ایک ہی راوی کی تو قول مختار جسپر جمہور علما اور محققین ہین یہ ہے کہ جرح قبول کیجاویگی اور جرح مقدم ہے تعدیل پر اگرچہ تعدیل کرنیوالے عدد مین زیادہ ہون اور بعضون نے کہا کہ اگر تعدیل کرنیوالے زیادہ ہون تو تعدیل مقدم ہے مگر صحیح پہلا قول ہے - امام مسلم نے اس باب مین شعبی سے نقل کیا کہ انہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے حارث اعور نے اور وہ کذاب تھا اور کئی اور شخصون سی نقل کیا کہ حدیث بیان کی ہم سی فلان نے اور وہ متہم تھا اس مقام

جواب جرح رواۃ صحیحین

یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ان اماموں نے ایسے لوگوں سے کیوں روایت کی حالانکہ وہ جانتے تھے کہ وہی لوگ کذاب اور
متہم ہیں اور اسکے کئی جواب ہیں ایک یہ کہ انہوں نے روایت کیا لوگوں کو جتانے کے لیے کہ اوس روایت کے ضعف سے
آگاہ ہوجاویں دوسری یہ کہ ضعیف شخص سے بطور استشہاد اور تائید کر روایت کرنا درست ہے مگر بالانفراد
اُسکی روایت حجت پکڑنے کے لائق نہیں تیسری یہ کہ ضعیف شخص کی سب روایتیں جھوٹی نہیں ہوتیں تو
حدیث کے امام اوسکی صحیح روایتوں کو پہچان لیتے ہیں اور انکو روایت کرتے ہیں اور ضعیف اور باطل کو چھوڑ
دیتے ہیں اور یہہ امر اونپر آسان ہے جیسے کسی نے سفیان ثوری سے کہا جب انہوں نے کلبی (محمد بن
سائب) سے روایت کرنیکو منع کیا کہ تم کیوں اُس سے روایت کرتے ہو انہوں نے کہا کہ میں اوس کے جھوٹ
اور سچ کو پہچان لیتا ہوں چوتھی یہ اکثر ضعیف شخصوں سے ترغیب اور ترہیب اور فضائل اور قصص اور زہد
اور اخلاق کی حدیثیں روایت کرتے ہیں جو کسی شئی کی حلت یا حرمت سے متعلق نہیں اور اہل حدیث
نے اس قسم کی ضعیف روایتوں کو جائز رکہا ہے بشرطیکہ موضوع نہ ہوں لیکن حدیث کے اماموں نے
ضعیف لوگوں سے کسی قسم کی روایت کرنا بالانفراد جائز نہیں رکہا نہ محققین علماء نے اور یہ جو بعض
فقیہوں کی (جیسے صاحب ہدایہ کے) عادت ہے کہ ہر قسم کی روایت نقل کرتے ہیں یہ عمدہ بات نہیں
بلکہ نہایت بری بات ہے اس لیے کہ اگر انکو معلوم تہا کہ یہ روایت ضعیف ہے تو درست نتہا دلیل لانا اُس سے
کیونکہ سب علماء کا اتفاق ہے اس بات پر کہ ضعیف حدیث احکام شرعیہ میں قابل حجت پکڑنے کے نہیں ہے
اور اگر انکو معلوم نتہا ضعف اُسکا تو بہی درست نتہی یہ بات کہ نقل کرتے اوسکو بغیر جانچے ہوئے یا اور
اہل علم سے پوچھے بغیر کے ذہین لیکن حدیث بنانیوالوں کی دو قسمیں ہیں ایک تو وہ جنکا جھوٹ صاف کہل گیا ہے
وہ کئی طرح ہیں بعضے تو ایسے کہ صاف تراش لیتے ہیں حضرت پر جو بات آپ نے نہیں فرمائی جیسے زندیق
بیدین لوگ جنکے نزدیک دین کی کوئی عظمت یا عزت نہیں یا اسلام کو اچہا اور ثواب سمجھتے ہیں جیسے
بعضے جاہل درویش اور صوفی کہ فضائل اور اخلاق میں لوگوں کو رغبت دلانے کے لیے حدیثیں بنا لیتے
ہیں یا اپنا فخر جتانے کے لیے نئی اور نادر روایتوں سے جیسے فاسق اہل حدیث کرتے ہیں یا تعصب سے اپنا مذہب
ثابت کرنے کے لیے جیسے بدعتی شیعہ اور قدریہ اور جہمیہ خذلہم اللہ تعالی اور اہل علم کے نزدیک ہر ایک طبقہ
کے لوگ ان میں سے معین اور معلوم ہوگئے ہیں اور بعضی ان کذابین میں سے ایسے ہیں جو حدیث کے متن کو
نہیں بناتے لیکن اوسکے لیے ایک صحیح سند تراش لیتے ہیں اور بعضے سند کو اولٹ پلٹ دیتے ہیں اور بعضے

اوسمین ٹرہا دیتے ہین اوراس سے مقصود اپنا فضل ظاہر کرنا یا اپنی جہالت رفع کرنا ہوتا ہے اور بعضی اس طرح جہوٹ بولتے ہین کہ جس سے نہین سنا اُس سے کہتے ہین ہم نے سنا ہے یا جس سے نہین ملی اوس سے ملنا بیان کرتے ہین اور اُس کی صحیح حدیثین نقل کرتے ہین اور بعضی کیا کرتے ہین کہ صحابی یا تابعی یا حکیم کے قول کو بڑہا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول کر دیتے ہین اسی سب قسمون کے لوگ کذاب ہین اور متروک ہین اہلحدیث کے نزدیک اسی طرح وہ شخص جو حدیث کی روایت پر جرات کرتا ہے بغیر اُسکو تحقیق کیے ہوئے اور جانچے ہوئے تو ایسے لوگون سے روایت نہین کرتے نہ اونکی روایتین قبول کرتے ہین اگرچہ صرف ایک ہی بار انہون نے ایسا کیا ہو کیونکہ جب ایک بار بے احتیاطی کی تو اون کا اعتبار جاتا رہا جیسے جہوٹا گواہ ایک بار جہوٹی گواہی دینے سے اُسکی گواہی اعتبار کے لائق نہین رہتی پہر اگر ایسا شخص توبہ کرے تو آیندہ بہی اُسکی روایت قبول ہوگی یا نہ ہوگی اس مین اختلاف ہے لیکن ظاہر یہ ہے کہ قبول ہو اس لیے کہ توبہ سے سب قسم کے گناہ معاف ہوجاتے ہین اور جنہون نے آیندہ بہی قبول نہ کیا اونکی حجت یہ ہے کہ یہ گناہ نہایت سخت ہے یعنے حضرت پر جہوٹ باندہنا تو اسکی سزا بہی سخت ہونا چاہیے کیونکہ آپ نے خود فرمایا کہ مجہپر جہوٹ باندہنا ایسا نہین ہے جیسے اور کسی پر جہوٹ باندہنا۔ دوسرے قسم کا ذہین کی یہ ہے کہ حدیثون مین تو دوسرے کسی قسم کا جہوٹ نہین بولتے لیکن اور دنیا کی باتون مین جہوٹ بولتے ہین ایسے لوگون کی روایت بہی قبول نہین ہوتے نہ اون کی گواہی قبول ہے البتہ اگر توبہ کرین تو قبول ہوسکتی ہے پر اگر ایک آدہ جہوٹ کسی دنیا کی بات مین نکل جاوے اور وہ معلوم اور مشہور نہو تو اُسکی روایت قبول ہوگی کیونکہ احتمال ہے کہ اوس سے غلطی ہوئی یا وہم ہوا اور جو وہ خود ایک بار جہوٹ بولنے کا اقرار کرے بشرطیکہ اُسکے جہوٹ سے کسی مسلمان کو نقصان نہ پہنچا ہو اور پہر توبہ کرے تو بہی اُسکی روایت قبول ہوگی کیونکہ یہ نادر ہے اور اُن گناہون مین نہین جو انسان کو ہلاک کر دیتے ہین اور اس قسم کی خطائین اکثر لوگون سے سرزد ہوجاتی ہین ایسا ہی حکم ہے اُس جہوٹ کا جو بطریق تعریض یا ظرافت کے ہو کیونکہ وہ درحقیقت جہوٹ نہین اگرچہ صورت مین جہوٹ ہے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوالجہم کو کہ وہ اپنی لاٹہی کندہے سے زمین پر نہین رکہتا (یعنے اکثر مارپیٹ کیا کرتا ہے) ایسا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بہی کیا کہ اپنی بی بی کو بہن بتلایا یہ توریہ ہے جو بنظر مصلحت درست ہے تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا (نووی)

باب

صِحَّةِ الاِحْتِجَاجِ بِالْحَدِيْثِ الْمُعَنْعَنِ اِذَا اَمْكَنَ لِقَاءُ الْمُعَنْعِنِيْنَ وَلَمْ يَكُنْ فِيْهِمْ مُدَلِّسٌ

باب بیان مین اسبات کے کہ معنعن حدیث سے حجت پکڑنا صحیح ہے جب معنعن والون کی ملاقات ممکن ہو اور اُن مین

کوئی تدلیس کرنے والا نہو **ف** معنعن اوس حدیث کو کہتے ہین جسکی اسناد مین فلان عن فلان عن فلان ہو یعنی فلان نے فلانے سے اور اوسنے فلانے سے روایت کیا چونکہ ایسی اسناد مین راوی یون نہین کہتا کہ مین نے فلان سے سنا یا اوس نے مجھہ سے بیان کیا تو شبہ رہتا ہے کہ ایک نے دوسرے سے سنا ہے یا نہین ایسا نہو کہ بیچ مین کوئی راوی رہ گیا ہو اسواسطے معنعن حدیث کی حجت ہونے مین علما کا اختلاف ہے بعضون کا یہ قول ہے کہ اگر ایک راوی نے دوسرے کا زمانہ پایا ہو اور اوسکی ملاقات اوس سے ممکن ہو تو وہ روایت محمول ہوگی اتصال پر اور حجت ہوگی امام مسلم کا یہی مذہب ہے اور اس باب مین اسیکو ثابت کیا ہے اور بعضے یہ کہتے ہین کہ صرف ملاقات کا ممکن ہونا کافی نہین بلکہ ضرور ہے کہ کم سے کم ایکبار اوس راوی کے دوسرے راوی سے ملاقات ہوجانا ثابت ہوجاوے امام مسلم نے کہا کہ یہ قول اعتبار کے لائق نہین اور بالکل نیا مذہب ہے جو اہل علم مین سے کسی نے اختیار نہین کیا اور بدعت ہے پر محققین علما نے اسی قول کو اختیار کیا ہے اور مسلم کے مذہب کو ضعیف کیا ہے علی بن المدینی اور بخاری اور ایک جماعت علما مسلم کے خلاف مین ہین بلکہ بعضون نے اس سے زیادہ اور شرطین بھی کی ہین کہ اوس راوی کے دوسرے راوی سے ملاقات معلوم اور مشہور ہو وے اور ان مین صحبت رہی ہو مگر ابن مدینی اور بخاری نے جو قول اختیار کیا ہے وہی صحیح ہے کہ جب کم سے کم ایک بار ملاقات ثابت ہوگئی تو روایت متصل سمجھی جاوے گی کیونکہ راوی کا حال معلوم ہے کہ اوسکی عادت تدلیس کی نہین تدلیس کے معنے چھپانا اور اصطلاح اہل حدیث مین تدلیس اسکو کہتے ہین کہ راوی اپنے شیخ کو جس سے حدیث سنی ہے چھپا کر اوس کے اوپر کے راوی کا نام لیوے تا لوگون کو معلوم ہو کہ اس نے اوس سے سنا ہے اور یہ عادت بعضے اہل حدیث کی تھی جنکا حال معلوم ہوگیا ہے کہ وہ اپنا علو اسناد جتلانے کے لیے یا کسی ادنے شخص سے روایت کرنے مین شرم کرکے تدلیس کیا کرتے تھے پھر اگر ایسا تدلیس کرنے والا راوی معنعن حدیث مین ہو تو وہان ایک بار ملاقات ہونا یا ملاقات ممکن ہونا کسی کے نزدیک حدیث کے متصل ہونے کے لیے کافی نہوگا جب تک صاف معلوم نہ ہوجاوے کہ درحقیقت اس مدلس راوی کی صحبت اور ملاقات دوسرے راوی سے ہوئی تھی بعضون نے یہ کہا ہے کہ معنعن روایت بالکل کسی صورت مین حجت کی لائق نہین مگر یہ قول مردود ہے باجماع سلف اسکو کسینے اختیار نہین کیا (نووی مع زیادہ) نووی نے اس باب کے ترجمہ کو اسیطرح قائم کیا ہے جیسے اوپر لکھا گیا لیکن نسخہ مطبوعہ کلکتہ مین یہ باب یون لکھا ہے باب مَا تَصِحُّ بِہٖ رِوَایَةُ الرُّوَاةِ بَعْضِهِمْ عَنْ بَعْضٍ وَالتَّنْبِيْهُ عَلٰی مَنْ غَلِطَ فِی ذٰلِكَ یعنی باب بیان مین اس بات کے کہ کیونکر صحیح ہوتی ہے روایت ایک راوی کی دوسرے راوی سے اور بیان اوس غلطی کا جو لوگون نے اس مقام مین کی ہے۔ اگرچہ یہ ترجمہ

یہی برا نہیں پر نووی نے جو ترجمہ کیا ہے وہ زیادہ مناسب ہے اور اولی ہے اسواسطے ہم نے اوسی کو اختیار کیا اور
وجہ اس اختلاف کی وہی ہے جو اوپر گذری کہ امام مسلم نے خود تو باب کے ترجمے لکھے نہیں لوگون نے انکے بعد بہت سے
پھر ہر ایک نے مناسب دیکھکر اپنی راے سے باب قائم کرلیے ہم بھی جو ترجمہ زیادہ مناسب ہوگا اوسی کو لکھا کرینگے

وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ مُنْتَحِلِي الْحَدِيثِ مِنْ أَهْلِ عَصْرِنَا فِي تَصْحِيحِ الْأَسَانِيدِ وَتَسْقِيمِهَا بِقَوْلٍ لَوْ ضَرَبْنَا
عَنْ حِكَايَتِهِ وَذِكْرِ فَسَادِهِ صَفْحًا لَكَانَ رَأْيًا مَتِينًا وَمَذْهَبًا صَحِيحًا إِذِ الْإِعْرَاضُ عَنِ الْقَوْلِ
الْمُطَّرَحِ أَحْرَى لِإِمَاتَتِهِ وَإِخْمَالِ ذِكْرِ قَائِلِهِ وَأَجْدَرُ أَنْ لَا يَكُونَ ذَلِكَ تَنْبِيهًا لِلْجُهَّالِ عَلَيْهِ
غَيْرَ أَنَّا لَمَّا تَخَوَّفْنَا مِنْ شُرُورِ الْعَوَاقِبِ وَاغْتِرَارِ الْجَهَلَةِ بِمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ وَإِسْرَاعِهِمْ
إِلَى اعْتِقَادِ خَطَأِ الْمُخْطِئِينَ وَالْأَقْوَالِ السَّاقِطَةِ عِنْدَ الْعُلَمَاءِ رَأَيْنَا الْكَشْفَ عَنْ فَسَادِ قَوْلِهِ وَ
رَدَّ مَقَالَتِهِ بِقَدْرِ مَا يَلِيقُ بِهَا مِنَ الرَّدِّ أَجْدَى عَلَى الْأَنَامِ وَأَحْمَدَ لِلْعَاقِبَةِ إِنْ شَاءَ اللهُ

ترجمہ امام مسلم فرماتے ہین کہ ہمارے زمانے مین بعضے ایسے لوگون نے جنہون نے جھوٹ موٹ اپنے تئین محدث
قرار دیا ہے اسناد کی صحت اور سقم مین ایک قول بیان کیا ہے اگر ہم بالکل اوسکو نقل نکرین اور اوسکا ابطال
نکرین تو عمدہ تجویز ہوگی اور ٹھیک رستہ ہوگا اس لیے کہ غلط بات کیطرف التفات نہ کرنا اوسکو مٹنے کے لیے
اور اوسکے کہنے والے کا نام کھو دینے کے لیے بہتر ہے اور مناسب ہے جاہلون کے لیے تاکہ خبردار نہو اوس غلط
بات کی مگر ہم جو سوچ کر کہ ہم انجام کی برائی سے ڈرتے ہین اور یہ بات دیکھتے ہین کہ جاہل نئی بات پر فریفتہ ہو جاتے
ہین اور غلط بات پر جلد اعتقاد کرلیتے ہین جو علماء کے نزدیک ساقط الاعتبار ہوتی ہے ہم نے اوس قول کی غلطی
بیان کرنا اور اوسکو رد کرنا جیسا چاہیے لوگون کے لیے بہتر اور فائدہ مند خیال کیا اور اسکا انجام بھی نیک ہوگا
اگر خدا عز وجل چاہے

وَزَعَمَ الْقَائِلُ الَّذِي افْتَتَحْنَا الْكَلَامَ عَلَى الْحِكَايَةِ عَنْ قَوْلِهِ وَالْإِخْبَارِ
عَنْ سُوءِ رَوِيَّتِهِ أَنَّ كُلَّ إِسْنَادٍ لِحَدِيثٍ فِيهِ فُلَانٌ عَنْ فُلَانٍ وَقَدْ أَحَاطَ الْعِلْمُ بِأَنَّهُمَا قَدْ
كَانَا فِي عَصْرٍ وَاحِدٍ وَجَائِزٌ أَنْ يَكُونَ الْحَدِيثُ الَّذِي رَوَى الرَّاوِي عَمَّنْ رَوَى عَنْهُ قَدْ
سَمِعَهُ مِنْهُ وَشَافَهَهُ بِهِ غَيْرَ أَنَّهُ لَا نَعْلَمُ لَهُ مِنْهُ سَمَاعًا وَلَمْ نَجِدْ فِي شَيْءٍ مِنَ الرِّوَايَاتِ
أَنَّهُمَا الْتَقَيَا قَطُّ أَوْ تَشَافَهَا بِحَدِيثٍ أَنَّ الْحُجَّةَ لَا تَقُومُ عِنْدَهُ بِكُلِّ خَبَرٍ جَاءَ هَذَا الْمَجِيءَ حَتَّى
يَكُونَ عِنْدَهُ الْعِلْمُ بِأَنَّهُمَا قَدِ اجْتَمَعَا مِنْ دَهْرِهِمَا مَرَّةً فَصَاعِدًا أَوْ تَشَافَهَا بِالْحَدِيثِ
بَيْنَهُمَا أَوْ يَرِدَ خَبَرٌ فِيهِ بَيَانُ اجْتِمَاعِهِمَا وَتَلَاقِيهِمَا مَرَّةً مِنْ دَهْرِهِمَا فَمَا فَوْقَهَا فَإِنْ

من تسقيمها إذ تخوفنا على الانام

تأت

لم يكن عنده علم ذلك ولم يأت رواية تخبر أن هذا الراوي عن صاحبه قد لقيه مرة وسمع منه شيئا لم يكن في نقله الخبر عمن روى عنه علم ذلك والأمر كما وصفنا حجة وكان الخبر عنده موقوفا حتى يرد عليه سماعه منه لشيء من الحديث قل أو كثر في رواية مثل ما ورد۔ ترجمہ اور اس شخص نے جس کے قول سے ہم نے گفتگو شروع کی اور جسکی فکر اور خیال کو ہم نے باطل کہا یون گمان کیا ہے کہ جو اسناد ایسا ہو جسمین فلان عن فلان ہو اور یہ بات معلوم ہو گئی ہو کہ وہ دونون ایک زمانہ مین تھے اور ممکن ہو کہ حدیث ایک نے دوسرے سے سُنی ہو اور اس سے ملا ہو مگر ہمکو یہ معلوم نہین ہوا کہ اوس نے اوس سے سنا ہے نہ ہم نے کسی روایت مین اسبات کی تصریح پائی کہ وہ دونون ملے تھے اور اُن مین منہ در منہ بات چیت ہوئی تھی تو ایسے اسناد سے جو حدیث روایت کیجاوے وہ حجت نہین ہے جب تک یہ بات معلوم نہو کہ کم سے کم وہ دونون اپنی عمر مین ایکبار ملے تھے اور ایک نے دوسرے سے بات چیت کی تھی یا ایسی کوئی حدیث روایت کی جاوے جسمین اس امر کا بیان ہو کہ وہ دونون کی ملاقات ایک بار یا زیادہ ہوئی تھی اگر اسبات کا علم نہو اور نہ کوئی حدیث ایسی روایت کیجاوے جس سے ملاقات اور سماع کا ثبوت ہو تو ایسی حدیث کا نقل کرنا جس سے ملاقات کا علم نہ ہو ایسی حالت مین حجت نہین ہے، اور وہ حدیث موقوف رہیگی یہانتک کہ اون دونون کا سماع تھوڑا یا بہت دوسری روایت سے معلوم ہو وهذا القول يرحمك الله في الطعن في الأسانيد قول مخترع مستحدث غير مسبوق صاحبه إليه ولا مساعد له من أهل العلم عليه وذلك أن القول الشائع المتفق عليه بين أهل العلم بالأخبار والروايات قديما وحديثا أن كل رجل ثقة روى عن مثله حديثا وجائز ممكن له لقاؤه والسماع منه لكونهما جميعا كانا في عصر واحد وإن لم يأت في خبر قط أنهما اجتمعا ولا تشافها بكلام فالرواية ثابتة والحجة بها لازمة إلا أن يكون هناك دلالة بينة أن هذا الراوي لم يلق من روى عنه أو لم يسمع منه شيئا فأما والأمر مبهم على الإمكان الذي فسرنا فالرواية على السماع أبدا حتى يكون الدلالة التي بينا۔ ترجمہ اور یہ قول اسناد کے باب مین خدا تجھپر رحم کرے ایک نیا ایجاد کیا ہوا ہے جو پہلے کسی نے نہین کہا نہ حدیث کے عالمون نے اوسکی موافقت کی ہے اس لیے کہ مشہور مذہب جس پر اتفاق ہے اہل علم کا اگلے اور پچھلون کا وہ یہ ہے کہ جب کوئی ثقہ شخص کسی ثقہ شخص سے روایت کرے ایک حدیث کو اور ان دونون کی ملاقات جائز اور ممکن ہو (باعتبار سن اور عمر کے) اس وجہ سے کہ وہ دونون ایک زمانے مین موجود

لكونهما / كان

تكون

تكون / يكون

تھی اگرچہ کسی حدیث مین اسبات کی تصریح نہو کہ وہ دونون ملے تھے یا اُن مین روبروبات چیت ہوئی تھی تو وہ حدیث حجت ہو اور وہ روایت ثابت ہو البتہ اگر اس امر کی بابت کوئی کھلی دلیل ہو کہ درحقیقت یہ راوی دوسرے راوی سے نہین ملا یا اوس سے کچہ نہین سُنا تو وہ حدیث حجت نہوگی لیکن جب تک یہ امر مبہم ہو (یعنی کوئی گواہ اور کوئی دلیل نہ سننے اور نہ ملنے کی نہو) تو صرف ملاقات کا ممکن ہونا کافی ہوگا اور وہ روایت سماع پر محمول کی جاویگی فَيُقَالُ لِمُخْتَرِعِ هٰذَا الْقَوْلِ الَّذِي وَصَفْنَا مَقَالَتَهٗ اَوْ لِلذَّابِّ عَنْهُ قَدْ اَعْطَيْتَ فِي جُمْلَةِ قَوْلِكَ اَنَّ خَبَرَ الْوَاحِدِ الثِّقَةِ حُجَّةٌ يَلْزَمُ بِهِ الْعَمَلُ ثُمَّ اَدْخَلْتَ فِيْهِ الشَّرْطَ بَعْدُ فَقُلْتَ حَتّٰى يُعْلَمَ اَنَّهُمَا قَدْ كَانَا الْتَقَيَا مَرَّةً فَصَاعِدًا اَوْ سَمِعَ مِنْهُ شَيْئًا فَهَلْ تَجِدُ هٰذَا الشَّرْطَ الَّذِي اشْتَرَطْتَهٗ عَنْ اَحَدٍ يَلْزَمُ قَوْلُهٗ وَاِلَّا فَهَلُمَّ دَلِيْلًا عَلٰى مَا زَعَمْتَ فَاِنِ ادَّعٰى قَوْلَ اَحَدٍ مِّنْ عُلَمَاءِ السَّلَفِ بِمَا زَعَمَ مِنْ اِدْخَالِ الشَّرِيْطَةِ فِي تَثْبِيْتِ الْخَبَرِ طُوْلِبَ بِهٖ وَلَنْ يَّجِدَ هُوَ وَلَا غَيْرُهٗ اِلٰى اِيْجَادِهٖ سَبِيْلًا وَاِنْ هُوَ ادَّعٰى فِيْمَا زَعَمَ دَلِيْلًا يَحْتَجُّ بِهٖ قِيْلَ لَهٗ وَمَا ذٰلِكَ الدَّلِيْلُ ذلك

ترجمہ پہر جس شخص نے یہ قول نکالا ہے یا اوسکی حمایت کرتا ہو اوس سے یون گفتگو کرین گے کہ خود تیری ہی کلام سے یہ بات نکلی کہ ایک ثقہ شخص کی روایت دوسرے ثقہ شخص سے حجت ہو جسپر عمل کرنا واجب ہو ف اسمقام پر امام مسلم نے ایک بڑا ضروری قاعدہ شرع کا بیان کیا وہ کیا ہے عمل کرنا خبر واحد پر علمار نے کہا ہو کہ حدیث یعنی خبر دو قسم کی ہے ایک متواتر ایک احاد متواتر وہ ہو جس کے روایت کرنیوالے اتنے آدمی ہون کہ اُن سب کا جہوٹا ہونا عقل کے نزدیک محال معلوم ہو اور ہر طبقے مین اوسکے راوی اسی کثرت سے ہون اس قسم کی روایت سے تو علم ہی حاصل ہوتا ہے یعنی یقین اور اُسپر عمل بہی واجب ہوتا ہے خبر احاد وہ ہو جسکو ہر طبقے مین اسقدر راویون نے نقل نہ کیا ہو خواہ ایک ہی راوی نے نقل کیا ہو یا زیادہ نے اگرچہ بعض طبقون مین اُسکے راوی کثرت سے ہون مثلاً ایک ہی صحابی نے ایک حدیث کو روایت کیا ہے پر بہت سے تابعین نے اوس صحابی سے سنا ہو تو اگرچہ وہ حدیث مشہور ہوگی پر خبر احاد مین داخل ہے۔ خبر احاد کی حکم مین علمار کا بہت اختلاف ہو مگر جمہور اہل اسلام صحابہ اور تابعین اور انکے بعد اور محدثین اور فقہا اور علمار کا مذہب یہ ہو کہ خبر واحد کا راوی اگر ثقہ ہو تو وہ حجت ہو اور اس سے ظن حاصل ہوتا ہے اگرچہ یقین جیسا متواتر سے حاصل ہوتا ہے نہین ہوتا اور اُسپر عمل کرنا واجب ہو اور اُسکے مقابلہ مین قیاس اور رائے کو ترک کرنا چاہیے اور اگر خبر احاد پر عمل واجب نہو تو سارا احادیث کا علم بیکار ہو جاتا ہے کیونکہ حدیثین متواتر ایک یا دو سے زیادہ نہین ہین سب احاد ہین پہر سوا قرآن کے کچہ باقی نہین رہتا اور قدریہ اور رافضہ کا قول یہ ہو کہ خبر واحد پر عمل واجب نہین

ہے اور بعضی اہل حدیث کا قول یہ ہی کہ خبر واحد علم اور عمل دونوں کو موجب ہی مثل خبر متواتر کے اس لیے کہ راوی ثقہ اور معتبر ہے اور بعضوں کا قول یہ ہے کہ بخاری اور مسلم کے احاد حدیثین علم کو موجب ہین اور عمل کو بھی باقی کتابون کی احاد حدیثین صرف عمل کی موجب ہین مگر یہ سب اقوال ضعیف ہین اور صحیح وہی ہے جو پہلی بیان ہوا کہ خبر واحد پر عمل واجب ہوتا ہے اور اس سی علم یعنی یقین حاصل نہین ہوتا اسیواسطے اعتقادات مین خبر واحد پر بہروسا نہین ہو سکتا البتہ اگر اخبار احاد بہت سی ہون جن سی ایک مشترک مضمون پیدا ہو تو وہ مضمون متواتر ہو جاویگا اور ایسی حدیث کو متواتر المعنی کہتی ہین اسمین اگرچہ ہر حدیث کی الفاظ متواتر نہین ہوتے پر اون سب کا حاصل مضمون متواتر خیال کیا جاتا ہی اور اسپر یقین کرنا لازم ہے شفاعت اور علامات قیامت اور ظہور مہدی اور اکثر اعتقادات کی متعلق مضامین اسی قسم کے ہین جنکی مضامین مختلف حدیثون اور روایتون سی متواتر ہو گئے ہین **ف** پہر تو نے خود ایک شرط بعد کو بڑہا دی کہ جب یہ بات معلوم ہو جاوے کہ وہ دونون اپنی عمر مین ایک بار ملے تہے یا زیادہ اور ایک نے دوسرے سے سنا تہا اب اس شرط کا ثبوت کسی ایسے شخص کے قول سے پایا ہے جسکا ماننا ضرور ہو گا ایسا کوئی قول نہین ہے تو اور کوئی دلیل اپنے دعوی پر لا اگر وہ یہ کہے کہ اس باب مین سلف کا قول ہی یعنی اس شرط کے ثبوت کے لیے تو کہا جاویگا کہان ہی لا پہر نہ اسکو کوئی قول ملیگا نہ اور کسیکو اور اگر وہ اور کوئی دلیل قائم کرنا چاہے تو پوچہین گے وہ دلیل کیا ہے فَاِنْ قَالَ قُلْتُهُ لِاَنِّیْ وَجَدْتُ رُوَاةَ الْاَخْبَارِ قَدِیْمًا وَّحَدِیْثًا یَرْوِیْ اَحَدُهُمْ عَنِ الْاٰخَرِ الْحَدِیْثَ وَلَمَّا یُعَایِنْهُ وَلَا سَمِعَ مِنْهُ شَیْئًا قَطُّ فَلَمَّا رَاَیْتُهُمْ اسْتَجَازُوْا رِوَایَةَ الْحَدِیْثِ بَیْنَهُمْ هٰكَذَا عَلَی الْاِرْسَالِ مِنْ غَیْرِ سَمَاعٍ وَّالْمُرْسَلُ مِنَ الرِّوَایَاتِ فِیْ اَصْلِ قَوْلِنَا وَقَوْلِ اَهْلِ الْعِلْمِ بِالْاَخْبَارِ لَیْسَ بِحُجَّةٍ احْتَجْتُ لِمَا وَصَفْتُ مِنَ الْعِلَّةِ اِلَی الْبَحْثِ عَنْ سَمَاعِ الرَّاوِیْ كُلَّ خَبَرٍ عَنْ رَّاوِیْهِ فَاِذَا اَنَا هَجَمْتُ عَلٰی سَمَاعِهٖ مِنْهُ لِاَدْنٰی شَیْءٍ ثَبَتَ عِنْدِیْ بِذٰلِكَ جَمِیْعُ مَا یَرْوِیْ عَنْهُ بَعْدُ فَاِنْ عَزَبَ عَلَیَّ مَعْرِفَةُ ذٰلِكَ اَوْقَفْتُ الْخَبَرَ وَلَمْ یَكُنْ عِنْدِیْ مَوْضِعَ حُجَّةٍ لِاِمْكَانِ الْاِرْسَالِ فِیْهِ **ترجمہ** پہر اگر وہ شخص یہہ کہے میں نے یہ مذہب اسلیے اختیار کیا ہے کہ مین نے حدیث کے تمام اگلی اور پچہلی راویون کو دیکہا کہ ایک نے دوسرے سے حدیث روایت کرتے ہین حالانکہ اوس ایک نے دوسرے کو دیکہا نہ اوس سے سنا تو جب مین نے دیکہا کہ انہون نے جائز رکہا ہے مرسل کو روایت کرنا بغیر سماع کے اور مرسل روایت ہمارے اور علم والون کے نزدیک حجت نہین ہے **ف** مرسل کہتی ہین اوس روایت کو جسکی اسناد مین اتصال نہ ہو یعنی کوئی راوی بیچمین سی چہوٹ گیا ہو مثلاً تابعی یہ کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یون فرمایا ہے اور صحابی کو ذکر نکرے جس سے اس

تابعی نے سنا ہی منقطع اور معضل بھی اسی کی قسمین ہین مگر منقطع اوس روایت کو اکثر کہتے ہین جو تبع تابعی صحابی سے روایت
کرے یا نیچے کے راویون مین سے کوئی راوی چھوٹ جاوے اور معضل وہ جس مین دو راوی برابر چھوٹ گئے ہون۔ مرسل حدیث
کے قبول کرنے مین علمار کا بہت اختلاف ہی مشہور مذہب یہ ہی کہ وہ حجت نہین اور یہی قول ہی شافعی اور ایک جماعت
فقہا کا اور مالک اور ابوحنیفہ اور احمد اور اکثر فقہا کا قول یہ ہی کہ مرسل روایت حجت ہی جب اس کا راوی ثقہ ہو۔
ف تو احتیاج پڑے مجھکو راوی کے سماع دیکھنے کی جسکو وہ روایت کرتا ہی دوسرے سے پھر اگر مجھ کہین ذرا
بھی ثابت ہوگیا کہ اوس نے سنا ہی دوسرے راوی سے تو اوسکی تمام روایتین اوس سے درست ہوگئین اگر بالکل مجھ
معلوم نہوا کہ اُس نے اوس سے سنا ہے تو مین روایت کو موقوف رکھونگا اور میرے نزدیک وہ روایت حجت نہوگی اس لیے
کہ ممکن ہی اوسکا مرسل ہونا یہ دلیل ہوئی مخالف کی اب اسکا جواب آگے مذکور ہوتا ہے فَيُقَالُ لَهُ فَإِنْ كَانَتِ الْعِلَّةُ
فِي تَضْعِيفِكَ الْخَبَرَ وَتَرْكِكَ الْاِحْتِجَاجَ بِهِ إِمْكَانَ الْإِرْسَالِ فِيهِ لَزِمَكَ أَنْ لَّا تُثْبِتَ إِسْنَادًا
مُعَنْعَنًا حَتّٰى تَرٰى فِيهِ السَّمَاعَ مِنْ أَوَّلِهٖ إِلٰى آخِرِهٖ وَذٰلِكَ أَنَّ الْحَدِيثَ الْوَارِدَ عَلَيْنَا بِإِسْنَادِ
هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ فَبِيَقِينٍ نَعْلَمُ أَنَّ هِشَامًا قَدْ سَمِعَ مِنْ أَبِيهِ وَأَنَّ أَبَاهُ
قَدْ سَمِعَ مِنْ عَائِشَةَ كَمَا نَعْلَمُ أَنَّ عَائِشَةَ قَدْ سَمِعَتْ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ يَجُوزُ
إِذَا لَمْ يَقُلْ هِشَامٌ فِي رِوَايَةٍ يَرْوِيهَا عَنْ أَبِيهِ سَمِعْتُ أَوْ أَخْبَرَنِي أَنْ يَكُونَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَبِيهِ
فِي تِلْكَ الرِّوَايَةِ إِنْسَانٌ آخَرُ أَخْبَرَهُ بِهَا عَنْ أَبِيهِ وَلَمْ يَسْمَعْهَا هُوَ مِنْ أَبِيهِ لَمَّا أَحَبَّ أَنْ
يَرْوِيَهَا مُرْسَلًا وَلَا يُسْنِدَهَا إِلٰى مَنْ سَمِعَهَا مِنْهُ وَكَمَا يُمْكِنُ ذٰلِكَ فِي هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ فَهُوَ أَيْضًا
مُمْكِنٌ فِي أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ وَكَذٰلِكَ كُلُّ إِسْنَادٍ لِّحَدِيثٍ لَيْسَ فِيهِ ذِكْرُ سَمَاعِ بَعْضِهِمْ مِنْ
بَعْضٍ وَإِنْ كَانَ قَدْ عُرِفَ فِي الْجُمْلَةِ أَنَّ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ قَدْ سَمِعَ مِنْ صَاحِبِهٖ سَمَاعًا كَثِيرًا
فَجَائِزٌ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ أَنْ يَنْزِلَ فِي بَعْضِ الرِّوَايَةِ فَيَسْمَعَ مِنْ غَيْرِهٖ عَنْهُ بَعْضَ أَحَادِيثِهٖ
ثُمَّ يُرْسِلَهُ عَنْهُ أَحْيَانًا وَلَا يُسَمِّيَ مَنْ سَمِعَ مِنْهُ وَيَنْشَطَ أَحْيَانًا فَيُسَمِّيَ الرَّجُلَ الَّذِي حَمَلَ عَنْهُ الْحَدِيثَ
وَيَتْرُكَ الْإِرْسَالَ ترجمہ اوس سے کہا جاویگا اگر تیرے نزدیک حدیث کو ضعیف کرنیکی اور اسکو حجت نہ سمجھنے کی علت
صرف ارسال کا ممکن ہونا ہے (جیسے اوس نے خود کہا کہ جب سماع ثابت نہوا تو وہ روایت حجت نہوگی کیونکہ ممکن ہے
اسکا مرسل ہونا) تو لازم آتا ہے کہ تو کسی اسناد معنعن کو نہ مانے جب تک اول سے لیکر اخیر تک اوس مین تصریح نہو سماع
کی (یعنی ہر راوی دوسرے یون روایت کرے کہ مین نے اُس سے سنا) مثلاً جو حدیث ہمکو پہونچی ہشام کی روایت سے

اوس نے اپنے باپ عروہ سے اور اوس نے حضرت عائشہ سے تو ہم یقیناً جانتے ہین کہ ہشام نے اپنے باپ سے سنا ہے اور انکے باپ عروہ نے حضرت عائشہ سے سنا ہے جیسے ہم اس بات کو بالیقین جانتے ہین کہ حضرت عائشہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے باوجود اسکے احتمال ہے کہ اگر کسی روایت مین ہشام یون نکہی کہ مین نے عروہ سے سنا ہے یا عروہ نے مجھے خبر دی۔ (بلکہ صرف عن عروہ کہے) تو ہشام اور عروہ کے بیچ مین ایک اور شخص ہو جس نے عروہ سے سنکر ہشام کو خبر دی ہو اور خود ہشام نے اپنے باپ سے اُس روایت کو نہ سنا ہو لیکن ہشام نے اسکو مرسلاً روایت کرنا چاہا اور جس کے ذریعہ سے سنا اُسکا ذکر کرنا مناسب نہ جانا اور جیسے یہ احتمال ہشام اور عروہ کے بیچ مین ہے ویسے ہی عروہ اور حضرت عائشہ کے بیچ مین بھی ہو سکتا ہے اسیطرح ہر ایک اسناد مین جسمین سماع کی تصریح نہین اگرچہ یہ بات معلوم ہو کہ ایک نے دوسرے سے بہت روایتین سنی ہین مگر یہ ہو سکتا ہے کہ بعضی روایتین اوس سے نہ سنی ہون بلکہ کسی اور کے ذریعہ سے سنکر اوسکو مرسلاً نقل کیا ہو جس کے ذریعہ سے سنا اسکا نام نہ لیا اور کبہی اس احتمال کو رفع کرنے کے لیے اوسکا نام بہی لے دیا اور ارسال کو ترک کیا ف حاصل جواب یہ ہے کہ جب احتمال ارسال کا حدیث کی صحت نہونے کے لیے کافی ہوا تو احتمال تو وہان بہی موجود ہے جہان ایک راوی کی ملاقات دوسرے راوی سے ثابت ہو جاوے کیونکہ ملاقات کا ہونا اس بات کو مستلزم نہین کہ تمام حدیثین اسکی روایت کی ہوئین خود اوسی سے سن لی ہون جائز ہے کہ کچھ اُس سے خود سنی ہون کچھ اور لوگون کی وساطت سے سنی ہون تو ملاقات کا معلوم ہونا بہی احتمال رفع کرنے کے لیے کافی نہوا پہر اس شرط لگانے سے حاصل ہی کیا ہوا بلکہ اور ضرر پیدا ہوا کہ ہزارون صحیح متصل روایتین جو عن عن کے ساتھ مروی ہین ایک بے بنیاد احتمال سے بیکار ہو گئین۔ مخالف اسکا جواب یہ دیسکتا ہے کہ مطلق احتمال رفع اتصال کے لیے کافی نہین جب ملاقات ثابت ہو گئی تو جانب اتصال کو ترجیح ہے اور جانب ارسال مرجوح تو اعتبار اتصال ہی کا ہوگا کیونکہ وہی ظاہر ہے اور ظن غالب بہی اسیکا ہے اس لیے کہ راوی مدلس نہین برخلاف اُس صورت کے جہان ملاقات ایک بار بہی ثابت نہین ہوئی وہان جانب اتصال اور ارسال دونون مساوی ہین اسلیے شک اور تردد ہوا اور وہ مستلزم ہے روایت کی موقوف ہونے کو وَمَا قُلْنَا مِنْ هٰذَا مَوْجُوْدٌ فِي الْحَدِيْثِ مُسْتَفِيْضٌ مِنْ فِعْلِ ثِقَاتِ الْمُحَدِّثِيْنَ وَ اَئِمَّةِ اَهْلِ الْعِلْمِ وَسَنَذْكُرُ مِنْ رِوَايَاتِهِمْ عَلَى الْجِهَةِ الَّتِي ذَكَرْنَا عَدَدًا يُسْتَدَلُّ بِهَا عَلَى اَكْثَرَ مِنْهَا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَمِنْ ذٰلِكَ اَنَّ اَيُّوْبَ السَّخْتِيَانِيَّ وَابْنَ الْمُبَارَكِ وَوَكِيْعًا وَابْنَ نُمَيْرٍ وَجَمَاعَةً غَيْرَهُمْ رَوَوْا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ كُنْتُ اُطَيِّبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحِلِّهٖ وَلِحُرْمِهٖ بِاَطْيَبِ مَا اَجِدُ فَرَوٰى هٰذِهِ الرِّوَايَةَ بِعَيْنِهَا اللَّيْثُ بْنُ

سَعۡدٍ وَّدَاوُدُ الْعَطَّارُ وَحُمَیْدُ بْنُ الْاَسْوَدِ وَوُهَیْبُ بْنُ خَالِدٍ وَّاَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُثْمَانُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ امام مسلم فرماتے ہین کہ احتمال جو ہم نے بیان کیا (صرف فرضی اور خیالی نہین ہے) بلکہ موجود ہی حدیث مین جاری ہے بہت سی ثقہ محدثین کی روایتون مین ہم تہوڑی سی ایسی روایتین بیان کرتے ہین خدا چاہے تو اون سی دلیل پوری ہوگی بہت سی روایتون پر۔ پہلی روایت وہ ہی جو ایوب سختیانی اور ابن مبارک اور وکیع اور ابن نمیر اور ایک جماعت لوگوں کی ہشام سی نقل کے اونہے اپنے باپ عروہ سی اوس نے حضرت عائشہ سی کہ مین خوشبو لگاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام کہولتے وقت اور احرام باندہتے وقت جو سب سے عمدہ مجھکو ملتی۔ اسی روایت کو بعینہ لیث بن سعد اور داؤد عطار اور حمید بن الاسود اور وہیب بن خالد اور ابو اسامہ نے ہشام سی روایت کیا کہا ہشام نے خبر دی مجھکو عثمان بن عروہ نے اوس نے عروہ سی اُس نے حضرت عائشہ سی ف تو ہشام اور عروہ کے بیچ مین عثمان بن عروہ کا واسطہ نقل کیا اور پہلی اسناد مین عثمان کا واسطہ نہین ہے صرف ہشام عن عروہ ہی حالانکہ پہلی اسناد کی نقل کرنیوالے حدیث کے بڑے بڑے امام ہین اون سب سی غلطی نہین ہو سکتی تو ضرور ہے یہ بات کہ اس روایت کو ہشام نے خود عروہ سے نہین سنا بلکہ عثمان کے واسطے سنا لیکن کبھی ہشام نے اُسکو مرسلاً عروہ سی نقل کیا اور کبھی مسنداً عثمان سی اگرچہ اس مقام مین یہ احتمال بہی ہے کہ ہشام نے اسکو پہلی عثمان کے واسطے سے سنا ہو پہر خود عروہ سی ملکر بلا واسطہ بہی اون سی سن لیا ہو وَرَوٰی هِشَامٌ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اعْتَکَفَ یُدْنِیْ اِلَیَّ رَاْسَهٗ فَاُرَجِّلُهٗ وَاَنَا حَائِضٌ فَرَوَاهَا بِعَیْنِهَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ دوسری روایت ہشام کی ہے اپنے باپ عروہ سی اوس نے عائشہ سی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اعتکاف مین ہوتے تو اپنا سر میری طرف کو جھکا دیتے مین آپکے سر مین کنگھی کر دیتی اسی روایت کو بعینہ امام مالک نے زہری سی روایت کیا ہے اوس نے عروہ سی اوس نے عمرہ سے اوس نے عائشہ سی انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی ف تو امام مالک کی روایت مین عروہ اور عائشہ کے بیچ مین ایک واسطہ ہی عمرہ کا جو پہلے اسناد مین نہین ہے نووی نے کہا اس حدیث سی کئی باتین معلوم ہوتی ہین ایک یہ حائضہ عورت کے اعضا پاک ہین اور اسپر علما کا اتفاق ہی اور ابو یوسف سے جو منقول ہی کہ حائضہ کا ہاتھ نجس ہے وہ روایت صحیح نہین دوسرے یہ کہ معتکف اپنی بالون مین کنگہی کر سکتا ہی تیسرے یہ کہ اپنی عورت کیطرف دیکھ سکتا ہی

اور اوسکو چہو سکتا ہو بغیر شہوت کے ذکر الزھری وصالح بن ابی حسان عن ابی سلمة عن عائشة
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقبل وھو صائم فقال یحیی بن ابی کثیر فی ھذا الخبر فی
القبلة اخبرنی ابو سلمة بن عبد الرحمن ان عمر بن عبد العزیز اخبرہ ان عروة
اخبرہ ان عائشة اخبرتہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یقبلھا وھو صائم ترجمہ
تیسری روایت وہ ہی جو زہری اور صالح بن ابی حسان نے ف اور ایک نسخہ مین صالح بن کیسان ہے اور وہ غلط
ہے صحیح صالح بن ابی حسان ہے نسائی نے اُسکو روایت کیا ابن وہب سے اور انھون نے ابن ابی ذیب سے اور انہون نے صالح بن ابی حسان
سے اور انہون نے ابو سلمہ سے ترمذی نے بخاری سے نقل کیا کہ صالح بن ابی حسان ثقہ ہے اور صالح بن حسان البصری ابو الحارث
دوسرا شخص ہے وہ بھی ابو سلمہ سے روایت کرتا ہے وہ ضعیف ہے (نووی) ف ابو سلمہ سے نقل کیا اور انہون نے عائشہ سے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے تھے اور آپ روزہ دار ہوتے یحیے بن ابی کثیر نے اسی بوسہ کی حدیث کو یون روایت
کیا خبر دی مجھ کو ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے اُنکو خبر دی عمر بن عبد العزیز نے اون کو خبر دی عروہ نے اُنکو خبر دی عائشہ صدیقہ
نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکا بوسہ لیتے اور آپ روزہ دار ہوتے ف تو یحیی بن ابی کثیر نے ابو سلمہ اور عائشہ
کے بیچ مین دو واسطے اور نقل کیے عمر بن عبد العزیز اور عروہ کا اور یہہ دونون واسطے پہلے اسناد مین نہین ہین اس اسناد
مین ایک نادر بات ہو وہ یہ کہ چارون راوی یعنی یحیے اور ابو سلمہ اور عمر بن عبد العزیز اور عروہ تابعین ہین سے ہین
اور ایک دوسرے سے روایت کرتے ہین دوسرا لطف یہ ہے کہ ابو سلمہ یعنی عبد اللہ بن عبد الرحمن بن عوف کبار تابعین مین
سے ہین اور عمر بن عبد العزیز اونکی نسبت سن اور طبقہ مین کم ہین پر وہ اُن سے روایت کرتے ہین وروی ابن
عیینة وغیرہ عن عمرو بن دینار عن جابر قال اطعمنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لحوم الخیل ونھانا عن لحوم الحمر الاھلیة فرواہ حماد بن زید عن عمرو عن محمد
ابن علی عن جابر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھذا النحو فی الروایات کثیر یکثر
تعدادہ وفیما ذکرنا منھا کفایة لذوی الفھم ترجمہ چوتھی روایت وہ ہی جو سفیان بن عیینہ وغیرہ نے
عمرو بن دینار سے کی انہون نے جابر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو کہلایا گھوڑونکا گوشت اور منع کیا گدہون پالتو
کے گوشت سے اسی حدیث کو حماد بن زید نے روایت کیا عمرو سے انہون نے محمد بن علی سے یعنے امام باقر سے انہون نے جابر سے
(تو حماد بن زید نے عمرو بن دینار اور جابر کے بیچ مین ایک واسطہ اور نقل کیا محمد بن علی کا جو پہلی اسناد مین نہین) اور
اس قسم کی حدیثین بہت ہین جنکا شمار کثیر ہے اور جتنی ہم نے بیان کین وہ سمجھ والون کے لیے کافی ہین فاذا کانت

الْعِلَّةِ عِنْدَ مَنْ وَصَفْنَا قَوْلَهُ قَبْلُ فِي فَسَادِ الْحَدِيثِ وَتَوْهِينِهِ إِذَا لَمْ يُعْلَمْ أَنَّ الرَّاوِي قَدْ +مِنْ
سَمِعَ مِمَّنْ رَوَى عَنْهُ شَيْئًا لِإِمْكَانِ الْإِرْسَالِ فِيهِ لَزِمَهُ تَرْكُ الِاحْتِجَاجِ فِي قِيَادِ قَوْلِهِ
بِرِوَايَةِ مَنْ يُعْلَمُ أَنَّهُ قَدْ سَمِعَ مِمَّنْ رَوَى عَنْهُ إِلَّا فِي نَفْسِ الْخَبَرِ الَّذِي فِيهِ ذِكْرُ
السَّمَاعِ لِمَا بَيَّنَّا مِنْ قَبْلُ عَنِ الْأَئِمَّةِ الَّذِينَ نَقَلُوا الْأَخْبَارَ أَنَّهُ كَانَتْ لَهُمْ تَارَاتٌ يُرْسِلُونَ
فِيهَا الْحَدِيثَ إِرْسَالًا وَلَا يَذْكُرُونَ مَنْ سَمِعُوهُ مِنْهُ وَتَارَاتٌ يَنْشَطُونَ فِيهَا فَيُسْنِدُونَ
الْخَبَرَ عَلَى هَيْئَةِ مَا سَمِعُوا فَيُخْبِرُونَ بِالنُّزُولِ فِيهِ إِنْ نَزَلُوا وَبِالصُّعُودِ إِنْ صَعِدُوا كَمَا فِيهِ
شَرَحْنَا ذَلِكَ عَنْهُمْ ترجمہ پھر جب علت اوس شخص کے نزدیک جسکا قول اوپر ہم نے بیان کیا حدیث کی خرابی اور
توہین کی یہ ہوئی کہ ایک راوی کا سماع جب دوسرے راوی سے معلوم نہوا تو ارسال ممکن ہے تو اوسکے قول کے بموجب
اوسکو لازم آتا ہے ترک کرنا حجت کا اون روایتوں کے ساتھہ جنکے راوی کا سماع دوسرے سے معلوم ہو چکا ہے
(پر خاص اُس روایت مین سماع کی تصریح نہین) البتہ اُس شخص کے نزدیک صرف وہی روایت حجت ہوگی جسمین سماع
کی تصریح ہے کیونکہ اوپر ہم بیان کر چکے کہ حدیث کی روایت کرنیوالے اماموں کا حال مختلف ہوتا کبھی تو وہ ارسال
کرتے اور جس سے انہوں نے سنا ہوتا اوسکا نام نہ لیتے اور کبھی خوش ہوتے اور حدیث کا پورا اسناد جس طرح سے
انہوں نے سنا ہے بیان کر دیتے پھر اگر انکو اوتار ہوتا تو اوتار بتلاتے اور جو چڑہاو ہوتا چڑہاو بتلاتے جیسے اوپر ہم
صاف بیان کر چکے ف اوتار اور چڑہاو سے یہ مقصود ہے کہ اگر سند عالی ہوئی اور واسطے کم ہوئے تو چڑہاو
ہوا اور جو سند عالی نہوئی اور واسطے زیادہ ہوئے تو اوتار ہوا وَمَا عَلِمْنَا أَحَدًا مِنْ أَئِمَّةِ السَّلَفِ مِمَّنْ
يَسْتَعْمِلُ الْأَخْبَارَ وَيَتَفَقَّدُ صِحَّةَ الْأَسَانِيدِ وَسَقَمَهَا مِثْلَ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ وَابْنِ عَوْنٍ وَ
مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَشُعْبَةَ بْنِ الْحَجَّاجِ وَيَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانِ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَهْدِيٍّ وَمَنْ بَعْدَ
هُمْ مِنْ أَهْلِ الْحَدِيثِ فَتَّشُوا عَنْ مَوْضِعِ السَّمَاعِ فِي الْأَسَانِيدِ كَمَا ادَّعَاهُ الَّذِي وَصَفْنَا قَوْلَهُ مِنْ
قَبْلُ وَإِنَّمَا كَانَ تَفَقُّدُ مَنْ تَفَقَّدَ مِنْهُمْ سَمَاعَ رُوَاةِ الْحَدِيثِ مِمَّنْ رَوَى عَنْهُمْ إِذَا كَانَ
الرَّاوِي مِمَّنْ عُرِفَ بِالتَّدْلِيسِ فِي الْحَدِيثِ وَشُهِرَ بِهِ فَحِينَئِذٍ يَبْحَثُونَ عَنْ سَمَاعِهِ فِي رِوَايَتِهِ وَإِنَّمَا
وَيَتَفَقَّدُونَ ذَلِكَ مِنْهُ كَيْ تَنْزَاحَ عَنْهُمْ عِلَّةُ التَّدْلِيسِ فَأَمَّا ابْتِغَاءُ ذَلِكَ مِنْ غَيْرِ مُدَلِّسٍ عَلَى يبحث
الْوَجْهِ الَّذِي زَعَمَ مَنْ حَكَيْنَا قَوْلَهُ فَمَا سَمِعْنَا ذَلِكَ عَنْ أَحَدٍ مِمَّنْ سَمَّيْنَا وَلَمْ نُسَمِّ مِنَ الْأَئِمَّةِ ترجمہ ہم فمن ابتغى ذلك
نے سلف کے اماموں میں سے جو حدیث کو استعمال کرتے تھے اور اسناد کی صحت اور سقم کو دریافت کرتے تھے جیسے ایوب سختیانی ۱۵ عن احد

اور ابن عون اور مالک بن انس اور شعبہ بن حجاج اور یحیی بن سعید قطان اور عبدالرحمن بن مہدی اور جو اُن کے بعد ہین کسیکو نہین سنا کہ وہ اسناد مین سماع کی تحقیق کرتے ہون جیسے یہ شخص دعوی کرتا ہی جسکا قول اوپر ہم نے بیان کیا البتہ جنہون نے ان مین سے راویون کی سماع کی تحقیقات کی ہی تو وہ ان راویون کے جو مشہور ہین تدلیس مین اُسوقت بیشک ایسے راویون کے سماع سے بحث کرتے ہین اور اُسکی دریافت کرتے ہین تاکہ ان سے تدلیس کا مرض دور ہو لیکن سماع کی تحقیق اوس راوی مین جو مدلس نہو جسطرح اس شخص نے بیان کیا تو ہمنے کسی امام سے نہین سُنا اون اماموں مین سے جنکا ذکر ہمنے کیا اور جنکا نہین کیا فَمِنْ ذٰلِکَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ یَزِیْدَ الْاَنْصَارِیَّ وَقَدْ رَاَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ رَوٰی عَنْ حُذَیْفَۃَ وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِیِّ وَعَنْ کُلِّ وَاحِدٍ مِّنْہُمَا حَدِیْثًا یُسْنِدُہٗ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَیْسَ فِیْ رِوَایَتِہٖ عَنْہُمَا ذِکْرُ السَّمَاعِ مِنْہُمَا وَلَا حَفِظْنَا فِیْ شَیْءٍ مِّنَ الرِّوَایَاتِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ یَزِیْدَ شَافَہَ حُذَیْفَۃَ وَاَبَا مَسْعُوْدٍ بِحَدِیْثٍ قَطُّ وَلَا وَجَدْنَا ذِکْرَ رُؤْیَتِہٖ اِیَّاہُمَا فِیْ رِوَایَۃٍ بِعَیْنِہَا وَلَمْ نَسْمَعْ عَنْ اَحَدٍ مِّنْ اَھْلِ الْعِلْمِ مِمَّنْ مَّضٰی وَلَا مِمَّنْ اَدْرَکْنَا اَنَّہٗ طَعَنَ فِیْ ھٰذَیْنِ الْخَبَرَیْنِ اللَّذَیْنِ رَوَاھُمَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یَزِیْدَ عَنْ حُذَیْفَۃَ وَاَبِیْ مَسْعُوْدٍ بِضَعْفٍ فِیْہِمَا بَلْ ھُمَا وَمَا اَشْبَہَہُمَا عِنْدَ مَنْ لَاقَیْنَا مِنْ اَھْلِ الْعِلْمِ بِالْحَدِیْثِ مِنْ صِحَاحِ الْاَسَانِیْدِ وَقَوِیِّہَا یَرَوْنَ اسْتِعْمَالَ مَا نُقِلَ بِہَا وَالْاِحْتِجَاجَ بِمَا اَتَتْ مِنْ سُنَنٍ وَّاٰثَارٍ وَّھِیَ فِیْ زَعْمِ مَنْ حَکَیْنَا قَوْلَہٗ مِنْ قَبْلُ وَاھِیَۃٌ مُّہْمَلَۃٌ حَتّٰی یُصِیْبَ سَمَاعَ الرَّاوِیْ عَمَّنْ رَوٰی

ترجمہ مسلم کی روایتیں سے عبداللہ بن یزید انصاری کی روایت ہی (جو خود صحابی ہین) انہون نے دیکھا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور روایت کی ہی حذیفہ بن الیمان اور ابو مسعود (عقبہ بن عمرو انصاری بدری) سے ہر ایک سے ایک ایک حدیث جسکو انہون نے سند کیا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک **ف** ابو مسعود سے انہون نے نفقۃ الرجل علی اہلہ کی حدیث روایت کی ہے جسکو بخاری اور مسلم دونون نے اپنی کتابون مین نقل کیا اور حذیفہ سے وہ حدیث روایت کی ہے اخبرنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم بما ہو کائن اخیر تک جسکو مسلم نے نقل کیا ہی تو عبداللہ بن یزید صحابی ہین انہون نے روایت کیا حذیفہ اور ابو مسعود سے جو مشہور صحابی ہین **ف** پر اون دونون حدیثون مین اس بات کی تصریح نہین کہ عبداللہ بن یزید نے سُنا ان دونون سے (یعنی حذیفہ اور ابو مسعود سے) سنا اور نہ کسی روایت مین ہم نے یہ بات پائی کہ عبداللہ حذیفہ اور ابو مسعود سے روبرو ملے اور اون سے کوئی حدیث سنی اور نہ کہین ہم نے پایا کہ عبداللہ نے اون دونون کو دیکھا کسی خاص روایت مین (مگر چونکہ عبداللہ خود صحابی تھے اور اُنکا اسن اتنا تھا کہ ملاقات اونکی

حذیفہ اور ابو مسعود سے ممکن ہے اسلیے روایت عن کے ساتھ محمول ہے اتصال پر تو صرف امکان ملاقات کافی ہوا جیسے امام
مسلم کا مذہب ہے) اور کسی علم والے سے نہین سنا گیا نہ اگلے لوگون سے نہ اون سے جن سے ہم ملے ہین کہ انہون نے طعن کیا ہو ان
دونون حدیثون مین جنکو عبداللہ نے روایت کیا حذیفہ اور ابی مسعود سے کہ یہ ضعیف ہین بلکہ یہ حدیثین اور جو انکے مشابہ
ہین صحیح حدیثون مین سے ہین اور قوی ہین اُن امامون کے نزدیک جن سے ہم ملے ہین اور وہ اُنکا استعمال جائز رکھتے ہین
اور اُن سے حجت لیتے ہین حالانکہ یہی حدیثین اوس شخص کے نزدیک جسکا قول اوپر ہمنے بیان کیا (جو ثبوت ملاقات شرط
کرتا ہے) واہی ہین اور بیکار ہین جب تک سماع عبداللہ کا حذیفہ اور ابو مسعود سے متحقق نہو ولو ذهبنا نعدد الاخبار
الصحاح عند اهل العلم ممن يهن بزعم هذا القائل ونحصيها لعجزنا عن تقصي ذكرها واحصائها
كلها ولكنا احببنا ان ننصب منها عددا يكون سمة لما سكتنا عنه منها ترجمہ اور اگر ہم سب ایسی
حدیثون کو جو اہل علم کے نزدیک صحیح ہین اور اس شخص کے نزدیک ضعیف ہین بیان کرین تو انکو ذکر کرتے کرتے ہم تھک
جاوین (اسقدر کثرت سے ہین) لیکن ہم چاہتے ہین کہ تھوڑی اون مین سے بیان کرین تاکہ باقی کے لیے وہ نمونہ ہون اُن
وهذا ابو عثمان النهدي وابو رافع الصائغ وهما ممن ادرك الجاهلية وصحبا اصحاب
رسول الله صلى الله عليه وسلم من البدريين هلم جرا ونقلا عنهم الاخبار حتى نزلا الى مثل
ابي هريرة وابن عمر وذويهما قد اسند كل واحد منهما عن ابي بن كعب عن النبي صلى الله
عليه وسلم حديثا ولم يسمع في رواية بعينها انهما عاينا ابيا او سمعا منه شيئا ترجمہ ابو عثمان
نہدی (عبدالرحمن بن مل جو ایک سو تیس برس کا ہو کر مرے) اور ابو رافع صائغ (نفیع مدنی) ان دونون نے
زمانہ جاہلیت کا پایا ہے (لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میسر نہوئی ایسے لوگون کو مخضرم کہتے ہین)
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے بڑے بدری صحابیون سے ملے ہین اور روایتین کی ہین پھر اونکے اوتر کر اور
صحابیون تک پہونچے کہ ابوہریرہ اور ابن عمر اور انکی مانند صحابیون سے ان مین سے ہر ایک نے ایک حدیث ابی بن کعب سے روایت
کی ہے انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حالانکہ کسی روایت سے یہ بات ثابت نہین ہوئی کہ ان دونون نے ابی بن کعب
کو دیکھا یا اون سے سنا کچھ واسند ابو عمرو الشيباني وهو ممن ادرك الجاهلية وكان في زمن النبي
صلى الله عليه وسلم رجلا وابو معمر عبد الله بن سخبرة كل واحد منهما عن ابي مسعود
الانصاري عن النبي صلى الله عليه وسلم خبرين واسند عبيد بن عمير عن ام سلمة زوج
النبي صلى الله عليه وسلم عن النبي صلى الله عليه وسلم حديثا وعبيد ولد في زمن النبي صلى

اللہ علیہ وسلم واسند قیس بن ابی حازم وقد ادرک زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن
ابی مسعود الانصاری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثلثة اخبار واسند عبد الرحمن بن ابی
لیلی وقد حفظ عن عمر بن الخطاب وصحب علیا عن انس بن مالک عن النبی صلی اللہ علیہ
وسلم حدیثا واسند ربعی بن حراش عن عمران بن حصین عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
حدیثین وعن ابی بکرة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیثا وقد سمع ربعی من علی بن
ابی طالب وروی عنه واسند نافع بن جبیر بن مطعم عن ابی شریح الخزاعی عن النبی صلی
اللہ علیہ وسلم حدیثا واسند النعمان بن ابی عیاش عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ
ثلثة احادیث عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم واسند عطاء بن یزید اللیثی عن تمیم الداری
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیثا واسند سلیمان بن یسار عن رافع بن خدیج عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم حدیثا واسند حمید بن عبد الرحمن الحمیری عن ابی هریرة عن
النبی صلی اللہ علیہ وسلم احادیث **ترجمہ** اور ابو عمرو شیبانی (سعد بن ایاس) نے جس نے جاہلیت
کا زمانہ پایا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جوان مرد تھا اور ابو معمر عبد اللہ بن سنجرہ نے ہر ایک
نے ان میں سے دو دو حدیثیں ابو مسعود انصاری سے روایت کیں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور عبید بن عمیر نے
ام المومنین ام سلمہ سے ایک حدیث روایت کی انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور عبید پیدا ہوئے تھے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور قیس بن ابی حازم نے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا ہے ابو مسعود
انصاری سے تین حدیثیں روایت کی اور عبد الرحمن بن ابی لیلے نے جس نے حضرت عمر سے سنا ہے اور حضرت علی کی
صحبت میں رہا ایک حدیث انس بن مالک سے روایت کی اور ربعی بن حراش نے عمران بن حصین سے دو حدیثیں روایت کیں
انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ابو بکرہ سے ایک حدیث انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ربعی
نے حضرت علی سے سنا ہے اور ان سے روایت کی ہے اور نافع بن جبیر بن مطعم نے ابو شریح خزاعی سے ایک حدیث روایت
کی انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور نعمان بن ابی عیاش نے ابو سعید خدری سے تین حدیثیں روایت کیں انہوں
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور عطاء بن یزید لیثی نے تمیم داری سے ایک حدیث روایت کی انہوں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے اور سلیمان بن یسار نے رافع بن خدیج سے ایک حدیث روایت کی انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے **ف** ان سب حدیثوں کو نووی نے اپنی شرح میں نقل کیا ہے مگر اکثر حدیثیں انہیں کی مسلم نے آگے

نقل کی ہین اسلیے بخوف طول ہم نے اون کو یہان نہین لکھا اور غرض ان سب راویون کی ذکر کرنے سی یہہ ہے کہ یہ سب باوجودی باعتبار سن اور عمر کے جن لوگون سی روایت کی ہے ان سی مل سکتی ہین پر انکا سننا اور ملاقات کرنا ثابت نہین ہوا حالانکہ محدثین نے ان روایتون کو قبول کیا ہے اور انکو صحیح کہا ہے تو معلوم ہوا کہ صرف امکان سماع کافی ہے ثبوت سماع ضرور نہین

فَكُلُّ هٰؤُلَاءِ التَّابِعِيْنَ الَّذِيْنَ نَصَبْنَا رِوَايَتَهُمْ عَنِ الصَّحَابَةِ الَّذِيْنَ سَمَّيْنَاهُمْ لَمْ يُحْفَظْ عَنْهُمْ سَمَاعٌ عَلِمْنَاهُ مِنْهُمْ فِيْ رِوَايَةٍ بِعَيْنِهَا وَلَا اَنَّهُمْ لَقُوْهُمْ فِيْ نَفْسِ خَبَرٍ بِعَيْنِهٖ وَهِيَ اَسَانِيْدُ عِنْدَ ذَوِي الْمَعْرِفَةِ بِالْاَخْبَارِ وَالرِّوَايَاتِ مِنْ صِحَاحِ الْاَسَانِيْدِ لَا نَعْلَمُهُمْ وَهَّنُوْا مِنْهَا شَيْئًا قَطُّ وَلَا الْتَمَسُوْا فِيْهَا سَمَاعَ بَعْضِهِمْ مِنْ بَعْضٍ اِذِ السَّمَاعُ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ مُمْكِنٌ مِنْ صَاحِبِهٖ غَيْرُ مُسْتَنْكَرٍ لِكَوْنِهِمْ جَمِيْعًا كَانُوْا فِي الْعَصْرِ الَّذِي اتَّفَقُوْا فِيْهِ وَكَانَ هٰذَا الْقَوْلُ الَّذِيْ اَحْدَثَهُ الْقَائِلُ الَّذِيْ حَكَيْنَاهُ فِيْ تَوْهِيْنِ الْحَدِيْثِ بِالْعِلَّةِ الَّتِيْ وَصَفَ اَقَلَّ مِنْ اَنْ يُعَرَّجَ عَلَيْهِ وَيُثَارَ ذِكْرُهُ اِذْ كَانَ قَوْلًا مُحْدَثًا وَكَلَامًا خَلْفًا لَمْ يَقُلْهُ اَحَدٌ مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ سَلَفَ وَيَسْتَنْكِرُهُ مَنْ بَعْدَهُمْ خَلَفَ فَلَا حَاجَةَ بِنَا فِيْ رَدِّهٖ بِاَكْثَرَ مِمَّا شَرَحْنَا اِذْ كَانَ قَدْرُ الْمَقَالَةِ وَقَائِلِهَا الْقَدْرَ الَّذِيْ وَصَفْنَاهُ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى دَفْعِ مَا خَالَفَ مَذْهَبَ الْعُلَمَاءِ وَعَلَيْهِ التُّكْلَانُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ

ترجمہ یہ سب تابعین جنہون نے صحابہ سی روایت کی ہے جنکا ذکر ہم نے اوپر کیا اون کا سماع ان صحابہ سی کسی معین روایت مین معلوم نہین ہوا نہ ملاقات انکی اون صحابہ کے ساتھہ کسی روایت سی ظاہر ہوئی باوجود اسکی یہ سب اپنی حدیث اور روایت کے پہچاننے والون کے نزدیک (یعنے ائمہ حدیث کی نزدیک) صحیح السند ہین اور ہم نہین جانتے کہ کسینے اون مین سے کسی روایت کو ان مین سی ضعیف کیا ہو یا اسمین سماع کی تلاش کی ہو اسلیے کہ سماع ممکن ہے اسکا انکار نہین ہوسکتا کیونکہ وی دونون ایک زمانے مین موجود تھی اور یہ قول جسکو اس شخص نے نکالا ہے جسکا بیان اوپر ہم نے کیا حدیث کے ضعیف ہونے کے لیے اس علت کیوجہ سی جو مذکور ہوئی اس لائق بھی نہین کہ اوسطرف التفات کرین یا اوسکا ذکر کرین اسلیے کہ یہ قول نیا نکلا ہوا ہے اور غلط اور فاسد ہے کوئی اہل علم مین سی سلف اوسکا قایل نہین ہوا اور جو لوگ سلف کے بعد گذرے انہون نے اسکا انکار کیا تو اوس سی زیادہ اسکی رد کرنے کی حاجت نہین جب اس قول کی اور اسکے کہنے والے کی یہ وقعت ہے جیسی بیان ہوئی اور اللہ مدد کرنے والا ہے اسباتکو رد کرنے کے لیے جو عالمون کے مذہب کے خلاف ہے اور اسی پر بھروسا ہے — تمام ہوا مقدمہ کتاب مسلم کا اب شروع ہوتا ہے بیان ایمان کا جو اصل ہے تمام اعمال کا اور جسپر موقوف ہے نجات آخرت کی عذاب سی

كتاب الايمان

کتاب ایمان کے بیان مین —

ف خطابی نے کہا کہ اکثر علمار کا مذہب یہ ہی کہ ایمان اور اسلام ایک ہی اور زہری نے کہا کہ اسلام زبان
سی اقرار کرنا ہی اور ایمان اعمال صالحہ کو کہتی ہین اور صحیح یہ ہی کہ اسلام عام ہے اور ایمان خاص تو ہر مومن مسلم ہی لیکن
ہر مسلم کو مومن ہونا ضرور نہین ایمان کی اصل تصدیق ہے یعنی دل سی یقین کرنا اور اسلام کی اصل فرمانبرداری ہے
یعنی اطاعت کرنا تو کبھی آدمی ظاہر مین مطیع ہوتا ہے پر دل مین اوسکی یقین نہین ہوتا وہ مسلم ہے نہ مومن ہے
ایمان اصطلاح شرع مین یہ ہی کہ دل سی یقین کرے اور زبان سی اقرار کرے اور اعمال کو ہاتہہ پاؤن سی ادا کرے
اسی لیے ایمان گہٹتا بڑہتا ہے اور یہی مذہب ہے اہل سنت کا اور اسکی دلیل بہت سی آیتین اور حدیثین ہین اور
مرجیہ کا قول یہ ہے کہ ایمان صرف قول کا نام ہے اور اعمال صالحہ ایمان مین داخل نہین اسی لیے ایمان نہ گہٹتا ہے
نہ بڑہتا ہے اور حنفیہ بھی اس باب مین موافق ہوئے مرجیہ کے مگر فرق یہ ہی کہ حنفیہ اعمال صالحہ کو عذاب سی بچنے کے
لیے ضرور جانتی ہین اور مرجیہ کہتی ہین کہ اعمال کی ضرورت نہین اور ایمان کے ساتہہ کوئی گناہ ضرر نہین کرتا اور
جو لوگ خلاف احادیث صحیحہ اور آیات قرآنیہ کے اس بات کے قائل ہوئے ہین کہ ایمان مین زیادتی اور کمی نہین ہوتی
اس لیے کہ ایمان صرف تصدیق قلبی اور یقین کو کہتی ہین انہون نے غور نہین کیا اس لیے کہ تصدیق اور یقین دونون
صفات نفسانی مین سے ہین اور ہمیشہ صفات نفسانی جیسے رنج اور غصہ اور محبت اور عداوت مین زیادتی اور کمی ہوتی
ہے پس اسیطرح دلائل مین غور کرنے سی یقین مین بہی کمی اور بیشی ہوتی ہے بعضون نے کہا ہی کہ کمی اور بیشی نہونی سی یہ غرض
ہی کہ کمیت مین کمی بیشی نہین ہوتی لیکن کیفیت مین تو کمی اور بیشی ہونا ضرور ہی کیونکہ ایمان مقلد کا ہرگز محقق کے
ایمان کے برابر نہین ہوسکتا اسیطرح ایمان ادنی عامی آدمی کا اور ایمان انبیا اور اولیا کا کیونکر برابر ہوسکتا ہے
اب علما نے اتفاق کیا ہی اس بات پر کہ مومن جسپر حکم کیا جاویگا اہل قبلہ ہونیکا اور جو ہمیشہ جہنم مین نہ رہیگا وہ شخص ہے
جو اپنی قلب سی یقین کرے دین اسلام کے حق ہونے پر اور اسمین شک نرکہے اور زبان سے اقرار کرے اللہ جل جلالہ کی
توحید اور آنحضرت صلعم کی رسالت کا اب اگر ایک بات کا اقرار کرے یعنی فقط توحید یا فقط رسالت کا تو وہ مومن نہ ہوگا
اور بعضون نے کہا اگر فقط توحید کا اقرار کرے تو وہ مسلم ہوگا اور اوس سے کہا جاویگا رسالت کے اقرار کے لیے پھر اگر وہ انکار
کرے تو مرتد واجب القتل ہوگا اسی طرح جو شخص اہل قبلہ مین سے ہو وہ کسی گناہ کی وجہ سی کافر نہ ہوگا نہ کسی بدعت کی
وجہ سی یعنے اوسکی تکفیر نہ کرینگے البتہ اگر اسلام کی کسی ضروری رکن کا انکار کرے جسکا ثبوت بتواتر اور اتفاق ہے
جیسے نماز یا روزہ کی فرضیت کا یا خمر کی حرمت کا یا زنا یا ناحق قتل کی حرمت کا تو وہ کافر کہا جاویگا (نووی
باختصار مع زیادۃ) قَالَ الْاِمَامُ اَبُوالْحُسَیْنِ مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ رَحِمَہُ اللّٰہُ بِعَوْنِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ نَبْتَدِئُ

وَإِيَّاهُ نَسْتَكْفِي وَمَا تَوْفِيقُنَا إِلَّا بِاللَّهِ جَلَّ وَعَلَا ۔ امام ابوالحسین مسلم بن الحجاج اس کتاب کے مولف فرماتے ہیں
کہ ہم شروع کرتے ہیں کتاب کو اللہ تعالیٰ کی مدد سے اور اسی کو کافی سمجھکر اور نہیں ہے ہمکو توفیق وغیرہ الا مگر
اللہ تعالیٰ بڑے جلال اسکا **ف** اب یہاں سے کتاب مسلم کی شروع ہوتی ہے مگر ہم نے ترجمہ میں اختصار کیواسطے
حدیث کی اسناد کو نہیں لکھا کیونکہ اسناد سے وہی لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں جو اہل علم اور معرفت ہیں اور عامی لوگوں
کو صرف یہی کافی ہے کہ علماء حدیث جس حدیث کو صحیح کہتے ہوں اوسپر عمل کریں امام مسلم اسناد میں کہیں
حدثنا اور اخبرنا کہتے ہیں اور کہیں حدثنی اور اخبرنی اس سے امام مسلم کی کمال احتیاط حدیث کی روایت میں
معلوم ہوتی ہے حدثنی اور اخبرنی وہان کہا جاتا ہے جہاں امام مسلم نے اکیلے کسی شیخ سے حدیث
سنی یا اکیلے پڑھ کر سنائی اور حدثنا اور اخبرنا وہان جہاں اور لوگوں کے ساتھ حدیث سنی یا پڑھ کر سنائی **عن**
يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ قَالَ كَانَ أَوَّلُ مَنْ قَالَ فِي الْقَدَرِ بِالْبَصْرَةِ مَعْبَدٌ الْجُهَنِيُّ فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَ
حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحِمْيَرِيُّ حَاجَّيْنِ أَوْ مُعْتَمِرَيْنِ فَقُلْنَا لَوْ لَقِينَا أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْنَاهُ عَمَّا يَقُولُ هَؤُلَاءِ فِي الْقَدَرِ فَوُفِّقَ لَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ
الْخَطَّابِ دَاخِلًا الْمَسْجِدَ فَاكْتَنَفْتُهُ أَنَا وَصَاحِبِي أَحَدُنَا عَنْ يَمِينِهِ وَالْآخَرُ عَنْ شِمَالِهِ فَظَنَنْتُ
أَنَّ صَاحِبِي سَيَكِلُ الْكَلَامَ إِلَيَّ فَقُلْتُ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِنَّهُ قَدْ ظَهَرَ قِبَلَنَا نَاسٌ يَقْرَءُونَ
الْقُرْآنَ وَيَتَقَفَّرُونَ الْعِلْمَ وَذَكَرَ مِنْ شَأْنِهِمْ وَأَنَّهُمْ يَزْعُمُونَ أَنْ لَا قَدَرَ وَأَنَّ الْأَمْرَ ت يتقفرون
أُنُفٌ فَقَالَ إِذَا لَقِيتَ أُولَئِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنِّي بَرِيءٌ مِنْهُمْ وَأَنَّهُمْ بُرَآءُ مِنِّي وَالَّذِي يَحْلِفُ بِهِ ت قال
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ لَوْ أَنَّ لِأَحَدِهِمْ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا فَأَنْفَقَهُ مَا قَبِلَ اللَّهُ مِنْهُ حَتَّى يُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ
ثُمَّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ
طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ شَدِيدُ سَوَادِ الشَّعَرِ لَا يُرَى عَلَيْهِ أَثَرُ السَّفَرِ وَلَا يَعْرِفُهُ
مِنَّا أَحَدٌ حَتَّى جَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ إِلَى رُكْبَتَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ
عَلَى فَخِذَيْهِ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِسْلَامُ
أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ وَتَصُومَ
رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيلًا قَالَ صَدَقْتَ فَعَجِبْنَا لَهُ يَسْأَلُهُ وَيُصَدِّقُهُ
قَالَ فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِيمَانِ قَالَ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ

وَتُؤمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ قَالَ صَدَقْتَ قَالَ فَاَخْبِرْنِيْ عَنِ الْاِحْسَانِ قَالَ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ
تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ قَالَ فَاَخْبِرْنِيْ عَنِ السَّاعَةِ قَالَ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ
السَّائِلِ قَالَ فَاَخْبِرْنِيْ عَنْ اَمَارَتِهَا قَالَ اَنْ تَلِدَ الْاَمَةُ رَبَّتَهَا وَاَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ
رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُوْنَ فِي الْبُنْيَانِ قَالَ ثُمَّ انْطَلَقَ فَلَبِثْتُ مَلِيًّا ثُمَّ قَالَ لِيْ يَا عُمَرُ اَتَدْرِيْ مَنِ
السَّائِلُ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّهٗ جِبْرَئِيْلُ اَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِيْنَكُمْ ترجمہ
یحییٰ بن یعمر سے روایت ہے کہ سب سے پہلے جسنے تقدیر مین گفتگو کی **ف** یعنی تقدیر کی نفی کی اور بدعت نکالی
اور مخالفت کی اہل حق کی کیونکہ اہل حق تقدیر کو ثابت کرتے ہین یعنی یون کہتے ہین کہ اللہ جل جلالہ نے ازل میں
سب چیزون کا اندازہ کر دیا تھا یعنی وہ جانتا تھا کہ فلان چیز فلان وقت مین فلانی طرح پر واقع ہوگی پھر اسی
موافق جیسے خدا کے علم مین تھا وہ چیز ظاہر ہوتی ہے اور قدریہ اس امر کا انکار کرتے ہین وہ کہتے ہین کہ اللہ جل جلالہ
نے اون کا اندازہ نہین کیا تھا نہ اوسکو انکا علم تھا بلکہ جب چیزین واقع ہوئین تو اسوقت خدا کو انکا علم ہوا
اور یہ انکا جھوٹ ہے خدای عزوجل پر اس فرقہ کو قدریہ اس لیے کہتے ہین کہ وہ انکار کرتا ہے قدر کا صاحب
مقالات نے کہا کہ یہہ فرقہ قدریہ کا تمام ہوگیا اور کوئی اہل قبلہ مین سے اس قول کا قائل نہ رہا اور خیر زمانون
مین جو قدریہ کہلاتے ہین وہ تقدیر الٰہی کو ثابت کرتے ہین پر یہ کہتے ہین کہ خیر اللہ کیطرف سے ہے اور شر شیطان
اور بندے کیطرف سے ہے اور معتزلہ کو بہی قدریہ کہتے ہین کیونکہ وہ اسباب کے قائل ہوئے ہین کہ بندہ بالکل قادر
ہے اور وہ خود اپنے افعال کا خواہ خیر ہون یا شر خالق ہے اور رفضی بہی اس باب مین معتزلہ کے شریک ہوگئے
ہین اور اہل سنت اور جماعت یہ کہتے ہین کہ خالق کوئی نہین ہے سوا خدا کے خدا ہی تمام چیزون کا خالق ہے یہان
تک کہ انسان کے افعال اور خیالات اور ارادات کا بہی پر خدا نے بندے کو ایک قسم کا اختیار دیا ہے جبر پر
عذاب اور ثواب منحصر ہے پر اوس اختیار کو خلق نہین کہتے خود قرآن مجید مین یہ بات موجود ہے واللہ خلقکم
وما تعملون یعنی اللہ نے تمکو پیدا کیا اور تمہاری عملون کو اور فرمایا ہل من خالق غیر اللہ یعنی کوئی خالق نہین سوا خدا
کے ابو محمد بن قتیبہ نے غریب الحدیث مین اور ابو المعالی امام الحرمین نے ارشاد مین یون لکہا ہے کہ بعضے قدریہ
کہتے ہین ہم قدریہ نہین مین بلکہ اہل سنت قدریہ ہین کیونکہ وہ قدر اور قضا کو ثابت کرتے ہین اور یہ محض دہوکا
اور فریب ہے اسلیے کہ اہل حق تمام کامون کو خدا کے سپرد کرتے ہین اور قدر اور افعال کو خدا کیطرف نسبت کرتے
ہین اور یہ جاہلین اپنی طرف نسبت کرتے ہین اور جو شخص اپنی طرف نسبت کرے کسی چیز کی تو وہ اولی ہے کہ نام

رکہا جاوی اوس حسن غیر کے ساتھہ بہ نسبت اوس شخص کے جو اوس چیز کو اپنے سے نفی کرے اور غیر کے لیے ثابت کری
امام الحرمین نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قدریہ مجوس ہین اس امت کی تو مشابہت دی قدریہ کو مجوس
کے ساتھہ یعنی جیسی مجوس (فارسی لوگون) نے دو خالق ثابت کیے ہین ایک خیر کا اسکو یزدان کہتے ہین اور ایک شر
کا اوسکو اہرمن کہتے ہین اسی طرح قدریون نے بھی شر کا خالق بندی کو قرار دیا بلکہ وہ بدتر ہین مجوس سے کیونکہ مجوس نے
تو دو خالق نکالے اور اونہون نے ہزارون لاکہون کروڑون خالق کردیے نووی نے کہا یہ حدیث کہ قدریہ مجوس
ہین اس امت کی روایت کیا اوسکو ابو حازم نے ابن عمر سے انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور روایت
کیا اوسکو ابو داؤد نے اپنی سنن مین اور حاکم نے مستدرک مین اور کہا کہ صحیح ہے بخاری اور مسلم کی شرط پر اگر ابو حازم
کا سماع ابن عمر سے ثابت ہو جاوی خطابی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قدریہ کو مجوس اسلیے کہا کہ انکا قول
مشابہ ہی مجوس کے مذہب کے کیونکہ مجوس دو اصلون کے قائل ہین ایک نور یعنی روشنی دوسری ظلمت یعنی تاریکی اور
کہتے ہین کہ خیر نور کا فعل ہے اور شر ظلمت کا تو وہ بت پرست اور مشرک ہوگئے اسی طرح قدریہ نسبت کرتے ہین خیر کی
اللہ کیطرف اور شر کی دوسرے کی طرف حالانکہ اللہ جل جلالہ خالق خیر اور شر سب کا اور کوئی کام برا ہو یا بہلا بغیر اوسکی
مشیت اور ارادے کے نہین ہوتا تو خیر اور شر دونون باعتبار خلق کے منسوب ہین اللہ کیطرف اور باعتبار کسب اور
فاعلیت کے بندے کیطرف اور بعضے آدمی قضا اور قدر کا مطلب یہ سمجہتے ہین کہ بندہ بالکل مجبور ہے خدا کی قدر اور قضا
کے سامنے اور اوسکو کسی طرح کا اختیار نہین یہ فرقہ جبریہ کہلاتا ہے جو قدریہ کیطرح گمراہ ہے اور اہلسنت سے خارج ہے
حالانکہ قضا و قدر کا یہ مطلب نہین بلکہ قضا و قدر خدا کا علم ہے کہ بندہ کیسے کام کریگا برے یا بہلے اور کب کریگا پر بندے کو
اوسکا علم نہین اسواسطے وہ سب کام اپنی اختیار سے کرتا ہے اور اوسکو ثواب یا عذاب ملتا ہے (نووی مع زیادہ) **ف**
بصرے مین (جو ایک شہر ہے دہانہ خلیج فارس پر آباد کیا تہا اوسکو عتبہ بن غزوان نے حضرت عمر کی خلافت مین سمعانی
نے کہا بصرہ قبہ ہے اہل اسلام کا اور خزانہ ہے عرب کا اور درحقیقت بصرہ ایک ایسا شہر ہے کہ جس سے تجارت اہل ہند
اور فارس کے ساتھہ بخوبی قائم ہو سکتی ہے اور شاید اسی مصلحت سے اسی شہر کی بنا ہوئی ہوگی) وہ معبد جہنی تہا
ف سمعانی نے کتاب الانساب مین لکہا ہے کہ جہنی نسبت ہے جہینہ کیطرف جو ایک قبیلہ ہے قضاعہ مین سے
اور اسکا نام زید بن لیث بن سعد بن اسلم بن الحاف بن قضاعہ تہا کچہ لوگ اسمین کے کوفے مین اترے بلکہ ایک محلہ
ہے کوفے مین جو منسوب ہے جہینہ کیطرف اور کچہ بصرے مین اترے اور بصرے والون مین تہا معبد بن خالد جہنی جو حسن
بصری کا شاگرد تہا اور سب سے پہلے اسنے گفتگو کی تقدیر مین بصرے مین پہر بصرے والے اوسکی راہ چلنے لگے حجاج بن

یوسف نے اسکو قتل کیا بانده کر تقریب مین ہے کہ بعضون نے کہا اوسکے باپ کا نام عبداللہ بن عقیم ہے اور بعضون نے کہا اسکا دادا عویمر تہا وہ سچا ہے لیکن بدعتی تہا اسنے اول تقدیر مین گفتگو کی بصیری مین او رقتل کیا گیا سنہ ٨٠ مین ف تو مین اور حمید بن عبدالرحمن حمیری دونون ملکر چلے حج یا عمرے کے لیے اور ہمنے کہا کاش ہمکو کوئی صحابی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ملجاوے جس سے ہم ذکر کرین اوس بات کا جو یہ لوگ کہتے ہین تقدیر مین تو مل گیے ہمکو اتفاق سے عبداللہ بن عمر بن خطاب رضہ مسجد کو جاتے ہوے ہم نے اونکو بیچ مین کرلیا یعنی مین اور میرا ساتھی داہنے اور بائین بازو ہو گئے مین سمجہا کہ میرا ساتہی (حمید) مجہکو بات کرنے دیگا (اس لیے کہ میری گفتگو اچھی تہی) تو مین نے کہا ای ابا عبدالرحمن (یہ کنیت ہے ابن عمر رضہ کی) ہمارے ملک مین کچہ لوگ ایسے پیدا ہوگئے ہین جو قرآن کو پڑہتے ہین اور علم کا شوق رکہتے ہین یا اوسکی باریکیان نکالتے ہین ف حدیث مین یہان یتقفرون ہے بتقدیم قاف بر فا جسکے معنے یہ ہین کہ طلب کرتے ہین علم کو اور شوق رکہتے ہین اوسکا اور بعضے نسخون مین یتفقرون ہے بتقدیم فا بر قاف اسکے معنے یہ ہین کہ باریکیان نکالتے ہین اور موشگافیان کرتے ہین اور بعضون نے مسلم کے سوا یہ لفظ روایت کیا ہے یتقفون بحذف را یعنی پیروی کرتے ہین علم کی قاضی عیاض نے کہا بعضون نے یتقعرون پڑہا تقعر سے یعنی گہری باتین نکالتے ہین اور ابو یعلی کی روایت مین یتفقہون ہے یعنی فقہ حاصل کرتے ہین (نووی) ف اور بیان کیا حال انکا اور کہا کہ وہ کہتے ہین کہ تقدیر کوئی چیز نہین اور سب کام ناگہان ہوگئے ہین ف یعنی ابتدائی ایک ہے انکا بے سوچے سمجہے ہوگئے اللہ تعالی کو پیشتر سے انکا علم نہ تہا نہ اوس نے پہلے سے کوئی انداز کیا تہا بلکہ وقوع کے بعد خدا کو علم ہوا جیسے اور پر گذرا کہ بقول غلاۃ قدریہ کا ہے اور سب قدریہ کا نہین اور قائل اسکا گمراہ اور جہوٹا ہے خدا سب مسلمانون کو اس اعتقاد سے بچاوے ف عبداللہ بن عمر نے کہا تو جب اُن لوگون سے ملے تو کہدے اون سے مین علاقہ نہین رکہتا اور وہ بہی مجہ سے علاقہ نہین رکہتے ف یعنی علاقہ اسلام کا اس لیے کہ وے سب کافر ہین قاضی عیاض نے کہا کہ مراد وہی قدریہ ہین جو خدا کا علم مخلوقات کے ساتھ نفی کرتے ہین وہ تو بالاتفاق کافر ہین اور یہ لوگ درحقیقت فلاسفہ ہین جو کہتے ہین خدا کو جزئیات کا علم نہین ہوسکتا اگر ہو بہی تو ایکطرح کا اجمالی علم ہوگا نہ تفصیلی بعضون نے کہا کہ ابن عمر کا یہ قول صاف دلالت کرتا ہے قدریہ کے کافر ہونے پر اور احتمال ہے کہ مراد کفر سے ناشکری ہو لیکن آگے کی عبارت سے صاف انکا کفر معلوم ہوتا ہے ف اور قسم ہے اُسکی جسکی عبداللہ بن عمر قسم کہاتا ہے (یعنے اللہ جل جلالہ کی) کہ ایسے لوگون مین سے (جنکا ذکر تو نے کیا جو تقدیر کے قائل نہین) اگر کسی کے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو پہر وہ اُسکو خرچ کرے خدا کی راہ مین تو خدا قبول نکریگا جب تک تقدیر پر ایمان نہ لاوے پہر کہا کہ حدیث بیان کی مجہسے میرے باپ عمر

بن الخطاب نے کہ ایک روز ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے اتنے میں ایک شخص آن پہنچا جس کے کپڑے نہایت سفید
تھے اور بال بہت کالے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ سفر سے آیا ہے اور کوئی ہم میں سے اوسکو پہچانتا نہ تھا وہ بیٹھ گیا آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم پاس آ کر اور اپنے گھٹنے حضرت کے گھٹنوں سے ملا دیے اور دونوں ہاتھ اپنی رانوں پر رکھے (جیسے شاگرد استاد
کے سامنے بیٹھتا ہے) پھر بولا اے محمد بتلاؤ مجھکو اسلام کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ گواہی
دے (یعنے زبان سے کہے اور دل سے یقین کرے) اس بات کی کہ کوئی معبود سچا نہیں سوا خدا کے اور محمد اوسکے بھیجے ہوئے
ہیں اور قائم کرے نماز کو اور ادا کرے زکوۃ کو اور روزے رکھے رمضان کے اور حج کرے خانہ کعبہ کا اگر تجھسے ہو سکے
(یعنے راہ خرچ ہو اور رستے میں خوف نہو) وہ بولا سچ کہا تم نے ہم کو تعجب ہوا کہ آپ ہی پوچھتا ہے پھر آپ ہی کہتا
ہے کہ سچ کہا (حالانکہ پوچھنے والا لاعلم ہوتا ہے اور سچ کہنے والا وہ ہوتا ہے جسکو علم ہو تو یہ دونوں کام ایک شخص
کیونکر کرے گا) پھر وہ شخص بولا مجھکو بتلاؤ ایمان کیا ہے آپ نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو یقین کرے (دل سے) اللہ
اور اسکے فرشتوں پر (کہ وہ اللہ کے پاک بندے ہیں اور اسکا حکم بجا لاتے ہیں اللہ نے انکو بڑی طاقت دی ہے) اور اوسکی
پیغمبروں پر (جنکو اس نے بھیجا خلق کو راہ بتلانے کے لیے) اور پچھلے دن پر (یعنے قیامت کے دن پر جس روز حساب کتاب
ہوگا اور اچھے اور برے اعمال کی جانچ اور پڑتال ہوگی) اور یقین کرے تو تقدیر پر کہ برا اور اچھا سب خدا کیطرف سے
ہے (یعنے سب کا خالق وہی ہے) وہ شخص بولا سچ کہا تم نے پھر اس شخص نے پوچھا مجھکو بتلاؤ احسان کیا ہے آپ نے فرمایا
احسان یہ ہے کہ تو خدا کی عبادت کرے اس طرح دل لگا کر جیسے تو اوسکو دیکھ رہا ہے اگر اتنا نہ ہو تو یہی سہی کہ وہ
تجھکو دیکھ رہا ہے **ف** اس ایک فقرے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری تصوف اور سلوک کو بیان
کر دیا خلاصہ تصوف کا یہ ہے کہ بندے کو خدا سے محبت اور الفت پیدا ہو اور خدا کا خیال ہر وقت بندے کے دل میں رہے تو
اعلی درجہ اسکا یہ ہے کہ بندہ خدا کی ذات کی تصور میں ایسا غرق ہو جاوے کہ سوا خدا کے کچھ نظر نہ آوے گو ظاہری آنکھوں
سے دنیا کی چیزیں دیکھے اور کانوں سے سنے پر جب دل خدا سے لگا ہے تو آنکھ اور کان پردے کے آنکھ اور کان
کیطرح کھلے ہوئے ہیں آنکھ دیکھتی ہے کان سنتا ہے مگر دھیان اور لو اوسی کی ہے اسی کو وحدۃ الشہود کہتے ہیں جو
اعلی درجہ کے فقیروں اور صوفیوں اور خدا کے پاک بندوں کو حاصل ہوتا ہے اور ایک مرتبہ اس سے ادنی ہے جس کے حاصل
کرنے کے لیے ہر مسلمان کو کوشش کرنا چاہیے وہ یہ کہ خدا کو ہر وقت حاضر اور ناظر سمجھے اور یقین کرے کہ خدا اوسکی تمام حرکات
اور سکنات یہانتک کہ قلب کے خطرات اور خیالات کو بھی جانتا ہے پھر اوسکی عبادت کیوقت دوسری چیز میں دل لگانا
اور بیہودہ وسوسوں کو راہ دینا شیطان کا کام ہے جس سے پناہ مانگنا چاہیے نووی نے کہا مقصود اس کلام سے

یہ ہی کہ بندہ عبادت مین اخلاص کرے اور دل لگا دے یعنی عبادت بہت خضوع اور خشوع سی کرے قاضی عیاض نے
کہا کہ یہ حدیث ایسی جامع ہے کہ تمام شریعت کے علوم اس سے نکل سکتے ہین **ف** پہر وہ شخص بولا تبلایے مجہکو قیامت
کب ہوگی آپ نے فرمایا اسکو جس سے پوچہتے ہو وہ خود پوچہنیوالے سی زیادہ نہین جانتا **ف** یعنی قیامت کا وقت کسی
کو معلوم نہین سوا خدا کے نووی نے کہا اس حدیث سی معلوم ہوا کہ مفتی اور عالم سے جب کوئی ایسی بات پوچہی جاوی
جسکو وہ نہین جانتا تو یون کہنا چاہیے کہ مجہکو معلوم نہین اور یہ کہنا اسکی ذلت اور نقصان کا باعث نہوگا بلکہ دلیل
ہے اسکی کمال علم اور ورع اور تقوی کی بڑے بڑے اماموں نے جیسے ابو حنیفہ اور مالک نے بہت سی مسائل مین سکوت
کیا ہے اور کہا ہی کہ ہم کو معلوم نہین **ف** وہ شخص بولا تو مجہے اسکی نشانیان تبلایے آپنے فرمایا ایک
نشانی یہ ہے کہ لونڈی اپنی بی بی کو جنے گی **ف** یہ ترجمہ ہے اِنْ تَلِدَ الْاَمَةُ رَبَّتَهَا کا جیسے اس روایت
مین ہے اور ایک روایت مین رَبَّتَهَا کے بدلے رَبَّهَا ہے تذکیر کے ساتہ تو ترجمہ یہ ہوگا کہ جنے گی لونڈی اپنے میان کو
اور ایک روایت مین بَعْلَهَا ہے یعنی جنے گی لونڈی اپنے خاوند کو اس فقرہ کے مطلب مین مختلف اقوال ہین بعضون
نے کہا مطلب یہ ہی کہ لونڈیان بہت بکثرت ہو جاوینگی اور انکی اولاد بہت پہیلیگی اور ظاہر ہی کہ لونڈی بہی شریعت
کی رو سی ایک مال ہی اور باپ کا مال اوس کے بعد بیٹے کا ہوتا ہے اور بیٹا بیٹی اپنی مان کے میان بی بی اور مالک ہونگے
بعضون نے کہا مراد یہ ہی کہ لونڈیان بادشاہون کی مائین ہونگی کیونکہ اس زمانے کے بادشاہ موافق شریعت کے
نکاح کے پابند نہ ہونگے بلکہ بہت سی نکاح ہی نہ کرینگے لونڈیان اور خصین رکہینگے پہر انہی کے لڑکے اور لڑکیان تخت
پر بیٹہکر بادشاہ بنینگی اور اپنی مان کو بہی اپنی رعیت مین شامل کرینگے بعضون نے کہا غرض یہ ہے کہ لوگون کا
حال تباہ ہوگا وہ ام ولد کو بہی بیچنا شروع کرینگے آخر بکتی بکتی کبہی وہ اپنے بیٹے ہی کے ہاتہ آنکر بکے گی اور اسکو
معلوم نہوگا کہ یہ میری مان ہے اور یہ صورت سوا ام ولد کے اور لونڈیون مین بہی ہوسکتی ہے مثلاً ایک لونڈی
کا لڑکا اسکو سوا اسکے مالک کے کسی اور سی ہو نکاح یا شبہ یا زنا سی پہر وہ لونڈی بکتی بکتی اوس لڑکے کے ہاتہ مین جا پڑے
اور وہ نہ پہچانے اور بعل کے معنی عربی مالک اور سید کے آئے ہین جیسے اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا یعنی تم پکارتے ہو مالک کو اور بعضون
نے کہا کہ بعل سے مراد خاوند ہی یعنی غضب وہ کہتے ہین لونڈیون کی خرید اور فروخت اس قدر کثرت سی ہوگی کہ کبہی ایک
شخص اپنی مان سی نکاح کر لیگا اور اسکو معلوم نہوگا بعضون نے کہا کہ مراد یہ ہی کہ لوگ ماؤن کی عزت اور حرمت چہوڑ دینگے
اور مان سی وہ سلوک کرینگے جو لونڈی سے کرتے ہین خدا اپنی پناہ مین رکہے اس زمانے مین بہی بہت لوگ ایسے
نکلے ہین جو مان باپ کا ادب نہین کرتے اور انکی اطاعت نہین کرتے بلکہ لونڈی غلامون کی طرح انکو گہر کتے ہین جہڑکتے ہین

نے کہا کہ اس حدیث سے یہ بات نہین نکلتی کہ ام ولد کی بیع ممنوع یا جائز ہی اور جن لوگون نے استدلال کیا اس امر پر اسحدیث
سے اون سے تعجب ہوتا ہی اسلیے کہ جو چیز قیامت کی نشانی ہو اوسکا حرام یا مذموم ہونا ضرور نہین کیونکہ اونچے اونچے مکان بنانا
دولت بہت کمانا پچاس پچاس عورتین رکہنا حرام نہین حالانکہ وہ بہی قیامت کی نشانیان ہین **ف** دوسری
نشانی یہ ہی کہ تو دیکہیگا ننگون کو جنکے پاؤن مین جوتا نہتا تن کو کپڑا نہتا کنگال بڑے بڑے عمارتین تہونک رہے ہین
ف یعنی دنیا کی حالت مین ایک بڑا انقلاب ہوگا کہ جو لوگ مفلس قلاج بہوکے تہے وہ امیر مالدار ہو جاوینگے اور جو
امیر مالدار تہے وہ مفلس محتاج ہو جاوینگے اگرچہ ایسے انقلاب دنیا مین بڑے بڑے جنگون سے کئی بار ہو چکے ہین پر قیامت
کے قریب ساری دنیا مین ہونگے اور ابتک جو ہوئے وہ دنیا کے ایک ایک حصے مین ہوئے جیسے دوسری روایت مین ہے
کہ قیامت کے قریب کشت وخون بہت ہوگا اور فساد عالمگیر ہو جاویگا بعضون نے کہا کہ مراد ان ننگون کنگالون سے عرب کے لوگ
ہین اور یہ ایک پیشین گوئی تہی اون کے لیے کہ اسلام کو ترقی ہوگی اور عربون کی شوکت بڑہیگی اور وہ محتاجی اور تنگی
سے نکلکر مالدار اور امیر بن جاوینگے پہر ایسا ہی ہوا کہ آپ کی وفات کی تہوڑی مدت بعد ایران اور روم اور مصر فتح
ہوئی اور عرب کے لوگ مالامال ہوگئے **ف** راوی نے کہا پہر وہ شخص چلا گیا مین بڑی دیر تک ٹہیرا رہا **ف**
یہ ترجمہ ہے فَلَبِثْتُ مَلِيًّا کا اور بعضی نسخون مین فَلَبِثَ ملیا ہے یعنی آپ بہت دیر تک چپ رہے اور ابو داؤد اور
ترمذی کی روایت مین ہے تین دن کے بعد حضرت مجہسے ملے لیکن یہ بظاہر مخالف ہی ابو ہریرہ کی روایت کی کہ وہ شخص
پیٹہہ موڑ کر چلا آپنے فرمایا اسکو بلاؤ لوگ دوڑے تو وہان کسیکو نہ پایا اوسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
یہ جبرئیل تہے اور ممکن ہے توفیق اسطور پر کہ حضرت عمر اوسوقت مجلس سے اوٹہکر چلے گئے ہون تو آپنے اور لوگون سے
اوسیوقت کہا ہو اور حضرت عمر سے تین دن کے بعد **ف** بعد اوسکے آپنے مجہہ سے فرمایا اے عمر تو جانتا ہے یہ
پوچہنے والا کون تہا مین نے کہا اللہ اور اوسکا رسول خوب جانتا ہے آپنے فرمایا وہ جبرئیل تہے تمکو سکہانے آئے تہے
دین تمہارا **ف** اس سے معلوم ہوا کہ ایمان اور اسلام اور احسان سب دین مین داخل ہی اور یہ حدیث علوم
اور معارف کی بہت سے قسمون پر مشتمل ہے بلکہ وہ اصل ہے اسلام کی جیسے ہمنے قاضی عیاض سے نقل کیا اور کچہ فائدے اسکے
اوپر مذکور ہوئے ایک فائدہ اسکا یہ بہی ہے کہ جب اہل مجلس کو کسی بات کا علم نہ ہو تو انکو معلوم کرانے کے لیے پوچہنا
درست ہی تا کہ سب واقف ہو جاوین دوسرا یہ ہی کہ عالم کو بہت نرمی کرنا چاہیے پوچہنے والے کو اچہی طرح جواب
دینا چاہیے کہ اوسکو تشفی ہو جاوے **عن** يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ قَالَ لَمَّا تَكَلَّمَ مَعْبَدٌ بِمَا تَكَلَّمَ بِهِ فِي
شَأْنِ الْقَدَرِ أَنْكَرْنَا ذَلِكَ قَالَ فَحَجَجْتُ أَنَا وَحُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحِمْيَرِيُّ حَجَّةً وَسَاقُوا الْحَدِيثَ

بمعنی حدیث کھمس واسنادہ وفیہ بعض زیادۃ ونقصان احرف ترجمہ یحیی بن یعمر سے
روایت ہے جب معبد نے تقدیر مین گفتگو کی تو ہم نے اوسکا انکار کیا پھر مین یحیی اور حمید بن عبد الرحمن حمیری نے ملکر ایک حج
کیا اور بیان کیا حدیث کو اخیر تک اوسیطرح جیسے اوپر گذری اوسی اسناد سے لیکن بعض حرفون مین کمی اور بیشی
ہے عن یحیی بن یعمر وحمید بن عبد الرحمن قالا لقینا عبد اللہ بن عمر فذکرنا القدر
وما یقولون فیہ واقتص الحدیث کنحو حدیثہم عن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ و قا
سلم وفیہ شیء من زیادۃ وقد نقص منہ شیئا ترجمہ یحیی بن یعمر وحمید بن عبد الرحمن سے روایت
ہے ہم دونون ملے عبد اللہ بن عمر سے اور ذکر کیا ہم نے تقدیر کا اور جو لوگ کہتے ہین اوسکا سب مین اور بیان کیا
حدیث کو اوسی طرح جیسے اوپر گذری مگر کچھ زیادہ کیا اور کچھ کم عن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ و
سلم بنحو حدیثہم ترجمہ حضرت عمر سے انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسری روایت بھی ایسی کتابہ
ہی ہے عن ابی ھریرۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما بارزا للناس فاتاہ
رجل فقال یا رسول اللہ ما الایمان قال ان تؤمن باللہ وملائکتہ وکتبہ ولقائہ ورسلہ وتؤمن
بالبعث الاخر فقال یا رسول اللہ ما الاسلام قال الاسلام ان تعبد اللہ ولا تشرک بہ شیئا قال
وتقیم الصلوۃ المکتوبۃ وتؤدی الزکاۃ المفروضۃ وتصوم رمضان قال یا رسول اللہ ما
الاحسان قال ان تعبد اللہ کانک تراہ فانک ان لا تراہ فانہ یراک قال یا رسول اللہ
متی الساعۃ قال ما المسئول عنہا باعلم من السائل ولکن ساحدثک عن اشراطہا اذا ولدت
الامۃ ربہا فذاک من اشراطہا واذا کانت العراۃ الحفاۃ رؤس الناس فذاک من اشراطہا
واذا تطاول رعاء البہم فی البنیان فذاک من اشراطہا فی خمس لا یعلمہن الا اللہ عز و
جل ثم تلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث ویعلم ما فی
الارحام وما تدری نفس ماذا تکسب غدا وما تدری نفس بای
ارض تموت ان اللہ علیم خبیر قال ثم ادبر الرجل فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ردوا
علی الرجل فاخذوا لیردوہ فلم یروا شیئا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھذا جبریل جاء
لیعلم الناس دینہم ترجمہ ابو ہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن لوگون مین برآمد
تھے اتنی مین ایک شخص آیا اور بولا یا رسول اللہ ایمان کسے کہتے ہین آپ نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو یقین کرے دل سے

باب بیان ما ہو الایمان وبیان خصالہ

اللہ پر اور اس کے فرشتون پر اور اسکی کتابون پر اور اس سے ملنے پر اور اسکے پیغمبرون پر اور یقین کرے پچھلے جی اوٹھنے
پر ف خدا سے ملنا تو مرنے کے ساتھ ہی ہو جاتا ہے اور پچھلے جی اوٹھنے سے مراد قیامت کا اوٹھنا ہے اور بعضون
نے کہا خدا سے ملنا حساب کتاب کے بعد ہوگا لیکن اس ملنے سے خدا کا دیدار مراد نہین ہے کیونکہ وہ خاص خاص لوگون کو
ہوگا (نووی) ف پھر وہ شخص بولا یا رسول اللہ اسلام کیا ہے آپنے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو اللہ جل جلالہ کو پوجے اور اس
کے ساتھ کسی کو شریک نکرے ف یعنی خدا کے برابر کسیکو نہ سمجھے نہ قدرت مین نہ علم مین نہ تصرف مین نہ عبادت
مین نہ دعا مین بلکہ پوجے تو خدا ہی کو پوجے مانگے تو خدا سے مانگے سوا خدا کے سب کو عاجز بندہ خیال کرے اگرچہ
بعضے بندون اور غلامون کا پروردگار نے بہت درجہ بلند کیا ہے اور انکو بہت کچھ سرافراز فرمایا ہے پر خدا کے سامنے
وہ بندے اور غلام ہی ہین البتہ بندون مین انکو امتیاز ہے ف اور قائم کرے تو فرض نماز کو اور دیوے تو زکوۃ کو
جسقدر فرض ہے اور روزے رکھے رمضان کے ف یہ سب چیزین عبادت مین داخل ہین مگر چونکہ یہ چیزین عبادت
مین اعلی درجے کی تہین اسلیے انکو علحدہ بیان کیا اور بعضون نے کہا کہ عبادت سے مراد معرفت الہی ہے اور اقرار ہے
اسکی وحدانیت کا۔ نماز مین قید۔ لگائی فرض کی اس لیے کہ مسلمان ہونے کے لیے صرف فرض کا ادا کرنا کافی ہے سنن
اور مستحبات کا ادا کرنا لازم نہین اسیطرح نفل صدقات کا دینا لازم نہین اور قائم کرنے سی نماز کے یہ مراد ہے کہ ہمیشہ
پابندی کے ساتھ اسکو پڑہے یا سب شرائط اور ارکان کے ساتھ پورا کرے ف پھر وہ شخص بولا یا رسول اللہ
احسان کسے کہتے ہین آپ نے فرمایا تو عبادت کرے اللہ کی جیسے تو اس کو دیکھ رہا ہے اگر تو اسکو نہین دیکھتا (یعنی اتنا
استغراق نہو اور یہ درجہ نہو سکے) تو اتنا تو ہو کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے پھر وہ شخص بولا یا رسول اللہ قیامت کب ہوگی آپنے
فرمایا جس سے پوچھتے ہو قیامت کو وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہین جانتا لیکن مین اوسکی نشانیان تجھ سے بیان کرتا
ہون جب لونڈی اپنے مالک کو جنے تو یہ قیامت کی نشانی ہے اور جب ننگے بدن ننگے پاؤن پھرنے والے لوگ سردار بنین
تو یہ قیامت کی نشانی ہے ف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین عرب اور ہند اور روم اور مصر اور ایران
مین اسیطرح کی تہذیب اور شایستگی تہی اور یورپ یعنی فرنگستان کے لوگ بالکل وحشی جاہل گنوار جانورون کیطرح تہے
خصوصًا انگلنڈ کے لوگ اور روس کے لوگ تو انسانیت سے بہت تہوڑا حصہ رکہتے تہے اور جانورون کیطرح جہاڑون اور
پہاڑون مین رہتے تہے اون مین بادشاہت یا ملکداری کا سلیقہ بالکل نہ تہا اب ہمارے زمانے مین چند روز سے انہی وحشی
لوگون نے وہ ترقی کی ہے کہ تمام دنیا کے حاکم اور سردار بن بیٹھے ہین پس شاید یہ بہی قیامت کی نشانی ہو اور یہی مراد
ہو حدیث سے ف اور جب بکریان یا بہیڑین چرانے والے بڑی بڑی حویلیان بنادین تو یہ بہی قیامت کی نشانی

ہے قیامت اون پانچ چیزون مین سے ہی جنکو کوئی نہین جانتا سوا خدا کے پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑہی
اللہ ہی جانتا ہے قیامت کو اور اوتارتا ہے پانی کو اور جانتا ہے جو کچہہ مان کے رحم مین ہے یعنی نر یا مادہ) اور کوئی
نہین جانتا کہ وہ کل کیا کریگا اور کوئی نہین جانتا کہ وہ کس ملک مین مرے گا اللہ ہی جاننے والا اور خبردار ہے
راوی نے کہا پہر وہ شخص پیٹہہ موڑ کر چلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اوسکو پہیر لے آؤ لوگ چلے اوس
کے لینے کو لیکن وہان کچہہ نہ پایا (یعنے اس شخص کا نشان بہی نہ ملا) تب آپ نے فرمایا یہ جبرئیل تہے تمکو دین کی باتین
سکہلانے آئے تہے عَنْ اَبِیْ حَیَّانَ التَّیْمِیِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ غَیْرَ اَنَّ فِیْ رِوَایَتِهٖ اِذَا وَلَدَتِ
الْاَمَةُ بَعْلَهَا یَعْنِی السَّرَارِیَّ ترجمہ دوسری روایت مین بہی ایسا ہی ہے مگر اتنا فرق ہے کہ جب لونڈی
جنے اپنے خاوند کو (یعنے ربہا کے بدلے بعلہا منقول ہے اور تفسیر اوسکی اوپر گذری) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَلُوْنِیْ فَهَابُوْهُ اَنْ یَّسْاَلُوْهُ فَجَاءَ رَجُلٌ فَجَلَسَ عِنْدَ رُكْبَتَیْهِ
فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْاِسْلَامُ قَالَ لَا تُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَیْئًا وَتُقِیْمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِی الزَّكٰوةَ وَتَصُوْمُ
رَمَضَانَ قَالَ صَدَقْتَ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْاِیْمَانُ قَالَ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ
وَلِقَائِهٖ وَرُسُلِهٖ وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ كُلِّهٖ قَالَ صَدَقْتَ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْاِحْسَانُ
قَالَ اَنْ تَخْشَی اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنَّكَ اِنْ لَّا تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ یَرَاكَ قَالَ صَدَقْتَ قَالَ یَا رَسُوْلَ
اللّٰهِ مَتٰی تَقُوْمُ السَّاعَةُ قَالَ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ وَسَاُحَدِّثُكَ عَنْ اَشْرَاطِهَا اِذَا
رَاَیْتَ الْمَرْاَةَ تَلِدُ رَبَّهَا فَذَاكَ مِنْ اَشْرَاطِهَا وَاِذَا رَاَیْتَ الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الصُّمَّ الْبُكْمَ مُلُوْكَ
الْاَرْضِ فَذَاكَ مِنْ اَشْرَاطِهَا وَاِذَا رَاَیْتَ رِعَاءَ الْبَهْمِ یَتَطَاوَلُوْنَ فِی الْبُنْیَانِ فَذَاكَ مِنْ اَشْرَاطِهَا
فِیْ خَمْسٍ مِّنَ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ قَرَاَ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ
وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَّمَا تَدْرِیْ نَفْسٌۢ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ
اِلٰی اٰخِرِ السُّوْرَةِ قَالَ ثُمَّ قَامَ الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رُدُّوْهُ عَلَیَّ فَالْتُمِسَ فَلَمْ
یَجِدُوْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا جِبْرِیْلُ اَرَادَ اَنْ تَعَلَّمُوْا اِذْ لَمْ تَسْاَلُوْا ترجمہ
ابو ہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پوچہو مجہسے (دین کی باتین جو ضروری ہین البتہ
بے ضرورت پوچہنا منع ہے) لوگون نے خوف کیا پوچہنے مین (یعنے اُن پر رعب آپکا چہا گیا) تو ایک شخص آیا اور
آپکی گہٹنون کے پاس بیٹہا اور بولا یا رسول اللہ اسلام کیا ہے آپ نے فرمایا اللہ کے ساتہہ کسی کو شریک نکرے

قال کتابہ
الامة
علیہ السلام اذا

اور نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دیوے اور رمضان کے روزے رکہے وہ بولا سچ کہا آپنے پہر اوسنے کہا یا رسول اللہ ایمان کیا ہی آپنے فرمایا یقین کرے تو اللہ پر اور اوس کی کتابوں پر اور اوس سے ملنے پر اور اوسکے پیغمبرون پر اور یقین کرے تون جی اوٹھنی پر مرنے کے بعد اور یقین کرے تو پوری تقدیر پر وہ بولا سچ کہا آپنے پہر بولا یا رسول اللہ احسان کیا ہے آپنے فرمایا اللہ سی ڈرے جیسے تو اوسکو دیکھ رہا ہے اگر تو اوسکو نہین دیکھتا تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے وہ بولا سچ کہا آپنے پہر بولا یا رسول اللہ قیامت کب ہوگی آپنے فرمایا جس سے پوچھتا ہے وہ پوچھنے والے سی زیادہ نہین جانتا البتہ مین تجھ سی اوس کی نشانیان بیان کرتا ہون جب تو لونڈی کو دیکھے (یا عورت کو) وہ اپنی مالک اور میان کو جنے تو یہ قیامت کی نشانی ہے اور جب تو دیکھے ننگے پاؤن ننگے بدن بہرون گونگون (یعنی احمق اور نادانون) کو وہ بادشاہ ہین ملک کے تو یہ قیامت کی نشانی ہے اور جب تو دیکھے بکریان چرانے والون کو بڑی بڑی عمارتین بنا رہی ہین تو یہ قیامت کی نشانی قیامت غیب کی پانچ باتون مین سے ہی جنکا علم کسی کو نہین سوا خدا کے پہر آپ نے یہ آیت پڑہی اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ اخیر تک یعنی اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم اور برساتا ہی پانی اور جانتا ہے جو مان کے پیٹ مین ہے اور کوئی نہین جانتا کل کیا کرے گا اور کوئی نہین جانتا کس ملک مین مرے گا پہر وہ شخص کہڑا ہوا (اور چلا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اوسکو بلاؤ پہر پایا لوگون نے ڈہونڈہا تو کہین نہ پایا اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ جبرئیل علیہ السلام تہے انہون نے چاہا تمکو علم ہو جاوے جب تم نے نہ پوچھا (یعنی تم نے سوال نہ کیا رعب مین آگئے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام آدمی کے بہیس مین بنکر آئے اور ضروری باتین پوچھکر گئے تا کہ تمکو علم حاصل ہو جاوی

بَابُ بَیَانِ الصَّلٰوةِ الَّتِیْ هِیَ اَحَدُ اَرْکَانِ الْاِسْلَامِ بیان نمازون کا جو ایک رکن ہے اسلام کا

عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰهِ یَقُوْلُ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَهْلِ نَجْدٍ ثَائِرُ الرَّاْسِ یُسْمَعُ دَوِیُّ صَوْتِهٖ وَلَا یُفْقَهُ مَا یَقُوْلُ حَتّٰی دَنٰی مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا هُوَ یَسْاَلُ عَنِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِی الْیَوْمِ وَاللَّیْلَةِ فَقَالَ هَلْ عَلَیَّ غَیْرُهُنَّ فَقَالَ لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ وَصِیَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ فَقَالَ هَلْ عَلَیَّ غَیْرُهٗ فَقَالَ لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ وَذَکَرَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الزَّکٰوةَ فَقَالَ هَلْ عَلَیَّ غَیْرُهَا قَالَ لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ قَالَ فَاَدْبَرَ الرَّجُلُ وَهُوَ یَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَا اَزِیْدُ عَلٰی هٰذَا وَلَا اَنْقُصُ مِنْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَفْلَحَ اِنْ صَدَقَ

ترجمہ طلحہ بن عبید اللہ سے روایت ہے ایک شخص آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس نجد والون مین سے (نجد ایک

ایک ہی عرب میں سے جسکے بال پریشان تھے اور اسکی آواز کی گنگناہٹ سنی جاتی تھی لیکن سمجھ میں نہ آتا کیا کہتا ہے یہانتک کہ نزدیک آیا وہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تب معلوم ہوا کہ وہ پوچھتا ہے اسلام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ نمازیں ہیں رات اور دن میں وہ بولا اگر
سوا اور کوئی نماز ہے مجھ پر آپ نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ تو نفل پڑھنا چاہے ف یعنی سوا ان پانچ نمازوں کے اور کوئی نماز فرض نہیں ہے بلکہ
سنت ہے یا مستحب وتر کی نماز اور عید کی نماز اور گہن کی نماز یہ سب سنت ہیں اور جو کوئی انکو واجب کہتا ہے اوس پر یہ حدیث حجت ہے وہ
کہتا ہے کہ شاید اسوقت تک وتر اور عید کی نماز واجب نہوئی ہوگی مگر یہ صرف احتمال ہے ف اور روزے ہیں رمضان کے وہ بولا سوا رمضان کے روزون
کے اور کوئی روزہ مجھ پر ہے آپ نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ تو نفل روزہ رکھنا چاہے ف اور قضا کا روزہ رمضان کا روزہ ہے اور ظہار وغیرہ کی کفارون
میں روزہ متعین نہیں اور چیزون سے بھی کفارہ ادا ہو سکتا ہے ف پھر آپ نے اوس سے زکوٰۃ کو بیان کیا وہ بولا سوا اسکے اور کوئی
زکوٰۃ ہے مجھ پر آپ نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ تو نفل ثواب کے لیے صدقہ دینا چاہے ف تو صدقہ فطر واجب نہوا اور جو واجب کہتے ہیں وہ خیال کرتے ہیں کہ [illegible]
واجب نہوا ہوگا ف راوی نے کہا پھر وہ شخص پیٹھ موڑ کر چلا اور کہتا جاتا تھا قسم خدا کی میں نہ ان سے زیادہ کرونگا
نہ ان میں کمی کرونگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مراد پائی اس نے اگر سچا ہے ف یعنی اگر بجا
لایا ان سب باتوں کو اور کمی نکی اون میں جیسے زبان سے کہتا ہے تو آخرت میں نجات پاویگا اپنی مراد کو پہونچیگا اور
جو زیادہ کیا ان سے تو اور بہتر ہے اسکے لیے اس مقام پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ دین کے ارکان اور اعمال اور بھی ہیں
پھر اوس شخص نے یہ کیونکر کہا میں ان سے زیادہ نکرونگا جواب اسکا یہ ہے کہ بخاری کی روایت میں ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو شریعت کی باتیں بتلا دیں اور وہ کہتا جاتا تھا قسم خدا کی جسقدر اللہ نے مجھ پر فرض
کیا ہے میں اوس میں کمی بیشی نہ کرونگا تو فرض میں اور دین کی باتون میں سب ضروری ارکان اور اعمال آگئے اور
نوافل اور سنن کا ادا کرنا نجات کے لیے ضرور نہیں گو ہمیشہ کے لیے سنتون کا ترک کرنا برا ہے اور ایسے شخص
کی گواہی مقبول نہوگی پر وہ گنہگار نہیں ہو سکتا اور نجات ضرور پاویگا۔ اور اس حدیث میں حج کا ذکر نہیں اور
بعضی روایتون میں روزے کا ذکر نہیں ہے۔ قاضی عیاض نے کہا کہ یہ راویون کا قصور ہے جیسا کسی کو یاد رہا ویسا
اوس نے بیان کیا اور چونکہ زیادتی ثقہ کی مقبول ہے تو ساری اعمال اور ارکان جو سب روایتون کے دیکھنے سے معلوم
ہوتی ہیں ضرور ٹھہرے بعضی روایتون میں ناتا ملانا یعنی عزیز داروں سے سلوک اور محبت کرنا اور مال غنیمت میں سے
پانچواں حصہ ادا کرنا بھی اسلام کے ارکان میں سے بیان کیا ہے اور احتمال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے موقع
اور محل دیکھ کر جو ارکان جس قوم کے لیے زیادہ ضروری ہوں وہی بیان کیے ہوں اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اور ارکان
کو جنکی فرضیت اونکو معلوم ہو جاوے خواہ پیشتر سے معلوم تھی بجا نہ لاویں واللہ اعلم عن طلحۃ بن عبید اللہ

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ نَحْوَ حَدِيْثِ مَالِكٍ غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْلَحَ وَاَبِيْهِ اِنْ صَدَقَ اَوْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَاَبِيْهِ اِنْ صَدَقَ **ترجمہ** طلحہ بن عبید اللہ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے جیسے اوپر گذری اتنا فرق ہے کہ جب اوس شخص نے کہا قسم خدا کی میں ما سبن نہ کمی کرونگا نہ بیشی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نجات پائی اس نے قسم اس کے باپ کی اگر سچا ہے یا جنت میں جاویگا قسم اس کے باپ کی اگر سچا ہے **ف** اس حدیث میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی اُس کے باپ کی حالانکہ دوسری حدیث میں ہے جو شخص قسم کھانا چاہے تو اللہ کی قسم کھاوے اور ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالی منع کرتا ہے تم کو باپ دادون کی قسم کھانے سے جواب اسکا یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا بطریق عادت اور تکیہ کلام کے تہا کیونکہ عرب لوگ باتون میں اس قسم کی قسم کھاکرتے ہیں نہ بطور حلف کے جسمین تعظیم کسی کے نام کی مقصود ہوتی ہے اور مشابہ کرنا اسکا اللہ جل جلالہ کے ساتھ یہی جواب صحیح ہے اور بعضون نے کہا کہ یہہ اوس وقت ہوگا جب خدا کے سوا اور کسی کی قسم کھانا منع نتہا اور صحیح یہ ہے کہ قسم کھانا اسکے سوا اور کسی کی اس لیے منع ہوئی ہے کہ خدا کے ساتھ کسی اور کو برابر نہ کیا جاوے یعنی جیسے خدا کے نام کی عظمت اور بڑائی دل میں ہے ویسی کسی اور کی نہو نہ کسی اور کے نام کی قسم کو پورا کرنا ایسا لازم اور ضروری سمجہا جاوے جیسے خدا کے نام کی قسم کو پھر اگر کسی اور کو ایسا بڑا اور بزرگ سمجہکر جیسے خدا کو سمجہتا ہے اوسکی قسم کہاوے تو وہ شخص مشرک ہوجاویگا اور جو ایسا نہ سمجہے صرف بطور تکیہ کلام یا عادت کے بطور لغو کسی کی قسم کہاوے تو وہ مشرک نہیں ہے مگر چونکہ مشابہ ہے مشرکون کے افعال کے اسلیے اس سے بھی پرہیز کرنا بہتر ہے اور یہی مقصد ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو آپ نے فرمایا جو شخص قسم کہاوے کسی اور کی سوا خدا کے اوس نے شرک کیا **باب** السُّؤَالِ عَنْ اَرْكَانِ الْاِسْلَامِ اسلام کے ارکان کو پوچہنے کا بیان **عن** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ نُهِيْنَا اَنْ نَسْاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ فَكَانَ يُعْجِبُنَا اَنْ يَجِيْءَ الرَّجُلُ مِنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ الْعَاقِلُ فَيَسْاَلَهُ وَنَحْنُ نَسْمَعُ فَجَاءَ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اَتَانَا رَسُوْلُكَ فَزَعَمَ لَنَا اَنَّكَ تَزْعُمُ اَنَّ اللّٰهَ اَرْسَلَكَ قَالَ صَدَقَ قَالَ فَمَنْ خَلَقَ السَّمَاءَ قَالَ اللّٰهُ قَالَ فَمَنْ خَلَقَ الْاَرْضَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى قَالَ فَمَنْ نَصَبَ هٰذِهِ الْجِبَالَ آللّٰهُ اَرْسَلَكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَزَعَمَ رَسُوْلُكَ اَنَّ عَلَيْنَا خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِيْ يَوْمِنَا وَلَيْلَتِنَا قَالَ صَدَقَ قَالَ فَبِالَّذِيْ اَرْسَلَكَ آللّٰهُ اَمَرَكَ بِهٰذَا قَالَ نَعَمْ قَالَ وَزَعَمَ رَسُوْلُكَ اَنَّ عَلَيْنَا زَكٰوةً فِيْ اَمْوَالِنَا قَالَ صَدَقَ قَالَ

وجعل فيها ما جعل قال الله قال فبالذي خلق السماء وخلق الارض ونصب هذه الجبال ٢

فبالذی ارسلک اللہ امرک بہذا قال نعم قال وزعم رسولک ان علینا صوم شہر رمضان فی سنتنا قال صدق قال فبالذی ارسلک اللہ امرک بہذا قال نعم قال وزعم رسولک ان علینا حج البیت من استطاع الیہ سبیلا قال صدق قال ثم ولی قال والذی بعثک بالحق لا ازید علیہن ولا انقص منہن فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لئن صدق لیدخلن الجنۃ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہی ہمکو ممانعت ہوئی تہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی کچہ پوچہنی کی **ف** اللہ جل جلالہ نے فرمایا یا ایہا الذین آمنوا لا تسئلوا عن اشیاء ان تبد لکم تسؤکم اخیر تک یعنی اے ایمان والو مت پوچہو بہت چیزین اگر تم پر کہلین تو تمکو بری لگین اور اگر پوچہوگے جس وقت قرآن اترتا ہی تو کہولی جاوینگی اللہ نے اون سے درگذر کی ہے اور اللہ بخشتا ہی تحمل والا ایسی باتین پوچہہ چکی ہین کچہ لوگ تم سے پہلی پہر پوچہکر ہو رہے اون سے منکر گئے ہین یعنی آپ سے نہ پوچہو کہ یہ چیز روا ہے یا نہین بس یہ کام کرین یا نہ کرین بلکہ جو فرمایا اوس پر عمل کرو جو نہ فرمایا اوسکو معاف جانو تا دین آسان رہی اور جو ہر بات کا جواب آوے تو دین تنگ ہو جاویگا پہر عمل نکر سکوگے جیسی اگلی لوگ نہ کر سکے پہر کفر کی رسمین تہاین کہ پوچہنی کی حاجت نہین جو اللہ نے نہ فرمایا وہ بے اصل ہے اور اسیطرح بیفایدہ باتین پوچہنے کسی نے پوچہا میرا باپ کون تہا یا میری عورت گہر مین کس طرح ہے اگر پیغمبر ہر بات کا جواب دیوی تو شاید برا جواب آوے اور پشیمانی حاصل ہو (موضح القرآن) تفسیر فتح البیان فی مقاصد القرآن مین امام عالیجاہ مولانا سید محمد صدیق حسن خان بہادر لکہتی ہین کہ اللہ تعالی نے کثرت سوال سی منع کیا اسلیے کہ کبہی بے حاجت سوال کرنے سے ایک امر جو واجب نہ تہا واجب ہو جاتا ہے اور بخاری اور مسلم نے انس سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑہا ایسا کہ کبہی کسی نے ویسا خطبہ نہ سنا تہا ایک شخص بولا میرا باپ کون تہا اوس وقت یہ آیت اوتری بخاری نے ابن عباس سے بہی ایسا ہی روایت کیا ہے ایک روایت مین ہے کہ وہ پوچہنیوالا عبد اللہ بن حذافہ تہا اوسنے پوچہا میرا باپ کون ہے آپ نے فرمایا تیرا باپ حذافہ ہی ابن جریر نے ابو ہریرہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑہا اور فرمایا کہ اللہ نے تمپر فرض کیا ہے حج کو ایک شخص کہڑا ہوا اور بولا کیا ہر سال یا رسول اللہ آپ چپ رہے اوسنے تین بار یہی پوچہا جب آپ نے فرمایا اگر مین ہان کہتا تو حج ہر سال فرض ہو جاتا پہر تم اوسکو ادا نکر سکتے جو بات مین بیان نکروں تم بہی اوسکو چہوڑ دو یعنی نہ پوچہو اسلیے کہ تم سے پہلی جو لوگ تہے وہ تباہ ہوئے اپنی بہت پوچہنی کی وجہ سے اور اختلاف کرنے سے اپنے پیغمبرون پر جب مین تمکو کسی بات سے منع

کرون تو اوس سے بچو اور جب کسی بات کا حکم کرون تو اوسکو بجا لاؤ جہانتک تم سے ہو سکے اور یہ آیت اسی باب مین اتری بخاری اور مسلم نے سعد بن ابی وقاص سے روایت کیا کہ لوگ ایک چیز کو پوچھتے جو حلال ہوتی پھر پوچھتے پھر پوچھتے یہانتک کہ وہ شی حرام ہو جاتی جب حرام ہو جاتی تو اوسکو کرنے لگتے ابن منذر نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بڑا گناہ اوس مسلمان پر ہے جس نے پوچھا ایک شی کو اور وہ حرام نہ تھی پھر اوسکے پوچھنے سے حرام ہوئی اور ابن جریر اور ابن منذر اور حاکم نے ابو ثعلبہ خشنی سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے حدین باندہ دین ہین پھر اوسکے آگے مت بڑہو اور فرض بتلا دیے ہین اونکو ادا کرو اور حرام کر دیا ہے جن چیزون کو انکو مت کرو اور جن باتونکو نہین بیان کیا اونکو بہولا نہین بلکہ رحمت ہے اوسکی تمہارے اوپر تو چپ ہو رہو اور انکی بحث مت کرو انتہی ۔ اگرچہ یہ ممانعت بیفائدہ سوال کرنیسے اور بیکار چیزون کے پوچھنے سے تہی اور یہ مطلب حضرت کا نہ تہا کہ لوگ ایمان کی باتین یا ضروری کام دین کے نہ پوچھین کیونکہ ان باتون کے بتلانے کے لیے تو خود حضرت بہیجے گئے تہے پر صحابہ ڈر کر بعضے وقت پوچھنے کی بات کو بہی نہ پوچھتے اور منتظر رہتے کہ کوئی نیا ناواقف شخص آوے اور وہ پوچھے ہم بہی سن لین اور سمجھ لین ف تو ہم کو اچھا معلوم ہوتا کہ کوئی شخص جنگل کے رہنے والون مین سے آوے مگر سمجھدار ہو آپ سے کچھ پوچھے ہم سنین تو ایک شخص آیا جنگل کے رہنے والون مین سے اور کہنے لگا اے محمد تمہارا ایلچی ہمارے پاس آیا اور کہنے لگا تم کہتے ہو کہ اللہ نے تمکو بہیجا ہے آپنے فرمایا سچ کہا اوس ایلچی نے وہ شخص بولا تو آسمان کس نے پیدا کیا آپ نے فرمایا اللہ نے پھر اوس نے کہا زمین کس نے پیدا کی آپ نے فرمایا اللہ نے پھر اوس نے کہا پہاڑون کو کس نے کہڑا کیا اور انمین جو چیزین ہین وہ کس نے پیدا کین آپنے فرمایا اللہ نے تب اوس شخص نے کہا قسم ہے اوس کی جس نے آسمان پیدا کیا اور زمین بنائی اور پہاڑ کہڑے کہڑا کیا اللہ نے سچ مچ آپ کو بہیجا ہے آپنے فرمایا ہان ف پہلے اس شخص نے خدا کو دریافت کیا پھر رسالت کی تصدیق کی بعد اوس کے اعمال کو دریافت کیا یہ ترتیب نہایت عمدہ ہے اور یہ ایک کافی قرینہ ہے اس بات کا کہ پوچھنے والا اگرچہ جنگلی تہا پر عاقل اور سمجھدار تہا ابن الصلاح نے کہا کہ اس حدیث مین دلیل ہے اون لوگون کے لیے جو مقلدین عوام کا ایمان درست جانتے ہین اسلیے کہ عوام کو بہی یقین حاصل ہوتا ہے اور شک و تزلزل نہین ہوتا برخلاف معتزلہ کے کہ وہ مقلد کے ایمان کو صحیح نہین سمجھتے اور یہ حدیث حجت ہے اون پر کیونکہ آپنے اس شخص کے ایمان کو جائز رکھا اور یہ نہین کہا کہ تجھکو ان باتون پر یقین کرنے کے لیے دلیل اور معجزے کا دیکھنا ضرور ہے معتزلہ یہ کہتے ہین کہ گو مقلد کا اعتقاد مضبوط ہوتا ہے پر اوسکی مضبوطی پر بہروسا نہین ہو سکتا اسلیے کہ اوس نے بغیر

ضمام بن ثعلبہ ۱۲

دلیل کے ایک آدمی کی بات کو مان لیا ہی پھر اگر کوئی دوسرا اوسمین شک ڈالدے تو اوسکا اعتقاد ہٹ سکتا ہی اُسکا جواب یہ ہی کہ جبتک اُسکو
شک پیدا نہوا اس وقت تک تو اُسکا ایمان صحیح ہی کیونکہ وہ برابر ہی محقق کے ایمان کے جسنے دلائل مین غور کرکے حاصل کیا ہو اب مقلب
القلوب خدای عز وجل ہی وہ چاہی تو ایمان پر ثابت رکھی چاہی تو لغزش دیدی بڑے بڑے محقق وسوسون مین پڑکر گمراہ ہوگئے ہین اور مقلد
کامیاب ہوگئے ہین اگرچہ اسمین کچھ شک نہین کہ اعلی درجہ تحقیق کا ہی اور جہانتک تحقیق ممکن ہو تقلید کی راہ چلنا بہتر نہین ہی تقلید مین کچھ
حلاوت اور ذائقہ ہی پر اسکو وہی سمجھتے ہین جو محقق ہین ف پھر وہ شخص بولا آپکے ایلچی نے ہم سے کہا کہ ہمپر پانچ نمازین ہین ہر
دن اور رات مین آپنے فرمایا اوسنے سچ کہا وہ شخص بولا قسم اُسکی جسنے آپکو بھیجا کیا اللہ نے اُن نمازون کا آپکو حکم کیا ہی آپنے فرمایا ہان
پھر وہ شخص بولا آپکے ایلچی نے کہا کہ ہمپر زکوۃ ہے ہمارے مالون کی آپنے فرمایا اوسنے سچ کہا وہ شخص بولا قسم اوس کی جسنے آپ
کو بھیجا کیا اللہ نے آپکو زکوۃ کا حکم کیا ہے آپنے فرمایا ہان پھر وہ شخص بولا آپ کی ایلچی نے کہا کہ ہم پر رمضان کے روزے ہین ہر
سال آپنے فرمایا اوسنے سچ کہا وہ شخص بولا قسم اُسکی جسنے آپکو بھیجا کیا اللہ نے آپکو ان روزون کا حکم کیا ہی آپنے فرمایا ہان پھر وہ شخص بولا آپکے ایلچی نے کہا کہ ہمپر حج ہی بیت اللہ کا
جو کوئی راہ چلنے کی طاقت رکھی (یعنی خرچ راہ اور سواری ہو اور رستہ مین امن ہو) آپنے فرمایا سچ کہا اوسنے یہ سنکر
وہ شخص پیٹھ موڑکر چلا اور کہنے لگا قسم اوسکی جسنے آپکو سچا پیغمبر کرکے بھیجا مین ان باتون سے زیادہ کرونگا نہ کم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر سچا ہے یہ تو جنت مین جاوے گا ف امام نووی نے کہا اس حدیث سے یہ
بات نکلتی ہے کہ ایک شخص کی خبر معتبر ہے اور اُسپر عمل کرنا چاہیے جب تو آپ نے دین کی باتین بتلانے کے لیے ایک ایلچی
روانہ کیا اور یہ شخص جو آیا تھا اُسکا نام ضمام بن ثعلبہ تھا قاضی عیاض نے کہا ظاہر یہ ہی کہ یہ شخص مسلمان ہو کر آیا تھا مگر اسلام
کی باتون کو اچھی طرح تحقیق کرنے کے لیے حضرت سے خود پوچھ لیا حاکم ابو عبد اللہ نے کتاب المعرفۃ مین کہا کہ یہ حدیث دلیل ہے
اس بات کی کہ علو اسناد طلب کرنا جائز ہی کیونکہ اس شخص نے پہلے تمام باتین دین کے ایلچی کے واسطے سے سُنی تھین
پھر بے واسطہ لکے خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سننے کو آیا عَنْ اَنَسٍ كُنَّا نُهِينَا فِي الْقُرْاٰنِ اَنْ نَسْاَلَ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِمِثْلِهِ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے ہمکو
قرآن مین منع ہوا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات پوچھین پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح باب بَيَانِ الْاِيْمَانِ الَّذِيْ
يُدْخَلُ بِهِ الْجَنَّةَ وَاَنَّ مَنْ تَمَسَّكَ بِمَا اُمِرَ بِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ باب بیان مین اوس ایمان کے جس سے آدمی جنت مین جاویگا اور بیان
اس بات کا جو کوئی حکم بجالاوے وہ جنت مین جاویگا عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ اَنَّ اَعْرَابِيًّا عَرَضَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ
فِيْ سَفَرٍ فَاَخَذَ بِخِطَامِ نَاقَتِهِ اَوْ بِزِمَامِهَا ثُمَّ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوْ يَا مُحَمَّدُ اَخْبِرْنِيْ بِمَا يُقَرِّبُنِيْ مِنَ الْجَنَّةِ وَمَا يُبَاعِدُنِيْ مِنَ النَّارِ
قَالَ فَكَفَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَظَرَ فِيْ اَصْحَابِهِ ثُمَّ قَالَ لَقَدْ وُفِّقَ اَوْ لَقَدْ هُدِيَ قَالَ
كَيْفَ قُلْتَ قَالَ فَاَعَادَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْبُدُ اللّٰهَ لَا تُشْرِكُ

بِهٖ شَيْئًا وَتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ دَعِ النَّاقَةَ ترجمہ ابوایوب (خالد
بن زید) انصاری سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر مین جا رہے تھے اتنے مین ایک جنگلی شخص آیا
اور آپ کی اونٹنی کی رسی یا نکیل پکڑ لے آڑے آنکر اور کہا یا رسول اللہ یا یون کہا یا محمد مجھے بتلاؤ وہ چیز جو نزدیک
کرے مجھکو جنت سے اور دور کرے جہنم سے یہ سنکر آپ رک گئے اور دیکھا آپنے اصحاب کیطرف پھر فرمایا اسکو توفیق
دی گئی یا ہدایت کی گئی (یعنے خدا نے اسکی مدد کی اور اسبات کے پوچھنے کی اوسکو طاقت دی توفیق کہتے
ہین نیک بات کی قدرت دینے کو اور خذلان بُری بات کی قدرت دینے کو) آپ نے فرمایا (اوس جنگلی سے) تو
نے کیا کہا اوسنے پھر وہی کہا (یعنے مجھکو وہ بات بتلایئے جو جنت سے نزدیک کرے اور جہنم سے دور) تب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کو پوج اور اوسکے ساتھ کسی کو شریک نکر اور ادا کر نماز کو اور دے زکوۃ اور ناتے
کو ملا دے (یعنے عزیزون رشتہ دارون کے ساتھ سلوک کر اگر وہ برائی کرین یا ملاقات ترک کرین تو تو نیکی کر
اور ان سے ملتا رہ) چھوڑ دے اونٹنی کو (کیونکہ اب تیرا کام ہو گیا **ف** اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی
ہے کہ اگر چلتے چلتے بھی کوئی شخص دین کی بات پوچھے تو ٹھہرنا چاہیے اور اسکو بتلانا چاہیے اور دین کی بات
بتلانے مین علم ہوتے ساتے سستی کرنا بری بات ہے حدیث مین آیا ہے کہ جو کوئی چپ ہو رہے حق بات سے وہ گونگا
شیطان ہے **عَنْ** اَبِیْ اَیُّوْبَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ هٰذَا الْحَدِيْثِ ترجمہ
ابوایوب سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے **عَنْ** اَبِیْ اَیُّوْبَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دُلَّنِیْ عَلٰى عَمَلٍ اَعْمَلُهٗ يُدْنِيْنِیْ مِنَ الْجَنَّةِ وَيُبَاعِدُنِیْ مِنَ النَّارِ قَالَ
تَعْبُدُ اللّٰهَ لَا تُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا وَتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَتَصِلُ ذَا رَحِمِكَ فَلَمَّا اَدْبَرَ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ تَمَسَّكَ بِمَا اُمِرَ بِهٖ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَفِیْ رِوَايَةِ ابْنِ
اَبِیْ شَيْبَةَ اِنْ تَمَسَّكَ بِهٖ ترجمہ ابوایوب سے روایت ہے ایک شخص آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس
اور کہنے لگا مجھکو بتلایئے کوئی ایسا کام جسکو مین کرون وہ نزدیک کر دے مجھکو جنت سے اور دور کر دیوے جہنم سے
آپنے فرمایا وہ کام یہ ہے کہ تو پوجے اللہ کو اور شریک نکرے اسکا کسی کو اور قائم کرے نماز کو اور دیوے زکوۃ
کو اور ملا وے ناتے کو جب وہ پیٹھ پھیر کر چلا آپنے فرمایا اگر یہ چلیگا اون باتون پر جنکا حکم کیا گیا یا مین نے جنکا حکم کیا
تو جنت مین جاویگا **عَنْ** اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ اَعْرَابِيًّا جَاءَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ دُلَّنِیْ عَلٰى عَمَلٍ اِذَا عَمِلْتُهٗ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَالَ تَعْبُدُ اللّٰهَ لَا تُشْرِكُ

بِهٖ شَيْئًا وَتُقِيمُ الصَّلٰوةَ الْمَكْتُوبَةَ وَتُؤَدِّي الزَّكٰوةَ الْمَفْرُوضَةَ وَتَصُومُ رَمَضَانَ قَالَ وَالَّذِي
نَفْسِي بِيَدِهٖ لَا أَزِيدُ عَلٰى هٰذَا شَيْئًا أَبَدًا وَّلَا أَنْقُصُ مِنْهُ فَلَمَّا وَلّٰى قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهٗ أَنْ يَّنْظُرَ إِلٰى رَجُلٍ مِّنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ إِلٰى هٰذَا ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت
ہے ایک گنوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ مجھکو بتلایئے کوئی ایسا کام جب مین اسکو
کرون تو جنت مین جاؤن آپ نے فرمایا وہ کام یہہ ہے کہ پوجے تو اللہ کو اوسکے ساتھہ کسی کو شریک نکرے
اور قائم کرے تو نماز کو اور دیوے تو زکوۃ کو جو فرض ہے اور روزے رکھے رمضان کے وہ شخص بولا قسم اسکی جسکے ہاتھہ
مین میری جان ہے مین نہ اس سے زیادہ کرونگا نہ اس سے کم جب وہ پیٹھہ پھیر کر چلا آپنے فرمایا جو خوش ہو اس بات سے
کہ وہ ایک جنتی کو دیکھے تو اسکو دیکھے **ف** شاید اللہ جل جلالہ نے آپکو آگاہ کر دیا ہوگا کہ یہ شخص ضرور جنت
مین جاویگا کیونکہ یہ ان کامون کو بجا لاویگا اور ہمیشہ کریگا یہان تک کہ اوسکا خاتمہ بالخیر ہوگا **بَابُ**
مَنْ قَامَ عَلَى الْإِيمَانِ وَالشَّرَائِعِ دَخَلَ الْجَنَّةَ ترجمہ باب جو شخص قائم ہوا ایمان پر اور شرعیتون پر داخل جنت ہو
ہین **عَنْ** جَابِرٍ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النُّعْمَانُ بْنُ قَوْقَلٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ
أَرَأَيْتَ إِذَا صَلَّيْتُ الْمَكْتُوبَةَ وَحَرَّمْتُ الْحَرَامَ وَأَحْلَلْتُ الْحَلَالَ أَدْخُلُ الْجَنَّةَ فَقَالَ ن ءَاَدْخُلُ
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ ترجمہ جابر رض سے روایت ہے نعمان بن قوقل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا
اور عرض کیا یا رسول اللہ اگر مین فرض نماز ادا کرون اور حرام کو حرام سمجھون (اور اس سے باز رہون) اور حلال
کو حلال سمجھون (اگرچہ اوسکو نکرون) تو مین جنت مین جاؤنگا آپ نے فرمایا ہان **عَنْ** جَابِرٍ رض قَالَ
قَالَ النُّعْمَانُ بْنُ قَوْقَلٍ يَا رَسُولَ اللّٰهِ بِمِثْلِهٖ وَزَادَ فِيهِ وَلَمْ أَزِدْ عَلٰى ذٰلِكَ شَيْئًا ترجمہ دوسری
روایت بہی ایسی ہی ہے اتنا زیادہ ہے کہ نعمان نے کہا مین اس سے زیادہ کچھہ نکرون (یعنے فرض ادا کرون حرام کو
حرام حلال کو حلال سمجھون اس سے زیادہ کچھہ نکرون) **عَنْ** جَابِرٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَرَأَيْتَ إِذَا صَلَّيْتُ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوبَاتِ وَصُمْتُ رَمَضَانَ وَأَحْلَلْتُ الْحَلَالَ
وَحَرَّمْتُ الْحَرَامَ وَلَمْ أَزِدْ عَلٰى ذٰلِكَ شَيْئًا أَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَاللّٰهِ لَا أَزِيدُ عَلٰى ذٰلِكَ نسخہ ءَاَدْخُلُ
شَيْئًا ترجمہ جابر رض سے روایت ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا مین اگر فرض نمازون کو
ادا کرون اور رمضان کے روزے رکہون اور حلال کو حلال سمجھون اور حرام کو حرام اس سے زیادہ کچھہ نہ کرون تو
جنت مین جاؤنگا آپنے فرمایا ہان وہ شخص بولا قسم خدا کی مین اس سے زیادہ کچھہ نہ کرونگا **بَابُ** بَيَانِ أَرْكَانِ

الاسلام ودعائمه العظام اسلام کے بڑے بڑے ارکان اور ستون کا بیان **عن** ابن عمر عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قال بنی الاسلام علی خمسۃ علی ان یوحد اللہ واقام الصلوۃ وایتاء
الزکوۃ وصیام رمضان والحج فقال رجل الحج وصیام رمضان قال لا صیام رمضان والحج ھکذا سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
عبداللہ بن عمر سے روایت ہی انہون نے سنا رسول اللہ صلی اللہ سے آپ نے فرمایا اسلام بنا کیا گیا ہی پانچ چیزون پر یعنی
پانچ ستون پر اسلام کہڑا ہے یہ تشبیہ ہی اسلام کو ایک گہر کی مانند سمجھو یا چہت کی جس مین پانچ کہمبے ہون اللہ
جل جلالہ کی توحید نماز قائم کرنا زکوۃ دینا رمضان کے روزے رکہنا حج کرنا ایک شخص بولا حج اور رمضان کے روزے یعنی حج کو پہلے کیا اور روزے
کو بعد ابن عمر نے کہا نہین رمضان کے روزے اور حج مین نے یون ہی سنا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے **ف** مگر دوسری روایت خود ابن
عمر سے بتقدیم حج مروی ہے پہر انہون نے اس شخص پر کیسے انکار کیا اسکا جواب علماء نے یون دیا ہی کہ انہون نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کو دو بار سنا ہوگا ایک بار بتقدیم صوم اور ایکبار بتقدیم حج پہر
اوس شخص کے سامنے وہ روایت نقل کی جو بتقدیم صوم تہی جب اوس نے حج کو پہلے کیا تو ابن عمر نے اوس پر
انکار کیا کہ تو اس بات کو کیا جانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یون ہی فرمایا بتقدیم صوم اور اس سے یہ بات
نہین نکلتی کہ انہون نے دوسری طرح سے یہ روایت نہین سنی اور احتمال ہی کہ ابن عمر اُس وقت بتقدیم حج کی روایت
کو فراموش کر گئے ہون اسلیے انہون نے اسکا انکار کیا پہر یاد آئی تو اُسکو روایت کیا حافظ ابن الصلاح نے کہا
ابن عمر کی محافظت اس ترتیب پر دلالت کرتی ہی اس بات پر کہ واو کلام عرب مین ترتیب کیلیے آتی ہے اور یہ
مذہب ہے بہت فقہاء شافعیہ اور بعض نحویون کا لیکن جو لوگ واو سے ترتیب نہین نکالتے جیسے جمہور کا قول ہی
اور وہی مختار ہی وہ کہتے ہین کہ ابن عمر کا یہ انکار اسلیے نہ تہا کہ واو ترتیب کو مقتضی ہے بلکہ اس لیے کہ رمضان
کے روزے سنہ ۲ ہجری مین فرض ہوئے اور حج سنہ ٦ یا سنہ ٩ ہجری مین فرض ہوا تو روزے کو پہلے ذکر کرنا مناسب
ہے پہر تقدیم حج کی روایت بالمعنی ہی اور اُس مین تصرف ہوا ہے تقدیم اور تاخیر سے نووی نے کہا ابن الصلاح
کی یہ تقریر مسلم نہین کیونکہ دونون روایتین صحیح ہین اور دونون مین منافات نہین اور اس قسم کا احتمال روایات
مین منافی وہ قدح پیدا کرتا ہے اور ابو عوانہ اسفرائنی نے کتاب مخرج علی صحیح مسلم مین انکار ابن عمر کا صیام
کی تقدیم پر نقل کیا ہے اور یہ برعکس ہے مسلم کی روایت کے لیکن ابن الصلاح نے کہا کہ یہ روایت مسلم کی روایت
کا مقابلہ نہین کرسکتی نووی نے کہا احتمال ہے کہ یہی صحیح ہو اور شاید یہ واقعہ دوبار پیش آیا ہو واللہ اعلم
(نووی) **عن** ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال بنی الاسلام علی خمس

عَلٰی اَنْ یُّعْبَدَ اللّٰهُ وَیُکْفَرَ بِمَا دُوْنَهٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِیْتَاۤءِ الزَّکٰوةِ وَحَجِّ الْبَیْتِ وَصَوْمِ رَمَضَانَ ترجمہ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام کہڑا کیا گیا ہے پانچ ستون پر ایک یہ کہ اللہ ہی کی عبادت کیجاوے اور اسکے سوا کا (تمام جہوٹے خداؤنکا) انکار کیا جاوے دوسرے نماز پڑہنا تیسری زکوۃ دینا چوتھی بیت اللہ کا حج کرنا پانچوین رمضان کے روزے رکہنا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِیْتَاۤءِ الزَّکٰوةِ وَحَجِّ الْبَیْتِ وَصَوْمِ رَمَضَانَ ترجمہ عبد اللہ بن عمر رضہ سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام بنایا گیا ہے پانچ چیزون پر ایک تو گواہی دینا اس بات کی کوئی سچا معبود نہین سوا خدا کے اور حضرت محمد اسکے کے بندے ہین اور اوسکے بہیجے ہوئے دوسرے قائم کرنا نماز کو تیسری زکوۃ دینا چوتہی حج کرنا خانہ کعبہ کا پانچوین رمضان کے روزے رکہنا عَنْ طَاؤُسٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَلَا تَغْزُوْا فَقَالَ اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ الْاِسْلَامَ بُنِیَ عَلٰی خَمْسَةٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِیْتَاۤءِ الزَّکٰوةِ وَصِیَامِ رَمَضَانَ وَحَجِّ الْبَیْتِ۔ ترجمہ طاؤس سے روایت ہی عبد اللہ بن عمر سے ایک شخص نے کہا تم جہاد کیون نہین کرتے انہون نے کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تہے اسلام کے پانچ کہمبے (ستون) ہین ایک تو گواہی دینا اس بات کی کوئی معبود برحق نہین سوا خدا کے دوسری نماز پڑہنا تیسری زکوۃ دینا چوتہی رمضان کے روزے رکہنا پانچوین خانہ کعبہ کا حج کرنا ف اور جہاد اس قسم کا رکن نہین کہ ہر مسلمان کو اسکا کرنا ضرور ہو بلکہ جہاد فرض کفایہ ہے اگر بعضون نے کیا تو سب کیطرف سے الزام جاتا رہا البتہ اگر کوئی نکرے تو سب کے سب گناہ گار ہونگے یہ اوسوقت ہی جب جہاد مین سب مسلمانون کے شریک ہونیکی ضرورت نہو اور جو جماعت جہاد کر رہی ہو وہ دشمن کے مقابلے کے لیے کافی ہو اور جب کافر ہجوم کر آوین اور جہاد کرنے والے مسلمان انکے مقابلے سے عاجز ہون تو اوسوقت سب پر جہاد فرض ہو جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ ابن عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ جہادون مین شریک ہو چکے تہے پہر یہ واقعہ اوس وقت کا ہوگا جب وہ بوڑہے ہونگے یا اور کسی عذر سے اونکو جہاد مین جانیکی طاقت نہ ہوگی یا وہ فتنہ کا وقت ہوگا جب مسلمان ایک دوسرے سے لڑرہے تہے ایسے وقت مین تو گہر بیٹہہ رہنا بہت عمدہ ہے

خمس

باب الْاَمْرِ بِالْاِیْمَانِ بِاللّٰهِ تَعَالٰی وَرَسُوْلِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ

وَسَلَّمَ وَشَرَائِعِ الدِّيْنِ وَالدُّعَاءِ اِلَيْهِ وَالسُّؤَالِ عَنْهُ وَحِفْظِهٖ وَتَبْلِيْغِهٖ مَنْ لَمْ يَبْلُغْهُ ترجمہ
باب حکم کرنیکا اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لانے کے لیے اور دین کے احکام پر لوگون کو بلانا اوس طرف اور پوچھنا اوس
یا درکہنا دین کی باتون کو اور پہونچانا دین کا اون لوگون کو جنکو نہین پہونچا **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ
قَالَ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا هٰذَا الْحَيَّ
مِنْ رَبِيْعَةَ وَقَدْ حَالَتْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارُ مُضَرَ وَلَا نَخْلُصُ اِلَيْكَ اِلَّا فِيْ شَهْرِ الْحَرَامِ فَمُرْنَا
بِاَمْرٍ نَعْمَلُ بِهٖ وَنَدْعُوْ اِلَيْهِ مَنْ وَّرَاءَنَا قَالَ اٰمُرُكُمْ بِاَرْبَعٍ وَّاَنْهَاكُمْ عَنْ اَرْبَعٍ اَلْاِيْمَانِ
بِاللّٰهِ ثُمَّ فَسَّرَهَا لَهُمْ فَقَالَ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامُ الصَّلٰوةِ
وَاِيْتَاءُ الزَّكٰوةِ وَاَنْ تُؤَدُّوْا خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ وَاَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيْرِ وَ
الْمُقَيَّرِ وَزَادَ خَلَفٌ فِيْ رِوَايَتِهٖ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَعَقَدَ وَاحِدَةً **ترجمہ** ابن عباس سے
روایت ہے عبد القیس کے وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے **ف** وفد کہتے ہین اُن لوگون کو جو ایک
جماعت یا قوم کیطرف سے منتخب ہوکر بہیجے جاوین کسی ضروری کام کے واسطے بادشاہ یا وزیر یا کسی سردار
کیطرف اور عبد القیس ایک شخص کا نام ہے جسکی اولاد کو عبد القیس کہتے ہین اور یہ ایک شاخ ہے ربیعہ کی جو ایک بڑا
قبیلہ تہا عرب مین یہ لوگ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے تہے چودہ سوار تہے جنکا سردار اشج عصری تہا
اور ان لوگون مین تہے مزیدہ بن مالک محاربی اور عبیدہ بن ہمام محاربی اور صحار بن عباس مری اور عمرو بن مرحوم
عصری اور حارث بن شعیب عصری اور حارث بن جندب اور باقی لوگون کا نام معلوم نہین ہوا اور ان لوگون کے
آنیکا یہ سبب تہا کہ منقذ بن حیان ایک شخص تہا جو اکثر مدینہ منورہ مین تجارت کے لیے آیا کرتا جاہلیت کے زمانے مین ایکبار
وہ چادرین اور کہجورین ہجر (ایک بستی کا نام ہے) سے مدینہ مین لیکر آیا اوس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکے
سے مدینے کو ہجرت کر چکے تہے منقذ راہ مین بیٹہا تہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اودہر سے گذرے منقذ آپکو
دیکہکر اوٹہہ کہڑا ہوا آپ نے فرمایا منقذ تمہاری قوم کے سب لوگون کا کیا حال ہے پہر آپنے اوسکی قوم کے بڑون
بڑون مین سے ہر ایک کا نام لیا منقذ یہ معجزہ دیکہہ کر حیران ہوا اور اسیوقت اسلام لایا اور سورہ فاتحہ اور اقرا
سیکہا پہر ہجر کیطرف جانے لگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکے ساتہہ ایک خط روانہ کیا عبد القیس کے لوگون کو وہ
خط منقذ نے عبد القیس کے لوگون کو نہین دیا اور اپنے پاس چہپا رکہا ایکبار منقذ کی جورو جو اشج عصری کی بیٹی
تہی (اشج کا نام منذر بن عائذ تہا لیکن حضرت نے اوسکا نام اشج رکہا کیونکہ اوسکی پیشانی مین ایک چوٹ کا

نشان تہا) اوس نے اپنے خاوند کو نماز اور قرآن پڑہتے دیکہکر اپنے باپ منذر سے اسکا ذکر کیا اور یہ کہا کہ میرے
خاوند کا جب سے وہ مدینہ سے لوٹ کر آیا ہے عجب حال ہو گیا ہے ہاتہہ پاؤن دہوتا ہے پہر اسطرف (یعنی قبلہ کیطرف
منہ کرکے کبہی پیٹ جہکاتا ہے (رکوع) کبہی زمین پر گرتا ہے (سجدہ) جب منذر اوسکے خاوند سے ملا اور دونون
کی باتین ہوئین تو اشج کے دل مین اسلام کا خیال جم گیا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط لیکر اپنی قوم پاس
آیا اور پڑہ کر سنایا اون سبہون کا دل اسلام کیطرف مائل ہوا اور انہون نے ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کیطرف روانہ کی جسکا سردار اشج کو کیا جب وہ مدینہ سے قریب پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ تمہارے
پاس عبد القیس کے لوگ آتے ہین جو پورب والون مین سب سے بہتر ہین اور اون مین اشج بہی ہے وہ لوگ پہیر والے نہین
رنگ کرنیوالے **ت** اور کہا یا رسول اللہ ہم ربیعہ کے قبیلہ مین سے ہین اور ہمارے اور آپکے بیچ مین مضر
کے کافر روکتے ہین مضر (یہ بہی ایک قبیلہ کا نام ہے اوسکے لوگ کافر تہے اور وہ عبد القیس اور مدینہ کے بیچ مین رہتے
تہے عبد القیس کے لوگون کو آنے نہ دیتے تہے) اور ہم نہین آسکتے آپ تک مگر حرام مہینے مین (عرب کے نزدیک چار
مہینے حرام تہے (یعنی ذیقعدہ اور ذیحجہ اور محرم اور رجب) ان مہینون مین وہ لوٹ مار نہ کرتے اور مسافرون کو
نہ ستاتے اسوجہ سے ان مہینون مین مسافر سفر کیا کرتے اور بے اٹکے راہ چلتے) تو بتلا دیجئے ہمکو کوئی ایسی بات جسپر ہم
عمل کرین اور ہماری طرف کے لوگون کو بہی اوس طرف بلاوین آپنے فرمایا مین تمکو حکم کرتا ہون چار باتون کا اور
منع کرتا ہون چار باتون سے پہر بیان کیا اونکو حکم کرتا ہون کہ گواہی دو اسبات کی کوئی برحق معبود نہین سوا خدا کے
اور حضرت محمد اوس کے بہیجے ہوئے ہین اور قائم کرو نماز کو اور ادا کرو زکوۃ کو اور ادا کرو پانچوان حصہ غنیمت کے مال مین سے
ف دوسری روایت مین پانچ باتین مذکور ہین چار تو یہی اور ایک رمضان کے روزے اور بخاری کی روایت مین بہی
پانچ باتین ہین اس مقام پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ آپ نے چار باتین فرمائین اور ذکر کیا پانچ کو علمانے اسکا جواب کئی طرح
سے دیا ہے سب سے ظاہر وہ ہے جو ابن بطال نے کہا کہ اصل مقصود چار ہی باتین تہین یعنی توحید اور نماز اور زکوۃ اور
روزہ مگر ایک بات غنیمت کے خمس کے زیادہ بتلائی اسلیے کہ وہ لوگ کفار مضر کے قریب رہتے تہے اور انکو جہاد کرنا پڑتا
تہا اور غنیمتین ملتی تہین اور ابن الصلاح نے کہا وان تؤدوا کا عطف شہادۃ ان لا الہ الا اللہ پر نہین ہے تاکہ
پانچ باتین ہون بلکہ اربع پر ہے تو مطلب یہ ہوا مین تمکو حکم کرتا ہون چار باتون کا اور ایک اور بات کا **ت**
منع کرتا ہون دُبّا سے (یعنی کدو کے تونبے) اور حنتم سے **ف** حنتم کی تفسیر مین علماء کے کئی اقوال ہین صحیح
یہ ہے کہ حنتم کہتے ہین سبز لاکہی گہڑون کو اور یہ تفسیر خود صحیح مسلم مین کتاب الاشربہ مین ابو ہریرہ سے منقول ہے

اور یہی قول ہے عبداللہ بن مغفل اور اکثر اہل لغت کا اور بعضون نے کہا کہ حنتم ہر ایک گھڑے (ٹھلیا) کو کہتے ہین اور
یہ عبداللہ بن عمر اور سعید بن جبیر اور ابوسلمہ کا قول ہو بعضون نے کہا کہ حنتم ایک قسم کے گھڑے ہین جو مصر سے آتے ہین
وہ اندر سے روغنی ہوتے ہین اور یہ انس بن مالک اور ابن ابی لیلی سے منقول ہو انہون نے کہا وہ لال ہوتے ہین بعضون
نے کہا کہ حنتم لال رنگ کے گھڑے ہین اونمین مصر سے شراب آیا کرتا تہا یہ حضرت عائشہ سے منقول ہے اور ابن ابی لیلی
نے کہا کہ طائف سے انمین شراب آتا تہا اور کچھ لوگ انمین نبیذ بنایا کرتے تہے بعضون نے کہا کہ حنتم وہ گھڑے ہین
جو مٹی اور بال اور خون سے بنتے ہے اور یہ عطا سے منقول ہو (نووی) ف اور نقیر سے (یعنے چوبین برتن
سے ایک لکڑی کو لیکر اوسکو کہود کر کڑا سا بنا لیتے تہے) اور مُقیّر سے ف مُقیّر قار سے نکلا ہے یعنی جس برتن پر
قار چڑہا ہو قار زفت کو کہتے ہین اور بعضون نے کہا زفت ایک قسم ہے قار کی اور اول قول صحیح ہے کیونکہ ابن عمر نے
بسند صحیح منقول ہے کہ زفت اور مقیر ایک چیز ہے اور قار اور زفت ہندی مین رال کو کہتے ہین ف خلف بن
ہشام نے اپنی روایت مین اتنا زیادہ کیا کہ گواہی دینا اس بات کی کوئی سچا معبود نہین سوا خدا کے اور اشارہ
کیا آپ نے اونگلی سے ایک کا ف یہ جو ان چارون قسم کے برتنون سے ممانعت کی اوس سے غرض یہ ہے کہ ان
برتنون مین شربت نہ بناؤ یعنی کہجور اور انگور اون مین نہ بہگوؤ اس لیے کہ ان برتنون مین شراب تیار ہوا
کرتا تہا اور نشہ اون مین جلدی پیدا ہو جاتا ہے اور چمڑے مین شربت بہگونے کی ممانعت نہین کی کیونکہ
چمڑا لطیف ہی اوسمین نشہ والی چیز نہین چہپتی بلکہ اگر چمڑا تیز شراب سے پہٹ جاتا ہے اور یہ ممانعت بہی اول
اسلام مین تہی پہر بریدہ کی حدیث سے منسوخ ہو گئی اوس مین یہ ہے کہ مین نے تمکو منع کیا تہا شربت بہگونے
سے سوا چمڑے کے اور برتنون مین لیکن اب بہگوؤ ہر برتن مین اور نہ پیو اوس شراب کو جو نشہ لاوے روایت کیا
اُسکو مسلم نے اور یہی قول ہے جمہور علما کا اور خطابی نے کہا کہ صحیح یہی ہے کہ یہ ممانعت منسوخ ہو گئی اور ایک جماعت
علما نے اس ممانعت کو قائم رکہا ہے اور یہی قول ہو مالک اور احمد اور اسحاق کا اور یہی منقول ہو عمر اور ابن عباس
سے (نووی) عَنْ اَبِیْ جَمْرَةَ قَالَ کُنْتُ اُتَرْجِمُ بَیْنَ یَدَیِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّبَیْنَ النَّاسِ
فَاَتَتْهُ امْرَاَةٌ تَسْاَلُهُ عَنْ نَبِیْذِ الْجَرِّ فَقَالَ اِنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَیْسِ اَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنِ الْوَفْدُ اَوْ مَنِ الْقَوْمُ قَالُوْا رَبِیْعَةُ قَالَ مَرْحَبًا بِالْقَوْمِ اَوْ بِالْوَفْدِ غَیْرَ خَزَایَا وَلَا
النَّدَامٰی قَالَ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا نَاْتِیْكَ مِنْ شُقَّةٍ بَعِیْدَةٍ وَّاِنَّ بَیْنَنَا وَبَیْنَكَ هٰذَا الْحَیَّ
مِنْ كُفَّارِ مُضَرَ وَاِنَّا لَا نَسْتَطِیْعُ اَنْ نَاْتِیَكَ اِلَّا فِیْ شَهْرِ الْحَرَامِ فَمُرْنَا بِاَمْرٍ فَصْلٍ نُخْبِرُ

بِهٖ مَنْ وَّرَآءَنَا وَنَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ **قَالَ** وَاَمَرَهُمْ بِاَرْبَعٍ وَّنَهَاهُمْ عَنْ اَرْبَعٍ **قَالَ** اَمَرَهُمْ بِالْاِيْمَانِ بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَقَالَ وَهَلْ تَدْرُوْنَ مَا الْاِيْمَانُ بِاللّٰهِ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامُ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءُ الزَّكٰوةِ وَصَوْمُ رَمَضَانَ وَاَنْ تُؤَدُّوْا خُمُسًا مِّنَ الْمَغْنَمِ وَنَهَاهُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ قَالَ شُعْبَةُ وَرُبَّمَا قَالَ النَّقِيْرِ قَالَ شُعْبَةُ وَرُبَّمَا قَالَ الْمُقَيَّرِ وَقَالَ احْفَظُوْهُ وَاَخْبِرُوْا بِهٖ مِنْ وَّرَآئِكُمْ وَقَالَ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ فِيْ رِوَايَتِهٖ مَنْ وَّرَآءَكُمْ وَلَيْسَ فِيْ رِوَايَتِهِ الْمُقَيَّرُ **ترجمہ**

ابوجمرہ (نصر بن عمران) سے روایت ہے مین ابن عباس کے سامنے اون کے اور لوگون کے بیچ مین مترجم تھا (یعنے اورون کی بات کو عربی مین ترجمہ کرکے ابن عباس کو سمجھاتا اور انکی بات فارسی مین ترجمہ کرکے لوگون کو سمجھاتا) اتنے مین ایک عورت آئی جو پوچھتی تھی گھڑے کے نبیذ کو **ف** یعنے مٹی کے مٹہور یا ٹھلوئی یا گھڑے مین جو کھجور یا انگور کا شربت بنایا جاوے اُسکا پینا کیسا ہے نووی نے کہا اس مین دلیل ہے اس بات کی کہ عورت اجنبی اور غیر مردون سے بات کرسکتی ہے اور انکی آواز سن سکتی ہے اور وہ اسکی آواز سن سکتے ہین احتیاج کیوقت **ت** ابن عباس نے کہا عبد القیس کے وفد (وفد کے معنی اوپر گذرے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے آپنے پوچھا یہ وفد کون ہین یا یہ کون قوم کے لوگ ہین لوگون نے کہا ربیعہ کے لوگ ہین آپ نے فرمایا مرحبا ہو قوم یا وفد کو **ف** مرحبا ایک کلمہ ہے جسکو عرب کے لوگ ملاقات کیوقت بولتے ہین یعنے جب کوئی ملنے کو آتا ہے اسکا مطلب ہے کہ تم اچھی جگہ آئے وسعت اور کشایش کی جگہہ مین **ت** جو نہ رسوا ہوئے نہ شرمندہ (کیونکہ خود آکے مسلمان ہونیکو بغیر لڑائی کے اگر لڑائی کے بعد مسلمان ہوتے تو رسوا ہوتے لونڈی غلام بنائے جاتے مال لٹ جاتا تو شرمندہ ہوتے) اون لوگون نے کہا یا رسول اللہ ہم آپ پاس دور دراز سفر سے آتے ہین اور ہمارے اور آپکے بیچ مین یہ قبیلہ ہے مضر کے کافرون کا تو ہم نہین آسکتے آپ تک مگر حرام مہینے مین (جب لوٹ مار نہین ہوتی) اس لیے ہمکو حکم کیجیے ایک صاف بات کا جسکو ہم بتلا دین اور لوگون کو بھی اور جاوین اوسکی سبب سے جنت مین آپ نے حکم کیا انکو چار باتون کا اور منع کیا انکو چار باتون سے حکم کیا انکو اللہ کی توحید پر ایمان لانیکا اور پوچھا اون سے تم جانتے ہو ایمان کیا ہے اُنہون نے کہا اللہ اور اُسکا رسول خوب جانتا ہے آپنے فرمایا ایمان گواہی دینا ہے اس بات کی کہ کوئی لائق نہین عبادت کے سوا اللہ کے اور بیشک حضرت محمد اوسکے بھیجے ہوئے ہین اور قائم کرنا نماز کا اور دینا زکوۃ کا اور روزے رکھنا رمضان کے (یہ چار باتین ہوگئین اب ایک پانچوین بات اور ہے) اور ادا

کرنا پانچوین حصہ کا غنیمت کے مال میں سے (یعنی جو کافرون کے لوٹ مین سے مال ہاتھ آوے اس مین سے پانچوان حصہ خدا اور رسول کے لیے نکالو) اور منع کیا اونکو کدو کے تونبے اور سبز لاکھی گھڑے اور روغنی برتن سے شعبہ نے کبھی یون کہا اور نقیر سے اور کبھی کہا مقیر سے (دونون کے معنے اوپر گذرے) اور فرمایا یاد رکھو اسکو اور خبر کرو ان باتون کی اُن لوگون کو جو تمہارے پیچھے ہین اور ابو بکر بن ابی شیبہ نے مَن وَرَاءَکُم کہا بدل مِن وَرَائِکُم کے (اور مطلب ایک ہی) اور اُن کی روایت مین مقیر کا ذکر نہین ہے **عن** ابنِ عبّاسٍ عن النَّبیِّ صلّی اللّٰہُ علیہِ وسلَّم بِھٰذا الحدیثِ نحوَ حدیثِ شُعبۃَ وقالَ اَنھاکم عمّا یُنبَذُ فی الدُّبّاءِ والنَّقیرِ والحَنتَمِ والمُزَفَّتِ وزادَ ابنُ مُعاذٍ فی حدیثِہٖ عن ابیہِ قالَ وقالَ رسولُ اللّٰہِ صلّی اللّٰہُ علیہِ وسلَّم لِلاَشجِّ اَشَجِّ عبدِ القیسِ اِنَّ فیکَ لَخَصلتَینِ یُحِبُّھُما اللّٰہُ الحِلمُ والاَناۃُ **ترجمہ** دوسری روایت ہی ابن عباس سے اسیطرح ہی اُسمین یہہ ہی مین تم کو منع کرتا ہون اوس نبیذ سے جو بھگو یا جاوے کدو کے تونبے اور چوبین اور سبز لاکھی اور روغنی برتن مین ابن معاذ نے اپنی روایت مین اپنے باپ سے اتنا زیادہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد القیس کے اشج سے (جسکا نام منذر بن حارث بن زیاد تہا یا منذر بن عامر یا منذر بن عبید یا عائذ بن منذر یا عبد اللہ بن عوف) فرمایا تجھہ مین دو عادتین ایسی ہین جنکو اللہ تعالی پسند کرتا ہے ایک تو عقلمندی دوسری دیر مین سمجھہ بوجھکر کام کرنا جلدی نہ کرنا **ف** یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لیے فرمایا کہ جب عبد القیس کے لوگ مدینہ مین پہونچے تو جھٹ پٹ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آگیے مگر اشج سامان کے پاس ٹہرا رہا اور سب سامان اکٹھا کیا اور اونٹ کو باندہا پھر اچھے کپڑے بدلے بعد اوسکے آپ پاس آیا آپ نے اُسکو نزدیک بلایا اور اپنی بازو بٹھلایا پھر یہ فرمایا حقیقت مین عقلمندی اور اطمینان یہ دونون صفتین ایسی ہین جو تمام خوبیون کی جڑ ہین بعض آدمی عقلمند ہوتے ہین لیکن جلد باز اون سے بہت سی غلطیان ہوجاتین ہین پھر شرمندہ ہوتے ہین عمدہ بات یہ ہی کہ جس کام کو کرنا چاہے پہلے اوسمین خوب فکر کرے اور اُسکے فائدون اور نقصانون پر نظر ڈالے پھر جب فائدے زیادہ معلوم ہون اور اُسکام کا انجام بہی اچھا ہو تو اوسکو کرے اگر خود سے یہ کام نہو سکے تو اور عقلمند دوستون سے مشورہ لیوے حکما نے کہا ہی کہ جو آدمی ہر کام کو خیال آتے ہی کر بیٹھتا ہی اوس مین اور جانور مین کچھ فرق نہین جانورکی عقل اسیقدر ہی کہ جو خیال آیا اوس طرف دوڑا فکر و تامل اور انجام بینی کچھ نہین **عن** قتادۃ قالَ حدّثنی مَن لَقِیَ الوَفدَ الّذِینَ قَدِمُوا علٰی رسولِ اللّٰہِ صلّی اللّٰہُ علیہِ وسلَّم مِن عبدِ القیسِ قالَ سعیدٌ وذکرَ قتادۃُ اَبا نضرۃَ عن ابی سعیدٍ الخدریِّ فی

حَدِیثِہِ هٰذَا اَنَّ اُنَاسًا مِّنْ عَبْدِ الْقَیْسِ قَدِمُوا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّا حَیٌّ مِّنْ رَبِیْعَۃَ وَبَیْنَنَا وَبَیْنَکَ کُفَّارُ مُضَرَ وَلَا نَقْدِرُ عَلَیْکَ اِلَّا فِیْ اَشْھُرِ الْحُرُمِ فَمُرْنَا بِاَمْرٍ نَاْمُرُ بِہٖ مَنْ وَّرَاءَنَا وَنَدْخُلُ بِہِ الْجَنَّۃَ اِذَا نَحْنُ اَخَذْنَا بِہٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اٰمُرُکُمْ بِاَرْبَعٍ وَّاَنْھَاکُمْ عَنْ اَرْبَعٍ اُعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا وَّاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَصُوْمُوْا رَمَضَانَ وَاَعْطُوا الْخُمُسَ مِنَ الْغَنَائِمِ وَاَنْھَاکُمْ عَنْ اَرْبَعٍ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ وَالنَّقِیْرِ قَالُوْا یَا نَبِیَّ اللّٰہِ مَا عِلْمُکَ بِالنَّقِیْرِ قَالَ بَلٰی جِذْعٌ تَنْقُرُوْنَہٗ فَتَقْذِفُوْنَ فِیْہِ مِنَ الْقُطَیْعَاءِ قَالَ سَعِیْدٌ اَوْ قَالَ مِنَ التَّمْرِ ثُمَّ تَصُبُّوْنَ فِیْہِ مِنَ الْمَاءِ حَتّٰی اِذَا سَکَنَ غَلَیَانُہٗ شَرِبْتُمُوْہُ حَتّٰی اِنَّ اَحَدَکُمْ اَوْ اِنَّ اَحَدَھُمْ لَیَضْرِبُ ابْنَ عَمِّہٖ بِالسَّیْفِ قَالَ وَفِی الْقَوْمِ رَجُلٌ اَصَابَتْہُ جِرَاحَۃٌ کَذٰلِکَ قَالَ وَکُنْتُ اَخْبَؤُھَا حَیَاءً مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ فَفِیْمَ نَشْرَبُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ فِیْ اَسْقِیَۃِ الْاَدَمِ الَّتِیْ یُلَاثُ عَلٰی اَفْوَاھِھَا فَقَالُوْا یَا نَبِیَّ اللّٰہِ اِنَّ اَرْضَنَا کَثِیْرَۃُ الْجِرْذَانِ وَلَا تَبْقٰی بِھَا اَسْقِیَۃُ الْاَدَمِ فَقَالَ نَبِیُّ اللّٰہِ صَلَّی [اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ] وَاِنْ اَکَلَتْھَا الْجِرْذَانُ وَاِنْ اَکَلَتْھَا الْجِرْذَانُ وَاِنْ اَکَلَتْھَا الْجِرْذَانُ قَالَ وَقَالَ نَبِیُّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِاَشَجِّ عَبْدِ الْقَیْسِ اِنَّ فِیْکَ لَخَصْلَتَیْنِ یُحِبُّھُمَا اللّٰہُ الْحِلْمُ وَالْاَنَاۃُ ترجمہ قتادہ سے روایت ہے مجھ سے حدیث بیان کی اس شخص نے جو ملا تھا ان وفد سے جو رسول اللہ صلعم پاس آئے تھے عبدالقیس کے قبیلہ مین سے (اور قتادہ نے نام نہ لیا اس شخص کا جس سے یہ حدیث سنی اسکو تدلیس کہتے ہین) سعید نے کہا قتادہ نے ابو نضرہ کا نام لیا انہون نے سنا ابو سعید خدری سے (تو قتادہ نے اس حدیث کو ابو نضرہ (منذر بن مالک بن قطعہ) سے سنا انہون نے ابو سعید خدری سے (سعد بن مالک بن سنان سے) کہ کچھ لوگ عبدالقیس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے اور کہنے لگے اے نبی اللہ کے ہم ایک شاخ ہین ربیعہ کے اور ہمارے اور آپکے بیچ مین مضر کے کافر ہین اور ہم نہین آسکتے آپ تک مگر حرام مہینون مین تو حکم کیجیے ہم کو ایسے کام کا جسکو ہم بتلا دین اور لوگون کو جو ہمارے پیچھے ہین اور جنت مین جاوین ہم اُسکی وجہ سے جب ہم اوس پر عمل کرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین تمکو حکم کرتا ہون چار باتون کا اور منع کرتا ہون چار چیزون سے پوجا اللہ کو اور نہ شریک کرو اسکے ساتھ کسیکو اور قائم کرو نماز کو اور دو زکوٰۃ کو اور روزے رکھو رمضان کے اور ادا کرو پانچوان حصہ غنیمت کے مالون مین سے اور منع کرتا ہون مین تمکو چار چیزون سے کدو کے تونبے اور سبز لاکھی برتن اور روغنی برتن اور نقیر سے لوگون نے کہا یا رسول اللہ نقیر آپ نہین جانتے آپ نے فرمایا کیون

نہین جانتا نقیر ایک لکڑی ہے جسکو تم کہود لیتے ہو پہر اوسمین قطیعا (ایک قسم کی چہوٹی کہجور اوسکو شہریز بہی
کہتے ہین) بہگوتے ہو سعید نے کہا یا تمر بہگوتے ہو پہر اوس مین پانی ڈالتے ہو جب اسکا جوش تہم جاتا ہے تو اس
کو پیتے ہو یہانتک کہ ایک تم مین کا اپنے چچا کے بیٹے کو مارتا ہے تلوار سے (نشہ مین آنکر جب عقل جاتی رہتی ہے
تو دوست دشمن کی شناخت نہین رہتی اپنے بہائی کو جسکو سب سے زیادہ چاہتا ہے تلوار سی مارتا ہے شراب کی
برائیون مین سے یہ ایک بڑی برائی ہے جسکو آپنے بیان کیا) راوی نے کہا ہمارے لوگون مین اُسوقت ایک
شخص موجود تہا (جسکا نام جہم تہا) اُسکو ایک زخم لگ چکا تہا اُسی نشے کے بدولت لیکن مین اُسکو چہپاتا
تہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شرم کے مارے مین نے کہا یا رسول اللہ پہر کس برتن مین ہم شربت پیین
آپنے فرمایا پوست چمڑے کے برتنون (ان مشکون) مین جنکا مونہہ باندہا جاتا ہے (ڈوری یا تسمے سی) لوگون
نے کہا ای نبی اللہ کے ہماری ملک مین چوہے بہت ہین وہان چمڑے کے برتن نہین رہ سکتے آپ نے فرمایا پوست چمڑ
کے برتنون مین اگرچہ چوہے انکو کاٹ ڈالین اگرچہ چوہے انکو کاٹ ڈالین اگرچہ چوہے انکو کاٹ ڈالین (یعنے جس
طور سے ہو سکی چمڑے ہی کے برتن مین پیو چوہون سے حفاظت کرو اگر نہ ہوسکی تو خیر پر اور برتن مین پینا درست
نہین کیونکہ وہ شراب کے برتن ہین) راوی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد القیس کے اشج سے
فرمایا تجہہ مین دو خصلتین ایسی ہین جنکو اللہ تعالی پسند کرتا ہے ایک تو عقلمندی دوسری سہولت اور
اطمینان جلدی نکرنا عَنْ اَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَیْسِ لَمَّا قَدِمُوْا عَلٰی رَسُوْلِ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِیْثِ ابْنِ عُلَیَّۃَ غَیْرَ اَنَّ فِیْہِ وَتَذِیْفُوْنَ فِیْہِ مِنَ
الْقُطَیْعَاءِ وَالتَّمْرِ وَالْمَاءِ وَلَمْ یَقُلْ قَالَ سَعِیْدٌ اَوْ قَالَ مِنَ التَّمْرِ ترجمہ دوسری روایت بہی
ایسی ہی ہے مگر اُس مین بجای تقذفون کے تذیفون یا تذیفون ہے یعنے ملاتے ہو اوسمین قطیعا
اور کہجور اور پانی عَنْ اَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَیْسِ لَمَّا اَتَوْا نَبِیَّ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالُوْا یَا نَبِیَّ اللّٰہِ جَعَلَنَا اللّٰہُ فِدَاءَکَ مَاذَا یَصْلُحُ لَنَا مِنَ الْاَشْرِبَۃِ فَقَالَ
لَا تَشْرَبُوْا فِی النَّقِیْرِ قَالُوْا یَا نَبِیَّ اللّٰہِ جَعَلَنَا اللّٰہُ فِدَاءَکَ اَوَتَدْرِیْ مَا النَّقِیْرُ قَالَ نَعَمْ
الْجِذْعُ یُنْقَرُ وَسَطُہٗ وَلَا فِی الدُّبَّاءِ وَلَا فِی الْحَنْتَمَۃِ وَعَلَیْکُمْ بِالْمُوْکٰی ترجمہ ابو سعید خدری
سے روایت ہے عبد القیس کے وفد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے تو کہنے لگے ای نبی اللہ کے
اللہ ہمکو آپ پر فدا کرے کون سا شراب ہمکو درست ہے آپ نے فرمایا نقیر مین نہ پیو انہون نے کہا ای نبی اللہ

کے اللہ ہم کو آپ پر فدا کرے کیا آپ جانتے ہین نقیر کو آپنے فرمایا ہان نقیر ایک لکڑی ہے جسکو بیچ مین کہود کر گڈّہا کر لیتے ہین کدو کے تونبے مین نہ پیو سبز لاکہی برتن مین نہ پیو اور پیو مشکون مین (چمڑی کی) جنکا منہ بندہا ہو ڈوری یا تسمہ سے **ف** نووی نے کہا اس حدیث سے بہت سے مسائل معلوم ہوئے جو جابجا اوپر مذکور ہوئے اور مین اختصار سے انکو بیان کرتا ہون ایک تو روساء اور اشراف کی سفارت روانہ کرنا ضروری اور مہم کامون کے لیے دوسری سوال سے پہلے عذر ظاہر کرنا تیسرے مہمات اسلام اور ارکان اسلام کا بیان سوا حج کے اور اوپر ہم کہہ چکے کہ اوس وقت تک حج فرض نہین ہوا تہا چوتھی عالم کو مدد چاہنا دوسرون کے سمجہانے کے لیے کسی اور شخص سے جیسے ابن عباس کے مترجم ابو جمرہ تہے پانچوین ترجمہ اور فتوی اور خبر مین ایک شخص کا قول کافی ہونا چھٹی مہمان کے لیے مرحبا کہنا اوسکی تعریف کرنا اوسکے خوش کرنے کے لیے ساتوین تعریف کرنا منہ پر جب اوس مین فتنے کا خوف نہو اور مونہہ پر تعریف کرنا یعنے مدح جو منع ہے وہ اُسی وقت ہے جب فتنے کا خوف ہو ورنہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت مقامون مین مدح ثابت ہے آپ نے ابوبکر رض سے فرمایا ازار لٹکانے کی حدیث مین تو اون لوگون مین سے نہین ہے جو تکبر سے ایسا کام کرتے ہین اور فرمایا اے ابوبکر مت رو سب لوگون سے زیادہ احسان صحبت اور مال کیوجہ سے مجہہ پر تیرا ہے اور جو مین کسیکو دوست بناتا (سوا خدا کے) تو ابوبکر کو بناتا اور ایسی ہی بہت سی حدیثین اور آثار منقول ہین آٹھوین پوچھنے والے پر عتاب نہ کرنا اگر وہ کہے مجہہ سے کہول کر بیان کرو نوین صرف رمضان کا لفظ کہنا درست ہونا شہر رمضان کہنا ضرور نہین دسوین عالم سے دوبارہ پوچھنا سمجہنے کے لیے گیارہوین تاکید کرنا کلام کے زیادہ اثر ڈالنے کے لیے بارہوین یہ کہنا درست ہے کہ خدا مجہے تیرے قربان اور فدا کرے انتہی مختصراً

باب الدُّعَاءِ اِلَى الشَّهَادَتَيْنِ وَشَرَائِعِ الْاِسْلَامِ ہر باب بلانے مین لوگون کو طرف شہادتین کے اور بیان مین اسلام کے ارکان کے

عن ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ مُعَاذًا قَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّكَ تَأْتِي قَوْمًا مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ فَادْعُهُمْ اِلَى شَهَادَةِ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدِ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدُّ فِي فُقَرَائِهِمْ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاِيَّاكَ وَكَرَائِمَ اَمْوَالِهِمْ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ **ترجمہ** ابن عباس سے روایت ہے معاذ بن جبل نے کہا مجہکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہیجا (یمن کیطرف حاکم کرکے) تو فرمایا تم ملوگے

کچھ لوگون سے اہل کتاب کے تو بلانا اونکو اس بات کی گواہی کیطرف کوی معبود برحق نہین سوا خدا کے اور مین اللہ کا بھیجا ہوا ہون (یعنے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اگر وہ اسکو مان لین تو بتلانا انکو یہ بات کہ اللہ نے اونپر فرض کی ہین پانچ نمازین ہر دن اور رات مین پھر اگر وہ مان لین اسکو تو بتلا اونکو یہ بات کہ اللہ نے فرض کیا ہے اون پر زکوۃ انکو جو لے جاویگی اونکے مالدارون سے پھر دیجاویگی اونہی کے فقیرون اور محتاجون کو اگر وہ اسکو مان لین تو خبردار نہ لینا عمدہ مال اون کے (یعنی زکوۃ مین متوسط جانور لینا عمدہ دودہ والا اور یہ گوشت فربہ چھانٹ کر نہ لینا) اور بچنا مظلوم کی بددعا سے کیونکہ مظلوم کی بددعا اور اللہ کے درمیان کوئی روک نہین ف یعنی وہ فورًا اللہ تک پہونچ جاتی ہے اور قبول ہوتی ہے نووی نے کہا اس حدیث سے بہت باتین نکلتی ہین قبول کرنا خبر واحد کا اور واجب ہونا عمل اوسپر اور وتر کا واجب نہ ہونا اس لیے کہ معاذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے چند روز پہلے یمن کیطرف بھیجے گئے تھے پھر اگر وتر واجب ہوتا تو آپ انکو بھی نمازون مین شریک کرتے اور مسنون ہونا دعوت کفار کا طرف توحید کی جنگ سے پہلے اور حکم نہونا اسلام کا جبتک شہادتین کا زبان سے اقرار نکرے اور یہی مذہب ہے اہل سنت کا اور واجب ہونا پانچون نمازون کا ہر دن اور رات اور گناہ عظیم ہونا ظلم کا اور امام کو نصیحت کرنا اپنے عاملون کو اللہ سے ڈرنیکے لیے اور ظلم سے بچنے کے لیے اور حرام ہونا زکوۃ وصول کرنیوالے پر عمدہ مال چھانٹ لینا اسی طرح صاحب مال پر برا مال دینا اور زکوۃ نہ دینا کافر کو نہ مالدار کو اور استدلال کیا ہے اس حدیث سے خطابی اور ہمارے اصحاب نے کہ زکوۃ کا نقل جائز نہین یعنے ایک ملک کی زکوۃ دوسرے ملک کے فقیرون کو نہ بھیجی جاوے اور یہ استدلال قوی نہین کیونکہ فقرائہم سے مراد مسلمانون کے فقیر ہوسکتے ہین اور بعضون نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ کافر فروع شریعت جیسے نماز روزہ زکوۃ کی ساتھہ مخاطب نہین ہین یعنی انکو صرف یہی حکم ہے کہ ایمان لاوین اور سی امر کے نہ کرنے پر انکو عذاب ہوگا نماز روزہ وغیرہ اونپر جب فرض ہے کہ وہ مسلمان ہون اور دلیل اس کی یہ ہے کہ حضرت نے اس حدیث مین یون فرمایا اگر وہ اسکو مان لین تو انکو یہ بتلا تو معلوم ہوا کہ جب وہ شہادتین ہی کو نہ مانین تو اور ارکان اسلام انپر واجب نہین اور یہ استدلال ضعیف ہے اس لیے کہ حدیث سے مقصود یہ ہے کہ جب شہادتین کا اقرار کرین تو انکو بتلا دے کہ نماز کا مطالبہ اون سے ہوگا دنیا مین اور دنیا مین تو ارکان اسلام کا مطالبہ جب ہی ہوگا جب وہ اسلام لاوین اس سے یہ لازم نہین کہ آخرت مین بھی اونکو ارکان اسلام کے ترک پر عذاب نہ ہو اور قرینہ اسپر یہ ہے کہ حضرت نے ایک ایک بات یہ ترتیب بتلائی پہلے جو بہت ضروری تھی پھر جو اس سے کم اور خود اسی حدیث مین یہ بات موجود ہے کہ جب وہ نماز کو مان لین تو بتلا اونکو زکوۃ کی فرضیت حالانکہ اس کی

کوئی قائل نہین ہوا کہ پہلا انسان پر نماز فرض ہوتی ہے پہر دس برس بعد روزہ فرض ہوے ہین عن ابن عباس
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعث معاذا الی الیمن فقال انک ستاتی قوما بمثل حدیث
وکیع ترجمہ ابن عباس سے دوسری روایت بہی ایسی ہی ہے عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم لما بعث معاذا الی الیمن قال انک تقدم علی قوم اہل کتاب فلیکن
اول ماتدعوہم الیہ عبادۃ اللہ فاذا عرفوا اللہ فاخبرہم ان اللہ قد فرض علیہم خمس
صلوات فی یومہم ولیلتہم فاذا فعلوا فاخبرہم ان اللہ عزوجل قد فرض علیہم زکوۃ
توخذ من اموالہم فترد علی فقرائہم فاذا اطاعوا بہا فخذ منہم وتوق کرائم اموالہم
ترجمہ عبداللہ بن عباس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معاذ کو یمن بہیجا تو اون سے کہا تم جاؤ گے
ایک قوم پاس اہل کتاب ہین سے تو سب سے پہلے جس طرف تم اون کو بلاؤ وہ اللہ جل جلالہ کی عبادت ہے پہر جب وہ خدا کو پہچان
لیوین ف قاضی عیاض نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل کتاب یعنی یہود اور نصاری خدا کو نہین پہچانتے
اور یہی قول ہے بڑے بڑے متکلمین کا اگرچہ وہ ظاہر مین خدا کی پرستش کرتے ہین اور کہتے ہین کہ ہم نے خدا کو پہچانا
اگرچہ عقل اس بات کو جائز رکہتی ہے کہ جو شخص ایک رسول کو نہ مانے وہ خدا کو پہچان لیوے قاضی عیاض نے کہا جو
شخص خدا کو مشابہ سمجہتا ہے اور مخلوقات کی یا خدا کو جسم جانتا ہے اور اجسام کیطرح یہود یون مین سے یا خدا کو اولاد ہونا جائز
جانتا ہے یا اوسکی بی بی یا بیٹا ثابت کرتا ہے یا حلول اور انتقال اور امتزاج اجسام کیطرح اوسکے لیے جائز سمجہتا ہے
نصاری مین سے یا اوسکی اوصاف ایسی بیان کرتا ہے جو اسکو لائق نہین یا اوس کے لیے شریک یا مخالف برابروالا
ثابت کرتا ہے مجوس اور بت پرستون مین سے ان سب کا معبود درحقیقت خدا نہین ہے اگرچہ وہ اسکا نام خدا کہین
تو درحقیقت انہون نے سچے خدا کو نہین پہچانا اس نکتے کو سمجہ کر یاد رکہنا چاہیے (نووی) ف تو انکو بتلا کہ
اللہ نے اونپر پانچ نمازین فرض کی ہین ہر رات اور دن مین جب وہ یہ کرنے لگین تو انکو بتلا کہ اللہ نے اونپر زکوۃ فرض
کی ہے جو لی جاویگی اونکے مال مین سے پہر دی جاویگی اونہی مین کے فقیرون کو جب وہ یہ بہی مان لین تو زکوۃ لے
اون سے اور بچ اونکے عمدہ مالون سے ف یہ جو فرمایا زکوۃ لی جاویگی اون کے مال مین سے اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی
مسلمان زکوۃ نہ دیوے تو جبرا اوس کے مال مین سے وصول کیجاوے گی اس مین خلاف نہین ہے مگر اختلاف اسمین
ہے کہ آیا وہ باطنا بینہ وبین اللہ زکوۃ سے بری ہوگا یا نہ ہوگا اوس مین ہمارے اصحاب کے دو قول ہین (نووی) باب
الامر بقتال الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ باب بیان مین اس بات کے کہ لوگون

سے لڑنا چاہیے یہانتک کہ وہ کہنے لگیں کوئی معبود سچا نہین سوا خدا کے اور بیشک حضرت محمد اوسکے رسول ہین

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ لَمَّا تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتُخْلِفَ اَبُوْبَکْرٍ الصِّدِّیْقُ بَعْدَهٗ وَکَفَرَ مَنْ کَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِاَبِیْ بَکْرٍ کَیْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَدْ عَصَمَ مِنِّیْ مَالَهٗ وَنَفْسَهٗ اِلَّا بِحَقِّهٖ وَحِسَابُهٗ عَلَی اللّٰهِ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ وَاللّٰهِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَیْنَ الصَّلٰوةِ وَالزَّکٰوةِ فَاِنَّ الزَّکٰوةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللّٰهِ لَوْمَنَعُوْنِیْ عِقَالًا کَانُوْا یُؤَدُّوْنَهٗ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰی مَنْعِهٖ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا اَنْ رَاَیْتُ اللّٰهَ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ اَبِیْ بَکْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَقُّ

ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور ابوبکر صدیق رض خلیفہ ہوئے اور عرب کے لوگ جو کافر ہوگئے کافر ہو گئے **ف** خطابی نے کہا جو لوگ اسلام سے پھر گئے تھے وہ دو طرح کے تھے ایک تو وہ جو بالکل دین اسلام کو چھوڑ کر اپنے کفر کی حالت کیطرف پھر لوٹ گئے تھے اور ابو ہریرہ نے جو کہا کافر ہوگئے عرب کے لوگ جو کافر ہوگئے اوس سے مراد اسی قسم کے لوگ ہین اور ایسے لوگون مین بھی دو گروہ تھے ایک گروہ تو مسیلمہ کذاب کا جو اُسکو پیغمبر جانتے تھے اور اسود عنسی کا اور اس کے قبول کرنیوالے یمن کے لوگون مین سے یہ فرقہ تو بالکل ہمارے پیغمبر کی نبوت کا انکار کرتا تھا اور مسیلمہ یا اسود کو پیغمبر سمجھتا ابوبکر صدیق نے ان سے لڑنا شروع کیا یہانتک کہ مسیلمہ یمامہ مین اور اسود عنسی صنعا مین مارا گیا اور اونکی جماعتین ٹوٹ گئین اور اکثر اُن مین کے مارے گئے دوسرا گروہ وہ تھا جو دین سے پھر گیا تھا اور شرائع اور احکام دین کا منکر ہو کر نماز روزے کو چھوڑ دیا تھا اور پھر اوسی جاہلیت کے طریق پر چلنے لگا تھا اوس وقت خدا کو سجدہ صرف تین مسجدون مین ہوتا تھا ایک مکہ کی مسجد دوسری مدینہ کی مسجد تیسری عبد القیس کی مسجد بحرین مین دوسری طرح کے لوگ تھے جنہون نے نماز اور زکوۃ مین فرق نکالا تو نماز پڑھتے تھے لیکن زکوۃ وغیرہ سے انکار کیا یہ لوگ درحقیقت ایکقسم کے باغی تھے انہی لوگون کے بارے حضرت عمر کو شبہہ ہوا (السراج الوہاج) **ت** تو حضرت عمر نے ابوبکر سے کہا تم کیونکر لڑو گے ان لوگون سے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مجھے حکم ہوا لوگون سے لڑنیکا یہانتک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہین پھر جس نے لا الہ الا اللہ کہا اور اسکو سچا لیا مجھسے اپنے مال اور جان کو مگر کسی حق کے بدلے (یعنی کسی قصور کے بدلے جیسے زنا کرے یا خون کرے تو بچا دیگا) پھر حساب اُسکا اللہ پر ہے (اگر اوسکے دل مین کفر ہو اور ظاہر مین ڈر کے مارے مسلمان

ہو گیا ہو تو قیامت مین اللہ اوسکے سے سمجھ لیگا پر دنیا مین اس سے کوئی مواخذہ نہو گا **ف** تو حضرت عمر کا اعتراض بظاہر
ظاہر حدیث کے تہا کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے لا آلہ الا اللہ کہا اوسنے بچا لیا اپنے مال اور جان کو
اور یہ لوگ لا الہ الا اللہ کہتے ہین صرف زکوۃ دینے سے انکار کرتے ہین پہر ان سے لڑنا اور انکی مال اور جان لینا کیونکر درست
ہو گا **ف** حضرت ابو بکر نے کہا قسم خدا کی مین تو لڑون گا اوس شخص سے جو فرق کرے نماز اور زکوۃ مین اس لیے
کہ زکوۃ مال کا حق ہے **ف** مطلب حضرت ابو بکر کا یہ تہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال اور جان کی حفاظت
معلق کی ہے شرطون پر اور جو حکم معلق ہو دو شرطون پر وہ ایک شرط کے ہونے سے حاصل نہین ہوتا جب دوسری
شرط نہو پہر قیاس کیا اوسکا نماز سے بعد اوسکے زکوۃ کو نماز کے مثل قرار دیا اور اس حدیث مین دلیل ہے اس بات
کی کہ جو شخص نماز چہوڑ دے اوس سے لڑائی درست ہے باجماع صحابہ جب ابو بکر نے زکوۃ کو جو مختلف فیہ تہی نماز کی مثل
قرار دیا جو متفق علیہ تہی تو اس معاملہ مین حضرت عمر رضنے عموم حدیث سے استدلال کیا اور ابو بکر نے قیاس سے
اور معلوم ہوا کہ عام کی تخصیص قیاس سے ہوسکتی ہے **ف** قسم خدا کی اگر وہ ایک عقال کو روکین گے جو دیا
کرتے تہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو مین لڑون گا اون سے اوسکے نہ دینے پر **ف** مسلم مین عقالا مروی ہے
اور ایسا ہی بخاری مین اور بعضی روایتون مین عقال کے بدلے عناق ہے عناق کہتے ہین بکری کے بچے
کو اور دونون صحیح ہین اور محمول ہین اس امر پر کہ ابو بکر نے دو مرتبہ یہ کلام کہا ہو گا ایک بار عقال کہا اور ایکبار
عناق تو روایت کیے گئے اون سے دونون لفظ تو عناق سے مراد بکریون کے بچے ہین جنکی مائین مر گئی ہون اور
عقال سے مراد ایک سال کی زکوۃ ہے اور بعضون نے کہا کہ عقال وہ رسی ہے جس سے اونٹ کو باندہتے ہین اور
نووی نے اسکو صحیح کہا کیونکہ یہ موقع شدت اور مبالغہ کا ہے تو جہانتک عقال کی تحقیر ہو مناسب ہے اور جب
ایک سال کی زکوۃ مراد لین تو یہ مطلب حاصل نہین ہوتا (السراج الوہاج) **ف** حضرت عمر نے کہا قسم خدا
کی پہر وہ کچہ نہ تہا مگر مین نے یقین کیا کہ اللہ جل جلالہ نے ابو بکر کا سینہ کہولدیا ہے لڑائی کے لیے (یعنی انکے
دل مین یہ بات ڈالدی تب مین نے جانا کہ یہی حق ہے **ف** نووی نے کہا حضرت عمر نے ابو بکر کی تقلید نہین
کی اسواسطے کہ عمر خود مجتہد تہے اور مجتہد کو درست نہین دوسرے مجتہد کی تقلید کرنا اور روافض نے یہ خیال کیا ہے
کہ حضرت عمر نے ابو بکر کی تقلید کی اور بنا اسکی اون کے خیال فاسد پر ہے کہ امام کو معصوم ہونا ضرور ہے یہ انکی
کہلی ہوئی جہالت ہے (السراج الوہاج) نووی نے کہا بعض رافضیون نے یہ خیال کیا ہے کہ ابو بکر رض نے سب سے
پہلے مسلمانون کو قید اور قتل کیا حالانکہ وہ لوگ زکوۃ کے باب مین تاویل کرتے تہے اور کہتے تہے قرآن مین

یہ جو حکم ہے خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً الآیة تو یہ خطاب خاص ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس واسطے کہ تطہیر یعنے
پاک کرنا گناہون سے اور تزکیہ اور صلاۃ دوسرے سے نہین ہو سکتا خطابی نے کہا یہ خیال ایسے لوگون کا ہے جن کو دین
سے ذرا بہرہ نہین اور اُنکے عمدہ مقاصد افترا اور بہتان اور سلف کی برائی ہے اور ہم اوپر بیان کر چکے ہین کہ
اسلام کے مرتد ہو جانے والے لوگ کئی طرح کے ہین بعضے تو بالکل دین سے پھر گئے تھے اور مسیلمہ وغیرہ کو پیغمبر جاننے لگے
تھے اور بعضون نے نماز اور زکوۃ اور تمام شرائع کو ترک کر دیا تھا پھر انہی لوگون کو صحابہ نے کافر سمجھا اور ابو بکر نے ان سے
لڑائی کی اور انکی عورتون اور بچون کو لونڈی غلام بنایا اور اکثر صحابہ نے اس بات مین ابو بکر کی موافقت کی خود
حضرت علی نے بنی حنیفہ کے قیدیون مین سے ایک عورت کو لونڈی بنایا جس کے پیٹ سے محمد بن الحنفیہ پیدا ہوئے پھر صحابہ
کا زمانہ گذرنے سے پہلے اس بات پر اتفاق ہو گیا کہ مرتد کو قید نہ کرنا چاہیے بلکہ قتل کرنا چاہیے اور وہ لوگ جنہون
نے زکوۃ دینے سے انکار کیا تھا وہ دین پر قائم تھے پر باغی تھے اور اگرچہ اُن مین کے بعض زکوۃ دینے پر راضی
ہوئے تھے پر اون کے سردارون نے اونکو زکوۃ دینے سے روکا جیسے بنی یربوع وہ زکوۃ دینے پر مستعد ہو گئے تھے اور
مال زکوۃ جمع کر کے روانہ کرنے والے تھے کہ مالک بن نویرہ نے اونکو روکا پھر ان لوگون کو خاص کر کے کافر
نہین کہا اگرچہ یہ بھی ایک قسم کے مرتد تھے کیونکہ مرتد لوگون کے شریک ہو گئے تھے دین کی بعض باتین موقوف
کرنے مین اسلیے کہ ردۃ کا اطلاق ہر گمراہ پر ہوتا ہے اور ہر اوس شخص پر جو پہلے ایک کام کیطرف توجہ رکھتا ہو
پھر اوس سے پھر جاوے اور یہ لوگ بھی اطاعت سے پھر گئے تھے اور حق کو روکتے تھے تو یہ قبیح لقب مرتد کا
اون کے ساتھ بھی لگ گیا اور دینداری جاتی رہی اور یہ جو انہون نے استدلال کیا تھا قرآن سے
کہ قرآن مین خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ مین خطاب خاص ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو قرآن کے خطاب تین طرح
کے ہین ایک خطاب عام جیسے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ یعنے ایمان والو جب تم کھڑے ہو نماز کے
لیے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ ای ایمان والو فرض ہین تم پر روزے اور ایک خطاب خاص حضرت کے
لیے جسمین دوسرا شریک نہین ہو سکتا وہ جب ہے کہ آیت مین صاف اشارہ ہو کہ یہ حکم پیغمبر کے ساتھ خاص ہے جیسے
وَمِنَ اللَّیْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّکَ اور جیسے فرمایا خَالِصَةً لَّکَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اور ایک خطاب وہ ہے جو اللہ تعالے نے
اپنے پیغمبر کو مخاطب کیا ہے پر اوس مین پیغمبر اور سب امت کے لوگ برابر ہین جیسے اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ
قائم کر نماز کو آفتاب کے ڈھلتے ہی اور جیسے فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ یعنے جب تو قرآن
پڑھنے لگے تو پناہ مانگ شیطان مردود سے اور جیسے وَاِذَا کُنْتَ فِیْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوۃَ اور یہ سب خطاب موجہ

امین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص نہین بلکہ سب امت اوس مین شریک ہے اسی طرح یہ خطاب بھی
ہے خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً الآیۃ تو جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کا قائم مقام ہو
وہ اس پر عمل کر سکتا ہے اور یہ ایسی ہی مثل ہے یہ آیت یَا اَیُّہَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ کہ خطاب ہے نبی کیطرف
اور حکم ہے سب مسلمانون کو بلکہ بعض مقامون مین خطاب ہے پیغمبر کیطرف اور مراد اور لوگ ہین جیسے فَاِنْ کُنْتَ
فِیْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ الآیۃ کہ حضرت کو شک نہ تھی اوس مین جو آپ پر اوترتا تھا رہا تطہیر اور تزکیہ
اور دعا تو یہ ہر ایک امام کر سکتا ہے صاحب صدقہ کے لیے اور جو ثواب جس عمل پر وارد ہوا ہے وہ قائم
ہے آپ کی وفات سے موقوف نہین ہو گیا اور امام اور عامل کو مستحب ہے کہ صدقہ دینے والے کے لیے
دعا کرے اوس کے مال کی ترقی اور برکت کے لیے اور امید ہے کہ اللہ تعالی اوسکی دعا کو قبول کریگا اور
اُسکے سوال کو رد نہ کریگا اگر کوئی یہ کہے کہ جن لوگون نے اوس زمانے مین زکوۃ نہ دینے کے لیے تاویل کی
تھی وہ باغی قرار پائے اب اگر اس زمانے مین بھی کوئی زکوۃ کی فرضیت کا انکار کرے اور اُسکو ادا نکرے
تو کیا اُسکا حکم مثل باغیون کے ہوگا تو جواب اُسکا یہ ہے کہ نہین اس زمانے مین جو کوئی زکوۃ کی فرضیت کا
انکار کرے وہ بالاجماع کافر ہے اور وجہ اسکی یہ ہے کہ وہ لوگ معذور تھے کئی وجہون سے ایک تو یہ کہ زمانہ نبوت
کا اُن سے قریب تھا جب احکام منسوخ ہوتے رہتے دوسرے یہ کہ وے لوگ نادان تھے اور نئے مسلمان ہوئے تھے
اسلیے شبہہ مین پڑ گئے اب تو دین اسلام شایع اور مشہور ہو گیا اور دین کی باتین خاص اور عام سب کو معلوم
ہو گئین اب عالم کیا جاہل تک جانتا ہے کہ زکوۃ اسلام کا ایک رکن ہے تو اب کوئی معذور نہ ہوگا اور اسکے انکار مین
اسیطرح حکم ہے ہر ایک شخص کا جو انکار کرے امت کے اجماعی کامون مین سے کسی کام کا جو مشہور ہو جیسے پانچون نمازون کا
یا رمضان کے روزون کا یا جنابت سے غسل کرنے کا یا زنا کے حرام ہونیکا یا شراب کے حرام ہونیکا یا محرم عورتون سے نکاح
حرام ہونیکا البتہ اگر کوئی اس زمانے مین بھی نو مسلم ہو اور ارکان اسلام کو اچھی طرح نہ جانتا ہو وہ اگر انکار کرے
نادانستہ تو کافر نہوگا اور اسلام کا اطلاق اس پر باقی رہیگا اور جو باتین امت کی اجماعی ہین پر خاص و عام مین مشہور
نہین اون کا انکار کفر نہوگا جیسے پھوپھی اور بھتیجی مین جمع کرنا یا خالہ اور بھانجی مین یا قاتل کو میراث نہ دلانا یا دادی
کو چھٹا حصہ ملنا (انتہی باختصار) السراج الوہاج مین ہے کہ ابو بکر صدیق جو دلیل لائے اور عمر نے جو اعتراض کیا اس
سے معلوم ہوتا ہے کہ انکو دوسری روایت کی خبر نہین ہوئی جسکو ابو ہریرۃ نے روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و
سلم نے فرمایا مجھے حکم ہوا لوگون سے لڑنے کا یہانتک کہ وہ گواہی دین اسبات کی کوئی معبود برحق نہین

سوا خدا کے اور یقین لاوین میری اور پر اور اوسپر جو مین لایا جب ایسا کرین گے تو بچا لیا انہون نے اپنی جانون اور
مالون کو مگر حق کے بدلے پھر حساب انکا اللہ پر ہی اور ابن عمر کی روایت مین ہے گواہی دین اسبات کی کوئی معبود
برحق نہین سوا خدا کے اور محمد اوسکے رسول ہین اور ادا کرین نماز کو اور دیوین زکوۃ کو اور انس کی روایت مین ہے
کہ منہ کرین نماز مین ہمارے قبلہ کی طرف اور کہاوین ہمارا ذبح کیا ہوا جانور اور ہماری سی نماز پڑہین اسلیے کہ اگر
حضرت عمر کو ان روایتون کی خبر ہوتی تو یہ اعتراض ہی نکرتے اور ابوبکر کو اگر خبر ہوتی تو وہ حدیث سے دلیل لاتے
قیاس کیون کرتے۔ اس حدیث سے بہت سی باتین معلوم ہوئین ایک تو قیاس کا حجت ہونا اور اوسپر عمل کرنا دوسرے
نماز یا زکوۃ یا اور فرائض اسلام کو ادا نکرنے والون سے لڑنا تیسرے مانعین سے لڑنے کی اجازت چوتھی امام کو اجتہاد
درست ہونا ضرورت کے وقت اور بحث کرنا امام سے نووی نے کہا کہ قاضی عیاض نے کہا کہ لا الہ الا اللہ کہنے پر جان
اور مال محفوظ رہنا عرب کے مشرک اور بت پرستون کے لیے ہے اور اُن کے سوا اور کافر جو توحید کا اقرار کرتے ہین
جیسے اہل کتاب وغیرہ وہ صرف توحید کی وجہ سے بچ نہین سکتے اسلیے دوسری حدیث مین اتنا زیادہ ہے کہ مجھکو رسول مانین
اور نماز پڑہین اور زکوۃ دین اور اسکے ساتھ یہ بھی ضرور ہے کہ جتنے احکام اور مسائل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت
ہین اون سب کو مانین پھر نووی نے کہا کہ علما نے اختلاف کیا ہے زندیق کی توبہ قبول کرنے مین یعنی جو بالکل شریعت
اور دین کا منکر ہو (جیسے ہماری اس حالی زمانے مین ایک فرقہ نکلا ہے جسکو نیچری یعنے طبعی کہتے ہین) تو اس مین
پانچ قول ہین سب مین صحیح اور صواب یہ ہے کہ توبہ اوسکی قبول ہے بسبب احادیث صحیحہ مطلقہ کے اور ایک قول یہ ہے
کہ اوس کی توبہ ہرگز قبول نہین بلکہ اوسکو قتل کرنا چاہیے پھر اگر وہ درحقیقت سچا ہوگا تو آخرت مین اوسکو نجات ہوگی
ایک قول یہ ہے کہ پہلی بار کی توبہ مقبول ہے پھر اگر کفر اختیار کرے تو مقبول نہین ایک قول یہ ہے کہ وہ اگر خود توبہ کرے
تو قبول ہے اور جو تلوار کے ڈر سے کرے تو قبول نہین ایک قول یہ ہے کہ وہ اگر دوسرے کو بھی گمراہی کی طرف بلاتا
ہو تو اوس کی توبہ قبول نہین ورنہ قبول ہے انتہے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَدْ عَصَمَ مِنِّیْ
مَالَهٗ وَنَفْسَهٗ اِلَّا بِحَقِّهٖ وَحِسَابُهٗ عَلَی اللّٰهِ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے
حکم ہوا لوگون سے لڑنے کا یہانتک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہین پھر جس نے لا الہ الا اللہ کہا اوس نے بچا لیا مجھ سے اپنے
مال اور جان کو مگر کسی حق کے بدلے اور حساب اوسکا اللہ پر ہے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَشْهَدُوْا اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَیُؤْمِنُوْا بِیْ وَ

بِمَا جِئْتُ بِهِ فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَصَمُوْا مِنِّیْ دِمَاءَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَی
اللّٰهِ ترجمہ ابوہریرہ رضی سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم ہوا لوگوں سے لڑنیکا یہانتک کہ
وہ گواہی دیں اس بات کی کوئی معبود برحق نہیں سوا خدا کے اور ایمان لاویں مجھ پر کہ میں اللہ کا بھیجا ہوا ہوں
اور اُس پر جسکو میں لیکر آیا (یعنی قرآن پر اور شریعت کی تمام احکام پر) جب وہ ایسا کریں تو انہوں نے
بچا لیا اپنی جانوں اور مالوں کو مگر کسی حق کے بدلے اور حساب انکا اللہ پر ہے **ف** نووی نے کہا اس حدیث
میں بیان ہے اس بات کا جو دوسری روایتوں میں اختصار کیا گیا صرف لا اله الا الله کہنے سے یعنی اس حدیث سے صاف
معلوم ہوتا ہے کہ اوپر کی روایتیں جنمیں صرف لا اله الا الله کہنے کا بیان ہے مختصر اور مجمل میں جان اور مال بچنے
کے لیے جیسے لا اله الا الله کا اقرار ضرور ہے ویسے ہی محمد رسول اللہ کا بھی بلکہ قرآن اور حدیث اور تمام احکام شریعت
کا ماننا جسکا ثبوت بتواتر یقین کو پہونچ گیا ہے ضرور ہے اور اسکا بیان بتفصیل اوپر گذر چکا اور اس حدیث سے معلوم
ہوتا ہے کہ جب آدمی دین اسلام پر مضبوط عقیدہ رکھے اور شک نکرے تو وہ مومن ہے اور موحد اور یہ ضرور نہیں کہ اہل
کلام کے دلائل کو دریافت کرے اور خدا کو اُن دلیلوں سے پہچانے یہی قول ہے محققین اور جمہور سلف کا اور بعض لوگوں
کے نزدیک ایمان پورے ہونیکے لیے دلائل کا پہچاننا ضرور ہے اور یہ قول ہے معتزلہ اور بعض اشاعرہ کا اور یہ خطا ہے
اس لیے کہ مقصود یقین ہے اور وہ حاصل ہو گیا تقلید سے بھی دوسرے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی صرف
یقین کو کافی سمجھا اور دلائل دریافت کرنیکی شرط نہیں کی **عَنْ** جَابِرٍ وَاَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَاِذَا قَالُوْا لَا اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ عَصَمُوْا مِنِّیْ دِمَاءَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَی اللّٰهِ ثُمَّ قَرَأَ اِنَّمَا اَنْتَ مُذَكِّرٌ
لَسْتَ عَلَیْهِمْ بِمُصَیْطِرٍ ترجمہ جابر اور ابوہریرہ رضی سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم
ہوا لوگوں سے لڑنیکا یہانتک کہ وہ لا اله الا الله کہیں پھر جب انہوں نے لا اله الا الله کہا تو بچا لیا مجھ سے اپنی جانوں اور
مالوں کو مگر حق کے بدلے اور حساب انکا اللہ پر ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی اِنَّمَا اَنْتَ مُذَكِّرٌ لَسْتَ عَلَیْهِمْ
بِمُصَیْطِرٍ یعنی تو تو نصیحت کرنیوالا ہے لوگوں کو تیرا کچھ زور اور جبر نہیں (یہ آیت اُسوقت کی ہے جب جہاد فرض نہ ہوا
تھا) **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ
النَّاسَ حَتّٰی یَشْهَدُوْا اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوا الزَّكٰوةَ
فَاِذَا فَعَلُوْا عَصَمُوْا مِنِّیْ دِمَاءَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَی اللّٰهِ ترجمہ عبداللہ بن عمر رضی سے روایت

ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم ہوا لوگوں سے لڑنے کا یہانتک کہ گواہی دیں اس بات کی کہ کوئی معبود
برحق نہیں سوا خدا کے اور بیشک محمد اوس کے رسول ہیں اور قائم کریں نماز کو اور دیویں زکوٰۃ کو پھر جب کریں تو بچا لیا انہون
نے مجھ سے اپنی جانون اور مالون کو مگر حق کے بدلے اور حساب اون کا اللہ پر ہے ف اسراج الوہاج مین ہے
کہ امام شوکانی سے سوال ہوا وہ لوگ جو جنگل مین رہتے ہین اور کوئی حکم شرعی بجا نہین لاتے نہ نماز نہ روزہ صرف زبان
سے کلمہ شہادت پڑھتے ہین وہ کافر ہین یا مسلمان اور آیا مسلمانون کو ان سے جہاد کرنا چاہیے یا نہین تو جواب
دیا انہون نے ارشاد السائل مین کہ جو شخص ارکان اسلام اور فرائض اسلام کو بالکل ترک کرے اور اوسکے پاس کچھ نہو
سوا زبان سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے کے تو بیشک کافر ہے اور شدید الکفر اوسکا جان اور مال حلال ہے
اس لیے کہ صحیح حدیثون سے یہ بات ثابت ہے کہ جان اور مال اوسوقت بچیگی جب ارکان اسلام کو ادا کرے تو ایسے کافرون
کے قریب جو مسلمان رہتے ہون اون پر واجب ہے کہ اون کافرون کو اسلام کے احکام بتلاوین اور اونکے بجا لانیکے لیے اون کو
دعوت کرین اور پہلے نرمی اور سہولت سے ثواب کی رغبت دلا کر اور عذاب سے ڈرا کر اونکو سمجھا دین اگر وہ مان
لین اور ارکان اسلام ادا کرنے لگین تو خیر اور جو انکار کرین اور نہ مانین تو مسلمانون کو جہاد کرنا چاہیے اون پر
اور جب تک وہ اعمال اسلام بجا نہ لاوین انکا خون اور مال حلال ہے اور اون کا حکم ایسا ہے جیسے جاہلیت کے لوگون
کا اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے کھول کے بیان کر دیا ہے ان باتون کو جو کافرون کے ساتھ لڑنے سے متعلق
ہین اور آیات قرآنی اور احادیث نبوی اس باب مین بہت ہین ہر شخص کو معلوم ہین بلکہ خاص اسی امر کے لیے
اللہ جل جلالہ نے اپنے رسول کو بھیجا اور کتابین اتارین اور زیادہ اس کا بیان کرنا بیفائدہ طول ہے حاصل کلام یہ ہے
کہ جب اون لوگون نے اصرار کیا کفر پر تو وہ ملک دار الحرب ہے بلا شک اور بلا شبہ اور جو احکام دار الحرب کے ہین وہی
احکام اون کے ملک کے ہونگے اور اختلاف کیا ہے مسلمانون نے کہ کافرون کے ملک پر جہاد کرنے کے لیے امام کا ہونا
ضرور ہے یا نہین لیکن حق یہ ہے کہ ضرور نہین اور یہ جہاد واجب ہے ہر ایک شخص پر جو مسلمان ہو اور آیات قرآنی
اور احادیث نبوی مطلق ہین اون مین کوئی قید نہین انتہی عَنْ اَبِیْ مَالِكٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ سَمِعْتُ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَكَفَرَ بِمَا يُعْبَدُ مِنْ دُوْنِ
اللّٰهِ حَرُمَ مَالُهٗ وَدَمُهٗ وَحِسَابُهٗ عَلَى اللّٰهِ ترجمہ ابو مالک سے روایت ہے اس نے سنا اپنے باپ سے کہا کہ سنا مین نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جس شخص نے لا الہ الا اللہ کہا اور انکار کیا اون چیزون کو جنکو لوگ پوجتے ہین
سوا خدا کے (آدمی ہو یا جن اوتار یا جھاڑ پہاڑ یا بت وغیرہ) تو حرام ہو گیا مال اسکا اور خون اسکا اور حساب اسکا اللہ

ہے عن ابی مالک عن ابیہ انہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول من وحد
اللہ ثم ذکر بمثلہ ترجمہ ابو مالک سے روایت ہے اوس نے سنا اپنے باپ سے اوس نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے آپ نے فرمایا جو ایک جانے اللہ کو پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گذری **باب** الدلیل
علی صحۃ اسلام من حضرہ الموت ما لم یشرع فی النزع وھو الغرغرۃ ونسخ جواز الاستغفار
للمشرکین والدلیل علی ان من مات علی الشرک فھو من اصحاب الجحیم ولا ینقذہ عن
ذلک شی من الوسائل باب بیان میں اس بات کے کہ جو شخص مرتے وقت مسلمان ہو تو اسلام اسکا صحیح ہے
جب تک حالت نزع نہ ہو یعنی جان کنی شروع ہو اور مشرکین کے لیے دعا کرنا منع ہے اور جو مر جاویگا شرک پر وہ جہنمی ہے
کوئی وسیلہ اوسکے کام نہ آویگا **عن** سعید بن المسیب عن ابیہ قال لما حضرت ابا طالب
الوفاۃ جاءہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوجد عندہ ابا جھل وعبد اللہ بن ابی
امیۃ بن المغیرۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا عم قل لا الہ الا اللہ کلمۃ اشھد
لک بھا عند اللہ فقال ابو جھل وعبد اللہ بن ابی امیۃ یا ابا طالب اترغب عن ملۃ
عبد المطلب فلم یزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعرضھا علیہ ویعید لہ تلک
المقالۃ حتی قال ابو طالب آخر ما کلمھم ھو علی ملۃ عبد المطلب وابی ان یقول لا
الہ الا اللہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما واللہ لاستغفرن لک ما لم انہ عنک
فانزل اللہ عزوجل ما کان للنبی والذین آمنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربی من
بعد ما تبین لھم انھم اصحاب الجحیم وانزل اللہ تعالی فی ابی طالب فقال لرسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم انک لا تھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء وھو اعلم
بالمھتدین ترجمہ سعید بن مسیب (جو مشہور تابعین میں سے ہیں ابن مدینی نے کہا میں نے اون سے زیادہ علم میں
کوئی تابعی نہیں پایا فقیہ ہیں امام ہیں) روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے (مسیب بن حزن بن عمرو بن عابد بن عمران
بن مخزوم قرشی مخزومی سے جو صحابی ہیں **ف** اس حدیث کو بخاری اور مسلم دونوں نے روایت کیا حالانکہ مسیب
سے اسکا راوی کوئی نہیں سوا اون کے بیٹے سعید کے تو رد ہو گیا حاکم کے قول کا کہ بخاری اور مسلم نے کوئی حدیث
ایسی روایت نہیں کی جسکا راوی ایک ہی شخص ہو اور شاید مراد اون کی یہ ہو کہ سوا صحابہ کے اور شخصوں سے روایت
کرنیوالے کم سے کم دو چاہییں (نووی) **ف** انہوں نے کہا جب ابو طالب بن عبد المطلب (رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا اور پرورش کرنیوالے) مرنے لگے ف یعنی بیماری کی شدت ہوئی اور موت کا
یقین ہو گیا یہ نہیں مراد ہے کہ سکرات شروع ہو گئی کیونکہ نزع اور سکرات کیوقت توبہ قبول نہیں فرمایا اللہ جل جلالہ
نے ولَیسَتِ التَّوبَۃُ لِلَّذِینَ یَعمَلُونَ السَّیِّاٰتِ حَتّٰی اِذَا حَضَرَ اَحَدَہُمُ المَوتُ قَالَ اِنِّی تُبتُ الاٰنَ یعنی نہیں ہے توبہ ان لوگوں
کے لیے جو گناہ کرتے ہیں پھر جب موت سامنے آگئی تو کہنے لگے ہم نے اب توبہ کی اور اسکی دلیل یہ ہے کہ ابو طالب سے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے گفتگو کی اور مشرکوں نے آپکے خلاف انکو سمجھایا آخر ابو طالب نے مشرکوں کا کہنا مانا تو معلوم
ہوا کہ نزع کیحالت نہ تھی قاضی عیاض نے کہا بعض متکلمین نے یہاں یہ معنے کیے ہیں کہ نزع کیحالت ابو طالب پر طاری
ہوئی اور یہ صحیح نہیں ہے ف تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اون کے پاس تشریف لائے اور وہاں ابو جہل
(عمرو بن ہشام) اور عبد اللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ کو بیٹھا دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ای چچا میرے
تم کہہ لو لا الہ الا اللہ ایک کلمہ میں اللہ کے پاس اسکا گواہ رہوں گا تمہارے لیے (یعنے خدای عزوجل سی قیامت کے
روز عرض کرونگا کہ ابو طالب موحد تھے اور انکو جہنم سے نجات ہونا چاہیے انہوں نے آخر وقت میں کلمہ توحید کا
اقرار کیا تھا ابو جہل اور عبد اللہ بن امیہ بولے ای ابو طالب تم اپنے باپ عبد المطلب کا دین نہیں چاہتے پھر رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برابر یہی بات اون سی کہتے رہے (یعنے کلمہ توحید پڑہنے کے لیے) (ادہر ابو جہل اور عبد اللہ
بن امیہ اپنی بات بکتے رہے) یہانتک کہ ابو طالب نے اخیر بات جو کی وہ یہ تھی میں عبد المطلب کے دین پر ہوں ف
تو ابو طالب نے دین اسلام کو قبول نہیں کیا اور اپنی قوم کا پاس کیا اور جہنم اختیار کیا السراج الوہاج میں ہے کہ اس حدیث
میں دلیل ہے اسبات کی کہ عبد المطلب بھی کفر پر مرے تھے جیسے ابو طالب امام ابو حنیفہ نے فقہ اکبر میں صاف لکھا
ہے کہ ابو طالب کفر پر مرے ف اور انکار کیا لا الہ الا اللہ کہنے سے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
قسم خدا کی میں تو تمہارے لیے دعا کروں گا (بخشش کی) جب تک مجھکو منع نہو ف نووی نے کہا اس
حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قسم کہانا خود بخود بغیر اس کے کہ دوسرا قسم کہلاوے درست ہے اور اس جگہ قسم
تاکید مقصود ہے کہ میں ضرور استغفار کرونگا تمہارے لیے اور یہ ابو طالب کو خوش کرنے کے لیے آپ نے فرمایا اور
مکے میں ہجرت سے کچھ ہی پہلے ہوئی ابن فارس نے کہا ابو طالب جب مرے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف
انچاس برس کی تھی آٹھ مہینے گیارہ دن اوپر اور ابو طالب کے وفات کے تین روز بعد ام المومنین خدیجہ کا انتقال
ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رنج کے بعد دوسرا رنج ہوا اسی واسطے اس سال کو عام الحزن کہتے ہیں ف
تب اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری مَاکَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِینَ اٰمَنُوا اخیر تک یعنی نبی کو اور مسلمانوں کو یہ درست نہ

کہ دعا کریں مشرکوں کے لیے اگرچہ وہ ناتے والے ہوں جب معلوم ہو گیا کہ وہ جہنمی ہیں پھر اللہ تعالی نے ابوطالب کی شان میں یہ آیت اتاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا اِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ اَحْبَبْتَ اخیر تک یعنے تم راہ پر نہیں لا سکتے جسکو چاہو لیکن اللہ راہ پر لا سکتا ہے جسکو چاہے **ف** نووی نے کہا مفسرین کا اتفاق ہے اس بات پر کہ یہ آیت ابوطالب کے باب میں اتری ہے زجاج نے بھی اسپر اجماع نقل کیا ہے **ت** اور وہ جانتا ہے اُن لوگوں کو جن کی قسمت میں ہدایت ہے **عن** الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ اَنَّ حَدِيْثَ صَالِحٍ انْتَهٰى عِنْدَ قَوْلِهٖ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ وَلَمْ يَذْكُرِ الْاٰيَتَيْنِ وَقَالَ فِيْ حَدِيْثِهٖ وَيَعُوْدَانِ بِتِلْكَ الْمَقَالَةِ وَفِيْ حَدِيْثِ مَعْمَرٍ مَكَانَ هٰذِهِ الْمَقَالَةِ الْكَلِمَةُ فَلَمْ يَزَالَا بِهٖ **ترجمہ** دوسری روایت بھی اسیطرح ہے مگر چند لفظوں کا فرق ہے پر مطلب ایک ہے **عن** اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَمِّهٖ عِنْدَ الْمَوْتِ قُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَبٰى قَالَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ الْاٰيَةَ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا سے مرتے وقت کہا تم لا آلہ الا اللہ کہو میں اسکا گواہ ہونگا تمہارے لیے قیامت کے دن انہوں نے انکار کیا تب اللہ تعالی نے یہ آیت اوتاری انک لا تہدی من احببت اخیر تک **عن** اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَمِّهٖ قُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ لَوْلَا اَنْ تُعَيِّرَنِيْ قُرَيْشٌ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا حَمَلَهٗ عَلٰى ذٰلِكَ الْجَزَعُ لَاَقْرَرْتُ بِهَا عَيْنَكَ (ن عينك) فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا سے فرمایا کہو لا آلہ الا اللہ میں اس بات کی گواہی دونگا تمہارے لیے قیامت کے دن انہوں نے کہا اگر قریش مجھے عیب نہ لگاتے کہتے وہ کہیں گے ابوطالب ڈر گیا یا وحشت میں آگیا البتہ میں ٹھنڈی کرتا تمہاری آنکھ یہ کہکر (یعنے تمکو خوش کر دیتا اور لا آلہ الا اللہ کا اقرار کر لیتا پر قریش کے لوگوں سے مجھے شرم آتی ہے وہ کہیں گے ابوطالب ایسا دل کا بودا اور کچا تھا کہ مرتے وقت ڈر کے مارے (اپنا دین بدل ڈالا) تب اللہ تعالی نے یہ آیت اوتاری انک لا تہدی من احببت ولکن اللہ یہدی من یشاء آخر

باب الدَّلِيْلِ عَلٰى اَنَّ مَنْ مَاتَ عَلَى التَّوْحِيْدِ دَخَلَ الْجَنَّةَ قَطْعًا

باب بیان میں اس بات کے کہ جو کوئی توحید کے اوپر مریگا (یعنے مشرک نہوگا اور خدا کو ایک جانتا ہوگا اور کسی کو اسکے ساتھ شریک نکرتا ہوگا) تو جنت میں جاویگا **ف** ایک نہ ایک روز اگرچہ تھوڑے دنوں عذاب پاوے اپنی

اور گناہوں پر ہمیشہ وہ جہنم مین نہین رہ سکتا نووی نے کہا اہل سنت اور اہل حق کا سلف اور خلف مین یہ اعتقاد ہی کہ جو شخص توحید پر مرے وہ ہر حال مین جنت مین جاویگا پہر اگر گناہون سے پاک ہو جیسے نابالغ یا مجنون جو بالغ ہوتے ہی مجنون ہوگیا ہو یا اوسنے توبہ صحیح کی ہو تمام گناہون سے اور پہر توبہ کے بعد کوئی گناہ نکیا ہو یا خدا کیطرف سے اوس کو توفیق ہوئی ہو گناہون سے بچنے کی وہ تو جنت مین جاویگا اور جہنم مین بالکل نجاویگا اور یہ جو آیت مین ہے کہ تم مین سے کوئی نہین مگر جہنم پر اوسکا ورود ہوگا تو ورود سے مراد مرور ہی یعنے گذرنا اوپر سے اور یہ گذرنا تو سب کیلیے ہی کیونکہ صراط یعنی پل جہنم کی اوپر ہے ہی اللہ ہمسکو جہنم سے اور سب آفتون سے بچاوے اور اگر اوسنے گناہ کبیرہ کیے ہون گے اور بغیر توبہ کے مرا ہے تو وہ اللہ کی مرضی پر ہے اگر چاہے اوسکا قصور معاف کردیوے اور اوسکو جنت مین لیجاوے اور اگر چاہے تو تہوڑے دنون اسکی قصور کے لائق عذاب دیکر پہر جنت مین لیجاوے پر وہ ہمیشہ جہنم مین نرہیگا تو جو شخص توحید پر مرے وہ کیسے ہی گناہ کرے ہمیشہ جہنم مین نرہیگا جیسے وہ شخص جو کفر پر مرے ہمیشہ جہنم مین رہیگا اور جنت مین نجاویگا اگرچہ کیسی ہی نیکیان کرے یہ مختصر بیان ہے عقیدہ اہل حق کا اس مسئلے مین اور کتاب اور سنت اور اجماع امت دلیل ہین اس اعتقاد کی اور نصوص متواتر ہین اس باب مین جن سے یقین حاصل ہو سکتا ہے پہر جب یہ قاعدہ ثابت اور مقرر ہو گیا تو اب جتنی حدیثین وارد ہون اگرچہ ظاہر مین کچہ اس قاعدے کے خلاف ہون پر انکو حمل کرنا چاہیے اسی قاعدے پر تاکہ ادلہ شرعیہ مین تناقض اور تخالف نہو اور خدا چاہے تو ہم بعض حدیثون کی تاویل بیان کرینگے جن سے اور حدیثون کی تاویل بہی معلوم ہو جاویگی انتہے عَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ مَاتَ وَھُوَ یَعْلَمُ اَنَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دَخَلَ الْجَنَّۃَ ترجمہ حضرت عثمان سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مرجاوے اور اسکو یقین ہو اس بات کا کہ کوئی لائق نہین عبادت کے سوا اللہ جل جلالہ کے تو وہ جنت مین جاویگا ف نووی نے کہا قاضی عیاض نے کہا اختلاف کیا ہی لوگون نے اوس شخص کے باب مین جو شہادتین کا قائل ہو یعنے توحید اور رسالت کا لیکن گنہگار ہو کر مرے تو مرجئہ ایک گمراہ فرقہ ہی وہ یہ کہتا ہے کہ ایمان کے ساتھہ کوئی گناہ ضرر نہین کرتا اور خوارج کہتے ہین کہ گناہ ضرر کرتا ہے اور آدمی گناہ کی وجہ سے کافر ہو جاتا ہے اور معتزلہ کہتے ہین کہ اگر اسکا گناہ کبیرہ ہے تو وہ ہمیشہ جہنم مین رہیگا اور نہ اسکو مومن کہین گے نہ کافر بلکہ فاسق کہینگے اور اشاعرہ کے نزدیک جو اہل سنت ہین وہ شخص مومن ہے اب اگر اسکا گناہ نہ بخشا جاوے اور اسکو عذاب ہو تو ہمیشہ نہوگا ایک نہ ایک دن وہ جنت مین جاویگا تو اس حدیث سے رد ہو گیا خوارج اور معتزلہ کا اور مرجئہ جو دلیل لاتے ہین اس حدیث سے اون کا جواب یہ ہی کہ تمہارا مطلب اس حدیث سے کہان نکلتا ہے اس حدیث مین تو یہ ہے کہ موحد جنت مین جاویگا پہر ہو سکتا

ہے کہ اوسکا گناہ بخش دیا جاوے یا شفاعت سے نجات ہو جہنم سے یا گناہ کے مقدار عذاب پاکر جنت میں جاوے اور تاویل
ضروری ہے اس لیے کہ بہت سے آیات اور احادیث سے گناہ گاروں کے لیے عذاب نکلتا ہے پھر نصوص شریعت کو ایک دوسرے کے
مطابق کرنا لازم ہے اور یہ جو فرمایا اس حدیث میں کہ اوسکو یقین ہو توحید کا تو رد ہو گیا بعض کے مذہب کا جو کہتے ہیں صرف
شہادتین کو زبان سے کہنے والا جنت میں جاویگا گو دل سے اوسپر اعتقاد نہ ہو اور دوسری حدیث میں آئی اور تاکید
مروی ہے یعنے اسکو شک نہ ہو اور یہ مذہب ہے ہمارے مذہب کے قاضی عیاض نے کہا اس حدیث سے حجت لاتا ہے وہ شخص جو
کہتا ہے صرف دل سے شہادتین کو پہچاننا کافی ہے زبان سے کہنا ضرور نہیں مگر اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ دل سے یقین کرنا
اور زبان سے اقرار کرنا دونوں ضرور ہیں اور جہنم سے نجات پانے کے لیے صرف ایک کافی نہیں البتہ جب زبان میں کوئی
آفت ہو جیسے گویائی نہ رہی یا مہلت نہ ہو زبان سے کہنے سے پہلے مر جاوے تو دل سے یقین کرنا کافی ہے اور اس حدیث میں
حجت نہیں اوس شخص کی جس نے خلاف کیا اہل سنت اور جماعت کا اس لیے کہ دوسری حدیث میں صاف وارد ہے جس نے
کہا لا الہ الا اللہ اور جس نے گواہی دی لا الہ الا اللہ اور معاذ کی روایت میں ہے جسکی اخیر بات لا الہ الا اللہ ہوگی وہ جنت میں
جاویگا اور ایک روایت میں ہے جو اللہ سے ملیگا اور اوسکے ساتھ کسی کو شریک نکیا ہو تو جنت میں جاویگا اور ایک روایت
میں ہے کوئی بندہ ایسا نہیں جو گواہی دے اس بات کی سوا اللہ کے کوئی سچا معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں مگر
اللہ حرام کر دیگا اوسکو جہنم پر اور ایسا ہی ہے عبادہ بن صامت اور عتبان بن مالک کی روایت میں عبادہ کی حدیث میں
اتنا زیادہ ہے کہ اوسکے اعمال چاہے جیسے ہوں اور ابی ہریرہ کی روایت میں ہے کہ وہ اللہ سے ملے اور اوسکو شک نہو شہادتین
میں تو جنت میں جاویگا اگرچہ زنا کرے یا چوری کرے ان سب احادیث کو مسلم نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے تو ایک جماعت
سلف سے ان میں سعید بن المسیب بھی ہیں یہ منقول ہے کہ یہ حدیثیں اوس وقت کی ہیں جب فرائض اور اوامر اور نواہی
نہ تھی اور بعضوں نے کہا یہ حدیثیں مجمل ہیں شرح کی محتاج ہیں اور مطلب انکا یہ ہے کہ شہادتین کا اقرار کرے اور
اون کے حقوق اور فرائض سب کو ادا کرے اور یہ قول ہے حسن بصری کا اور بعضوں نے کہا کہ یہ اوس شخص کے لیے
ہے جو کفر اور شرک سے شرمندہ ہو کر اسکا اقرار کرے پھر مر جاوے یہ قول بخاری کا ہے اور ان سب تاویلات کی ضرورت
اوسوقت ہے جب حدیث کو ظاہر پر رکھیں لیکن جب اپنے درجے اور مرتبے پر لیجاویں تو تاویل مشکل نہیں جیسے محققین علما
نے بیان کیا ہے تو پہلے یہ بات سمجھ لینا چاہیے کہ تمام اہلسنت سلف صالحین اور محدثین اور فقہا اور متکلمین کا یہ
مذہب ہے کہ گنہگار اللہ کی مشیت پر ہیں اور جو شخص ایمان پر مرے اور دل سے یقین رکھتا ہو شہادتین کا وہ جنت میں
جاویگا پھر اگر اوس نے گناہوں سے توبہ کر لی ہو یا گناہوں سے پاک ہو وہ تو جنت میں جاویگا اپنے پروردگار کی رحمت سے اور

حرام کیا جاویگا جہنم پر پہر اگر ان حدیثون کو ہم ایسے شخصون پر محمول کرین مطلب صاف ہوگا اور یہی مراد ہے حسن البصری اور بخاری کی اور اگر وہ شخص گناہون کے ساتھہ آلودہ ہو واجبات کا ترک کیا ہو یا حرام کا ارتکاب تو وہ اللہ کی مشیت پر ہی اوسکا یقین نہین ہو سکتا کہ وہ جہنم مین بالکل نہ جاویگا اور پہلے ہی پہل جنت مین چلا جاویگا لیکن اسکا یقین ہے کہ وہ ایکدن آخر کو ضرور جنت مین جاوے گا اور خدا کو اختیار ہے چاہے اوسکا گناہ معاف کر دیوے اور چاہے اسکو چندروز عذاب دیکر پہر جنت مین لیجاوے اور ممکن ہے کہ سب احادیث انہی معنے پر قائم رہین اور جمع بہی ہو جاوی اس طرح پر کہ جنت مین جانے سے یہ مراد ہو کہ جنت کا استحقاق اوسی ہوگیا یا بالفعل بعفو یا آئندہ بعد عذاب اور جہنم حرام ہونے سے یہ غرض ہو کہ ہمیشہ کا جہنم اوسپر حرام ہے اور دونون باتون مین خوارج اور معتزلہ کا خلاف ہے اور احتمال ہے کہ حدیث من کان آخر کلامہ لا الہ الا اللہ یعنی جسکی اخیر بات لا الہ الا اللہ ہوگی وہ جنت مین جاویگا یہ اوس شخص کے لیے ہو جسکی زبان سے مرتے وقت اخیر مین یہ کلمہ نکلے اور پہر بعد اوسکے دوسری بات نکرے اگرچہ اس سے پہلے گناہ کرچکا ہو پر شاید خاتمہ کلام کی وجہ سے خدا کی رحمت شامل حال ہو اور وہ جہنم سے بالکل نجات پاوے بر خلاف ان گنہگارون کے جنکی آخری بات یہ کلمہ نہو اسیطرح پر جو عبادہ کی حدیث مین ہے کہ وہ جنت کے جس دروازے مین سے چاہے جاوے وہ خاص ہو اوسکے لیے جو شہادتین کے ساتھہ ایمان اور توحید حقیقی کے ساتھہ متصف ہو اور اسکا ثواب اسقدر ہو جاوے کہ اوس کے گناہون سے بڑہ جاوے اور مغفرت اور رحمت کو واجب کرے تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا اور یہ نہایت عمدہ ہے لیکن ابن المسیب سے جو تاویل منقول ہے وہ ضعیف اور باطل ہے اس لیے کہ ابو ہریرہ بہت آخر مین اسلام لائی تہے جس سال خیبر فتح ہوا سنہ ۷ ہجری مین اور اسوقت تو تمام احکام شریعت جاری ہو چکے تہے اور سب فرائض مثل نماز اور روزے اور زکوۃ کے فرض ہو چکے تہے اور حج بہی فرض ہو گیا تہا اوس قول کے موافق جو کہتا ہے حج سنہ ۵ یا ۶ ہجری مین فرض ہوا اور بعضون نے کہا کہ سنہ ۹ ہجری مین فرض ہوا اور شیخ ابن الصلاح نے اسمقام مین ایک اور تاویل بیان کی ہے انہون نے کہا کہ شاید یہ قصور راویون کے حفظ اور قلت ضبط کی وجہ سے ہے نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف سے آپنے تو پورا پورا بیان دوسری حدیثون مین کیا ہے اور جائز ہے کہ یہ اختصار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہو بت پرستون کے ساتھہ خطاب کرنے مین کیونکہ توحید انکے لیے دین کے تمام باتون کو لازم کرتی تہی اور جو کافر توحید کا قائل نہ ہو جیسے بت پرست یا پارسی وہ لا الہ الا اللہ کہے اور اسکا وہ حال ہو جو اوپر ہم نے بیان کیا تو حکم کیا جاویگا اوسکی اسلام کا اور ہم وہ نہین کہینگے اس حال مین جیسے ہمارے بعض اصحاب نے کہا ہے کہ جو شخص لا الہ الا اللہ کہے اسکی اسلام کا حکم کیا جاویگا پہر اوس

پر جبر کرینگے اور احکام قبول کرنے کے لیے اس لیے کہ اوسکا قتل یہ تقاضا ہے کہ اسلام کے پورا کرنے کے لیے اون پر جبر
کرینگے اور اسکا حکم مثل مرتد کے ہوگا اگر وہ باقی احکام کو بجا نہ لاوے اور نفس الامر میں اور آخرت کے احکام میں وہ
مسلمان نہوگا حالانکہ ہم نے جسکو بیان کیا وہ نفس الامر اور آخرت کے احکام میں مسلمان ہین واللہ اعلم (نووی) —
عَنْ عُثْمَانَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ سَوَاءً ترجمہ حضرت عثمان   يقول
سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے

بَابٌ مِّنْهُ

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ
قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَسِيْرٍ قَالَ فَنَفِدَتْ اَزْوَادُ الْقَوْمِ قَالَ حَتّٰى هَمَّ
بِنَحْرِ بَعْضِ حَمَائِلِهِمْ قَالَ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ جَمَعْتَ مَا بَقِيَ مِنْ اَزْوَادِ الْقَوْمِ فَدَعَوْتَ اللّٰهَ   جمائلهم
عَلَيْهَا قَالَ فَفَعَلَ قَالَ فَجَاءَ ذُو الْبُرِّ بِبُرِّهٖ وَذُو التَّمْرِ بِتَمْرِهٖ قَالَ وَقَالَ مُجَاهِدٌ وَذُو النَّوَاةِ بِنَوَاهُ
قُلْتُ وَمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ بِالنَّوَى قَالَ كَانُوْا يَمُصُّوْنَهٗ وَيَشْرَبُوْنَ عَلَيْهِ الْمَاءَ قَالَ فَدَعَا   يمصونها
عَلَيْهَا قَالَ حَتّٰى مَلَاَ الْقَوْمُ اَزْوِدَتَهُمْ قَالَ فَقَالَ عِنْدَ ذٰلِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ   اشهد
رَسُوْلُ اللّٰهِ لَا يَلْقَى اللّٰهَ بِهِمَا عَبْدٌ غَيْرُ شَاكٍّ فِيْهِمَا اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ ترجمہ ابوہریرہ رض سے
روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ایک سفر میں (جنگ تبوک میں) تو لوگوں کے توشے تمام ہو
گئے اور آپ نے قصد کیا لوگوں کے بعض اونٹ کاٹ ڈالنے کا **ف** حدیث میں حمائلهم ہے حاء حطی سے یا جمائلهم
جیم سے دونوں منقول ہین صاحب تحریر اور ابن الصلاح نے دونوں کو ذکر کیا ہے لیکن صاحب تحریر نے جمائلهم
جیم سے اختیار کیا ہے اور قاضی عیاض نے حمائلهم حاء حطی سے شیخ ابو عمرو نے کہا دونوں صحیح ہین تو جب حاء حطی
سے ہو تو حمائل جمع ہے حمولہ کی یعنی وہ اونٹ جسپر لادا جاوے سامان وغیرہ اور جب جیم سے ہے تو جمع ہے جمالہ کی اور جمالہ جمع
ہے جمل کی جمل اونٹ کو کہتے ہین **ف** حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ کاش آپ جمع کیجیے لوگوں کے سب توشے
کو پھر دعا کیجیے اللہ سے اوس پر (تاکہ برکت ہو اسمین اور کافی ہو جاوے سب کے لیے) آپ نے ایسا ہی کیا تو جس کے
پاس گیہون تھی وہ اپنی گیہون لیکر آیا اور جسکے پاس کھجور تھی وہ کھجور لیکر آیا اور جسکے پاس گٹھلی تھی وہ گٹھلی لیکر
آیا **ف** نووی نے کہا اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ مسافروں کو اپنے اپنے توشے ملا دینا اور ساتھ ملکر کھانا درست
ہے اگرچہ کوئی زیادہ کھاوے کوئی کم اور ہمارے اصحاب نے کہا یہ سنت ہے) **ف** میں نے کہا گٹھلی کو کیا کرتے تھے
انہوں نے کہا اوسکو چوستے تھے پھر اوسپر پانی پی لیتے تھے راوی نے کہا آپ نے دعا کی اون سب توشوں پر تو لوگوں
نے اپنے اپنے توشے کے برتنوں کو بھر لیا **ف** تو توشے میں آپ کی دعا کی برکت سے ایسی افزائش ہوگئی کہ یا تو

کرینگا اور اس سے معلوم ہوا کہ لشکر کے لوگون کو اپنے جانور جو لڑائی مین مدد دیتے ہین کاٹنا درست نہین جبتک
امام اجازت نہ دے (السراج الوہاج) **ف** آپ نے فرمایا اچھا کاٹو اتنے مین حضرت عمر آئے اور انہون نے کہا یا رسول
اللہ اگر ایسا کیجیگا تو سواریان کم ہوجاوینگی **ف** اس سے معلوم ہوا کہ امام اور بادشاہ کے حکم مین اعتراض کرنا جائز
ہے اور کم درجے والے کو یہ پہونچتا ہے کہ بالادست کو عمدہ مشورہ دیوے جب کوئی مصلحت ہو اور اوسکے حکم کو
منسوخ کرنے کے لیے کہے (نووی) **ف** لیکن سب لوگون کو بلا بھیجیے اور کہیے اپنا اپنا بچا ہوا توشہ لیکر
آوین پھر خدا سے دعا کیجیے توشے مین برکت دیوے شاید اللہ اسمین کوئی رستہ نکالدے (یعنے برکت اور بہتری
عطا فرماوے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا پھر ایک دسترخوان منگایا اوسکو بچھا دیا اور سب کا بچا ہوا
توشہ منگوایا کوئی مٹھی بھر جوار لایا کوئی مٹھی بھر کھجور لایا کوئی ٹکڑا روٹی یہانتک کہ سب ملکر تھوڑا سا دسترخوان پر
اکٹھا ہوا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی برکت کے لیے بعد اوسکے فرمایا اپنے اپنے برتنون مین توشہ
بھر لو تو سبھون نے اپنے برتن بھر لیے یہانتک کہ لشکر مین کوئی برتن نچھوڑا جسکو نہ بھرا ہو پھر سب نے کھانا شروع
کیا اور سیر ہوگئے اسپر بھی کچھ بچ رہا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین گواہی دیتا ہون اس بات کی
کوئی سچا معبود نہین سوا خدا کے اور مین اللہ کا بھیجا ہوا ہون جو شخص ان دونون باتون پر یقین کرکے اللہ سے
ملے وہ جنت سے محروم نہوگا عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ مَنْ قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاَنَّ
عِيْسٰى عَبْدُ اللّٰهِ وَابْنُ اَمَتِهٖ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقَاهَا اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ وَاَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ
وَّاَنَّ النَّارَ حَقٌّ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ مِنْ اَيِّ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ شَاءَ ترجمہ عبادہ بن صامت سے روایت
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کہے مین گواہی دیتا ہون اس بات کی کہ کوئی سچا معبود نہین سوا
خدا کے وہ اکیلا ہے اوسکا کوئی شریک نہین اور بیشک حضرت محمد اوسکے بندے ہین اور بھیجے ہوئے ہین
اور بیشک حضرت عیسی اللہ کے بندے ہین اور اوسکی لونڈی (مریم) کے بیٹے ہین اور اوسکی بات سے پیدا ہوئے
جو اوس نے مریم مین ڈالدی (یعنے حکم کردیا کن کے ساتھ پھر وہ ہوگئے بن باپ کے) اور رحمت ہین خدا
کی یا روح ہین خدا کی (یعنے حضرت عیسی کو روح اللہ کہتے ہین اسلیے کہ اللہ جل جلالہ نے اونکی روح کو پیدا کیا
اگرچہ سب روحون کو خدا ہی نے بنایا پر حضرت عیسے کی روح بڑی عزت اور بزرگی والی ہے اسلیے خدا کیطرف
نسبت دی گئی جیسے خانہ کعبہ کو بیت اللہ کہتے ہین) اور بیشک جنت حق ہے اور جہنم حق ہے تو لیجاویگا

بابٌ مِنْہُ

اوسکو اسنے جنت مین آٹھہ دروازہ نمین سے جس مین سے چاہے **ف** نووی نے کہا یہ حدیث ایک بہت عمدہ حدیث ہے عقائد مین جو جامع ہے تمام ضروری باتون کو اور اسسے رد ہوتا ہے تمام کفر کی ملتون کا انتصار کے ساتھ بعضے لوگ ہمارے زمانے مین یہ شبہہ کرتے ہین کہ حضرت عیسی بغیر باپ کے کیونکر پیدا ہوے حالانکہ فطرت کی قاعدے سے اور اصول حکمت سے یہ بات محال معلوم ہوتی ہے اونکا جواب یہ ہے کہ تم عالم کو قدیم جانتے ہو یا حادث اگر حادث مانتے ہو تو ابتدائی آفرینش مین نوع انسان کا ظہور کسی پہلے شخص سے ہوا ہوگا جو نہ باپ رکھتا تھا نہ مان پھر جب خدا نے بغیر مان اور باپ کے ایک شخص کو پیدا کیا تو بغیر باپ کے پیدا کرنا اوس کے نزدیک کیا دشوار ہے اگر قدیم جانتے ہو تو قدم سے یہ مراد نہین کہ عالم اسیطرح بوضع خاص قدیم ہے کیونکہ اوضاع اور اطوار مین ہمیشہ تغیر ہوتا رہتا ہے بلکہ اسی بنا پر کرات کرات متفرق در پریشان ہو سکتی ہین اور انکے اجزا پھر دوبارہ ملکر ایک نیا کرہ ظاہر کر سکتے ہین اسیوجہ سے ابی قور اور دیوجانس اور ایک جماعت فلاسفہ نے جو قدم عالم کے قائل تھے یہ لکھا ہے کہ اوائل ترکیب مین زمین سے اعلی اعلی قسم کے جاندار جیسے انسان اور بہائم خود بخود پیدا ہوتے تھے آخر زمانہ دراز کے بعد قوت گھٹتی گھٹتی اب یہ نوبت پہونچی ہے کہ سوا نباتات اور کم درجے کے حیوانات کے جیسے جوئے گھونس کیڑے مکوڑے وغیرہ کے عمدہ قسم کے جاندار زمین سے خود بخود پیدا نہین ہوتے ہین پھر جس خدا نے زمین مین یہ استعداد رکھی ہے کہ آدمی کسطرح کے جانور اوسمین سے پیدا کر دیوے اوسکی نزدیک خود انسان مین سے ایک دوسرا انسان پیدا کر دینا نہ مشکل ہے نہ عقل کے خلاف ہے اور تعجب ہے کہ یہی حضرت عیسی کو بن باپ کے نہ ماننے والے لوگ عقل اور فلسفی کا دم بھرتے ہین اور حکیمون اور فیلسوفون کے لغوبات کو بھی تسلیم کر لیتے ہین اور قرآن وحدیث کی سچی قیرین قیاس باتون مین شبہہ کرتے ہین خود حکیم اور فیلسوف انسان کی ابتدائی خلقت اور عالم کی ابتدائی آفرینش مین اسقدر اختلاف رکھتے ہین کہ ایک دوسرے کے خیال کو لغو اور باطل سمجھتا ہے **عن** عُمَيرِ بنِ هانِئٍ فِي هٰذَا الإِسْنادِ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ عَلَى مَا كَانَ مِنْ عَمَلٍ وَلَمْ يَذْكُرْ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ شَاءَ **ترجمہ** دوسری روایت مین ایسی ہی ہے مگر اوسمین اتنا زیادہ ہے کہ اللہ اوسکو جنت مین لے جاویگا چاہے جیسے اوسکے اعمال ہون یعنے اگرچہ گناہ اوسنے کیے ہون یہ مراد وہی گناہ ہے جو کفر تک نہ پہونچا دین) اور یہ اسمین نہین ہے کہ جنت کے آٹھہ دروازون مین سے جس سے چاہے **عن** عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّهُ قَالَ دَخَلْتُ عَلَيْهِ وَهُوَ فِي الْمَوْتِ فَبَكَيْتُ فَقَالَ لِي مَهْلاً لِمَ تَبْكِي فَوَاللّٰهِ لَئِنِ اسْتُشْهِدْتُ لأَشْهَدَنَّ لَكَ وَلَئِنْ شُفِّعْتُ لأَشْفَعَنَّ لَكَ وَلَئِنِ اسْتَطَعْتُ لأَنْفَعَنَّكَ

ثُمَّ قَالَ وَاللّٰهِ مَا مِنْ حَدِيثٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكُمْ فِيهِ خَيْرٌ إِلَّا حَدَّثْتُكُمُوهُ إِلَّا حَدِيثًا وَاحِدًا وَسَوْفَ أُحَدِّثُكُمُوهُ الْيَوْمَ وَقَدْ أُحِيطَ بِنَفْسِي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ النَّارَ **ترجمہ** صنابحی سے روایت ہے **ف** صنابحی نسبت ہے صنابح کیطرف جو ایک شاخ ہے قبیلہ مراد کی اور نام انکا ابوعبداللہ عبدالرحمن بن عسیلہ ہے نووی نے کہا یہ تابعی ہین جلیل القدر چلے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کے لیے پھر وفات ہوگئی آپ کی اور یہ راہ مین تھے جحفہ مین آپ کی وفات کے پانچ یا چھہ دن بعد یہ مدینہ مین آئے اور ابوبکر صدیق اور بہت صحابہ سے ملے اور رہ دنہین کہین تقریب مین ہے کہ عبدالملک کی خلافت مین انہون نے انتقال کیا نووی نے کہا جسکو حدیث مین اشتغال نہین ہے وہ اس صنابحی کو صنابح بن اعسر خیال کرتا ہے حالانکہ صنابح بن اعسر صحابی ہین **ف** مین عبادہ بن صامت پاس گیا وہ مرنے کے قریب تھے مین رونے لگا انہون نے کہا مہلت دے مجھکو (یعنے بات کرنے دے مجھکو) کیون روتا ہے قسم خدا کی اگر مین گواہ بنایا جاؤن گا تو گواہی دونگا تیرے لیے (ایمان کی) اور اگر میری سفارش کام آویگی تو سفارش کرون گا تیری اور اگر مجھے طاقت ہوگی تو فائدہ دونگا تجھکو پھر کہا قسم خدا کی کوئی حدیث مین نے نہین سُنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جسمین تمہاری بھلائی تھی مگر مین نے اسکو بیان کر دیا تم سے **ف** قاضی عیاض نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہون نے چھپایا مین وہ حدیثین جن کے بیان کرنے مین انکو نقصان معلوم ہوا یا فتنہ اس لیے کہ ہر شخص کی عقل اتنی نہین جو ہر حدیث کا مطلب سمجھے اور جسمین کوئی عمل کرنے کی بات نہ ہوگی نہ کوئی حد ہوگی شریعت کے حدود مین سے اور ایسا بہت صحابہ نے کیا ہے کہ بے ضرورت حدیث کو بیان نہین کیا یا اس حدیث کو جس سے خوف تھا لوگون مین فساد پھیلنے کا اس وجہ سے کہ انکی عقل قاصر تھی اوس کے سمجھنے سے ایسی ہی وہ حدیثین جو منافقون کے بیان مین تھین اور قیامت کی علامات مین اور کسی قوم کی بری اوصاف مین یا انکی مذمت اور لعنت مین (نووی) **ف** البتہ ایک حدیث مین نے بیان نہین کی اب اوسکو آج بیان کر دیتا ہون کس لیے کہ میری جان جانیکو ہے مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے جو شخص گواہی دے (یعنے دل سے یقین کرے اور زبان سے اقرار) کوئی سچا معبود نہین سوا خدا کے اور بیشک حضرت محمد اللہ کے رسول ہین تو حرام کر دیگا اللہ اوسپر جہنم کو (یعنے ہمیشہ رہنے کو جہنم مین یا جہنم کے اوس طبقے کو جسمین کافر ہمیشہ رہنے والے ڈالے جاوین گے) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ كُنْتُ رِدْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ إِلَّا مُؤْخِرَةُ الرَّحْلِ فَقَالَ يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُولَ اللّٰهِ

کاب مِنْہ

یا نقلت

وَسَعْدَیْکَ ثُمَّ سَارَ سَاعَۃً ثُمَّ قَالَ یَا مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قُلْتُ لَبَّیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَسَعْدَیْکَ ثُمَّ سَارَ سَاعَۃً ثُمَّ قَالَ یَا مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قُلْتُ لَبَّیْکَ یَا
رَسُوْلَ اللّٰہِ وَسَعْدَیْکَ قَالَ هَلْ تَدْرِیْ مَا حَقُّ اللّٰہِ عَلَی الْعِبَادِ قَالَ قُلْتُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّ حَقَّ اللّٰہِ عَلَی
الْعِبَادِ اَنْ یَّعْبُدُوْہُ وَلَا یُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا ثُمَّ سَارَ سَاعَۃً ثُمَّ قَالَ یَا مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قُلْتُ
لَبَّیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَسَعْدَیْکَ قَالَ هَلْ تَدْرِیْ مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَی اللّٰہِ اِذَا فَعَلُوْا ذٰلِکَ
قُلْتُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ اَنْ لَّا یُعَذِّبَهُمْ ترجمہ معاذ بن جبل سے روایت ہے میں رسول اللہ صلی اللہ قال
علیہ وسلم کے ساتھ پیچھے بیٹھا تھا سواری پر پھر سے اور آپکے بیچ میں کچھ نہ تھا مگر لکڑی پچھلی پالان کی آپنے فرمایا ای معاذ
میں نے عرض کیا حاضر ہوں آپ کی خدمت میں اور فرمان بردار ہوں آپکا یا رسول اللہ پھر آپ چلے تھوڑی دیر بعد
اوسکے فرمایا ای معاذ بن جبل میں نے کہا حاضر ہوں اور فرمان بردار ہوں خدمت میں یا رسول اللہ پھر
چلے تھوڑی دیر بعد پھر فرمایا اے معاذ بن جبل میں نے کہا حاضر ہوں اور فرمانبردار ہوں خدمتمیں یا رسول اللہ آپ نے
فرمایا تو جانتا ہے اللہ کا حق بندوں پر کیا ہے میں نے کہا اللہ اور اوسکا رسول خوب جانتا ہے آپنے فرمایا اللہ کا
حق بندوں پر یہ ہے کہ اوسیکو پوجیں اور اوسکی ساتھ کسیکو شریک نکریں پھر آپ چلے تھوڑی دیر اور فرمایا ای
معاذ بن جبل میں نے کہا حاضر ہوں یا رسول اللہ اور فرمانبردار ہوں آپکا آپ نے فرمایا تو جانتا ہے بندوں کا حق
اللہ پر کیا ہے ف صاحب تحریر نے کہا حق کہتے ہیں ہر موجود کو جو پایا جاوے یا جسکا پایا جانا آیندہ ضرور ہو اور
اللہ سبحانہ حق ہے موجود ہے ازلی ہے باقی ہے ابدی ہے اور موت اور قیامت اور جنت اور نار حق ہیں یعنی
معنے وہ ضرور پائیں جاوینگی اور ہوں گی اور سچ بات کو بھی حق کہتے ہیں یعنے وہ پائی گئے ہے اور اسکا وجود
ہے اسیطرح حق واجب اور لازم کام کو بھی کہتے ہیں جیسے جنت اسیا نہو جیسے فرائض اللہ کے جنکا کرنا لازم ہے یا کسی
کا قرض جسکا ادا کرنا لازم ہے یا اور کوئی حق حقوق میں سے تو جب یوں کہیں اللہ کا حق بندے پر تو اوسکے معنے
یہ ہیں جو بندے پر کرنا لازم اور واجب ہے اللہ کے لیے اور جب یوں کہیں بندوں کا حق اللہ پر تو وہاں حق سے
مراد اوس کا تحقق ہے یعنی وہ ضرور پایا جاوے گا یہ نہیں کہ اللہ پر واجب یا فرض ہے کیونکہ اللہ جل جلالہ پر کوئی
کام واجب اور لازم نہیں اور نہ کوئی اوسپر کسیکام کو واجب کر سکتا ہے وہ خود بادشاہ ہے مالک ہے صاحب
ہے سارے جہان کا جو چاہے کرے جو چاہے نکرے پر اپنے وعدہ اور قول کا سچا ہے اوسکی بات ٹلنے والی نہیں اوس
نے جیسا فرمایا اوسکے نیک بندے جنت میں ضرور جاوینگے لیکن اگر وہ چاہے تو نیکوں کو بھی دوزخ میں ڈالدے
کسی کی کیا مجال جو اوسکو کچھ بھی کہہ سکے ف جب بندے یہ کام کریں یعنے اوسی کی عبادت کریں کسی کو

اوسکے ساتھہ شریک نکرین مین نے کہا اللہ اور اسکا رسول خوب جانتا ہے آپنے فرمایا وہ حق یہ ہے کہ اللہ اون کو عذاب نہ کرے **عَنْ** مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ كُنْتُ رِدْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى حِمَارٍ يُقَالُ لَهٗ عُفَيْرٌ قَالَ فَقَالَ يَا مُعَاذُ تَدْرِيْ مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ قَالَ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّ حَقَّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ اَنْ يَّعْبُدُوْهُ وَلَا يُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَحَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ اَنْ لَّا يُعَذِّبَ مَنْ لَّا يُشْرِكُ بِهٖ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا اُبَشِّرُ النَّاسَ قَالَ لَا تُبَشِّرْهُمْ فَيَتَّكِلُوْا ترجمہ معاذ بن جبل سے روایت ہے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ سوار تہا گدہے پر جسکا نام عفیر تہا **ف** بضم عین مہملہ اور فتح فا موحدہ بہی صحیح ہے اور یہی ہے معتبر نسخون مین اور قاضی عیاض نے جو اسکو غین معجمہ سے کہا ہے وہ متروک ہے نووی نے کہا یہ وہ گدہا تہا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کا تہا بعضون نے کہا وہ مر گیا حجۃ الوداع مین اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قصہ دوسری بار کا ہے اور پہلی حدیثون مین جو مذکور ہے وہ اور بار کا اسلیے کہ پہلی حدیث مین پالان کا ذکر ہے اور پالان اونٹ پر ہوتی ہے اور احتمال ہے کہ ایک ہی واقعہ ہو اور پہلی حدیث کا یہ مطلب ہو کہ میرے اور آپکے بیچ مین صرف اتنا فاصلہ تہا جیسے پالان کی لکڑی **ت** آپ نے فرمایا اے معاذ تو جانتا ہے اللہ کا حق بندون پر کیا ہے اور بندون کا حق اللہ پر کیا ہے مین نے کہا اللہ اور اسکا رسول خوب جانتا ہے آپنے فرمایا اللہ کا حق بندون پر یہ ہے کہ اوسکی عبادت کرین اور اسکے ساتھہ کسیکو شریک نکرین اور بندون کا حق اللہ پر یہ ہے کہ جو شخص شرک نکرے اللہ اوسکو عذاب نہ دیوے مین نے کہا یا رسول اللہ مین خوشخبری کر دون لوگون کو یہ سنا کر آپ نے فرمایا مت سنا انکو ایسا نہو وہ اسپر بھروسا کر بیٹھین **ف** پہر اور نیک کام کرنا اور گناہون سے بچنا چہوڑ دین اگرچہ توحید نجات کے لیے کافی ہے پر بالکل جہنم سے محفوظ رہنے کے لیے اور جنت مین عالی درجہ پانے کے لیے اعمال صالحہ کرنا اور برے کامون سے بچنا ضرور ہے **عَنْ** مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مُعَاذُ اَتَدْرِيْ مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ قَالَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ اَنْ يُّعْبَدَ اللّٰهُ وَلَا يُشْرَكَ بِهٖ شَيْءٌ قَالَ اَتَدْرِيْ مَا حَقُّهُمْ عَلَيْهِ اِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ اَنْ لَّا يُعَذِّبَهُمْ ترجمہ معاذ بن جبل سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے معاذ تو جانتا ہے اللہ کا حق بندون پر کیا ہے اونہون نے کہا اللہ اور اسکا رسول خوب جانتا ہے آپنے فرمایا وہ حق یہ ہے کہ پوجا جاوے خدا اور نہ شریک کیا جاوے اوسکے ساتھہ کوئی **ف** اور بعضی نسخون مین شیئا ہے منصوب تو ترجمہ یہ ہوگا پوجے بندہ اللہ کو اور اسکے ساتھہ شریک کرے کسی کو **ت**

هل تدري
حق
أن يعبدوا

فقال اذا
وقال

پھر آپ نے فرمایا تو جانتا ہے بندوں کا حق کیا ہے اللہ پر جب وہ ایسا کریں میں نے کہا اللہ اور رسول اسکا خوب جانتا
ہے آپ نے فرمایا وہ حق یہ ہے کہ اللہ انکو عذاب نہ کرے (یعنی ہمیشہ کا عذاب جیسے مشرکوں کو ہوگا) **عن** مُعاذٍ یَقُولُ
دَعَانِی رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَجَبْتُہٗ فَقَالَ ھَلْ تَدْرِی مَا حَقُّ اللّٰہِ عَلَی النَّاسِ
نَحْوَ حَدِیْثِھِمْ ترجمہ معاذ سے روایت ہے مجھکو بلایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں نے جواب دیا آپ نے

باب منه

فرمایا تو جانتا ہے اللہ کا حق بندوں پر کیا ہے پھر بیان کیا حدیث کو اسیطرح جیسے اوپر گذری **عن** اَبِی
ھُرَیْرَۃَ قَالَ کُنَّا قُعُوْدًا حَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَعَنَا اَبُوْبَکْرٍ وَّعُمَرُ فِی نَفَرٍ فَقَامَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ بَیْنِ اَظْھُرِنَا فَاَبْطَاَ عَلَیْنَا وَخَشِیْنَا اَنْ یُّقْتَطَعَ دُوْنَنَا وَفَزِعْنَا
فَقُمْنَا فَکُنْتُ اَوَّلَ مَنْ فَزِعَ فَخَرَجْتُ اَبْتَغِیْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اَتَیْتُ حَائِطًا

وقمنا

لِلْاَنْصَارِ لِبَنِی النَّجَّارِ فَدُرْتُ بِہٖ ھَلْ اَجِدُ لَہٗ بَابًا فَلَمْ اَجِدْ فَاِذَا رَبِیْعٌ یَّدْخُلُ فِیْ جَوْفِ حَائِطٍ مِّنْ
بِئْرٍ خَارِجَۃٍ وَالرَّبِیْعُ الْجَدْوَلُ فَاحْتَفَزْتُ فَدَخَلْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ
اَبُوْھُرَیْرَۃَ فَقُلْتُ نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَا شَاْنُکَ قُلْتُ کُنْتَ بَیْنَ اَظْھُرِنَا فَقُمْتَ فَاَبْطَاْتَ
عَلَیْنَا فَخَشِیْنَا اَنْ تُقْتَطَعَ دُوْنَنَا فَفَزِعْنَا فَکُنْتُ اَوَّلَ مَنْ فَزِعَ فَاَتَیْتُ ھٰذَا الْحَائِطَ فَاحْتَفَزْتُ
کَمَا یَحْتَفِزُ الثَّعْلَبُ وَھٰؤُلَاءِ النَّاسُ وَرَائِیْ فَقَالَ یَا اَبَا ھُرَیْرَۃَ وَاَعْطَانِیْ نَعْلَیْہِ فَقَالَ اذْھَبْ
بِنَعْلَیَّ ھَاتَیْنِ فَمَنْ لَّقِیْتَ مِنْ وَّرَاءِ ھٰذَا الْحَائِطِ یَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُسْتَیْقِنًا بِھَا قَلْبُہٗ
فَبَشِّرْہُ بِالْجَنَّۃِ فَکَانَ اَوَّلَ مَنْ لَّقِیْتُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ مَا ھَاتَانِ النَّعْلَانِ یَا اَبَا ھُرَیْرَۃَ فَقُلْتُ
ھَاتَانِ نَعْلَا رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعَثَنِیْ بِھِمَا مَنْ لَّقِیْتُ یَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
مُسْتَیْقِنًا بِھَا قَلْبُہٗ بَشَّرْتُہٗ بِالْجَنَّۃِ قَالَ فَضَرَبَ عُمَرُ بِیَدِہٖ بَیْنَ ثَدْیَیَّ فَخَرَرْتُ لِاِسْتِیْ
فَقَالَ ارْجِعْ یَا اَبَا ھُرَیْرَۃَ فَرَجَعْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَجْھَشْتُ بُکَاءً وَّرَکِبَنِیْ

مستیقنا

عُمَرُ وَاِذَا ھُوَ عَلٰی اَثَرِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا لَکَ یَا اَبَا ھُرَیْرَۃَ قُلْتُ لَقِیْتُ
عُمَرَ فَاَخْبَرْتُہٗ بِالَّذِیْ بَعَثْتَنِیْ بِہٖ فَضَرَبَ بَیْنَ ثَدْیَیَّ ضَرْبَۃً خَرَرْتُ لِاِسْتِیْ فَقَالَ ارْجِعْ فَقَالَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا عُمَرُ مَا حَمَلَکَ عَلٰی مَا فَعَلْتَ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ بِاَبِیْ اَنْتَ

صنعت

وَاُمِّیْ اَبَعَثْتَ اَبَا ھُرَیْرَۃَ بِنَعْلَیْکَ مَنْ لَّقِیَ یَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُسْتَیْقِنًا بِھَا قَلْبُہٗ
بَشَّرَہٗ بِالْجَنَّۃِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَلَا تَفْعَلْ فَاِنِّیْ اَخْشٰی اَنْ یَّتَّکِلَ النَّاسُ عَلَیْھَا فَخَلِّھِمْ یَعْمَلُوْنَ قَالَ

فَقَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَخَلِّہِمْ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے ہم بیٹھے تھے گرد رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے اور ہمارے ساتھ ابوبکر اور عمر بھی تھے اور آدمیوں میں اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوٹھے
اور تشریف لے گئے باہر پھر دیر لگائی آپنے ہمارے پاس پھر آنے میں تو ہمکو ڈر ہوا کہیں دشمن آپکو نہ ستاویں اکیلا
پاکر ہم گھبرا گئے اور اوٹھ کھڑے ہوئے سب سے پہلے میں گھبرایا تو میں نکلا آپ کو ڈھونڈھنے کے لیے اور بنی نجار کے باغ
پر پہنچا (بنی نجار انصار میں سے ایک قبیلہ تھا) اوس کے چاروں طرف پھرا دروازہ کو دیکھتا ہوا کہ دروازہ پاؤں تو
اندر جاؤں (کیونکہ گمان ہوا کہ شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوسکے اندر تشریف لے گئے ہوں) دروازہ ملا ہی
نہیں (شاید دروازہ ہی نہ ہوگا اوس باغ میں یا ہوگا پر ابوہریرہ کو گھبراہٹ میں نظر نہ آیا) دیکھا تو ایک نالی باغ
کے اندر جاتی ہے باہر کے کنوئیں سے ف تو خارجہ صفت ہے کنوے کی اور بعضوں نے کہا کہ خارجہ ایک شخص
کا نام ہے تو ترجمہ یہ ہوگا خارجہ کے کنوے سے یعنی وہ نالی پانی کی خارجہ کے کنوئیں سے آتی تھی ت میں گھسا
اوسمیں سمٹ کر جیسے لومڑی گھستی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا آپنے فرمایا ابوہریرہ میں
نے کہا جی ہاں یا رسول اللہ آپنے فرمایا کیا حال ہے تیرا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ہم لوگوں میں تشریف
رکھتے تھے پھر آپ تشریف لے گئے اور آپنے دیر لگائی آنے میں تو ہمکو ڈر ہوا کہیں دشمن آپ کو نہ ستاویں
ہم سے جدا دیکھکر ہم گھبرا گئے اور سب سے پہلے میں گھبرا کر اوٹھا اور اس باغ پر آیا (دروازہ نہ ملا) تو اسی
طرح سمٹ کر گھس آیا جیسے لومڑی اپنے بدن کو سمیٹ کر گھس جاتی ہے اور یہ سب لوگ آتے ہیں میرے پیچھے
آپنے فرمایا اے ابا ہریرہ اور عنایت کیں مجھکو اپنی جوتیاں (نشانی کے لیے تاکہ اور لوگ ابوہریرہ کی بات
کو سچ جانیں) اور فرمایا یہ دونوں جوتیاں میری لیکر جا اور جو کوئی تجھے ملے اس باغ کے پیچھے اور وہ گواہی
دیتا ہو اس بات کی کہ کوئی برحق معبود نہیں سوا خدا کے دل سے یقین کرتا ہو اس بات پر تو خوش کر اوسکو یہ سنا کر
کہ اوس کے لیے جنت ہے (ابوہریرہ نے کہا میں جوتیاں لیکر چلا) تو سب سے پہلے میں ملا عمر سے انہوں نے پوچھا یہ جوتیاں کیسی
ہیں اے ابا ہریرہ میں نے کہا یہ جوتیاں ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آپنے یہ مجھکو دیکر بھیجا ہے کہ میں جس سے ملوں
اور وہ گواہی دیتا ہو لا الہ الا اللہ کی دل سے یقین کر کے تو خوشخبری دوں اوسکو جنت کی یہ سنکر حضرت عمر
نے ایک ہاتھ میرے چھاتیوں کے بیچ میں مارا میں سرین کے بل گرا ف حضرت عمر کا یہ قصد نہ تھا کہ ابوہریرہ
کو گرا دیں یا ایذا دیں بلکہ انکو باز رکھنا مقصود تھا اسکام سے اور ہاتھ سینہ پر اس لیے مارا کہ اونکو تنبیہ ہو اور وہ یہ
کہنے سے باز رہیں قاضی عیاض وغیرہ نے کہا کہ حضرت عمر کا یہ فعل بطور اعتراض کے نہ تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر

کیونکہ ابوہریرہ کے پیام مین سوا اسکے خوش کرنیکے اور کوئی بری بات نتھی مگر حضرت عمر نے ایسے پیام کو فاش کردینا
خلاف مصلحت کیجانا کیونکہ وہ وقت سعی اور کوشش کا تھا دین مین اور بجالانا تمام احکام الٰہی علی الخصوص جہاد
وغیرہ کا ترقی دین کیلیے اوسوقت نہایت ضرور تھا اور اگر یہ خوشخبری سبکو پہونچ جاتی تو احتمال تھا کہ بہت
لوگ تن آسانی کرنے اور اسپر بہروسا کرکے سست ہوجاتے اور اسیوجہ سے حضرت عمر ابوہریرہ کے ساتھ آئے اور حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مصلحت بیان کی آپنے انکی رائے کو ٹھیک سمجھا اور اوسی پر عمل کیا اور اس حدیث سے
معلوم ہوا کہ رعیت کو امام کے حکمپر اعتراض کرنا پہونچتا ہے اور امام چاہیے کہ یا تو اوس اعتراض کا معقول جواب
دیکر رعیت کو خاموش کرے یا اپنے حکم کو موقوف کرے (نووی) ف پہر کہا لوٹ جا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم پاس اے ابا ہریرہ مین لوٹا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف اور تیار تہا رونے پر میرے ساتھ ہی عمر بہی پیچہے آ
پہونچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ہوا تجھکو اے ابوہریرہ مینے کہا مین عمر سے ملا اور جو پیام
آپ نے مجھے دیکر بہیجا تہا پہونچایا انہون نے میرے چہاتیون کے بیچ مین مارا ایسا کہ مین سرین کے بہل گر پڑا
اور کہا کہ لوٹ جا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے کہا تونے ایسا کیون کیا انہون نے عرض
کیا یا رسول اللہ قربان ہو آپ پہ مان باپ میرے آپنے بہیجا تہا ابوہریرہ کو اپنی جوتیان دیکر کہ جو شخص ملے اور وہ
گواہی دیتا ہو لا الہ الا اللہ کی دل سے یقین کرکے تو خوشخبری دو اوسکو جنت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہان حضرت عمر نے کہا تو ایسا نہ کیجیے صدقہ ہون آپ پر مان باپ میرے کیونکہ مین ڈرتا ہون لوگ اس پر تکیہ
کر بیٹہ رہینگے اونکو عمل کرنے دیجیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچہا اونکو عمل کرنے دے ف نووی
نے کہا یہ حدیث بہت فائدون پر مشتمل ہے ایک عالم کا بیٹہنا لوگون کو سمجہانے اور دین کی باتین بتانے کیلیے دوسرے
غیر کے مکان کے اندر جانا بغیر اوسکی اجازت کے درست ہے جب یقین ہو اس بات کا کہ وہ ناراض نہ ہوگا کیونکہ ابوہریرہ باغ
کے اندر چلے گیے اور حضرت نے بہی منع نہین کیا بلکہ جائز ہے دوسرے کے ہتہیار سے فائدہ اوٹہانا اور دوسرے کا کہانا کہا لینا
اور اوسکی جانور پر سواری کرنا اور کہانا اپنے گہر لے جانا اور اسکے مثل اور باتین جو اوسکو ناگوار نہ ہون لیکن روپیہ پیسہ
لینا درست نہین بالاجماع نووی نے کہا روپیہ پیسہ لینا درست نہین جو ناگوار ہو یہ سب اوس صورت مین ہے کہ
یقین ہو اوسکی رضامندی کا اور جو شک ہو تو بغیر اذن کے تصرف درست نہین تیسرے امام کو نشانی دیکر کسی کو بہیجنا
چوتہی بعضی دین کی باتین چہپانا بنظر مصلحت یا خوف فساد پانچوین تابع کا اعتراض کرنا متبوع پر اور تابع کی رائے
قبول کرنا جب ٹہیک ہے چہٹی یہ قول درست ہونا فدا ہون آپ پر مان باپ میرے اور بعضے سلف نے

اسکو مکروہ کہا ہے مگر وہ صحیح نہین عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ
مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رَدِيفُهُ عَلَى الرَّحْلِ فَقَالَ يَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ يَا مُعَاذُ
قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ يَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ مَا مِنْ
عَبْدٍ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ قَالَ يَا
رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا اُخْبِرُ بِهَا فَيَسْتَبْشِرُوْا قَالَ اِذًا يَّتَّكِلُوْا فَاَخْبَرَ بِهَا مُعَاذٌ عِنْدَ مَوْتِهٖ
تَاَثُّمًا ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے معاذ بن جبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے تھے
سواری پر آپنے فرمایا اے معاذ انہون نے کہا حاضر ہون آپکی خدمت مین اور فرمانبردار ہون آپکا یا رسول اللہ پھر آپنے
فرمایا اے معاذ انہون نے کہا حاضر ہون یا رسول اللہ فرمانبردار ہون آپکا آپنے فرمایا جو بندہ گواہی دیوے اس بات کی
خدا کے کوئی سچا معبود نہین اور حضرت محمد اوسکے بندے اور رسول ہین تو اللہ حرام کرے گا اوسکو جہنم پر معاذ نے کہا
یا رسول اللہ مین اسکی خبر کر دون لوگون کو وہ خوش ہو جاوین آپنے فرمایا تب تو وہ تکیہ کر لینگے اسپر پھر معاذ نے یہ حدیث
بیان کر دی مرتے وقت گناہ سے بچنے کے لیے ف کیونکہ علم کا چھپانا اس طرح کہ وہ ضائع ہو جاوے منع ہے
معاذ جبتک زندہ تھے تو یہ حدیث ضائع نہین ہو سکتی تھی اور جب مرنے لگے تو ڈر ہوا کہ یہ حدیث بالکل تلف
ہو جاویگی اس لیے انہون نے بیان کر دیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بیان کرنے سے منع کیا تہا وہ بطور تحریم
کے نتہا بلکہ بطور مصلحت کے تہا یا ممانعت مشہور کرنے سے تہی نہ خاص لوگون سے بیان کرنے کی ورنہ آپ معاذ
کو کیون بتلاتے شیخ ابن الصلاح نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ کو عام خوشخبری دینے سے منع کیا اس ڈر
سے کہ کہین جاہل اور بے خبر آدمی اسکو سنکر دہوکا نہ کہاوین اور تکیہ کر بیٹھے اور خود آپنے یہ حدیث ان لوگون کو
بتلائی جنکے دہوکے مین پڑنیکا ڈر نہ تہا اور وہ صاحب علم اور معرفت تھے جیسے معاذ بن جبل تو معاذ بھی اوسی راہ
پر چلے اونہون نے بھی خاص آدمیون کو جنکو اس لائق پایا یہ حدیث بتلائی اور ابوہریرہ کی روایت مین جو یہ منقول ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو عام خوشخبری دینے کے لیے فرمایا تہا تو یہ پہلی رائے تھی جسکے بعد رائے بدل گئی
اور رہنے دیا یعنے اجتہاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی درست تہا جیسے اور مجتہدون کو درست ہے پر آپکو اور مجتہدون
پر یہ فضیلت ہے کہ آپ خطا پر قائم نہین رہتے تھے فی الفور وحی سے اوسکی اصلاح ہو جاتی برخلاف اور مجتہدون کے
وہ خطا پر قائم رہتے ہین اور جس شخص نے دین کی باتون مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اجتہاد جائز نہین رکہا
وہ یہ کہتا ہے کہ شاید ابوہریرہ کو عام خوشخبری دینے کا حکم پہلے اوترا ہو پہر حضرت عمر رض کے سوال کے وقت

دوسرا حکم اترا ہو جس سے پہلا حکم منسوخ ہو گیا نووی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتہاد کی تفصیل ہے جو مشہور ہے
یعنی دنیاوی امور میں تو آپ بالاتفاق اجتہاد کرتے تھے اور دین کی باتوں میں علماء کا اختلاف ہے اکثر جائز کہتے ہیں اجتہاد
کو دین کی باتوں میں بھی کیونکہ جب دین میں اجتہاد اوروں کو درست ہے تو آپ کو درست ہونا کیا عجب اور بعضوں نے
کہا جائز نہیں کیونکہ آپ یقین حاصل کر سکتے تھے خدا سے پوچھ کر اور بعضوں نے کہا لڑائی کے کاموں میں اجتہاد
جائز تھا اور باتوں میں نہیں پھر جن علماء نے اجتہاد دین کی باتوں میں جائز کہا ہے انہوں نے اختلاف کیا ہے
کہ آیا اجتہاد آپ نے کیا ہی یا نہیں اکثر نے کہا کہ کیا ہے اور بعضوں نے کہا کہ نہیں کیا اور بعضوں نے توقف کیا اس
مسئلہ میں پھر جن لوگوں نے کہا کہ اجتہاد کیا ہے انہوں نے اختلاف کیا ہے کہ خطا آپ سے ہو سکتی تھی یا نہیں محققین
کا یہ قول ہے کہ خطا آپ سے نہیں ہو سکتی تھی اور اکثر لوگوں کا یہ قول ہے کہ خطا ہوتی تھی پر آپ اس خطا پر قائم نہیں
رہتے تھے اور یہ مقام اسکی تفصیل کا نہیں ہے **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ
عَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فَلَقِيْتُ عِتْبَانَ فَقُلْتُ حَدِيْثٌ بَلَغَنِيْ عَنْكَ
قَالَ اَصَابَنِيْ فِيْ بَصَرِيْ بَعْضُ الشَّيْءِ فَبَعَثْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنِّيْ اُحِبُّ اَنْ تَاْتِيَنِيْ
فَتُصَلِّيَ فِيْ مَنْزِلِيْ فَاَتَّخِذَهُ مُصَلًّى قَالَ فَاَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنْ اَصْحَابِهٖ
فَدَخَلَ وَهُوَ يُصَلِّيْ فِيْ مَنْزِلِيْ وَاَصْحَابُهٗ يَتَحَدَّثُوْنَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ اَسْنَدُوْا عُظْمَ ذٰلِكَ وَكِبْرَهٗ
اِلٰى مَالِكِ بْنِ دُخْشُمٍ قَالُوْا وَدُّوْا اَنَّهٗ دَعَا عَلَيْهِ فَهَلَكَ وَوَدُّوْا اَنَّهٗ اَصَابَهٗ شَيْءٌ فَقَضٰى رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوةَ وَقَالَ اَلَيْسَ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالُوْا
اِنَّهٗ يَقُوْلُ ذٰلِكَ وَمَا هُوَ فِيْ قَلْبِهٖ قَالَ لَا يَشْهَدُ اَحَدٌ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَيَدْخُلَ
النَّارَ اَوْ تَطْعَمَهٗ قَالَ اَنَسٌ فَاَعْجَبَنِيْ هٰذَا الْحَدِيْثُ فَقُلْتُ لِابْنِيْ اُكْتُبْهُ فَكَتَبَهٗ **ترجمہ**
انس بن مالک سے روایت ہے انہوں نے کہا مجھ سے حدیث بیان کی محمود بن ربیع نے انہوں نے سنا عتبان بن مالک سے۔
ف نووی نے کہا اس حدیث کے اسناد میں دو عجیب باتیں ہیں ایک تو یہ کہ تین صحابی برابر ایک دوسرے سے
روایت کرتے ہیں وہ انس ہیں اور محمود اور عتبان دوسرے یہ کہ بڑے نے چھوٹے سے روایت کی انس بڑے ہیں محمود سے
سن اور علم اور رتبے میں **ف** محمود نے کہا میں مدینہ میں آیا تو عتبان سے ملا اور میں نے کہا ایک حدیث ہے
جو مجھ کو پہنچی تم سے (تو بیان کرو اسکو) عتبان نے کہا میری نگاہ میں فتور ہو گیا (دوسری روایت میں ہے
کہ اندھے ہو گئے اور شاید ضعف بصارت مراد ہو) پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس کہلا بھیجا میں چاہتا ہوں

آپ میرے مکان پر تشریف لاوین اور نماز پڑہین کسی جاے پر تو مین اوس جاے کو مصلی بنا لون (یعنے ہمیشہ وہین
نماز پڑہا کرون اور یہہ درخواست اس لیے کی کہ آنکہہ مین فتور ہو جانے سے مسجد نبوی مین اون کا آنا دشوار تہا) تو رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور جسکو خدا نے چاہا اپنے اصحاب مین سے ساتہہ لائے آپ اندر آئے
اور نماز پڑہنے لگے اور اصحاب آپکے آپس مین باتین کر رہے تہے (منافقون کا ذکر چہڑ گیا تو اُن کا حال بیان کرنے
لگے اور اُنکی بری باتین اور بری عادتین ذکر کرتے تہے) پہر اونہون نے سب مین بڑا منافق مالک بن دخشم
کو کہا یا مالک بن دخیشم یا مالک بن دخشن یا دخیشن) ف صحابہ نے نفاق مین اول درجہ کا اس شخص کو
قرار دیا حالانکہ یہہ بدر مین شریک تہا اور اور لڑائیون مین اور نفاق اسکا ثابت نہین ہوا بلکہ خود حضرت نے اسکو
مومن قرار دیا بخاری کی روایت مین ہے وہ لا الہ الا اللہ کہتا محض خدا کے واسطے ف اور چاہا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اوسکے لیے بددعا کرین وہ مر جاوے یا اوسپر کوئی آفت اوترے (تو معلوم ہوا کہ بدکارون کے
تباہ ہونے کی آرزو کرنا برا نہین) اتنے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے اور فرمایا کیا وہ (یعنی
مالک بن دخشم) گواہی نہین دیتا اس بات کی کوئی سچا معبود نہین سوا خدا کے اور مین اللہ کا رسول ہون صحابہ
نے عرض کیا تو وہ اس بات کو زبان سے کہتا ہے پر دل مین اوسکے یقین نہین آپنے فرمایا جو کوئی گواہی دیوے
لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی پہر وہ جہنم مین نجاویگا یا اوسکو انگار نہ کہا دیگی۔ انس نے کہا یہ حدیث مجکو
بہت اچہی معلوم ہوئی تو مین نے اپنے بیٹے سے کہا اسکو لکہہ لے اوس نے لکہہ لیا عن انس حدثنی
عِتْبَانُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّهُ عَمِيَ فَاَرْسَلَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تَعَالَ فَخُطَّ لِيْ
مَسْجِدًا فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَاءَ قَوْمُهُ وَتَغَيَّبَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ يُقَالُ لَهُ مَالِكُ
بْنُ الدُّخَيْشِمِ ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيْثِ سُلَيْمَانَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ ترجمہ انس سے روایت ہے حدیث بیان
کی مجہسے عتبان بن مالک نے وہ اندہے ہو گئے تو اونہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس کہلا بہیجا میرے مکان
پر تشریف لائیے اور ایک جگہہ مقرر کر دیجیے مسجد کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور آپ کے لوگ آئے پر ایک شخص
غائب تہا جسکو مالک بن دخیشم کہتے تہے پہر بیان کیا حدیث کو اسیطرح جیسے اوپر گذری ف نووی نے
کہا اس حدیث سے کئی باتین معلوم ہوئین کچہہ اوپر گذرین ایک بات یہہ ہے کہ آثار صالحین کے ساتہہ تبرک کرنا درست
ہے دوسرے یہہ کہ علماء اور فضلا اور مشائخ کو اپنے مریدون اور شاگردون کے گہر جانا اور اُن سے ملنا بہتر ہے تیسرے
مفضول کو فاضل سے کچہہ درخواست کرنا کسی مصلحت سے درست ہے چوتہی نماز پڑہنے والے کے سامنے باتین کرنا درست

ہے اگر نمازی کو حرج نہ ہو پانچوین جو شخص ملاقات کو جاوے اسکو اجازت درست ہے اگر صاحب خانہ رضامند ہو چھٹی حاکم
اور امام سے کسی شخص کا حال بیان کردینا جب اوس کے ضرر کا خوف ہو درست ہے ساتوین حدیث کا لکھنا درست ہے
کیونکہ انس نے اپنے بیٹے سے کہا لکھ لے اسکو بلکہ لکھنا مستحب ہے اور حدیث لکھنے سے ممانعت بھی آئی ہے اور اجازت
بھی ممانعت تو اس کے لیے ہے جو یاد نکرے صرف لکھنے پر بھروسا رکھے حالانکہ اوسکو یاد کرنیکی طاقت ہو اور اجازت
اوس کے لیے ہے جو یاد نرکہہ سکے اور بعضون نے کہا ممانعت اسوقت تھی جب حدیث کی ملجانے کا ڈر تھا قرآن کے
ساتھ پھر اجازت ہوئی اور پہلے سلف صحابہ اور تابعین مین اختلاف تھا حدیث کی کتابت مین لیکن بعد
اجماع ہو گیا امت کا کتابت کے درست ہونے پر آٹھوین امام یا عالم کو اپنے لوگ ساتھ لیجانا درست ہے ملاقات
کے لیے جاوے انتہی باختصار **باب** الدلیل علی ان من رضی باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد
صلی اللہ علیہ وسلم رسولا فھو مومن وان ارتکب المعاصی الکبائر **باب** بیان مین اس بات
کے کہ جو شخص راضی ہوا اللہ کی خدائی پر اور اسلام کے دین پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری پر وہ مومن ہے
اگرچہ کبیرہ گناہ کر بیٹھے **عن** العباس بن عبد المطلب انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یقول ذاق طعم الایمان من رضی باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد صلی اللہ
علیہ وسلم رسولا **ترجمہ** عباس بن عبد المطلب سے روایت ہے انہون نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
آپ فرماتے تھے ایمان کا مزہ چکھا اوس نے جو راضی ہو گیا خدا کی خدائی پر اور اسلام کے دین پر اور محمد صلے
اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری پر **ف** نووی نے نقل کیا صاحب تحریر سے راضی ہو یعنی قناعت کرنا اور کافی
جاننا اور کچھ نہ چاہنا تو حدیث کا مطلب یہ ہے کہ سوا اللہ کے اور کسی کو طلب نکرے اور سوا اسلام کے دوسرے کفر کے رستون
پر نہ چلے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے موافق رہے پھر جسمین یہ صفات ہونگے بیشک ایمان کی حلاوت
اوسکے دل مین معلوم ہوگی اور اوسکا مزہ وہ چکھیگا قاضی عیاض نے کہا مزہ چکھنے سے یہ مراد ہے کہ اسکا ایمان صحیح
ہوگا اور اوس کے دلکو اطمینان ہوگا اسواسطے کہ جب وہ راضی ہوا ان چیزون سے تو یہ دلیل ہے اوس کے کمال معرفت
اور نفاذ بصیرت کی اور اسکے ساتھ اوسکا دل بھی خوش ہوگا اس لیے کہ جو شخص کسی چیز سے راضی ہوتا ہے تو وہ
اوسپر سہل ہوتی ہے اسیطرح جب مومن کے دل مین ایمان بیٹھ جاتا ہے تو تمام عبادتین اور طاعتین اوسپر
آسان ہو جاتی ہین اور لذت دیتی ہین تحفۃ الاخیار مین ہے خدا کی خدائی پر راضی ہونے کی یہ نشانی ہے کہ اسکی
قضا اور قدر پر راضی رہے رنج اور تکلیف اور مصیبت مین اسکا گلہ شکوہ نکرے اور دین اسلام پر راضی ہونے

کی یہ علامت ہو کہ اسلام کے احکام پر مضبوط ہو جاوے کفر کے رسومات کے گرد نہ بھٹکے اور حضرت کی پیغمبری پر راضی
ہونے کی یہ پہچان ہے کہ حضرت کی سنت پر چلے اور بدعت سے عداوت رکھے اور جس کو یہ بات حاصل نہیں اوسکو ایمان
کے مزے سے خبر نہیں انتہی مترجم کہتا ہے کہ اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بڑے مرتبے کیطرف
اشارہ کیا جو عام مومنوں اور مسلمانوں کو حاصل نہیں پھر دنیا میں انکو ایمان کی حلاوت اور لذت کچھ نہیں ہے وہ تمام
عبادتیں اور اطاعتیں جو کرتے ہیں تو جہنم کے ڈر سے نفس پر زور ڈالا کرتے ہیں اور دین کے احکام بجا لانا اون
کے نزدیک ایسے ہی دشوار ہیں جیسے پہاڑ کے پتھر ڈھونا یا اور کوئی محنت شاقہ کرنا جسکو دل نہ چاہتا ہو پر
پیٹ کی خاطر یا کسی سے ڈر کر انسان کرتا ہے پھر درویش پر جان درویش پہلے ہر مسلمان کو اسی طرح ریاضت
اور محنت کرکے نفس کی بری خواہشوں کو اور تن آسانی اور آرام طلبی کو توڑنا چاہیے پر ان باتوں کا مزہ بہت
آگے چلکر کتنے دنوں کے بعد حاصل ہوگا جب اسکا نفس تکرار عمل سے یعنی بار بار نیک کام کرنے سے اون کاموں کا
عادی ہو جاویگا تو اسکو ان کاموں میں ایک لذت پیدا ہوگی اور ایک مزہ حاصل ہوگا جیسے انسان پہلی کثرت
ڈنڈ یا مگدر کرتا ہے تو چند روز تک کیسی ناگوار گذرتے ہیں پھر اون میں ایسا مزہ آنے لگتا ہے کہ انکا چھوڑنا دشوار
گذرتا ہے اور بے کثرت کیے چین نہیں پڑتا یہ تو جسمانی قوی اور حرکات کی لذت ہے جو لت ہونے کے بعد چھٹ نہیں
سکتی پھر ایمان جو روحانی لذت ہے اوسکا مزہ اور ذائقہ کس قدر ہوگا قیاس کرنا چاہیے پر اوسکا بیان کیونکر ہو سکتا
ہے اوسکو وہی جانے جس نے اوسکا مزہ چکھا ہو۔ آدمی جب دنیا میں مدت تک بسر کرتا ہے اور دنیا کے انقلابات
اور حرکات اور تغیرات میں غور کرتا رہتا ہے تو اسکو ایک خلجان اور اضطراب پیدا ہوتا ہے اور چونکہ وہ اس
باب خیر اور راحت اور خوشی کو جمع کرنا چاہتا ہے پر اون اسباب کی تشخیص اور شناخت میں غلطی کرتا ہے تو ہر
مرتبہ اوسکی کوشش رائگان اور اوسکی سعی برباد ہونے سے اسکو وحشت پیدا ہوتی جاتی ہے آخیر میں ایک ایسا
وحشت اور اضطراب اوسکے دل کو ہو جاتا ہے کہ معاذ اللہ اکثر دنیادار اسی عارضے میں گرفتار ہیں اونکو دم بھر
چین نہیں اون کی زندگی موت سے بدتر ہے انکو دنیا ہی میں وہ عذاب الیم ہے کہ خدا کی پناہ جب کسی شخص
کا یہ حال ہو تو سمجھ لینا چاہیے کہ وہ برائے نام مومن ہے جو کلمات ایمان کو زبان سے توتے کیطرح کہتا ہے
پر دل میں اوسکے نور ایمان بالکل نہیں اور رضا بالقضا کا مرتبہ اوسکو حاصل نہیں جس نے خداوند کریم کو اپنا
مالک پروردگار مربی سرپرست ہر طرح کی حاجتیں برلانے والا سب طرح کی کام نکالنے والا رب اور اچھے
کی خبر لینے والا تمام ضروریات کا بندوبست کرنیوالا تمام ایذاؤں اور تکلیفوں سے بچانے والا سمجھا اور

دل سے اوسپر یقین کیا اور سب مقاصد اور مطالب کو اوسکی مرضی پر چھوڑ دیا وہ خدا کی خداوندی سے راضی اور خوش ہوا
اب کیا ممکن ہے کہ دنیا کے تغیرات سے اوسکو رنج برابر رنج یا اضطراب پیدا ہو وہ تو اپنے مالک کے ارادون پر اور
اوسکے کامون پر دل سے خوش ہے اور جو انتظام پروردگار قائم کرتا ہے وہی اسکا عین مطلب اور مقصد ہے پھر
اوسکو کیا تکلیف اور رنج کیسا خفقان کیسا۔ کارساز ما بفکر کار ما۔ فکر ما در کار ما آزار ما **باب** بیان

عَدَدِ شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَاَفْضَلِهَا وَاَدْنَاهَا وَفَضِيْلَةِ الْحَيَاۗءِ وَكَوْنِهٖ مِنَ الْاِيْمَانِ **باب** بیان
مین ایمان کی شاخون کے اور کون سی شاخ افضل ہے اور کونسی ادنی ہے اور شرم اور حیا کی فضیلت اور اسکا
داخل ہونا ایمان مین **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْاِيْمَانُ
بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ شُعْبَةً وَّالْحَيَاۗءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِيْمَانِ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ایمان کی ستر کئی شاخین ہین اور حیا ایک شاخ ہے ایمان کی **ف** دوسری روایت مین
ساٹھہ پر کئی شاخین ہین مگر اوسمین راوی کو شک ہے کہ ستر پر کئی شاخین کہین یا ساٹھہ پر کئی شاخین اور بخاری
نے بغیر شک کے ساٹھہ پر کئی روایت کین اور ابوداود اور ترمذی نے ستر پر کئی بغیر شک کے اور ایک
روایت مین ترمذی کے چونسٹھہ دروازے ایمان کے منقول ہین اور اختلاف کیا ہے علما نے کہ صحیح کونسی روایت
ہے قاضی عیاض نے کہا صحیح ساٹھہ پر کئی شاخین ہین شیخ ابن الصلاح نے کہا یہ شک سہیل راوی کیطرف سے
واقع ہوا ایسا ہی کہا بیہقی نے اور سہیل سے ستر پر کئی شاخین بغیر شک کے بھی منقول ہین اور راجح کونسی
روایت ہے یہ مختلف فیہ ہے کسی نے کم کی روایت کو ترجیح دی کسی نے زیادہ کی روایت کو حدیث مین بضع کا
جو لفظ آیا ہے تو اوسکی معنون مین بھی علماء کا اختلاف ہے کسی نے کہا بضع تین سے دس تک کو کہتے ہین کسی نے
کہا تین سے نو تک کو خلیل نے کہا بضع سات کو کہتے ہین کسی نے کہا دو سے دس تک کو اور بارہ سے بیس تک کو اور
شعبہ سے مراد ایک ٹکڑا ہے تو معنی حدیث کے یہ ہین کہ ایمان ستر پر کئی خصلتون کا نام ہے قاضی عیاض نے کہا
اوپر یہ بات گزر چکی کہ ایمان لغت مین یقین کرنے کو کہتے ہین اور شرع مین سے دل سے یقین کرنیکو اور زبان سے
اقرار کرنیکو اور شرع کے دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان اعمال کو کہتے ہین جیسے ایک حدیث مین ہے کہ سب سے
افضل خصلت ایمان کی کلمہ توحید پر یقین کرنا ہے اور سب سے کمتر راہ مین سے ایذا دینے والی چیز ہٹا دینا اور اوپر
ہم کہہ چکے ہین کہ کمال ایمان کا اعمال سے ہے اور اتمام ایمان کا عبادات سے ہے اور عبادات کا کرنا اور ان
شاخون کا ملانا تصدیق کا تتمہ ہے اور دلیل ہے تصدیق کی اور یہ خصلتین اوسکی ہین جو تصدیق رکھتے ہین

تو وہ ایمان کے خارج نہیں ہیں نہ ایمان شرعی سے نہ لغوی سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی بات کو
بتلایا کہ افضل ان سب خصلتوں میں توحید ہے جو ہر شخص پر واجب ہے اور کوئی شاخ بغیر اس کے قائم نہیں ہو سکتی
اگر یہ چیز ہے اور سب سے کمتر خصلت یہ ہے کہ جس چیز سے مسلمانوں کو ضرر پہنچنے کا گمان ہو جیسے کانٹا وغیرہ وہ راہ
سے ہٹا دینا اور ان دونوں کے بیچ میں بہت سی خصلتیں ہیں جو کوشش کرنے سے معلوم ہو سکتی ہیں اور بعضوں نے
انہیں کوشش کی ہے مگر ان پر یقین نہیں ہو سکتا کہ وہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں تھیں
اور انکا نہ پہچاننا ایمان میں کچھ نقصان نہیں کرتا اس واسطے کہ اصول اور فروع ایمان کے سب معلوم اور محقق
ہو چکی ہیں البتہ اجمالاً یقین کرنا کہ ایمان کے خصائل اسقدر ہیں ضرور ہے تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا
حافظ ابن حبان نے کہا ہے میں اس حدیث میں ایک مدت تک غور کیا اور عبادات اور اطاعات کا شمار کیا تو وہ ستر کئی
سے بہت زیادہ ہیں پھر میں نے حدیثوں کیطرف رجوع کیا اور جس عبادتوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان میں
شمار کیا ہے انکو جوڑا تو وہ ستر کئی سے کم ہوتی ہیں آخر میں رجوع ہوا اللہ کی کتاب کیطرف اور انکو غور سے
پڑھا اور جن عبادتوں کو اللہ نے ایمان میں داخل کیا ہے انکو جوڑا تو وہ بھی ستر کئی سے کم ہوتی ہیں پھر میں نے
قرآن اور حدیث کو ملایا اور جو عبادتیں مکرر ملیں انکو نکال ڈالا تو اللہ اور اس کے رسول کی بیان کی ہوئی عبادتیں
ملا کر ستر کئی ہوئیں نہ زیادہ نہ کم جب میں نے یقین کیا کہ مراد آپ کی یہ عبادتیں ہیں اور ابن حبان نے ان سب
عبادتوں کو اپنی کتاب شعب الایمان میں بیان کیا ہے اور اس فن میں سب سے عمدہ کتاب منہاج ہے
ابو عبداللہ حلیمی کی اور کتاب شعب الایمان ہے امام بیہقی کی اور ابن حبان نے کہا کہ ساٹھ پر کئی کی روایت
بھی صحیح ہے اس لیے کہ عرب کے لوگ گنتی بیان کرتے ہیں اور اس سے یہ غرض نہیں ہوتی کہ اس سے بڑھ کر
اور نہیں ہیں (انتہے کلام النووی) السراج الوہاج میں مولانا سید محمد صدیق حسن خاں صاحب بہادر فرماتے
ہیں کہ شعب الایمان بیہقی کا خلاصہ امام قزوینی نے کیا ہے پھر میں نے قزوینی کی خلاصہ کا خلاصہ کیا ہے اور اسکا نام الروض
الخصیب رکھا ہے عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْاِیْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ
اَوْ بِضْعٌ وَّسِتُّوْنَ شُعْبَۃً فَاَفْضَلُھَا قَوْلُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَدْنَاھَا اِمَاطَۃُ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِیْقِ وَالْحَیَاءُ
شُعْبَۃٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان کی ستر کئی
یا ساٹھ پر کئی شاخیں ہیں افضل ان سب میں لا الہ الا اللہ کہنا ہے اور ادنیٰ ان سب میں راہ میں سے موذی
چیز کو ہٹانا ہے اور حیا ایک شاخ ہے ایمان کی ف اور ایک روایت میں ہے کہ حیا ایمان میں ہے اور دوسری

روایت میں ہے کہ حیا سے نہیں ہوتی مگر بھلائی ۔ ایک روایت میں ہے کہ حیا بالکل خیر ہے واحدی نے کہا کہ حیا اور استحیا دونوں حیاۃ سے نکلے ہیں اور حیا انسان کی قوۃ حیات ہے تو جس شخص کا احساس لطیف ہو اور حیاۃ قوی ہے اسی کو حیا ہوتی ہے جنید بغدادی رحمۃ نے کہا حیا نعمتوں کا دیکھنا اور اپنی قصوروں پر نظر کرنا ہے یعنی خدا کے احسانات اور اپنی تقصیرات پر غور کرنا اس سے ایک حالت پیدا ہوتی ہے جسکو حیا کہتے ہیں اخلاق میں فضائل نفس تین رکھی ہیں عفت اور شجاعت اور عدالت پھر حیا عفت کا ایک شعبہ ہے ابو علی بن مسکویہ نے کتاب الطہارۃ میں کہا کہ حیا رک جانا ہے نفس کا بری باتیں کرنے سے اور پرہیز کرنا ہے برائی سے قاضی عیاض نے کہا حیا تو ایک خلقی صفت ہے پھر اسکو ایمان میں داخل کیا اس لیے کہ کبھی حیا پیدا ہوتی ہے ریاضت اور کسب سے جیسے اور اخلاق حسنہ ریاضت سے حاصل ہوتے ہیں اور کبھی خلقی ہوتی ہے لیکن حیا کا استعمال قانون شرع کے موافق محتاج ہوتا ہے کسب اور نیت اور علم کی طرف تو وہ ایمان میں ہے اور دوسرے یہ کہ حیا نیک کام کراتی ہے اور گناہوں سے باز رکھتی ہے لیکن یہ جو فرمایا حیا بالکل خیر ہے اور نہیں ہوتی اس سے مگر خیر تو اسمیں یہ اشکال ہوتا ہے کہ بعض وقت حیا کی وجہ سے انسان حق بات کہنے سے رک جاتا ہے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ترک کرتا ہے اور کبھی حیا کی وجہ سے اوس کے حقوق تلف ہو جاتی ہیں تو خیر محض کیونکر ہوئی اسکا جواب یہ ہے کہ یہ حیا نہیں ہے یہ تو عجز اور ناتوانی ہے اسکو حیا بعضوں نے مجازاً کہا ہے لیکن حقیقۃ حیا اوس خلق کا نام ہے جو بری بات سے روکتی ہے اور اچھی بات کیطرف بلاتی ہے اور منع کرتی ہے کسی حقدار کے حق میں قصور کرنے سے اور جنید کا قول اس پر دلالت کرتا ہے (نووی) **عَنْ سَالِمٍ عَنْ** أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَعِظُ أَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ فَقَالَ الْحَيَاءُ مِنَ الْإِيمَانِ **ترجمہ** سالم نے اپنے باپ عبداللہ بن عمر سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا ایک شخص نصیحت کر رہا تھا اپنے بھائی کو حیا کے باب میں **ف** یعنی منع کر رہا تھا حیا سے اور کہتا تھا حیا بری بات ہے **فائدہ** آپ نے فرمایا رہنے دو یعنے مت منع کر حیا سے بخاری) حیا ایمان میں داخل ہے دوسری روایت میں ہے مَرَّ بِرَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ يَعِظُ أَخَاهُ یعنے آپ گذرے ایک انصاری پر جو نصیحت کر رہا تھا اپنے بھائی کو **عَنْ** عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ الْحَيَاءُ لَا يَأْتِي إِلَّا بِخَيْرٍ فَقَالَ بُشَيْرُ بْنُ كَعْبٍ إِنَّهُ مَكْتُوبٌ فِي الْحِكْمَةِ أَنَّ مِنْهُ وَقَارًا وَمِنْهُ سَكِينَةً فَقَالَ عِمْرَانُ أُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتُحَدِّثُنِي عَنْ صُحُفِكَ **ترجمہ** عمران بن حصین حدیث بیان کر رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حیا سے نہیں ہوتی مگر بہتری بشیر بن کعب نے کہا

حکمت کی کتابون مین لکہا ہے کہ حیا ہی سے وقار ہوتا ہے اور حیا سی سکینہ ہوتا ہے ف وقار کہتی مین سوچ
سمجہ کر ایک کام کرنیکو اور اسکے خلاف چہچورا پن ہے کہ جلدی سی جو خیال مین آوے کرنے لگی اور اسکا انجام نہ سوچے
جیسے جانورون کا حال ہے اور سکینہ بہی وہی وقار کو کہتی ہین یعنے سکون نفس اور ثبات حرکات کیوقت اور اسکی خلاف
مین ہے اضطراب و عجلت ف عمران نے کہا مین تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث تجہسی بیان کرتا
ہون اور تو اپنی کتابون کی باتین بیان کرتا ہے ف یعنی حدیث اور قرآن کے سامنے حکیمون کے اقوال
بیان کرنا بیموقع ہے گو حکیم بڑے دانشمند اور عقیل تہے مگر پہر بہی اون سی ہزارون طرح کی غلطیان ہوئین مین
حکیم کا رتبہ پیغمبر سے بہت کم ہے اسی طرح حکمت کا رتبہ نبوت سی بہت کمتر ہے پہر پیغمبر کا قول جب ملجاوی تو اب
حکیمون کی بات ڈہونڈہنا بیکار ہے عن ابی قتادۃ قال کنا عند عمران بن حصین فی رھط و
فینا بشیر بن کعب فحدثنا عمران یومئذ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
الحیاء خیر کلہ قال او قال الحیاء کلہ خیر فقال بشیر بن کعب انا لنجد فی بعض الکتب
او الحکمۃ ان منہ سکینۃ و وقارا للہ ومنہ ضعف قال فغضب عمران حتی احمرتا
عیناہ وقال الا ارانی احدثک عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتعارض فیہ قال فاعاد
عمران الحدیث قال فاعاد بشیر فغضب عمران قال فما زلنا نقول انہ منا یا ابا نجید انہ لا باس بہ
ابو قتادہ سی روایت ہی ہم عمران بن حصین پاس ایک رہط مین تہے ہمارے لوگون مین سی (رہط کہتی ہین دس سے کم مردون
کی جماعت کو) اور ہمارے لوگون مین بشیر بن کعب (ابن ابی الحمیری عدوی ابو ایوب بصری) بہی تہے عمران نے ایک
دن حدیث بیان کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حیا خیر ہے بالکل یا حیا بالکل خیر ہے بشیر بن کعب نے کہا ہم
نے بعضی کتابون مین یا حکمت مین دیکہا ہے کہ حیا کی ایک قسم تو سکینہ اور وقار ہے اللہ تعالی کے لیے اور ایک حیا
ضعف نفس ہے ف یعنی بودا پن اور ڈرپوک پنا یا جرائت جسکے دل مین طاقت نہین ہوتی خون اسمین کم
ہوتا ہے اوسکو یہ صفت اکثر لاحق ہوتی ہے اوسکو عربی مین عجز اور خور اور مہانت بہی کہتے ہین اس صفت کیوجہ سی
انسان مین ذلت اور لئامت پیدا ہوجاتی ہے وہ اپنے حقوق کو پورا پورا حاصل نہین کرسکتا ڈرتا ہے آخر جو ملجاتا
ہے اسی پر قناعت کرتا ہے اور دم نہین مارتا بلکہ اپنے حقوق کو حاصل کرنے مین کوشش بہی نہین کرتا اکثر ہندوستان
کے لوگ اس بری صفت مین مبتلا ہین اور یہ ایک اخلاق ذمیمہ مین سے ہے جس سے حکیم ہمیشہ منع کرتے چلے آئے
ہین اور درحقیقت یہ حیا نہین ہے جو صفات حمیدہ اور اخلاق فاضلہ مین سے ہے پر بعضون نے اسپر حیا کا اطلاق

مغالطہ سی یا مجازاً کیا ہے دیوجانس حکیم جو یونان مین تہا اوس نے بہی کہا ہے کہ حیا ضعف نفس سے پیدا ہوتی ہے
اور اوسکو ترک کرنا چاہیے مراد اوسکی حیا سے یہی صفت رذیلہ ہے نہ وہ حیا جو انسان کو بری باتون سے روکتی ہے
وہ تو بالاتفاق عمدہ صفت ہے **ف** یہ سنکر عمران کو غصہ آیا اونکی آنکہین لال ہوگئین اور انہون نے کہا مین
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرتا ہون اور تو اوس کے خلاف بیان کرتا ہے **ف** ہرچند حدیث
مین جو مطلب ہے وہ بالکل صحیح ہے کیونکہ مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیا سے وہی صفت ہے جو اخلاق فاضلہ
مین سے ہے جسکا بیان ابہی ہوا اور جو انسان کو قبائح اور معاصی سے روکتی ہے اور وہ بالکل خیر ہے اور سراسر بہتر
ہے اور حکمت کی رو سے جو امر ثابت ہے وہ بہی صحیح ہے اس لیے کہ حکیمون نے اس حیا کو برا نہین کہا ہے بلکہ ضعف النفس
کو جو درحقیقت حیا مین داخل نہین ہے اور دونون قولون مین کسی قسمکا تعارض یا خلاف نہین ہے پر چونکہ بشیر نے
حیا کا اطلاق اس بری صفت پر بہی کیا اور حیا کو تقسیم کیا دو قسمون پر ایک عمدہ اور ایک بری اور حدیث سے
یہ بات نکلتی ہے کہ حیا بالکل خیر ہے تو بظاہر گویا حدیث کے خلاف مین ایک بات کہی اور حکمت کی بات کو حدیث
کے مقابلے مین بیان کیا اسلیے عمران غصے ہوئے السراج الوہاج مین ہے کہ اکثر سلف بلکہ خلف کے صلحا نے
ایسا ہی غصہ اور انکار کیا ہے اوس شخص پر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے مقابلے مین کسی اور کا
قول بیان کرے اگرچہ وہ کیسے ہی بلند درجے کا شخص ہو اس لیے کہ کسی صحابی یا ولی یا مجتہد کا درجہ اور مرتبہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی برابر نہین ہوسکتا پہر اوسکی بات بہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے خلاف مین محض بے
وقعت اور بے اعتبار ہے اور حاصل یہ ہے کہ سوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور جتنے لوگ ہین سب کے اقوال ہین
سے کچہ لینے کے قابل ہین اور کچہ چہوڑنیکے قابل بقول خُذْ مَا صَفَا وَدَعْ مَا كَدَرَ اور مجہے تعجب ہوتا ہے اوس شخص سے
جو ایمان لاوے اللہ پر اور اوسکے رسول پر اور قیامت پر کہ اوسکا دل کیونکر مانتا ہے جب وہ حدیث سن لیوے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہر اور کسی کی امت مین سے بات مانے یا سنے اور مقدم کرے اوسکی بات کو جناب
رسالت مآب کی بات پر جنکی شان مین یہ آیت اوتری وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوحٰى **ف** ابو قتادہ
نے کہا عمران نے پہر دوبارہ اسی حدیث کو بیان کیا بشیر نے پہر دوبارہ وہی بات کہی جب تو عمران غصے ہوگئے (اور
انہون نے قصد کیا بشیر کو سزا دینے کا) ہم سب کہنے لگے ای ابا نجید (یہ کنیت ہے عمران بن حصین کی) بشیر ہم مین سے
ہے (یعنی مسلمان ہے) اسمین کوئی عیب نہین (یعنی وہ منافق یا بے دین یا بدعتی نہین ہے جیسے تم نے خیال
کیا) **عَنْ** عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِيثِ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ ترجمہ

دوسری روایت بہی عمران سے ایسی ہی ہے جیسے اوپر گذری **باب** جامع اوصاف الاسلام یہ باب جامع ہے اوصاف اسلام کا **عن** سُفْیَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ الثَّقَفِیِّ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قُلْ لِیْ فِی الْاِسْلَامِ قَوْلًا لَا اَسْاَلُ عَنْہُ اَحَدًا بَعْدَکَ وَفِیْ حَدِیْثِ اَبِیْ اُسَامَۃَ غَیْرَکَ قَالَ قُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ ثُمَّ اسْتَقِمْ **ترجمہ** سفیان بن عبداللہ ثقفی سے روایت ہے میں نے کہا یا رسول اللہ مجہکو اسلام میں ایک ایسی بات بتا دیجیے کہ پہر میں اسکو نہ پوچہوں کسی سے آپکے بعد آپ نے فرمایا کہہ ایمان لایا میں اللہ پر پہر جما رہ اسپر ابو اسامہ کی روایت میں ہے کسی سے آپ کے سوا **ف** قاضی عیاض نے کہا یہ حدیث جوامع الکلم میں سے ہے اور یہ مطابق ہے اللہ تعالے کے قول کے اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا یعنی جن لوگوں نے کہا پروردگار ہمارا اللہ ہے پہر جم رہے اسپر یعنی توحید کی اللہ جل جلالہ کی اور ایمان لائے اسپر پہر جمے رہے یعنی دگے نہیں توحید سے اور شرک میں نہ پہنسے اور لازم کرلی انہوں نے اطاعت اللہ جل جلالہ کی یہانتک کہ مرے اس حال پر اور یہی تفسیر ہے اس آیت کی بموافق اکثر مفسرین صحابہ کرام و من بعدہم کے اور یہی معنی ہیں حدیث کے تمام ہوا کلام قاضی کا ابن عباس نے کہا اللہ تعالی کے اس قول میں فَاسْتَقِمْ کَمَآ اُمِرْتَ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ساری قرآن میں کوئی آیت اس سے زیادہ دشوار اور سخت نہیں اترے اور اسی واسطے جب صحابہ نے آپ سے کہا آپ جلدی بوڑہے ہوگئے تو آپ نے فرمایا مجہے سورہ ہود اور اسکی مانند اور سورتوں نے بوڑہا کردیا اور استاذ ابو القاسم قشیری نے اپنے رسالے میں لکہا ہے استقامت وہ درجہ ہے جس سے سب کام پورے اور کامل ہوتے ہیں اور اسی صفت سے تمام بہلائیاں حاصل ہوتی ہیں اور انکا انتظام ہوتا ہے اور جس شخص میں استقامت اللہ تعالی نہ ہو اسکی کوشش سب اکارت ہے اور اسکی سعی سب بے نتیجہ ہے بعضوں نے کہا استقامت ایسی صفت ہے کہ اسکو بڑے بڑے ہی لوگ کرسکتے ہیں کیونکہ وہ حاصل ہوتی ہے رسومات کی ترک سے اور عادات کے چہوڑنے سے اور خلوص اور صدق کے ساتہہ خدا کے سامنے کہڑے ہونے سے اسیواسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا استقامت کرو اور تم ہرگز سب نیکیاں نکر سکو گے واسطی نے کہا استقامت خصلت ہے جس سے ساری نیکیاں پوری ہوتی ہیں اور اسکی نہونے سے سب نیکیاں بری ہوجاتی ہیں اور مسلم نے اپنی صحیح میں سفیان بن عبداللہ ثقفی سے صرف یہی حدیث روایت کی ہے اور ترمذی نے بہی روایت کیا اسحدیث کو اور اتنا زیادہ کیا کہ میں نے کہا یا رسول اللہ سب سے زیادہ مجہکو کس چیز سے ڈرنا چاہیے آپ نے اپنی زبان پکڑی اور فرمایا اس سے (کیونکہ اکثر گناہ زبان ہی سے صادر ہوتے ہیں اور اکثر فتنیں اور بلائیں انسان پر زبان سے آتی ہیں اور شروع تربیت کا حکما میں یہی ہے کہ پہلے انسان اپنی

زبان کو قابو مین کرے اور دیکہتا رہے کہ اوسکی زبان سے جو باتین نکل رہی ہین وہ مناسب ہین یا غیر مناسب اور لازم ہے کہ خلاف مصلحت کے کوئی بات زبان سے نہ نکالے **باب** بَیَانِ تَفَاضُلِ الْاِسْلَامِ وَاَیِّ اُمُوْرِہٖ اَفْضَلُ اسلام کی فضیلت دوسرے اسلام پر اور بیان اس بات کا کہ کون سی کام اسلام کے فضل مین ہین عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْاِسْلَامِ خَیْرٌ قَالَ تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلٰی مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَّمْ تَعْرِفْ ترجمہ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے ایک شخص نے پوچہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کون سا اسلام بہتر ہے آپنے فرمایا یہ کہ تو کہانا کہلاوے (بہوکے کو اور مہمان کو) اور سلام علیک کر ہر شخص سے خواہ تو اوسکو پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو **ف** کون سا اسلام بہتر ہے یعنی کون سی خصلت اسلام کی بہتر ہے اور سنت اسلام یہی ہے جو اس حدیث مین بیان ہوئی کہ ہر مسلمان سے سلام علیک کرے خواہ اوسسے پہچان ہو یا نہ ہو اور یہ عادت جو بعض لوگون نے اختیار کی ہے ا۔ اوسی شخص کو سلام کرتے ہین جس سے پہچانتے ہین اچہی نہین

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ یَقُوْلُ اِنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَیُّ الْمُسْلِمِیْنَ خَیْرٌ قَالَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَیَدِہٖ ترجمہ عبد اللہ بن عمرو بن العاص کہتے تہے ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچہا کون سا مسلمان بہتر ہے آپنے فرمایا وہ مسلمان جسکی زبان اور ہاتہہ سے دوسرے مسلمان بچے رہین (یعنے نہ زبان سے کسی کی برائی کرے نہ ہاتہہ سے کسی کو ایذا دیوے)

عَنْ جَابِرٍ یَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَیَدِہٖ ترجمہ جابر سے روایت ہے مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تہے مسلمان وہ ہے جسکی زبان اور ہاتہہ سے دوسرے مسلمان بچے رہین عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ الْاِسْلَامِ اَفْضَلُ قَالَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَیَدِہٖ ترجمہ ابو موسی اشعری سے روایت ہے مین نے کہا یا رسول اللہ کون سا اسلام افضل ہے آپنے فرمایا جسکی زبان اور ہاتہہ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہین

عَنْ بُرَیْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بِہٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْمُسْلِمِیْنَ اَفْضَلُ فَذَکَرَ مِثْلَہٗ ترجمہ ابو بردہ برید بن عبد اللہ سے دوسری روایت بہی ایسی ہی ہے اوسمین یون ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچہا کون سا مسلمان افضل ہے **ف** نووی نے کہا کبہی حضرت نے افضل اوس مسلمان کو قرار دیا جو کہانا کہلاوے سلام کرے ہر شخص کو اور کبہی اوسکو جس کی زبان اور ہاتہہ سے اور مسلمان بچے رہین یہ اختلاف بوجہ اختلاف احوال سائلین اور حاضرین کے تہا تو ایک مقام مین سلام اور اطعام

[illegible]

یعنی کہانا کہلانے کی زیادہ ضرورت معلوم ہوئی آپنے اوسی کو بیان فرمایا اور ایک موقع مین ایذا دہی سے رکنی کی ضرورت معلوم ہوئی تو اوسی کو بیان کیا اور یہ جو فرمایا مسلمان وہ ہے جسکی زبان اور ہاتھہ سے دوسرے مسلمان بچے رہین تو مطلب یہ ہے کہ کامل مسلمان وہی ہے جسمین یہ صفت ہو اور یہ غرض نہین کہ جسمین یہ صفت نہو وہ مسلمان ہی نہین ہے اور ان حدیثون مین بہت سی فوائد ہین ایک تو یہ کہ کہانا کہلانا اور سخاوت کرنا اور مسلمانون کو فائدہ پہونچانا دین کا بہت ضروری کام ہے دوسرے یہ کہ مسلمانون کو ایذا دہی سے بچنا چاہیے خواہ زبان سے ایذا ہو یا کسی فعل سے کسی کی توہین یا حقارت کرنا چاہیے تیسری ترغیب ہے اسمین مسلمانون کو یکدلی اور اتفاق کی اور باہم محبت اور دوستی اور الفت رکہنے کی قاضی عیاض نے کہا باہم الفت رکہنا اور اتفاق کرنا دین کے فرضون مین سے ایک فرض ہے اور بڑا رکن ہے شریعت کا اور اسی سے انتظام ہے اسلام کا چوتھی حکم ہے سلام کا ہر مسلمان پر خواہ اوس سے پہچان ہو یا نہ ہو اور مراد ہر شخص سے ہر مسلمان ہے تو یہ عام خاص کیا گیا ہے اور کافر کا سلام کرنا ضرور نہین پانچوین ہدایت ہے اخلاص عمل کیواسطے اللہ تعالی کی چھٹی ارشاد ہے تواضع اور انکسار کی طرف جو شعار ہے اسلام کا

باب بَیَانِ خِصَالٍ مَنِ اتَّصَفَ بِهِنَّ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِیْمَانِ بیان اون خصلتون کا جن سے ایمان کا مزہ ملتا ہے

عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثٌ مَنْ کُنَّ فِیْهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْاِیْمَانِ مَنْ کَانَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَاَنْ یُّحِبَّ الْمَرْءَ لَا یُحِبُّهٗ اِلَّا لِلّٰهِ وَاَنْ یَّکْرَهَ اَنْ یَّعُوْدَ فِی الْکُفْرِ بَعْدَ اَنْ اَنْقَذَهُ اللّٰهُ مِنْهُ کَمَا یَکْرَهُ اَنْ یُّقْذَفَ فِی النَّارِ ترجمہ انس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین باتین جسمین ہونگی وہ انکی وجہ سے ایمان کی مٹھاس اور حلاوت پاویگا ایک تو یہ کہ اللہ اور اوس کے رسول سے دوسرے سب لوگون سے زیادہ محبت رکہے دوسری یہ دوستی رکہے کسی آدمی سے صرف خدا کے واسطے (یعنی دنیا کی کوئی غرض نہ ہو نہ اوس سے ڈر ہو) تیسری یہ کہ کفر کو پہر اختیار کرنا بعد اس کے کہ خدا نے اوسکو نجات دی اوس سے اتنا برا جانے جیسے انگار مین پڑنا **ف** نووی نے کہا یہ حدیث بڑی ہے اور ایک اصل ہے اسلام کی اصول مین سے علمانے کہا ہے حلاوۃ ایمان کے معنی یہ ہین کہ عبادت مین اور تکلیف اوٹہانے مین خدا اور رسول کی رضامندی کے لیے لذت اور مزہ پیدا ہو اور دنیا کے فوائد اور منافع پر خدا اور رسول کی رضامندی کو مقدم رکہے اور خدا کی محبت یہ ہے کہ اوسکا حکم مانے اور اوسکی مخالفت کو ترک کرے ایسے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے قاضی عیاض نے کہا یہ حدیث اوسی مطلب کی ہے جیسے اوپر گذری ایک حدیث کہ ایمان

کا مزہ چکھا اوس نے جو خدا کی خدائی کے ساتھہ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری کے ساتھہ اور اسلام کے دین کے ساتھہ راضی ہوا اس لیے کہ خدا اور رسول کی محبت اسی طرح خالص خدا کے لیے دوسرے مسلمان کی محبت اسی طرح کفر کو پہر اختیار کرنے کی نفرت نہین ہو گی مگر اوس شخص کو جسکا ایمان اور یقین نہ ڈرتا رہے اور اوسکے دل کو اطمینان ہے اور اوسکا سینہ کشادہ ہے اور ایمان اوسکے گوشت اور خون مین اثر کر گیا ہے یہی وہ شخص ہے کہ جس نے ایمان کی شیرینی پائی اور خدا کے لیے کسی سے محبت رکہنا پہل ہے خدا کی محبت کا اور بعضون نے کہا خدا کی محبت یہ ہے کہ اپنے دل کو موافق کر دیوے خدا کی مرضی کے تو جو خدا کو پسند ہو وہی اوسکو پسند ہو اور جو خدا کو ناپسند ہو وہی اوسکو ناپسند ہو اور اس باب مین متکلمین کی عبارتین مختلف ہین لیکن مطلب ایک ہی ہے اور حاصل یہ ہے کہ محبت ایک میل اور خواہش ہے پہر یہ میل کبہی تو اون چیزون کیطرف ہوتا ہے جو بالطبع انسان کو مرغوب ہین جیسے خوبصورتی خوش آوازی کہانیکا ذائقہ اور کبہی اون چیزون کیطرف جن کا حسن عقل سے معلوم ہوا ہے جیسے محبت صالحین اور علماء اور اہل فضل کی اور کبہی یہ میل اسوجہ سے ہوتا ہے کہ کسی نے اوسپر احسان کیا ہو یا مصیبت سے بچایا ہو اور یہ سب باتین ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مین موجود ہین کیونکہ تمام کمالات ظاہری اور باطنی آپ مین جمع تہے اور تمام فضائل اور محاسن اخلاق آپ مین موجود تہے اور آپکا احسان اور فیض تو اتنا عام ہے کہ سب مسلمانون کی گردن پر ہے اونکو ہمیشہ ہمیشہ کا آرام دلوایا جہنم کے عذاب سے بچایا پہر خداوند کریم کا احسان تو سب سے زیادہ ہے کیونکہ اوسی نے حضرت کو پیدا کیا پیغمبر بنا کر ہمارے پاس بہیجا پس درحقیقت اصل الاصول محبت ہے اللہ جل جلالہ کی اور محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام اور اہل بیت اور صالحین اور اولیاء اللہ اور علماء دین کی راجع ہے اللہ کی محبت کیطرف تو اللہ کی محبت بالذات ہے باقی سب کی بالعرض یعنی خدا کی محبت کے ذیل مین ہے پہر کوئی سوا خدا کے کسی اور شی سے بالذات محبت رکہے وہ اہل اللہ کے نزدیک مشرک ہے یحبونہم کحب اللہ یہ صفت ہے مشرکین کی اور مومنون کی یہ صفت ہے وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ (نووی سے زیادہ

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ مَنْ کُنَّ فِیْہِ وَجَدَ طَعْمَ الْاِیْمَانِ مَنْ کَانَ یُحِبُّ الْمَرْءَ لَا یُحِبُّہٗ اِلَّا لِلّٰہِ وَمَنْ کَانَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِمَّا سِوَاھُمَا وَمَنْ کَانَ اَنْ یُّلْقٰی فِی النَّارِ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ اَنْ یَّرْجِعَ فِی الْکُفْرِ بَعْدَ اَنْ اَنْقَذَہُ اللّٰہُ مِنْہُ ترجمہ انس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین باتین جسمین ہونگی وہ ایمان کا مزہ پاویگا جو شخص دوستی رکہے کسی سے پہر رکہتا ہو دوستی اوس سے مگر خدا کے لیے (خدا کا نیک بندہ سمجہ کر) اور جو شخص اللہ اور اوسکے رسول سے دوستی رکہے دوسرے

اور سب لوگون یا چیزون سے زیادہ اور جو انگار مین ڈالا جانا پسند کرے مگر پھر کفر اختیار کرنا پسند نکرے جب خدا نے اسکو نجات دی کفر سے **ف** مراد اس سے وہ لوگ ہین جو پہلے کافر یا مشرک تھے پھر خدا نے انکو اسلام سے مشرف فرمایا تو انکا اسلام انکو جب ہی مزہ دیگا جب وہ کفر کے دین سے اسقدر بیزار ہون کہ انگار مین گرنا قبول کرین پر کفر قبول نکرین **عن** اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ حَدِیْثِہِمْ غَیْرَ اَنَّہٗ قَالَ مِنْ اَنْ یَّرْجِعَ یَھُوْدِیًّا اَوْنَصْرَانِیًّا **ترجمہ** دوسری روایت بھی ایسی ہی مگر اوس مین یہ ہے کہ انگار مین گرنا اوسکو پسند ہو پر یہودی یا نصرانی ہونا گوارا نہو

باب وُجُوْبِ مَحَبَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکْثَرَ مِنَ الْاَھْلِ وَالْوَلَدِ وَالْوَالِدِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ وَاِطْلَاقُ عَدَمِ الْاِیْمَانِ عَلٰی مَنْ لَّمْ یُحِبُّہٗ ھٰذِہِ الْمَحَبَّۃَ **ترجمہ** باب اس بات کے بیان مین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنا بی بی اور اولاد اور ماں باپ اور سب لوگون سے زیادہ واجب ہے اور جسکو ایسی محبت نہو وہ مومن نہین **عن** اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُؤْمِنُ عَبْدٌ وَّفِیْ حَدِیْثِ عَبْدِ الْوَارِثِ الرَّجُلُ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ اَھْلِہٖ وَمَالِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ **ترجمہ** انس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی بندہ یا کوئی آدمی مومن نہین ہوتا جب تک اسکو میری محبت گھروالون اور مال اور سب لوگون سے زیادہ نہو **ف** خطابی نے کہا مراد وہ محبت نہین ہے جو طبعی ہوتی ہے اور غیر اختیاری بلکہ مقصود محبت اختیاری ہے تو مطلب یہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور آپکے ارشاد کی تعمیل دنیا کی سب چیزون پر مقدم سمجھے ماں باپ بی بی اولاد دوست آشنا یہ سب اگر ناراض ہوجاوین تو قبول کرے پر خدا اور اسکے رسول کی نافرمانی ہرگز اختیار نکرے یہی محبت صادقہ ہے جسپر مدار ہے ایمان کا ابن بطال اور قاضی عیاض نے کہا محبت تین قسم کی ہے ایک تو محبت بزرگی کی وجہ سے جیسے بیٹے کو باپ سے ہوتی ہے اور شاگرد کو استاد سے دوسری محبت شفقت اور پیار کی جیسے باپ کو یا ماں کو اولاد سے ہوتی ہے تیسرے محبت ہم شکل اور ہم خیال ہونیکی جیسے دوست آشناؤن سے ہوتی ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام محبتون کو اپنی محبت مین جمع کردیا ہے ابن بطال نے کہا حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص کا ایمان کامل ہوگا وہ اسبات کو یقین کرے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق اوسپر زیادہ ہے اوسکے باپ اور بیٹے کے حق سے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے ہمکو جہنم سے نجات ملی ہے اور ہم نے گمراہی سے نکلکر ہدایت پائی ہے قاضی عیاض نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت مین یہ بات بھی ہے کہ آپکی سنت کی مدد کرنا اور آپکی شریعت پر جو اعتراض کرے اوسکا جواب دینا اور آپ سے ملنے کی آرزو کرنا اگرچہ جان اور مال سے تصدق

ہو جاوی اور جب یہ بات معلوم ہوئی تو ثابت ہوئی یہ بات کہ ایمان کی حقیقت پوری نہیں ہوتی بغیر اس محبت کے اور ایمان صحیح نہیں ہوتا جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر اور منزلت ماں باپ بزرگ محسن سب سے زیادہ دلمیں نہو اور جس کا یہ اعتقاد نہو وہ مومن نہیں ہے (نووی) **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّلَدِهٖ وَوَالِدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ **ترجمہ** انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم میں سے مومن نہیں ہوتا جب تک اوسکو میری محبت اولاد اور ماں باپ اور سب لوگوں سے زیادہ نہو **بَابُ** الدَّلِيْلِ عَلٰى اَنَّ مِنْ خِصَالِ الْاِيْمَانِ اَنْ يُّحِبَّ لِاَخِيْهِ الْمُسْلِمِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ مِنَ الْخَيْرِ ایمان کی خصلت ہے کہ اپنے بھائی مسلمان کے لیے بھی وہی چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے (یعنے بھلائی) **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِاَخِيْهِ اَوْ قَالَ لِجَارِهٖ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ **ترجمہ** انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم میں سے مومن نہیں ہوتا جب تک وہ نہ چاہے اپنے بھائی یا ہمسایے کے لیے جو چاہتا ہے اپنے لیے **ف** علما نے کہا مراد یہ ہے کہ مومن کامل نہیں ہوتا ورنہ اصل ایمان تو بغیر اس صفت کے بھی حاصل ہوتا ہے اور مطلب یہ ہے کہ اپنے بھائی مسلمان کے لیے بھی عبادات اور نیکیاں اور دنیا کی مباح چیزیں جو اپنے لیے چاہتا ہے چاہے نسائی کی روایت میں ہے بھلائی اور خوبی۔ ابن الصلاح نے کہا بعضوں نے اس صفت حاصل کرنیکو دشوار اور محال سمجھا ہے حالانکہ یہ بات صحیح نہیں کیونکہ مراد یہ ہے تم میں سے کسی کا ایمان کامل نہیں ہوتا جب تک وہ اپنے بھائی مسلمان کے لیے وہی چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے یعنے اوس کے لیے بھی نعمتوں کا حاصل ہونا اچھا جانے اگر خود کا کوئی نقصان نہو اور یہ امر بہت آسان ہے قلب سلیم پر یعنے جسکا دل صاف ہے البتہ جس کے دلمیں کینہ اور حسد بھرا ہوا ہو اوسپر بہت دشوار ہے خدا بچاوے ہمکو اور ہمارے بھائیوں کو ایسے خراب دل سے (نووی) حاصل یہ ہے کہ جب کسی بھائی مسلمان کی بھلائی ہوتی ہو اور اپنا اوسمیں کچھ ضرر نہو تو اوسسے خوش ہونا چاہیے اور ہمیشہ عام خیر خواہی اور عام ہمدردی میں شریک رہنا چاہیے **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰى يُحِبَّ لِجَارِهٖ اَوْ قَالَ لِاَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ **ترجمہ** انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اوس کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کوئی آدمی مومن نہیں ہوتا جبتک کہ اپنے ہمسایے یا بھائی کے لیے وہی نہ چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے

باب بَیَانِ تَحْرِیْمِ اِیْذَاءِ الْجَارِ ہمسایہ کو ایذا دینا حرام ہے **عَنْ** اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مَنْ لَّا یَاْمَنُ جَارُہٗ بَوَائِقَہٗ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت مین نہ جاویگا وہ شخص جسکا ہمسایہ اوسکے مکر و فساد سے محفوظ نہین ہے **ف** یعنی اوسکی بدی اور ظلم سے اُسکو امن نہ ہو اور وہ ہمیشہ ڈرتا ہو کہ کہین مجھکو صدمہ نہ پہونچے اُس کیطرف سے علماء نے کہا اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو ہمسایہ کو ستانا درست سمجھے حالانکہ وہ جانتا ہو کہ یہ فعل حرام ہے تو وہ کافر ہے کبھی جنت مین نہ جاویگا یا یہ غرض ہے کہ اُسکو جنت مین جانا جنت کہلاتی ہے نصیب نہ ہوگا بلکہ روکا جاویگا یہانتک کہ عذاب ہو اس گناہ پر یا معاف کیا جاوے اور ضرورت ان تاویلون کی یہ ہے جو اوپر گزرا کہ اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ جو شخص توحید پر مرے اگرچہ کبیرے گناہ کرتا ہو وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم مین نہ رہیگا بلکہ چند روز عذاب دیا جاویگا۔ یا معاف کیا جاویگا پھر جنت مین جاویگا۔ بہر حال ہمسایہ کو رنج دینا اور ناحق اُسکو ستانا ایسا حرام ہے کہ بہشت سے محروم رکھتا ہے **باب** الْحَثِّ عَلٰی اِکْرَامِ الْجَارِ وَالضَّیْفِ وَلُزُوْمِ الصَّمْتِ اِلَّا عَنِ الْخَیْرِ وَکَوْنِ ذٰلِکَ کُلِّہٖ مِنَ الْاِیْمَانِ ہمسائے اور مہمان کی خاطرداری کی ترغیب اور چپ رہنے کی فضیلت اور یہ باتین ایمان مین داخل ہونا **عَنْ** اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیَقُلْ خَیْرًا اَوْ لِیَصْمُتْ وَمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ جَارَہٗ وَمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَہٗ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص یقین رکھتا ہے اللہ پر اور پچھلے دن (قیامت پر) اوسکو چاہیے یا تو اچھی بات کرے یا چپ رہے **ف** سبحان اللہ کیا عمدہ نصیحت ہے نووی نے لکھا غرض یہ ہے کہ جب بات کرنیکا ارادہ کرے تو سوچ لیوے کہ جو بات کہنا چاہتا ہے وہ بہتر ہے ثواب کی بات واجب ہو یا مستحب اوسوقت کہے اور اگر معلوم ہو کہ اس بات کا کہنا کچھ ثواب نہین تو چپ ہو رہے پھر جب ہے وہ بات حرام ہو یا مکروہ ہو یا مباح ہو جس مین نہ ثواب ہے نہ عذاب ہر حال مین خاموشی بہتر ہے تو مباح بات کا بھی نہ کہنا بہتر اور اولیٰ ہے کیونکہ مباح باتین لیجاتی ہین انسان کو حرام اور مکروہ کیطرف اور ایسا اتفاق اکثر ہوتا ہے اللہ جل جلالہ نے فرمایا مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْہِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ ۝ یعنی جو بات انسان منہ سے نکالتا ہے اوسکے پاس ایک شخص ہے جو راہ دیکھتا ہے طیار ہے (اوسکے لکھنے کو) اور اختلاف کیا ہے سلف اور خلف نے اس مسئلے مین کہ انسان کے سب قسم کی باتین اگرچہ مباح ہون لکھی جاتی ہین یا صرف وہی باتین جنہین عذاب یا ثواب ہو ابن عباس کا یہ

فول ہے کہ صرف وہی باتین لکھی جاتی ہین جنکا بدلہ ملیگا ثواب یا عذاب اس صورت مین آیت کو خاص کرنا پڑیگا
اور شرع نے ترغیب دی ہے اس طرف کہ مباح باتین بہت کرنا اچھا نہین کیونکہ انسان اکثر بہت باتین کرنے
سے گو مباح ہون حرام یا مکروہ باتون مین مبتلا ہو جاتا ہے امام شافعی نے اس حدیث کا یہ مطلب کیا ہو کہ انسان کو
بات کرنے سے پہلے فکر کرنا چاہیے پہر اگر اوسکو یہ امر متحقق ہو کہ اُس بات سے کچہ نقصان نہین تو اُس بات کو کہے اور
اگر یہ امر متحقق ہو کہ اوس سے ضرر ہوگا یا شک ہو ضرر اور عدم ضرر مین تو چپ رہے امام ابن ابی زید مالکی نے کہا تمام
آداب اور اخلاق حسنہ چار حدیثون سے نکلتی ہین ایک تو یہی حدیث دوسری وہ حدیث کہ آدمی کا اچہا اسلام
یہی ہے کہ چہوڑ دے اُس بات کو جو کام نہ آوے (یعنی بیکار اور لغو سے پرہیز کرے) تیسری حدیث لاتغضب یعنی
غصہ مت کر چوتھی وہ حدیث جو اوپر گذری کہ انسان کو چاہیے اپنے بہائی کے لیے وہی چاہے جو اپنے لیے خاص
چاہتا ہے اور اُستاذ ابو القاسم قشیری رہ نے فرمایا کہ چپ رہنا موقع پر صفت ہے مردون کی جیسے بولنا موقع
پر نہایت عمدہ خصلت ہے اور مین نے سنا ابو علی دقاق سے وہ کہتے تہے جو شخص چپ ہو رہے حق بات سے (یعنی جہان
موقع ہو حق بات بیان کرنیکا) وہ گونگا شیطان ہے لیکن ارباب مجاہدہ اور ریاضت نے جو سکوت اختیار کیا ہے
وہ اس لیے کہ باتین کرنے مین طرح طرح کی آفتین ہین اور اُسمین نفس کو حظ ہوتا ہے وہ اپنی تعریف کرتا ہے
اور کبھی اپنی فصاحت اور شیرین بیانی لوگون پر ظاہر کرنا چاہتا ہے اور یہ سکوت اور خاموشی ایک بڑا رکن
ہے تہذیب اخلاق کا فضیل بن عیاض نے کہا جو شخص بات کو اپنے اعمال مین سے ایک عمل سمجہے گا وہ
بے فائدہ بات کم کریگا اور ذو النون مصری نے کہا سب سے زیادہ اپنے نفس کی حفاظت کرنیوالا وہ شخص ہے
جو اپنی زبان کو زیادہ روکے **ت** اور جو شخص ایمان رکہتا ہے اللہ پر اور پچہلے دن پر اوسکو چاہیے کہ خاطر
داری کرے اپنے ہمسائے کی اور جو شخص ایمان رکہتا ہے اللہ پر اور پچہلے دن پر اوسکو چاہیے کہ خاطر داری کرے
اپنے مہمان کی **ف** قاضی عیاض نے کہا مطلب حدیث کا یہ ہے کہ جو شخص شریعت اسلام پر چلنا چاہے
اوسکو ہمسایہ اور مہمان کے ساتہہ سلوک کرنا ضرور ہے اور اللہ تعالی نے اپنی کتاب مین ہمسائے کے ساتہہ سلوک
کرنیکا حکم کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ جبرئیل علیہ السلام مجہکو وصیت کرتے تہے ہمسایہ
کے ساتہہ سلوک کرنیکے لیے یہانتک کہ مین سمجہا جبرئیل اوسکو ترکہ بہی دلادینگے اسیطرح مہمانداری کرنا بہی اسلام کا
طریقہ ہے اور خصلت ہے پیغمبرون اور صالحون کی اور لیث نے کہا کہ ایک رات مہمانداری کرنا واجب ہے اور
دلیل اونکی وہ حدیث ہے کہ ایک رات مہمانی کرنا حق ہے واجب ہے ہر مسلمان پر اور عقبہ کی حدیث کہ جب تم اترو

کسی قوم پر پھر وہ دیوین تمکو کچھ بطور مہمانی کے تو قبول کرلو اور جو نہ دیوین تو لے لوا دن سی مہمانی کا حق اور اکثر
فقہا اس بات پر ہین کہ مہمانی کرنا اخلاق مین داخل ہے پر واجب نہین اور دلیل انکی وہ حدیث ہی کہ جائزہ ضیافت
کا ایک رات ہی اور جائزہ کہتے ہین عطا اور صلہ اور احسان کو اور یہ اختیاری ہوتے ہین نہ وجوبی اور یہی حضرت
نے فرمایا چاہیے کہ احسان کرے اور سلوک کرے اس سے بہی یہ بات نکلتی ہے کہ مہمانی واجب نہین کیونکہ ایسے
الفاظ کا استعمال واجب مین نہین ہوتا دوسرے یہ کہ مہمان اور ہمسایہ کو ایک ساتھ بیان کیا حالانکہ ہمسایہ کے ساتھ
سلوک واجب نہین اور اگلی حدیثون کی یہ تاویل کی ہے کہ وہ اوائل اسلام کی حدیثین ہین جب دلداری او خاطر داری
واجب تھی پھر اختلاف کیا ہے علما نے کہ مہمانداری بستی والون پر اور جنگل والون پر دونون پر واجب ہی یا صرف
جنگل مین رہنے والون پر تو شافعی اور محمد بن حکم کا قول یہ ہی کہ دونون پر واجب ہی اور مالک اور سحنون نے کہا
کہ صرف جنگل والون پر واجب ہے اس لیے کہ بستی یا شہر مین مسافر کو ٹھہرنے کی جگہ مل جاتی ہے سرا وغیرہ مین اور کھانے پینے
کی چیزین بہی سب بازار مین ملتی ہین اور ایک حدیث مین آیا ہے کہ ضیافت جنگل کے رہنے والون پر ہے نہ بستی
والون پر لیکن یہ حدیث اہل معرفت کے نزدیک موضوع ہے (نووی) **عَنْ** اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يُؤْذِیْ جَارَهٗ وَمَنْ
كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ فَلْيَقُلْ
خَيْرًا اَوْ لِيَسْكُتْ **ترجمہ** ابوہریرہ سی روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص یقین رکھتا ہو
اللہ پر اور پچھلے دن پر وہ نہ ستاوی اپنے ہمسایے کو اور جو شخص یقین رکھتا ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر وہ خاطر
داری کرے اپنے مہمان کی اور جو شخص یقین رکھتا ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر وہ اچھی بات کہے یا چپ رہے **عَنْ**
اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ اَبِیْ حُصَيْنٍ غَيْرَ اَنَّهٗ
قَالَ فَلْيُحْسِنْ اِلٰى جَارِهٖ **ترجمہ** ابوہریرہ سی دوسری روایت بہی ایسی ہی ہے مگر اسمین یہ ہی کہ احسان کرے باب منہ
اپنے ہمسایے کے ساتھ **عَنْ** اَبِیْ شُرَيْحٍ الْخُزَاعِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ
يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُحْسِنْ اِلٰى جَارِهٖ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ
ضَيْفَهٗ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَسْكُتْ **ترجمہ** ابو شریح خزاعی
(خویلد بن عمرو یا عبد الرحمٰن یا عمرو بن خویلد یا ہانی بن عمرو یا کعب) سی روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا جو شخص ایمان رکھتا ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر وہ نیکی کرے اپنے ہمسایے کے ساتھ اور جو شخص

ایمان رکھتا ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر وہ احسان کرے مہمان کے ساتھ اور جو شخص ایمان رکھتا ہو اللہ پر اور پچھلے دن
پر وہ اچھی بات کہے (جس میں بھلائی ہو یا ثواب ہو) یا چپ ہو رہے **باب** بَیَانِ کَوْنِ النَّهْیِ عَنِ
الْمُنْكَرِ مِنَ الْاِيْمَانِ وَاَنَّ الْاِيْمَانَ يَزِيْدُ وَيَنْقُصُ بری بات سے منع کرنا ایمان میں داخل ہے اور ایمان
گھٹتا بڑھتا ہے **عَنْ** طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ اَوَّلُ مَنْ بَدَاَ بِالْخُطْبَةِ يَوْمَ الْعِيْدِ قَبْلَ الصَّلٰوةِ
مَرْوَانُ فَقَامَ اِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ الصَّلٰوةُ قَبْلَ الْخُطْبَةِ فَقَالَ قَدْ تُرِكَ مَا هُنَالِكَ قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ ن فقال
اَمَّا هٰذَا فَقَدْ قَضٰى مَا عَلَيْهِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ رَاٰى مِنْكُمْ
مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وَذٰلِكَ اَضْعَفُ
الْاِيْمَانِ **ترجمہ** طارق بن شہاب سے روایت ہے سب سے پہلے جس نے شروع کیا خطبہ عید کے دن نماز
سے پہلے وہ مروان تھا (بیٹا حکم کا جو پہلا خلیفہ ہے خلفائے بنی امیہ میں سے) **ف** قاضی عیاض نے کہا
اختلاف ہے اس باب میں بعضوں نے کہا کہ سب سے پہلے خطبہ نماز سے پہلے حضرت عثمان نے پڑھا ہے اور بعضوں
نے کہا حضرت عمر (اور اسکی وجہ یہ تھی کہ لوگ نماز تمام ہوتے ہی چلدیتے تھے اور خطبے کے تمام ہونیکا انتظار نکرتے
اور بعضوں نے کہا اسمیں یہ مصلحت تھی کہ دور رہنے والوں کو بھی نماز ملجاوے اور جو لوگ دیر میں آویں ان کو
بھی نماز ملے اور بعضوں نے کہا یہ فعل سب سے پہلے معاویہ رضہ نے کیا اور بعضوں نے کہا عبد اللہ بن زبیر نے کیا
(پر یہ سب روایتیں ثابت نہیں ہیں) اور جو ثابت ہوا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر اور عثمان
اور علی رضی اللہ عنہم سے تو وہ یہ ہے کہ پہلے نماز پڑھی عید کی پھر خطبہ شروع کیا اور یہی قول ہے تمام ملکوں
کے فقہا کا اور بعضوں نے اسپر اجماع نقل کیا ہے اور یہ اجماع بعد اختلاف کے ہوا یا یہ کہ التفات نہیں کیا
گیا بنی امیہ کے خلاف کیطرف کیونکہ تمام خلفائے راشدین اور صدر اول کا اتفاق ہوچکا تھا اور اسی روایت میں
ابوسعید نے جو کہا کہ اس شخص نے اپنا حق ادا کردیا سب لوگوں کے سامنے یہ دلیل ہے اس بات کی کہ لوگوں کے نزدیک
سنت ثابت ہوچکی تھی برخلاف اسکے جو مروان نے کیا تھا اور پھر ابوسعید نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے سنا جو شخص تم میں سے کوئی کام خلاف شرع دیکھے تو اوسکو مٹیے اور خلاف شرع وہی کام ہوگا جو سنت
کے خلاف ہوگا اور اوسپر عمل نہوا ہوگا زمانہ سابق میں اور یہ دلیل ہے اس امر کی کہ سوا مروان کے اور کسی خلیفہ نے
ایسا نہیں کیا تھا اور عثمان اور عمر اور معاویہ سے جو منقول ہے وہ صحیح نہیں ہے (نووی) **ت** اور اسوقت
ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا نماز پڑھنا چاہیے خطبہ سے پہلے مروان نے کہا یہ بات موقوف کردی گئی **ف** اثر تھا

پہر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ابو سعید خدری نے خود کیون نہین منع کیا اس برے کام سے یہانتک کہ ایک دوسرا شخص اوٹہا
اور اوسنے کہا اوسکا جواب یہ ہی کہ شاید ابو سعید خطبہ شروع ہوتے وقت نہ ہونگے تو اس شخص نے اعتراض کیا پہر ابو سعید
اگئے ہون گے اور احتمال ہے کہ ابو سعید پہلے سے موجود ہون لیکن انہوننے خوف کیا ہو ضرر کا اپنے لیے یا کسی اور کے
لیے یا فتنے کا تو ساقط ہو گیا اون سے انکار جو واجب تہا اور اس شخص نے خوف نکیا کسی قوت کی وجہ سے یا خوف کیا ہو
صرف اپنے نفس پر اور یہ جائز ہے ایسی صورت مین بلکہ مستحب ہی اور احتمال ہے کہ ابو سعید نے انکار کا قصد کیا ہو
اتنے مین اس شخص نے جلدی سے کہدیا پہر ابو سعید نے اوسکی تائید کی اور دوسری روایت مین جسکو بخاری
اور مسلم دونون نے نکالا باب صلوۃ العید مین یہ ہے کہ ابو سعید نے خود مروان کا ہاتہ کہینچا جب اوسکو منبر پر جاتے دیکہا
اور پہر مروان اور ابو سعید ساتہ آئے تہے پہر مروان نے ابو سعید کی بات کو نہ مانا تو احتمال ہی کہ یہ موقع دو بار ہوا ہو
ف ابو سعید نے کہا اس شخص نے تو اپنا حق ادا کر دیا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپنے فرمایا جو
شخص تم مین سے کسی منکر (یعنے خلاف شرع کام) کو دیکہے تو اوسکو مٹا دیوے اپنے ہاتہ سے اگر اتنی طاقت نہو تو
زبان سے اگر اتنی بہی طاقت نہو تو دل ہی سے سہی (یعنے دلمین اوسکو برا جانے اور اوس سے بیزار ہو) یہ سب سے کم درجہ ہے
ایمان کا اگر یہ بہی نہ ہو اور دلمین بہی خلاف شرع کام سے نفرت نہ آوے تو سمجہنا چاہیے کہ ایمان ضعیف ہو گیا اور کفر
جم گیا لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ نووی نے کہا یہ جو حضرت نے فرمایا ہے اور خلاف شرع کام کو مٹاوے اور بگاڑے
ہاتہ یا زبان سے یہ امر وجوب کے لیے ہی باجماع امت اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے واجب ہونے پر دلیل ہے کتاب اور سنت
اور اجماع امت سے اور یہ نصیحت مین داخل ہے جو خود دین ہے اور نہین خلاف کیا اسمین کسی نے سوا چند رافضیون کے
اور ان کے خلاف کا اعتبار نہین امام الحرمین نے بہی کہا کہ اونکے خلاف کا اس مسئلہ مین اعتبار نکرنا چاہیے اس
لیے کہ مسلمانون کا اتفاق ہو چکا تہا اسکے وجوب پر رافضیون کے پیدا ہونے سے پہلے اور وجوب اسکا شرع سے ہے
نہ عقل سے اور معتزلہ کے نزدیک عقل سے ہی اور یہ جو فرمایا اللہ تعالی نے لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ یعنی
ای ایمان والو تم اپنے تئین سمہالو تمہین دوسرے کی گمراہ ہونے سے کچہ نقصان نہوگا جب تم ہدایت پاوگے یہ ہمارے
مذہب کے خلاف ہی نہین کیونکہ آیت کے معنی مذہب صحیح پر یہ ہین کہ جب تم سب احکام کو جو تم پر واجب ہین بجا لاوگے
تو دوسرون کی تقصیر سے تمکو ضرر نہوگا جیسے دوسری جگہہ فرمایا وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ یعنی ایک کا بوجہہ دوسرا نہ اوٹہا
گا پہر جب کسی نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کر دیا تو اوسپر سے مواخذہ جاتا رہا اب گناہ اوسی پر رہیگا جس نے برا کام
کیا۔ یہ بہی جاننا چاہیے کہ اچہی بات کا حکم کرنا اور بری بات سے منع کرنا فرض کفایہ ہی اگر بعضون نے کر دیا تو سب کے

ذمے سے یہ فرض ادا ہو گیا ورنہ سب گنہگار ہونگے اور بعض مقامون مین یہ فرض عین ہوتا ہے کسی خاص شخص پر جیسے
اُس مقام مین کوئی نہ ہو سوا اس کے یا اوسی کے حکم سے وہ کام مٹتا ہو یا جیسے کوئی اپنی بی بی یا بچے یا غلام کو کوئی برا کام
کرتے یا فرض کو ترک کرتے دیکھے علمار نے کہا ہے کہ اگر کسی شخص کو گمان ہو کہ میرے منع کیے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا جب
بھی منع کرنا چاہیے اس لیے کہ نصیحت سے کچھ نہ کچھ فائدہ مسلمانون کو ضرور ہوگا اور اوپر ہم کہہ چکے کہ اس شخص کا کام حکم
کر دینا ہے اچھے کام کا اور منع کر دینا ہے برے کام سے اب چاہیے وہ مانے یا نہ مانے منوانا اس کا فرض نہین ہے جیسے
اللہ جل جلالہ نے فرمایا رسول پر کچھ نہین ہے مگر پہونچا دینا۔ علما نے کہا ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر مین یہ
شرط نہین ہے کہ حکم کرنے والا یا منع کرنے والا خود تمام شریعت کے احکام پر چلتا ہو اور بری باتون سے بچتا ہو بلکہ اگر وہ
خود تقصیر وار ہو جب بھی امر اور نہی کرنا چاہیے کیونکہ یہ دوسرا فرض ہے پہر ایک مین خلل ہونے سے دوسرے کو بھی
ضائع کرنا ضرور نہین اور یہ کام کچھ حاکمون سے خاص نہین ہے بلکہ ہر ایک مسلمان اسکو کر سکتا ہے امام الحرمین نے کہا
دلیل اسپر اجماع ہے مسلمانون کا اس لیے کہ صدر اول مین اور اوس کے قریب کے زمانے میں ادنے ادنے مسلمان خود
حاکمون کو بری باتون سے منع کرتے اور اچھے کامون کا حکم کرتے حالانکہ اور مسلمان اُنکو اس کام سے نہ روکتے اور اُسپر نہ
بگڑتے پھر اگر حکومت شرط ہوتی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لیے تو البتہ اور مسلمان اُنکو سمجھا دیتے کہ تمہارا
یہ عہدہ نہین ہے۔ یہ بات ضرور ہے کہ جو شخص امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے وہ خود اُس مسئلے کو جانتا ہو اگر وہ بات
مشہور ہو واجبات یا محرمات میں سے ہو جیسے نماز روزہ زنا شرب خمر تو ہر ایک مسلمان کو ان باتون کا علم ہے وہ حکم اور منع کر سکتا
ہے اور جو کوئی دقیق مسئلہ ہو تو عوام کو اُسمین مداخلت نہین پہونچتی اور نہ انکو انکار پہونچتا ہے بلکہ یہ منصب
علمار کا ہے پہر علمار کو بھی اُس کام کا انکار کرنا یا حکم کرنا چاہیے جو اجماعی ہو اور جو کام اختلافی ہو اوسمین کسی فریق کو دوسرے
فریق سے جھگڑا کرنا درست نہین اسلیے کہ ہر مجتہد مصیب ہے بعضون کے نزدیک اور یہی مختار ہے اور بعضون کے نزدیک
ایک مصیب ہے اور باقی مخطی لیکن مخطی معین نہین ہو سکتا اور جو معین ہی ہو تو اُسپر گناہ نہین بوجہ خطای اجتہادی کے پر اگر
نصیحت کے طور پر اوسکو نرمی سے سمجھا دے تو وہ بہتر ہے اسلیے کہ علمار کا اتفاق ہے اس بات پر کہ اختلاف سے نکل جانا
چاہیے جہتی المقدور جب کسی سنت مین خلل نہ آوے یا اور کسی دوسرے اختلاف مین نہ پڑ جاوے قاضی القضاۃ
ابو الحسن ماوردی بصری الشافعی نے اپنی کتاب احکام سلطانیہ مین لکھا ہے کہ علمار کا اختلاف ہے اس مسئلہ مین کہ
اگر بادشاہ کسی کو محتسب بناوے اور وہ مجتہد ہو تو وہ لوگون کو اپنے مذہب کیطرف لا سکتا ہے اختلافی مسائل مین یا
نہین لیکن صحیح یہ ہے کہ محتسب نہین لا سکتا (اور ہر شخص کو اختیار ہے کہ فقہا کے اختلافی مسائل مین جس فقیہ کا چاہے

مذہب اختیار کرے) اور ہمیشہ فروعات مین صحابہ اور تابعین اور جو اون بعدہم کا اختلاف رہا تو نہ محتسب پر کوئی انکار کرے نہ محتسب دوسرے پر نہ اور کوئی دوسرے پر اسیطرح علما نے کہا ہے کہ مفتی اور قاضی کو نہین پہونچتا کہ اپنے مخالف پر اعتراض کرے جب وہ نص یا اجماع یا قیاس جلی کی مخالفت نہ کرے اور جان تو کہ یہ باب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا بہت ضایع ہوگیا مدت دراز سے اور اس زمانے مین جو کچھ باقی ہے وہ نہایت کم ہے حالانکہ یہ ایک بڑا باب تھا جس پر مدار تھا دین کا اور جب برایان بہت پہیلین گی تو عذاب الٰہی عام ہوگا نیک اور بد پر اور جب لوگ ظالم کو ظلم سے نہ روکین گے تو خدا تعالی سبکو عذاب مین مبتلا کریگا اللہ تعالی نے فرمایا فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖ الآیۃ یعنی بچین وہ لوگ جو مخالفت کرتے ہین اللہ کے حکم سے پہونچیگا اونکو ایک فتنہ یا دکھہ کا عذاب تو جو شخص آخرت کا طالب ہو اور اللہ جل جلالہ کی رضامندی حاصل کرنا چاہتا ہو اوسکو چاہیے کہ اس باب کا خیال رکھے یعنے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اس لیے کہ فائدہ اسکا بڑا ہے خاص کر اوسحالت مین جب وہ موقوف ہوگیا ہے اور اپنی نیت خالص رکھے اور جس شخص کو حکم کرے یا منع اوس سے خوف نکرے اس خیال سے کہ وہ بڑا آدمی ہے کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا البتہ خدا مدد کرے گا اوسکی جس نے خدا کی مدد کی اور فرمایا جو شخص بہروسا کرے اللہ پر اوسکو بس ہے اللہ اور فرمایا جن لوگون نے کوشش کی ہماری راہ مین ہم اونکو اپنی راہ بتلا دین گے اور فرمایا لوگ خیال کرتے ہین کہ وہ چہوڑ دیے جاوینگے اتنی بات پر کہ ہم ایمان لائے اور انکی آزمایش نہ ہوگی اور ان سے پہلے جو لوگ گذر گیے اونکو بہی ہم نے آزمایا تو البتہ اللہ تعالی جانیگا ان لوگونکو جو سچے ہین اور ان لوگونکو جو جہوٹے ہین اور یہ بات خیال کر لینا چاہیے کہ ہمیشہ ثواب اتنا ہی زیادہ ملتا ہے جتنی تکلیف زیادہ ہو اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جیسے خوف سے ترک نکرنا چاہیے ویسے ہی دوستی اور محبت اور دوستی کی وجہ سے بہی ترک نہ کرنا چاہیے اور اپنی سرخروئی اور رتبہ بڑہانیکے لیے بہی نہین اس لیے کہ دوستی اور محبت سے تو اوسکا حق اسپر ہوگیا اور وہ حق یہ ہے کہ اوسکو نصیحت کرے اور آخرت کی بہلائی بتلا دے اور مضر اور مہلک باتون سے بچاوے اور دوست اور عزیز آدمی کا وہی ہے جو اوسکے آخرت کی بہلائی مین کوشش کرے اگرچہ دنیا مین اوس کی وجہ سے نقصان واقع ہو اور دشمن وہ ہے جو اوسکی آخرت کو تباہ کرے اگرچہ دنیا کا فائدہ اوس سے حاصل ہو اور شیطان جو ہم لوگون کا دشمن گنا جاتا ہے وہ اسیوجہ سے اور پیغمبر جو مومنون کے دوست سمجہے جاتے ہین وہ اسی سبب سے کہ وہ کوشش کرتے ہین اون کے آخرت کو درست کرنے مین یا اللہ تو ہمکو اور ہمارے دوستون کو اور سب مسلمانون کو توفیق دے کہ وہ تیری خوشی حاصل کرنے مین کوشش کرین اور اپنی رحمت اور عنایت ہم سب پر عام کردے اور جو شخص امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے اسکو چاہیے کہ نرمی کرے تاکہ لوگ جلدی اوسپر عمل کرین امام شافعی رح نے فرمایا جس شخص نے اپنے بہائی کو پوشیدہ نصیحت کی اوس نے

اوسکو درست کیا اور آراستہ کیا اور جس نے کہلم کہلا نصیحت کی اوس نے اپنے بہائی کو رسوا کیا اور اس باب مین ایک
کام وہ ہی جسمین اکثر لوگ سستی کرتے ہین وہ یہ ہے کہ ایک آدمی کو دیکہتے ہین عیب دار چیز بیچتے ہوئے پہر اوسکو منع نہین کرتے
اور خریدار کو آگاہ نہین کرتے اوس عیب سے اور یہ ایک بڑی خطا ہے اور علما نے صاف تصریح کر دی ہے کہ جو شخص اس امر کو
جانتا ہے کہ اوس چیز مین یہ عیب ہے اوس پر واجب ہے کہ بیچنے والے کو منع کرے اور خریدار کو اوس عیب سے آگاہ کر دے
لیکن طریقہ منع کرنیکا تو وہ خود حضرت نے بتا دیا کہ اوسکو یعنی برے کام کو ہاتہہ سے بگاڑے اگر یہ نہو سکے تو زبان سے
اگر یہ نہو سکے تو دل سے اور دل سے بگاڑنے کا مطلب یہ ہے کہ اوسکو برا جانے اور اگرچہ برا جاننا اوسکا بگاڑنا نہین ہو سکتا کہ
کیا کرنا چاہیے کہ اوسکا اختیار رکہتا ہے اور یہ جو آپ نے فرمایا سب سے کم درجہ ایمان کا یہ ہے یعنی یہ ایک ادنی ثمرہ ہے ایمان
کا کہ دل سے برے کام کو برا جانے اور اوس سے نفرت کرے قاضی عیاض نے کہا کہ یہ حدیث اصل ہے بری کام کے بگاڑنے
مین تو بگاڑنیوالے پر واجب ہے کہ جس طرح سے ہو سکے بگاڑے قول سے یا فعل سے تو جو حرام کام کے آلات اور اسباب ہون
انکو ہاتہہ سے توڑے اور شراب اور مسکرات کو بہا دیوے خود یا دوسرے سے کہہ کر وہ بہا دے اور زبردستی سے چہینی ہوئی چیز چہین
کر خود اوسکے مالک کو واپس کر دیوے یا دوسرے کو حکم کرے اور چاہیے کہ بگاڑنے مین نرمی کرے جاہل پر اور اوس ظالم پر جس سے
شر کا خوف ہو مگر یہ جب ہے کہ اوسکو اپنی بات چلنے کا خیال ہو جیسے مستحب ہے یہ بات کہ بگاڑنیوالا خود صالح اور صاحب فضیلت
ہو اور جو شخص انتہا درجے پر گمراہ ہو یا اپنے کام مین اصرار کرتا ہو اوسپر سختی بہی کرے جب یہ بات معلوم ہو کہ اوسکی سختی
سے فائدہ ہوگا اور خوف نہ ہو دوسرے مفسدے کا اگر اوسکو گمان غالب ہو کہ ہاتہہ سے بگاڑنے مین اور کوئی بڑا مفسدہ
پیدا ہوگا جیسے کسیکا خون ہوگا خود بگاڑنیوالے کا یا اور کسی کا تو باز رہے اور صرف زبان سے نصیحت کرے اور ڈراوے
خدا کے عذاب سے اور اگر گمان غالب ہو کہ زبان سے کہنے مین بہی اسی قسم کا شر ہوگا تو صرف دل سے اوسکو برا سمجہے اور
چپ ہو رہے اور یہی مقصود ہے حدیث سے اگر خدا نے چاہا اور جو اسکو کوئی مددگار ملے تو اوس سے مدد لیوے پر ہتہیار نہ
اوٹہاوے اور لڑائی شروع نکرے اور چاہیے کہ اطلاع کرے اسکی حاکم کو اگر یہ کام سوا حاکم کے اور کوئی کرتا ہو یا
صرف دل سے اوسکو برا سمجہے یہی مسئلہ ہے اور یہی ثواب ہے محققین علما کے نزدیک اور بعضون نے کہا کہ ہر حال مین زبان سے
کہہ دیوے پہر اگر قتل کیا جاوے یا ایذا دیا جاوے تو صبر کرے تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا امام الحرمین نے کہا رعیت
مین سے ہر شخص کو یہ بات پہونچتی ہے کہ کبیرہ گناہ کرنیوالے کو روکے اوس گناہ سے پر لڑائی شروع نکرے اور ہتہیار نہ
اوٹہاوے اگر وہ نہ مانے تو بادشاہ وقت کو اطلاع کرے پہر اگر بادشاہ بہی ظلم پر مستعد ہو اور شریعت کی مخالفت سے
باز نہ آوے اور سمجہانے سے نہ سمجہے تو سب مسلمان جو صاحب الرای ہون ملکر اوس بادشاہ کو تخت سے اوتار دین اگرچہ

اسمین ہتہیار اوٹہانیکی ضرورت پڑی اور خون ریزی اور لڑائی ہو یہ کلام ہے امام الحرمین کا اور اتارنا بادشاہ کا عجیب
ہے اور محمول ہو اُس صورت پر جب بادشاہ کے اوتارنے سے دوسرے کسی فساد کا ڈر نہو جو اُس سے بھی بڑا ہو اور امر بالمعروف
کرنیوالی کو تجسس اور خانہ تلاشی کا اختیار نہین بلکہ جب وہ کوئی بری بات دیکھے تو اُسکو بگاڑے یہ کلام ہے امام الحرمین کا
اور قاضی القضاۃ ماوردی نے کہا محتسب کو بحث کرنا نہین چاہیے اون گناہون سے جو ظاہر نہ ہون پھر اگر گمان
غالب ہو کہ بعضے لوگ ایسے کامون کو پوشیدہ کیا کرتے ہین تو اُسمین دو قسمین ہین ایک قسم تو یہ جسکا تدارک بعد
وقوع کے دشوار ہو جیسے کوئی شخص محتسب کو خبر کرے کہ فلان شخص فلان عورت کے ساتھ تنہائی مین زنا کرنا چاہتا
ہے یا فلان کو قتل کرنا چاہتا ہے تو فورًا محتسب کو تجسس کرنا چاہیے اور اوس واقعے کا بندوبست کرنا چاہیے اسی
طرح اگر محتسب کے سوا اور لوگون کو خبر ہو اُنکو بھی بندوبست کرنا چاہیے دوسری قسم وہ جو اس سے کم ہے اُسمین تجسس اور
کھوج جائز نہین جیسے کسی مکان سے باجے بجانیکی آواز آوے تو باہر سے پکار کر منع کر دے اور گھر کے اندر + نہ گھسے اور
ماوردی نے احکام سلطانیہ کے آخر مین ایک عمدہ باب احتساب کے باب مین لکھا ہے جو مشتمل ہے امر بالمعروف اور نہی
عن المنکر کے قاعدون پر اور ہم نے اس مقام مین اوسکے مطالب بیان کر دیے اور کلام کو طول دیا اس لیے کہ مقصود ہے
اور یہ باب اسلام کا ایک بڑا باب ہے اور اسکی بہت حاجت پڑتی ہے (نووی) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ
وَعَنْ قَیْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِہَابٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ فِیْ قِصَّةِ مَرْوَانَ وَحَدِیْثِ
اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِیْثِ شُعْبَةَ وَسُفْیَانَ ترجمہ ابوسعید سے
دوسری روایت بھی ایسی ہے ف السراج الوہاج مین ہے کہ مسلمانون نے اتفاق کیا ہے اس بات پر کہ امر
بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب ہے اور کہا ہے کہ یہ دونون دین کے بڑے ستون ہین اور یہ واجب ہین ہر مسلمان پر
قول الجمیل مین ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ادب یہ ہے کہ نرمی اور ملایمت کے ساتھ ہو اور سختی اور شدت
بادشاہون کو زیبا ہے اللہ تعالی نے فرمایا وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ بحث کرو اون سے اچھی طور سے وضو اور
نماز مین امر بالمعروف کا یہ طریقہ ہے مثلاً کسیکو دیکھے وہ پاؤن اچھی طرح نہین دہوتا تو یہ حدیث سنا دے خرابی ہے کونچون
کی جہنم کے عذاب سے یا نماز اچھی طرح نہین پڑھتا تو یہ حدیث سنا دے پھر نماز پڑھ کیونکہ تو نے نہین پڑھی اور لباس اور کلام
وغیرہ مین اسیطرح سے اللہ تعالی نے فرمایا وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ
عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ یعنی تم مین ہونا چاہیین کچھ لوگ جو بلاوین نیکی کیطرف حکم کرین اچھی بات
کا اور منع کرین بری بات سے اور وہی لوگ ہین چھٹکارا پانے والے عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ

اللہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ نَبِیٍّ بَعَثَہُ اللّٰہُ فِیْ اُمَّۃٍ قَبْلِیْ اِلَّا کَانَ لَہٗ مِنْ اُمَّتِہٖ حَوَارِیُّوْنَ
وَاَصْحَابٌ یَاْخُذُوْنَ بِسُنَّتِہٖ وَیَقْتَدُوْنَ بِاَمْرِہٖ ثُمَّ اِنَّہَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِہِمْ خُلُوْفٌ یَقُوْلُوْنَ مَا
لَا یَفْعَلُوْنَ وَیَفْعَلُوْنَ مَا لَا یُؤْمَرُوْنَ فَمَنْ جَاہَدَہُمْ بِیَدِہٖ فَہُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاہَدَہُمْ
بِلِسَانِہٖ فَہُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاہَدَہُمْ بِقَلْبِہٖ فَہُوَ مُؤْمِنٌ وَلَیْسَ وَرَاءَ ذٰلِکَ مِنَ الْاِیْمَانِ حَبَّۃُ
خَرْدَلٍ قَالَ اَبُوْ رَافِعٍ فَحَدَّثْتُ بِہٖ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ فَاَنْکَرَہٗ عَلَیَّ فَقَدِمَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ
فَنَزَلَ بِقَنَاۃٍ فَاسْتَتْبَعَنِیْ اِلَیْہِ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ یَعُوْدُہٗ فَانْطَلَقْتُ مَعَہٗ فَلَمَّا جَلَسْنَا سَاَلْتُ
ابْنَ مَسْعُوْدٍ عَنْ ہٰذَا الْحَدِیْثِ فَحَدَّثَنِیْہِ کَمَا حَدَّثْتُہُ ابْنَ عُمَرَ قَالَ صَالِحٌ وَقَدْ تُحُدِّثَ
بِنَحْوِ ذٰلِکَ عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ ترجمہ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی نبی مجھ
سے آگے اللہ تعالیٰ نے ایسا نہیں بھیجا جس کے حواری نہوں اسکی امت میں سے ف حواری کے معنی مخلص اور برگزیدہ
لوگ جو ہر ایک قسم کے عیب سے پاک ہوں یا مددگار یا جہاد کرنیوالے یا جو مستحق ہوں خلافت کے پیغمبر کے بعد ت اور
اصحاب جو اسکی طریقہ پر چلتے ہیں اور اوس کے حکم کی پیروی کرتے ہیں پھر اون لوگوں کے بعد ایسے نالائق لوگ پیدا ہوتے
ہیں جو زبان سے کہتے ہیں اور کرتے نہیں اور کرتے ہیں اُن کاموں کو جنکا حکم نہیں پھر جو کوئی ان نالائقوں سے
لڑے ہاتھ سے وہ مومن ہے اور جو کوئی لڑے زبان سے (انکو برا کہے انکی باتوں کا رد کرے) وہ بھی مومن ہے اور جو
کوئی اُن سے لڑے دل سے (انکو برا جانے) وہ بھی مومن ہے اور اس کے بعد رائی کے دانے برابر بھی ایمان نہیں (یعنی
اگر دل سے بھی برا نجانے تو اس میں ذرہ برابر بھی ایمان نہیں) ابورافع (جنہوں نے روایت کیا اس حدیث کو ابن
مسعود سے اور نام ان کا اسلم یا ابراہیم یا ہرمز یا ثابت یا یزید تھا مولیٰ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) نے کہا
میں نے یہ حدیث عبداللہ بن عمر سے بیان کی انہوں نے نہ مانا اور انکار کیا مجھ پر اتفاق سے عبداللہ بن مسعود آئے
اور قناۃ (ایک وادی کا نام ہے مدینہ کے وادیوں میں سے) ف نووی نے کہا قناۃ بفتح قاف ایسا ہی ذکر
کیا اوسکو حمیدی نے کتاب الجمع بین الصحیحین میں اور اکثر نسخوں میں یہی ہے اور مسلم کے اکثر روایت کرنیوالوں نے
بفنائہ روایت کیا ہے فا سے جو بدلا ہے اور فنا کہتے ہیں اوس میدان کو جو گھر کے سامنے ہوتا ہے ایسا ہی روایت کیا ابوعوانہ
اسفرائنی نے قاضی عیاض نے کہا سمرقندی کی روایت قناۃ قاف سے ٹھیک ہے اور جمہور کی روایت بفنائہ ظاہر اور تصحیف
ت میں اترے تو عبداللہ بن عمر مجھے اپنے ساتھ لے گئے عبداللہ بن مسعود کی عیادت کو میں اون کے ساتھ گیا
جب ہم بیٹھے تو میں نے عبداللہ بن مسعود سے اس حدیث کو پوچھا انہوں نے اوسیطرح بیان کیا جیسے میں نے ابن عمر سے بیان کیا تھا

کیا تھا صالح بن کیسان نے کہا اسی طرح یہ حدیث ابورافع سے روایت کی گئی ہے **ف** انیز صالح بن کیسان نے کہا
کہ یہ حدیث ابورافع سے اونے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے اور اُس مین عبداللہ بن مسعود
کا ذکر نہین اور بخاری نے اپنی تاریخ مین اسیطرح باختصار ابورافع سے اونے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث
کو نقل کیا ہے ابوعلی جیانی نے کہا امام احمد بن حنبل نے کہا یہ حدیث محفوظ نہین ہے اور یہ کلام ابن مسعود کی کلام
سے نہین ملتا وہ تو یہ روایت کرتے ہین کہ صبر کرو ایسے وقت مین یہانتک کہ مجھ سے ملو یہ کلام ہے قاضی عیاض کا اور
شیخ ابوعمرو نے کہا کہ اس حدیث کا انکار کیا ہے امام احمد نے اور اسکی اسناد مین حارث بن فضیل انصاری ہے
ابوعبداللہ مدنی یحییٰ بن معین نے کہا وہ ثقہ ہے اور روایت کیا اُس سے ایک جماعت ثقات نے اور ہم نے اُسکا ذکر ضعفا
کی کتابون مین نہین پایا علاوہ اسکے حارث متفرد نہین ہے اس حدیث کے ساتھ بلکہ متابعت کی ہے اوسکی دوسرے نے جیسے صالح
بن کیسان کی کلام سے معلوم ہوتا ہے دارقطنی نے کتاب العلل مین کہا کہ یہ حدیث دو طریقون سے بھی مروی ہے ایک
سے ایک روایت ہے ابوواقد لیثی کی ابن مسعود سے انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور یہ جو ابن مسعود سے مروی
ہے کہ صبر کرو تم یہانتک کہ ملو مجھسے تو یہ اوس موقع پر ہے جہان قتل اور خونریزی اور فتنون کا ڈر ہو اور اس حدیث مین
جو حکم ہے نالائقون سے جہاد کرنے کا ہاتھ سے اور زبان سے وہ اُس موقع پر ہے جہان کسی فتنے کے اوٹھ کھڑے ہونے
کا ڈر نہ ہو علاوہ اسکے اس حدیث مین اگلی امتون کا بیان ہے اور اس امت کا ذکر نہین ہے تمام ہوا کلام ابوعمرو کا
اور وہی ظاہر ہے اور امام احمد کا قدح اس حدیث مین بہت عجیب ہے (انتھی ماقال النووی) السراج الوہاج مین ہے
کہ اگرچہ اس حدیث مین اس امت کا ذکر نہین لیکن حضرت نے اشارہ کیا کہ ایسا ہی آپ کی امت مین بھی ہوگا
اس قول سے کہ من جاہدہم یعنی جو کوئی اون سے جہاد کرے تو کوئی وجہ نہین کہ یہ امت شامل نہو اور اعتبار عموم لفظ کا ہوتا
ہے دوسرے یہ کہ مطلب اس حدیث کا دوسری حدیثون مین بھی منقول ہے آپ نے فرمایا خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ اخیر حدیث تک۔
نووی نے کہا اس حدیث کے اسناد مین چار تابعی ہین ایک دوسرے سے روایت کرتا ہے صالح اور حارث اور جعفر اور
عبدالرحمن اور ایسا ہی ایک اسناد پہلے گذر چکا ہے اور مین نے ایک رسالہ بنایا ہے اسی قسم کے رباعی اسنادون
مین اون مین بعضے اسناد ایسے بھی ہین جنمین چار صحابی ایک دوسرے سے روایت کرتے ہین اور چار تابعی ایک دوسرے
سے عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا کَانَ مِنْ نَبِیٍّ اِلَّا
وَکَانَ لَہٗ حَوَارِیُّوْنَ یَھْتَدُوْنَ بِھَدْیِہٖ وَیَسْتَنُّوْنَ بِسُنَّتِہٖ مِثْلَ حَدِیْثِ صَالِحٍ وَلَمْ یَذْکُرْ
قُدُوْمَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَاجْتِمَاعَ ابْنِ عُمَرَ مَعَہٗ **ترجمہ** عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و

سلم نے فرمایا کوئی نبی ایسا نہین گذرا جس کے حواری نہون وہ چلتے ہین اوسکی راہ پہ اور عمل کرتے ہین اوسکی سنت پر یہ بھی بیان کیا روایت کو اوسی طرح جیسے اوپر گذری مگر اسمین ابن مسعود کے آنیکا اور ابن عمر کے ملنے کا اون سے ذکر نہین ہے

باب تَفَاضُلِ اَهْلِ الْاِيْمَانِ فِيْهِ وَرُجْحَانِ اَهْلِ الْيَمَنِ فِيْهِ ایمانداروں کا ایمان ایکدوسرے سے کم زیادہ ہونا اور یمن کے لوگون کا ایمان زیادہ ہونا **عَنْ** اَبِيْ مَسْعُوْدٍ قَالَ اَشَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ نَحْوَ الْيَمَنِ فَقَالَ اَلَا اِنَّ الْاِيْمَانَ هٰهُنَا وَاِنَّ الْقَسْوَةَ وَغِلَظَ الْقُلُوْبِ فِي الْفَدَّادِيْنَ عِنْدَ اُصُوْلِ اَذْنَابِ الْاِبِلِ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنَا الشَّيْطَانِ فِيْ رَبِيْعَةَ وَمُضَرَ **ترجمہ** ابو مسعود (عقبہ بن عمرو انصاری) سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کیا اپنے ہاتھ سے یمن کیطرف (جو ایک ملک ہے جزیرہ عرب مین جنوبی مشرقی جانب مدینہ سے اوسمین بہت سے شہر اور بستیان ہین صنعا وہان کا مشہور شہر ہے) اور فرمایا کہ خبردار ہو کہ ایمان ادھر ہے اور کڑاپن اور دلون کی سختی اون لوگون مین ہے جو چلایا کرتے ہین اور اونٹون کی دم کی جڑ کے پاس جدھر سے شیطان کے دو سینگ نکلتے ہین یعنی قوم ربیعہ اور مضر مین **ف** غیاث اللغات مین ہے کہ یمن ایک ملک ہے مشہور اقلیم اول اور دوم مین اور یہ ملک مکہ معظمہ سے داہنی طرف واقع ہے اسواسطے اسکو یمن کہتے ہین کیونکہ کعبہ کو عربون نے ایکشخص قرار دیا ہے جسکا مونہ پورب کیطرف ہے اور پیٹ اوسکی پچہان کیطرف اول حضرت نے یمن کیطرف اشارہ کرکے اُن کی تعریف کی اسواسطے کہ وہان کے لوگ بہت جلد ایمان لائے اور پورب کیطرف اشارہ کیا اور اُنکی مذمت کی یعنی قوم ربیعہ اور مضر جنکے پاس اونٹ بہت تھے اسواسطے کہ وے اسلام کے بہت مخالف تھے شیطان کے دو سینگ سے مراد سورج ہے اسواسطے کہ جب آفتاب نکلتا ہے تو شیطان اپنے دونون سینگ (یعنی سر کے دونون کونے) اوس پر رکھدیتا ہے تاکہ کافرون کا سجدہ اوسکو ہو (تحفۃ الاخیار) نووی نے کہا شیطان کے دونون قرن سے مراد اوسکے سر کے دونون کنارے ہین اور بعضون نے کہا اوسکی دونون جماعتین جنکو وہ بھیجتا ہے لوگون کے گمراہ کرنے کے لیے اور بعضون نے کہا اوسکے دونون گروہ کافرون مین سے اور مقصود اس سے یہ ہے کہ مشرق یعنی پورب کیطرف شیطان کا تسلط زیادہ ہے جیسے دوسری حدیث مین ہے کفر کا سر مشرق کیطرف ہے اور حضرت کے زمانے مین یہی حال تھا کیونکہ اسوقت پورب کی جانب جو ملک واقع تھے جیسے ہند اور چین اور خود عرب کے ملک مین سے نجد وغیرہ وہان ایمان بالکل نہ تھا اور نرا کفر ہی کفر تھا اور جسوقت دجال نکلے گا تو وہ بھی مشرق سے نکلے گا اوسوقت بھی کفر کا زور مشرق ہی کیطرف ہوگا اور بڑے بڑے فتنے اور فساد اسیطرف سے واقع ہوئے اور یہی جانب ہے جاہل وحشی ترکون کا جو انتہا کے جنگی اور فسادی تھے ہوئے ہین اور فتنہ ان ترکون کا ہلاکو کے زمانے مین اور غارت کرنا اونکا بغداد کو اور سیٹ دینا خلافت عباسی کو اور قتل

ہونا لاکہوں مسلمانوں کا اون کے ہاتہہ سے تاریخ مین مشہور ہے اور یہ ایک ایسا بڑا فتنہ تہا جسکی مثل اسلام مین بہت
کم ہوا ہے پہر فتنہ تیمور لنگ کا اور ان فتنون کی خبر دوسری حدیثون مین بہی حضرت نے دی ہے **عن** ابی
ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاء اہل الیمن ہم ارق افئدۃ الایمان
والفقہ یمان والحکمۃ یمانیۃ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یمن کے
لوگ آئے (خود مسلمان ہونے کو) وہ لوگ نرم دل ہین ایمان بہی یمن کا ہے اور فقہ بہی یمن کی اور حکمت بہی یمن
کی **ف** نووی نے کہا یہ جو فرمایا ایمان یمن کا ہے اسکو علما نے ظاہر سے پہیر دیا ہے اس لیے کہ ایمان کا شروع
مکے سے ہوا پہر مدینہ سے ابو عبید سے نقل کیے امام نے اس باب مین چند قول بیان کیے ہین ایک تو یہ کہ یمن سے مراد مکہ ہے
کیونکہ مکہ تہامہ مین ہے اور تہامہ ملک یمن مین داخل ہے دوسرے یہ کہ یمن سے مراد مکہ اور مدینہ دونون ہین اس لیے کہ یہ
حدیث آپنے تبوک مین فرمائی اور مکہ اور مدینہ تبوک اور یمن کے درمیان ہین تو اشارہ کیا آپنے یمن کیطرف یعنی یمن کے
سمت کیطرف اور مراد انکی مکہ اور مدینہ سے تہی اس لیے آپنے فرمایا ایمان یمن کا ہے کیونکہ اسوقت مکہ اور مدینہ دونون
یمن کے سمت مین تہے اور اس کی نظیر یہ ہی کہ رکن یمانی مکہ مین واقع ہے اور اوسکو یمانی کہتے ہین اسلیے کہ وہ یمن کیجانب
واقع ہے تیسرے یہ کہ یمن سے مراد انصار ہے اسلیے کہ انصار کے لوگ اصل مین یمن کے رہنے والے تہے پہر ایمان نسبت
دیا گیا انصار کیطرف کیونکہ وہ ایمان کے مددگار تہے اور یہ اختیار کیا ہے بہت لوگون نے اور یہی قول اچہا ہے سب مین
شیخ ابوعمرو نے کہا اگر ابوعبید اور جو اوس کے تابع ہوئے حدیث کی الفاظ کو دیکہتے اور اوسمین تامل کرتے اور ظاہر حدیث کو
نہ چہوڑتے اور یہی کہتے کہ مراد یمن کے لوگ ہین اسلیے کہ ایک روایت مین ہے تمہارے پاس یمن کے لوگ آئے اور یہ
خطاب ہے انصار کیطرف تو ضرور یمن والون سے انصار کے سوا اور لوگ مراد ہونگے اسیطرح پر اس روایت مین جو ہے
کہ یمن کے لوگ آئے تو ظاہر ہے کہ اوسوقت انصار نہین آئے تہے دوسرے یہ کہ حضرت نے پہلے انکے عمدہ صفات بیان کیے کہ وہ
نرم دل ہین پہر اوس کے بعد بیان کیا کہ ایمان بہی یمن کا ہے تو یہ اشارہ ہے اون لوگون کیطرف جو یمن سے آئے تہے
نہ مکہ اور مدینہ کیطرف اور حدیث کو ظاہر پر رکہنے سے کوئی مانع نہین ہے اسواسطے کہ جو شخص کسی وصف سے موصوف ہوتا
ہے اور اچہی طرح اوسپر قائم ہوتا ہے اور اوسکو نسبت دیتے ہین اوس شخص کیطرف اور یمن والون کا ایسا ہی حال
تہا اوس وقت ایمان مین اور اون لوگون کا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آگئے تہے یمن والون مین سے اور
آپ کی وفات کے بعد بہی بعض یمن والے ایمان مین ایسے ہی کامل گذرے ہین جیسے اویس قرنی اور ابو مسلم خولانی رضی
اللہ عنہا اور ان کی مانند اور لوگ جن کے قلب سلیم تہے اور ایمان قوی تہا تو ایمان کی نسبت اون کیطرف

اس معنی کرے کہ وہ کامل تھی ایمان مین اور اسسے یہ غرض نہین ہے کہ اون کے سوا اور لوگ مومن نہین ہین اس صورت مین اس حدیث مین اساس حدیث مین کہ ایمان حجاز مین ہے منافاۃ نہ ہوگی پہر مراد اس حدیث مین یمن والون سے وہی یمن والے ہین جو اوسوقت مین موجود تھے نہ ہر زمانے کے یمن والے اس لیے کہ لفظ سے یہ نہین نکلتا اور یہی حق ہے اور ہم اللہ کا شکر کرتے ہین کہ اوسنے ہمکو سیدہی راہ تبلائی انتہے سراج الوہاج مین ہے کہ لفظ سے نہ نکلنا کچہ یمن والون سے خاص نہین بلکہ یہ حکم ہر حدیث مین چل سکتا ہے جسمین کسی ملک والون کی فضیلت بیان ہوئی ہے لیکن صحیح صحیح روایتین جو یمن والون کی فضیلت یا اور کسی ملک کی فضیلت مین آئی ہین اون روایتون سے اب تک لوگ اوس ملک والون کی فضیلت نکالتے ہین اس لیے کہ اصل کی تاثیر فروع مین ضرور ہوتی ہے پہر تجربے سے بہی یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جیسے ایمان اور حکمت اور فقہ یمن مین رہا ہے ہر زمانہ مین ویسا اور کسی ملک مین نہین رہا جیسے اس کی طرف آئینہ اشارہ ہوگا اور اس قدر کافی ہے حدیث کے مضمون کی صحت کے لیے اور اللہ خاص کرتا ہے اپنی رحمت سے جسکو چاہتا ہے تو کوئی وجہ نہین کہ حدیث کو خاص کرین اون لوگون سے جو موجود تھے اوس زمانے مین اور اللہ کی رحمت اس سے زیادہ وسیع ہے انتہی ۔ یہ جو فرمایا فقہ بہی یمن سے ہے تو فقہ سے مراد یہان دین کی سمجہ اور بوجہہ ہے پہر اصطلاح شرع مین اہل اصول نے فقہ کے معنے یہ قرار دیے کہ وہ علم ہے احکام شرعیہ عملیہ کا اون کے دلائل کے ساتہہ پہر فرمایا کہ حکمت یمنی ہے حکمت کے باب مین کئی قول ہین لیکن عمدہ قول یہ ہے کہ حکمت عبارت ہے اوس علم سے جو مشتمل ہے اللہ کی معرفت پر اور اوسکی وجہ سے بصیرت کہل جاتی ہے اور نفس درست ہوجاتا ہے اور حق معلوم ہوجاتا ہے اور عمل کی توفیق ہوتی ہے اور خواہش نفسانی سے بچاؤ ہوتا ہے اور حکیم وہ ہے جسمین یہ سب باتین موجود ہون ابو بکر بن درید نے کہا جو کلمہ نصیحت کا ہو یا زجر کا اور جو بات بہتری کیطرف لیجاوے اور برائی سے بچاوے وہ حکمت ہے اور حکم ہے اور یہی مقصود ہے اس حدیث مین ان الشعر لحکمۃ یعنے بعضی شعر حکمت ہوتی ہے کذا قال النووی اور سراج الوہاج مین ہے کہ حکمت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو کہتے ہین جو اللہ کے کلام کے بعد ہے اور ایک جماعت سلف نے آیہ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ کی تفسیر یون ہی کی ہے اسیطرح اس آیہ کی اُدْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ کی تو صاف حدیث کے معنون مین ہی ہے کہ حکمت سے حدیث نبوی مراد ہے جسپر حدیث کی کتابین مشتمل ہین اور یہ جو فرمایا کہ بعضی شعر حکمت ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ بعضی شعر حدیث کے موافق ہوتی ہے وہ اچہی ہے اور حدیث کے خلاف ہو وہ قبیح ہے اور وہ جو ابن الصلاح وغیرہ نے حکمت کے معنے بیان کیے ہین وہ فلاسفہ کی تعریف سے ملتی ہے اور اوس کے قریب ہین اور ایک دلیل اس بات کی کہ حکمت سے مراد حدیث شریف ہے یہ ہے کہ اوسکو ساتہہ یمن کے بیان کیا اور یہ حدیث ایک نشانی ہے نبوت کی نشانیون

ہین سے اور اس مین شہادت ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یمن اور اہل یمن پر کہ ان مین ایمان ہے اور حدیث ہے اور فقہ ہے اور یہ اتنی بڑی فضیلت ہو کہ اس سے بڑھ کر دوسری فضیلت نہین اور کئی ایک آیتین اور حدیثین ان کی شان مین اور انکے ایمان کی صفت مین وارد ہوئی ہین انکو علامہ شوکانی نے اپنی تصانیف مین بیان کیا ہو اور مین نے انکو سلسلۃ العسجد وغیرہ مین ذکر کیا ہے اور یمن اور صنعا کا بیان کئی کتابون مین لکہا ہے اون مین سے حظیرۃ القدس ہے اور ریاض المرتاض اور مین نے اہل یمن مین سے چند علما کا حال جو کتاب اور سنت پر چلنے والے تہے کتاب اتحاف النبلا اور التاج المکلل مین ذکر کیا ہے اور شکر ہے خدا کا اس بات پر جو قرآن اور حدیث اور فقہ کے علم سے ہمکو اہل یمن سے توسل ہے انتہی عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ ترجمہ

ابو القاسم

ابوہریرہ سے دوسری روایت بہی ایسی ہی ہے جیسے اوپر گذری عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَتَاكُمْ اَهْلُ الْیَمَنِ هُمْ اَضْعَفُ قُلُوْبًا وَاَرَقُّ اَفْئِدَةً اَلْفِقْهُ یَمَانٍ وَالْحِكْمَةُ یَمَانِیَةٌ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آئے تمہارے

باب مینہ

پاس یمن والے اون کے قلب ضعیف ہین اور فواد نرم ہین ف فواد اور قلب دونون ایک ہین بنا بر مشہور کے اور بعضون نے کہا فواد مغائر قلب کے اور عین ہے قلب کے اور بعضون نے کہا فواد باطن قلب ہو اور بعضون نے کہا پردہ ہو قلب کا اور قلب ضعیف ہونے سے یہ مراد ہے کہ اسمین خوف ہو خدا کا اور تواضع ہے اور وہ قابل ہے نصیحت پانیکے اور سالم ہے سختی اور قساوت سے جیسے اور لوگون کے دلمین ہے اور وہ ضعف قلب مراد نہین ہے جو عیب ہے حکیمون کے نزدیک ف فقہ سمجہ کو کہتے ہے اور حکمت بہی یہی ہے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَاْسُ الْكُفْرِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ وَالْفَخْرُ وَالْخُیَلَاءُ فِیْ اَهْلِ الْخَیْلِ وَالْاِبِلِ الْفَدَّادِیْنَ اَهْلِ الْوَبَرِ وَالسَّكِیْنَةُ فِیْ اَهْلِ الْغَنَمِ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چوٹی کفر کی مشرق کی طرف ہو اور بڑائی مارنا اور گہمنڈ کرنا گہوڑے والون اور اونٹ والون مین ہے جو چلّاتے ہین ف حدیث مین فدادین کا لفظ ہے اسکے معنون مین اختلاف ہو ابو عمرو شیبانی نے کہا یہ جمع ہے فداد کی بہ تشدید دال اور فداد گائے بیل کو کہتے ہین جن سے کہیتی کیجاتی ہے تو مراد کاشتکار اور زمیندار اور ملکی لوگ ہین لیکن انکار کیا ہے اسکا اوروں نے اور کہا فدادین فدید سے ہو جسکے معنے ہو چلانا اور شور کرنا اور مراد وہی لوگ ہین جو اونٹون اور گہوڑون اور کہیتون مین چلّایا کرتے ہین اور جفا و رحمہ کے بدخلق اور سخت ہوتے ہین ابو عبیدہ نے کہا فدادین سے مراد وہ لوگ ہین جنکے پاس بہت اونٹ ہین دو سو سے لیکر ہزار تک (نووی) تحفۃ الاخیار مین ہے کہ جانورون

کی صحبت کی بھی تاثیر ہوتی ہے سائیس اور شتربان اکثر بدخلق ہوتے ہیں اور بکری چرانے والے بیشتر مسکین ہوتے
ہیں اسی واسطے پیغمبروں نے بکریوں کو چرایا ف اور وبر والے ہیں ف وبر کہتے ہیں اونٹ کے بالوں کو
اور یہ اونٹ والوں پاس ہوتی ہے نہ گھوڑے والوں پاس اور شاید مراد وہ لوگ ہوں جن کے پاس گھوڑے اور اونٹ
دونوں ہوں ف اور غریبی اور نرمی بکری والوں میں ہے عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْإِيمَانُ يَمَانٍ وَالْكُفْرُ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالسَّكِينَةُ فِي أَهْلِ
الْغَنَمِ وَالْفَخْرُ وَالرِّيَاءُ فِي الْفَدَّادِينَ أَهْلِ الْخَيْلِ وَالْوَبَرِ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان یمن میں ہے اور کفر پورب کی طرف ہے اور غریبی اور اطمینان بکری والوں
میں ہے اور گھمنڈ اور دکھلاوا شور کرنے والوں میں ہے جو گھوڑے اور اونٹ رکھتے ہیں عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِي الْفَدَّادِينَ أَهْلِ الْوَبَرِ
وَالسَّكِينَةُ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے آپ نے فرمایا بڑائی کرنا اور گھمنڈ شور کرنے والوں میں ہے جو اونٹ رکھتے ہیں اور غریبی اور سکینی بکری والوں
میں ہے عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَزَادَ الْإِيمَانُ يَمَانٍ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ ترجمہ
زہری سے دوسری سند ایسی ہی ہے اتنا زیادہ ہے کہ ایمان بھی یمن کا ہے اور حکمت بھی یمن کی ہے
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ جَاءَ أَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ أَرَقُّ
أَفْئِدَةً وَأَضْعَفُ قُلُوبًا الْإِيمَانُ يَمَانٍ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ وَالسَّكِينَةُ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ وَالْفَخْرُ
وَالْخُيَلَاءُ فِي الْفَدَّادِينَ أَهْلِ الْوَبَرِ قِبَلَ مَطْلِعِ الشَّمْسِ ترجمہ اوپر گذر چکا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَاكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ أَلْيَنُ قُلُوبًا وَأَرَقُّ
أَفْئِدَةً الْإِيمَانُ يَمَانٍ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ رَأْسُ الْكُفْرِ قِبَلَ الْمَشْرِقِ عَنِ الْأَعْمَشِ
بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ رَأْسُ الْكُفْرِ قِبَلَ الْمَشْرِقِ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِ
جَرِيرٍ وَزَادَ وَالْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِي أَصْحَابِ الْإِبِلِ وَالسَّكِينَةُ وَالْوَقَارُ فِي أَصْحَابِ الشَّاءِ
ترجمہ ان سب حدیثوں کا اوپر گذرا اخیر کی روایت میں یوں ہے کہ گھمنڈ اور بڑائی کرنا اونٹ والوں میں ہے اور
سکینہ اور وقار بکری والوں میں ہے عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غِلَظُ الْقُلُوبِ وَالْجَفَاءُ فِي الْمَشْرِقِ وَالْإِيمَانُ فِي أَهْلِ الْحِجَازِ ترجمہ

جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دلون کی سختی اور کہر کہرا پن پورب والون مین
ہے اور ایمان حجاز والون مین **ف** مدینے سے مشرق کیطرف مضر کے کافر رہتے تھے جو نہایت سخت لوگ تھے
اور حضرت کے پاس آنے والے لوگون کو ستاتے تھے اور حجاز عرب کا ایک قطعہ ہے جسمین مکہ اور مدینہ اور طائف
واقع ہین السراج الوہاج مین ہے کہ اس حدیث مین مذمت ہے مشرق کی اور تعریف ہے حجاز کے اور یمن حجاز
مین داخل ہے اور ہندوستان مشرق مین ہے اور یہ حکایت ہے ایک گذشتہ زمانے کی پہر اللہ تعالی نے
اپنا فضل کیا ہندوستان پر اور اوسمین اسلام اور مسلمانون کو پہیلایا اور بہت سے ہند کے لوگ اسلام سے مشرف
ہوئے اور یہ فضل ہے اللہ کا وہ جسکو چاہے دیتا ہے اور ہندوستان مین بہت بڑے بڑے علما اور فضلا گذرے
ہین اور بہت سے محدث جو عمل کرتے تھے کتاب اور سنت پر اور وہ جو بعضے بدعتی ہند کے رہنے والے اس حدیث
سے یہ بات نکالتے ہین کہ مشرق سے مراد نجد کے لوگ ہین اور یہ حدیث نجد والون پر صادق آتی ہے اور اسی
بنا پر تکفیر کرتے ہین شیخ محمد بن عبد الوہاب نجدی کی جو نجد سے نکلکر حجاز مین آئے تھے اور انہون نے توحید کو پہیلایا تہا
اور شرک کو مٹایا تہا تو یہ اونکا تعصب اور عناد ہے اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کفر کی چوٹی پورب مین
ہے اور نجد کو خاص نہین کیا اور مشرق عام ہے تمام اون ممالک کو شامل ہے جو پورب کی جانب ہین مدینہ منورہ سے خواہ نجد ہو
ہند ہو یا سندھ اور شیخ محمد بن عبد الوہاب مسلمان تھے عالم تھے حق بات کی دعوت کرتے تھے نہ کافر تھے نہ اسلام
سے خارج تھے پہر وہ اس حدیث سے کیونکر مراد ہونگے حالانکہ بعض احادیث صحیحہ مین نجد والون کی فضیلت موجود ہے ایک
شخص کے باب مین آپنے فرمایا جو نجد کا رہنے والا تہا کہ نجات پائی اوسنے اگر وہ سچا ہے اور حدیث سے مراد وہی شخص ہے
جو اس صفت کا ہو یعنی سخت دل اور کافر ہو اور جس مین یہ صفت نہین وہ حدیث مین داخل نہین ہے خواہ مشرقی نجدی
یا ہندی ہو یا مغربی اندلسی ہو اور یہی مفہوم ہے حدیث کا انتہی مترجم نے مولانا محمد بشیر الدین صاحب مرحوم قنوجی سے
سنا فرماتے تھے کہ مشرق سے مراد بدایون کا قصبہ ہے جو مدینہ منورہ سے پورب کی جانب واقع ہے اور وہان سے قرن شیطان کا
نکلا جسنے دنیا مین بدعت کا رواج دیا اور علمائے موحدین کو کافر اور فاسق قرار دیا اللہ تعالی اوسکے شر سے تمام مسلمانون
کو بچاوے آمین یا رب العالمین **باب** بَيَانِ اَنَّهُ لَا تَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَنَّ مَحَبَّةَ الْمُؤْمِنِيْنَ
مِنَ الْاِيْمَانِ وَاَنَّ اِفْشَاءَ السَّلَامِ سَبَبٌ لِّحُصُوْلِهَا جنت مین وہی جاوینگے جو مومن ہین اور مومنون سے محبت
رکہنا ایمان مین داخل ہے اور سلام کا رواج دینا سبب ہے محبت کا **عَنْ** اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰى تَحَابُّوْا اَوَلَا

اَدُلُکُمۡ عَلٰی شَیۡءٍ اِذَا فَعَلۡتُمُوۡہُ تَحَابَبۡتُمۡ اَفۡشُوا السَّلَامَ بَیۡنَکُمۡ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم بہشت مین نہ جاوگے جب تک ایمان نہ لاؤگے اور ایمان دار نہ ہوگے جب تک آپس مین
ایک دوسرے سے محبت نہ رکھوگے اور مین بتلا دون تمکو وہ چیز جب تم اسکو کرو تو آپس مین محبت ہو جاوے رائج کرو سلام
کو آپس مین ف ایمان دار نہوگے یعنی پورے ایماندار نہ ہوگے جب تک محبت نہ رکھوگے ایکدوسرے سے اور سلام
کے رائج کرنے سے یہ معنی ہین کہ ہر ایک مومن کو سلام کرے خواہ اُس سے پہچان ہو یا نہ ہو اور سلام پہلا سبب ہے الفت
کا اور کنجی ہے دوستی پیدا کرنے کی اور سلام کے رائج کرنے مین الفت مسلمانون کے دلون مین جمتی ہے اور انکی علامت
ظاہر ہوتی ہے کیونکہ سلام نشانی ہے مسلمانون کی جو تمیز دیتی ہے اونکو اور قومون سے اور اسمین ریاضت ہے نفس کے
اور تواضع ہے اور تعظیم ہے دوسرے مسلمانون کی بخاری نے اپنی صحیح مین عمار بن یاسر سے روایت کیا انہون نے
کہا تین باتین ہین جس نے انکو حاصل کیا تو ایمان کو حاصل کیا ایک تو انصاف اپنے نفس سے دوسرے سلام کرنا
سبکو تیسری خرچ کرنا تنگی کے وقت اور سوا بخاری کے اور لوگون نے اس قول کو مرفوعاً روایت کیا اور سلام مین
ایک اور فائدہ ہے وہ یہ ہے کہ اُس سے عداوت اور دشمنی دور ہوتی ہے اور آپس کا بغض رفع ہوتا ہے جو پیٹھ والا ہے
شکیون کو مگر سلام خالص خدا کے واسطے کرے کسی خواہش نفسانی سے اور نہ خاص کرے اپنے دوستون اور احباب کو کذا
ذکر النووی تحفۃ الاخیار مین ہے کہ بہشت کا ملنا ایمان پر موقوف ہے اور ایمان محبت پر موقوف تو معلوم ہوا کہ بہشت محبت
پر موقوف ہے پھر حضرت نے محبت حاصل کرنیکا آسان طریقہ بتلایا یعنی السلام علیک کرنا سلام سے اسواسطے محبت حاصل
ہوتی ہے کہ دعا ی خیر ہے یعنی خدا تمکو ہر بلا سے سلامت رکھے اور معمول ہے کہ آدمی اپنے خیر خواہ دعا مانگنے والے کو اپنا
دوست جانتا ہے تو آپ بھی اُس سے محبت کرتا ہے ہر چند سخاوت اور احسان بھی محبت کا سبب ہے لیکن احسان اور
سخاوت تمام عالم کے مسلمانون سے نہین ہو سکتی اور سلام آسان بات ہے کہ ہر ایک کر سکتا ہے اسواسطے حضرت نے اسی
کو خاص کرکے بتلایا لیکن افسوس عجب الٹا زمانہ ہو گیا ہے کہ جہالت اور غرور کے سبب سے اب بعضے لوگ سلام علیک کرنے
سے ناخوش ہوتے ہین اور عداوت پر کمر باندھتے ہین محبت اور خیر خواہی کی چیز اون الٹون کے نزدیک عداوت کا سبب
ہو گئی لنشہ مترجم کہتا ہے مین نے جن لوگون کو سلام علیک کرنے سے ناراض ہوتے دیکھا ہے وہ لوگ ہین جو نہایت کے
جاہل اور وحشی ہین جنکو یہ بھی نہین معلوم کہ سلام علیک کے معنے کیا ہین اگر اوطنی لوگون سے کوئی ہندی زبان مین
کہے خدا آپ کو سلامت رکھے جو بعینہ سلام علیک کے معنی ہین تو خوش ہوتے ہین پس ایسے جاہلون کا علاج یہ ہے کہ اون کو
سلام علیک کے معنے بتلا دیے جاوین اور سمجھا دیا جاوے کہ صحابہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو جو دین اور دنیا دونون کے

پادشاہ تھے سلام علیک کہا کرتے تھے اور یہ شعار ہے اسلام کا پھر تمہاری حقیقت کیا ہے جو تم رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی سنت سے ناراض ہوتے ہو اور تمہارا درجہ ہی کیا ہے اور تمکو کون پوچھتا ہے اگر اس کے چھپانے کو ترک نکروگے
تو اسلام سے خارج ہو جاؤ گے اور اس غرور اور جہالت کی بدولت دین اور دنیا دونوں تباہ ہوں گے عن الاعمش
بِہٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا تَدْخُلُوْنَ
الْجَنَّةَ حَتّٰی تُؤْمِنُوْا بِمِثْلِ حَدِیْثِ اَبِیْ مُعٰوِیَةَ وَوَکِیْعٍ ترجمہ دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے اور
مین یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اوس کی جس کے ہاتھ مین میری جان ہے کہ بہشت مین نجاؤ گے
جب تک ایمان نلاؤ گے اخیر تک **باب** بَیَانِ اَنَّ الدِّیْنَ النَّصِیْحَةُ دین خیر خواہی کو کہتے ہین اور سچائی
اور خلوص کو عن تَمِیْمٍ الدَّارِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الدِّیْنُ النَّصِیْحَةُ قُلْنَا لِمَنْ
قَالَ لِلّٰہِ وَلِکِتَابِہٖ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِیْنَ وَعَامَّتِہِمْ ترجمہ تمیم داری کی روایت ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دین خلوص اور خیر خواہی کا نام ہے ہمنے کہا کس کی خیر خواہی آپنے فرمایا اللہ کی اور اُس کی
کتاب کی اور اوسکے رسول کی اور حاکمون کی اور سب مسلمانون کی **ف** نووی نے کہا یہ حدیث عظیم
الشان ہے اور اسی پر مدار ہے اسلام کا اور وہ جو بعضون نے کہا ہے کہ یہ اون چار حدیثون مین سے ایک حدیث ہے
جو جامع ہین اسلام کی تمام باتون کو تو یہ صحیح نہین بلکہ صرف اسی حدیث پر مدار ہے اسلام کا اور یہ حدیث مسلم کے افراد
مین سے ہے اور تمیم داری سے صحیح بخاری مین کوئی روایت نہین اور نہ مسلم مین کوئی اور روایت ہے اوسکے سوا
اس روایت کے امام ابو سلیمان خطابی نے کہا نصیحت ایک ایسا جامع لفظ ہے جسکی مثل دوسرا لفظ زبان عرب مین بہت
کم ہے اور معنے اُس کے یہ ہین کہ اکٹھا کرنا سب بھلائیون کا جس کے لیے نصیحت کی جاوے ایسے ہی فلاح کا لفظ بھی
عربی زبان مین جو جامع ہے دنیا اور آخرت سب قسم کی بھلائیون کو بعضون نے کہا نصیحت ماخوذ ہے نَصَحَ الرَّجُلُ ثَوْبَہٗ
سے یعنی سیا فلانے نے کپڑا اپنا تو نصیحت کرنیوالے کے فعل کو مشابہت دی سینے سے جیسے سینے سے کپڑا درست ہوتا
ہے ویسے ہی نصیحت سے دوسرے کے خلل رفع ہوتے ہین اور وہ درست ہوتا ہے اور بعضون نے کہا وہ ماخوذ ہے نَصَحْتُ
الْعَسَلَ سے یعنی صاف کیا مین نے شہد کو موم سے تو مشابہت دی صاف بات کو جس مین کھوٹا پن نہو اوس شہد کے
ساتھ جو موم اور جھاگ سے صاف کیا جاوے لیکن نصیحت کی تفسیر تو خطابی اور اور علما نے اوس باب مین ایک تفسیر
کلام کہا ہے اور مین سب کو ملا کر مختصر طور پر بیان کرتا ہون اللہ کے لیے نصیحت یہ ہے کہ اوس پر ایمان لاوے اوس کے
ساتھ کسی کو شریک نکرے اوسکی صفات مین بے دینی اختیار نکرے جتنی صفات کمال اور جلال کے ہین وہ سب اوس کے

لیے ثابت کرے اور اسکو پاک سمجھے تمام عیبون اور نقصانات سے اور اسکی عبادت کے لیے مستعد رہے اور اسکی نافرمانی سے بچتا رہے
اُسکے لیے دوستی رکھے اور اُسی کے لیے دشمنی رکھے جو شخص خدا کا فرمانبردار ہو اوس سے محبت رکھے اور جو شخص خدا کی نافرمانی
کرے اُس سے دشمنی رکھے جو شخص خدا کا انکار کرے اُس سے جہاد کرے اوسکے (یعنے خدا کے ۱۲) احسان کا اقرار کرے اوسکا شکر گذار رہے
تمام کامون مین سچا اور مخلص رہے لوگون کو بلاوے ان باتون کیطرف اور ترغیب دیوے اُنکی سب لوگون کو یا جن پر
اوسے قدرت ہے خطابی نے کہا ان صفات سے بندے کو نفع حاصل ہوتا ہے نہ اللہ تعالی کو کیونکہ اللہ بے پرواہ ہے ہر ناصح
کی نصح سے خدا کی کتاب کے لیے نصیحت یہ ہے کہ یقین کرے اس بات پر کہ وہ اللہ کا کلام ہے اوسنے اوتارا ہے کسی مخلوق
کا کلام اوسکی مثل نہین ہو سکتا اور نہ کوئی مخلوق اُسکی مثل بنا سکتا ہے پھر اوس کی بڑائی دلمین رکھے اوسکی تلاوت
کرے جسطرح تلاوت کا حق ہے اوسکو خوش آوازی سے پڑھے درد اور رقت کے ساتھ اوسکے حروف اچھی طرح سے ادا کرے
جو لوگ اُسمین تحریف کرنا چاہتے ہین تاویلات سے اون کا رد کرے جو اوسپر اعتراض اور طعنہ کرتے ہین اون کا جواب
دیوے جو مضمون اوسمین ہین اون کی تصدیق کرے اوسکے احکام سے خبردار ہو اوسکے علوم اور مثالونکو سمجھے اُسکی نصیحتون
پر غور کرے اوسکے عجائب اور غرائب مین فکر اور خوض کرے اوسمین جو آیتین محکم ہین اونپر عمل کرے (یعنی حلال
حرام کی آیتین اور احکام کی آیتین) اور جو آیتین متشابہ ہین (یعنی اعتقاد کی آیتین) اونکو تسلیم کرے (یعنی
اُن کے ظاہری معنی پر یقین کرے اوسکی حقیقت کو خدا کے سپرد کرے اوسمین تاویل یا تحریف یا انکار نکرے)
اوسکے عام اور خاص اور ناسخ اور منسوخ کو پہچانے اوسکے علوم کو پھیلاوے اوس طرف دعوت کرے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نصیحت یہ ہے کہ آپ کو خدا کا بھیجا ہوا سمجھے اور اوسپر یقین رکھے اور جتنی باتین
آپ لیکر آئے ہین اون سب پر ایمان لاوے آپ کے حکم کو مانے آپ نے جس سے منع کیا اوس سے باز رہے آپ کی مدد
کرے گو آپ وفات پا چکے ہین (جیسے زندگی مین آپ کی مدد کرتا اگر آپ دنیا مین تشریف رکھتے ہوتے) جو شخص آپ
کا دشمن ہو اوس سے دشمنی رکھے جو شخص آپ کا دوست ہو اوس سے دوستی رکھے آپ کا درجہ بڑا سمجھے آپ کے حق کی
توقیر کرے آپ کے طریقے کو زندہ کرے آپ کی سنت کو جلا دے آپ کی دعوت کو پھیلاوے آپ کی شریعت کو مشہور
کرے آپ کی شریعت پر جو بری تہمت کرے اوسکی تہمت کو دور کرے آپ کی شریعت کے علم پھیلاوے آپ کی شریعت
کے معنا مین غور کرے اوس طرف لوگون کو بلاوے اوسکے سیکھنے اور سکھانے مین کوشش کرے اور نرمی کرے اوسکی
عظمت اور بزرگی کرے اوسکے پڑھتے وقت ادب سے پڑھے لغو باتین نکرے بغیر جانے بوجھے اوسمین گفتگو نکرے جو لوگ
شریعت کا علم رکھتے ہون یعنی قرآن اور حدیث کا اونکی عظمت اور بزرگی کرے آپکے اخلاق و عادات کو اختیار کرے

آپ کی آداب پر چلے آپ کے اہل بیت اور اصحاب سے محبت رکھے جو شخص آپ کی شریعت مین بدعت نکالے اوس سے علاحدہ
رہے (یعنی اوس کا شریک نہ ہو اوسکی مدد نکرے) جو شخص آپ کے آل یا اصحاب سے بغض رکھے اوس سے جدا رہے مسلمان
حاکمون کے لیے نصیحت یہ ہے کہ حق بات مین اونکی مدد کرے اور اونکی اطاعت کرے اور انکو حکم کرے حق بات کا اور
یاد دلاوے اور نصیحت کرے نرمی اور ملائمت سے اور جس بات سے وہ غافل ہون انکو بتاوے اور مسلمانون کے کسی حق کی انکو
خبر نہ ہو تو اوسے جتاوے اور اُن سے بغاوت اور سرکشی نہ کرے اور لوگون کا دل اون کی اطاعت کیطرف مائل کرے
خطابی نے کہا یہ بھی اون کے لیے نصیحت ہے کہ اون کے پیچھے نماز پڑھے اون کے ساتھ کافرون سے جہاد کرے
زکوٰۃ انکو ادا کرے تلوار اونپر نہ اٹھاوے جب وہ کچھ ظلم کرین یا بد خلقی کرین اور جھوٹی خوشامد سے انکو مغرور نکرے
اور انکے واسطے دعا کرے نیکی کی اور یہ سب اوس صورت مین ہے کہ مسلمانون کے امامون سے خلفا وغیرہ مراد ہون
جو مسلمانون کے کامون کا انتظام کرتے ہین حکومت والون مین سے اور یہی مشہور ہے اور خطابی نے اسکو نقل کیا
پھر کہا کبھی مراد لی جاتی ہے اماموں سے دین کے علما اور اُن کے لیے نصیحت یہ ہے کہ اُنکی اُن باتون کو مانین
جو قرآن اور حدیث کے مطابق ہون لیکن عام مسلمانون کے لیے نصیحت وہ یہ ہے کہ اُنکو بتلاوے
وہ بات جسمین اون کے آخرت کا فائدہ ہو اور دنیا کا اور انکو ایذا نہ دلوے اور سکھلاوے اُنکو وہ بات دین کی جو
وہ نہین جانتے اور مدد کرے اُنکی زبان سے اور ہاتھ سے اور اُنکے عیبون کو چھپاوے اور اُن کے ضرر کو دور کرے
اور اُنکی منفعت کی کوشش کرے اور اُنکو حکم کرے نیک بات کا اور منع کرے بری بات سے نرمی اور ملائمت اور
شفقت سے اور اُن مین جو بزرگ بوڑھا ہو اوسکی بزرگی کرے اور جو بچہ چھوٹا ہو اوسپر شفقت کرے اور اُنکو بھی
پند کرتا رہے اور اُن سے فریب نکرے نہ اون سے حسد کرے اور اُن کیواسطے وہی چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے اور برا
جانے اون کے لیے جو اپنے لیے برا جانتا ہے اور اُنکی مال یا عزت کی محافظت کرے اسی طرح جتنی باتین ہم نے
نصیحت کی بیان کین اُن سب کی اُنکو دعوت دیوے اونکی ہمت کو عبادت کیطرف لگاوے اور سلف صالحین
مین بعضے ایسے بزرگ تھے کہ وہ نصیحت کے لیے اپنی دنیا کا نقصان گوارا کرتے یہ خلاصہ ہے اُسکا جو بیان کیا گیا
نصیحت کی تفسیر مین ابن بطال نے کہا اس حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ نصیحت کو دین اور اسلام کہتے ہین
اور دین کا اطلاق اعمال پر بھی ہوتا ہے جیسے اقوال پر ہوتا ہے اور نصیحت فرض کفایہ ہے اگر بعضے کرینگے تو کافی
ہے باقی لوگون کے اوپر سے مواخذہ نہ رہیگا اور نصیحت لازم ہے اپنی طاقت کے موافق جب یہ بات معلوم ہو کہ اوسکی
نصیحت قبول کیجاویگی اور اُسکی حکم کی اطاعت کیجاویگی اور اُسکی جان پر کوئی آفت نہ آویگی اگر کسی آفت یا

سنیت کا خوف ہو تو مختار ہو چاہے نصیحت چھوڑ دیوے **عن** تمیم الداری عن النبی صلی اللہ علیہ
وسلم بمثلہ ترجمہ تمیم داری سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے **عن** تمیم الداری عن رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمثلہ ترجمہ تمیم داری سے تیسری روایت بھی ایسی ہی ہے **عن** جریر
قال بایعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی اقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ والنصح لکل مسلم
ترجمہ جریر بن عبداللہ بجلی سے روایت ہے میں نے بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز پڑھنے پر اور زکوٰۃ دینے
پر اور ہر مسلمان کی خیرخواہی پر **ف** خاص کیا نماز اور زکوٰۃ کو کیونکہ یہ دونوں بڑے رکن ہیں دین کے بعد
شہادتین کے اور روزے کو ذکر نہیں کیا اس لیے کہ دوسری روایت میں ہے بیعت کرتے سننے اور ماننے پر اور روزہ
اسمیں آگیا بلکہ دین کے تمام احکام اوسمیں آگئے **عن** جریر بن عبد اللہ یقول بایعت النبی
صلی اللہ علیہ وسلم علی النصح لکل مسلم ترجمہ جریر بن عبداللہ سے روایت ہے میں نے بیعت کی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر مسلمان کی خیرخواہی کے لیے **عن** جریر قال بایعت النبی صلی اللہ
علیہ وسلم علی السمع والطاعۃ فلقننی فیما استطعت والنصح لکل مسلم ترجمہ جریر سے روایت
ہے میں نے بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن لینے اور مان لینے کی (یعنی جو حکم آپ فرماوینگے اوسکو سنونگا
اور بجا لاؤنگا) پھر آپ نے مجھے سکھلا دیا اتنا اور کہہ جہاں تک مجھے قدرت ہو (یہ آپکی کمال شفقت تھی اپنی امت
پر کہ شاید کوئی حکم دشوار ہو اور نہ ہو سکے تو بیعت میں خلل آوے اسلیے اتنا اور بڑھا دیا کہ جہانتک مجھ سے ہو سکے) اور
بیعت کی اس بات پر کہ خیرخواہ رہونگا ہر مسلمان کا **ف** پھر جریر نے اپنی بیعت پر ایسا عمل کیا کہ ایک بار
اپنے غلام کو بھیجا گھوڑا خریدنے کو وہ تین سو درہم کو ایک گھوڑا چکا لایا اور اسکا مالک بھی ساتھ آیا دام لینے کو جریر
نے گھوڑے کے مالک سے کہا تیرا گھوڑا تین سو درہم سے زیادہ کا مال ہے تو چار سو درہم کو بیچ اوسنے کہا میں نے
تمکو اختیار دیا جو دام مناسب ہوں دیدو جریر نے کہا وہ چار سو درہم سے بھی زیادہ کا مال ہے پانسو درم کو بیچ
اسیطرح سو سو درم بڑھاتے گئے اور مالک راضی تھا کم پر یہانتک کہ آٹھ سو درم تک لگائے اور خریدا آٹھ سو درم
کو لوگوں نے کہا تم نے یہ کیا کیا جریر نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی ہر مسلمان کی خیر
خواہی پر تو گھوڑے کا بیچنے والا بھی مسلمان تھا اور یہ بات خیرخواہی کی نتھی کہ میں اسکا مال کم کو خریدلوں اور
اوسکو نقصان دوں روایت کیا اسکو طبرانی نے **باب** بیان نقصان الایمان بالمعاصی ونفیہ
عن المتلبس بالمعصیۃ علی ارادۃ نفی کمالہ ترجمہ ایمان کا گھٹ جانا گناہوں سے اور ایمان جدا

ہو جاتا اوس شخص سے جو گناہ کر رہا ہے یعنی کمال ایمان کا نہین رہتا گناہ کرتے وقت عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَزْنِی الزَّانِیْ حِیْنَ یَزْنِیْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا یَسْرِقُ النَّبِيُّ
السَّارِقُ حِیْنَ یَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا یَشْرَبُ الْخَمْرَ حِیْنَ یَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ
فَاَخْبَرَنِیْ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ اَبِیْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ كَانَ یُحَدِّثُهُمْ هٰؤُلَاءِ
عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ثُمَّ یَقُوْلُ وَكَانَ اَبُوْ هُرَیْرَةَ یُلْحِقُ مَعَهُنَّ وَلَا یَنْتَهِبُ نُهْبَةً ذَاتَ شَرَفٍ
یَرْفَعُ النَّاسُ اِلَیْهِ فِیْهَا اَبْصَارَهُمْ حِیْنَ یَنْتَهِبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہین زنا کرتا زنا کرنے والا اگر زنا کرتے وقت وہ مومن نہین ہوتا اور نہ چور چوراتے
وقت مومن ہوتا ہے اور نہ شراب پینے والا شراب پیتے وقت مومن ہوتا ہے ابن شہاب نے کہا مجھسے عبد الملک
بن ابی بکر نے بیان کیا کہ ابو بکر بن عبد الرحمن بن حارث اس حدیث کو روایت کرتے تھے ابوہریرہ سے پھر کہتے تھے
کہ ابوہریرہ اسمین اتنا اور بڑھا دیتے تھے نہ لوٹنے والا ایسی لوٹ جو بڑی ہو (یعنی کسی حقیر چیز کی نہو) جسطرف لوگون کے
نظر اوٹھی لوٹتے وقت مومن ہوتا ہے ف نووی نے کہا محققین علما نے اس حدیث کے معنے یون بیان
کیے ہین کہ ان فعال کو کرتے وقت اوسکا ایمان کامل نہین ہوتا اور ایسا محاورہ بہت ہے کہ ایک شے کی نفی کرتے
ہین اور مراد اوسکے کمال کی نفی ہوتی ہے جیسے یہ کہتے ہین علم نہین مگر وہ جو فائدہ دیوے مال نہین مگر اونٹ
عیش نہین مگر آخرت کا عیش اور ہم نے یہ تاویل اس لیے کی کہ ابوذر وغیرہ کی حدیث یون آئی ہے جسنے لا الہ الا
اللہ کہا وہ جنت مین جاویگا اگرچہ زنا یا چوری کرے اور عبادہ بن صامت کی حدیث مین ہے کہ صحابہ نے بیعت
کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات پر کہ چوری نکرینگے نہ زنا کرینگے نہ اور کوئی گناہ پھر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی تم مین سے پورا کرے اپنی بیعت کو اوس کا تو ثواب اللہ پر ہے اور جس سے کوئی خطا ان
خطاؤن مین سے ہو جاوے پھر اوسکو دنیا ہی مین سزا مل جاوے تو یہی اوسکا کفارہ ہے اور جو دنیا مین سزا نہ ملے
تو آخرت مین خدا کو اختیار ہے چاہے اوسکو معاف کرے چاہے عذاب دیوے تو یہ دونون حدیثین مع اپنی نظائر
کے اور اللہ تعالی کے اس قول کے اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَاءُ یعنے
اللہ تعالی نہین بخشیگا شرک کو اور سوا شرک کے اور گناہ بخشدیگا جسکو چاہے اور اجماع اہل حق کے اس بات پر
کہ زانی اور چور اور قاتل اور سوا ان کے اصحاب کبائر جو شرک اور کفر مین مبتلا نہون مومن ہین مگر ایمان انکا
ناقص ہے اگر توبہ کرینگے تو گناہ معاف ہو جاوے گا اور جو گناہ کرتے کرتے مرینگے تو خدا کے اختیار پر ہے

چاہے انکو بخش دیوے اور جنت مین لیجاوے اور چاہے گناہ کے برابر عذاب دیکر پہر جنت مین لیجاوے لاچار کرتے ہین ہمکو اس حدیث کی تاویل پر اور جو حدیث اسکی مشابہ آئی ہے پہر یہ تاویل ظاہر ہے لغت سی بعید نہین نہ استعمال سی اور جب دو حدیثین ایسی وارد ہون کہ بظاہر اون مین اختلاف ہو تو اونکی تاویل کرنا ضرور ہو اور جمع کرنا واجب ہی اور بعضی علما نے اس حدیث کے معنے یون بیان کیے ہین کہ جو شخص زنا کرے اُسکو حلال جانکر یا چوری کرے اُسکو حلال جانکر تو وہ مومن نہین کیونکہ حلال جاننا شرعی حرام کو باتفاق علما کفر ہے اور حسن اور ابو جعفر طبری نے کہا مومن نہونے سی یہ مراد ہے کہ وہ تعریف کے قابل نہین رہتا کہ مومن اللہ کا دوست اوسی کہین اور مستحق ہوتا ہے بری لقب کا جیسی زانی یا چور یا لوٹیرے یا شرابی کا اور ابن عباس سے منقول ہو کہ اوسکے دل سی ایمان کا نور جاتا رہتا ہے اور اسباب مین ایک حدیث مرفوع بہی آئی ہے اور مہلب نے کہا اُسکی بصیرت اللہ کی عبادت مین جاتی رہتی ہے اور زہری نے کہا یہ حدیث اور جو حدیثین اسکی مثل آئی ہین اونپر ایمان لانا چاہیے اور جس مطلب پر آئین ہین اوسی پر رہنے دینا چاہیے اور اُسکے معنے مین غور نکرنا چاہیے کیونکہ ہمین اوس کے معنے معلوم نہین اور کہا انہون نے چلاؤ ان حدیثون کو اوسیطرح جیسے اگلے لوگون نے چلایا اونکو اور بعضون نے اس حدیث کے معنی مین اور اقوال بیان کیے ہین جو ظاہر نہین ہین بلکہ بعضی غلط ہین اس لیے مین نے انکو نقل نہین کیا اور یہ اقوال جو بیان ہوئے سب محتمل ہین اور صحیح وہی معنے ہے جو ہم نے سب سی پہلے بیان کیا۔ امام بخاری نے اپنی صحیح مین اس حدیث کے معنے یہی بیان کیے ہین کہ وہ مومن کامل نہین ہوتا اور اُسمین ایمان کا نور نہین رہتا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّهُ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَزْنِی الزَّانِیْ وَاقْتَصَّ الْحَدِیْثَ یَذْكُرُ مَعَ ذِكْرِ النُّهْبَةِ وَلَمْ یَذْكُرْ ذَاتَ شَرَفٍ قَالَ وَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ حَدَّثَنِیْ سَعِیْدُ مثلہ بْنُ الْمُسَیَّبِ وَاَبُوْسَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِیْثِ اَبِیْ بَكْرٍ هٰذَا اِلَّا ذِكْرَ النُّهْبَةِ ترجمہ یہ روایت ہی ابی ہریرہ سی ایسی ہی جیسے اوپر گذری اس مین یہ نہین کہ لوٹ عمدہ یعنی بہاری ہو اور دوسری روایت مین ابن شہاب کی لوٹ کا بالکل ذکر نہین ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِیْثِ عُقَیْلٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ اَبِیْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَذَكَرَ النُّهْبَةَ وَلَمْ یَقُلْ ذَاتَ شَرَفٍ ترجمہ اس روایت مین بہی لوٹ کا ذکر ہے پر عمدہ اور بہاری کا لفظ نہین ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ هٰؤُلَاءِ بِمِثْلِ حَدِیْثِ الزُّهْرِیِّ غَیْرَ اَنَّ الْعَلَاءَ وَصَفْوَانَ بْنَ سُلَیْمٍ

لَيْسَ فِي حَدِيْثِهِمَا يَرْفَعُ النَّاسُ اِلَيْهِ فِيْهَا اَبْصَارَهُمْ وَفِيْ حَدِيْثِ هَمَّامٍ يَرْفَعُ اِلَيْهِ الْمُؤْمِنُوْنَ اَعْيُنَهُمْ فِيْهَا وَهُوَ حِيْنَ يَنْتَهِبُهَا مُؤْمِنٌ وَزَادَ وَلَا يَغُلُّ اَحَدُكُمْ حِيْنَ يَغُلُّ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاِيَّاكُمْ اِيَّاكُمْ **ترجمہ** اس روایت مین یہ نہین کہ لوگ اپنی آنکھین اٹہادین اوس لوٹ کی طرف اور ہمام کی روایت مین ہے مومن اپنی آنکھین اٹہاوین جسوقت وہ لوٹ رہا ہو اوس لوٹ کیطرف تو وہ مومن نہین ہی اور اتنا زیادہ ہے کہ نہ چورا دے کوئی تم مین سے غنیمت کے مال مین اور جسوقت چورا وی تو وہ مومن نہین تو بچو تم بچو تم اس چوری سی **عَنْ** اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزْنِي الزَّانِي حِيْنَ يَزْنِيْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِيْنَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَالتَّوْبَةُ مَعْرُوْضَةٌ بَعْدُ **ترجمہ** ابوہریرہ رض سی روایت ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زنا کرنیوالا جسوقت زنا کرتا ہے وہ مومن نہین ہوتا اور چور جب چوری کرتا ہے تو وہ مومن نہین ہوتا اور شرابی جب شراب پیتا ہے تو وہ مومن نہین ہوتا اور توبہ قبول ہوگی بعد اسکی **ف** نووی نے کہا اجماع کیا علما نے کہ توبہ قبول ہوتی ہے جب تک جان کنی نہ شروع ہو اور توبہ کے تین رکن ہین ایک توبہ گناہ سی جدا ہوجاوی دوسرا اس کے کرنے پر شرمندہ ہو تیسری قصد کرے کہ پہر کبہی نہ کرون گا پہر اگر توبہ کی ایک گناہ سی اور دوبارہ کیا اوسکو تو توبہ باطل نہ ہوگی اور جو توبہ کی ایک گناہ سی پہر دوسری قسم کا گناہ کیا تو پہلی توبہ صحیح ہے یہی مذہب ہی اہل حق کا اور معتزلہ نے دونون مسئلون مین خلاف کیا ہے قاضی عیاض نے کہا کہ بعض علما نے یہ کہا ہو کہ اس حدیث مین اشارہ ہی تمام گناہون کیطرف اور ڈرایا گیا ہے سب سے تو زنا اشارہ ہی اُن تمام گناہون کیطرف جو خواہش نفسانی سے ہوتے ہین اور چوری اُن تمام گناہون کیطرف جو دنیا کے طمع سی ہوتے ہین اور حرام کی حرص سے اور شراب اون تمام گناہون کیطرف جو خدا کی یاد سی روکتے ہین اور اوسکی حقوق سے غافل کرتے ہین اور لوٹ ان تمام گناہون کیطرف جسمین اللہ کے بندون پر ظلم ہوتا ہے اور انکی بی عزتی ہوتی ہے اور دنیا کہائی جاتی ہے ناجائز طریقون سی

بَابُ بَيَانِ خِصَالِ الْمُنَافِقِ منافق کی خصلتون کا بیان **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنْ كَانَتْ فِيْهِ خَلَّةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيْهِ خَلَّةٌ مِنْ نِفَاقٍ حَتّٰى يَدَعَهَا اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ غَيْرَ اَنَّ فِيْ حَدِيْثِ سُفْيَانَ وَاِنْ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ **ترجمہ** عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار باتین جسمین ہونگی وہ تو نرا منافق ہے اور جسمین ایک خصلت ہوگی ان
چارون مین سے تو اسمین ایک ہی نفاق کی خو ہی یہانتک کہ اُسکو چھوڑ دیوی ایک تو یہ کہ جب بات کرے تو جھوٹھ
بولے دوسرے جب اقرار کرے تو اُس کے خلاف کرے تیسری جب وعدہ کرے تو پورا نکرے چوتھے جب جھگڑا کرے
تو ناحق چلے اور طوفان جوڑے **ف** اور بعضی روایتون مین یہ ہے جب اسکے پاس امانت رکھی جاوے
تو خیانت کرے نووی نے کہا اسحدیث کو علما نے مشکل کہا ہے اس وجہ سے کہ کبھی یہ خصلتین اُس مسلمان مین
پائی جاتی ہین جو یقین رکھتا ہے ارکان ایمان پر اور اجماع کیا ہے علما نے اس بات پر کہ جو شخص دل سے
یقین رکھے اور زبان سے اقرار کرے ایمان کے ارکان کا پھر یہ چارون کام کرے تو وہ کافر نہین نہ منافق ہے
جو ہمیشہ جہنم مین رہیگا کس لیے کہ حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ السلام کے بھائیون مین یہ چارون خصلتین
موجود تھین تو محققین علما نے یہ کہا ہے کہ وہی صحیح اور مختار ہے کہ یہ خصلتین نفاق کی ہین اور حدیث کا
مطلب یہ ہے کہ جس شخص مین یہ خصلتین ہون وہ مشابہ ہے منافقون کے ان خصائل مین اور اخلاق مین کیونکہ
نفاق یہی ہے کہ ظاہر باطن کے خلاف ہو اور جس شخص مین یہ خصلتین ہونگی اوسکا ظاہر باطن کے خلاف
ہوگا اور اُسکا نفاق انہی لوگون کے حق مین اثر کرے گا جن سے وہ وعدہ کریگا یا گفتگو کرے گا یا جھگڑیگا
یا امانت لیگا اور اسلام کے حقمین یہ نفاق اثر نہ کرے گا کیونکہ اسلام مین اُسکا ظاہر باطن کے خلاف نہین
ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مقصد نہین ہے کہ ان خصلتون کا رکھنے والا ایسا منافق ہے جو
کافر ہوتا ہے جسکی سزا ہمیشہ جہنم مین رہنا ہے اور جو فرمایا کہ وہ نرا منافق ہوگا اس سے یہ غرض ہے کہ بہت مشابہ
ہوگا منافق کے ان خصلتون کے سبب سے بعضی علما نے کہا ہے یہ حدیث اوس شخص کے باب مین ہے جس سے اکثر یہ خصلتین
وقوع مین آتی ہون لیکن جس سے شاذ و نادر یہ باتین ہوجاوین وہ اسمین داخل نہین ہے اور یہی مختار ہے حدیث کے
معنے مین اور امام ابو عیسیٰ ترمذی نے علما سے اسکے یہ معنے نقل کیے ہین کہ مراد حدیث مین عمل کا نفاق ہے نہ اعتقاد
کا نفاق اور ایک جماعت علما نے کہا ہے کہ مراد اس حدیث سے وہ منافق ہین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ
مین تھے اور انھون نے جھوٹھ موٹھ اپنا ایمان ظاہر کیا تھا اور دین کی امانت مین خیانت کی تھی اور وعدہ کیا تھا دین
کی مدد کا پھر خلاف وعدگی کی اور لڑائی جھگڑے مین ناحق کی پیروی کی اور یہی قول ہے سعید بن جبیر اور عطا
بن ابی رباح کا اور رجوع کیا اسی طرف حسن بصری نے اگرچہ پہلے اسکے خلاف پر تھے اور یہی منقول ہے ابن عباس اور
ابن عمر رضی اللہ عنہم سے اور انھون نے روایت کیا اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قاضی عیاض نے کہا

ہماری بہت سی امام اسی قول کیطرف گئی ہین اور خطابی نے ایک اور قول نقل کیا وہ یہ ہے کہ مقصود اس حدیث سے ڈرانا ہے مسلمان کو کہ وہ ان خصلتون کی عادت نہ ڈالے ورنہ خوف ہے کہ حقیقۃً منافق ہوجاویگا اور حکایت کی خطابی نے کہ یہ حدیث وارد ہوئی ہے ایک خاص منافق کے باب مین اور حضرت کا قاعدہ تھا کہ آپ صاف یون نفرماتے فلانا منافق ہے بلکہ اشارہ کرتے جیسے آپنے فرمایا کیا حال ہے لوگون کا ایسا کرتے ہین مترجم کہتا ہے اللہ جل جلالہ نے مجھے الہام کیا کہ حدیث مین کوئی اشکال نہین ہے اور نہ اسمین تاویل کی ضرورت ہے بیشک جس شخص مین یہ چارون باتین جمع ہونگی اور وہ ہمیشہ یہی کرتا ہو کہ بات کہتے وقت جھوٹھ بولے عہد کرکے توڑ ڈالے لڑتے وقت ناحق چلے امانت مین خیانت کرے تو وہ پکا منافق ہوگا کس لیے کہ دین کی باتون مین بھی وہ یہی کرے گا زبان سے اقرار کریگا پر دلمین خلاف ہوگا دین کے احکام مین بھی خیانت کریگا اس لیے کہ اوسکا تو یہ قاعدہ ہوگیا ہے یہ نہین کہ کبھی کبھی اوس سے یہ باتین سرزد ہون اور وہ اُنپر نہ ہمیشہ رہے سوا اس صورت مین اِذَا حَدَّثَ کَذَبَ وغیرہ یہ سب قضیا یا کلیہ ہونگے نہ جزیہ اور ظاہر ہے کہ ایسا شخص جسکا ہمیشہ یہ قاعدہ ہو مومن نہین ہوسکتا تحفۃ الاخیار مین ہے کہ منافق دو قسم ہین ایک یہ کہ دلمین کفر ہو صرف زبان سے اسلام کا اقرار کرے حضرت کیوقت مین جو منافق تھے اسیطرح کے تھے دوسرے یہ کہ دلمین کفر نہین بلکہ اسلام ہے لیکن سست اعتقاد اور فسق و فجور مین گرفتار سو اس حدیث مین دوسری قسم کا نفاق مراد ہے یعنی ایمان کے لائق تو یہ تھا کہ آدمی ان بد کامون سے بچتا پھر جب ان کامون مین گرفتار رہا تو اسلام کا لطف اوس مین کچھ ظاہر نہوا اسوسطے اوسکو منافق فرمایا انتہے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اٰیَةُ الْمُنَافِقِ ثَلٰثٌ اِذَا حَدَّثَ کَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق کی نشانیان تین ہین جب بات کرے تو جھوٹ جب وعدہ کرے تو خلاف جب امانت لیوے تو خیانت کرے اوسمین عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَلَامَاتِ الْمُنَافِقِ ثَلٰثَةٌ اِذَا حَدَّثَ کَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ یُحَدِّثُ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ اٰیَةُ الْمُنَافِقِ ثَلٰثٌ وَاِنْ صَامَ وَصَلّٰی وَزَعَمَ اَنَّهٗ مُسْلِمٌ ترجمہ اس روایت مین یہ ہے کہ منافق کی نشانیان تین ہین اگرچہ روزہ رکھے اور نماز پڑھے اور اپنے تئین مسلمان کہے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِیْثِ یَحْیَی بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ ذَکَرَ فِیْهِ وَاِنْ صَامَ وَصَلّٰی وَزَعَمَ اَنَّهٗ مُسْلِمٌ ترجمہ وہی جو اوپر

گذرا **باب** بَیَانِ حَالِ اِیْمَانِ مَنْ قَالَ لِاَخِیْہِ الْمُسْلِمِ یَا کَافِرُ **ترجمہ** جس نے اپنے بہائی مسلمان کو کافر کہا اوسکے ایمان کا بیان **عن** ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَکْفَرَ الرَّجُلُ اَخَاہُ فَقَدْ بَاءَ بِھَا اَحَدُھُمَا **ترجمہ** عبد اللہ بن عمر سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی مردنے اپنی بہائی کو کافر کہا تو وہ بات دونون مین سی کسی پر ضرور پلٹے گی **ف** یعنی اگر وہ کافر ہی حقیقت مین جسکو کافر کہا تو بجا ہوا اور اگر وہ کافر نہین تو اُسوقت کفر کہنی والے پر پلٹ پڑیگا اس حدیث سی معلوم ہوا کہ آدمی اپنی زبان کو روکی رکہے ہر ایکسکو بے دلیل یقینی کافر نہ کہے شاید اسی پر پلٹ پڑے اور خدا کے غضب مین گرفتار ہو ہان یون کہنا مضایقہ نہین کہ فلان شخص کافرون کے سی کام کرتا ہے اگر اوس کے عمل دین کے خلاف ہون اور اگر کسیکا کفر بدلیل قطعی ثابت ہوگیا ہو اور ضروریات دین کا وہ انکار کرتا ہو تو اُسکو شوق سی کافر کہے تاکہ کوئی اُسکی راہ پر نہ چلے اور شریعت محمدی مین خلل نہ پڑے جیسی کہ اس زمانے مین ملحد فقیر ظاہر ہوتے ہین کہ شریعت محمدی پر ہنستی ہین بیشک وہ کافر ہین لعنتی ہے **مترجم** کہتا ہے ہماری زمانے مین ایک نیا فرقہ مسلمانون مین پیدا ہوا ہی جن کو نیچری کہتے ہین وہ گو عقل کے تابع اپنے تئین کہتے ہین پر عقل سلیم سی بہرہ نہین رکہتے وہ تمام ضروریات دین جیسے فرشتون کا شیطان کا وحی کا معجزات کا انکار کرتے ہین نماز روزہ کو لغو اور بیکار خیال کرتے ہین وہ بلا شبہہ کافر ہین اور کافر بہی کیسے سخت کہ اگر کوئی مسلمان اون کے کفر مین شبہہ کرے تو مین ڈرتا ہون کہین وہ خود بہی کافر نہ ہوجاوی ۔ امام نووی نے فرمایا کہ اس حدیث کو بہی بعض علمانے مشکلات مین سی خیال کیا ہی اس لیے کہ اُس کے ظاہری معنی مراد نہین کیونکہ اہل حق کا مذہب یہ ہی کہ مسلمان گناہ کرنے سی جیسے قتل یا زنا کرنے سی کافر نہین ہوتا پس اسیطرح اپنی بہائی مسلمان کو کافر کہنے سی بہی کافر نہوگا جب تک دین اسلام کے بطلان کا اعتقاد نکرے اور جب یہ معلوم ہوا تو حدیث کی تاویل کئی صورتون سے کی گئی ہے ایک یہ مراد وہ شخص ہے جو اس بات کو درست جانے اس صورت مین کفر پلٹنے سے یہ مراد ہوگا کہ وہ کہنی والا خود کافر ہوجاویگا کیونکہ مسلمان کو کافر کہنا درست جانتا ہی دوسرے یہ کہ مراد کفر پلٹنے سی یہ ہو کہ اُس کا گناہ اور عیب کہنی والی پر لوٹ جاویگا تیسرے یہ کہ حدیث محمول ہی اون خوارج پر جو مسلمانون کی تکفیر کرتے ہین اور اس تاویل کو قاضی عیاض نے امام مالک سی نقل کیا ہے اور یہ ضعیف ہی اس لیے کہ اہل حق کے نزدیک خوارج بہی اور اہل بدعت کیطرح کافر نہین ہین یہی مذہب صحیح اور مختار ہی چوتھی تاویل یہی کہ مراد پلٹنے سے یہ ہی کہ انجام اوسکا کفر ہوگا اس لیے کہ گناہ گویا کفر کا قاصد ہے اور جو شخص گناہ بہت کرتا ہے تو ڈر ہے کہ گناہون کی نحوست اوسکو کفر تک لیجاوے اور مؤید ہی اس تاویل کی وہ روایت جو ابو عوانہ اسفرائنی

بَابُ مَنِ ادَّعىٰ اِلىٰ غَيْرِ اَبِيْهِ فَهُوَ كُفْرٌ

نے اپنی کتاب مخرج علی صحیح مسلم مین نکالی کہ پہر اگر وہ شخص جسکو اسنے کافر کہا حقیقت مین کافر ہو تو خیر ورنہ کفر لوٹ آویگا اسپیر اور ایک روایت مین ہی جب اپنی بہائی کو کافر کہا تو دونون مین سی ایک پر کفر واجب ہو گیا یا بخوین تاویل یہی کہ مراد پلٹنے سی اوسکی تکفیر کا پلٹنا ہے یعنی اوسنے جو ایک مسلمان کو کافر کہا اور وہ کافر نہین تو گویا اوسنے خود اپنی تکفیر کی اس لیے کہ کہنے والا بہی مثل اوسکی ایک مسلمان ہی انتہے ما قال النووی عَنِ ابْنِ عُمَرَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّمَا امْرِئٍ قَالَ لِاَخِيْهِ يَا كَافِرُ فَقَدْ بَاءَ بِهَا اَحَدُهُمَا اِنْ كَانَ كَمَا قَالَ وَاِلَّا رَجَعَتْ اِلَيْهِ ترجمہ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے بہائی کو کافر کہکر پکارے تو کفر آجاویگا دونون مین سی ایک پر اگر وہ شخص جسکو اسنے پکارا کافر ہے تو خیر (کفر اوسپر رہیگا) ورنہ لوٹ آویگا پکارنے والے پر عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَيْسَ مِنْ رَجُلٍ ادَّعىٰ لِغَيْرِ اَبِيْهِ وَهُوَ يَعْلَمُهٗ اِلَّا كَفَرَ وَمَنِ ادَّعىٰ مَا لَيْسَ لَهٗ فَلَيْسَ مِنَّا وَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ وَمَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْكُفْرِ اَوْ قَالَ عَدُوَّ اللّٰهِ وَلَيْسَ كَذٰلِكَ اِلَّا حَارَ عَلَيْهِ ترجمہ ابوذر غفاری (جندب بن جنادہ یا بریر) سے روایت ہی انہون نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی آپ نی فرمایا جو شخص اپنے تئین بیٹا کہی کسی کا اور جانتا ہو کہ اسکا بیٹا نہین ہی (یعنے اپنی باپ کی سوا کسی اور کو باپ بتلاوی جان بوجہکر) تو وہ کافر ہو گیا ف نووی نے کہا اسکی تاویل دو طرح ہے ایک تو یہ کہ مراد وہ شخص ہے جو اس امر کو حلال اور جائز جانے دوسرے یہ کہ کفر سے مراد کفر شرعی نہین ہے جو مقابل ہی اسلام کے بلکہ کفر سے مقصود کفران ہی یعنے ناشکری اور احسان فرموشی اس لیے کہ باپ کا حق اوسنے فراموش کیا اور غیر کو باپ بنایا اور اسکی نظیر دوسری حدیث مین ہی آپنے فرمایا عورتین وہ کفر کرتی ہین یعنے ناشکری کرتی ہین خاوند کی انتہے ف اور جس شخص نے دعوی کیا اوس چیز کا جو اوسکی نہین ہی وہ ہم مین سے نہین ہے اور بنا لیوے وہ ٹہکانا اپنا جہنم مین ف اوسکی نہین ہے یعنے وہ جانتا ہے کہ یہ شی میری نہین ہی خواہ دوسری کسی کی ہو یا نہ ہو اسپر دعوی کرے کہ میری ہے تو وہ ہم مین سے نہین ہی یعنے ہماری راہ اور طریقے پر نہین ہے کیونکہ اسلام کی شان سی جہوٹا دعوی کرنا بہت بعید ہے جیسے باپ بیٹے سے کہتا ہے تو میرا نہین ہے یعنے میری وضع اور چال پر نہین ہے اور جہنم مین ٹہکانا بنانے سی یہ غرض ہے کہ سزا اس قصور کی جہنم ہے پہر اگر خدا چاہی تو معاف کر دیوی اور توبہ سی بہی معاف ہو سکتا ہے (نووی) ف اور جو شخص کسیکو کافر کہکر بلاوی یا خدا دشمن کہکر پہر وہ (جسکو اس نام سی پکارا) ایسا نہو (یعنے کافر نہو) تو وہ کفر پلٹ آویگا پکارنیوالے پر باب بیان

حَالُ اِیْمَانِ مَنْ رَغِبَ عَنْ اَبِیْهِ وَهُوَ یَعْلَمُ ترجمہ جو شخص اپنے باپ سے پھر جاوے اور نفرت کرے اور دوسرے کو باپ بناوے جان بوجھکر اوس کے ایمان کا حال **عن** اَبِیْ هُرَیْرَةَ یَقُوْلُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَرْغَبُوْا عَنْ اٰبَائِکُمْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ اَبِیْهِ فَهُوَ کُفْرٌ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت نفرت کرو اپنے باپوں سے (یعنے اپنے باپ کو باپ کہو دوسرے کو باپ مت بناؤ) جو شخص نفرت کرے اپنے باپ سے وہ کافر ہو گیا (اسکے معنے اوپر گذر چکے) **عن** اَبِیْ عُثْمَانَ قَالَ لَمَّا اُدُّعِیَ زِیَادٌ لَقِیْتُ اَبَا بَکْرَةَ فَقُلْتُ لَهٗ مَا هٰذَا الَّذِیْ صَنَعْتُمْ اِنِّیْ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ اَبِیْ وَقَّاصٍ یَقُوْلُ سَمِعَ اُذُنَایَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ یَقُوْلُ مَنِ ادَّعٰی اَبًا فِی الْاِسْلَامِ غَیْرَ اَبِیْهِ یَعْلَمُ اَنَّهٗ غَیْرُ اَبِیْهِ فَالْجَنَّةُ عَلَیْهِ حَرَامٌ فَقَالَ اَبُوْ بَکْرَةَ وَاَنَا سَمِعْتُهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ ابوعثمان (نہدی عبدالرحمن بن مل) سے روایت ہے جب زیاد کا دعوی کیا گیا **ف** اصل مین زیاد بیٹا تہا عبید ثقفی کا اور یاروں مین سے تہا حضرت علی کے پہر معاویہ نے اُسکو اپنے باپ ابوسفیان کا نطفہ قرار دیا اور زیاد نے قبول کر لیا اور معاویہ کا بہائی بن بیٹہا **ف** تو مین ابوبکرہ سے ملا (زیاد اُن کا مادری بہائی تہا) اور مین نے کہا یہ تم نے کیا کیا (یعنے تمہارے بہائی نے) مین نے سعد بن ابی وقاص سے سُنا وہ کہتے تہے میرے کان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تہے جس نے اسلام مین آنکر اپنے باپ کے سوا اور کسی کو باپ بنایا تو جنت اوسپر حرام ہے **ف** اگر وہ اس امر کو درست جانکر کرے یا اوس کے فعل کی جزا یہ ہے کہ جنت حرام ہوگی اوسپر اوس وقت جب اچہے لوگ جنت مین داخل ہونگے پہر خدا چاہے تو یہ جزا اوسکو دیوے یا معاف کر دیوے (نووی) **ف** ابوبکرہ نے کہا مین نے خود سنا ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے **ف** پہر ابوبکرہ نے اس گناہ کی وجہ سے زیاد سے ملنا چہوڑ دیا اور قسم کہالی کہ زیاد سے کبہی بات نکرونگا (نووی) سراج الوہاج مین ہے کہ لوگون نے اس باب مین بڑی ڈہیل کی ہے یہانتک کہ بعض لوگ دوسرون کی اولاد مین بن بیٹہے ہین اور وہ جانتے ہین کہ ہم اونکی اولاد مین نہین اور بادشاہون اور امیرون اور فقیرون مین حرام کی نسل بہت پہیلی ہے اور باوجود اسکے وہ اپنے تئین نسبت دیتے ہین باپون کیطرف حالانکہ وہ اولاد ہین اپنی ماون کی اور باپ کی اولاد نہین ہین اور بعضون نے اپنے تئین سید بنا لیا ہے دنیا کے طمع سے حالانکہ وہ بنی فاطمہ نہین ہین اور وہ جانتے ہین اس بات کو لیکن دنیا کی وجاہت اور عزت کے خیال سے یہ طوفان جوڑتے ہین اور اکثر ایسی ہلاکت اور تباہی مین امیر اور مفلس پڑ جاتے ہین امیر تو اپنی شان بڑہانے کے لیے اور مفلس پیسہ کمانے کے لیے اور یہ نہین ہے مگر شیطان کے تسلط سے جس نے

اُن کے عقلون کو میٹ دیا ہے اور گمراہ کر دیا ہے خدا انکو راہ کی ہدایت کرے **عَنْ** سَعْدٍ وَّ اَبِی بَکْرَۃَ
کِلَیْہِمَا یَقُوْلُ سَمِعَتْہُ اُذُنَایَ وَوَعَاہُ قَلْبِیْ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنِ ادَّعٰی اِلٰی
غَیْرِ اَبِیْہِ وَھُوَ یَعْلَمُ اَنَّہٗ غَیْرُ اَبِیْہِ فَالْجَنَّۃُ عَلَیْہِ حَرَامٌ **ترجمہ** سعد اور ابوبکرہ دونون سے روایت
ہے ہمنے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کانون نے سنا اور دل نے یاد رکھا آپ فرماتے تھے جو شخص باپ بناوے کسی
اور کو اپنے باپ کے سوا تو جنت اسپر حرام ہے یعنی روکا جاویگا وہ جنت سے) **ف** مراد یہ ہے کہ اپنا نسبی باپ دوسرے
کو بتاوے بغیر اس کے لطف سے اپنی تمکین کے اور شفقت کی راہ سے دوسرے کو باپ کہہ سکتا ہے **بَابُ** بَیَانِ
قَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَّقِتَالُہٗ کُفْرٌ مسلمان کو گالی دینا برا کہنا گناہ ہے اور
اُس سے لڑنا کفر ہے **عَنْ** عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سِبَابُ
الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَّقِتَالُہٗ کُفْرٌ قَالَ زُبَیْدٌ فَقُلْتُ لِاَبِیْ وَائِلٍ اَنْتَ سَمِعْتَہٗ مِنْ عَبْدِ اللّٰہِ یَرْوِیْہِ
عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ وَلَیْسَ فِیْ حَدِیْثِ شُعْبَۃَ قَوْلُ زُبَیْدٍ لِاَبِیْ وَائِلٍ
ترجمہ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کو گالی دینا (برا اوسکا عیب بیان
کرنا) فسق ہے (یعنے گناہ ہے اور ایسا کرنیوالا فاسق ہو جاتا ہے) اور اُس سے لڑنا کفر ہے **ف** نووی نے
کہا مسلمان کو ناحق برا کہنا حرام ہے باجماع امت اور اسکا مرتکب فاسق ہے لیکن مسلمان سے لڑنا کفر نہین ہے
اہل حق کے نزدیک جیسے ہم اوپر کئی جگہہ بیان کر چکے تو حدیث کی تاویل کئی طرح پر ہے ایک یہ ہے کہ حلال سمجھکر
لڑے دوسرے یہ کہ کفر سے مراد ناشکری ہے نہ کفر شرعی تیسرے یہ کہ انجام اوسکا کفر ہے چوتھے یہ کہ یہ فعل ہے کافرون کا
السراج الوہاج مین ہے کہ یہ حدیث دلیل ہے روافض کے فسق کی اور جو انکی مثل ہین اہل بدعت اور مشرک اور تقلید
مین سے جو برا کہتے ہین صحابہ اور علمار سلف اور اہل حدیث کو اور دلیل ہے اُن لوگون کے کفر کی جو مسلمانون سے
لڑتے ہین جیسے خوارج اور نواصب اور شیعہ اور مقلدین اپنے اپنے مذہب کی حمایت مین **مترجم** کہتا ہے اس
حدیث پر مسلمانون کو التفات کرنا چاہیے اور ذری ذری بات پر جو وہ مسلمانون سے لڑائی پر مستعد ہو جاتے
ہین تو دیکھنا چاہیے کہ یہ لڑائی اونکا درجہ کہان تک پہونچاتی ہے ایک امر مستحب یا سنت کے لیے لڑکر اپنے تئین
کافر بنانا انتہا کا جہل اور غلو ہے خدا بچاوے **عَنْ** عَبْدِ اللّٰہِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
بِمِثْلِہٖ **ترجمہ** دوسری روایت بھی عبداللہ بن مسعود سے ایسی ہی ہے **عَنْ** جَرِیْرٍ قَالَ قَالَ لِیَ
النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ حَجَّۃِ الْوَدَاعِ اسْتَنْصِتِ النَّاسَ ثُمَّ قَالَ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِیْ کُفَّارًا

لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِیْ کُفَّارًا یَضْرِبُ بَعْضُکُمْ رِقَابَ بَعْضٍ

يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ ترجمہ جریر بن عبداللہ بجلی سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھسے فرمایا حجۃ الوداع مین (یعنے آخری حج مین وداع کا حج اسکو اسلیے کہتے ہین کہ آپنے لوگون کو رخصت کیا اس حج مین اور دین کے احکام بتلائے اور دوسرے برس آپ کی وفات ہوئی) چپ کرو لوگون کو (تاکہ وہ سنین اس ضروری بات کو) پھر فرمایا میرے بعد (یعنے اس موقف کے بعد یا وفات کے بعد) کافر نہ بن جانا ایک دوسرے کی گردنین مار کر **ف** یعنے اتفاق سے رہنا اور سب ملکر کافرون سے لڑنا تاکہ اسلام کو ترقی ہو اور جو پھوٹ کرو گے اور آپس ہی مین ایک دوسرے کو مارو گے تو خود کافر ہو جاؤ گے امام نووی نے کہا اس حدیث کی تفسیر مین سات قول ہین ایک یہ مراد وہ لوگ ہین جو آپس مین لڑنا درست جانین ناحق وہ تو بلاشبہ کافر ہین دوسرے یہ کہ مراد کفر سے ناشکری ہے اسلام کے حق کی تیسرے یہ کہ وہ کفر سے قریب ہو جاوینگے اور یہ فعل انکو کفر تک پہونچا دیگا چوتھے یہ کہ یہ فعل کافرون کا سا ہے پانچوین یہ کہ مراد کفر ہے حقیقۃً اور غرض آپ کی یہ ہے کہ میرے بعد کافر نہو جانا اسلام پر قائم رہنا چھٹے وہ جو حکایت کیا خطابی وغیرہ نے کہ مراد کفار سے سلح پوش ہین یعنے ہتیار بند ہو کر ایک دوسرے کی گردن نہ مارنا اور کافر سلاح پوش کو بھی کہتے ہین ساتوین یہ کہ مت کافر کہنا ایک دوسرے کو پھر گردنین مارو کفر کے بہانے سے اور سب مین ظاہر چوتھی تاویل ہے اور اسکو اختیار کیا ہے قاضی عیاض نے **عَنِ** ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ ترجمہ عبداللہ بن عمر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی روایت کیا ہے **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَيْحَكُمْ أَوْ قَالَ وَيْلَكُمْ لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ ترجمہ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حجۃ الوداع مین ویحکم یا ویلکم **ف** قاضی عیاض نے کہا یہ دونون کلمے عرب کے لوگ تعجب اور درد مین استعمال کرتے ہین سیبویہ نے کہا ویل اوسکے لیے کہتے ہین جو تباہی مین پڑجاوے اور ویح رحم کے لیے اور منقول ہے ان سے کہ ویح زجر ہے اوس شخص کے لیے جو ہلاکت کے قریب ہو اور ان کلمون سے بددعا مقصود نہین ہے فقط رحم اور تعجب مقصود ہے اور حضرت عمر سے مروی ہے کہ ویح رحمت کا کلمہ ہے اور ہروی نے کہا کہ ویح اوس شخص کے لیے کہتے ہین جو آفت مین پڑجاوے اور اوس کے سزاوار نہو اور ویل اوس کے لیے جو سزاوار ہو تو ویح سے رحم مقصود ہوتا ہے اور ویل سے نہین (نووی) **ت** مت ہو جانا میرے بعد کافر گردنین مارنے لگو ایک دوسرے کی **عَنِ** ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ شُعْبَةَ عَنْ وَاقِدٍ ترجمہ ابن عمر سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے

بَابُ إِطْلَاقِ اسْمِ الْكُفْرِ عَلَى الطَّعْنِ فِي النَّسَبِ وَالنِّيَاحَةِ

نسب مین طعنہ کرنے والے پر اور میت پر چلا کر رونے والے پر کفر کا اطلاق عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِثْنَتَانِ فِی النَّاسِ ھُمَا بِھِمْ کُفْرٌ اَلطَّعْنُ فِی النَّسَبِ وَالنِّیَاحَۃُ
عَلَی الْمَیِّتِ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو باتین لوگون مین موجود مین اور ل اثنتان
وہ کفر ہین ایک طعنہ کرنا نسب مین ف یعنی کسی کی ذات پر تہمت لگانا کہ وہ شریف نہین ہین یا اون کا خاندان
برا ہے یا لونڈی کے جنے ہین یہ سب کافرون کی تقلید ہے کیونکہ عرب کے کفار زمانہ جاہلیت مین اپنی حسب نسب پر ف تقلید
بڑا فخر کرتے تھے اور دوسرون کی نسب پر طعن تشنیع کرتے تھے مسلمانون کو ہرگز یہ بات سزاوار نہین اصلی بزرگی
بنی آدم مین اور فضیلت اور بزرگی علم اور اعمال صالحہ سے ہے اور قیامت مین بھی ہر شخص کو اسکی عمل کام آوینگے ذات
اور نسب کچھ کام نہ آویگا جیسے دوسری حدیث مین صاف مصرح ہے ف دوسری چلا کر رونا میت پر (اُس کے
اوصاف بیان کر کے جسکو نوحہ کہتے ہین) ف نووی نے کہا ان دونون کے کفر ہونے سے یہ مراد ہے کہ وہ
کافرون کے فعل ہین اور جاہلیت کی عادات ہین یا وہ مؤدی ہوتے ہین طرف کفر کی یا مراد کفران نعمت ہے اور
ناشکری یا حلال جانکر کرنا ان کامون کو وہ تو بلاشبہ کفر ہے اور اس حدیث سے بڑی برائی نکلی نوحہ کی اور نسب
مین طعن کرنے کی اور ہر ایک کے باب مین مشہور حدیثین آئی ہین باب تَسْمِیَۃِ الْعَبْدِ الْاٰبِقِ
کَافِرًا غلام اپنے مولی کے پاس سے بھاگ جاوے اوسکو کافر کہنا عَنْ مَنْصُوْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ
الشَّعْبِیِّ عَنْ جَرِیْرٍ اَنَّہٗ سَمِعَہٗ یَقُوْلُ اَیُّمَا عَبْدٍ اَبَقَ مِنْ مَّوَالِیْہِ فَقَدْ کَفَرَ حَتّٰی یَرْجِعَ
اِلَیْھِمْ فَقَالَ مَنْصُوْرٌ قَدْ وَاللّٰہِ رُوِیَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلٰکِنِّیْ اَکْرَہُ اَنْ یُّرْوٰی ب رواہ عن رسول اللہ
عَنِّیْ ھٰھُنَا بِالْبَصْرَۃِ ترجمہ منصور بن عبدالرحمٰن (اشل غدانی بصری ثقہ کہا اوسکو احمد بن حنبل اور
یحیی بن معین نے اور ضعیف کیا اوسکو ابوحاتم نے) سُنا شعبی سے انہون نے سنا جریر سے وہ کہتے تھے جو غلام
اپنے مالکون کے پاس سے بھاگ جاوے وہ کافر ہوگیا (یہان کفر سے مراد ناشکری ہے کیونکہ اس نے اپنے مالک کا حق
ادا نکیا) جب تک لوٹ کر نہ آوے اونکے پاس منصور نے کہا قسم خدا کی یہ حدیث تو مرفوعاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم سے مروی ہے (پر مین نے یہان موقوفاً بیان کی جریر کا قول) لیکن مجھ کو برا معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث مجھسے روایت
کی جاوے اس جگہ بصری مین ف یہ منصور نے خاص خاص لوگون سے کہدیا اور مرفوعاً روایت کرنا انہون
نے اس لیے برا جانا کہ بصرے مین اُس زمانے مین خوارج کا زور تھا جو گناہ کبیرہ کرنیوالے کو کافر کہتے اور ہمیشہ کے
جہنم کا مستحق کرتے تو منصور کو ڈر ہوا کہین خوارج اس حدیث سے سند نہ پکڑین اور اوپر ہم خوارج کا مذہب اور

اوسکا بطلان بیان کر چکے ہین (نووی) **عن** جریر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ایما عبد ابق فقد برئت منہ الذمۃ ترجمہ جریر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جو غلام بھاگ جاوے اوس سے ذمہ اتر گیا (یعنی اسلام کی پناہ جاتی رہی یا پہلے جو اوسکی رعایت ہوتی تھی وہ نہ ہوگی اور
مالک کو اختیار ہو جاویگا اوسکی ضرب اور حبس کا) **عن** جریر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال
اذا ابق العبد لم تقبل لہ صلوۃ ترجمہ جریر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب
غلام بھاگ جاوے تو اوسکی نماز قبول نہ ہوگی **ف** امام مازری نے اسکی تاویل کی ہے اور قاضی عیاض
نے انکی پیروی کی ہے وہ یہ ہے کہ حدیث محمول ہے اُس غلام پر جو بھاگنے کو حلال سمجھے وہ تو کافر ہے اوسکی تو نماز
قبول نہیں اور شیخ ابو عمرو نے اس کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ خواہ وہ حلال سمجھے یا نہ سمجھے اوسکی نماز قبول
نہین اور قبول نہونے سے یہ لازم نہین آتا کہ نماز درست نہ ہو کیونکہ قبول نہ ہونا باعث ہے سقوط ثواب کا اور صحیح
نہ ہونا باعث ہے وجوب قضا کا نووی نے کہا یہ کلام بیشک عمدہ ہے اور ہمارے جمہور علما نے کہا ہے کہ مغصوب
گھر مین نماز صحیح ہے مگر ثواب نہ ہوگا اور فتاوی ابی النصر مین مین نے دیکھا کہ عراق کے اصحاب کا یہ قول محفوظ ہے
کہ مغصوب گھر مین نماز صحیح ہے اور فرض ذمہ سے ساقط ہو جاویگی پر ثواب نہ ہوگا ابو منصور نے کہا کہ خراسان کے
علما نے اسمین اختلاف کیا بعضوں نے کہا نماز ہی صحیح نہ ہوگی انتہے **باب** بیان کفر من قال مطرنا
بالنوء کافر ہونا اُس شخص کا جو کہے پانی پڑا تارون کی گردش سے **عن** زید بن خالد الجہنی
قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوۃ الصبح بالحدیبیۃ فی اثر سماء کانت
من اللیل فلما انصرف اقبل علی الناس فقال ہل تدرون ماذا قال ربکم قالوا اللہ
ورسولہ اعلم قال قال اصبح من عبادی مؤمن بی وکافر فاما من قال مطرنا
بفضل اللہ ورحمتہ فذلک مؤمن بی کافر بالکوکب واما من قال مطرنا بنوء کذا
وکذا فذلک کافر بی مؤمن بالکوکب ترجمہ زید بن خالد جہنی سے روایت ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی صبح کی ہمارے ساتھہ حدیبیہ مین (جو ایک مقام کا نام ہے قریب مکہ کے)
اور رات کو پانی پڑ چکا تھا جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگون کیطرف مخاطب ہوئے اور فرمایا تم جانتے ہو
تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا اونہون نے کہا اللہ اور اوسکا رسول خوب جانتا ہے آپ نے کہا اللہ تعالی
نے فرمایا میرے بندون مین سے بعضون کی صبح ایمان پر ہوئی اور بعضون کی کفر پر تو جس نے کہا پانی پڑا

اللہ کی فضل اور رحمت سی وہ ایمان لایا مجھپر اور کافر ہوا تارون سی اور جس نے کہا پانی پڑا تارون کی گردش سی وہ کافر ہوا میرے ساتھہ اور ایمان لایا تارون پر **ف** نووی نے کہا اختلاف کیا علما نے اوس شخص کے باب مین جو کہے پانی پڑا تارون کی حرکت سی بعضون نے کہا وہ درحقیقت کافر ہو گیا اور اسلام سی نکل گیا اور یہ اوس صورت مین ہی جب کہنیوالا تارون کو فاعل اور مؤثر سمجہتا ہو پانی برسانے کی لیے جیسی جاہلیت کی لوگون کا اعتقاد تہا اور جو شخص ایسا اعتقاد رکہے اوسکی کفر مین کچہ شک نہین اور اسی قول کیطرف جمہور علما گئے ہین اون مین سی ہین امام شافعی رح اور یہی ظاہر ہی حدیث سی اور ان لوگون نے کہا ہی اگر کوئی کہے کہ تارون کی گردش سے پانی پڑا لیکن اوسکا اعتقاد یہ ہو کہ پانی برسانیوالا اللہ ہی اور اوسی کی رحمت سی پانی پڑتا ہی اور تارہ اگر کچہ ہو تو ایک نشانی ہے پانی پڑنیکی تو وہ کافر نہوگا گو ایسا کہنا مکروہ تنزیہی ہے پر گناہ نہین اسمین اور سبب کراہت کا یہ ہی کہ یہ کلمہ مشابہ ہی کافرون کے کلمے کے اور شعار ہے جاہلیت کا اور بعضون نے کہا کہ کفر سے مراد ناشکری ہی اور مطلب یہ ہی کہ اوس نے ناشکری کی خدا کی لیکن یہ اوسی صورت مین ہے جب کہنیوالا تارے کو فاعل مؤثر نہ جانتا ہو اور مؤید ہے اس تاویل کی وہ جو دوسری روایت مین ہی کہ صبح کی بعضون نے شکر پر اور بعضون نے کفر پر اور ایک روایت مین ہی کہ مین نے کوئی نعمت اپنی بندون کو نہین دی پر بعضی ان مین کے صبح کو کافر ہوئے اور ایک روایت مین ہی کہ آسمان سی کوئی برکت اللہ نے نہین اوتاری پر بعضی کافر ہوئے اوسکی ساتھہ تو مراد اس سے کفران نعمت ہی ہے اور نوء کا لفظ جو حدیث مین آیا ہے اس مین بڑی گفتگو ہے خلاصہ بیان کیا ہی اسکا شیخ ابو عمرو بن الصلاح نے انہون نے کہا نوء تارے کو نہین کہتی بلکہ نوء کے معنی ڈوبنا یا نکلنا اور اصل یہ ہی کہ اٹہائیس تارے ایسی ہین جنکا نکلنا تمام سال مین معین اور معروف ہی اور وہی اٹہائیس منازل ہین قمر کی یعنے چاند کی ہر تیرہ رات کی بعد ایک تارہ ان مین سے مغرب کیطرف ڈوب جاتا ہے اور دوسرا مقابل اوسکے اوسیوقت مشرق مین نکلتا ہے تو جاہلیت کے لوگ یہ اعتقاد رکہتے تہے کہ جب پانی پڑتا تو اوس تارے کیطرف نسبت دیتے جو ڈوب جاتا اور اصمعی نے کہا کہ اوس تارے کیطرف جو نکلتا مشرق سی ابو عبید نے کہا نوء سی ڈوبنا اسی مقام پہ مراد ہے پہر کبھی نوء خود تارے کو کہتے ہین زجاج نے کہا جو تارے مغرب کیطرف ڈوبین انکو نوء کہتے ہین اور جو مشرق کیطرف نکلین انکو بارح کہتے ہین انتہی ما قال النووی **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلَمْ تَرَوْا اِلٰی مَا قَالَ رَبُّکُمْ قَالَ مَا اَنْعَمْتُ عَلٰی عِبَادِیْ مِنْ نِعْمَةٍ اِلَّا اَصْبَحَ فَرِیْقٌ

مستقیم بھا کافرٌ بی یقولون الکواکب بالکواکب ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نہیں دیکھتے جو فرمایا تمہارے رب نے فرمایا اس نے میں نے کوئی نعمت نہیں دی
اپنے بندوں کو مگر ایک فرقے نے ان میں سے صبح کو اوسکا انکار کیا اور کہنے لگے تارے تارے کی طرف یعنی تاروں کو پھر
اُس نعمت کی علت قرار دی اب تک دنیا میں ایسے ضعیف الاعتقاد ناسمجھ لوگ موجود ہیں جو ہر شخص کی بھلائی
برائی کو اوس کے ستارے کیطرف منسوب کرتے ہیں اور قمر اور شمس اور سبعہ سیارہ کی حرکات کو خاص انسان
اور آدمیوں کے لیے مفید اور مضر سمجھتے ہیں اسمیں شک نہیں کہ اللہ تعالی نے ان بڑے بڑے جسموں کو
بیکار پیدا نہیں کیا اور چاند اور سورج کی وجہ سے منجملہ ہزاروں فائدوں کے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اون سے
نباتات اور حیوانات کی پرورش ہوتی ہے پر یہ تاثیر سب نباتات اور حیوانات پر بطور عموم ہے جیسے انگار یا
پانی کی تاثیر انگار اور پانی کیطرح آفتاب اور چاند کو بھی سمجھنا چاہیے کیونکہ آفتاب یا چاند انسان کیطرح عقل نہیں
رکھتے نہ جان کہ بعضوں کو نفع پہونچاویں اور بعضوں کو نقصان اور جو اجرام علویہ کو طاقت وار اور صاحب
قوت خیال کرتے ہو تو زمین بیچاری نے کیا قصور کیا ہے کہ وہ کسی کو نفع اور ضرر نہیں پہنچا سکتی حالانکہ
بنا بر سیاسات جدیدہ کے زمین اور اور سیاروں میں کوئی امتیاز نہیں ہے - اصل یہ ہے کہ زمانہ سابق میں
جب آلات اور دوربینیں ایسی نہ تھیں تو لوگوں نے صرف آنکھوں سے کام لیا تھا اور جہانتک اونکی آنکھوں
نے کام کیا وہ یہ تھا کہ انہوں نے سات تارے سیارے نکالے اور باقی ثوابت اور چاند اور سورج کو بھی ایک
ایک سیارہ خیال کیا اسی طرح پانچ سیارے اور یعنی عطارد اور زہرہ اور مشتری اور مریخ اور زحل اور چونکہ یہ اجسام
نہایت بلند اور اونچے اور چمکتے ہوئے نظر آئے اور انکی دورات ہمیشہ مختلف منازل میں زمین کے گرد پائی
گئے اس لیے عوام کیا بہت سے خواص فلاسفہ اور حکما کو بھی یہ خیال گذرا کہ یہ اجسام عقل اور نفس رکھتے ہیں
اور انہوں نے زمین کے مختلف واقعات اور حادثات کو جنکی اسباب پوشیدہ تھے ان سیاروں کیطرف منسوب
کیا پھر یہ خیال بڑھتے بڑھتے یہانتک بڑھا کہ صابئین اور کالدانی اور مصری لوگوں نے چاند اور سورج اور اور
سیاروں کی پرستش شروع کر دی اور شرک میں گرفتار ہوئے اللہ تعالی نے جب اسلام کی روشنی دنیا میں
پھیلائی اور یہ اعتقاد مٹنا شروع ہوا اور حضرت نے صاف فرمایا کہ منجمین جھوٹے ہیں بعد اوس کے جب سیاسیات کی
زیادہ تحقیقات ہوئی اور بڑے بڑے آلات اور دوربینیں ایجاد ہوئیں تب سے تو اس اعتقاد کی جڑ اکھڑ گئی کیونکہ
سوا ان سیاروں کے اور کئی سیارے نظام شمسی میں معلوم ہوئے جیسے سیریز اور پالس اور جونو اور وسٹا اور

یورانس اور آفتاب مرکز عالم ٹھہرا اور زمین بھی ان سیاروں کیطرح ایک سیارہ قرار پائے اور چاند زمین کے تابع قرار پایا پھر سارا کارخانہ جو ہزاروں برس سے منجمین نے قائم کیا تھا اولٹ پلٹ اور چوپٹ ہو گیا اور محال ہے کہ مشتری اور مریخ اور زحل وغیرہ کی تاثیر تو خاص خاص آدمیوں پر ہوتی ہو اور سیریز اور پالس اور یورانس وغیرہ کی نہ ہوتی تو حالانکہ وہ بھی اون کیطرح سیارے ہین پھر محال ہے کہ زمین جسپر ہم سب بستے ہین اور وہ بھی ایک سیارہ ہے اسکی تاثیر ہم پر نہ ہو اور ان سیاروں کی باوصف اسقدر بعد کے ہمارے اوپر یہ قدرت اور طاقت ہو دور کے ڈھول سہاونے زمین بیچاری گھر کی مرغی ہے اوس کی کوئی قدر اور منزلت نہین اوسکو کھودتے ہین کوٹتے ہین مارتے ہین اوسپر چلتے ہین پاؤن سے روندتے ہین پھر دور کے تارے چمکتے اور اوجلے دیکھکر مقدس اور پاکیزہ خیال کیے جاتے ہین حالانکہ ان سیاروں پر اگر جانا ہو سکے تو صاف معلوم ہو جاوے کہ بعضے ان مین سے زمین سے بھی میلے اور کچیلے اور غار اور پہاڑ دار ہین خود چاند مین دوربین سے اتنی بڑی بڑی غار معلوم ہوتی ہے کہ ہزارہا صدہا میل کی اونکی گہرائی ہے معاذ اللہ وہ کیسی مہیب اور تاریک ہونگی اور دور سے چاند کا وہ حسن ہے کہ معشوقون کے منہ کو اس سے تشبیہ دیتے ہین یہی حال ہے انسان کا وہ بغیر غور اور فکر کیے ہوئے اور بغیر اپنے فکر کو میزان مقررہ سے جانچے ہوئے ایک خیال کو جما لیتا ہے اور اسکا پیرو ہو جاتا ہے خیر یہ تارے تو بڑے بڑے اجسام ہین اور چمکتے اور روشن ہین خدا کی مار ان لوگون کی عقل پر جو پتھرون اور دریاؤن اور پہاڑون اور درختون اور جانورون کو پوجتے ہین اور انکو اپنا معبود و مالک اور متصرف خیال کرتے ہین بلکہ اپنے ہاتھ سے ایک بیجان پتلہ مٹی یا تانبے یا چاندی یا سونے کا بناکر اوسکو پوجتے ہین خدا کو اپنی خواہش کے موافق گڑھا کرتے ہین اَفَرَاَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰهُ اور بعضے جو انکی نسبت ذرا عاقل ہین وہ آدمیون اور جنون کو پوجتے ہین اور آدمی کی سی بے ثبات اور ناپائدار ہستی کو معاذ اللہ خدا بنا دیتے ہین آدمی کو خدا کا بیٹا یا محبوب خیال کرکے اوسکو مقدس اور لائق عبادت کے جانتے ہین حالانکہ وہی آدمی جب زندہ تھے تو دنیا کی کسیبات مین اور آدمیون سے ممتاز نہ تھے کہاتے وہ تھے پیتے وہ تھے ہگتے موتتے وہ تھے جیسے اور آدمی مرے وہ بھی مر گئے یا مرنیوالے ہین پھر اونکو خدائی سے کیا علاقہ وہ تو ہماری طرح خدا کی ایک مخلوق ہین اور اصل یہ ہے کہ ان لوگون نے اب تک سچے خدا کو نہین پہچانا اور نہ اوسکی عظمت اور بڑائی اور تقدس پر غور نہین کیا ورنہ ایسی ناپاک بات کہتے ہوئے اونکو شرم آتی اور وہ سچے مقدس خداوند کی درگاہ مین ایسی بے ادبی نہ کرتے خداوند کریم کی عظمت اوسکی مخلوقات مین غور کرنے سے معلوم ہوتی ہے زمین اوسکی ایک ادنی مخلوق ہے جسکا محیط چوبیس ہزار میل اور قطر قریب آٹھ ہزار میل کے ہے پھر مشتری جو ہمارے نظام

شمسی مین ایک سیارہ ہی وہ ہماری اس زمین سے ہزار حصہ بڑا ہے اور اُسکا قطر نو لاکھ میل ہے اسی طرح زحل ہی جو قریب چہ سو حصہ کے بڑا ہے اوسکا قطر اناسی ہزار میل ہے اسی طرح اور سیارے کچہ زمین سے بڑے کچہ چہوٹے کچہ زمین کے برابر ہین ہماری زمین کو ایک چاند روشنی کے لیے عنایت ہوا ہی وہ بھی اس قدر بڑا ہی کہ اوسکا قطر دو ہزار میل سے زیادہ ہے اور مشتری کو چار چاند اور زحل کو سات چاند اور یورینس کو چہ چاند بوجہ اسکے کہ آفتاب سے بہت دور ہین عنایت ہوئی ہین پہر آفتاب جو ان سب سیارون کا مرکز ہے اوسکی بڑائی اسقدر ہی کہ وہ اکیلا ہماری زمین سی تیرہ لاکھ حصہ بڑا ہے اور زمین سی نو کروڑ پچیس لاکھ میل بعد رکہتا ہی اگر آفتاب کی قدر کو برابر ایک کہڑے کی سمجھو تو زمین کی قدر ایک مٹر کے برابر ہوگی اگر آفتاب کی قریب سی توپ چہوڑی جاوے تو زمین تک اُسکا گولہ اونیس برس مین بھی نہین پہونچیگا اب یہ سب سیاری اس آفتاب کی گرد پہرتے ہین اور اُس سے گرمی اور روشنی حاصل کرتے ہین زمین کی حرکت اسقدر تیز ہے کہ ایک سو بیس گنا جلد توپ کی گولے سے پہر رہی ہے اور اٹہاون ہزار میل ایک گہنٹہ مین چلی کرتی ہے اسی طرح اور تارے بہی اپنی اپنی مدار پر بڑے سرعت اور تیزی سی گہوم رہے ہین پہر آفتاب ان سب بڑی بڑے جسمون کو لیے ہوئے معلوم نہین کسکے گرد گہوم رہا ہے اسکے سوا ان سیارون کے خود ہمارے نظام مین بڑے بڑے دمدار تارے ہین جنکی عظمت پر خیال کرنے سی خدا کا خوف دلمین آجاتا ہے ایک دمدار تارے کی دم دس کروڑ میل سے بہی زیادہ لنبی حساب کی گئی تہی اور یہ دمدار تارے ایسی تیز رو ہین کہ انکی تیز روی خیال سی باہر ہے یہ آفتاب پاس آتے ہین اور چکر کہاتے ہین پہر اپنے کجرو رستون مین نہایت جلد چلے جاتے ہین ۱۸۵۴ع مین ایک دمدار تارہ ایسا زمین کے نزدیک آگیا تہا کہ چاند اور زمین کے بیچ مین ہو گیا تہا اور چاند کو نظر سے چہپا دیا تہا وہ دمدار جو ۱۸۶۱ء مین نمود ہوا تہا زمین کے ایسا نزدیک آیا کہ زمین کی قوت جاذبہ نے اوسکی چلنے پر اثر کیا تہا اگر وہ دمدار ہماری اس زمین سے رگڑا کہا کر ایک صدمہ پہونچاتا تو زمین مع تمام سمندرون اور پہاڑون کے پانی کی ایک بوند کیطرح یا پتہر کی ایک ٹہیکری کیطرح کسی زبردست اور بڑے تارے پر جا پڑتی لیکن وہ اپنی تیز روی سے مشتری کے چاندون کے بیچ مین سے ہو کر نکل گیا اگر ان چاندون مین سے کوئی آپ نہایت تیز رو ہین کسیکو اس تیز رو دمدار سے ٹکر لگ جاتی تو ایک یا دونون ٹوٹ جاتے پر خدا کی نظر اپنی سب مخلوقات پر ہی اور وہ سب کی نگہبانی اور حفاظت کرتا ہے اب یہ سارا ہمارا نظام شمسی مع اپنے سب سیارون اور دمدار ستارون وغیرہ کے خدا کے اون مصنوعات کے مقابلے مین جو آسمان پر کثرت سے معلوم ہوتی ہین

بیقدر ہین اسلیے کہ یہ جو سب تارے صدہا ہزارہا آسمان پر چمکتے نظر آتے ہین ہر ایک ان مین سے بمنزلہ ایک ایک آفتاب کے ہے اور اُسی طور پر ہر ایک کو ان مین سے سیارے عنایت ہوئے ہین پس کیا کیا عجیب قدرت خدا کی ہے رات کو آسمان کیطرف دیکھکر غور کرو کہ جتنے تارے دوربین سے نظر آتے ہین وہ آٹھہ کروڑ ہین ان مین سے ایک ایک امر آفتاب کی مانند روشن ہے اور خیال مین یون آتا ہے کہ ایک ایک ان مین سے اس آفتاب کے موافق اپنے اپنے جلو مین سیارون کو رکھتا ہے اور انکو گرمی اور روشنی دیتا ہے اسلیے شہنشاہ بے پرواہ قادر مطلق سچے خداوند کی قدرت انسان کے فہم اور ادراک اور قیاس کو پریشان کرتی ہے کہ وہ ہر وقت اور ہر لحظہ مین اور دم دار تارون اور سیارون اور لاکھون کروڑون آفتابون اور سیارون کی حفاظت کرتا ہے اور اپنی بے انتہا قدرت اور اختیار سے ان بیشمار عالمون کو اپنے مقررہ راہون پر چلاتا ہے اور ایک سے دوسرے کو لڑنے اور ٹکر کہانے نہین دیتا پھر ان ثوابت کا بعد زمین سے اس قدر دور ہے کہ سمجھ مین نہین آتا کوئی آدمی انکے بعد کا حساب نہین کر سکتا ستر لاکھہ برس مین جتنی دور توپ کا گولہ جاویگا نزدیک ترین ستارہ اس سے بھی زیادہ دور ہے پھر کون جستجو کرکے اللہ کی قدرت کو پاسکتا ہے اور کون خدا کے کمالات کو دریافت کر سکتا ہے اب ایسے خداوند عظیم الشان کی جلال اور بزرگی کے سامنے انسان کا کیا رتبہ ہے جو اوسکی ایک ادنی مخلوق یعنی زمین کا کیڑا ہے اور وہ کس منہ سے خدائی کا دعوی کرتا ہے یا جہاڑ یا پہاڑ یا دریا چاند یا سورج یا آدمی یا جن یا قبر یا ولی یا نبی کی پرستش کرتا ہے اور ایسے خداوند عظیم الشان کیطرف اپنے دلکو متوجہ نہین کرتا اور اُسکو چہوڑکر اورون سے مدد چاہتا ہے اور اورون سے اپنی حاجتین مانگتا ہے لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ بَرَكَةٍ اِلَّا اَصْبَحَ فَرِيْقٌ مِّنَ النَّاسِ بِهَا كَافِرِيْنَ يُنَزِّلُ اللّٰهُ الْغَيْثَ فَيَقُوْلُوْنَ الْكَوْكَبُ كَذَا وَكَذَا وَفِيْ حَدِيْثِ الْمُرَادِيِّ بِكَوْكَبِ كَذَا وَكَذَا اخرجہ مسلم ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے آسمان سے کوئی برکت نہین اوتاری مگر صبح کو ایک فرقہ اُسکا انکار کرنے لگا اللہ پانی برساتا ہے لوگ کہتے ہین فلان فلان تارہ (نکلا یا ڈوبا اوس کی وجہ سے پانی برسا) یا فلان تارے فلان تارے کے سبب سے عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مُطِرَ النَّاسُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصْبَحَ مِنَ النَّاسِ شَاكِرٌ وَّمِنْهُمْ كَافِرٌ قَالُوْا هٰذِهٖ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَقَدْ صَدَقَ نَوْءُ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فَلَا اُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُوْمِ حَتّٰى بَلَغَ وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ

وینزل

رسول اللہ

ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے بارش پڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تو آپ نے فرمایا صبح کی لوگوں نے بعضوں نے شکر پر اور بعضوں نے کفر پر تو جنہوں نے شکر پر کی انہوں نے کہا یہ اللہ کی رحمت ہے اور جنہوں نے کفر کیا انہوں نے کہا فلانا نوء فلانا نوء سچ ہوئی پھر یہ آیت اتری فَلَا أُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُومِ اخیر تک ف یعنی میں قسم کھاتا ہوں تاروں کے ڈوبنے کی یا نکلنے کی اور یہ قسم اگر سمجھو تو بڑی قسم ہے اخیر تک یہاں تک کہ فرمایا تم اپنا حصہ بھی لیتے ہو کہ جھٹلاتے ہو شیخ ابو عمرو نے کہا یہ مقصود نہیں کہ یہ سب آیتیں نوء کے باب میں اتریں کیونکہ تفسیر اسکا انکار کرتی ہے بلکہ یہ آیت وَتَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ أَنَّكُمْ تُكَذِّبُونَ نوء کے باب میں اتری اور باقی اور باب میں اور ابن عباس سے ایک روایت میں صرف یہی آیت مذکور ہے اور اس آیت کی تفسیر یہ ہے کہ تم اپنا شکر یا اپنے رزق کا شکر یا اپنا حصہ بھی لیتے ہو کہ جھٹلاتے ہو خدا کی رحمت کو اور نسبت کرتے ہو روزی کی تاروں کیطرف باب

الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ حُبَّ الْأَنْصَارِ وَعَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ مِنَ الْإِيمَانِ وَعَلَامَاتِهِ وَبُغْضَهُمْ مِنْ عَلَامَاتِ النِّفَاقِ انصار سے اور حضرت علی رضی سے محبت رکھنا ایمان میں داخل ہے اور ان سے بغض رکھنا نفاق کی نشانی ہے

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آيَةُ الْمُنَافِقِ بُغْضُ الْأَنْصَارِ وَآيَةُ الْمُؤْمِنِ حُبُّ الْأَنْصَارِ ترجمہ انس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق کی نشانی یہ ہے کہ انصار سے دشمنی رکھے اور مومن کی نشانی یہ ہے انصار سے محبت رکھے ف کیونکہ انصار وہ لوگ ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ میں بلوایا پھر ہر طرح سے آپ کی مدد کی گویا اسلام کو جمانے والے اور قائم کرنے والے انصار ہی ہیں تو ان سے محبت رکھنا ہر مسلمان کا فرض ہے عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ حُبُّ الْأَنْصَارِ آيَةُ الْإِيمَانِ وَبُغْضُهُمْ آيَةُ النِّفَاقِ ترجمہ انس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انصار سے محبت رکھنا ایمان کی نشانی ہے اور ان سے دشمنی رکھنا نفاق کی نشانی ہے عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ فِي الْأَنْصَارِ لَا يُحِبُّهُمْ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضُهُمْ إِلَّا مُنَافِقٌ مَنْ أَحَبَّهُمْ أَحَبَّهُ اللهُ وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ أَبْغَضَهُ اللهُ قَالَ شُعْبَةُ قُلْتُ لِعَدِيٍّ سَمِعْتَهُ مِنَ الْبَرَاءِ قَالَ إِيَّايَ حَدَّثَ ترجمہ عدی بن ثابت سے روایت ہے میں نے براء بن عازب سے سنا وہ حدیث بیان کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے انصار کے باب میں کہ انکا دوست مومن ہے اور ان کا دشمن منافق ہے اور جس نے ان سے محبت کی اللہ اس سے محبت کریگا اور جس نے ان سے دشمنی کی اللہ اس سے دشمنی کریگا شعبہ نے کہا میں نے عدی سے کہا

پوچھا تم نے یہ حدیث براء سے سنی انہوں نے کہا براء نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ
رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یُبْغِضُ الْاَنْصَارَ رَجُلٌ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ
ترجمہ ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انصار سے کبھی دشمنی نہ رکھیگا وہ شخص جو
ایمان رکھتا ہے اللہ پر اور قیامت پر عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ
سَلَّمَ لَا یُبْغِضُ الْاَنْصَارَ رَجُلٌ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا پر یہ روایت
ابوسعید سے ہے عَنْ زِرٍّ قَالَ قَالَ عَلِیٌّ رض وَّالَّذِیْ فَلَقَ الْحَبَّۃَ وَبَرَأَ النَّسَمَۃَ اِنَّہٗ لَعَھْدُ النَّبِیِّ
الْاُمِّیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَیَّ اَنْ لَّا یُحِبَّنِیْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَّلَا یُبْغِضَنِیْ اِلَّا مُنَافِقٌ ترجمہ زر بن
حبیش (اسدی کوفی جو ایکسو بیس یا تیس یا ستائیس برس کا ہو کر مرا اور اُس نے جاہلیت کا زمانہ دیکھا تھا) نے
کہا حضرت علی نے فرمایا قسم ہے اوسکی جس نے دانہ چیرا (پھر اوس میں سے گھانس اوگائی) اور جان بنائی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عہد کیا تھا کہ نہیں محبت رکھیگا مجھ سے مگر مومن اور نہیں دشمنی رکھیگا مجھ سے
مگر منافق **ف** حضرت علی رضہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی اور آپ کے داماد تھے اور بچپنے سے
ایمان لائے تھے اور آپ اُن سے بہت محبت رکھتے تھے جب بڑے ہوئے تو بہت مدد کی انہوں نے آپ کی اور
لڑائیوں میں بڑی بہادری اور جانبازی کی اور سخت کافروں کو مارا تو اُن کا احسان ہر ایک مسلمان پر ہے
اور ہر ایک مسلمان کو اون سے محبت رکھنا ضرور ہے **بَابُ بَیَانِ نُقْصَانِ الْاِیْمَانِ بِنَقْصِ الطَّاعَاتِ**
وَبَیَانِ اِطْلَاقِ لَفْظِ الْکُفْرِ عَلٰی غَیْرِ الْکُفْرِ بِاللّٰہِ کَکُفْرِ النِّعْمَۃِ وَالْحُقُوْقِ ایمان کا گھٹنا عبادت کی کمی سے
اور ناشکری اور احسان فراموشی کو کفر کہنا عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ یَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ وَاَکْثِرْنَ الْاِسْتِغْفَارَ فَاِنِّیْ رَاَیْتُکُنَّ اَکْثَرَ
اَھْلِ النَّارِ فَقَالَتِ امْرَاَۃٌ مِّنْھُنَّ جَزْلَۃٌ وَّمَا لَنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَکْثَرَ اَھْلِ النَّارِ قَالَ تُکْثِرْنَ
اللَّعْنَ وَتَکْفُرْنَ الْعَشِیْرَ مَا رَاَیْتُ مِنْ نَّاقِصَاتِ عَقْلٍ وَّدِیْنٍ اَغْلَبَ لِذِیْ لُبٍّ مِّنْکُنَّ
قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا نُقْصَانُ الْعَقْلِ وَالدِّیْنِ قَالَ اَمَّا نُقْصَانُ الْعَقْلِ فَشَھَادَۃُ امْرَاَتَیْنِ
تَعْدِلُ شَھَادَۃَ رَجُلٍ فَھٰذَا نُقْصَانُ الْعَقْلِ وَتَمْکُثُ اللَّیَالِیَ مَا تُصَلِّیْ وَتُفْطِرُ فِیْ رَمَضَانَ
فَھٰذَا نُقْصَانُ الدِّیْنِ ترجمہ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عورتوں
کی جماعت تم صدقہ دو اور استغفار کرو کیونکہ میں نے دیکھا اکثر جہنم میں عورتیں ہیں ایک عقلمند عورت

بابٌ منہ

بولی یا رسول اللہ کیا سبب عورتین کیون زیادہ ہین جہنم مین آپنے فرمایا وہ لعنت بہت کرتی ہین اور خاوند کی
ناشکری کرتی ہین مین نے بے عقل اور دین مین کم اور عقلمند کو بیعقل کرنے والی تم سے زیادہ کسیکو نہ دیکھا وہ عورت
بولی ہمارے عقل اور دین مین کیا کمی ہے آپنے فرمایا عقل کی کمی تو اس سے معلوم ہوتی ہے کہ دو عورتون
کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر ہے اور دین کی کمی یہ ہے کہ عورت کئی دن تک (ہر مہینے مین) نماز
نہین پڑہتی (حیض کیوجہ سے) اور رمضان مین روزہ نہین رکھتی (حیض کے دنون مین) **ف** نووی
نے کہا اس حدیث سے بہت سی باتین معلوم ہوتی ہین ایک تو ترغیب صدقہ اور نیک کامون کی اور استغفار
بہت کرنیکی دوسرے یہ کہ نیکیون سے گناہ مٹ جاتے ہین جیسے قرآن سے ثابت ہے تیسری یہ کہ خاوند کی ناشکری
اور احسان فراموشی بڑا گناہ ہے اور جہنم کا وعدہ اوسی گناہ مین ہوتا ہے جو کبیرہ ہو چوتھی یہ کہ لعنت کرنا
بھی ایک گناہ ہے مگر کبیرہ نہین کیونکہ آپنے فرمایا وہ لعنت بہت کرتی ہین اور صغیرہ کو بہت کرنا کبیرہ ہے اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان پر لعنت کرنا اوسکو قتل کرنے کے برابر ہے اور اتفاق کیا
ہے علما نے لعنت کے حرام ہونے پر اور لعنت کہتے ہین لغت مین دور کر دینے اور نکال دینے کو اور شرع
مین اللہ کی رحمت سے دور کرنے کو تو درست نہین ہے یہ بات کہ دور کرین اللہ کی رحمت سے کسی کو جب
تک اوسکا حال اور اوسکے خاتمہ کا حال یقینا معلوم نہو اسلیے علما نے کہا ہے کہ کسی شخص خاص پر لعنت
کرنا خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر درست نہین یہانتک کہ جانور پر بھی جب تک نص شرعی سے یہ بات معلوم نہو کہ وہ کفر
پر مرا ہے یا کفر پر مریگا جیسے ابوجہل یا ابلیس لیکن لعنت کرنا اوصاف کے ساتھہ تو حرام نہین ہے خود حدیث مین لعنت
آئی ہے اوس عورت پر جو بال جوڑے یا جوڑاوے گودنا گودے یا گدواوے سود کھانیوالی پر کھلانیوالے پر تصویر بنانے
والون پر ظالمون پر فاسقون پہ کافرون پہ جو زمین کی نشانی مٹاتے ہین جو غلام اپنے مالک کے سوا اور کسیکو مالک بتاوے
جو اپنے باپ کے سوا اور کسی کو باپ بناوے جو اسلام مین بدعت نکالے یا بدعتی کی مدد کرے وغیرہ وغیرہ بہت لوگون پر
پانچوین یہ کہ کفر کا اطلاق سوا کفر شرعی کے ناشکری اور احسان فراموشی پر بھی ہوتا ہے چھٹی یہ کہ ایمان مین زیادتی
اور کمی ہوتی ہے ساتوین یہ کہ امام اور حاکم کو نصیحت کرنا اپنی رعایا کو اور اون کو ڈرانا گناہون سے اور رغبت دلانا
عبادتون کی درست ہے آٹہوین یہ کہ شاگرد کو استاد سے اور رعیت کو امام سے پوچھنا اور سوال کرنا درست ہے جب
اوسکی سمجھ مین کوئی بات نہ آوے نوین یہ کہ صرف رمضان کا لفظ کہنا درست ہے ماہ رمضان یا شہر رمضان کہنا ضرور
نہین امام ابو عبد اللہ مازری نے کہا یہ جو عورتون کی عقل کی کمی اونکی گواہی سے نکالی یہ اشارہ ہے اوس آیت

ف بیان ملعونان

ف اطلاق کفر

کیطرف اَن تَضِلَّ اِحْدٰہُمَا الْاُخْرٰی یعنی اگر ایک عورت بہول جاوے تو دوسری اسکو یاد دلاوے اس سے معلوم ہوا کہ عورتون
مین ضبط اور حفظ کم ہے اور اختلاف کیا ہے لوگون نے عقل مین بعضون نے کہا عقل علم کو کہتے ہین اور بعضون نے کہا علوم
ضروریہ کو اور بعضون نے کہا عقل ایک قوت ہے جس کی وجہ سے تمیز ہوتی ہے معلومات کے حقائق مین اور عقل کی حقیقت اور
اوس کے اقسام مین بہت اختلافات ہین جو مشہور ہے اور کوئی حاجت اوسکے بیان کرنے کی اس مقام پر نہین ہے پھر اختلاف
کیا ہے لوگون نے عقل کی جگہہ مین متکلمین نے کہا کہ عقل کی جگہہ دل ہے اور بعضی علما نے کہا ہے کہ عقل کی جگہہ
دماغ ہے **مترجم** کہتا ہے کہ حال کے حکیمون نے بہت دلائل سے یہ بات ثابت کی ہے کہ عقل اور تمام قوی مدرکہ کا
ظرف دماغ ہے اور جس شخص کو یہ دلائل دیکھنا ہو وہ حکمت کی کتابون کیطرف رجوع کرے اور عمدہ معنی عقل کا
یہ ہے کہ بوجہ مختلف تجارب اور واقعات کے جو قوت مدرکہ کو ایک حالت حاصل ہوتی ہے جسکی وجہ سے وہ تمیز کر لیتا ہے
برے اور بہلے صحیح اور فاسد مین پھر امام نووی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عورتون کے دین کی کمی
حیض کے دنون مین نماز نہ پڑھنی اور روزہ نہ رکہنے سے بیان کی اسکو بعض لوگون نے مشکل سمجھا ہے حالانکہ یہ مشکل
نہین کیونکہ دین اور اسلام اور ایمان کا ایک ہی معنی ہے اور عبادات کو ایمان اور دین کہتے ہین اور جب یہ
ثابت ہوا تو جس کی عبادات زیادہ ہین اوسکا ایمان اور دین بھی زیادہ ہے اور جس کی عبادات کم ہین اوسکا دین
اور ایمان بھی کم ہے پھر نقصان دین کا کبھی تو اس طرح ہوتا ہے کہ انسان اوسکی وجہ سے گنہگار ہوتا ہے جیسے کوئی
نماز یا روزہ ترک کرے بغیر عذر کے اور کبھی اس طرح ہوتا ہے کہ اوسکی وجہ سے گنہگار نہو جیسے کوئی جہاد یا جمعہ
ترک کرے کسی عذر سے اور کبھی اس طرح ہوتا ہے کہ وہ مکلف ہو اوسکے ساتھ جیسے حائضہ روزہ یا نماز ترک کرے اگر
کوئی کہے کہ حائضہ جب معذور ہے تو چاہیے کہ حیض کی حالت مین اُسکو نماز کا ثواب ہو اگر وہ اوسکو قضا نہین کرتے
جیسے مریض یا مسافر کو نوافل کا جنکو وہ حالت صحت اور اقامت مین ادا کرتے تھے ثواب ہوتا ہے تو جواب اُسکا یہ ہے
کہ ظاہر حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حائضہ کو ثواب نہ ہوگا اور فرق یہ ہے کہ مریض اور مسافر نوافل کو بہ نیت دوام ادا
کرتے تھے اور اون کے لائق ہین برخلاف حائضہ کے اوسکی تو نیت بھی یہی ہے کہ حیض کی حالت مین نماز ترک
کریگی بلکہ نماز کی نیت حیض کی حالت مین حرام ہے تو حائضہ کی نظیر وہ مریض یا مسافر ہے جو بعض وقت نوافل ادا کرتا تہا
اور بعض وقت نہین ایسے مریض یا مسافر کو نوافل کا ثواب نہ ملیگا اپنی مرض یا سفر مین جب وہ اون کو ادا نکرے
انتہی ما قال النووی عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ عَنِ
النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ مَعْنٰی حَدِیْثِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ **ترجمہ**

ابوسعید خدری اور ابوہریرہ سے بھی ایسا ہی مروی ہے جیسے ابن عمر سے **باب بیان اطلاق اسم الکفر علی**
من ترک الصلوٰۃ جو شخص نماز ترک کرے اس کے کفر کا بیان عن ابی ہریرۃ قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قرأ ابن آدم السجدۃ فسجد اعتزل الشیطان یبکی یقول یا ویلہ
وفی روایۃ یا ویلی امر ابن آدم بالسجود فسجد فلہ الجنۃ وامرت بالسجود
فابیت فلی النار وفی روایۃ فعصیت فلی النار ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا جب آدمی سجدے کی آیت پڑھتا ہے پھر سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتا ہوا ایک طرف چلا جاتا ہے اور
کہتا ہے خرابی ہو اس کی یا خرابی ہو میری آدمی کو سجدے کا حکم ہوا اوس نے سجدہ کیا اب اسکو جنت ملیگی اور
مجھے سجدے کا حکم ہوا میں نے انکار کیا یا نافرمانی کی میرے لیے جہنم ہے **ف** نووی نے کہا امام مسلم کا مقصود
احادیث کے ذکر کرنے سے یہ ہے کہ بعضے افعال کی ترک سے کفر ہو جاتا ہے یا حقیقۃً یا برائی نام اور شیطان کا
کفر سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے ماخوذ ہے اس آیت سے واذ قلنا للملائکۃ اسجدوا لآدم فسجدوا الا ابلیس ابی واستکبر وکان
من الکافرین یعنی یاد کر اوس وقت کو جب ہم نے کہا فرشتوں سے سجدہ کرو آدم کو پھر سجدہ کیا انہوں نے پر ابلیس
نے نہ مانا اور غرور کیا اور وہ تھا کافروں میں سے جمہور علماء نے یہ کہا ہے معنی اسکا یہ ہے کہ اللہ تعالی کے علم میں
وہ کافر تھا اور بعضوں نے کہا کہ کان بمعنی صار ہے یعنی ہو گیا کافروں میں سے جیسے وحال بینہما الموج فکان من
المغرقین عن جابر یقول سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان بین الرجل وبین الشرک والکفر ترک الصلوۃ ترجمہ جابر
سے روایت ہے میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے آدمی اور شرک اور کفر کے بیچ میں نماز کا ترک ہے عن جابر بن
عبد اللہ یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول بین الرجل وبین الشرک والکفر ترک الصلوۃ ترجمہ وہی
جو اوپر گذرا **ف** نووی نے کہا حدیث کا معنی یہ ہے کہ کفر سے مانع نماز کا ترک نہ کرنا ہے پھر جب نماز کو ترک کیا تو بندے اور شرک وکفر کے بیچ میں
کوئی روک نہ رہی اور شرک وکفر ایک ہے اور کبھی شرک خاص کہا جاتا ہے بت پرستوں سے تو کفر عام ہوگا شرک سے اور جو شخص نماز کو ترک کرے اسکی
فرضیت کا انکار کر کے وہ تو کافر ہے باجماع اہل اسلام اور ملت اسلام سے خارج ہے لیکن اس صورت میں جب وہ نو مسلم ہو اور لڑکا اسلام سے واقف
نہ ہو تو کافر نہ ہوگا اور جو شخص نماز کو ترک کرے سستی اور کاہلی سے اسکو فرض جانکر تو اس کے باب میں علما کا اختلاف ہے امام مالک اور شافعی اور جمہور
سلف اور خلف کا یہ قول ہے کہ وہ کافر نہ ہوگا بلکہ فاسق ہوگا اوس سے توبہ کرائی جاویگی پھر اگر وہ توبہ کرے اور نماز پڑھے تو خیر ورنہ اسکو
قتل کریں گے حدًا جیسے زانی محصن کو سنگسار کرتے ہیں پر تارک صلوٰۃ کو تلوار سے قتل کریں گے اور ایک جماعت
سلف کا یہ قول ہے کہ وہ کافر ہو جاویگا اور یہی منقول ہے حضرت علی سے اور یہی مروی ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے

اور اسیطرف گئے ہین عبداللہ بن مبارک اور اسحاق بن راہویہ سراج الوہاج مین ہے کہ ظاہر حدیث اس مذہب کی تائید کرتی ہے اور اسی کو ثابت کیا ہے علماے حدیث نے اور علامہ ابن قیم کی ایک جدا کتاب ہے اس باب مین جسمین انہون نے مخالفون کی سب دلیلون کا جواب دیا ہے اور امام شوکانی نے سیل الجرار مین اسی کو اختیار کیا ہے اور حاصل یہ ہے کہ جو کوئی قصدًا نماز ترک کرے وہ قتل کے لائق ہوگیا اور مسلمانون کے حاکم پر واجب ہے اُسکو قتل کرنا اور اُس سے کہا جاویگا کہ نماز پڑھ پھر اگر اوسنے انکار کیا تو قتل کیا جاویگا فورًا اور کوئی ضرورت نہین کہ مہلت دیجاوے اوسکو تین روز کی بلکہ انکار کرلی ہے اوسکو قتل کرینگے اور مین نے اسکو تفصیل سے بیان کیا ہے ہدایۃ السائل مین انتہے نووی نے کہا ابو حنیفہ اور ایک جماعت اہل کوفہ مین سے یہ قول ہے کہ وہ کافر نہوگا اور نہ قتل کیا جاوے گا بلکہ اوسکو سزا دینگے اور قید کرینگے یہانتک کہ نماز پڑھے اور جو شخص کفر کا قائل ہے اسکی دلیل ظاہر حدیث ہے اور جس نے کہا کہ اُسکو قتل کرینگے اوس کی دلیل وہ حدیث ہے کہ نہین حلال ہے مسلمان کا خون مگر ایک بات سے تین باتون مین سے اور اُنمین نماز کا ترک نہین ہے اور جمہور نے جو کہا وہ کافر نہوگا تو دلیل لاتے ہین اس آیت سے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغۡفِرُ اَنۡ یُّشۡرَکَ بِہٖ وَیَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِکَ لِمَنۡ یَّشَآءُ یعنے اللہ نہین بخشیگا شرک کو اور بخشدیگا اوسکے سوا جسکو چاہے اور اس حدیث سے کہ جس نے لا الہ الا اللہ کہا وہ جنت مین جاویگا اور جو شخص مرجاوے لا الہ الا اللہ پر یقین کیساتھ وہ جنت مین جاویگا اور اُسکو قتل کرنا چاہیے اوسکی دلیل یہ آیت ہے فَاِنۡ تَابُوۡا وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ فَخَلُّوۡا سَبِیۡلَہُمۡ یعنے اگر وہ توبہ کرین اور نماز پڑھین اور زکوۃ دین تو اون کو چھوڑ دو یعنے جان بخشی کرو اور یہ حدیث ہے کہ مجھے حکم ہوا لوگون سے لڑنیکا یہانتک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہین اور نماز پڑھین اور زکوۃ دین پھر جب وہ ایسا کرین تو بچا لیا اونہون نے اپنا خون اور مال — اور اس حدیث کی تاویل یہی ہے کہ بندہ نماز کی ترک سے مستحق ہوگا اُس سزا کا جو کافر کو ہوتی ہے یعنی قتل کا یا حدیث محمول ہے اُس پر جو نماز کو ترک کرنا درست سمجھے یا اوسکا انجام کفر ہے یا اوسکا فعل کافرون کا سا ہے انتہی

بَابُ

بَیَانُ کَوۡنِ الۡاِیۡمَانِ بِاللّٰہِ تَعَالٰی اَفۡضَلُ الۡاَعۡمَالِ ایمان لانا اللہ پر سب کامون سے بڑھکر ہے

الْإِيمَانُ عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ قَالَ سُئِلَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الۡاَعۡمَالِ اَفۡضَلُ قَالَ اِیۡمَانٌ

لـ قَالَ بِاللّٰہِ قِیۡلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ الۡجِھَادُ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ قِیۡلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ حَجٌّ مَّبۡرُوۡرٌ ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کونسا کام افضل ہے یعنی سب سے بڑھکر آپ نے فرمایا اللہ پر ایمان لانا پھر پوچھا گیا اسکے بعد کیا ہے آپ نے فرمایا جہاد کرنا اللہ کی راہ مین پھر پوچھا گیا اس کے بعد کیا ہے آپ نے فرمایا حج مبرور ف نووی نے کہا حج مبرور وہ ہے

جسمین کوئی گناہ نہو اور بعضون نے کہا حج قبول ہوجاوے خدا کو یا جو صادق ہو خالصًا للہ پہر قبول ہونے
کی نشانی یہ ہے کہ حج کے بعد نیک کام زیادہ کرے اور گناہون سے بچتا رہے عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ
یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ الْاِیْمَانُ بِاللّٰہِ وَالْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِهٖ قَالَ قُلْتُ اَیُّ الرِّقَابِ ثابت قیمۃ
اَفْضَلُ قَالَ اَنْفَسُهَا عِنْدَ اَهْلِهَا وَاَكْثَرُهَا ثَمَنًا قَالَ قُلْتُ فَاِنْ لَمْ اَفْعَلْ قَالَ تُعِیْنُ صَانِعًا صانعًا
اَوْ تَصْنَعُ لِاَخْرَقَ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَرَاَیْتَ اِنْ ضَعُفْتُ عَنْ بَعْضِ الْعَمَلِ قَالَ تَكُفُّ
شَرَّكَ عَنِ النَّاسِ فَاِنَّهَا صَدَقَةٌ مِنْكَ عَلٰی نَفْسِكَ ترجمہ ابوذر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے مین نے پوچھا کون سا عمل افضل ہے آپ نے فرمایا ایمان لانا اللہ پر ف اس سے معلوم ہوا کہ عمل کا
اطلاق ایمان پر بہی ہوتا ہے اور مراد اس سے وہ ایمان ہے جس کے سبب سے آدمی مسلمان ہوتا ہے اور وہ دل سے یقین
کرنا ہے اور زبان سے کہنا ہے شہادتین کا تو یقین دل کا ہے اور کہنا زبان کا عمل اور یہان ایمان مین اور
اعمال داخل نہین ہین جیسے نماز روزہ جہاد حج وغیرہ کیونکہ اونکو آگے بیان کیا ہے اور اس سے یہ لازم نہین آتا
کہ اون اعمال کو ایمان نہ کہین (السراج الوہاج) ف اور جہاد کرنا اوسکی راہ مین مین نے کہا کون سا
بردہ آزاد کرنا افضل ہے آپ نے فرمایا جو بردہ اوس کے مالک کو عمدہ معلوم ہو اور جسکی قیمت بہاری ہو ف
جب ہو کہ. ایک ہی بردہ آزاد کرنا چاہے اور جو اوس کے پاس کچہ روپیہ ہون اور اون کے بدلے دو
بردے ایسے ملسکتی ہون پر اعلی بردہ ایک ہی آتا ہو تو دو کو لیکر آزاد کرنا افضل ہے ایک عمدہ کے آزاد کرنے
سے اور یہ قربانی کے خلاف ہے قربانی مین ایک موٹی تازی بکری دو دبلی بکریون سے بہتر ہے السراج الوہاج
ف مین نے کہا اگر مین یہ نہ کرسکون آپ نے فرمایا تو مدد کر کسی صانع کی السراج الوہاج مین ہے کہ بعضے نسخون
مین بجای صانع کے صائغ ہے یعنے گلانے والا اور بعضے نسخون مین ضائع ہے مگر صحیح صانع ہے صاد مہملہ سے جس
صورت مین صانع ہو صاد مہملہ اور نون سے تو معنے یہ ہونگے کہ مدد کر کسی کاریگر کی جو ہاتہ سے محنت اور مزدوری کرتا
ہو جیسے بڑہئی یا لوہار یا درزی وغیرہ کیونکہ یہ کمائیان حلال ہین اور مراد وہ پیشہ والا ہے جسکو اوسکی کمائی بس
نہوتی ہو اور اوس کے بچے بالے بہت ہون جنکی پرورش اوس کی کمائی مین دشوار ہو تو اوسکی مدد کرنا بڑا اجر
ہے اور جس صورت مین ضائع ہو ضاد معجمہ سے تو وہ ضیاع سے ہے جس کے معنے عیال کے ہین یعنی جو عیالدار ہو اور
مفلس ہو اوسکی مدد کر اور جس صورت مین صائغ ہو صاد مہملہ اور غین معجمہ سے تو معنی نہین بنتی کیونکہ صائغ سونے
چاندی کے گلانے والے کو کہین گے پہر اوسکی خصوصیت کی کوئی وجہ نہین ہے اور امام نووی نے اس مقام پر دو

ہی لفظون کو نقل کیا ہے ایک صانع صاد مہملہ اور نون سے اور دوسرے ضائع ضاد معجمہ اور عین مہملہ سے پھر یہ کہا کہ
صحیح علماء کے نزدیک صانع ہے صاد مہملہ اور نون سے اور قرینہ اسپر یہ ہے کہ مقابلہ کیا اسکا اخرق سے اور اخرق اوسکو
کہتے ہین جسکو کوئی ہنر اور پیشہ نہ آتا ہو اور ابن طاہر نے مجمع البحار مین بھی صرف دو لفظون کو نقل کیا ہے پھر یہ
کہا ہے کہ بعضون نے صانع صاد مہملہ اور نون سے صحیح کہا ہے اور بعضون نے دونون کو صحیح کہا ہے تو معلوم
نہین کہ سراج الوہاج مین تیسیر اللفظ صایع صاد مہملہ اور غین معجمہ سے کہان سے نقل کیا ہے اور شاید یہ
سہو ہو واللہ اعلم ف یا مزدوری کر اوس کے لیے جو بے ہنر ہو (یعنی کوئی کام اور پیشہ نہ جانتا ہو اور رسول
کا محتاج ہو) مین نے کہا یا رسول اللہ اگر مین خود ناتوان ہون بعض کام نکرسکون یا کوئی جگہ نسکون آپنے فرمایا تو کسی سے برائی نکر
یہی تیرا صدقہ ہے اپنے نفس پر ف جیسے صدقہ دینے سے دوسرے کو فائدہ حاصل ہوتا ہے اسیطرح برائی نکرنے
سے نفس کو فائدہ حاصل ہوتا ہے دنیا مین آرام ملتا ہے اور آخرت مین ثواب ملیگا عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ عَنِ
باب منہ
النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِہٖ غَیْرَ اَنَّہٗ قَالَ فَتُعِیْنُ الصَّانِعَ اَوْ تَصْنَعُ لِاَخْرَقَ ترجمہ
ابوذر سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ
ب الاعمال
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ قَالَ الصَّلٰوۃُ لِوَقْتِهَا قَالَ قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ بِرُّ الْوَالِدَیْنِ
قَالَ قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ الْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَمَا تَرَکْتُ اَسْتَزِیْدُہٗ اِلَّا اِرْعَاءً عَلَیْہِ ترجمہ عبد اللہ بن مسعود سے روایت
ہے مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کون سا کام افضل ہے (یعنی سب سے بڑکر ہے ثواب مین)
آپ نے فرمایا نماز پڑھنا اپنے وقت پر مین نے کہا پھر کون سا آپنے فرمایا نیکی کرنا مان باپ سے (یعنی انکو خوش اور
راضی رکھنا اور اون کے ساتھ احسان کرنا اور اونکے دوستون کے ساتھ بھی سلوک کرنا) مین نے کہا پھر کون سا
آپنے فرمایا جہاد کرنا اللہ کی راہ مین پھر مین نے زیادہ پوچھنا چھوڑ دیا آپ کی رعایت کرکے (تاکہ آپپر
بار نگذرے) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قُلْتُ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَقْرَبُ اِلَی
الْجَنَّۃِ قَالَ الصَّلٰوۃُ عَلٰی مَوَاقِیْتِهَا قُلْتُ وَمَاذَا یَا نَبِیَّ اللّٰہِ قَالَ وَبِرُّ الْوَالِدَیْنِ قُلْتُ وَمَاذَا
ب والجہاد
یَا نَبِیَّ اللّٰہِ قَالَ الْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ترجمہ عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے مین نے کہا اے نبی اللہ کے
کون سا کام زیادہ نزدیک کرتا ہے جنت کے آپ نے فرمایا نماز پڑھنا اپنے وقت پہ (یعنے اول وقت)
مین نے کہا اور کیا اے نبی اللہ کے آپنے فرمایا نیکی کرنا مان باپ سے مین نے کہا اور اے نبی اللہ کے آپنے
فرمایا جہاد کرنا اللہ کی راہ مین عَنْ اَبِیْ عَمْرٍو الشَّیْبَانِیِّ قَالَ حَدَّثَنِیْ صَاحِبُ هٰذِہِ الدَّارِ

وَاَشَارَ اِلٰى دَارِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَىُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ قَالَ
الصَّلٰوةُ عَلٰى وَقْتِهَا قُلْتُ ثُمَّ اَىٌّ قَالَ ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ قُلْتُ ثُمَّ اَىٌّ قَالَ ثُمَّ الْجِهَادُ فِىْ سَبِيْلِ
اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِىْ بِهِنَّ وَلَوِ اسْتَزَدْتُّهٗ لَزَادَنِىْ ترجمہ ابو عمرو شیبانی سے روایت ہے مجھسے بیان کیا اس گھر
والے نے اور اشارہ کیا عبد اللہ بن مسعود کے گھر کیطرف کہا پوچھا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کونسا کام
بہت پسند ہے اللہ تعالی کو آپنے فرمایا نماز پڑہنا اپنے وقت پر مین نے کہا پھر کونسا آپنے فرمایا نیکی کرنا ماں باپ
سے مین نے کہا پھر کون سا آپنے فرمایا جہاد کرنا اللہ کی راہ مین بیان کیا آپنے انہی کاموں کو اور جو مین زیادہ
پوچھتا تو آپ اور زیادہ تبلاتے عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ وَزَادَ وَاَشَارَ اِلٰى دَارِ عَبْدِ اللّٰهِ
وَمَا سَمَّاهُ لَنَا ترجمہ دوسری روایت بہی ایسی ہی ہے اوسمین یہ ہے کہ ابو عمرو شیبانی نے اشارہ کیا عبد اللہ
بن مسعود کے گھر کیطرف اور اُن کا نام نہ لیا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ قَالَ اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ اَوِ الْعَمَلِ الصَّلٰوةُ لِوَقْتِهَا وَبِرُّ الْوَالِدَيْنِ ترجمہ عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے او افضل
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب کاموں پر بڑھکر یا سب سے بڑھکر کام نماز پڑہنا ہے اپنے وقت پر اور نیکی
کرنا ہے ماں باپ سے ف نووی نے کہا اس مقام پر ایک اشکال ہے وہ یہ ہے کہ بعضی روایتوں مین سب
سے افضل ایمان کو قرار دیا پھر جہاد کو پھر حج کو اور بعض مین ایمان اور جہاد کو اور بعض مین نماز کو پھر ماں باپ پر سلوک
کرنے کو پھر جہاد کو اور بعض مین کھانا کھلانیکو اور ہر ایک کو سلام کرنیکو اور بعض مین اپنی زبان اور ہاتھ سے مسلمان
کو بچانے کو اور بعض مین قرآن سیکھنے اور سکھانے کو اور اسکی مثل بہت سی صحیح حدیثوں مین مذکور ہے تو جواب
کیا ہے علما نے کہ کیونکر جمع ہوگا ان اختلافون کا حلیمی نے قفال شاشی کبیر سے نقل کیا کہ دو طرح سے جمع ہو سکتا ہے
ایک تو یہ کہ یہ اختلاف باعتبار اختلاف احوال اور اشخاص کے ہے اور کبھی کہتے ہین یہ بات سب سے بہتر ہے
اور یہ مراد نہین ہوتی کہ ہر طرح یا ہر شخص کے لیے بہتر ہے اور دلیل اسکی یہ ہے کہ ابن عباس سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے حج نہین کیا اوس کے لیے حج چالیس جہاد سے بہتر ہے اور جس نے
جہاد نہین کیا اُسکے لیے ایک جہاد چالیس حج سے بہتر ہے دوسرے یہ کہ افضل الاعمال کے پہلے من کا لفظ مقدر
ہو تو ترجمہ یہ ہوگا کہ افضل کاموں مین سے ایمان ہے اور جہاد ہے اس صورت مین کوئی اشکال نہین جیسے کہتے ہین
فلان شخص اونمین کا عاقل ہے یا افضل ہے اور مراد یہ ہوتی ہے کہ اُن کے عاقلون یا افضلون مین سے ہے
اور ایسی ہی قول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بہتر تم مین کا وہ ہے جو بہتر ہو اپنے گھر کے لوگون کے لیے اور

معلوم ہے یہ بات کہ گھر والوں کے لیے بہتر ہونے سے سب لوگوں سے بہتر نہیں ہو سکتا اور ایسے ہی لوگ
ہیں جن میں سب سے زیادہ عالم سے نفرت کرنیوالے اور اسکی ہمسائے ہوتے ہیں حالانکہ ممکن ہے کہ اور کوئی شخص اسکے ہمسایوں
سے بہی زیادہ اوسکی پرواہ نہ رکھتا ہو یہ کلام ہے قفال کا اس صورت میں ایمان سب سے افضل ہوگا اور باقی اعمال برابر
ہونگے فضیلت میں پر بعضی خاص صورتوں میں یا خاص شخصوں میں ایک عمل دوسرے سے زیادہ فضیلت رکھیگا
اور ثم کا لفظ جو بعضی روایتوں میں ہے اُس سے کسی ایک عمل کی دوسرے پر فضیلت میں مقصود نہیں بلکہ محض
ترتیب ذکری کے لیے ہے جیسے ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا اور قاضی عیاض نے جمع کے لیے دو وجہیں بیان کی ہیں
ایک تو وہی وجہ جو پہلے مذکور ہوئی انہوں نے کہا کہ جواب میں اختلاف بوجہ اختلاف احوال کے ہے تو بتلایا آپ
نے ہر ایک قوم کو وہ کام جو بہت ضروری تہا اون کے لیے یا جسکو انہوں نے حاصل نہیں کیا تہا یا پہچانا نہ تہا دوسرے
یہ کہ آپ نے مقدم کیا جہاد کو حج پر اسلیے کہ جہاد کی بہت ضرورت تھی اوس زمانے میں بوجہ شروع زمانہ اسلام کے
اور صاحب تحریر نے ایک وجہ بیان کی ہے اور دوسری یہ کہ ثم کلام عرب میں ترتیب کو مقتضی نہیں اور یہ قول
شاذ ہے اہل عربیت اور اصول کے نزدیک پہر صاحب تحریر نے کہا صحیح یہ ہے کہ جہاد کو آپ نے مقدم کیا اس لیے کہ مراد آپ
کی وہ زمانہ ہے جب جہاد کی بہت ضرورت ہو اور کافروں کا ہجوم ہو جاوے اوسوقت تو جہاد سب پر فرض ہو جاتا ہے
اور جہاد میں فائدہ ہے تمام مسلمانوں کا اور حج تو دوسرے وقت میں بہی ادا ہو سکتا ہے انتہی ما قال النووی ملخصاً

بَابُ بَيَانِ كَوْنِ الشِّرْكِ اَقْبَحَ الذُّنُوبِ وَبَيَانِ اَعْظَمِهَا بَعْدَهُ شرک سب سے
بڑا گناہ ہے اور پہر اوسکے بعد کون سا گناہ ہے اوسکا بیان **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الذَّنْبِ اَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ قَالَ اَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَّهُوَ خَلَقَكَ قَالَ
قُلْتُ لَهٗ اِنَّ ذٰلِكَ لَعَظِيْمٌ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ ثُمَّ اَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مَخَافَةَ اَنْ يَّطْعَمَ
مَعَكَ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ ثُمَّ اَنْ تُزَانِيَ حَلِيْلَةَ جَارِكَ **ترجمہ** عبد اللہ بن مسعودؓ سے
روایت ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کونسا گناہ اللہ کے نزدیک بڑا ہے آپ نے فرمایا یہ کہ تو اللہ
کا شریک یا برابر والا کسی اور کو بنادے حالانکہ تجھے اللہ نے پیدا کیا (پہر تو اپنے صاحب پیدا کرنیوالے کو چھوڑ کر دوسرے
کو مالک بنادے یہ کتنا بڑا اندھیر ہے اور مالک اس کام سے کیسا ناراض ہوگا) میں نے کہا یہ تو بڑا گناہ ہے اب اسکے
بعد کونسا گناہ ہے آپ نے فرمایا تو اپنی اولاد (لڑکا یا لڑکی) کو مار ڈالے اس ڈر سے کہ تیرے ساتھ روٹی
کہاویگا **ف** یعنی تو مفلس ہو اور تجھے خود اپنی اور اپنی بی بی کے کہانیکی تکلیف ہو پہر تو یہ خیال کرے کہ

اولاد کو کہان سی کہلاوُن گا انکو مار ڈالے تو یہ بڑا گناہ ہی جو شرک کے بعد ہی بڑا اور سب گناہون سے بڑھکر ہے کس
لیے کہ یہ گناہ کیا ہے مجموعہ ہی گناہون کا اول تو ناحق خون کرنا دوسرے خدا کی نسبت بد اعتقاد ہونا وہ جسکو پیدا کرتا
ہے اسکا رزق بھی اوتارتا ہے تیسرے حرص کہانے کی چوتھی بخیلی پانچوین بے رحمی چھٹی کمینہ پن اور باچی پن
اور بہتیری خدا بچاوے ایسے خیالون سے **ف** مین نے کہا پہر کونسا گناہ آپنے فرمایا تو زنا کرے اپنی ہمسائی
کی عورت سے **ف** اوسکی بی بی یا لونڈی سے ہر چند زنا کرنا مطلقاً کسی عورت کی ساتھہ ہو بڑا گناہ ہی پر ہمسایہ
کی بی بی کے ساتھہ بڑا اور بہی بڑا گناہ ہی کیونکہ ہمسایہ کو توقع ہوتی ہے کہ اوسکا ہمسایہ اوسکی مدد کرے گا اوس کے
بال بچون کی ضرورت کیوقت حفاظت کرے گا پہر ایسے موقع مین اوسی کی بی بی کے ساتھہ زنا کرنا کتنی بڑی
بیحیائی اور خیانت ہی خدا بچاوے **عن** عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّ الذَّنْبِ اَکْبَرُ
عِنْدَ اللّٰهِ قَالَ اَنْ تَدْعُوَ لِلّٰهِ نِدًّا وَّهُوَ خَلَقَكَ قَالَ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ اَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مَخَافَةَ
اَنْ یَّطْعَمَ مَعَكَ قَالَ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ اَنْ تُزَانِیَ حَلِیْلَةَ جَارِكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِیْقَهَا وَالَّذِیْنَ
لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ وَمَنْ
یَّفْعَلْ ذٰلِكَ یَلْقَ اَثَامًا **ترجمہ** عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہی ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ کون سا گناہ
بڑا ہے اللہ کے نزدیک آپ نے فرمایا یہ کہ تو اللہ کا شریک کرے کسی کو حالانکہ پیدا کیا تجھے اللہ نے اوس نے کہا پہر
کیا آپ نے فرمایا یہ کہ تو قتل کرے اپنی اولاد کو اس ڈر سے کہ وہ کہاویگی تیرے ساتھہ اوس نے کہا پہر کیا آپ
نے فرمایا یہ کہ تو زنا کرے اپنے ہمسائی کی عورت سے پہر اللہ تعالی نے قرآن مین اسیکو موافق اوتارا وَالَّذِیْنَ
لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ اخیر تک یعنی اللہ کے خاص بندے وہ ہین جو نہین پکارتے اللہ کے ساتھہ کسی دوسرے
خدا کو اور نہین **قتل** کرتے اوس جان کو جسکا قتل کرنا اللہ نے حرام کیا مگر کسی حق کے بدلے اور نہین زنا کرتے
اور جو کوئی یہ کام کرے وہ اسکی سزا پاویگا **بَابُ الْکَبَائِرِ وَاَکْبَرِهَا** یہ باب بیان مین اون
گناہون کے جو کبیرہ ہین پہر اُن مین بڑے کون کون گناہ ہین اونکا بیان **عن** اَبِیْ بَکْرَةَ اَنَّهُ قَالَ کُنَّا
عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِاَکْبَرِ الْکَبَائِرِ ثَلٰثًا اَلْاِشْرَاكُ
بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ اَوْ قَوْلُ الزُّوْرِ وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُتَّکِئًا
فَجَلَسَ فَمَا زَالَ یُکَرِّرُهَا حَتّٰی قُلْنَا لَیْتَهٗ سَکَتَ **ترجمہ** ابو بکرہ سے روایت ہی ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے آپ نے فرمایا کیا نہ بتلاون مین
تم کو بڑا کبیرہ گناہ تین بار آپ نے یہ فرمایا **ف** نووی نے کہا علما نے اختلاف کیا ہی کبیرہ گناہ کی تعریف مین ابن عباس

سے مروی ہے جس چیز سے اللہ نے منع کیا ہے اوسکا کرنا کبیرہ ہے اور یہی اختیار کیا ہے استاذ ابو اسحق نے اور
قاضی عیاض نے یہ مذہب محققین کا لکھا ہے اور دلیل اون کی یہ ہی کہ ہر ایک مخالفت اللہ جل جلالہ کے نظر کرنے
کبیرہ ہے اور جمہور سلف اور خلف اس طرف گئی ہین کہ گناہ دو قسم کے ہین ایک کبیرہ ایک صغیرہ اور یہ بھی
ابن عباس سے مروی ہے اور کتاب اور سنت اور سلف اور خلف کے اقوال سے اس پر بہت دلیلین ہین امام
غزالی نے بسیط مین لکھا ہے کہ صغیرہ اور کبیرہ مین جو فرق ہے اوسکا انکار کرنا فقہ سے بعید ہے کیونکہ شرع کے
مضامین سے یہ امر ثابت ہی اور اور لوگون نے بھی ایسا ہی کہا ہے اور بیشک اللہ جل جلالہ کی مخالفت خواہ کیسی
چھوٹی ہو نہایت بری ہی بہ نسبت اللہ کی جلال اور بزرگی کے پر بعضی مخالفت بعض سے بڑھکر ہے اور اسیوجہ
سے بعضی گناہ ایسے ہین جو معاف ہوجاتے ہین نماز اور روزے اور حج اور عمرے اور وضو وغیرہ عبادات سے جیسے احادیث
کبائر صحیحہ مین وارد ہے اور بعض ایسے ہین جو معاف نہین ہوتے پہر اول قسم کے گناہ صغائر ہین اور دوسرے قسم کے
کبائر اسے جب یہ ثابت ہوا کہ گناہ دو قسم کے ہین ایک صغائر اور ایک کبائر تو اختلاف کیا علما نے اونکے
ضبط مین بڑا اختلاف ابن عباس رض سے مروی ہے کبیرہ وہ گناہ ہے جسپر اللہ نے جہنم یا غضب یا لعنت یا
عذاب یا اور کوئی لفظ مانند اسکے فرمایا ہے اور حسن بصری سے بہی ایسا ہی منقول ہے اور بعضون نے کہا
کبیرہ وہ گناہ ہے جسپر اللہ نے آخرت مین جہنم کا وعدہ کیا یا دنیا مین کسی سزا (حد) کا امام غزالی نے بسیط
مین کہا کہ عمدہ تعریف یہ ہی کہ جو گناہ انسان کرتا ہے اوسکو ہلکا سمجھکر اور اوس سے ڈرتا نہین نہ شرمندہ
ہوتا ہے وہ کبیرہ ہی اور جس سے اوسکو ندامت ہوتی اور آیندہ بچنے کا خیال ہوتا ہے وہ کبیرہ نہین ابن الصلاح
نے کہا کبیرہ کہتے ہین بڑے گناہ کو اور اوسکی کئی نشانیان ہین ایک یہ اوس مین حد ہو (جیسے زنا یا چوری یا
شراب خواری یا تہمت زنا یا راہزنی) دوسرے یہ کہ اوسپر وعدہ ہو جہنم کے عذاب کا تیسرے یہ کہ اوسکی کرنے
والے کو فاسق کہا ہو چوتھی یہ کہ اوسپر لعنت کی ہو جیسے لعنت کی ہے اللہ نے اوسپر جو زمین کی نشانے
مٹاوے - امام ابو محمد بن عبد السلام نے کہا جب تو صغیرہ اور کبیرہ کو پہچاننا چاہے تو اوس گناہ کی برائی مین
غور کر اگر اوس کی برائی اون گناہون کی برائی سے جنکو حدیث مین کبیرہ کہا ہے برابر یا زیادہ ہو تو وہ
کبیرہ ہی ورنہ وہ صغیرہ ہے تو جس نے خداوند کریم کو برا کہا یا اوسکے رسول کو برا کہا یا توہین کی کسی پیغمبر کی یا جھٹلایا
کسی پیغمبر کو یا کعبے مین نجاست لگائی یا قرآن کو اوٹھا کر نجس جگہہ مین پہینک دیا تو اوسنے بڑا کبیرہ گناہ کیا
حالانکہ شرع نے ان افعال کو کبیرہ نہین کہا اسی طرح اگر کسی شخص نے ایک پاکدامن عورت کو پکڑا زنا کرنے

کے لیے یا کسی مسلمان کو پکڑا خون کرنے کے لیے تو کچھہ شک نہین کہ اوسکی برائی یتیم کے مال کہا جانے
سے بڑہ گئی اور وہ کبیرہ ہے پس یہ بہی کبیرہ ہے اسی طرح اگر کافرون کو مسلمانون کے بال بچے عورتین بتلادے
اور وہ جانتا ہے کہ کافر انکو ستاوینگے اور عورتون کو بیعزت کرینگے تو اسکی برائی میدان جنگ مین
بہاگنے سے زیادہ ہے پس یہ بہی کبیرہ ہوا اسیطرح اگر کسی آدمی پر ایسا جہوٹ باندہا جس کی وجہ سے جانتا ہے
کہ وہ مارا جاویگا تو یہ ایک کبیرہ ہوا البتہ اگر اوسکی وجہ سے ایک کہجور اُس کی جاتی رہی گی تو وہ کبیرہ نہین ہے
اور شرع نے تصریح کردی کہ جہوٹی گواہی اور یتیم کا مال کہا جانا دونون کبیرہ گناہ ہین پہر اگر ان دونون
کامون سے بڑا نقصان ہو تو ظاہر ہے کہ وہ کبیرہ ہین اور جو نقصان بہت قلیل ہو جب بہی وہ کبیرہ ہین تاکہ ان
گناہون کی جڑ مٹ جاوے اور لوگ باز آوین جیسے شراب کا ایک قطرہ پینا کبیرہ ہے اگرچہ اُس سے کوئی نقـ
نہین ہوتا اسی طرح ناحق فیصلہ کرنا بہی کبیرہ ہے کیونکہ جہوٹی گواہی سبب ہے ناحق فیصلہ کی پہر جب جہوٹی
گواہی کبیرہ گناہ ہے تو فیصلہ اور حکم ناحق کرنا ضرور کبیرہ ہوگا اور بعضے علما نے یہ تعریف کی ہے کہ کبیرہ وہ
گناہ ہے جسکی ساتہہ کوئی وعید یا حد یا لعنت مذکور ہو پہر جو گناہ برائی مین ایسے گناہ کے برابر ہو وہ بہی کبیرہ
ہوگا۔ امام ابو الحسن واحدی نے کہا صحیح یہ ہے کہ کبیرہ کی کوئی تعریف نہین بلکہ بعضی گناہون کو شرع نے
کبیرہ کہا اور بعضون کو صغیرہ اور بعض گناہون کا ذکر شرع نے نہین کیا اون مین کبیرہ بہی ہین اور صغیرہ
بہی اور حکمت بیان نکرنیکی یہ ہے کہ آدمی اون سب گناہون سے بچے اس ڈر سے کہ کہین کبیرہ نہ ہون اور یہ
ایسا ہی جیسے شرع نے شب قدر کو اور ساعت جمعہ کو چہپایا علما نے کہا ہے کہ صغیرہ گناہ بار بار کرنے سے کبیرہ ہو جاتا
ہے اور حضرت عمر اور ابن عباس سے منقول ہے کہ توبہ اور استغفار کے ساتہہ کوئی گناہ کبیرہ نہین اور اصرار
(یعنے بار بار کرنا) کے ساتہہ کوئی گناہ صغیرہ نہین اسکا مطلب یہ ہے کہ کبیرہ گناہ توبہ اور استغفار سے معاف
ہو جاتا ہے اور صغیرہ اصرار سے کبیرہ ہو جاتا ہے ابن عبد السلام نے کہا کہ اصرار کی حد یہ ہے کہ اتنی بار اوس گناہ
کو کرے جس سے اوسکی بے پرواہی معلوم ہو اسیطرح جب کئی صغیرہ گناہ ہون کہ وہ سب ملا کر کبیرہ کی برائی کو
پہونچ جاوین ابن الصلاح نے کہا اصرار یہ ہے کہ گناہ کو کرکے اوس سے باز آنیکا قصد نہ کرے بلکہ پہر کرنے کا یا ہمیشہ اوسکو
کرتا رہے مترجم کہتا ہے کہ اصرار کی تعریف یہی صحیح ہے ورنہ بار بار کرنا اصرار نہین اگر بار بار توبہ یا ندامت ہو ایک
حدیث مین ہے کہ جسنے استغفار کیا اوسنے اصرار نہین کیا اگرچہ دن مین ستر بار وہی گناہ کرے
ف شرک کرنا اللہ کے ساتہہ یہ تو ظاہر ہے کہ سب سے بڑا کبیرہ گناہ ہے (۲) دوسرا نافرمانی کرنا مان باپ کی

حدیث مین عقوق کا لفظ ہی جس کے معنے کاٹنا اور نہ ماننا اور عاق اوسکو کہتے ہین جو اپنے باپ کی اطاعت چھوڑ دے نووی نے کہا جو عقوق شرع مین حرام ہے اوسکی تعریف کم لوگون نے کی ہے شیخ امام ابو عبد السلام نے کہا مین نے عقوق والدین اور اُن کے حقوق مین کوئی عمدہ قاعدہ نہین پایا اسلیے کہ باتفاق علما ہر ایک امر اور نہی مین والدین کی اطاعت ضرور اور واجب نہین البتہ جہاد بغیر ماں باپ کی اجازت کے درست نہین کیونکہ ماں باپ پر جہاد بہت گران گذرتا ہے وہ ڈرتے ہین لڑکے کے زخمی ہونے یا مارے جانے سے اور اس سے اُنکو بہت رنج ہوتا ہے اسپر ہر ایک شے کو قیاس کر لینا چاہیے جسمین جان جانیکا یا اور کسی صدمے کا خوف ہو ابن الصلاح نے کہا جو عقوق حرام ہے وہ یہ ہے کہ کوئی کام ایسا کرے جس سے والدین کو رنج ہو اور رنج بھی کیسا سخت بشرطیکہ وہ کام اس شرع کے رو سے واجب اور فرض نہ ہو اور بعضون نے کہا ہے کہ والدین کی اطاعت ہر ایک امر مین واجب ہے بشرطیکہ وہ امر گناہ نہ ہو اور اُن کا خلاف کرنا عقوق ہے اور شبہ کا مون مین بھی اون کی اطاعت بعضی علما نے وجب کی ہے اور ہمارے علما نے طلب علم یا تجارت کے لیے سفر جائز رکھا ہے بغیر ماں باپ کی اجازت کے وہ ہمارے اوس کلام کے خلاف نہین ہے جو ہم نے بیان کیا۔ مترجم کہتا ہے کہ والدین کی اطاعت فرض ہے مثل اور فرائض کی مگر خدا کی اطاعت اونکی اطاعت پر مقدم ہے تو نہ ترک کیا جاوے فرض خدا کا اُن کے کہنے سے اور ترک کیا جاوے مباح اور مسنون اور مستحب کیونکہ فرض کا کرنا مقدم ہے اور جہاد کو جانا فرض عین نہین ہے اسلیے بے ماں باپ کی اجازت کے جانا حرام ہے اور طلب علم فرض عین ہے اسی طرح کسب معیشت واسطے پرورش اہل و عیال کے تو اُس مین اجازت اونکی ضرور نہین پر جہانتک ہو سکے اگر اون کی خوشی کے ساتھ علم حاصل کرے اور روپے کماوے تو بہتر ہے **ت** تیسری جھوٹی گواہی دینا یا جھوٹ بولنا **ف** نووی نے کہا ہر چند والدین کی نافرمانی اور جھوٹی گواہی دونون کبیرہ گناہ ہین پر وہ شرک کے برابر نہین ہو سکتی اس صورت مین تاویل کرنا ہوگی کہ مراد وہ جھوٹا گواہ ہے جو کافر بھی ہو یا مراد وہ شخص ہے جو اس کام کو درست سمجھکر کرے یا من کا لفظ محذوف ہے یعنے یہ چیزین کبیرہ گناہون مین سے ہین اور یہی تیسری تاویل ٹھیک ہے اس لیے کہ جھوٹی گواہی کو بیان کرنے سے یہ مقصود ہے کہ لوگ اس سے باز رہین اور کفر کی برائی تو ہر ایک شخص کو معلوم تھی پھر حدیث کے اطلاق سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جھوٹی گواہی ہر طرح سے کبیرہ گناہ ہے خواہ بڑے حق کے لیے ہو یا چھوٹے حق کے لیے انتہی **ت** اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ لگائے تھے آپ بیٹھ گئے اور بار

بار یہ فرمانے لگے (تاکہ لوگ خوب آگاہ ہو جاوین اور ان کاموں سے باز رہیں) ہمنے اپنے دل میں کہا کاش آپ چپ ہو رہیں (تاکہ آپ کو زیادہ رنج نہ ہو ان گناہوں کا خیال کر کے کہ لوگ انکو کیا کرتے ہیں) عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْکَبَائِرِ قَالَ الشِّرْکُ بِاللّٰہِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَقَوْلُ الزُّوْرِ ترجمہ انس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کبیرہ گناہوں کے باب میں وہ شرک کرنا ہے اللہ کے ساتھہ اور نافرمانی کرنا ماں باپ کی اور خون کرنا (ناحق) اور جھوٹ بولنا عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ ذَکَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْکَبَائِرَ اَوْسُئِلَ عَنِ الْکَبَائِرِ فَقَالَ الشِّرْکُ بِاللّٰہِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ وَقَالَ اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِاَکْبَرِ الْکَبَائِرِ قَالَ قَوْلُ الزُّوْرِ اَوْ شَهَادَةُ الزُّوْرِ قَالَ شُعْبَةُ وَاَکْبَرُ ظَنِّیْ اَنَّہٗ قَالَ شَهَادَةُ الزُّوْرِ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا کبیرہ گناہوں کا یا آپ سے پوچھا کسی نے کبیرہ گناہوں کو آپ نے فرمایا شرک کرنا اللہ کے ساتھہ اور ناحق خون کرنا اور نافرمانی ماں باپ کی اور آپ نے فرمایا میں تمکو بتلاؤں سب کبائر میں بڑا کبیرہ وہ جھوٹھہ بولنا ہے یا جھوٹی گواہی دینا شعبہ نے کہا میرا گمان غالب یہ ہے کہ جھوٹی گواہی کو فرمایا ف امام نووی سے جو فائدہ اوپر بتفصیل ہوا وہ اس مقام سے متعلق ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپنے جھوٹی گواہی کو شرک سے کیونکر بڑہایا اور وجہ اسکی یہ ہے کہ اوس محل پر جھوٹی گواہی سے ڈرانا زیادہ منظور تہا کیونکہ خوف ہوگا لوگوں کے پڑ جانے کا اس گناہ میں اگرچہ جھوٹی گواہی یا جھوٹ بولنا شرک کے برابر نہیں کیونکہ شرک سب گناہوں سے بڑا گناہ ہے اور ایک بہید یہ بہی ہے کہ شرک درحقیقت ایک قسم ہے جھوٹ کی یا جھوٹی گواہی کی کیونکہ شرک جھوٹی گواہی ہے اللہ پر یا جھوٹ ہے جیسے ایک جھوٹ ہوتا ہے بندوں پر ویسے ہی شرک ایک جھوٹ ہے اللہ پر پہر جس شخص نے جھوٹ بولنا روا رکہا یا جھوٹی گواہی دی وہ شرک کرنے میں بہی باک نہ کریگا اور اکثر ایسا معلوم ہوا ہے کہ جھوٹی گواہی وہی لوگ دیتے ہیں جنکے دل میں اللہ کی عظمت مطلق نہیں ہوتی تب تو اُسکا نام لیکر معاذ اللہ جھوٹ بولتے ہیں اور جھوٹی قسم کہاتے ہیں دو پیسے کی طمع میں ایمان کہوتے ہیں پس ایسے شخص شرک کرتے ہیں یا شرک کی بات کہنے میں کب رکینگے اگر انکو ایک ذرا سی بہی طمع دیجاوے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ فَقِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا هُنَّ قَالَ الشِّرْکُ بِاللّٰہِ

وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ وَاَكْلُ الرِّبٰوا وَالتَّوَلِّيْ يَوْمَ الزَّحْفِ
وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ **ترجمہ** ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا بچو تم سات گناہون سے جو ایمان کو ہلاک کرڈالتے ہین اصحاب نے کہا یا رسول اللہ وے کون سے گناہ
ہین آپنے فرمایا خدا کے ساتھہ شرک کرنا اور جادو **ف** نووی نے کہا یہ دلیل ہے اوس ہمارے مذہب
کی جو صحیح اور مشہور ہے کہ جادو حرام ہے اور کبیرہ گناہ ہے یعنی جادو کا کرنا اور چلانا اور سیکہنا اور سکہانا
حرام ہے اور ہمارے بعض علمانے کہا کہ جادو کا سیکہنا حرام نہین ہے بلکہ جائز ہے تاکہ جادوگر کی شناخت
ہو اور جادو کو توڑنے کے لیے اور جادوگر کو اولیاء اللہ سے تمیز دینے کے لیے اور ان لوگون کے نزدیک حدیث محمول
ہے جادو کی چلانے پر **ت** اور اس جان کو مارنا جسکا مارنا خدا نے حرام کیا ہے لیکن حق پر مارنا درست
ہے اور بیاج کہانا اور یتیم کا مال کہا جانا اور لڑائی دن کافرون کے سامنے سے بہاگنا اور خاوند والی ایمان دار
پاک دامن عورتون کو جو بدکاری سے واقف نہین عیب لگانا **ف** یعنی اونپر تہمت کرنا زنا کی نووی نے
کہا اس روایت مین سات گناہ مذکور ہین اور ایک روایت مین تین اور ایک روایت مین چار اس لیے کہ یہ
بڑے سخت گناہ ہین اور اکثر واقع ہوتے ہین خاصکر جاہلیت کے زمانے مین یہ گناہ بہت واقع ہوتے تہے
اور اسکے بعد کی حدیث مین ایک اور گناہ مذکور ہے اپنی مان باپ کو گالی دینا اور ایک حدیث مین چغل خوری اور
پیشاب سے پاکی نہ کرنا مذکور ہے اور مسلم کے سوا اور کتابون مین جہوٹی قسم کہانا اور بیت اللہ کی حرمت توڑنا
بہی آیا ہے اور علما نے کہا ہے کہ کبیرہ گناہ ان مین منحصر نہین ہین بلکہ اور بہت گناہ کبیرہ ہین ابن عباس سے
منقول ہے ان سے کسی نے پوچہا کبیرہ گناہ سات ہین انہون نے کہا سات سے ستر تک ہین بلکہ سات سو تک اور
اوپر تحقیق کبیرہ کی گذر چکی **عن** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ مِنَ الْكَبَائِرِ شَتْمُ الرَّجُلِ وَالِدَيْهِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَهَلْ يَشْتِمُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ
قَالَ نَعَمْ يَسُبُّ الرَّجُلُ اَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ اَبَاهُ وَيَسُبُّ اُمَّهُ فَيَسُبُّ اُمَّهُ **ترجمہ** عبداللہ بن عمرو بن عاص
سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کبیرہ گناہون مین سے ہے گالی دینا اپنے مان باپ کو
لوگون نے کہا یا رسول اللہ کیا کوئی گالی دیتا ہے اپنی مان باپ کو آپنے فرمایا ہان دیتا ہے کوئی گالی دیتا ہے
دوسرے کے باپ کو پہر وہ گالی دیتا ہے اسکے باپ کو اور یہ گالی دیتا ہے اوسکی مان کو وہ گالی دیتا ہے اسکی
مان کو **ف** تو جس نے پہلے گالی دی وہی سبب ہوا اپنے مان باپ کو گالی کہلانیکا تو گویا اوسنے

خود گالی دی اپنی ماں باپ کو انسان کی حرمت اور عزت خود اسکے ہاتھ میں ہے کسی کو گالی دینا پھر آپ
گالی کہانا کتنی بڑی حماقت ہے نووی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص سبب ہو کسی کام کا تو وہ
کام اُسکی طرف منسوب ہو سکتا ہے اور بد کام کا جو ذریعہ ہو وہ بھی بد ہے تو شیرہ انگور کا بیچنا اس شخص کے
ہاتھ جو اُسکی شراب بناتا ہے یا ہتھیار بیچنا اس شخص کے ہاتھ جو ڈاکہ مارتا ہے ناجائز ہوگا **باب**
تَحْرِيمِ الْكِبْرِ وَبَيَانِهٖ کبر (یعنی غرور اور خود پسندی) کی حرمت اور اسکا بیان **عن** عَبْدِ اللّٰهِ
بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ
ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ فَقَالَ رَجُلٌ إِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ أَنْ يَكُوْنَ ثَوْبُهٗ حَسَنًا وَنَعْلُهٗ حَسَنَةً قَالَ
إِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ اَلْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ **ترجمہ** عبد اللہ بن مسعود سے
روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں نہ جاویگا وہ شخص جس کے دل میں رتی برابر بھی غرور
اور گھمنڈ ہوگا ایک شخص بولا ہر ایک آدمی چاہتا ہے اُسکا کپڑا اچھا ہو اوسکا جوتا اچھا ہو (اور وں سے
تو کیا یہ بھی غرور اور گھمنڈ ہے) آپ نے فرمایا اللہ جمیل ہے دوست رکھتا ہے جمال کو **ف** یعنی اللہ جل جلالہ
سب سے زیادہ پاکیزہ اور خوش اور خوبصورت ہے تو وہ پسند کرتا ہے خوبصورتی اور پاکیزگی اور ستھرائی کو
عمدہ کپڑے عمدہ جوتی جسقدر حلال ہیں وہ پہننا اور زینت کرنا اور خوشبو لگانا یہ امر سب شرع کے رو سے حلال بلکہ
بہتر ہیں اور یہ چیزیں کبر اور غرور میں داخل نہیں اگر کسی آدمی کو شوق ہو لباس کا وہ دوسروں سے بہتر کپڑا پہننا
چاہے یا جوتا پہننا تو یہ بُرا نہیں بلکہ بہتر اور عمدہ ہے کیونکہ صفائی اور ستھرائی اور پاکیزگی اور حسن و جمال یہ
سب صفات ہیں اللہ جل جلالہ کے اور انسان کو بالطبع یہ امر مرغوب ہیں پس انکا حاصل کرنا یا ان کا شوق رکھنا
کسی طرح بُرا نہیں ہو سکتا اور ان کا شوق کبر اور غرور نہیں ہو سکتا بلکہ کبر کے وہ معنی ہیں جو آگے بیان ہونگے
نووی نے کہا یہ جو آپ نے فرمایا اللہ جمیل ہے پسند کرتا ہے جمال کو تو علما نے اسکے معنوں میں اختلاف کیا ہے بعضوں
نے کہا اسکا معنی یہ ہے کہ اللہ کی ہر ایک صفت جمیل ہے اور ہر ایک کام جمیل ہے یعنی عمدہ اور بہتر ہے اور اسکے
تمام نام بہتر ہیں اور تمام صفات جمال اور کمال اُسمیں موجود ہیں ابو القاسم قشیری نے کہا جمیل کے معنے جلیل
یعنے بزرگ اور خطابی نے نقل کیا کہ جمیل کے معنے نورانی اور روشن یعنی وہ مالک ہے روشنی اور تازگی کا
اور بعضوں نے کہا اوسکے افعال جمیل ہیں کہ وہ نظر کرتا ہے اپنے بندوں پر رحمت کے ساتھ اور تکلیف دیتا
ہے تھوڑی سے آسان کاموں کی اور ثواب دیتا ہے بہت اور جمیل ایسا اسم ہے جو صحیح حدیث میں خدا کے

لیے آیا ہے پر یہ حدیث خبر واحد ہے اور اسماء حسنیٰ کی حدیث مین بہی یہ اسم موجود ہے لیکن اسکی اسناد مین گفتگو ہے اور مختار یہی ہے کہ اللہ کو جمیل بول سکتے ہین اور بعضی علماء نے اوس سے منع کیا ہے امام الحرمین نے کہا کہ اللہ جل جلالہ کے جو اسماء اور صفات شرع مین وارد ہوئے ہین ہم اون کا اطلاق کرینگے اور جن سے شرع نے منع کیا ہے اون کے اطلاق سے باز رہین گے اور جو اسماء اور صفات شرع مین نہین آئے اون کی جواز اور عدم جواز کسی کا ہم حکم نہ کرینگے اس لیے کہ شرع کے احکام نص سے معلوم ہوتے ہین اور اگر ہم جواز یا عدم جواز کا حکم کر دین تو ہم نے ایک حکم کیا بغیر شرع کے پہر اطلاق کے جائز ہونیکے لیے یہ ضرور نہین کہ وہ دلیل یقینی ہو (یعنی آیت یا حدیث متواتر) بلکہ وہ دلیل کافی ہے جو موجب ہوتی ہے عمل کو اگرچہ علم کو موجب نہ ہو (یعنے خبر واحد کافی ہے) البتہ قیاس کو اسمین دخل نہین ہو سکتا تمام ہوا کلام امام الحرمین کا اور اُن کا درجہ اور رتبہ ہر ایک علم مین خصوصًا اس فن مین یعنے علم کلام مین تو انتہا درجے کا ہے اور یہ جو اونہون نے کہا کہ ہم جواز اور عدم جواز کسیکا حکم نہ کرین گے جب تک دلیل شرعی نہ ہو تو بنا اوسکی اوس مذہب پر ہے جو مختار ہے اور صحیح ہے محققین کے نزدیک کہ اصل اشیا مین یہ ہے کہ کوئی حکم نکیا جاوے جب تک شرع وارد نہ ہو نہ حلت نہ حرمت نہ اباحت کا کیونکہ اہل سنت کے نزدیک حاکم شرع ہے اور ہماری بعض علماء نے کہا کہ اصل اشیا مین اباحت ہے اور بعضون نے کہا کہ اصل حرمت ہے اور بعضون نے کہا کہ اصل توقف ہے اور مختار وہی ہے جو پہلے مذکور ہوا اور اہل سنت نے اختلاف کیا ہے کہ اللہ تعالی پر اون اسما اور صفات کا جو شرع مین وارد نہین ہوئے اطلاق کیا جاوے یا نہ کیا جاوے بشرطیکہ وہ اسما اور صفات جمال اور جلال اور کمال اور مدح کے ہون تو بعضون نے اُن کا اطلاق جائز کہا ہے اور بعضون نے منع کیا ہے جب تک کوئی دلیل قطعی جیسے آیت یا حدیث متواتر یا اجماع نہو اور خبر واحد سے جو اسم یا صفت ثابت ہو اوس کے اطلاق میں اختلاف ہے قاضی نے کہا صحیح یہ ہے کہ اوسکا اطلاق جائز ہے انتہی ما قال النووی سراج الوہاج مین ہے کہ اللہ جل جلالہ کے اسماء اور صفات مین توقف صحیح ہے یعنے جو اسما اور صفات شرع مین وارد ہوئے ہین اونہی کا اطلاق کرنا چاہیے اور اپنی طرف سے نئے نام اور صفات تراشنا بہتر نہین گو اون کے معنے عمدہ ہون امام بیہقی کی کتاب الاسماء والصفات اس باب مین نہایت عمدہ اور جامع کتاب ہے

ف غرور اور گہمنڈ یہ ہے کہ انسان حق کو ناحق کرے (یعنے اپنی بات کیچ سے یا نفسانیت سے ایک بات واجبی ہو اور صحیح ہو اوسکو رد کرے اور نہ مانے) اور لوگون کو حقیر سمجہے ف اور اپنے

اصل اشیا مین اباحت ہے

اللہ جل جلالہ کے اسما اور صفات مین توقف ہے

نیکین عالی اور بلند اور معزز خیال کرے یعنی نفس پروری کرے یہ صفت ایسی بری ہے کہ انسان کو بہت ذلیل کرتی ہے اور لوگ اُس سے ناراض ہوجاتے ہین اور اُس سے دشمن ہوجاتے ہین اس کم بخت صفت کی وجہ سے کچھ صرف یہی عذاب نہین کہ جنت سے محروم ہوگا بلکہ دنیا مین بھی بڑی تکلیف اور مصیبت ہوگی جو شخص گھمنڈ کرتا ہے اور جو دوسری لوگ اوسکی فکر مین رہتی ہین اور کسی موقع پر اوسکو ایسا ذلیل کرتے ہین کہ اُسکا سارا غرور ناک کی راہ نکل جاتا ہے حدیث مین غمط الناس طا مہملہ سے مروی ہے جسکے معنے لوگون کو حقیر جاننا اور صحیح مسلم کے سب نسخون مین یہ لفظ یون ہی ہے اور ابوداؤد نے بھی اُسکو اسی طرح نقل کیا ہے لیکن ترمذی نے غمص صاد مہملہ سے نقل کیا ہے اور معنی اسکا بھی یہی ہے **عَنْ** عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلُ النَّارَ اَحَدٌ فِیْ قَلْبِہٖ مِثْقَالُ حَبَّۃِ خَرْدَلٍ مِّنْ اِیْمَانٍ وَّلَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ اَحَدٌ فِیْ قَلْبِہٖ مِثْقَالُ حَبَّۃِ خَرْدَلٍ مِّنْ کِبْرٍ ترجمہ عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہنم مین نہ جاویگا (یعنی ہمیشہ کے لیے) وہ شخص جسکے دل مین رائی کے دانے برابر ایمان ہو اور جنت مین نہ جاوے گا وہ شخص جسکے دل مین رائی کے دانے برابر گھمنڈ اور غرور ہو **ف** نووی نے کہا اسکی تاویل مین علما کا اختلاف ہے خطابی نے دو وجہین بیان کی ہین ایک یہ کہ مراد وہ شخص ہے جو ایمان لانے مین اتنا ذرا سا بھی غرور کرے اور ایمان نہ لاوے وہ تو جنت مین ہرگز نہ جاویگا جب اسی حالت پر مرے دوسرے یہ کہ جب لوگ جنت مین جاوینگے تو اُن کے دلون مین رائی کے دانے کے برابر بھی غرور نہ ہوگا اس لیے کہ اللہ نے فرمایا ہمنے نکال لیا بہشتیون کے دلون مین سے جو کچھ کھٹک تھی اون مین اور یہ دونون تاویلین بعید ہین اسلیے کہ حدیث وارد ہوئی ہے کبر کی ممانعت مین لوگون کو اس بری بات سے بچانے کے لیے اور اون دونون تاویلون کی وجہ سے وہ مطلب فوت ہوجاتا ہے تو ظاہر وہ ہے جو قاضی عیاض اور اور محققین نے اختیار کیا ہے یعنی مطلب یہ ہے کہ وہ جنت مین نہ جاویگا جب تک اُسکو اس کبر کا بدلہ نہ ملے یا اگر اوسکو بدلہ ملے تو یہی بدلہ ہے کہ وہ جنت مین نہ جاوی اور بعضون نے کہا ہے کہ وہ پرہیزگارون کے ساتھ پہلی بار مین جنت نہ جاویگا **عَنْ** عَبْدِ اللّٰہِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِہٖ مِثْقَالُ ذَرَّۃٍ مِّنْ کِبْرٍ ترجمہ عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت مین نہ جاویگا وہ شخص جسکے دل مین رتی برابر غرور ہو **باب**

الدَّلِيْلِ عَلَى اَنَّ مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَاِنْ مَاتَ مُشْرِكًا دَخَلَ النَّارَ
جو شخص شرک سے پاک ہو اور مرے تو وہ جنت میں جاویگا اور جو شرک کی حالت میں مرے وہ جہنم میں جاویگا –
عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ وَكِيْعٌ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ مَاتَ يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ وَقُلْتُ اَنَا وَمَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ ترجمہ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور ایک روایت میں ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص مرجاوے اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرتا ہو تو وہ جہنم میں جاویگا عبداللہ بن مسعود نے کہا میں کہتا ہوں جو شخص مرجاوے اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو تو وہ جنت میں جاوے گا **ف** ایسا ہی ہے صحیح مسلم کے اکثر نسخوں میں اور صحیح بخاری میں اور قاضی عیاض نے بھی ایسا ہی نقل کیا ہے اور بعض نسخوں میں اس کے برعکس ہے یعنے پہلا جملہ کو ابن مسعود کا کلام نقل کیا ہے اور دوسرے جملے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور حمیدی نے کتاب الجمع بین الصحیحین میں ایسا ہی نقل کیا ہے ابو عوانہ نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے اور یہ دونوں جملے مرفوعاً جابر سے ثابت ہیں پھر ابن مسعود نے جو ایک جملہ حضرت کیطرف نسبت کیا اور ایک اپنی طرف تو اس کی وجہ یہ ہوگی کہ انہوں نے حضرت سے ایک ہی جملہ سنا ہوگا اور دوسرا جملہ قرآن و حدیث سے انہوں نے خود نکالا مگر اوس میں یہ خرابی ہوتی ہے کہ ابن مسعود نے خود دوسری روایت میں دونوں جملوں کو حضرت سے نقل کیا تو شاید ابن مسعود کو اس روایت کے وقت ایک جملہ یاد رہا ہوگا اور دوسرا یاد نہوگا اس لیے انہوں نے اپنی طرف نسبت دیا واللہ اعلم –
عَنْ جَابِرٍ قَالَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْمُوْجِبَتَانِ فَقَالَ مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ مَاتَ يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ ترجمہ جابر سے روایت ہے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ وہ دو باتیں کون سی ہیں جو واجب کرتی ہیں جنت کو اور جہنم کو آپ نے فرمایا جو شخص مرجاوے اور وہ اللہ کے ساتھ کسیکو شریک نکرتا ہو تو وہ جنت میں جاویگا اور جو شخص مرجاوے اور وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرتا ہو تو وہ جہنم میں جاویگا **ف** نووی نے کہا اس پر اجماع ہے مسلمانوں کا لیکن مشرک کا جہنم میں جانا وہ عموماً ہے وہ جہنم میں جاویگا اور ہمیشہ اسمیں رہیگا اور یہودی اور نصرانی اور بت پرست اور سب قسم کے کافروں کا یہی حکم ہے ان میں کوئی فرق نہیں یعنی

وہ سب ہمیشہ ہمیشہ جہنم مین رہین گے اسیطرح جو کافر ہو عناد سے یا بغیر عناد کے یا جو مخالف ہو ملت اسلام کے یا جو اسلام کیطرف منسوب ہو یعنی مسلمان کہلاوے پہر حکم کیا جاوے اوسکے کفر کا کسی امر کے انکار سے اور جو مشرک ہو موحد ہو اوسکا جنت مین جانا بہی یقینی ہے پہر اگر اوس سے کبیرہ گناہ پر اصرار نہین ہوا وہ تو پہلے ہی دلہ مین جنت مین جاویگا اور جو کبیرہ پر اصرار ہوا ہے تو وہ خدا کی مشیت پر ہی جاتا ہے اوسے معاف کرے اور سیدہا جنت مین لیجاوے اور رہا ہے چند روز عذاب کرکے پہر جنت مین لے جاوے لیکن وہ ہمیشہ جہنم مین نرہے گا عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ لَقِيَ اللّٰهَ لَا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ لَقِيَهٗ يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ ترجمہ جابر بن عبداللہ سے روایت ہے مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تہے جو شخص اللہ سے ملے اور اوس کے ساتھ کسی کو شریک نکرتا ہو وہ جنت مین جاویگا اور جو اُس سے ملے اور کسی کو اُس کے ساتھ شریک کرتا ہو وہ جہنم مین جاوے گا عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اَتَانِيْ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَبَشَّرَنِيْ اَنَّهٗ مَنْ مَاتَ مِنْ اُمَّتِكَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ ترجمہ ابوذر غفاری سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور مجہکو خوشخبری دی کہ جو شخص تمہاری امت مین سے مریگا اور وہ اللہ کے ساتھ شرک نکرتا ہوگا تو جنت مین جاویگا مین نے کہا اگرچہ وہ زنا کرے یا چوری کرے اُنہون نے کہا اگرچہ وہ زنا کرے یا چوری کرے ف نووی نے کہا یہ حدیث دلیل ہے اہل سنت کے مذہب کی کہ کبیرہ گناہ کرنیوالا ہمیشہ جہنم مین نہین رہیگا بلکہ جہنم مین یا تو بالکل نجاویگا یا جاویگا تو چند روز کے بعد وہان سے نکلکر پہر جنت مین جاویگا اور اوپر اسکا بیان مفصل گذرچکا ہے انتہی زنا اور چوری کو اس لیے خاص کیا کہ یہ دونون بڑے کبیرہ گناہ ہین اور زنا حق اللہ ہے اور چوری حق العباد تو معلوم ہوا کہ جو شخص موحد ہو اور اُس گناہ مین مبتلا ہو جو حق العباد ہو تب بہی وہ ہمیشہ جہنم مین نہین رہیگا بلکہ کبہی نہ کبہی وہان سے نکلکر آخر کو جنت مین ضرور جاویگا عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ نَائِمٌ عَلَيْهِ ثَوْبٌ اَبْيَضُ ثُمَّ اَتَيْتُهٗ فَاِذَا هُوَ نَائِمٌ ثُمَّ اَتَيْتُهٗ وَقَدِ اسْتَيْقَظَ فَجَلَسْتُ اِلَيْهِ فَقَالَ مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ مَاتَ عَلٰى ذٰلِكَ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ قُلْتُ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ فِي الرَّابِعَةِ عَلٰى رَغْمِ اَنْفِ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ فَخَرَجَ اَبُوْ ذَرٍّ وَهُوَ يَقُوْلُ وَاِنْ رَغِمَ اَنْفُ اَبِيْ ذَرٍّ ترجمہ ابوذر سے روایت ہے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا آپ سو رہے تہے ایک سفید کپڑا اوڑہے ہوے پہر مین آیا تو آپ سو رہے تہے پہر مین آیا

تو آپ جاگتے تہے مین بیٹہا آپ کی پاس آپنے فرمایا جو بندہ لا الہ الا اللہ کہی پہر مرجاوی اسی اعتقاد پر (یعنے
اسکی توحید پر) تو وہ جنت مین جاویگا مین نے کہا اگرچہ وہ زنا اور چوری کرے آپنے فرمایا اگرچہ وہ زنا
اور چوری کرے مین نے کہا اگرچہ وہ زنا اور چوری کرے آپنے فرمایا اگرچہ وہ زنا اور چوری کرے تین بار
ایسا ہی فرمایا چوتہی بار مین آپنے فرمایا اگرچہ ابوذر کی ناک مین خاک لگے **ف** یعنی ابوذر کی ذلت
ہو اس لیے کہ یہ امر اون کی راے اور مرضی کے خلاف تہا وہ گناہون سے بڑی نفرت کرتے تہے اور
گنہگارون کو اللہ کی رحمت سی دور سمجہتے تہے اور یہ امر اون کی بار بار پوچہنے سے معلوم ہوا کہ زنا اور چوری
کرنے پر بہی وہ جنت مین نہ جاویگا گویا اُن کو بڑا تعجب ہوا کہ اتنے بڑے بڑے گناہ کرنے پر بہی اوسکو
جنت ملے گی **ف** پہر نکلے ابوذر اور وہ کہتے تہے اگرچہ ابوذر کی ناک مین خاک لگے **ف** یعنی
جو لفظ حضرت نے فرمایا تہا اوسیکو کہتے جاتے تہے اور یہ انتہا محبت تہی ابوذر کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم کے ساتہہ **باب** تَحْرِيمِ قَتْلِ الْكَافِرِ بَعْدَ قَوْلِهِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ حبب کافر لا الہ الا اللہ کہے پہر قتل
اوسکا حرام ہے **عَنِ** الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ[٣] أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ إِنْ لَقِيتُ
٣ اخبرة
رَجُلًا مِنَ الْكُفَّارِ فَقَاتَلَنِي فَضَرَبَ إِحْدَى يَدَيَّ بِالسَّيْفِ فَقَطَعَهَا ثُمَّ لَاذَ مِنِّي بِشَجَرَةٍ
فَقَالَ أَسْلَمْتُ لِلّٰهِ أَفَأَقْتُلُهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَعْدَ أَنْ قَالَهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ لَا تَقْتُلْهُ قَالَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهُ قَدْ قَطَعَ يَدِي ثُمَّ قَالَ ذٰلِكَ بَعْدَ أَنْ قَطَعَهَا
أَفَأَقْتُلُهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقْتُلْهُ فَإِنْ قَتَلْتَهُ فَإِنَّهُ بِمَنْزِلَتِكَ
ن قال قال
قَبْلَ أَنْ تَقْتُلَهُ وَإِنَّكَ بِمَنْزِلَتِهِ قَبْلَ أَنْ يَقُوْلَ كَلِمَتَهُ الَّتِي قَالَ **ترجمہ** مقداد بن اسود سے روایت
ہے انہون نے کہا یا رسول اللہ اگر مین ایک کافر سے بہڑون وہ مجہسے لڑے اور میرا ایک ہاتہہ تلوار سے کاٹ ڈالے
پہر مجہسے بچکر ایک درخت کی آڑ لیوے اور کہنے لگے مین تابع ہو گیا اللہ کا کیا مین اوسکو قتل کرون جب وہ
یہ کہہ چکے آپ نے فرمایا مت قتل کر اوسکو مین نے کہا یا رسول اللہ اوس نے میرا ہاتہہ کاٹ ڈالا پہر ایسا کہنے لگا
کیا مین اوسکو قتل کرون آپنے فرمایا مت قتل کر اوسکو (اگرچہ تجہکو اوس سے صدمہ پہونچا اور زخم لگا)
اگر تو اوسکو قتل کرے گا تو اوسکا حال تیرا سا ہوگا قتل سے پہلے اور تیرا حال اُسکا سا ہوگا جبتک اوس نے
یہ کلمہ نہین کہا تہا **ف** ظاہر حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اگر تو اوسکو قتل کریگا تو وہ تیری مثل ہوجاویگا
یعنی وہ مسلمان ہوگا اور تو اوسکی مثل ہوجاویگا یعنی جیسے وہ تہا اسلام لانے سے پہلے یعنی

کافر ہو جاویگا اسمین یہ اشکال ہے کہ مسلمان جہاد کرنے والا اس گناہ سے کافر نہین ہو سکتا خصوصاً اُس صورت مین جب اوسکو احتمال ہو کہ یہ دل سے مسلمان نہین ہوا ہے بلکہ جان بچانے کے لیے بہانہ کرتا ہے اور اُس نے مسلمان کو زخمی بہی کیا ہو نووی نے کہا اُس حدیث کے مطلب مین علما نے اختلاف کیا ہے سب سے عمدہ معنی یہ ہے جو امام شافعی اور ابن قصار سے منقول ہے کہ جب اوس نے لا الٰہ الا اللہ کہا اور اسلام قبول کیا تو وہ تیری مثل ہو گیا یعنے جان کی حرمت اور حفاظت مین جیسے تو تہا اوس کے قتل سے پہلے اور تو نے جب اُسکو قتل کیا تو تو اوس کی مثل ہو گیا یعنے تیری جان کی حرمت نہ رہی اور تیرا خون حلال ہو گیا جیسے اسکا حال تہا اسلام لانے سے پہلے قاضی عیاض نے کہا اسکا معنی یہ ہے کہ تو اسکی مثل ہو گیا حق کی مخالفت مین اور گناہ کے ارتکاب مین اگرچہ تیری مخالفت اور گناہ اور اوسکی مخالفت اور گناہ مین فرق ہے اُسکا گناہ تو کفر تک پہونچا تہا اور تیرا گناہ فسق تک پہونچیگا۔ پہر علما نے اختلاف کیا ہے کہ اگر کوئی مسلمان جہاد مین ایسا کرے یعنے کسی کافر کو لا الٰہ الا اللہ کہنے کے بعد مار ڈالے تو اسکا کیا حکم ہے بعضون نے کہا اوس پر کچہ نہین نہ قصاص ہے نہ دیت نہ کفارہ کیونکہ آگے کی حدیث مین آویگا کہ اسامہ نے یہ فعل کیا تہا پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے نہ اون کو قتل کیا نہ دیت لی اون سے نہ کفارہ اونپر واجب کیا اور بعضون کے نزدیک کفارہ واجب ہے لیکن قصاص ساقط ہے بوجہ شبہ کے کیونکہ اُسکو کافر سمجہکر مارا اور یہ خیال کیا کہ وہ کلمہ توحید کہنے سے مسلمان نہین ہو سکتا ایسی حالت مین اور دیت کے واجب ہونے مین امام شافعی کے دو قول ہین پہر یہ لوگ اسامہ کی حدیث کا جواب دیتے ہین کہ کفارہ فوراً واجب نہین اور دیت بہی اسواسطے نہ لی گئی کہ اسامہ مفلس ہونگے

عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الإِسْنَادِ أَمَّا الأَوْزَاعِيُّ وَابْنُ جُرَيْجٍ فِي حَدِيثِهِمَا قَالَ أَسْلَمْتُ لِلَّهِ كَمَا قَالَ اللَّيْثُ وَأَمَّا مَعْمَرٌ فَفِي حَدِيثِهِ فَلَمَّا أَهْوَيْتُ لأَقْتُلَهُ قَالَ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ ترجمہ دوسری روایت بہی ایسی ہی ہے اس مین یہ ہے کہ وہ کہے اسلام لایا مین اللہ کے لیے اور معمر کی روایت مین ہے کہ جب مین جہکون اوسکے قتل کے لیے تو وہ کہے لا الٰہ الا اللہ

عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الأَسْوَدِ الْكِنْدِيِّ وَكَانَ حَلِيفًا لِبَنِي زُهْرَةَ وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِنْ لَقِيتُ رَجُلاً مِنَ الْكُفَّارِ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ اللَّيْثِ ترجمہ مقداد بن عمرو بن اسود کندی سے روایت ہے وہ حلیف تہے بنی زہرہ کے (یعنی ان کے امان مین آئے تہے اور اُن سے عہد کر چکے تہے) اور بدر

کی لڑائی مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے انہون نے کہا یا رسول اللہ آپ کیا سمجھتے ہین اگر مین بھڑ جاؤن
ایک کافر سے پھر بیان کیا حدیث کو اوسی طرح جیسے اوپر گذری عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَیْدٍ وَّھٰذَا حَدِیْثُ
ابْنِ اَبِیْ شَیْبَةَ قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ سَرِیَّةٍ فَصَبَّحْنَا الْحُرَقَاتِ
مِنْ جُھَیْنَةَ فَاَدْرَکْتُ رَجُلًا فَقَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فَطَعَنْتُہٗ فَوَقَعَ فِیْ نَفْسِیْ مِنْ ذٰلِکَ
فَذَکَرْتُہٗ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَقَالَ
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَقَتَلْتَہٗ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّمَا قَالَھَا خَوْفًا مِّنَ السِّلَاحِ قَالَ اَفَلَا
شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِہٖ حَتّٰی تَعْلَمَ اَقَالَھَا اَمْ لَا فَمَا زَالَ یُکَرِّرُھَا عَلَیَّ حَتّٰی تَمَنَّیْتُ اَنِّیْ اَسْلَمْتُ
یَوْمَئِذٍ قَالَ فَقَالَ سَعْدٌ وَّاَنَا وَاللّٰہِ لَا اَقْتُلُ مُسْلِمًا حَتّٰی یَقْتُلَہٗ ذُو الْبُطَیْنِ یَعْنِیْ اُسَامَةَ
قَالَ قَالَ رَجُلٌ اَلَمْ یَقُلِ اللّٰہُ وَقَاتِلُوْھُمْ حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَةٌ وَّیَکُوْنَ الدِّیْنُ کُلُّہٗ لِلّٰہِ فَقَالَ
سَعْدٌ قَدْ قَاتَلْنَا حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَةٌ وَّاَنْتَ وَاَصْحَابُکَ تُرِیْدُوْنَ اَنْ تُقَاتِلُوْا حَتّٰی تَکُوْنَ
فِتْنَةٌ ترجمہ اسامہ بن زید سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو ایک سریہ مین بھیجا (سریہ
کہتے ہین لشکر کے ایک ٹکڑے کو جسمین چار سو آدمی تک ہوتے ہین) ہم صبح کو لڑے حرقات سے جو جہینہ مین
سے ہے (حرقات بضم حا اور فتح را ایک قبیلہ ہے) پھر مین نے ایک شخص کو پایا اوس نے لا الہ الا اللہ کہا
مین نے برچھے سے اوسکو مار دیا بعد اوسکے میرے دل مین وہم ہوا (کہ لا الہ الا اللہ کہنے پر مارنا درست نہ تھا)
مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا کیا اوس نے لا الہ الا اللہ کہا تھا اور تو نے
اُسے مار ڈالا مین نے عرض کیا یا رسول اللہ اوس نے ہتیار سے ڈر کر کہا تھا آپ نے فرمایا کیا تو نے اُسکا
دل چیر کر دیکھا تھا تا تجھے معلوم ہوتا کہ اُس کے دل نے یہ کلمہ کہا تھا یا نہین (مطلب یہ ہے کہ دل کا حال تجھے
کہان سے معلوم ہوا) پھر آپ بار بار یہی فرماتے یہانتک کہ مین نے آرزو کی کہ کاش مین اسی دن مسلمان
ہوا ہوتا (تو اسلام لانیکے بعد ایسے گناہ مین مبتلا نہ ہوتا کیونکہ اسلام لانے سے کفر کے اگلے گناہ معاف
ہو جاتے ہین) سعد بن ابی وقاص نے کہا قسم خدا کی مین کسی مسلمان کو نہ مارونگا جب تک اُسکو ذو البطین
یعنی اسامہ نہ مارے (بطین تصغیر ہے بطن کی اور بطن کہتے ہین پیٹ کو اسامہ کو ذو البطین اس لیے
کہتے ہین کہ اون کا پیٹ بڑا تھا) ایک شخص بولا اللہ تعالی فرماتا ہے لڑو اُن سے جبتک کہ فساد نہ رہے
اور دین سب اللہ کے لیے ہو جاوے سعد نے کہا ہم تو لڑے (کافرون سے) اس لیے کہ فساد نہ ہو اور

تو اور تیرے ساتھی اس لیے لڑتے ہیں کہ فساد ہو **ف** اللہ تعالیٰ نے فرمایا سورۂ انفال میں وَقَاتِلُوا
هُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ لڑو کافروں سے یہانتک کہ فساد نہ رہے یعنے اونکا
زور ٹوٹ جاوے اور وہ ایمان میں خلل نڈال سکیں) اور ہو جاوے دین اللہ کا اس شخص کا مطلب اس
آیت کے پڑھنے سے یہ تہا کہ مسلمان بہی اگر فساد کریں تو اون سے لڑنا جائز ہے سعد نے اوسکو الزام دیا
کہ یہ لڑنا اور فساد بڑہانا ہے آپس میں لڑنا اور ہماری لڑائیاں فساد مٹنے کے لیے تہیں **عَنْ** اُسَامَةَ
بْنِ زَيْدٍ قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْحُرَقَةِ مِنْ جُهَيْنَةَ فَصَبَّحْنَا
الْقَوْمَ فَهَزَمْنَاهُمْ قَالَ وَلَحِقْتُ اَنَا وَرَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ رَجُلًا مِّنْهُمْ فَلَمَّا غَشِيْنَاهُ
قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ فَكَفَّ عَنْهُ الْاَنْصَارِيُّ وَطَعَنْتُهٗ بِرُمْحِيْ حَتّٰى قَتَلْتُهٗ قَالَ فَلَمَّا
قَدِمْنَا بَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِيْ يَا اُسَامَةُ اَقَتَلْتَهٗ بَعْدَ مَا قَالَ لَا
اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا كَانَ مُتَعَوِّذًا قَالَ فَقَالَ اَقَتَلْتَهٗ بَعْدَ مَا قَالَ لَا اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ قَالَ فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا عَلَيَّ حَتّٰى تَمَنَّيْتُ اَنِّيْ لَمْ اَكُنْ اَسْلَمْتُ قَبْلَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ
ترجمہ اسامہ بن زید سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو حرقہ کیطرف بہیجا جو ایک قبیلہ ہے جہینہ
میں سے پھر ہم صبح کو وہان پہونچے اور اون کو شکست دی میں نے اور ایک انصاری آدمی نے ملکر
ایک شخص کو پکڑا جب اوسکو گہیر لیا تو وہ لا الٰہ الا اللہ کہنے لگا انصاری تو یہ سنکر اوس سے ہٹ گیا اور
میں نے برچھے سے اوسکو مارا یہانتک کہ وہ مر گیا جب ہم لوٹ کر آئے تو یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو پہونچی (اور پہلی روایت میں ہے کہ اسامہ نے خود ذکر کیا شاید آپکو پہلے خبر پہونچ گئی ہوگی پھر اسامہ
نے بہی ذکر کیا ہوگا اوس وقت) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اسامہ تو نے اسکو مار ڈالا لا الٰہ
الا اللہ کہنے کے بعد میں نے کہا یا رسول اللہ اوس نے اپنے تئین بچانے کے لیے کہا آپ نے فرمایا تو نے
اوسکو مار ڈالا لا الٰہ الا اللہ کہنے کے بعد پھر آپ بار بار یہی فرماتے رہے یہانتک کہ میں نے آرزو کی کاش میں
مسلمان نہوا ہوتا اوس دن سے پہلے (تو یہ گناہ مجہہ سے نہوتا) **عَنْ** صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ اَنَّهٗ حَدَّثَ
اَنَّ جُنْدَبَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيَّ بَعَثَ اِلٰى عَسْعَسِ بْنِ سَلَامَةَ زَمَنَ فِتْنَةِ ابْنِ الزُّبَيْرِ
فَقَالَ اجْمَعْ لِيْ نَفَرًا مِّنْ اِخْوَانِكَ حَتّٰى اُحَدِّثَهُمْ فَبَعَثَ رَسُوْلًا اِلَيْهِمْ فَلَمَّا اجْتَمَعُوْا
جَاءَ جُنْدَبٌ وَعَلَيْهِ بُرْنُسٌ اَصْفَرُ فَقَالَ تَحَدَّثُوْا بِمَا كُنْتُمْ تَحَدَّثُوْنَ بِهٖ حَتّٰى

دار الحدیث کما دار الحدیث الیہ حسر البرنس عن راسہ فقال انی اتیتکم و لا
ارید ان اخبرکم عن نبیکم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعث بعثا من
المسلمین الی قوم من المشرکین و انہم التقوا فکان رجل من المشرکین اذا شاء
ان یقصد الی رجل من المسلمین قصد لہ فقتلہ و ان رجلا من المسلمین قصد غفلتہ
قال و کنا نحدث انہ اسامۃ بن زید فلما رفع علیہ السیف قال لا الہ الا اللہ
فقتلہ فجاء البشیر الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسالہ و اخبرہ حتی اخبرہ خبر
الرجل کیف صنع فدعاہ فسالہ فقال لم قتلتہ قال یا رسول اللہ اوجع فی المسلمین
و قتل فلانا و فلانا و سمی لہ نفرا و انی حملت علیہ فلما رای السیف قال لا الہ الا اللہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اقتلتہ قال نعم قال فکیف تصنع بلا الہ الا اللہ اذا جاءت یوم القیمۃ قال یا رسول اللہ استغفر لی قال
وکیف تصنع بلا الہ الا اللہ اذا جاءت یوم القیمۃ قال فجعل لا یزیدہ علی ان یقول کیف تصنع بلا
الہ الا اللہ اذا جاءت یوم القیمۃ ترجمہ صفوان بن محرز سے روایت ہے کہ جندب بن عبد اللہ
بجلی نے عسعس بن سلامہ کو کہلا بھیجا جب عبد اللہ بن زبیر کا فتنہ ہوا کہ تم اکٹھا کرو میرے لیے اپنے
چند بھائیون کو تا میں ان سے باتیں کرون عسعس نے لوگون کو کہلا بھیجا وے اکٹھے ہوئے تو جندب
آئے ایک زرد برنس اوڑھے تھے (صراح میں ہے برنس وہ ٹوپی جسکو لوگ شروع زمانہ اسلام میں پہنتے
تھے اور نووی نے کہا برنس وہ کپڑا ہے جسکا سر اوسی میں لگا ہوا ہو کرتہ یا جبہ جوہری نے کہا برنس
ایک لمبی ٹوپی تھی جسکو لوگ ابتداے اسلام میں پہنتے تھے) انہون نے کہا تم باتیں کرو جو کرتے تھے
یہانتک کہ جندب کی باری آئی جب جندب کی باری آئی (یعنی ان کو بات کرنا ضرور پڑا) تو انہون
نے برنس کو اپنے سر سے ہٹا دیا اور کہا میں تمہارے پاس آیا اس ارادے سے کہ بیان کرون تم سے
حدیث تمہارے پیغمبر کی ف حدیث میں یون ہے ولا ارید ان اخبرکم عن نبیکم جسکا لفظی ترجمہ یہ
ہوتا ہے کہ میرا ارادہ نہ تھا تم سے حدیث بیان کرنے کا تمہارے پیغمبر کی اور یہ ٹھیک نہیں نووی نے کہا
تمام نسخون میں یہ عبارت اسی طرح ہے اور میں نے بھی جہانتک نسخے میرے پاس موجود تھے ان میں
یہی پایا نسخہ مطبوعہ مصر اور مطبوعہ دہلی اور مطبوعہ کلکتہ سب میں ایسا ہی ہے پر نسخہ مطبوعہ کلکتہ کے
حاشیہ میں یہ لکھا ہے کہ بعض نسخون میں الا کا لفظ اوپر لکھا ہوا ہے یعنی یون ہے لا ارید الا ان

ن
رجعلم

ی
ن
فقال

اخبرکم عن نبیکم اوس صورت مین تو مطلب صاف ہے یعنے میرا ارادہ کچہ تہا سوا اسکی کہ حدیث بیان کرون تم سے تمہارے پیغمبر کی اور نووی کی کلام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی نسخے مین الا کا لفظ نہین ہے تو شاید مراد اون کی وہ نسخے ہین جو اونکو دمشق مین دستیاب ہوئے - نووی نے کہا یہان پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ جندب نے خود عسعس سے کہلا بہیجا کہ تم لوگون کو جمع کرو - مین اُن سی حدیث بیان کرون گا پہر جب آئے تو خود کیسے کہنے لگے کہ میرا ارادہ حدیث بیان کرنیکا نہ تہا اور اس کا رفع دو طرح سے ہو سکتا ہے ایک تو یہ کہ لا کا لفظ زائد ہو اس صورت مین ترجمہ یہ ہوگا جو اوپر مذکور ہوا یعنی مین تمہاری پاس آیا اس ارادے سی کہ بیان کرون تم سے حدیث تمہارے پیغمبر کی اور مطلب صاف ہوجاویگا جیسے قرآن مین لا کا لفظ لِئَلَّا یَعلَمَ اَہلُ الکِتَاب - اور مَا مَنَعَکَ اَن لَّا تَسجُدَ مین زائد ہے دوسرے یہ کہ لا کا لفظ زائد نہو اور مطلب یہ ہو کہ مین تہاری پاس آیا اور میرا ارادہ حدیث بیان کرنیکا نہ تہا بلکہ دوسری طرف سی باتین کرنیکا پر مین اب اپنے ارادے سے زیادہ حدیث بہی بیان کرتا ہون اور کہتا ہون کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بہیجا اخیر تک خیر جاری مین ہے کہ شاید لا سی پہلے ہمزہ استفہام محذوف ہو یعنے مین تمہارے پاس آیا اور یہ ہو سکتا ہے کہ میرا ارادہ حدیث بیان کرنیکا نہ ہو (یعنے میرا ارادہ ہے) واللہ اعلم **ف** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانون کا ایک لشکر مشرکون کی ایک قوم پر بہیجا اور وہ دونون ملے (یعنے آمنا سامنا ہوا میدان جنگ مین) تو مشرکون مین ایک شخص تہا وہ جس مسلمان پر چاہتا اوسپر حملہ کرتا اور مار لیتا آخر ایک مسلمان نے اوسکی غفلت کو تاکا اور لوگون نے ہم سی کہا کہ وہ مسلمان اسامہ بن زید تہے پہر جب اونہون نے تلوار اوسپر سیدہی کی تو اوس نے کہا لا الہ الا اللہ لیکن انہون نے مار ڈالا اوسکو بعد اوس کے قاصد خوشخبری لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا آپنے اُس سی حال پوچہا اوس نے سب حال بیان کیا یہانتک کہ اس شخص کا بہی حال کہا (یعنی اسامہ بن زید کا) آپ نے اونکو بلایا اور پوچہا تم نے کیون اسکو مارا انہون نے کہا یا رسول اللہ اوس نے بہت تکلیف دی مسلمانون کو تو مارا فلانے اور فلانے کو اور نام لیا کئی آدمیون کا پہر مین اوسپر غالب ہوا جب اوس نے تلوار کو دیکہا تو لا الہ الا اللہ کہنے لگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے اوسکو قتل کیا اونہون نے کہا ہان آپ نے فرمایا تم کیا جواب دوگے لا الہ الا اللہ کا جب وہ آویگا قیامت کے دن انہون نے کہا یا رسول اللہ دعا کیجیے میرے لیے بخشش کی آپنے فرمایا تم

کیا جواب دو گے لَا اِلٰہ اِلّا اللہ کا جب وہ آوے گا قیامت کے دن پھر آپ نے
اس سے زیادہ کچھ نہ کہا اور یہی کہتے رہے کہ تم کیا جواب دو گے لا الٰہ الا اللہ کا جب
وہ آوے گا قیامت کے روز **بَابُ** قَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ
وَسَلَّمَ مَنْ حَمَلَ عَلَیْنَا السِّلَاحَ فَلَیْسَ مِنَّا جو شخص مسلمانوں پر ہتیار اُٹھا وے
وہ مسلمان نہیں ہے **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
اَنَّهٗ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَیْنَا السِّلَاحَ فَلَیْسَ مِنَّا **ترجمہ** عبد اللہ بن عمر سے
روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہم پر ہتیار
اوٹھا وے وہ ہم میں سے نہیں ہے **ف** نووی نے کہا جو شخص مسلمانوں
پر ہتیار اوٹھا وے ناحق بغیر کسی قسم کے تاویل کے لیکن اس فعل کو حلال نہ
جانے وہ تو گنہگار ہے اور کافر نہ ہوگا اور جو حلال جانے وہ کافر ہے اور یہ
حدیث محمول ہے حلال جاننے والے پر یا مراد یہ ہے کہ وہ ہمارے عمدہ طریقے
پر نہیں ہے انتہے **عَنْ** سَلَمَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَ
سَلَّمَ قَالَ مَنْ سَلَّ عَلَیْنَا السَّیْفَ فَلَیْسَ مِنَّا **ترجمہ** سلمہ بن الاکوع سے
روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہم پر تلوار کھینچے
وہ ہم میں سے نہیں ہے **عَنْ** اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَیْنَا السِّلَاحَ فَلَیْسَ مِنَّا **ترجمہ** ابو موسےٰ سے
روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہم پر ہتیار اٹھاوے
وہ ہم میں سے نہیں ہے **بَابُ** قَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ مَنْ غَشَّنَا فَلَیْسَ مِنَّا **ترجمہ** جو شخص مسلمانوں کو فریب دیوے
وہ مسلمان نہیں ہے **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَیْنَا السِّلَاحَ فَلَیْسَ مِنَّا وَمَنْ غَشَّنَا فَلَیْسَ
مِنَّا **ترجمہ** ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا جو شخص ہم پر ہتیار اُٹھا وے وہ ہم میں سے نہیں ہے اور جو شخص

ہم کو دہوکا دیوے وہ ہم مین سے نہین ہے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰی صُبْرَةِ طَعَامٍ فَاَدْخَلَ یَدَهٗ فِیْهَا فَنَالَتْ اَصَابِعُهٗ بَلَلًا فَقَالَ مَا هٰذَا یَا صَاحِبَ الطَّعَامِ فَقَالَ اَصَابَتْهُ السَّمَآءُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَفَلَا جَعَلْتَهٗ فَوْقَ الطَّعَامِ کَیْ یَرَاهُ النَّاسُ مَنْ غَشَّ فَلَیْسَ مِنِّیْ نسخہ غشنا

ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکہا ایک ڈہیر اناج کا راہ مین آپ نے اپنا ہاتہہ اُس کے اندر ڈالا تو انگلیون پر تری آگئی آپ نے پوچہا اسے اناج کے مالک یہ کیا ہے وہ بولا پانی پڑ گیا تہا اوس پر یا رسول اللہ آپ نے فرمایا پہر تونے اوس بہیگی ہوئی اناج کو اوپر کیون نہ رکہا کہ لوگ دیکہہ لیتے جو شخص فریب کرے دہوکا دیوے وہ مجہہ سے کچہ علاقہ نہین رکہتا

باب تحریم ضرب الخدود و شق الجیوب و الدعاء بدعوی الجاہلیۃ نسخہ دعا گال پیٹنا اور گریبان پہاڑنا اور جاہلیۃ کی سی باتین کرنا حرام ہے عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ اَوْ شَقَّ الْجُیُوْبَ اَوْ دَعَا بِدَعْوَی الْجَاهِلِیَّةِ هٰذَا حَدِیْثُ یَحْیٰی نسخہ ادعل وَاَمَّا ابْنُ نُمَیْرٍ وَاَبُوْ بَکْرٍ فَقَالَا وَشَقَّ وَدَعَا بِغَیْرِ اَلِفٍ ترجمہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہم مین سے نہین ہے وہ شخص جو گالون کو پیٹے یا گریبانون کو پہاڑے یا جاہلیت (کفر) کے زمانے مین کی باتین کرے اور دوسری روایت مین آو کے بدلے و ہے ف یعنی یون ہے جو شخص گالون کو پیٹے اور گریبانون کو پہاڑے اور جاہلیت کی سی باتین کرے (یعنی مصیبت کے وقت ہماری شریعت مین یہ سب کام حرام ہین انا للہ

وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ کہنا چاہیے اور صبر کرنا اگر آنسو بے اختیار نکل آویں تو مضایقہ نہین جاہلیت کی سے باتین یہ ہین کہ خدا کی ناشکری کرے پکارے چلاوے نوحہ کرے واویلا کرے منہ زبان سے اور کوئی بے صبری یا بے ادبی کی بات نکالے عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ وَشَقَّ وَدَعَا ترجمہ دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ بْنِ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ وَجِعَ اَبُوْ مُوْسٰی وَجَعًا فَغُشِیَ عَلَیْهِ وَرَاْسُهٗ فِیْ حَجْرِ امْرَاَةٍ مِّنْ اَهْلِهٖ فَصَاحَتِ امْرَاَةٌ مِّنْ اَهْلِهٖ فَلَمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يَّرُدَّ عَلَيْهَا شَيْئًا فَلَمَّا اَفَاقَ قَالَ اَنَا بَرِیْءٌ مِّمَّا بَرِئَ مِنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرِئَ مِنَ الصَّالِقَةِ وَالْحَالِقَةِ وَالشَّاقَّةِ ترجمہ ابو بردہ بن ابی موسی سے روایت ہے ابو موسی اشعری بیمار ہوئے اونکو غش آگیا اون کا سر ایک عورت کی گود مین تہا اون کے گہر والون مین سے تو ایک عورت چلائی اون کے گہر والون مین سے ابو موسی کو طاقت نہوئی اوسکو منع کرنے کی جب ہوش آیا تو کہا مین بیزار ہون اوس سے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیزار ہین آپ بیزار ہوئے ہین چلانیوالی سے (یعنی جو عورت مصیبت مین چلا کر رووے) اور بال منڈانے والی سے (یعنے جو عورت غمی مین بال منڈاوے) اور کپڑا پہاڑنیوالی سے ف نووی نے کہا ظاہر اور مشہور معنے یہی ہے اور قاضی عیاض نے ابن اعرابی سے نقل کیا کہ صالقہ منہ پیٹنے والی کو کہتے ہین عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ وَاَبِیْ بُرْدَةَ بْنِ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَا اُغْمِیَ عَلٰی اَبِیْ مُوْسٰی فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ اُمُّ عَبْدِ اللّٰهِ تَصِيْحُ بِرَنَّةٍ قَالَا ثُمَّ اَفَاقَ فَقَالَ اَلَمْ تَعْلَمِیْ وَكَانَ يُحَدِّثُهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا بَرِیْءٌ مِّمَّنْ حَلَقَ وَسَلَقَ وَخَرَقَ ترجمہ عبد الرحمن بن یزید اور ابی بردہ سے روایت ہے ابو موسی اشعری بیہوش ہو گئے تو انکی عورت ام عبد اللہ آئی چلاتی تہی رو رو کر پہر انکو ہوش ہوا تو کہا کیا تو نہین جانتی اور حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین بیزار ہون اوس شخص سے جو بال منڈاوے اور چلا کر رووے اور کپڑے پہاڑے (مصیبت مین کیونکہ یہ کافرون کی رسمین ہین) عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ غَيْرَ اَنَّ فِیْ حَدِيْثِ عِيَاضٍ الْاَشْعَرِیِّ قَالَ لَيْسَ مِنَّا وَلَمْ يَقُلْ بَرِیْءٌ ترجمہ ابو موسی سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے اوسمین یون ہی

صلق

باب بَيَانِ غِلَظِ تَحْرِيمِ النَّمِيمَةِ چغلخوری سخت حرام ہے ہم مین سی نہین ہے وہ شخص جو یہ کام کرے **عَنْ** حُذَيْفَةَ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلًا يَنُمُّ الْحَدِيثَ فَقَالَ حُذَيْفَةُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَّامٌ **ترجمہ** حذیفہ کو خبر پہونچی که فلان شخص بات لگا دیتا ہے (یعنی چغلی کہاتا ہے) انہون نے کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا آپ فرماتے تہے چغل خور جنت مین نہ جاویگا **ف** نووی نے کہا چغلی کہتے ہین لوگون کی بات دوسرون کو پہونچانا لڑانے اور فساد کرانے کے لیے امام غزالی نے احیاء العلوم مین کہا اکثر چغلی اُسکو کہتے ہین کہ ایک کی بات دوسرے سے لگا دینا یعنے اُس شخص سے کہنا کہ فلانا تجہے ایسا کہتا تہا اور حالانکہ چغلی کچہ یہی امر نہین بلکہ ہر بری بات کا بیان کرنا چغلی ہے خواہ اُس سے اُس بات کہنے والے کو رنج ہو یا جسکے لیے کہی جاوے اوسکو رنج ہو یا اور کسی تیسرے کو رنج ہو اور یہ بیان خواہ زبان سی ہو یا اشارے اور کنایے سی سب چغلی مین داخل ہے تو حقیقت چغلی کی راز کا کہولنا ہے اور پردہ فاش کرنا جو کسیکو ناگوار ہو پہر اگر کسی شخص کو دیکہا اپنا روپیہ گاڑتے ہوئے اور ذکر کیا اسکا دوسرون سی تو چغلی کی پہر امام غزالی نے کہا اب جس شخص کے پاس کوئی چغلی کہاوے اوسکو چہہ باتین ضرور ہین ایک تو یہ کہ اس کی بات سچ نہ جانے کیونکہ چغل خور فاسق ہے دوسرے یہ کہ اس کام سے اسکو منع کرے اور برا کہے اوسکو تیسرے یہ کہ اس شخص کو برا جانے کیونکہ وہ اللہ تعالی کے نزدیک بُرا ہے (یعنی چغلی کہانیوالا) چوتہی یہ کہ اپنے بہائی پر جسکی چغلی اوس نے کہائی ہے بدگمانی نہ کرے پانچوین یہ کہ اُس بات کا زیادہ تجسس نکرے اور اسکو دریافت نہ کرے چہٹی یہ کہ خود چغل خور نہ بنے یعنے اوس بات کو کسی اور سے نقل نکرے ورنہ خود اوسی گناہ مین پہنسیگا جس سے چغل خور کو منع کرتا تہا انتہے۔ امام نووی نے کہا یہ سب اس صورت مین ہے جب اوس بات مین کوئی مصلحت شرعی نہ ہو لیکن اگر اوس کے فاش کرنے مین کوئی مصلحت ہو تو منع نہین مثلا کوئی کسیکے قتل یا عزت ریزی کا ارادہ رکہتا ہو تو اوسکو مطلع کردیوے یا امام یا حاکم سی کسی شخص کے فساد یا ظلم کو بیان کرے جس مین اور لوگون کا فائدہ ہو تو یہ حرام نہین ہے بلکہ بعضی صورت مین واجب ہے اور مستحب کہی ہے غرض جو کہتا ہے اُس بات کو دیکہنا چاہیے اگر اوسکے فاش کرنے مین امام یا حاکم سے کہنے مین عام کی بہلائی اور منفعت ہو تو بیشک کہنا چاہیے اور جو کسیکا فائدہ نہین صرف اوس شخص کا ضرر ہے تو اُسکا کہنا ضرور نہین ہے پہر نووی نے کہا یہ جو فرمایا چغل خور جنت مین نہ جاویگا

نوادس مین وہی دو تاویلین مین ایک یہ کہ مراد وہ شخص ہے جو چغلی کو حرام سمجہکر دوسری یہ کہ مراد یہ ہے

کہ چغل خور اور اچہی جنتیون کے ساتھ جنت مین نہ جاویگا عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ كَانَ

رَجُلٌ يَنْقُلُ الْحَدِيثَ اِلَى الْاَمِيْرِ قَالَ وَكُنَّا جُلُوْسًا فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ الْقَوْمُ هٰذَا مِمَّنْ يَنْقُلُ الْحَدِيْثَ

اِلَى الْاَمِيْرِ قَالَ فَجَاءَ حَتّٰى جَلَسَ اِلَيْنَا فَقَالَ حُذَيْفَةُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ ترجمہ ہمام بن حارث سے روایت ہے

ایک شخص لوگون کی باتین حاکم سے بیان کیا کرتا ایکبار ہم مسجد مین بیٹہے تہے لوگون نے کہا یہ شخص حاکم

تک بات کو پہونچاتا ہے پہر آیا اور بیٹہا ہمارے پاس حذیفہ نے کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سے سنا آپ فرماتے تہے جنت مین نہ جاویگا چغل خور عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا

مَعَ حُذَيْفَةَ فِي الْمَسْجِدِ فَجَاءَ رَجُلٌ حَتّٰى جَلَسَ اِلَيْنَا فَقِيْلَ لِحُذَيْفَةَ اِنَّ هٰذَا يَرْفَعُ

اِلَى السُّلْطَانِ اَشْيَاءَ فَقَالَ حُذَيْفَةُ اِرَادَةَ اَنْ يُسْمِعَهٗ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ ترجمہ ہمام بن حارث سے روایت ہے ہم مسجد میں

حذیفہ کے ساتہہ بیٹہے ہوئے تہے اتنے مین ایک شخص آیا اور ہمارے پاس آبیٹہ گیا لوگون نے حذیفہ سے

کہا یہ بادشاہ تک بات لگاتا ہے حذیفہ نے اسکو سنانیکی نیت سے کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و

سلم سے سنا آپ فرماتے تہے جنت مین نہ جاوے گا چغل خور باب بَيَانِ غِلَظِ تَحْرِيْمِ اِسْبَالِ الْاِزَارِ

وَالْمَنِّ بِالْعَطِيَّةِ وَتَنْفِيْقِ السِّلْعَةِ بِالْحَلْفِ وَبَيَانِ الثَّلَاثَةِ الَّذِيْنَ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ تہ بند ٹخنون سے زیادہ نیچے رکہنے کی اور احسان کرکے جتانے

کی اور مال کو جہوٹی قسم کہا کر بیچنے کی سخت حرمت کا بیان اور ان تین آدمیون کا بیان جن سے اللہ تعالے

قیامت کے دن بات نہ کرے گا نہ ان کیطرف دیکہیگا نہ ان کو پاک کریگا بلکہ انکو دکہہ کا عذاب ہوگا عَنْ

اَبِيْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا

نقال يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ قَالَ فَقَرَاَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مِرَارٍ فَقَالَ اَبُوْ ذَرٍّ خَابُوْا وَخَسِرُوْا مَنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْمُسْبِلُ سرأت

وَالْمَنَّانُ وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهٗ بِالْحَلْفِ الْكَاذِبِ ترجمہ ابوذر سے روایت ہے رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیون سے اللہ تعالی بات نہ کرے گا قیامت کے دن نہ ان کیطرف [illegible] دیکہیگا

(رحمت کی نگاہ سے) نہ انکو پاک کرے گا گناہوں سے اور انکو دکھ کا عذاب ہوگا آپ نے تین بار یہ فرمایا تو ابو ذر نے کہا برباد ہوگئے وہ لوگ اور نقصان میں پڑے وہ کون ہیں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا ایک تو لٹکانے والا **ف** یعنی تہ بند یا پاجامے کو پاؤں کے ٹخنوں سے نیچے غرور اور تکبر کی راہ سے جیسے دوسری حدیث میں صاف آیا کہ اللہ تعالیٰ نہ دیکھیگا اوس شخص کیطرف جو کپڑا اپنا لٹکا دے غرور سے اور یہ غرور کی قید خاص کرتی ہے ازار لٹکانے والے کے عموم کو اور اس سے یہ بات نکلتی ہے کہ وعید اسی کے لیے ہے جو غرور سے لٹکا دے اور غرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رخصت دی ہے حضرت ابوبکر کو کپڑا لٹکانے کی کیونکہ ان کا یہ فعل غرور کی راہ سے نہ تھا امام محمد بن جریر طبری نے کہا دوسری روایت میں حضرت نے صرف ازار لٹکانیوالے کو بیان کیا اس لیے کہ اکثر لباس اسوقت کا ازار ہی تھا اور قمیص کا بھی یہی حکم ہے اور یہ ایک حدیث میں صاف آگیا ہے جسکو ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے بسند حسن سالم سے روایت کیا اونہوں نے اپنے باپ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لٹکانا ازار میں ہے اور قمیص میں اور عمامے میں اور جو کوئی ان میں سے کسیکو لٹکا دے غرور سے تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اوس کیطرف نہ دیکھیگا (نووی) **ف** دوسرا احسان کر کے اسکو جتانیوالا **ف** یعنے اوچھا مثل مشہور ہے خدا اوچھے کا احسان نہ کرا دے جب کسی شخص سے کسی قسم کا سلوک کرے یا احسان تو تہذیب یہی ہے کہ اوس کا ذکر نہ کرے کسی جلسے میں اپنا احسان اوسپر نہ جتاوے ورنہ نیکی برباد گناہ لازم ہوگا۔ **ف** تیسری جھوٹی قسم کھا کر اپنے مال کی نکاسی کرنے والا **ف** جیسے بے ایمان تاجروں کی عادت ہوتی ہے کہ اپنے مال کی خواہ مخواہ تعریف کرتے ہیں اگر خریدار کو اوس کی قیمت میں یا خرید میں تردد ہو تو قسم کھا بیٹھتے ہیں اور خریدار دھوکے میں آکر خرید لیتا ہے **عَنْ** أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الْمَنَّانُ الَّذِي لَا يُعْطِي شَيْئًا إِلَّا مَنَّهُ وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْفَاجِرِ وَالْمُسْبِلُ إِزَارَهُ۔

ترجمہ ابو ذر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ بات نہ کرے گا قیامت کے روز ایک تو احسان جتانیوالا جو دیکر احسان جتا دے دوسرا اپنا مال چلانے والا جھوٹی قسم کھا کر تیسرے ازار لٹکانیوالا **عَنْ** سُلَيْمَانَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ **ترجمہ** اس روایت

ترجمہ کہ تین آدمیون سے اللہ بات نکریگا نہ اون کیطرف دیکھیگا نہ انکو پاک کریگا اور انکو دکھہ کا عذاب ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَا یُکَلِّمُهُمُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَلَا یُزَکِّیْهِمْ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ قَالَ اَبُوْ مُعَاوِیَةَ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ شَیْخٌ زَانٍ وَمَلِكٌ کَذَّابٌ وَعَائِلٌ مُسْتَکْبِرٌ

وما لا يحقر

ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیون سے خدا بات نہ کریگا قیامت کے روز نہ انکو پاک کریگا نہ انکی طرف دیکھیگا اور انکو دکھہ کا عذاب ہے ایک تو بوڑھا زنا کرنیوالا دوسرا بادشاہ جھوٹا تیسرے محتاج مغرور

ف ہر چند حرام کاری اور جھوٹھ اور غرور سب کے حق مین برا ہے لیکن ان تینون شخصون کے حق مین نہایت بے موقع ہے کہ باوجود بڑھاپے کے جب عقل کامل ہوتی ہے اور شہوت کم ہوجاتی ہے زنا اور حرام کاری کرنا سراسر شقاوت ہے اور باوجود پادشاہی اور حکومت کے جب کسی کا خوف اور ڈر نہین ہوتا جھوٹھ بولنا بالکل بدبختی ہے اور باوجود کنگالی اور محتاجی کے گھمنڈ کرنا اور فرعون بے سامان بننا نہایت نامناسب ہے۔ قاضی عیاض نے کہا وجہ انکی تخصیص کی یہ ہے کہ ان لوگون کو ان گناہون کی کوئی ضرورت اور احتیاج نہین اگرچہ گناہ کرنے مین کوئی معذور نہین پر ان لوگون کو تو بالکل کسیطرح کا عذر نہین ہوسکتا تو اب گناہ کرنا گویا عمداً خدا کی نافرمانی کرنا ہے اور ضد اور ہٹ دہرمی ہے اور ذلیل سمجھنا ہے خدا کے احکام کو

باب ثلاث

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَا یُکَلِّمُهُمُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ وَلَا یُزَکِّیْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ رَجُلٌ عَلٰی فَضْلِ مَاءٍ بِالْفَلَاةِ یَمْنَعُهُ مِنِ ابْنِ السَّبِیْلِ وَرَجُلٌ بَایَعَ رَجُلًا بِسِلْعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ فَحَلَفَ لَهُ بِاللّٰهِ لَاَخَذَهَا بِکَذَا وَکَذَا فَصَدَّقَهُ وَهُوَ عَلٰی غَیْرِ ذٰلِكَ وَرَجُلٌ بَایَعَ اِمَامًا لَا یُبَایِعُهُ اِلَّا لِدُنْیَا فَاِنْ اَعْطَاهُ مِنْهَا وَفٰی وَاِنْ لَمْ یُعْطِهِ مِنْهَا لَمْ یَفِ

ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخص ہین جن سے خدا قیامت مین نہ بولے گا نہ انکو دیکھیگا نہ انکو گناہ سے پاک کریگا اور انکے لیے بڑے درد کا عذاب ہے ایک تو وہ جو جنگل مین حاجت سے زیادہ پانی رکھتا ہو پھر مسافر کو اس پانی سے روکے

ف اور اور کہین پانی نہو کہ مسافر کے کام آوے نووی نے کہا اس فعل کی حرمت نہایت سخت ہے اور بہت برا کام ہے اس لیے کہ جانور کو اس پانی سے نہ روکنا چاہیے جو ضرورت سے زیادہ ہو پھر آدمیون کو روکنا کیونکر درست ہوگا البتہ اگر کافر مسافر حربی یا مرتد ہو تو اسکو

یا اپنی دنیا وجب نہین (انتہی) ف دوسرے وہ جس نے کسی کے ہاتہ کوئی مال بیچا عصر کے بعد
اور خدا کی قسم کہائی کہ مین نے اتنے کو مول لیا ہے اسکو اور خریدار نے سچ سمجہا اوس کی بات کو حالانکہ
اتنے کو اوس نے نہین لیا تہا (یعنے جہوٹی قسم کہائی اور عصر کے بعد کی تخصیص اس وجہ سے ہے کہ وہ متبرک
وقت ہے فرشتون کے جمع ہونیکا یا وہ اصل وقت ہے خرید اور فروخت کا) تیسرے وہ جس نے بیعت کی امام
سے دنیا کے طمع سے پہر اگر امام نے اوسکو کچہ دیا دنیا کا مال تو اوس نے اپنی بیعت پوری کی اور جو نہ دیا تو
پوری نہ کی (تو اس شخص نے گویا دہوکا دیا اسلئے کہ بیعت کرے کہ وہ اس کے عہد کے پہر دسویں اور یہ
دنیا کے فکر مین تہا عہد کی پرواہ نہ کی) عن الاعمش بھذا الاسناد مثلہ غیر ان فی
حدیث جریر ورجل ساوم رجلا بسلعۃ ترجمہ دوسری روایت بہی ایسی ہی ہے اوسمین
یہ ہے جس نے نرخ کیا ایک مال کا عن ابی ھریرۃ قال اراہ مرفوعا قال ثلاثۃ لا یکلمہم
اللہ یوم القیامۃ ولا ینظر الیہم ولہم عذاب الیم رجل حلف
علی یمین بعد صلوۃ العصر علی مال مسلم فاقتطعہ وباقی حدیثہ نحو حدیث
الاعمش ترجمہ یہ روایت بہی ایسی ہی ہے اوس مین یہ ہے جس نے قسم کہائی عصر کی نماز کی بعد ایک
مسلمان کے مال پر پہر مار لیا اوسکو (یعنے جہوٹی قسم کہاکر) باب بیان غلظ تحریم قتل
الانسان نفسہ ومن قتل نفسہ بشیء عذب بہ فی النار وانہ لا یدخل الجنۃ
الا نفس مسلمۃ خودکشی کی سخت حرمت اور خودکشی کرنے والے کا عذاب جہنم مین اور نہ جانا جنت
مین سوا مسلمان کے عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قتل نفسہ بحدیدۃ فحدیدتہ فی یدہ
یتوجا بہا فی بطنہ فی نار جہنم خالدا مخلدا فیہا ابدا ومن شرب سما فقتل نفسہ فہو یتحساہ فی نار جہنم
خالدا مخلدا فیہا ابدا ومن تردی من جبل فقتل نفسہ فہو یتردی فی نار جہنم خالدا مخلدا فیہا ابدا ترجمہ
ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے تئین آپ لوہے کے ہتیار سے مار لیوے تو وہ ہتیار
اوس کے ہاتہ مین ہوگا بہونکتا رہیگا اسکو اپنے پیٹ مین جہنم کی آگ مین ہمیشہ ہمیشہ رہیگا اسمین اور جو شخص زہر پیکر اپنی
جان لیوے تو وہ چسکا کریگا اوسی زہر کو جہنم کی آگ مین ہمیشہ ہمیشہ اسمین رہیگا اور جو شخص پہاڑ سے گر کر اپنے تئین مار ڈالے تو وہ ہمیشہ
گرا کرے گا جہنم کی آگ مین سدا اوسکا یہی حال ہوگا (کہ اونچے مقام سے نیچے گریگا) ف نووی نے کہا اس مقام
پر کئی قول ہین ایک یہ کہ مراد وہ شخص ہے جو خودکشی کو حلال جان کر ایسے کامون سے اپنی جان دیوے دوسرے

کافر ہے بیشک ہمیشہ جہنم مین رہیگا دوسرے یہ کہ ہمیشہ رہنی سے مراد بہت مدت تک رہنا ہی تیسرے یہ کہ اوسکی سزا کا بدلہ یہی تہا کہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم مین رہے پر خدا نے احسان کیا اور حکم دیا کہ جسکا خاتمہ اسلام پر ہوگا وہ ہمیشہ جہنم مین نرہے گا **عن** ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ اَنَّهٗ بَايَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ وَاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ بِمِلَّةٍ غَيْرِ الْاِسْلَامِ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهٗ بِشَيْءٍ عُذِّبَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَيْسَ عَلٰى رَجُلٍ نَذْرٌ فِيْ شَيْءٍ لَا يَمْلِكُهٗ **ترجمہ** ثابت بن ضحاک سے روایت ہی انہون نے بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شجرہ رضوان کے تلے اور آپنے فرمایا جو شخص قسم کہاوے کسیات پر اسلام کے سوا اور دین کی (یعنی یون کہے اگر مین ایسا کام کرون تو نصرانی ہون یا یہودی ہون یا ہندو ہون) جہوٹی قسم تو وہ ویسا ہی ہوگیا جیسا اوس نے کہا **ف** یعنی کافر ہوگیا یہ زجر اور تغلیظ کے طور پر ہے نووی نے کہا اگر اوس کے دلمین اسلام کے سوا اور دین کی عظمت ہی وہ تو بلاشبہ کافر ہے اور جو اور دین کی عظمت نہین بلکہ اسلام اوس کے دل مین راسخ ہے تو وہ کافر نہوگا اس صورت مین کفر سے مراد ناشکری ہے کیونکہ اسلام کا مقتضی یہ تہا کہ ایسے بدقسم کہاتا **بات** اور جس نے قتل کیا اپنے تئین کسی چیز سے وہ اسی سے عذاب دیا جاویگا قیامت کے دن اور کسی آدمی پر وہ نذر پوری کرنا واجب نہین جو اوس کے اختیار مین نہین یا اوس کے ملک مین نہین (جیسے نذر کرے اور کسی کا بردہ آزاد کرنے کی) **عن** ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ عَلٰى رَجُلٍ نَذْرٌ فِيْمَا لَا يَمْلِكُ وَلَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهٖ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهٗ بِشَيْءٍ فِي الدُّنْيَا عُذِّبَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمَنِ ادَّعٰى دَعْوٰى كَاذِبَةً لِيَتَكَثَّرَ بِهَا لَمْ يَزِدْهُ اللّٰهُ اِلَّا قِلَّةً وَمَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنِ صَبْرٍ فَاجِرَةٍ **ترجمہ** ثابت بن ضحاک سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی آدمی پر وہ نذر پورا کرنا واجب نہین جو اوس کے ملک مین نہین اور مسلمان پر لعنت کرنا ایسا ہے جیسے اسکو قتل کرنا **ف** نووی نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہی کہ مسلمان پر لعنت کرنا بڑا سخت گناہ ہی امام غزالی نے کہا کسی مسلمان پر یا کسی جانور پر لعنت کرنا درست نہین اسیطرح اوس مسلمان پر جو فاسق ہو اسی طرح کسی معین کافر پر خواہ وہ زندہ ہو یا مرگیا ہو مگر اوس کافر پر جسکا کفر پر مرنا نص سے ثابت ہو لعنت کرنا درست ہی جیسے ابولہب اور ابوجہل وغیرہ اور لعنت کرنا کافرون

احمد

کے گروہ پر درست ہے جیسے لعنت اللہ کی کافرون پر یا یہودیون پر یا نصاری پر اور ظاہر حدیث یہ ہے کہ لعنت
اور قتل دونون حرمت مین برابر ہین اگرچہ قتل بہت سخت ہے یہی اختیار کیا ہے مازری نے ف
اور جو شخص اپنی جان لیوے دنیا مین کسی چیز سے تو وہ اوسی سے عذاب دیا جاویگا قیامت کے دن اور جو شخص
جھوٹا دعوی کرے اپنا مال بڑہانے کے لیے تو خدا اوسکا مال اور کم کردیگا اور جو شخص قسم کہاوے حاکم کے حکم سے جھوٹی
ف اوسکا مال بھی اللہ تعالی کم کردیگا نووی نے کہا یہان یہ عبارت محذوف ہے یا وہ عطف ہے پہلے جملے
کے ابتدا پر اور یہ مطلب دوسری روایت مین پورا آیا ہے جو شخص قسم کہاوے حاکم کے حکم سے کسی مسلمان کا مال
دبا لینے کو تو وہ اللہ سے ملے گا اور وہ اوسپر غصے ہوگا عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ سِوٰى مِلَّةِ الْاِسْلَامِ كَاذِبًا مُتَعَمِّدًا فَهُوَ
كَمَا قَالَ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عَذَّبَهُ اللّٰهُ بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ وَهٰذَا حَدِيْثُ سُفْيَانَ
وَاَمَّا شُعْبَةُ فَحَدِيْثُهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ سِوٰى
الْاِسْلَامِ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ وَمَنْ ذَبَحَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ ذُبِحَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ترجمہ ثابت
بن ضحاک انصاری سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قسم کہاوے کسی اور دین کی سوا اسلام
کے جھوٹہ قصدا تو وہ ویسا ہی ہوگیا اور جو شخص قتل کرے اپنی تئین کسی سے تو خدا عذاب کریگا اوسکو اوسی
چیز سے جہنم کی آگ مین یہ روایت ہے سفیان کی اور شعبہ کی روایت مین ہے جو شخص قسم کہاوے کسی دین
کی سوا اسلام کے جھوٹھ تو وہ ویسا ہی ہوگیا جیسا اوس نے کہا اور جو شخص ذبح کرے اپنے تئین کسی چیز
سے تو وہ اوسی چیز سے ذبح کیا جاوے گا قیامت کے دن عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ شَهِدْنَا مَعَ رَسُوْلِ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُنَيْنًا فَقَالَ لِرَجُلٍ مِمَّنْ يُدْعٰى بِالْاِسْلَامِ هٰذَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ
فَلَمَّا حَضَرْنَا الْقِتَالَ قَاتَلَ الرَّجُلُ قِتَالًا شَدِيْدًا فَاَصَابَتْهُ جِرَاحَةٌ فَقِيْلَ الرَّجُلُ الَّذِيْ قُلْتَ
لَهُ اٰنِفًا اِنَّهُ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَاِنَّهُ قَاتَلَ الْيَوْمَ قِتَالًا شَدِيْدًا وَقَدْ مَاتَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اِلَى النَّارِ فَكَادَ بَعْضُ الْمُسْلِمِيْنَ اَنْ يَرْتَابَ فَبَيْنَمَا هُمْ عَلٰى ذٰلِكَ اِذْ قِيْلَ فَاِنَّهُ لَمْ يَمُتْ
وَلٰكِنَّ بِهِ جِرَاحًا شَدِيْدًا فَلَمَّا كَانَ مِنَ اللَّيْلِ لَمْ يَصْبِرْ عَلَى الْجِرَاحِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ
فَاُخْبِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ فَقَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ وَ
رَسُوْلُهُ ثُمَّ اَمَرَ بِلَالًا فَنَادٰى فِي النَّاسِ اِنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ اِنَّ اللّٰهَ يُؤَيِّدُ هٰذَا

الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ۔ ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے جنگ حنین میں (قاضی عیاض نے کہا صحیح خیبر ہے بجائے حنین کے) آپ نے فرمایا ایک شخص کو جو دعوی کرتا تھا اسلام کا (یعنے اپنے تئین مسلمان کہتا تھا) یہ جہنم والوں میں سے ہے جب لڑائی کا وقت آیا تو یہ شخص خوب لڑا اور زخمی ہوا لوگوں نے کہا یا رسول اللہ آپ نے جس شخص کو جہنمی فرمایا تھا وہ تو آج خوب لڑا اور مرگیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہنم میں گیا بعض مسلمانوں کو ہمیں شک ہونیکو تھے (کیونکہ ظاہر حال سے اوسکا جنتی ہونا پایا جاتا تھا) اتنے میں خبر آئی کہ وہ مرا نہیں زندہ ہے لیکن بہت سخت زخمی ہے جب رات ہوئی تو وہ زخموں کی تکلیف برداشت نہ کرسکا اور اوس نے اپنے تئین آپ مار لیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر پہونچی تو آپ نے فرمایا اللہ بڑا ہے میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ میں اللہ کا بندہ اور اوسکا بھیجا ہوا ہوں (اسلیے کہ اللہ تعالی نے جو بات آپکو بتلادی تھی وہ سچ نکلی) پھر آپ نے حکم کیا بلال کو اونہوں نے منادی کردی لوگوں میں کہ جنت میں نہ جاویگا کوئی شخص مگر وہی جو مسلمان ہو اور اللہ مدد کرے گا اس دین کی برے آدمی سے **ف** یہ شخص منافق تھا ظاہر میں مسلمان ولیکن کافر گو اوس نے اسلام کے لیے بہت کوشش کی لڑا اور زخمی ہوا پھر ایمان نہونے سے کوئی کوشش اوسکی کام نہ آئی معلوم ہوا کہ بغیر ایمان کے انسان کتنی ہی نیک باتیں کرے مسلمانوں کی مدد کرے اسلام کو فائدہ پہنچاوے پر وہ جنتی نہیں ہوسکتا

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْتَقَى هُوَ وَالْمُشْرِكُونَ فَاقْتَتَلُوا فَلَمَّا مَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عَسْكَرِهِ وَمَالَ الْآخَرُونَ إِلَى عَسْكَرِهِمْ وَفِي أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ لَا يَدَعُ لَهُمْ شَاذَّةً وَلَا فَاذَّةً إِلَّا اتَّبَعَهَا يَضْرِبُهَا بِسَيْفِهِ فَقَالُوا مَا أَجْزَأَ مِنَّا الْيَوْمَ أَحَدٌ كَمَا أَجْزَأَ فُلَانٌ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ أَنَا صَاحِبُهُ أَبَدًا قَالَ فَخَرَجَ مَعَهُ كُلَّمَا وَقَفَ وَقَفَ مَعَهُ وَإِذَا أَسْرَعَ أَسْرَعَ مَعَهُ قَالَ فَجُرِحَ الرَّجُلُ جُرْحًا شَدِيدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ سَيْفَهُ (نصل) بِالْأَرْضِ وَذُبَابَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَى سَيْفِهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَخَرَجَ الرَّجُلُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالَ الرَّجُلُ الَّذِي ذَكَرْتَ آنِفًا أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَأَعْظَمَ النَّاسُ ذَلِكَ فَقُلْتُ أَنَا لَكُمْ بِهِ فَخَرَجْتُ

فِي طَلَبِهِ حَتَّى جُرِحَ جُرْحًا شَدِيدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ نَصْلَ سَيْفِهِ بِالْأَرْضِ وَ
ذُبَابَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَيْهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فِيمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ
وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ النَّارِ فِيمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ ترجمہ سہل بن
سعد ساعدی سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکوں کا سامنا ہوا جنگ میں تو لڑتے رہے جب
آپ اپنی لشکر کیطرف جھکے اور وہ لوگ اپنے لشکر کیطرف گئے تو آپ کے اصحاب میں ایک شخص تھا (اوس کا
نام قزمان تھا اور وہ منافقوں میں سے تھا) ایکے دُکے کو نہ چھوڑتا ملکہ اوسکا پیچھا کر کے تلوار سے مار ڈالتا
یعنی جس کافر سے بھڑتا اوسکو قتل کرتا) تو صحابہ نے کہا آج ہمارے کام جیسے یہ شخص آیا ایسا کوئی نہ آیا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تو جہنمی ہے ایک شخص ہم لوگوں میں سے بولا میں اوسکے ساتھ رہونگا۔
(اور اسکی خبر رکھونگا کہ وہ کون سا کام کرتا ہے جہنم میں جائیگا کیونکہ ظاہر میں تو وہ بہت عمدہ کام کر رہا
تھا) پھر وہ شخص اسکے ساتھ نکلا جہاں وہ ٹھہرتا یہ بھی ٹھہر جاتا اور جہاں وہ دوڑ کر چلتا یہ بھی اوسکے ساتھ دوڑتا
آخر وہ شخص (یعنی قزمان) سخت زخمی ہوا اور (زخموں کی تکلیف پر صبر نہ کر سکا) جلدی مرنا چاہا اور تلوار
کا قبضہ زمین پر رکھا اور نوک اوسکی دونوں چھاتیوں کے بیچ میں پھر اوس پر زور دیا اور اپنے تئیں مار ڈالا
تب وہ شخص (جو اوسکے ساتھ گیا تھا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور کہا میں گواہی دیتا ہوں اس
بات کی کہ آپ اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں آپنے فرمایا کیا ہوا وہ شخص بولا آپ نے ابھی جس شخص کو جہنمی فرمایا تھا
اور لوگوں نے اوس پر تعجب کیا تھا تو میں نے کہا تھا میں تمہارے واسطے اوسکی خبر رکھونگا پھر میں اوسکی
تلاش میں نکلا وہ سخت زخمی ہوا اور جلدی مرنے کے لیے اوس نے تلوار کا قبضہ زمین پر رکھا اور نوک اوسکی اپنی
دونوں چھاتیوں کے بیچ میں پھر زور دیا اوس پر یہاں تک کہ مار ڈالا اپنے تئیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے یہ سنکر فرمایا کہ آدمی جنتیوں کے سے کام کرتا ہے لوگوں کے نزدیک اور وہ جہنمی ہوتا ہے اور
جہنمیوں کے سے کام کرتا ہے لوگوں کے نزدیک اور وہ جنتی ہوتا ہے **ف** تو انسان کو چاہیے کہ اپنے
اعمال پر غرہ نہ کرے اور بھروسا نہ رکھے بلکہ خدا سے ڈرتا رہے اور حسن خاتمہ کے لیے دعا کرتا رہے اسیطرح
گنہگار کو نا امید نہ ہونا چاہیے اللہ کی رحمت سے شاید خدا اوسکا خاتمہ عمدہ کر دیوے **عن** الحَسَنِ
يَقُولُ إِنَّ رَجُلًا مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ خَرَجَتْ بِهِ قَرْحَةٌ فَلَمَّا آذَتْهُ انْتَزَعَ سَهْمًا

مِن كِنَانَتِهِ فَنَكَأَهَا فَلَمْ يَرْقَأِ الدَّمُ حَتَّى مَاتَ قَالَ رَبُّكُمْ قَدْ حَرَّمْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ
ثُمَّ مَدَّ يَدَهُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَقَالَ إِي وَاللهِ لَقَدْ حَدَّثَنِي بِهَذَا جُنْدَبٌ عَنْ رَسُولِ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ **ترجمہ** حسن سے روایت ہے وہ کہتے تھے اگلی لوگون مین ایک
شخص کے پہوڑہ نکلا اوسکو جب بہت تکلیف ہوئی تو اپنے ترکش مین سے ایک تیر نکالا اور پہوڑے کو چیر دیا
اوس سے پہر خون بند نہ ہوا یہانتک کہ وہ مرگیا تب اللہ تعالی نے فرمایا مین نے حرام کیا اوس پر جنت کو پہر
اپنا ہاتھ حسن نے مسجد کیطرف بڑہایا اور کہا قسم خدا کی یہ حدیث مجہہ سے جندب نے بیان کی رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سے اس مسجد مین **ف** قاضی عیاض نے کہا شاید یہ شخص خودکشی کو حلال جانتا ہوگا یا مراد
یہ ہے کہ اوسپر جنت حرام ہے اوسوقت جب اچہے اور نیک لوگ جاوینگے یا اوس کے حساب مین طول ہوگا یا وہ
رکا رہے گا اعراف مین نووی نے کہا احتمال ہے کہ اوسوقت کی شرع مین کبیرہ گناہ کرنیوالا کافر ہوجاتا
ہوا اور یہ حدیث محمول ہے اسپر کہ اوس نے جلد مرنے کے لیے یا بغیر کسی مصلحت کے ایسی حرکت کی اسلیے کہ دوا
اور علاج کے لیے پہوڑا چیرنا درست ہے جب گمان غالب ہو فائدے کا عَنِ الْحَسَنِ يَقُولُ حَدَّثَنَا
جُنْدُبُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْبَجَلِيُّ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ فَمَا نَسِينَا وَمَا نَخْشَى أَنْ يَكُونَ كَذَبَ عَلَى
رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ بِرَجُلٍ
فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ خُرَاجٌ فَذَكَرَ نَحْوَهُ **ترجمہ** حسن سے روایت ہے ہمسے جندب بن عبداللہ
بجلی نے اس مسجد مین حدیث بیان کی پہر ہم اسکو نہین بہولے اور نہ ہمکو ڈر ہے کہ جندب نے جہوٹہہ باندہا
ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر انہون نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم سے پہلے ایک شخص
کے پہوڑہ نکلا پہر بیان کیا قصہ اوسیطرح جیسے اوپر گزرا

بَابُ غِلَظِ تَحْرِيمِ الْغُلُولِ وَأَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا الْمُؤْمِنُونَ

مال غنیمت مین چوری کرنا سخت حرام ہے اور جنت مین نجاوینگے مگر وہی جو ایماندار ہین

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ خَيْبَرَ أَقْبَلَ نَفَرٌ مِنْ
صَحَابَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا فُلَانٌ شَهِيدٌ وَفُلَانٌ شَهِيدٌ حَتَّى مَرُّوا
عَلَى رَجُلٍ فَقَالُوا فُلَانٌ شَهِيدٌ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَّا إِنِّي رَأَيْتُهُ
فِي النَّارِ فِي بُرْدَةٍ غَلَّهَا أَوْ عَبَاءَةٍ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ
اذْهَبْ فَنَادِ فِي النَّاسِ إِنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا الْمُؤْمِنُونَ قَالَ فَخَرَجْتُ فَنَادَيْتُ أَلَا إِنَّهُ لَا يَدْخُلُ

الْجَنَّةَ اِلَّا الْمُؤْمِنُوْنَ ترجمہ حضرت عمر بن خطاب سے روایت ہے جب خیبر کا دن ہوا تو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی صحابہ آئے اور کہنے لگے فلانا شہید ہے اور فلانا شہید ہے یہانتک کہ گذرے ایک شخص پر تو کہا
یہ شہید ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہرگز نہیں مین نے اُسکو جہنم مین دیکھا ایک چادر یا عبا
کی چوری مین (یعنے چوری کی وجہ سے) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے خطاب کے بیٹے
اوٹھ اور پکار دے لوگون مین کہ جنت مین وہی جائینگے جو ایمان دار ہین (اور چور نجاوینگے)
حضرت عمر نے کہا مین نکلا اور مین نے پکار دیا لوگون مین خبردار ہو جاؤ جنت مین وہی جاوینگے جو ایماندار
ہین عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى خَيْبَرَ فَفَتَحَ
اللّٰهُ عَلَيْنَا فَلَمْ نَغْنَمْ ذَهَبًا وَّلَا وَرِقًا غَنِمْنَا الْمَتَاعَ وَالطَّعَامَ وَالثِّيَابَ ثُمَّ انْطَلَقْنَا اِلَى
الْوَادِيْ وَمَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدٌ لَّهٗ وَهَبَهٗ لَهٗ رَجُلٌ مِّنْ جُذَامٍ
يُدْعٰى رِفَاعَةَ بْنَ زَيْدٍ مِنْ بَنِي الضُّبَيْبِ فَلَمَّا نَزَلْنَا الْوَادِيَ قَامَ عَبْدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحُلُّ رَحْلَهٗ فَرُمِيَ بِسَهْمٍ فَكَانَ فِيْهِ حَتْفُهٗ فَقُلْنَا هَنِيْئًا لَّهُ الشَّهَادَةُ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَّا وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ
اِنَّ الشَّمْلَةَ لَتَلْتَهِبُ عَلَيْهِ نَارًا اَخَذَهَا مِنَ الْغَنَائِمِ يَوْمَ خَيْبَرَ لَمْ تُصِبْهَا الْمَقَاسِمُ
قَالَ فَفَزِعَ النَّاسُ فَجَاءَ رَجُلٌ بِشِرَاكٍ اَوْ شِرَاكَيْنِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَصَبْتُ
هٰذَا يَوْمَ خَيْبَرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شِرَاكٌ مِّنْ نَارٍ اَوْ شِرَاكَانِ
مِنْ نَارٍ ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے خیبر کیطرف پھر اللہ
نے فتح دی ہمکو تو نہین لوٹا ہم نے چاندی اور سونا (یعنی چاندی اور سونا ہاتھہ نہین آیا) بلکہ لوٹا ہم نے
اسباب اور اناج اور کپڑے پھر ہم چلے وادی کیطرف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ آپکا ایک
غلام تھا (جسکا نام مدعم تھا) جو بخشا تھا آپ کو ایک شخص نے جذام مین سے جسکا نام رفاعہ بن زید تھا
بنی ضبیب مین سے جب ہم وادی مین اوترے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام کھڑا ہوا آپکا
کجاوہ کھول رہا تھا اتنے مین ایک (غیبی) تیر اُسکو لگا جسمین اوسکی موت تھی ہم لوگون نے
کہا مبارک ہو وہ شہید ہے یا رسول اللہ آپ نے فرمایا ہرگز نہین قسم اوس شخص کی جسکے ہاتھہ مین
محمد کی جان ہے وہ شملہ اوسپر انگار کیطرح سلگ رہا ہے جو اوسنے مال غنیمت مین سے خیبر

کے دن لے لیا تھا اور اسوقت تک غنیمت تقسیم نہیں ہوئی تھی یہ سنکر لوگ ڈر گئے اور ایک شخص ایک تسمہ یا دو
تسمے لیکر آیا اور کہنے لگا یارسول اللہ میں نے خیبر کے دن اٹھا لیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تسمہ یا
تسمے انگارے ہیں (یعنی اگر تو انکو داخل نکرتا تو یہ تسمہ انگار ہوکر قیامت کے دن تجھپر لپٹتا یا تجھے عذاب
ہوتا ان تسموں کیوجہ سے) **ف** نووی نے کہا ان دونوں حدیثوں سے یہ احکام نکلتے ہیں ایک تو غلول
یعنے چوری کا حرام ہونا مال غنیمت میں دوسرے کوئی فرق نہ ہونا قلیل اور کثیر میں یہانتک کہ ایک تسمہ
کی چوری بھی اتنی ہی حرام ہے تیسرے یہ کہ جسنے غلول کیا اسکو شہید نہ کہیں گے چوتھی یہ کہ جو کفر پر مرے
وہ جنت میں نہ جاویگا اور اسپر اجماع ہے مسلمانوں کا پانچویں یہ کہ بغیر ضرورت کے قسم کھانا درست ہے
کیونکہ حضرت نے خود قسم کھائی چھٹی یہ کہ جس نے کچھ چوری کی غنیمت کے مال میں تو اسکو وہ چیز پھیر دینا
اور داخل کر دینا واجب ہے اور جب وہ پھیر دے تو اسکو لے لیں اور اسکا مال نہ جلاویں خواہ وہ پھیرے
یا نہ پھیرے کیونکہ حضرت نے شملے کے چور کا اور تسمے کے چور کا مال نہ جلایا اور جو یہ واجب ہوتا تو آپ ایسا کرتے اور
وہ جو حدیث منقول ہے کہ جو شخص غنیمت کے مال میں چوری کرے اوسکا اسباب جلا دو اور اوسکو مار دو یا اسکی
گردن مار دو تو ضعیف ہے اوسکے ضعف کو ابن عبد البر نے بیان کیا ہے طحاوی نے کہا اگر وہ حدیث صحیح
بھی ہو تو منسوخ ہوگی اور یہ اوسوقت کا حکم ہے جب مالی سزا جائز تھی یعنے اب شریعت میں مال کی
سزا دینا جیسے جرمانہ ضبطی جائداد وغیرہ نہیں رہی ۔

باب الدلیل علی ان قاتل نفسہ لا یکفر

جو شخص خودکشی کرے وہ کافر نہوگا **عن** جابر ان الطفیل بن عمرو الدوسی اتی النبی صلی
اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ ہل لک فی حصن حصین ومنعۃ قال حصن کان
لدوس فی الجاہلیۃ فابی ذلک النبی صلی اللہ علیہ وسلم للذی ذخر اللہ للانصار
فلما ہاجر النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی المدینۃ ہاجر الیہ الطفیل بن عمرو وہاجر
معہ رجل من قومہ فاجتووا المدینۃ فمرض فجزع فاخذ مشاقص لہ فقطع بہا براجمہ
فشخبت یداہ حتی مات فراٰہ الطفیل بن عمرو فی منامہ فراٰہ وہیئتہ حسنۃ وراٰہ
مغطیا یدیہ فقال لہ ما صنع بک ربک فقال غفر لی بہجرتی الی نبیہ صلی اللہ علیہ
وسلم فقال ما لی اراک مغطیا یدیک قال قیل لی لن نصلح منک ما افسدت فقصہا
الطفیل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اَللّٰھُمَّ وَلِیَدَیْہِ فَاغْفِرْ ترجمہ جابر سے روایت ہے کہ طفیل بن عمرو دوسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ ایک مضبوط قلعہ اور لشکر چاہتے ہین (اوس قلعے کے لیے جو دوس کا تہا جاہلیت کے زمانے مین) آپ نے قبول نکیا اوسوجہ سے کہ اللہ تعالی نے انصار کے حصے مین یہ بات لکہہ دی تہی (کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس رہین اون کی حمایت اور حفاظت مین) تو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کیطرف ہجرت کی تو طفیل بن عمرو نے بہی ہجرت کی اور انکے ساتہہ انکی قوم کے ایک شخص نے بہی ہجرت کی پہر مدینہ کی ہوا انکو ناموافق ہوئی (اور انکے پیٹ مین عارضہ پیدا ہوا) وہ شخص جو طفیل کے ساتہ آیا تہا بیمار ہوا اور تکلیف کے مارے اوس نے چوڑی گانسیان لیکر اپنی انگلیون کے جوڑ کاٹ ڈالے اور خون بہنا شروع ہوا دونون ہاتہہ سے یہانتک کہ وہ مر گیا پہر طفیل بن عمرو نے اوسکو خواب مین دیکہا اور اوسکی شکل اچہی تہی مگر اپنے دونون ہاتہون کو چہپائے ہوئے تہا طفیل نے پوچہا کہ تیرے رب نے تیرے ساتہہ کیا سلوک کیا اوس نے کہا بخشدیا مجہکو اس لیے کہ مین نے ہجرت کی تہی اوسکے پیغمبر کیطرف طفیل نے کہا کیا وجہ ہے مین دیکہتا ہون تو دونون ہاتہہ اپنے چہپائے ہوئے ہے وہ شخص بولا کہ مجہے حکم ہوا ہم اسکو نہین سنوارینگے جسکو تو نے خود بگاڑا پہر یہ خواب طفیل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا اللہ اوسکے دونون ہاتہونکو بہی بخشدے یعنی جیسے تو نے اوسکے سارے بدن پر کرم کیا ہے اوس کے دونون ہاتہون کو بہی درست کردے **ف** نووی نے کہا اس حدیث مین دلیل ہے اوس بڑے قاعدے کی جو اہل سنت نے قرار دیا ہے کہ جو شخص اپنے تئین مار ڈالے یا اور کوئی گناہ کرے پہر بغیر توبہ کے مرجاوے تو وہ کافر نہین ہے اور نہ یہ ضرور ہے کہ وہ جہنم مین جاوے بلکہ وہ خدا کی مشیت پر ہے اور یہ قاعدہ بیان ہو چکا ہے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ گنہگارون کو عذاب ہوگا اور گناہون سے نقصان پہونچتا ہے اور رد ہے مرجئہ کا جو کہتے ہین ایمان کے ساتہہ گناہون سے ضرر نہوگا تحفۃ الاخیار مین ہے کہ اس حدیث سے بڑی فضیلت ہجرت کی ثابت ہوئے اوس شخص کو اپنے مارنیکی نیت نہ ہوگی کہ حرام موت ہو لیکن اضطراب سے یہ حرکت ہوئی ہوگی یا شاید بلاکی نیت ہو مگر ہجرت کی برکت اور حضرت کی دعا سے اوس کی مغفرت ہوگئی **بَاب** فِی الرِّیْحِ الَّتِیْ تَکُوْنُ فِیْ قُرْبِ الْقِیَامَۃِ تَقْبِضُ مَنْ فِیْ قَلْبِہٖ شَیْءٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ اوس ہوا کا بیان جو قیامت کے قریب چلے گی اور لے جاویگی ہر ایک شخص کو جس کے دل میں رتی برابر بہی ایمان ہوگا **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ یَبْعَثُ رِیْحًا مِّنَ الْیَمَنِ اَلْیَنَ مِنَ الْحَرِیْرِ

فَلَا تَدَعُ اَحَدًا فِيْ قَلْبِهٖ قَالَ اَبُوْ عَلْقَمَةَ مِثْقَالُ حَبَّةٍ وَقَالَ عَبْدُ الْعَزِيْزِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ اِيْمَانٍ اِلَّا قَبَضَتْهُ ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا البتہ خدا بھیجے گا ایک ہوا یمن کی طرف سے جو ریشم سے بھی زیادہ ملائم ہوگی پھر یہ ہوا نہ چھوڑیگی اوس شخص کو جس کے دل میں دانے برابر یا رتی برابر بھی ایمان ہوگا یعنی مار ڈالے گی اوسکو **ف** تو کوئی ایماندار دنیا میں باقی نرہیگا اوسوقت قیامت ہوگی نووی نے کہا اس مضمون کی حدیثیں اور بھی آئی ہیں جیسے قیامت قائم نہوگی مگر اسوقت جب کوئی اللہ اللہ کہنیوالا بھی نرہیگا یا قیامت قائم نہوگی مگر بدترین خلق پر اور یہہ سب حدیثیں اپنے ظاہر پر محمول ہیں اور وہ جو دوسری حدیث میں آیا ہے کہ ایک گروہ میرے امت کا حق پر قائم رہیگا قیامت کے دن تک اس کے مخالف نہیں کیونکہ مراد اوس سے یہ ہے کہ وہ گروہ قائم رہیگا یہانتک کہ یہ ہوا اوسکو تمام کردیگی پھر قیامت قائم ہوگی اور یہہ جو فرمایا جس کے دل میں دانے برابر یا رتی برابر بھی ایمان ہوگا تو اس سے وہ مذہب ثابت ہوا جو صحیح ہے کہ ایمان گھٹتا بڑھتا ہے اور ریشم سے زیادہ ملائم ہونے سے یہ غرض ہے کہ وہ ہوا نرم اور لطیف ہوگی اور ایک دوسری حدیث میں یوں ہے کہ وہ ہوا شام کیطرف سے چلیگی اوسکا جواب یہ ہے کہ شاید اوسوقت دو ہوائیں چلیں ایک یمن کیطرف سے اور دوسری شام کیطرف سے یا ایک ہی ہوا شروع ہو یمن سے پھر پھیل جاوے شام تک واللہ اعلم

باب الْحَثِّ عَلَى الْمُبَادَرَةِ بِالْاَعْمَالِ قَبْلَ تَظَاهُرِ الْفِتَنِ

فتنے اور فساد پھیلنے سے پہلے نیک اعمال کو جلد بجا لانے کی ترغیب

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَيُمْسِيْ كَافِرًا اَوْ يُمْسِيْ مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا يَبِيْعُ دِيْنَهٗ بِعَرَضٍ مِّنَ الدُّنْيَا **ترجمہ** ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جلدی جلدی نیک کام کرلو ان فتنوں سے پہلے جو اندھیری رات کے حصوں کیطرح ہونگی صبح کو آدمی ایماندار ہوگا اور شام کو کافر یا شام کو ایمان اور صبح کو کافر ہوگا اور اپنے دین کو بیچ ڈالے گا دنیا کے مال کے بدلے **ف** یعنی دنیا کی طمع اوسوقت ایسی غالب ہوگی کہ ایمان کی محبت دل میں نرہیگی ذرا سے دنیاوی فائدے کے لیے انسان ایمان کو چھوڑ دیگا اور کفر اختیار کرے گا یہ بات ہمارے زمانے میں بہت پھیل گئی ہے کہ ایمان کی قدر اور منزلت بالکل نہ رہی اور جسکو دیکھو دنیا کا طلب گار ہے بہت لوگوں کو دیکھا جو پہلے مسلمان دیندار تھے پھر دنیا کے طمع سے بے ایمان ہوگئے اور کفر اختیار کیا کوئی نصرانی بنگیا کوئی دہری خدا محفوظ رکھے نووی نے کہا مراد یہ ہے

کہ اس زمانے مین ایسے پی در پے فتنے ہونگے کہ ایمان بچانا مشکل ہوگا ایک ہی دن مین ایسا انقلاب آویگا
کہ صبح کو آدمی مومن ہو تو شام کو کافر ہوگا تحفۃ الاخیار مین ہے کہ اس حدیث مین ان فسادون کی خبر ہے جو
یزید اور سلطنت مروانیہ کے زمانے مین واقعہ ہوئی اس حدیث مین ارشاد ہے کہ فرصت کو آدمی غنیمت
جانے اور پریشانی سے پہلے جو نیک عمل ہو سکین سو کر لیوے **باب** مَخَافَةِ الْمُؤْمِنِ اَنْ يَّحْبَطَ
عَمَلُهُ مومن کو اپنے اعمال مٹ جانے سے ڈرنا چاہیے **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهُ لَمَّا نَزَلَتْ
هٰذِهِ الْاٰيَةُ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ
جَلَسَ ثَابِتٌ فِيْ بَيْتِهِ وَقَالَ اَنَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ وَاحْتَبَسَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَسَاَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ فَقَالَ يَا اَبَا عَمْرٍو مَا شَاْنُ ثَابِتٍ اَشْتَكٰى
فَقَالَ سَعْدٌ اِنَّهُ لَجَارِيْ وَمَا عَلِمْتُ لَهُ بِشَكْوٰى قَالَ فَاَتَاهُ سَعْدٌ فَذَكَرَ لَهُ قَوْلَ
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ثَابِتٌ اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَلَقَدْ عَلِمْتُمْ اَنِّيْ
مِنْ اَرْفَعِكُمْ صَوْتًا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَنَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَذَكَرَ
ذٰلِكَ سَعْدٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ هُوَ
مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے جب یہ آیت اتری يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا
اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ اخیر تک **ف** یعنی اے ایمان والو اونچی نہ کرو اپنی آوازین نبی کی آواز سے
اوپر اور نہ بولو اُس سے زور سے جیسے بولتے ہو ایک دوسرے سے کہین اکارت نہو جاوین تمہارے عمل اور
تم کو خبر نہو۔ تو ڈرایا مومنون کو بے ادبی سے حضرت کی صحبت مین ایسا نہو کہ بے ادبی تمام نیک عملون کو
مٹا دے **ف** تو ثابت بن قیس بن شماس اپنے گہر مین بیٹھ رہے اور کہنے لگے مین جہنمی ہون (کیونکہ ان
کی آواز بہت بلند تھی اور وہ خطیب تھے انصار کے اس لیے وہ ڈر گئے) اور نہ آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس
آپ نے سعد بن معاذ سے پوچھا کہ اے ابا عمرو ثابت کا کیا حال ہے کچھ بیمار ہو گیا ہے سعد نے کہا وہ میرا ہمسایہ ہے
مین نہین جانتا کہ وہ بیمار ہے پھر سعد ثابت کے پاس آئے اور ان سے یہ بیان کیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا تھا ثابت نے کہا یہ آیت اتری اور تم جانتے ہو کہ تم سب مین میری آواز اونچی ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم پر تو مین جہنمی ہون پھر سعد نے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا نہین
وہ جنتی ہے **ف** کیونکہ آواز بلند ہونا کچھ برا نہین بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بلند آواز

سے باتیں کرنا اور چلانا منع ہے نووی نے کہا اس حدیث سے ثابت بن قیس کی بڑی فضیلت معلوم ہوئی کیونکہ اون کا جنتی ہونا ثابت ہوا اور اس سے یہ بات بھی نکلی کہ امام یا سردار کو اپنے لوگوں کا حال پوچھنا چاہیے جو غائب ہو جاوین عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ خَطِيْبَ الْاَنْصَارِ فَلَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ بِنَحْوِ حَدِيْثِ حَمَّادٍ وَلَيْسَ فِي حَدِيْثِهٖ ذِكْرُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ ترجمہ دوسری روایت مین یون ہی کہ ثابت بن قیس بن شماس انصار کے خطیب تھے پھر جب یہ آیت اوتری اخیر تک اور اسمین سعد بن معاذ کا ذکر نہین ہے عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَمْ يَذْكُرْ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ فِي الْحَدِيْثِ ترجمہ وہی جو اوپر گزرا عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَاقْتَصَّ الْحَدِيْثَ وَلَمْ يَذْكُرْ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ وَزَادَ فَكُنَّا نَرَاهُ يَمْشِيْ بَيْنَ اَظْهُرِنَا رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ ترجمہ اس روایت مین بھی سعد بن معاذ کا ذکر نہین اتنا زیادہ ہے کہ انس نے کہا ثابت ہم لوگون کے بیچ مین چلتے تھے ہم اونکو دیکھتے تھے ایک شخص جنتی ہم مین جا رہا ہے بَابٌ هَلْ يُؤَاخَذُ بِاَعْمَالِ الْجَاهِلِيَّةِ جب کوئی مسلمان ہو جاوے تو کفر کے وقت کے اعمال کا مواخذہ نہوگا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ اُنَاسٌ لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنُؤَاخَذُ بِمَا عَمِلْنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ اَمَّا مَنْ اَحْسَنَ مِنْكُمْ فِي الْاِسْلَامِ فَلَا يُؤَاخَذُ بِهَا وَاَمَّا مَنْ اَسَاءَ اُخِذَ بِعَمَلِهٖ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَالْاِسْلَامِ ترجمہ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کچھ لوگون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یا رسول اللہ کیا ہم سے پوچھ ہوگی اون کامون کی جو ہم نے جاہلیت کے زمانے مین کیے ہین آپ نے فرمایا تم مین سے جو اچھی طرح اسلام لایا (یعنے سچا مسلمان ہوا دل سے) اوس سے تو پوچھ نہوگی جاہلیت کے کامون کی اور جو برا ہے (یعنے صرف ظاہر مین مسلمان ہوا اور دل مین اوسکے کفر رہا) اوس سے پوچھ ہوگی جاہلیت اور اسلام دونون وقت کے کامون کی ف کیونکہ وہ کفر پر قائم رہا اور در حقیقت مسلمان ہی نہین ہوا بلکہ منافق رہا نووی نے کہا دوسری حدیث صحیح مین ہے کہ اسلام گرا دیتا ہے پیشتر کے گناہون کو یعنے کفر کے زمانے کے سب گناہ معاف ہو جاتے ہین اسلام لانے سے اور اسپر اجماع ہے مسلمانون کا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنُؤَاخَذُ بِمَا عَمِلْنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ مَنْ اَحْسَنَ فِي الْاِسْلَامِ لَمْ يُؤَاخَذْ بِمَا عَمِلَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَمَنْ اَسَاءَ

اَنَسٍ ن اٰيَةٌ

وَزَادَ رَجُلًا

فی الاسلام اخذ بالاول والآخر ترجمہ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے ہم نے عرض کیا یا رسول
اللہ کیا ہم سے مواخذہ ہوگا ان کاموں کا جو جاہلیت کے وقت میں کئے ہیں آپؐ نے فرمایا جس نے نیکی کی اسلام
میں اس سے جاہلیت کے کاموں کا مواخذہ نہ ہوگا اور جس نے برائی کی اسلام میں اس سے مواخذہ ہوگا اگلے (یعنی
کفر) اور پچھلے (یعنے اسلام) دونوں وقت کے کاموں کا عن الاعمش بھذا الاسناد مثلہ
ترجمہ دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے باب کون الاسلام یھدم ما قبلہ وکذا
الحج والھجرۃ اسلام اور حج سے اور ہجرت سے اگلے گناہوں کا معاف ہو جانا عن ابن شماسۃ
المھری قال حضرنا عمرو بن العاص وھو فی سیاقۃ الموت یبکی طویلا وحول وجھہ — فبکی
الی الجدار فجعل ابنہ یقول لہ ما یبکیک یا ابتاہ اما بشرک رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم بکذا اما بشرک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکذا قال فاقبل بوجھہ فقال
ان افضل ما نعد شھادۃ ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ انی قد کنت علی
اطباق ثلاث لقد رایتنی وما احد اشد بغضا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منی
ولا احب الی ان اکون قد استمکنت منہ فقتلتہ فلو مت علی تلک الحال لکنت من — فقتلتہ منہ
اھل النار فلما جعل اللہ عز وجل الاسلام فی قلبی اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم — من ان
فقلت ابسط یمینک فلابایعک فبسط یمینہ قال فقبضت یدی قال ما لک یا عمرو
قال قلت اردت ان اشترط قال تشترط ماذا قلت ان یغفر لی قال اما علمت ان — عما ذا / علمت یا عمرو
الاسلام یھدم ما کان قبلہ وان الھجرۃ تھدم ما کان قبلھا وان الحج یھدم ما کان
قبلہ وما کان احد احب الی من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا اجل فی عینی
منہ وما کنت اطیق ان املا عینی منہ اجلالا لہ ولو سئلت ان اصفہ ما اطقت
لانی لم اکن املا عینی منہ ولو مت علی تلک الحال لرجوت ان اکون من اھل
الجنۃ ثم ولینا اشیاء ما ادری ما حالی فیھا فاذا انا مت فلا تصحبنی نائحۃ
ولا نار فاذا دفنتمونی فشنوا علی التراب شنا ثم اقیموا حول قبری قدر ما — سنا
تنحر جزور ویقسم لحمھا حتی استانس بکم وانظر ماذا اراجع بہ رسل ربی — فسنوا
ترجمہ ابن شماسہ (عبدالرحمن بن شماسہ بن ذئب) مہری سے روایت ہے ہم عمرو بن عاص پاس گئے اور وہ

وہ مرنے کے قریب تہے تو روئی بہت دیر تک اور منہ پھیر لیا اپنا دیوار کیطرف انکے بیٹے کہنے لگے باوا تمکو کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فلانی خوشخبری نہین دی تب انہون نے اپنا منہ سامنے کیا اور کہا کہ سب باتون مین افضل ہم سمجہتے ہین اس بات کی گواہی دینے کو کہ کوئی سچا معبود نہین سوا خدا کے اور محمد اوس کے بہیجے ہوئے ہین اور میرے اوپر تین حال گذرے ہین ایک حال یہ تہا جو تو نے دیکہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مین کسیکو برا نہین جانتا تہا اور مجہے آرزو تہی کہ کسیطرح مین قابو پاؤن اور آپکو قتل کرون (معاذ اللہ) پہر اگر مین مرجاتا اس حال مین تو جہنمی ہوتا دوسرا حال یہ تہا کہ اللہ تعالی نے اسلام کی محبت میرے دلمین ڈالی اور مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا مین نے کہا اپنا داہنا ہاتہہ بڑہائیے تاکہ مین بیعت کرون آپسے آپ نے ہاتہہ بڑہایا مین نے اوسوقت اپنا ہاتہہ کہینچ لیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ہوا تجہکو اے عمرو مین نے کہا مین شرط کرنا چاہتا ہون آپ نے فرمایا کیا شرط مین نے کہا یہ شرط کہ میرے گناہ معاف ہون (جواب تک کیے ہین) آپنے فرمایا اے عمرو تو نہین جانتا کہ اسلام گرا دیتا ہے پیشتر کے گناہون کو اسیطرح ہجرت گرا دیتی ہے پیشتر کے گناہون کو اسیطرح حج گرا دیتا ہے پیشتر کے گناہون کو پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مجہکو کسی کی محبت نہ تہی اور نہ میری نگاہ مین آپسے زیادہ کسی کی شان تہی اور مین آنکہہ بہر کر آپ کو نہ دیکہہ سکتا تہا آپکے جلال کی وجہ سے اور اگر کوئی مجہسے آپ کی صورت کو پوچہے تو مین بیان نہین کرسکتا کیونکہ مین آنکہہ بہر کر آپکو دیکہہ نہین سکتا تہا اور اگر مین مرجاتا اس حال مین تو امید تہی کہ جنتی ہوتا بعد اوس کے چند اور چیزون مین ہم کو پہنسنا پڑا مین نہین جانتا میرا حال کیا ہوگا اونکی وجہ سے تو جب مین مرجاؤن میرے جنازے کے ساتہہ کوئی رونے چلانے والی نہ ہو اور نہ آگ ہو اور جب مجہے دفن کرنا تو مٹی ڈالدینا مجہپر اچہی طرح اور میری قبر کے گرد کہڑے رہنا اتنی دیر تک جتنی دیر مین اونٹ کاٹا جاتا ہے اور اوسکا گوشت بانٹا جاتا ہے تاکہ میرا دل بہلے تم سے (اور مین تنہائی سے گہبرا نہ جاؤن) اور دیکہہ لون پروردگار کے وکیلون کو مین کیا جواب دیتا ہون ف یعنی منکر نکیر کو۔ نووی نے کہا اس حدیث سے کئی باتین معلوم ہوئین ایک تو یہ جو مرنے کے قریب ہو اوسکو تسلی اور تشفی دینا چاہیے اور امید اور عفو اور خوشی کی آیتین اور حدیثین سنانا چاہیے جیسے عمرو کے بیٹے نے کیا اور یہ مستحب ہے بالاتفاق دوسرے یہ کہ صحابہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی کس قدر عزت اور حرمت کرتے تہے تیسرے یہ کہ جنازے کے ساتہہ رونے

یہ خوشخبری ہین دی

تیسرا حال یہ ہے

والی اور انگار لیجانا منع ہے اور علما نے اسکو مکروہ کہا ہے لیکن نوحہ کرنا وہ تو حرام ہی اور انگار لیجانا مکروہ ہی
بوجہ دوسری حدیث کے اور سبب کراہت کا یہ ہی کہ وہ عادت ہی جاہلیت کے زمانے کی اور ابن حبیب مالکی نے
کہا کہ انگار رکھنے مین شگون بد ہے مردے کے لیئے چوتھی یہ کہ مٹی ڈالنا قبر پر مستحب ہے پانچوین یہ کہ قبر پر بیٹھنا
نہین چاہیے جیسے بعضے ملکون مین دستور ہے چھٹی یہ کہ قبر مین مردے کا امتحان ہوتا ہے اور فرشتے اُس سے
سوال کرتے ہین اور یہی مذہب ہی اہل حق کا ساتوین یہ کہ دفن کے بعد تھوڑی دیر تک قبر پر ٹھہرنا چاہیے
اور یہہ مستحب ہے آٹھوین یہ کہ مردہ اپنی قبر پر حاضر ہونیوالون کی آواز سُنتا ہے نوین یہ کہ مشرک گوشت کا
بانٹ لینا درست ہی اسیطرح ترمیوون کا جیسے انگور وغیرہ اور اسمین ہمارے اصحاب کا اختلاف ہے
جو مشہور ہے انتہی مختصراً **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ اُنَاسًا مِّنْ اَهْلِ الشِّرْكِ قَتَلُوْا فَاَكْثَرُوْا وَزَنَوْا ناسًا
فَاَكْثَرُوْا ثُمَّ اَتَوْا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا اِنَّ الَّذِيْ تَقُوْلُ وَتَدْعُوْا اِلَيْهِ فاتوا
لَحَسَنٌ وَلَوْ تُخْبِرُنَا اَنَّ لِمَا عَمِلْنَا كَفَّارَةً فَنَزَلَ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ
وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا وَنَزَلَ فنزلت
يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ الْاٰيَة **ترجمہ** عبد اللہ بن
عباس سے روایت ہی مشرکون مین چند لوگون نے (شرک کی حالت مین) بہت خون کیے تھے اور بہت زنا کی
تھی تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آئے اور عرض کیا آپ جو فرماتے ہین اور جس راہ کیطرف بلاتے
ہین وہ خوب ہی اور جو آپ ہمکو بتلاوین ہمارے گناہون کا کفارہ تو ہم اسلام لاوین تب یہ آیت اُتری
وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ اخیر تک یعنے جو لوگ خدا کے ساتھ اور دوسرے خدا کو نہین پکارتے اور جس
جان کا مارنا خدا نے حرام کیا ہے اوسکو نہین مارتے مگر کسی حق کے بدلے اور زنا نہین کرتے اور جو کوئی
ان کامون کو (یعنے خون اور زنا اور شرک) کرے تو وہ بدلہ پاوے گا اور اوسکو دونا عذاب ہوگا قیامت
کے روز اور ہمیشہ رہے گا عذاب مین ذلت سے مگر جو کوئی ایمان لایا اور اُس نے توبہ کی اور نیک کام کیے تو
اُسکی برائیان مٹ کر نیکیان ہوجاوین گی اور اللہ تعالے مہربان ہے بخشنے والا (اور خدا نے ان لوگون کو
بتلا دیا کہ تم اسلام لاؤ تمہارے اگلے سب گناہ شرک کے زمانے کے معاف ہوجاوین گے) اور یہ آیت اُتری
يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ اخیر تک یعنے اے بندو میرے جنہون نے گناہ کیے ہین مت نا امید ہو اللہ
کی رحمت سے **باب** بَيَانِ حُكْمِ عَمَلِ الْكَافِرِ اِذَا اَسْلَمَ بَعْدَهٗ کافر اگر کفر کی حالت مین

نیک کام کرے پھر مسلمان ہو جاوے عن حکیم بن حزام انه اخبره انه قال لرسول الله
صلی الله علیه وسلم ارأیت امورا كنت اتحنث بها فی الجاهلیة هل لی فیها من
شیء فقال له رسول الله صلی الله علیه وسلم اسلمت علی ما اسلفت من خیر والتحنث
التعبد ترجمہ حکیم بن حزام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کیا آپ سمجھتے ہین جاہلیت کے زمانے
مین جو مین نے عبادت کے کام کیے (یعنی نیک سمجھ کر گناہ سے نکلنے کے لیے) انکا کچھ ثواب مجکو ملیگا (یعنی
کفر کے زمانے کے نیک کام بیکار نہ جاوینگے) آپنے فرمایا تو اسلام لایا اگلے ان سب نیکیون پر جو کر
چکا ہے **ف** یعنی جب تو مسلمان ہو گیا تو تیرے کفر کے زمانے کی نیکیان بھی بیکار نہ جاوینگی بلکہ اُن سب
کا ثواب ملیگا البتہ اگر تو مسلمان نہوتا اور کفر ہی پر مرجاتا تو تیری سب نیکیان مٹ جاتین یہی مطلب ظاہر
حدیث سے نکلتا ہے اور یہی قول ہے ابن بطال و محققین کا کہ کافر اگر مسلمان ہو جاوے تو اُسکے وہ نیک کام
جو کفر کے زمانے مین کیے ہین لغو نہونگے اور خدا اونپر ثواب دیگا بدلیل اس حدیث کے کہ جسکو دارقطنی نے ابو سعید
خدری سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کافر مسلمان ہو جاوے پھر اُسکا اسلام اچھا
ہو اللہ تعالی اوسکی ہر ایک نیکی کو لکھے گا جو کر چکا ہے اور ہر بُرائی کو مٹا دیگا جو کر چکا ہے اور اسلام کے بعد جو
نیکی کرے گا تو ایک کے بدلے دس کا سات سو تک ثواب ملیگا اور برائی کے بدلے ایک ہی برائی لکھی جاویگی
پر جب خدا اوسکو بھی معاف کردے تو ایک بھی نلکھی جاویگی۔ امام ابو عبد اللہ مازری نے کہا ظاہر حدیث خلاف
ہے اوس قاعدے کے جو مقرر ہو چکا ہے کہ کافر کا تقرب صحیح نہین پھر اوسکو نیکی پر ثواب بھی نہ ہوگا اور ایمان
لانا اوسکا اطاعت ہے نہ تقرب اسلیے کہ تقرب کی شرط ہے کہ جس سے تقرب کرتا ہے اوسکو پہچانے اور وہ کفر
کی حالت مین خدا کو برابر پہچانتا نہ تھا اس صورت مین حدیث کی تاویل کرنا ضرور ہے یعنی مطلب یہ ہے کہ کفر کے زمانے مین جو تو نے نیکیان کی تھین انکی وجہ
سے تیری طبیعت نیک ہو گئی اور اچھے کام کرنے کی عادت پیدا ہوئی پھر تو اس عادت اور طبیعت سے اسلام مین بھی فائدہ اٹھاویگا کیونکہ وہ لی
جاوینگی تجھکو نیک کامون کی طرف یا یہ مطلب ہے کہ ان نیکیون کی وجہ سے تو مستحق ہوا تعریف کا جو اسلام
کی حالت مین بھی باقی ہے یا یہ مطلب ہے کہ اسلام کی حالت مین تجھ کو نیکیون کا ثواب اوروں سے زیادہ ملیگا
کیونکہ تو پہلے بھی نیک کام کر چکا ہے اور جب کافر کو نیک اعمال کی وجہ سے عذاب مین تخفیف ہوگی تو ثواب کا
زیادہ ہونا بعید نہین تمام ہوا کلام مازری کا قاضی عیاض نے کہا بعضون نے کہا مطلب حدیث کا یہ ہے کہ اگلی
نیکیون ہی کی برکت سے خدا نے تجھے اسلام کی ہدایت کی اور نیکیان اوائل مین دلیل ہین حسن خاتمت اور

سعادت کی انجام مین انتہی لیکن صحیح وہی ہے جو ابن بطال وغیرہ نے کہا کہ حدیث محمول ہو ظاہر پر ابن بطال نے کہا اللہ کو اختیار ہے کہ اپنے بندون پر جتنی چاہے اور جسطرح چاہے عنایت کرے اور کسیکو اوس مین اعتراض کی مجال نہین اور فقہا نے جو کہا ہے کہ کافر کی عبادت صحیح نہین اور اگر وہ اسلام لاوے تو اوس عبادت کا عتبار نہوگا اوسکا مطلب یہ ہے کہ دنیا کے احکام کے رو سے اوسکی عبادت صحیح نہین اور آخرت کا ثواب اللہ کے اختیار ہے اب اگر کوئی یون کہنے لگے کہ آخرت مین بہی اوسپر ثواب نہوگا تو اوسکا قول رد کیا جاویگا اس صحیح حدیث سے اور کفار کے بعض افعال کا تو دنیا مین بہی اعتبار ہوتا ہے خود فقہا نے کہا ہے کہ اگر حالت کفر مین کوئی کفارہ جیسے ظہار وغیرہ کا کفارہ واجب ہو پہر وہ اوسکو ادا کردے کفر کی حالت مین تو کافی ہو جاویگا اور اسلام لانے کے بعد دوبارہ کفارہ دینا لازم نہوگا اور اختلاف کیا ہے شافعیہ نے کہ اگر حالت کفر مین جنب ہوا پہر غسل کر لیا کفر ہی کی حالت مین بعد اوسکے مسلمان ہوا تو دوبارہ غسل کرنا ضرور ہے یا نہین اور ہمارے بعض اصحاب نے اس مین مبالغہ کیا ہے اور کہا ہے کہ کافر کی ہر ایک طہارت صحیح ہے غسل ہو یا وضو ہو یا تیمم ہو اور اسلام لانے کے بعد اوسی طہارت سے نماز پڑھنا درست ہے انتہے ما قال النووی مترجم کہتا ہے کہ اسلام لانا ایک ایسی بڑی نعمت ہے خدا کی جسکے مقابلے مین اور کوئی نعمت نہین تو جہان تک اس نعمت کی وجہ سے فوائد حاصل ہون بعید نہین اور کافر کے نیک اعمال جو مٹ جاتے ہین تو وہ اسی وجہ سے کہ اوسکی موت کفر پر ہوتی ہے اور اعتبار خاتمہ کا ہے پہر جب خاتمہ نیک ہوا اور انسان کفر کو چہوڑ کر مسلمان ہو گیا تو اللہ تعالی اوسکی محنت کو ضائع نکرے گا اور اوس کے نیک کامون پر ضرور سے ثواب دیگا دوسرے یہ کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفر کی نیکیون کو اسلام لانیکے بعد لغو کر دیتے تو لوگون کو رنج ہوتا اور اسلام کیطرف رغبت گہٹ جاتی حالانکہ اصلی مقصود آپکا یہ تہا کہ لوگون کو اسلام کا شوق پیدا ہو اسیوجہ سے آپنے فرمایا کہ اسلام لانے سے کفر کے گناہ تو سب مٹ گئے اور نیکیان باقی ہین وہ ہرگز تلف نہونگی سبحان اللہ خداوند کریم کی عنایت اور محبت اپنے بندون کے ساتہ کیسی ہے اللہ تعالی ہر ایک بندے کو ایمان کی ہدایت دیوے اور ہمارا اور سب مسلمانون کا خاتمہ بخیر کرے عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْ رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ أُمُورًا كُنْتُ أَتَحَنَّثُ بِهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِنْ صَدَقَةٍ أَوْ عَتَاقَةٍ أَوْ صِلَةِ رَحِمٍ أَفِيهَا أَجْرٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْلَمْتَ عَلَى مَا أَسْلَفْتَ مِنْ خَيْرٍ ترجمہ حکیم بن حزام سے روایت ہے انہون نے کہا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم سے یا رسول اللہ آپ کیا سمجھتے ہین جو نیک کام مین نے جاہلیت کے زمانے مین کیے ہین جیسے صدقہ یا بردے کا آزاد کرنا یا ناتا ملانا اون کا ثواب مجھکو ہوگا آپ نے فرمایا تو اسلام لایا اوسی نیکی پر جو پہلے کر چکا ہے (یعنی وہ نیکی قائم ہے اب اسپر اسلام زیادہ ہوا) **عَنْ** حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَشْيَاءُ كُنْتُ أَفْعَلُهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ هِشَامٌ يَعْنِي كُنْتُ أَتَبَرَّرُ بِهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْلَمْتَ عَلَى مَا أَسْلَفْتَ لَكَ مِنَ الْخَيْرِ قُلْتُ فَوَاللّٰهِ لَا أَدَعُ شَيْئًا صَنَعْتُهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِلَّا فَعَلْتُ فِي الْإِسْلَامِ مِثْلَهُ **ترجمہ** حکیم بن حزام نے کہا یا رسول اللہ کئی کام ہین جنکو مین جاہلیت کے زمانے مین کیا کرتا تھا ہشام نے کہا (یعنی نیک کام) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام لایا تو اون نیکیون پر جو تو نے کین مین نے کہا یا رسول اللہ تو قسم خدا کی پھر جتنے (نیک) کام مین اوتنا ہی اسلام کی حالت مین بجا لاؤن گا (تا کہ جاہلیت کا زمانہ اسلام سے بڑھ کر نہ ہے نیکیون کی کثرت مین) **عَنْ** عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ أَعْتَقَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِائَةَ رَقَبَةٍ وَحَمَلَ عَلَى مِائَةِ بَعِيرٍ ثُمَّ أَعْتَقَ فِي الْإِسْلَامِ مِائَةَ رَقَبَةٍ وَحَمَلَ عَلَى مِائَةِ بَعِيرٍ ثُمَّ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِهِمْ **ترجمہ** عروہ بن الزبیر سے روایت ہے حکیم بن حزام نے جاہلیت کے زمانے مین سو بردے آزاد کیے تھے اور سو اونٹ سواری کے لیے خدا کی راہ مین دیے تھے پھر انہون نے اسلام کی حالت مین بھی سو بردے آزاد کیے اور سو اونٹ خدا کی راہ مین سواری کے لیے دیے بعد اوسکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے پھر بیان کیا حدیث کو اوسیطرح جیسے اوپر گزری

ف نووی نے کہا حکیم بن حزام مشہور صحابی ہین وہ کعبہ کے اندر پیدا ہوئے یہ فضیلت اور کسی کو نہین ملی اور ایک عجیب بات یہ ہے کہ وہ ساٹھ برس تک جاہلیت کی حالت مین جیے پھر ساٹھ برس تک اسلام کی حالت مین زندہ رہے اور وہ مسلمان ہوئے جس سال مکہ فتح ہوا اور مرے مدینہ مین ۵۴ھ مین تو اسلام کی حالت مین ساٹھ برس جینے سے یہ غرض ہے کہ اسلام کے زمانے مین ساٹھ برس جیے

بَابُ صِدْقِ الْإِيمَانِ وَإِخْلَاصِهِ ایمان کی سچائی اور خلوص کا بیان **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ شَقَّ ذٰلِكَ عَلَى أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالُوا أَيُّنَا لَا يَظْلِمُ نَفْسَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ هُوَ كَمَا تَظُنُّونَ إِنَّمَا هُوَ كَمَا قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ إِنَّ الشِّرْكَ

ن يَا رَسُولَ اللّٰهِ

ن حَدِيثِهِمَا

ن إِخْلَاصِهِ

ن فَقَالُوا

لظلم عظیم ترجمہ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے جب یہ آیت اتری الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ
اخیر تک یعنی جو لوگ ایمان لائے پھر انہوں نے اپنے ایمان کے ساتھ ظلم نہیں کیا (یعنی گناہ میں پھنسے)
انکو امن ہے اور وہی ہیں راہ پانیوالے تو بہت گران گزری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب پر انہوں
نے کہا یا رسول اللہ ہم میں سے کون ایسا ہے جو ظلم نہیں کرتا اپنے نفس پر (یعنی گناہ نہیں کرتا) رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس آیت کا یہ مطلب نہیں جیسا تم خیال کرتے ہو بلکہ ظلم سے مراد وہ ہے جو حضرت
لقمان ع نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے میرے مت شرک کر اللہ کے ساتھ بیشک شرک بڑا ظلم ہے ف
تو ظلم سے مراد شرک ہے اس حدیث میں آیت کا یہ مطلب ہوگا کہ جو لوگ ایمان لائے پھر انہوں نے شرک نہیں کیے
تو انکو امن ہے اگرچہ وہ اور گناہوں میں جو شرک سے کم ہیں پھنس گئے ہوں صحیح بخاری کی روایت میں یوں ہے
کہ جب یہ آیت اتری تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے کہا ہم میں سے کون ایسا ہے جس نے اپنے نفس پر
ظلم نہ کیا ہو تب اللہ تعالے نے یہ آیت اوتاری کہ شرک بڑا ظلم ہے تو صحابہ نے ظلم سے مراد ہر ایک گناہ کو سمجھا
تھا اسوجہ سے وہ آیت ان پر بھاری ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرما دیا کہ مراد ظلم سے مطلق
نہیں ہے بلکہ خاص ایک ظلم جو سب سے بڑا ہے یعنی شرک جیسے لقمان نے اپنے بیٹے کو کہا کہ شرک بڑا ظلم ہے
خطابی نے کہا صحابہ پر یہ آیت اسوجہ سے گران گذری کہ ظلم کے ظاہری معنی یہی ہیں کہ لوگوں کے حق دبا لینا اور
گناہوں میں مبتلا ہونا انہوں نے خیال کیا کہ یہی ظاہری معنے مراد ہیں اور اصلی معنی ظلم کا یہ ہے کہ ایک
چیز کو اسکی جاے چھوڑ کر دوسری جاے میں رکھنا پھر جس شخص نے اللہ کے سوا دوسرے کسی کی پرستش کی
تو وہ بڑھ گیا ظلم میں سب ظالموں سے۔ اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ سوا شرک کے اور گناہ کرنے سے آدمی کافر
نہیں ہوتا اور لقمان ایک حبشی بڑے حکیم گذرے ہیں اور اختلاف کیا علما نے کہ وہ نبی تھے یا نہیں امام ابو اسحاق
ثعلبی نے کہا وہ بالاتفاق حکیم تھے مگر عکرمہ نے کہا کہ وہ نبی بھی تھے اور کسی نے انکو نبی نہیں کہا اور لقمان
کے بیٹے کا نام جسکو انہوں نے یہ نصیحت کی تھی انعم تھا اور بعضوں نے کہا مشکم واللہ اعلم (نووی) عن
الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ اَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَ ابْنُ اِدْرِيْسَ حَدَّثَنِيْهِ اَوَّلًا اَبِيْ عَنْ اَبَانَ بْنِ تَغْلِبَ قال
عَنِ الْاَعْمَشِ ثُمَّ سَمِعْتُهٗ مِنْهُ ترجمہ اعمش سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے باب
بَيَانِ تَجَاوُزِ اللّٰهِ تَعَالٰى عَنْ حَدِيْثِ النَّفْسِ وَالْخَوَاطِرِ بِالْقَلْبِ اِذَا لَمْ تَسْتَقِرَّ وَبَيَانِ اَنَّهٗ تَعَالٰى لَمْ
يُكَلِّفْ اِلَّا مَا يُطَاقُ وَبَيَانِ حُكْمِ الْهَمِّ بِالْحَسَنَةِ وَبِالسَّيِّئَةِ دلمیں جو وسوسے آتے ہیں جب تک وہ

تو دادین اونپر مواخذہ نہوگا اور اللہ تعالی نے اونہی ہی تکلیف دی ہے جتنی طاقت ہے اور نیکی اور گناہ کا
قصد کرنا کیا حکم رکھتا ہے عن ابی هریرة قال لما نزلت علی رسول الله صلی الله علیه
وسلم لله ما فی السموات وما فی الارض وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوه یحاسبکم
به الله فیغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء والله علی کل شیء قدیر قال فاشتد ذلک
علی اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم قال فاتوا رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم
برکوا علی الرکب فقالوا ای رسول الله کلفنا من الاعمال ما نطیق الصلاة والصیام والجهاد
والصدقة وقد انزلت علیک هذه الآیة ولا نطیقها قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
اتریدون ان تقولوا کما قال اهل الکتابین من قبلکم سمعنا وعصینا بل قولوا
سمعنا واطعنا غفرانک ربنا والیک المصیر قالوا سمعنا واطعنا غفرانک ربنا والیک
المصیر فلما اقترأها القوم ذلت بها السنتهم انزل الله فی اثرها آمن الرسول بما انزل ص عزوجل
الیه من ربه والمؤمنون کل آمن بالله وملائکته وکتبه ورسله لا نفرق بین
احد من رسله وقالوا سمعنا واطعنا غفرانک ربنا والیک المصیر فلما فعلوا ذلک
نسخها الله فانزل الله لا یکلف الله نفسا الا وسعها لها ما کسبت وعلیها ما اکتسبت
ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطأنا قال نعم ربنا ولا تحمل علینا اصرا کما حملته
علی الذین من قبلنا قال نعم ربنا ولا تحملنا ما لا طاقة لنا به قال نعم واعف عنا
واغفر لنا وارحمنا انت مولانا فانصرنا علی القوم الکافرین قال نعم ترجمہ
ابوہریرہ سے روایت ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت اتری للہ ما فی السموات وما فی
الارض اخیر تک یعنی اللہ ہی کا ہے جو کچھ کہ ہے آسمانون اور زمین مین اور اگر تم کھول دو اپنے دل کی بات
کو یا چھپاؤ اُسکو اللہ تعالی حساب کریگا اُسکا تم سے پھر بخش دیگا جسکو چاہیگا اور عذاب کریگا جسکو چاہیگا اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے
تو گران گذری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب پر **ف** امام ابو عبد اللہ مازری نے کہا یہ آیت ان
پر گران گذری کیونکہ وہ سمجھے ہم سے مواخذہ ہوگا اون وسوسون پر جو خود بخود دلمین گذرتے ہین اور ہم کو
انکے دور کرنیکی طاقت نہین پھر تو تکلیف مالایطاق ٹھہری اور وہ جائز ہے عقلاً لیکن اختلاف ہے کہ آیا
شریعت مین اوسکا حکم ہوا یا نہین **ف** اور وہ آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس پھر بیٹھ گئے

گھٹنون پر اور کہنے لگے یا رسول اللہ ہمکو حکم ہوا ان کامون کے کرنیکا جنکی طاقت ہے جیسے نماز روزہ جہاد صدقہ
اب آپ پر یہ آیت اوتری اور اسپر عمل کرنے کی ہمین طاقت نہین (یعنی اپنے دلپر ہمارا زور نہین چلتا
کہ برے شیطانی وسوسے بالکل نہ آنے پاوین) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم چاہتے ہو ایسا کہو جیسے
پہلے دونون کتاب والون (یہود اور نصاریٰ) نے کہا (جب اللہ کا حکم سُنا) سنا ہمنے اور نافرمانی کی (یعنے ہمنے
تیرا حکم سنا پر ہم اوسپر عمل نہین کرینگے) بلکہ یون کہو سنا ہم نے اور مان لیا بخشدے ہمکو اے ہمارے مالک
تیری ہی طرف ہمکو جانا ہے یہ سنکر صحابہ نے کہا سنا ہم نے اور مان لیا بخشدے ہمکو مالک ہمارے تیری ہی
طرف ہمکو جانا ہے جب لوگون نے یہ کہا اور اپنی زبانون سے نکالا اوس کے بعد ہی یہ آیت اوتری آمَنَ الرَّسُولُ
بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ اخیر تک یعنی ایمان لایا رسول اوسپر جو اُترا اوسکی طرف اوسکے مالک کے پاس سے اور
ایمان لائے مومن بھی سب ایمان لائے اللہ پر اور اوس کے فرشتون پر اور اوسکی کتابون پر اور اوس کے
رسولون پر ہم ایسا نہین کرتے کہ ایک رسول کو مانین اور ایک کو نہ مانین (جیسے یہود اور نصاریٰ نے کیا)
اور کہا اونہون نے ہم نے سنا اور مان لیا بخشدے ہمکو اے ہمارے مالک تیرے ہی پاس ہمکو جانا ہے جب
انہون نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ نے (اپنے فضل اور کرم سے) اوس آیت کو یعنی وَإِنْ تُبْدُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ
منسوخ کردیا اور یہ آیت اتاری اللہ کسی کو تکلیف نہین دیتا مگر اوسکی طاقت کے موافق ہر کسی کو اوسی کے
نیکیان کام آوینگی اور اوسی پر اُسکی برائیون کا بوجھ ہوگا اے مالک ہمارے مت پکڑ ہمکو اگر ہم بھول یا چوک جاوین
مالک نے فرمایا اچھا) اے مالک ہمارے مت لاد ہمپر ایسا بوجھ جیسے لادا تھا تو نے اگلون پر (پھر وہ پورا اون
نہوسکا انہون نے نافرمانی کی) مالک نے فرمایا اچھا اے مالک ہمارے مت لاد ہمپر وہ بوجھ جسکی اوٹھانیکی ہمکو طاقت
نہین مالک نے فرمایا اچھا۔ اور معاف کردے ہماری خطائین اور بخشدے ہمکو اور رحم کر ہمپر تو ہمارا مالک ہے مدد کر
ہماری اون لوگون پر جو کافر ہین۔ پروردگار نے فرمایا اچھا قف یعنی خداوند کریم نے اپنے فضل سے
اپنے عاجز بندون کی سب دعائین قبول کین اور سخت احکام جو اون سے نہ ہوسکتے اسلام مین اٹھا دیے اور
دین کو آسان کردیا اور وہ حکم بھی اٹھادیا جو پہلے دیا تھا کہ دل کے خیال پر مواخذہ ہوگا اب اگر کسی کے دل
مین گناہ کا خیال آوے تو جب تک اوس گناہ کو کرے نہین وہ لکھا نہ جاویگا امام مازری نے کہا وَإِنْ تُبْدُوا
مَا فِي أَنْفُسِكُمْ الآیۃ کے منسوخ ہونے مین یہ اعتراض ہے کہ نسخ وہان ہوتا ہے جب دوسرے حکم اور پہلے حکم مین جمع
نہ ہوسکے اور یہان جمع ممکن ہے اسطرح سے کہ پہلی آیت عام ہو ہر ایک قسم کے وسوسون اور خیالون کو جو اختیاری

ہون یا نہ ہون اور دوسری آیت سے وہ آیت خاص ہوگئی ان خیالون سے جو اختیار مین نہین مگر جس صورت مین
صحابہ نے پہلی آیت سے وہی خیال سمجھے مین جو اختیار مین نہین اس صورت مین البتہ دوسری آیت اوسکی ناسخ ہے
قاضی عیاض نے کہا نسخ سے کوئی امر مانع نہین جب راوی نے خود نسخ کو نقل کیا ہے بعضون نے کہا نسخ سے یہان
مراد اون کے شبہ کا دور کرنا ہے جو انکو ہوا تھا پہلی آیت سے اور گران گذری تھی وہ اون پر اب دوسری آیت
سے انکو اطمینان ہوگیا کہ مواخذہ طاقت سے زیادہ نہ ہوگا امام واحدی نے کہا آیت کے منسوخ ہونے مین اختلاف
ہے اور محققین کا قول یہ ہے کہ وہ محکم ہے منسوخ نہین ہے (نووی مختصرا) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ
لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ قَالَ
دَخَلَ قُلُوْبَهُمْ مِنْهَا شَيْءٌ لَمْ يَدْخُلْ قُلُوْبَهُمْ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ قُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَسَلَّمْنَا قَالَ فَاَلْقَى اللّٰهُ تَعَالَى الْاِيْمَانَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ لَا
يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَسِيْنَا
اَوْ اَخْطَاْنَا قَالَ قَدْ فَعَلْتُ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا
قَالَ قَدْ فَعَلْتُ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا قَالَ قَدْ فَعَلْتُ ترجمہ عبد اللہ
بن عباس سے روایت ہے جب یہ آیت اتری وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ تو لوگون کے دلون مین
وہ بات سما گئی جو کسی چیز سے نہ سمائی تھی (یعنی بہت ڈر پیدا ہوا) تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہو ہم نے سنا اور مان لیا اور اطاعت کی پھر اللہ نے ایمان انکے دلون مین ڈالدیا اور اتارا اس آیت کو لَا يُكَلِّفُ
اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا اخیر تک یعنی اللہ تکلیف نہین دیتا کسیکو مگر اوسکی طاقت کے موافق جو وہ کرے گا اپنے لیے
نیک کام اوسکا ثواب اوسیکو ہے اور جو گناہ کرے گا اسکا پاپ اوسی پر ہوگا اے مالک ہمارے مت پکڑ ہم کو بھول
چوک مین (مالک نے فرمایا مین ایسا ہی کرون گا) اے مالک ہمارے مت لاد ہم پر بوجھ جیسے تو نے لادا تھا اگلون
پر (مالک نے فرمایا ایسا ہی مین کرون گا) اور بخشدے ہم کو اور رحم کر ہم پر تو ہمارا مالک ہے (مالک نے فرمایا
مین نے ایسا ہی کیا) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ
اللّٰهَ تَجَاوَزَ لِاُمَّتِيْ مَا حَدَّثَتْ بِهِ اَنْفُسَهَا مَا لَمْ يَتَكَلَّمُوْا اَوْ يَعْمَلُوْا بِهِ ترجمہ
ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے درگذر کی میری امت سے اون خیالون
پر (گناہ کے) جو دل مین آوین جب تک انکو زبان سے نہ نکالین یا اون پر عمل نہ کرین ش سراج الوہاج

فِي قُلُوْبِهِمْ

ہین ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک قسم کا برا خیال اور ارادہ جو دل مین پیدا ہو وہ معاف ہے کیونکہ
الفاظ حدیث مین عام ہین ہر ایک خیال ارادے کو برا ہے کہ وہ خیال اور ارادہ دل مین جم گیا ہو یا نہ جما ہو اور تھوڑی
دیر تک رہا یا بہت مدت تک ہر طرح سے وہ معاف کیا گیا ہے اس امت کے لیے اور یہ شرف خاص کیا گیا ہے اس امت
سے برخلاف اور اگلی امتون کے کہ ان سے دل کے خیال پر بھی مواخذہ ہوتا تو جس قسم کا خیال ہو اور جو دل
مین ہے وہ معاف ہے اوس خیال کیوجہ سے نہ انسان مرتد ہوگا نہ گنہگار ہوگا نہ کوئی عبادت اوس کی وجہ سے
باطل ہوگی نہ کوئی طلاق یا عتاق اوس سے پڑے گی نہ اور کسی قسم کا کوئی معاملہ نافذ ہوگا اور دلالت کرتی ہین
اسپر وہ حدیثین جو اس باب مین آئی ہین اور انکے الفاظ بہت ہین جواب جو بعضے علما سے منقول ہے کہ خیال
دو طرح کے ہین ایک تو وہ جو دل مین آیا اور چلا گیا اوسپر مواخذہ نہین اور یہی خیال اس حدیث سے مقصود ہے اور
ایک وہ خیال جو دل مین جم گیا اور مضبوط ہو گیا اور عقیدہ کے طور پر ہو گیا اوسپر مواخذہ ہوگا اور وہ معاف
نہین اس حدیث سے تو اس فرق کی کوئی دلیل نہین نہ ایسی تاویل کی ضرورت ہے کیونکہ حدیث عام شامل
ہے دونون قسم کے خیالون کو اور اگرچہ خیال دل مین جم جاوے پر آخر وہ خیال ہے رہیگا خارج مین اسکا
کا وجود اعمال کیطرح نہ ہوگا پھر اوسکا مواخذہ کس وجہ سے ہوگا تو اس تاویل اور تکلف کی کوئی وجہ نہین اور
کلام نبوی کے خاص کرنے کی کوئی علت نہین اور کوئی ضرورت نہین کہ اللہ یہ وہ بات جو خبر مین جو اوس کے
نہین بتائی اللہ بندون پر گناہ لازم کرین اور انپر مواخذہ یہ کہین اور اس امر سے جو شریعت کی رو سے معاف
ہے اور بعضے فرق کرنے والون نے یہ کہا کہ جو خیال دل مین جم جاوے اوسپر تو عمل کیا گیا اب وہ عمل مین گئے سورۃ البقرہ
گئے مین کیونکہ داخل ہوگا جو مقصود ہے اس حدیث سے اور یہ قول عقل سے بہت بعید ہے کیونکہ عمل اور تکلم تو
خیال نفسی کے مقابل ہین اور یہ دونون جدا ہین عقل کی اور کوئی عرب کا رہنے والا یہ مطلب اس حدیث کا نہ
سمجھے گا جو ان لوگون نے سمجھا اور اس سے معلوم ہوگیا کہ جن لوگون نے یہ فرق کیا ہے اونکا قول باطل ہے
اور انکے پاس کوئی دلیل نہین بلکہ صرف رائے ہے جس کی کوئی ضرورت نہین اور جب پیغمبر رسول نے ہم سے
بیان کر دیا کہ اللہ جل جلالہ کسی خیال پر مواخذہ نکرے گا جب تک اوسپر عمل نہ کرے تو قصد اور عزم اور اعتقاد
اور نیت اگر فرض کیا جاوے کہ خیال سے زیادہ ہین جب بھی انپر مواخذہ نہ ہوگا کیونکہ یہ چیزین عمل نہین ہین
اور مواخذہ عمل ہی سے ہوتا ہے اسمین کوئی اہل لسان یا اہل شرع مین سے خلاف نکریگا اور ان حدیثون سے
یہ بات ثابت ہے کہ مواخذہ نہین ہوتا مگر عمل سے اور بڑی دلیل وہ ہے جو ابن عباس کی حدیث مین ہے کہ اگر

قصد کرے ایک برائی کا پھر اوسکو نکرے تو اللہ اوس کے لیے ایک نیکی لکھیگا اور ابو ہریرہ کی روایت ہی کہ اگر برائی
کو نجیت تو اوس کے لیے ایک نیکی لکھو کیونکہ اوس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر برائی کا قصد کرے اور اوسپر عمل نکرے تو
ایک نیکی کا ثواب ملیگا اور یہ امر معلوم ہی کہ جس نے قصد کیا برائی کا یا عزم کیا یا نیت کی یا ارادہ کیا تو اوس نے اوس
برائی پر عمل نہین کیا پھر اوسکو ایک نیکی کا ثواب ملیگا چہ جائیکہ برائی کا مواخذہ ہو اس صورت مین جن لوگون
نے ارادہ اور عزم اور نیت وغیرہ مین فرق کیا ہے اوس سے کوئی فائدہ نہین اور بعضی اہل کلام نے یہ کہا ہی کہ
عزم پر مواخذہ اور عتاب ہوگا مثلاً کوئی عزم کرے کسی پیغمبر کی توہین کا یا کسی کتاب آسمانی کی تحقیر کا تو
وہ عزم کرتے ہی کافر ہو جاویگا اگرچہ کوئی فعل نکرے اور کوئی بات زبان سے نہ نکالے اور یہ گمان انکا
غلط ہے اسپر کوئی دلیل عقلی یا نقلی نہین کیونکہ وہ غایت جو مواخذہ کے لیے قرار دی گئی ہے عمل یا تکلم
ہے اور ایسا عزم کرنے والے نے نہ عمل کیا نہ تکلم تو یہ کہنا کہ اس سے مواخذہ ہوگا بلا دلیل ہے بلکہ مخالف
ہے دلیل صریح اور واضح کے اور اون لوگون نے جو ایسا کہا تو انکو ایک شبہ ہوا وہ یہ کہ اس شخص نے عزم
کیا اوس امر کا جو جائز نہین اور یہ سبب ہے مواخذہ کا حالانکہ یہی انکی غلطی ہے اسلیے کہ اوس نے بیشک عزم کیا
اوسکا جو جائز نہین لیکن جو جائز نہین وہ وہ کام ہے جسکا اوس نے عزم کیا تہا نہ خود یہ عزم جو ایک وسوسہ شیطانی
وسوسہ ہی اس لیے کہ وہ شریعت کی رو سے معاف ہی جب تک اوسپر عمل یا تکلم نہو اور صرف عزم نہ عمل ہے نہ
تکلم باتفاق اہل لغت و اہل شرع اور یہی معنی سمجھے ہین سلف صالحین اس حدیث کو اور رحم کرے اللہ امام
شافعی پر کیونکہ انہون نے اپنی کتاب مین جسکا نام ام ہے لکہا ہے کہ جس خیال کو زبان بیان نکرے وہ دل
کا وسوسہ ہی جو معاف کیا گیا ہے آدمیون سے اور جس نے تاویل کی ہے اس مین وہ صواب پر نہین جیسے
احادیث مین تاویل کرنے والا صواب پر نہین تو اس سب تقریر سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اس امت کو وہ حرج
معاف ہی جو اگلی امتون پر تہا یعنے دل کے عزم پر اون سے مواخذہ ہوتا تہا اور دل کے خیالون پر خواہ
وہ جم گئی ہون یا نہ جمی ہون اور مدت تک رہین یا تھوڑی دیر رہین یہ سب قسم کے خیالات ہمکو معاف
کیے گئے اور اگلون پر اون کی وجہ سے عذاب ہوگا اور اس مسئلہ مین ہماری تقریر طویل ہوگئی اور پوری
بحث اوسکی کتاب دلیل الطالب علی ارجح المطالب مین ہے اور ویسی کسی دوسری کی کتابون مین تجھکو نہ
ملے گی انتہیٰ نووی نے کہا امام مازری نے کہا قاضی ابو بکر بن الطیب کا مذہب یہ ہی کہ جو شخص کسی گناہ
کا ارادہ دل سے کرے اور اپنے نفس کو اوس پر مضبوط اور مستعد کرے تو گنہگار رہوگا اور یہ حدیث اور ا

قسم کی دوسری حدیثین محمول ہین اون ہی خیالون پر جو دل مین گذرین اور چلے جاوین اور جمی نہین اسکو
ہمّ کہتے ہین اور ہمّ اور عزم مین فرق ہے اور حدیث مین ہمّ کا لفظ وارد ہے یہ مذہب ہی قاضی ابو بکر کا اور
مخالف ہین اس کے اکثر فقہا اور محدثین اور انکی دلیل ظاہر حدیث ہی قاضی عیاض نے کہا اکثر سلف اور
اہل علم فقہا اور محدثین قاضی ابو بکر کے مذہب کیطرف گئی ہین کیونکہ دوسری حدیثون سی معلوم ہوتا ہے
کہ اعمال قلب پر مواخذہ ہوگا لیکن انہون نے کہا ہے کہ یہ مواخذہ اوس برائی پر نہ ہوگا جسکا قصد کیا تہا کیونکہ
وہ برائی تو اوسنے کی ہی نہین بلکہ خود اس عزم پر ہوگا اس لیے کہ عزم خود ایک برائی ہے پھر اگر وہ اس برائی
کو کرتا تو دوسرا گناہ اور لکھا جاتا اب اگر برائی کو چہوڑ دیا تو ایک نیکی لکھی جاویگی جیسے حدیث مین وارد
ہے کیونکہ اوسنے چہوڑ دیا اللہ کے ڈر سے اور مجاہدہ کیا نفس امارہ سے اور یہ نیکی ہے لیکن وہ ہمّ جو معاف
ہے اور جسمین برائی نہین لکہی جاتی ہے وہ وہ وسوسہ ہے جو بے اختیار دلمین گذرتا ہے نہ اوسکا عزم ہوتا
ہے نہ نفس مین وہ جمتا ہے اور بعض متکلمین نے اسمین اختلاف لکہا ہے کہ اگر اس نے برائی کو چہوڑ دیا لوگون
سے شرم کرکے نہ خدا کے خوف سی تو اوسکو نیکی کا ثواب نہین ملیگا کیونکہ اوسنے برائی کو چہوڑا حیا سی نہ خوف خدا
ہے اور یہ ضعیف ہی اسکی کوئی دلیل نہین تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا امام نووی نے کہا کہ قاضی عیاض کا
کلام بہت اچہا ہے کیونکہ شرع کے اور نصوص دلالت کرتے ہین اسپر کہ جو عزم دل مین جم جاوے اوسپر
مواخذہ ہوگا اللہ تعالی فرماتا ہے جو لوگ چاہتے ہین برائی پہیلنا مسلمانون مین انکو دکہہ کی مار ہے اور فرماتا
ہے بچو تم گمان سی کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتا ہے اور اس باب مین بہت سی آیات ہین اور نصوص شرعیہ
اور اجماع علما سے یہ امر مسلم ہے کہ حسد کرنا اور مسلمانون کو حقیر جاننا اور انکی برائی کا خواہان ہونا حرام ہے
حالانکہ یہ سب قلب کے اعمال ہین مترجم کہتا ہی مولانا ابو الطیب کی تحقیق بہت عمدہ ہے اور موافق ہے
ظاہر حدیث کے اور ایک جماعت سلف کی اوسی طرف گئی ہے اور امام نووی اور اکثر متاخرین نے اسکا
خلاف کیا ہے بدلیل دوسری آیات اور احادیث کے اور مین پناہ مانگتا ہون اللہ کی غلط اور باطل خیال سے اور
دعا کرتا ہون کہ اللہ عزوجل توفیق دیوے اس مسئلہ مین صواب بیان کرنے کی میرے نزدیک صحیح یہ ہی کہ خیال
دو قسم کے ہین ایک تو خیال اوس برائی کا جسکا کہنا زبان سی یا کرنا ہاتہہ پاؤن سے شرع مین منع ہوا ہے جیسے
غیبت یا چوری یا زنا یا شراب حمران گناہون کا اگر کوئی قصد کرے پہر خواہ وہ قصد دل مین جم جاوے
یا نہ جمے ہر طرح اوسپر مواخذہ نہوگا جب تک وہ گناہ نکرے اور جو نکرے گا اللہ کے ڈر سے اوس سی باز رہیگا

تو اوسکو لیے ایک نیکی لکھی جاوے گی اور یہی مطلوب ہے ابوہریرہ کی حدیث کا جو آگے آئی ہے اور ایک وہ
خیال جو خود شرع مین ایک گناہ قائم کیا گیا ہے جیسے شرک کا اعتقاد حسد بغض مسلمانون کی بدخواہی کبر
نخوت حرص طمع۔ اس قسم کے خیال جب دل مین جم جاوین اور عقیدہ کیطرح ہو جاوین تو وہ گناہ ہین
اون پر مواخذہ ہوگا البتہ اگر دل مین گذرین اور گذر کر چلے جاوین تو خداوند کریم سے امید ہے کہ وہ مواخذہ
نکرے گا اور اگر یہ خیال گناہ نہوتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اون سے پناہ نہ مانگتے اور نفس کے پاک
کرنے کی دعا نفرماتے اور ایک بڑی خرابی یہ ہے کہ اگر اس قسم کے خیال گناہ نہون اور انپر مواخذہ نہ
ہو تو شرک کا اعتقاد رکھنے والا یا صفات اللہ کا انکار کرنے والا یا منافق جس نے زبان سے کوئی بات نہین
نکالی مواخذہ دار نہوگا اگرچہ اسکا خاتمہ بھی شرک اور کفر اور نفاق پر ہو حالانکہ اسکا کوئی مسلمان قائل
نہین ہوا اور سبب اسمین یہ ہے کہ ایک تو وسوسہ ہے جو دل مین گذرے اور چلا جاوے یہ ایسا ہے جیسے بہتے
پانی پر نجاست پڑی اور بہ گئی اس سے پانی کی صفت نہین بدلی اور وہ پاک کا پاک اور صاف کا صاف
ہے اور ایک اعتقاد ہے کہ ایک خیال دل مین آوے اور مضبوط ہو جاوے اور جم جاوے خواہ انسان اوسکو
منہ سے نکالے یا نہ نکالے پھر یہ خیال نفس کی صفت ہو جاتا ہے اور اعمال قلبیہ مین گنا جاتا ہے اوسکی
مثال ایسی ہے جیسے ٹہرے پانی مین نجاست گرے اور اوسکو ناپاک بدبودار کردے اور یہ خیال در حقیقت جوارح
کے اور اعمال کیطرح خارج مین موجود ہے کیونکہ وہ صفت ہے نفس کی اور نفس خارج مین موجود ہے اور آخر
قلب بھی زبان کیطرح ایک عضو ہے پھر زبان سے نکلی ہوئی بات تو خارج مین موجود ہو اور قلب کی صفت
موجود نہو یہ کیسے ہو سکتا ہے پس حدیث مین جو وَلَمْ يَعْمَلْ کا لفظ وارد ہے اس سے یہ خیال نکل گیا کیونکہ
یہ عمل قلب ہے اب اگر کوئی اعتراض کرے کہ اس صورت مین چوری یا زنا کا بھی خیال اگر جم جاوے تو وہ بھی
نفس کی صفت ہو جاویگا پھر چاہیے کہ اوسپر بھی مواخذہ ہو حالانکہ اوپر تم کہہ چکے کہ ان گناہون کے
خیال پر مواخذہ نہین تو ہم یہ جواب دینگے کہ بیشک اگر یہ خیال نفس مین جم جاوے تو نفس کی ایک صفت
ہوگا پر شرع نے زنا اور چوری کا مفہوم یہ خیال نہین رکھا بلکہ جوارح سے جو افعال کیے جاتے ہین انکو
زنا اور چوری کہا برخلاف بد اعتقادی اور بدبینی اور غرور اور نفاق اور حسد اور بخل کے کہ انکا مفہوم نفس
کی صفات کو قائم کیا اور جب زنا اور چوری کا مفہوم عمل جارح ہوا اس صورت مین اس عمل کا انتساب نفس
کیطرف نہوگا کیونکہ ایک عمل دو عاملون کے ساتھہ قائم نہین ہو سکتا نہ ایک عرض دو موضوع (محل) مین پایا

جا سکتی ہے پس ان گناہوں میں کلام یقیناً سے انکا عمل مراد ہوگا یعنے عمل جارحہ اور جب تک وہ گناہ جوارح
سے نہ کریگا اون کے خیال پر خواہ وہ کسی طرح کا ہو مواخذہ نہوگا اب اگر فرض کیا جاوے کہ ایک شخص اسلام
لانے کے بعد گونگا ہوگیا اور اوس نے اپنا دل اسلام کے عقیدوں سے پھیر کر کفر کے عقیدوں پر جما دیا لیکن
کوئی عمل کفر کا نکیا اور زبان تو کام ہی کی نرہی کہ اس سے کفر کا کلمہ نکالتا تو کیا اوس سے مواخذہ نہوگا اور
اسکو کفر کے اعتقاد پر عذاب نہوگا حالانکہ ظاہر حدیث سے جو معنے نکلتے ہیں اوس کے بموجب چاہیے مواخذہ
نہو مگر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خود حدیث ہی اسبات پر ناطق ہے کہ اوس سے مواخذہ ہوگا کیونکہ
اسکا کلام نکرنا خوف خدا کی وجہ سے نہیں بلکہ اسوجہ سے کہ زبان اوسکی گونگی ہوگئی اور جو وہ بولتا ہوتا تو کفر
کی بات زبان سے نکالتا اللہ تعالی بچاوے ہمکو ہر ایک قسم کے باطل وسوسوں اور خیالوں سے اور پاک کردے
ہمارے نفس کو برے اعتقاد اور بری صفات سے آمین یا رب العلمین عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ تَجَاوَزَ لِأُمَّتِي عَمَّا حَدَّثَتْ بِهِ أَنْفُسَهَا مَا لَمْ ما
تَعْمَلْ بِهِ أَوْ تَكَلَّمْ بِهِ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جل جلالہ
نے بخشدیا میری امت کو دل کی باتوں کو جب تک اونپر عمل نکرے یا زبان سے نہ نکالے عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا
الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ ترجمہ قتادہ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا هَمَّ عَبْدِي بِسَيِّئَةٍ فَلَا تَكْتُبُوهَا عَلَيْهِ فَإِنْ
عَمِلَهَا فَاكْتُبُوهَا سَيِّئَةً وَإِذَا هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا فَاكْتُبُوهَا حَسَنَةً فَإِنْ عَمِلَهَا
فَاكْتُبُوهَا عَشْرًا ترجمہ ابوہریرہ رضی سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جل جلالہ
فرماتا جب میرا بندہ برائی کا قصد کرے (دل میں) تو مت لکھو اسکو پھر اگر وہ برائی کرے تو ایک برائی لکھ لو
اور جو نیکی کا قصد کرے لیکن کرے نہیں تو ایک نیکی اوس کے لیے لکھ لو اور اگر کرے تو دس نیکیاں لکھو
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا هَمَّ
عَبْدِي بِحَسَنَةٍ وَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبْتُهَا لَهُ حَسَنَةً فَإِنْ عَمِلَهَا كَتَبْتُهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ إِلَى
سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ وَإِذَا هَمَّ بِسَيِّئَةٍ وَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ أَكْتُبْهَا عَلَيْهِ فَإِنْ عَمِلَهَا كَتَبْتُهَا سَيِّئَةً
وَاحِدَةً ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جل جلالہ نے فرمایا جب میرا
بندہ قصد کرتا ہے نیکی کرنیکا پھر کرتا نہیں اوسکو تو میں اوس کے لیے ایک نیکی لکھتا ہوں اور جو کرتا ہے اور

نیکی کو تو ایک کے بدلے دس نیکیوں سے سات سو نیکیوں تک لکھتا ہوں اور جب قصد کرتا ہے برائی کا لیکن کرتا
نہیں اوسکو تو وہ برائی میں نہیں لکھتا اگر کرتا ہے تو ایک برائی لکھتا ہوں عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ
عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَ اَحَادِیْثَ مِنْهَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِذَا تَحَدَّثَ عَبْدِیْ بِاَنْ یَّعْمَلَ حَسَنَةً فَاَنَا اَکْتُبُهَا لَهٗ حَسَنَةً مَّا لَمْ
یَعْمَلْ فَاِذَا عَمِلَهَا فَاَنَا اَکْتُبُهَا لَهٗ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا وَاِذَا تَحَدَّثَ بِاَنْ یَّعْمَلَ سَیِّئَةً فَاَنَا
اَغْفِرُهَا مَا لَمْ یَعْمَلْهَا فَاِذَا عَمِلَهَا فَاَنَا اَکْتُبُهَا لَهٗ بِمِثْلِهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ قَالَتِ الْمَلَائِکَةُ رَبِّ ذَاكَ عَبْدُكَ یُرِیْدُ اَنْ یَّعْمَلَ سَیِّئَةً وَّهُوَ اَبْصَرُ بِهٖ فَقَالَ
ارْقُبُوْهُ فَاِنْ عَمِلَهَا فَاکْتُبُوْهَا لَهٗ بِمِثْلِهَا وَاِنْ تَرَکَهَا فَاکْتُبُوْهَا لَهٗ حَسَنَةً اِنَّمَا تَرَکَهَا
مِنْ جَرَّایَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَحْسَنَ اَحَدُکُمْ اِسْلَامَهٗ فَکُلُّ
حَسَنَةٍ یَّعْمَلُهَا تُکْتَبُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰی سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ وَّکُلُّ سَیِّئَةٍ یَّعْمَلُهَا تُکْتَبُ
بِمِثْلِهَا حَتّٰی یَلْقَی اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ ۔ ترجمہ ابوہریرہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی حدیثیں
بیان کیں ان میں سے ایک یہ تھی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ جل جلالہ نے فرمایا جب میرا بندہ
دل میں نیت کرتا ہے نیک کام کرنیکا تو میں اوس کے لیے ایک نیکی لکھ لیتا ہوں جب تک وہ اوسے نیکی کیا نہیں
پھر اگر کیا اوسکو تو میں اوس کے لیے دس نیکیاں (ایک کے بدلے) لکھتا ہوں اور جب دل میں نیت کرتا
ہے برائی کرنے کی تو میں اوسکو بخشدیتا ہوں جب تک وہ برائی نہ کرے جب کرے تو ایک ہی برائی لکھتا
ہوں اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرشتے کہتے ہیں اے پروردگار یہ تیرا بندہ ہے برائی کرنا چاہتا
ہے (حالانکہ پروردگار اوس سے زیادہ دیکھ رہا ہے اپنے بندہ کو) اللہ تعالی فرماتا ہے دیکھتے رہو اوسکو اگر وہ
برائی کرے تو ایک برائی ویسی ہی لکھ لو اور اگر نہ کرے (اور باز آوے اوس سے) تو اوس کے لیے ایک
نیکی لکھو کیونکہ اوس نے چھوڑ دیا برائی کو میرے ڈر سے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم میں کسی کا
اسلام بہتر ہوتا ہے (یعنی خالص اور سچا نفاق سے خالی) پھر وہ جو نیکی کرتا ہے اوسکو لیے ایک کے بدلے دس نیکیاں
سات سو تک لکھی جاتی ہیں اور جو برائی کرتا ہے تو ویسی ہی برائی لکھی جاتی ہے یہاں تک کہ ملتا ہے اللہ
جل جلالہ سے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ
فَلَمْ یَعْمَلْهَا کُتِبَتْ لَهٗ حَسَنَةً وَّمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَعَمِلَهَا کُتِبَتْ لَهٗ اِلٰی سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ

تعالی
بعد
ذنب
جرائی
بن
بمثلها
تعالی

وَّمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ تُكْتَبْ وَاِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قصد کرے نیکی کا اور نہ کرے اسکو تو اوس کے لیے ایک نیکی
لکھی جاتی ہے اور جو شخص قصد کرے نیکی کا اور کرے اسکو تو اوس کے لیے دس سے سات سو نیکیوں تک لکھی
جاتی ہیں اور جو شخص قصد کرے برائی کا پھر نہ کرے اوسکو تو وہ نہیں لکھی جاتی اور جو کرے تو لکھی جاتی ہے
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا يَرْوِيْ عَنْ رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ اِنَّ
اللّٰهَ تَعَالٰى كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ ثُمَّ بَيَّنَ ذٰلِكَ فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا
اللّٰهُ لَهٗ عِنْدَهٗ حَسَنَةً كَامِلَةً فَاِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ عِنْدَهٗ عَشْرَ حَسَنَاتٍ
اِلٰى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ اِلٰى اَضْعَافٍ كَثِيْرَةٍ وَاِنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ
عِنْدَهٗ حَسَنَةً كَامِلَةً وَاِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ سَيِّئَةً وَّاحِدَةً فَاِنْ
ترجمہ عبداللہ بن عباس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت کی ہے اپنے پروردگار
سے فرمایا تحقیق اللہ نے لکھ لیا نیکیوں اور برائیوں کو پھر بیان کیا اسکو جو کوئی قصد کرے نیکی کا پھر کرے
نہیں اوسکو تو اللہ اوسکے لیے پوری ایک نیکی لکھیگا اگر قصد کرے نیکی کا اور کرے اوسکو تو اسکے لیے دس نیکیوں سے سات سو
تک اور زیادہ لکھی جاویگی اور اگر قصد کرے برائی کا پھر اوسکو نہ کرے تو اللہ اوس کے لیے ایک پوری نیکی لکھیگا
اور جو کرے تو اللہ اُس کے لیے ایک ہی برائی لکھیگا ف اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ نیکی
کے دوچند ہونیکی کوئی انتہا نہیں سات سو تک اور اس سے زیادہ بھی دوچند ہوتی ہے اور یہی مذہب صحیح
اور مختار ہے اور ماوردی نے بعض علما سے نقل کیا ہے کہ یہ دوچند ہونا سات سو سے زیادہ نہیں ہوتا
اس حدیث سے اس قول کی غلطی ثابت ہوئی (نووی) عَنِ الْجَعْدِ اَبِیْ عُثْمَانَ فِیْ هٰذَا
الْاِسْنَادِ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ عَبْدِ الْوَارِثِ وَزَادَ اَوْ مَحَاهَا اللّٰهُ وَلَا يَهْلِكُ عَلَى اللّٰهِ اِلَّا هَالِكٌ
ترجمہ دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے جیسے اوپر گذری اتنا زیادہ ہے کہ اگر اس برائی کو کرے تو ایک
برائی لکھی جاوے گی یا اوسکو بھی اللہ تعالی میٹ دیگا اور کوئی تباہ نہوگا خدا کے پاس مگر جس کی قسمت
میں تباہی ہے باب بَيَانِ الْوَسْوَسَةِ فِي الْاِيْمَانِ وَمَا يَقُوْلُهٗ مَنْ وَّجَدَهَا وسوسے
کا بیان اور جب وسوسہ آوے تو کیا کہے عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَآءَ نَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلُوْهُ اِنَّا نَجِدُ فِيْ اَنْفُسِنَا مَا يَتَعَاظَمُ

لَنَحَدَّثُنَا اَنْ یَتَکَلَّمَ بِہٖ قَالَ وَقَدْ وَجَدْتُمُوْہُ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ ذَاکَ صَرِیْحُ الْاِیْمَانِ ترجمہ
ابوہریرہ رضی سے روایت ہے کچھ لوگ صحابہ میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے اور آپ سے پوچھا کہ ہمارے
دلوں میں وہ وہ خیال گذرتے ہیں جنکا بیان کرنا ہم میں ایک کو بڑا گناہ معلوم ہوتا ہے (یعنی اُس خیال
کو کہہ نہیں سکتے کیونکہ معاذ اللہ وہ خیال کفر یا فسق کا خیال ہے جسکا منہ سے نکالنا مشکل معلوم ہوتا ہے) آپ
نے فرمایا تمکو ایسے وسوسے ہوتے ہیں لوگوں نے کہا ہاں آپ نے فرمایا یہ تو عین ایمان ہے **ف** یعنی جب
تم اوس وسوسے کو برا جانتے ہو اور ایسا برا کہ زبان سے اُسکا نکالنا پسند نہیں کرتے تو معلوم ہوا کہ تمہارا ایمان
کامل ہے اور شیطان کا زور تم پر نہیں چلتا ورنہ اُس وسوسے کو دل میں جما دیتا اور رفتہ رفتہ زبان سے بھی اُسکو
نکلوا لیتے اور شیطان وسوسے آدمی کے دل میں ڈالتا ہے جسکو گمراہ کرنے سے ناامید ہوجاتا ہے اور کافر
کے دل میں وسوسے ڈالنے کی کیا ضرورت ہے وہ تو اوسکے قابو میں ہے جسطرح چاہتا ہے اس سے کھیلتا ہے
تو مطلب حدیث کا یہ ہے کہ وسوسے کا سبب ایمان ہے یا وسوسہ نشان ہے خالص ایمان کی اور اسی قول کو
اختیار کیا ہے قاضی عیاض نے (نووی) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِہٰذَا
الْحَدِیْثِ ترجمہ ابوہریرہ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ سُئِلَ النَّبِیُّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوَسْوَسَۃِ فَقَالَ تِلْکَ مَحْضُ الْاِیْمَانِ ترجمہ عبداللہ بن مسعود سے
روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا وسوسے کو آپنے فرمایا یہ تو نرا ایمان ہے عَنْ اَبِیْ
ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَزَالُ النَّاسُ یَتَسَاءَلُوْنَ حَتّٰی یُقَالَ
ھٰذَا خَلَقَ اللّٰہُ الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰہَ فَمَنْ وَجَدَ مِنْ ذٰلِکَ شَیْئًا فَلْیَقُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ ترجمہ
ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ لوگ پوچھتے رہیں گے یہاں تک کہ کہیں گے
کہ اللہ نے تو سب کو پیدا کیا پھر اللہ کو کس نے پیدا کیا پھر جو کوئی اس قسم کا شبہ دل میں پاوے تو کہے ایمان لایا
میں اللہ پر **ف** اور دوسری روایت میں ہے پناہ مانگے اللہ سے اور باز رہے مطلب یہ ہے کہ اس
وسواس اور شبہ کو دل سے نکال ڈالے اور اُسکا خیال چھوڑ دے اور اللہ سے دعا کرے اُسکے دور ہونے کے
لیے امام مازری نے کہا ظاہر حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ ایسے وسوسوں کو دور کر دیوے اون کیطرف
خیال چھوڑ کر اور اللہ سے پناہ مانگ کر اور یہ ضرور نہیں کہ اُس وسوسے کو غور اور فکر اور دلیلوں سے باطل کرے
اصل یہ ہے کہ خیالات دو قسم کے ہیں ایک تو وہ جو دل میں جمے نہیں یوں ہی یکایک آگئے ان کا علاج

تو یہی ہے جو حدیث میں مذکور ہوا اور یہی خیال کو وسوسہ کہتے ہیں اور ایک وہ جو دل میں جم جاوین وہ
تو دفع نہیں ہوتے بغیر غور اور فکر اور نظر اور استدلال کے (انتہی) مترجم کہتا ہے کہ جو علاج حدیث
میں مذکور ہوا وہی دونوں قسم کے وسوسوں کا علاج ہے اور اگر نظر اور استدلال میں پڑیں تو اور زیادہ
وسوسے پیدا ہو جاتے ہیں جنکا دور کرنا اخیر میں محال ہو جاتا ہے اور اس کلام کی وہ شخص تصدیق کرے گا جسنے
فلسفہ الٰہی اور حکمت اور کلام کو اچھی طرح سے دیکھا ہو اور اسکے دقائق اور حقائق میں ایک مدت تک
نظر اور فکر اور غور و خوض کیا ہو میں نے اپنی عمر کے ایک حصہ کو اسمیں صرف کیا اور بعد اسکے معلوم ہوا
کہ جسقدر نظر اور استدلال کو وسعت دو اسیقدر حیرانی اور پریشانی زیادہ ہوتی جاتی ہے اور کوئی دلیل
کسی دعوی پر نقض یا معارضہ سے خالی نہیں ہوتی الا ماشاء اللہ اسیواسطے بڑے بڑے متکلمین کے اماموں نے
جیسے امام غزالی امام آمدی ابن خزرک امام فخر الدین رازی وغیرہم نے اپنی آخر عمر میں رجوع کیا طرف کتاب
و سنت کی اور اعراض کیا اُن وساوس اور خیالات عقلی سے جنمیں شیطان نے پھنسا دیا تھا پھر بچا دیا خدا
نے جنکو چاہا اپنے بندوں میں سے اور اللہ قادر ہے ہر شے پر اور اوسی کی پناہ مانگنا چاہیے شیطان کے
شر سے امام فخر الدین رازی نے کہا کہ نہایت عقل دوڑانے کی یہ ہے کہ اخیر میں عقل اٹک جاتی ہے اور اوسکو
حیرت ہو جاتی ہے اور بہت لوگوں نے جو اس میں کوشش کی وہ آخر گمراہ ہو گئے اب اسی شبہ کو دیکھو جو حدیث
میں مذکور ہوا کہ اللہ نے سب کو پیدا کیا پھر اللہ کو معاذ اللہ کس نے پیدا کیا یہ کتنا بڑا شبہ شیطان کا ہے
جسکا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالی واجب ہے یا ممکن اگر ممکن ہے تو اوسکے واسطے بھی ایک خالق ضرور ہے اور جو
واجب ہے تو اوس کے وجوب کو ثابت کرنا چاہیے پھر جب اُسکا وجوب ثابت ہوا تو اوسکی توحید کو ثابت کرنا
چاہیے اب حکماء اور متکلمین کو جو جو دقتیں خدا کے وجوب اور وحدت کے ثابت کرنے میں پیش آئیں ہیں وہ
حکمت اور کلام کی کتابوں کو دیکھنے سے معلوم ہو سکتی ہیں اور جب انکو دیکھو اور اون میں خوب غور کرو
تو یہی نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ کوئی بات دل میں نہیں جمتی اور چار طرف سے شبہات اور شکوک گھیر لیتے
ہیں آخر پھر عامہ طریقہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ خداوند کریم کے وجوب اور وجود اور وحدت کو اون فطری دلائل
سے ثابت کریں جو خدا نے اپنی عنایت سے ہر آدمی کے دل میں رکھے ہیں اور اُن بے بنیاد دلائل کو جو متکلمین
اور حکما نے قائم کیے ہیں یک قلم چھوڑ دیں حکما اور متکلمین کے دلائل ایسے ہیں جیسے مصنوعی پھول
کہ ظاہر میں خوشنما پر تاثیر پھول کی نہیں بعوض اوس تفریح اور بے انتہا خوشی کے جو پھول سونگھنے

سو حاصل ہوتی ہے اس صنعتی ہیولیٰ سو ایک طرح کی تشویش اور حیرت پیدا ہوتی ہے بہت فطری دلائل
خدا کے پہچاننے کے ہین جنہین ذرا سی غور کرنے کے بعد خدا کا یقین ہو جاتا ہے اور اس کے تمام صفات
کا ثبوت بھی اچھی طرح سے حاصل ہوتا ہے اور ان دلائل مخدوشہ عقلیہ کی احتیاج نہین رہتی جنکو
فلاسفہ اور متکلمین نے قائم کیا ہے اور ہم نے ان دلائل ہین سو کچھ دلیلون کا بیان اوپر کیا ہے اور جو خدا
چاہے تو ہم اس باب مین ایک جداگانہ مفصل رسالہ لکھین گے بڑی عمدہ دلیل خدا کے پہچاننے کی یہ ہے
کہ کسی کارخانے یا باغ یا مکان کا عمدہ کیا خراب انتظام بھی بدون ایک منتظم کے نہین ہوتا پھر اتنی
بڑی دنیا کا انتظام جسمین ہزارون عالم مثل ہماری زمین کے ہین اور اون سب کی حرکات اور سکنات
اور پیداوار اور لیل و نہار کا بدون ایک حاکم زبردست منتظم کے جو کسی کا محتاج نہ ہو کیونکر ہو سکتا ہے اور جو
شخص یہ سمجھتا ہے کہ یہ انتظام خود بخود ہو رہا ہے وہ اپنی عقل اور بصیرت سے کام نہین لیتا وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا
فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
يَأْتِي الشَّيْطَانُ اَحَدَكُمْ فَيَقُوْلُ مَنْ خَلَقَ السَّمَاءَ مَنْ خَلَقَ الْاَرْضَ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ
ذَكَرَ بِمِثْلِهٖ وَزَادَ وَرُسُلِهٖ ترجمہ ہشام بن عروہ سو روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا شیطان تم مین سے ایک کے پاس آتا ہے پھر کہتا ہے کس نے آسمان پیدا کیا کس نے زمین پیدا کی تو وہ
کہتا ہے اللہ نے پیدا کیا پھر شیطان کہتا ہے اللہ کو کس نے پیدا کیا جب ایسا شبہ تم مین سو کسیکو ہو تو کہے مین
ایمان لایا اللہ پر اور اوس کے رسولون پر ف اس کہنے سو شیطان مایوس ہو کر چلا جاویگا کیونکہ اوسکے
بہکانے سو کچھ نقصان نہین ہوا اگر یہ شبہ دل مین آوے تو اسکا ایک علاج اور ہے وہ یہ ہے کہ اوس مردود
شیطان سو کہے کہ خدا تو سب کا پیدا کرنیوالا ہے اور خدا اوسی کو کہتے ہین جسکا پیدا کرنے والا اور کوئی نہ
ہو پھر تیرا یہ پوچھنا کہ خدا کو کس نے پیدا کیا بڑی نادانی اور حماقت ہے عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي الشَّيْطَانُ اَحَدَكُمْ فَيَقُوْلُ مَنْ خَلَقَ كَذَا وَكَذَا
حَتّٰى يَقُوْلَ لَهٗ مَنْ خَلَقَ رَبَّكَ فَاِذَا بَلَغَ ذٰلِكَ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ وَلْيَنْتَهِ
ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان تم مین سو ایک کے پاس آتا ہے
پھر کہتا ہے کس نے یہ پیدا کیا کس نے یہ پیدا کیا یہانتک کہ یون کہتا ہے کہ اچھا پھر خدا کو کس نے پیدا کیا جب
تم مین سو کسی کو ایسا شبہ ہو تو پناہ مانگے اللہ کی شیطان سے اور باز رہے ایسے خیال سو ف

یعنی یہ خیال چھوڑ دے اور کسی کام میں مصروف ہو جاوے اور سمجھ لے کہ یہ شیطان کا وسوسہ ہے اور وہ گمراہ کرنا چاہتا ہے (نووی) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یأتی العبد الشیطان فیقول من خلق کذا وکذا بمثل حدیث ابن اخی ابن شہاب ۔

ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان بندہ کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے کس نے پیدا کیا یہ کس نے پیدا کیا پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گذری۔ عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یزال الناس یسألونکم عن العلم حتی یقولوا ہذا اللہ خلقنا فمن خلق اللہ قال وہو آخذ بید رجل فقال صدق اللہ ورسولہ قد سألنی اثنان وہذا الثالث او قال سألنی واحد وہذا الثانی ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ تم سے علم کی باتیں پوچھتے رہیں گے یہاں تک کہ یہ کہیں گے اللہ نے ہم کو پیدا کیا پھر اللہ کو کس نے پیدا کیا راوی نے کہا ابوہریرہ اس حدیث کو بیان کرتے وقت ایک کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے انھوں نے کہا سچ کہا اللہ اور اس کے رسول نے مجھ سے دو آدمی یہی پوچھ چکے ہیں اور یہ تیسرا ہے یا یوں کہا ایک آدمی پوچھ چکا ہے اور یہ دوسرا ہے۔ عن محمد قال قال ابو ہریرۃ لا یزال الناس بمثل حدیث عبد الوارث غیر انہ لم یذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الاسناد ولکن قد قال فی آخر الحدیث صدق اللہ ورسولہ ترجمہ محمد سے یہ حدیث موقوفاً ابوہریرہ پر مروی ہے اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اسناد میں نہیں ہے لیکن اخیر حدیث میں یوں ہے کہ سچ کہا اللہ اور اس کے رسول نے۔ عن ابی ہریرۃ قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزالون یسألونک یا ابا ہریرۃ حتی یقولوا ہذا اللہ فمن خلق اللہ قال فبینا انا فی المسجد اذ جاءنی ناس من الاعراب فقالوا یا ابا ہریرۃ ہذا اللہ فمن خلق اللہ قال فاخذ حصی بکفہ فرماہم ثم قال قوموا قوموا صدق خلیلی صلی اللہ علیہ وسلم ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا اے ابوہریرہ لوگ تجھ سے پوچھتے رہیں گے (دین کی باتیں) یہاں تک کہ یوں کہیں گے بھلا اللہ تو یہ ہے اب اللہ کو کس نے پیدا کیا ایک بار ہم مسجد میں بیٹھے تھے اتنے میں کچھ لوگ گنوار آئے اور کہنے لگے اے ابوہریرہ بھلا اللہ تو یہ ہے اب اللہ کو کس نے پیدا کیا یہ سنکر ابوہریرہ نے ایک مٹھی بھر کنکریاں اٹھا ماریں اور کہا اٹھو اٹھو سچ کہا تھا میرے دوست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

یسألونک

اور جنت حرام ہونے سے یہ غرض ہے کہ اول وہلہ مین جب اور جنتی جنت مین جاوینگے تو اسکو جانا نہ ملیگا اور یہ
جو قید لگائی کہ مسلمان کا حق مار لیوے تو اس سے یہ غرض نہین کہ کافر ذمی کا حق مار لینا حرام نہین بلکہ مقصد یہ
ہے کہ ایسے سخت وعید اوسی کے حق مین ہے جو مسلمان کا حق مارے اور کافر ذمی کا حق مارنا بھی حرام ہے لیکن
یہ ضرور نہین کہ اوسمین اتنا سخت عذاب ہو یہ تفسیر اوس شخص کے مذہب پر ہے جو مفہوم مخالف کا قائل ہے لیکن
جو مفہوم مخالف کا قائل نہین اوسکو تاویل کی احتیاج نہین ہے اور قاضی عیاض نے کہا مسلمان کی قید اس
واسطے لگائی کہ اکثر معاملے مسلمانون کے مسلمانون سے ہی ہوا کرتے ہین نہ اس لیے کہ کافر کا حق مارنا درست
ہے بلکہ کافر اور مسلمان دونون کے حق کا ایک حکم ہے پھر یہ عذاب اوس شخص کے لیے ہے جو مسلمان کا حق
مارے اور توبہ سے پہلے مرجاوے لیکن جو توبہ کرے اور شرمندہ ہو اپنے کیے ہوئے پر اور وہ حق جو اوسنے مار لیا
تھا پھیر دیوے تو اس سے گناہ ساقط ہو جاویگا اور اس حدیث سے تائید ہوتی ہے مالک اور شافعی اور جمہور علماء
کے مذہب کی کہ حاکم کا حکم مباح نہین کرتا اوس حق کو جو اوسکا نہین ہے مگر ابو حنیفہ کے نزدیک مباح کر دیتا
ہے (نووی) عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ الْحَارِثِیِّ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ
ترجمہ ابو امامہ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے ف نووی نے کہا جن لوگون نے صحابہ کے حال
مین کتابین لکھی ہین وہ اکثر کہتے ہین کہ ابو امامہ حارثی یعنی اس حدیث کے راوی نے وفات پائی جب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ احد سے لوٹے پھر آپ نے انپر نماز پڑھی اس صورت مین مسلم کی روایت منقطع ہوگی
کیونکہ عبد اللہ بن کعب تابعی ہے اور وہ کیونکر سن سکتا ہے اوس شخص سے جس نے وفات پائی سنہ ۳ ہجری
مین لیکن یہ نقل ابو امامہ کی وفات کی صحیح نہین کیونکہ عبد اللہ بن کعب سے بہ صحت منقول ہے کہ حدیث بیان
کی مجھسے ابو امامہ نے جیسے خود مسلم نے دوسری روایت مین کیا ہے پھر جب تصریح ہو عبد اللہ بن کعب کے سماع کی
ابو امامہ سے اور اسسے باطل ہوا وہ جو کہا گیا کہ ابو امامہ نے وفات پائی سنہ ۳ مین اور اگر یہ تاریخ وفات صحیح ہوتی
تو مسلم اس سند کو نقل کرتے امام ابن الاثیر نے اپنی کتاب معرفۃ الصحابہ مین انکار کیا ہے اس تاریخ وفات
کا انتہی عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنِ صَبْرٍ
يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ هُوَ فِيْهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ قَالَ فَدَخَلَ
الْاَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ فَقَالَ مَا يُحَدِّثُكُمْ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالُوْا كَذَا وَكَذَا قَالَ صَدَقَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ
فِيَّ نَزَلَتْ كَانَتْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ رَجُلٍ اَرْضٌ بِالْيَمَنِ فَخَاصَمْتُهٗ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ

هَل لَكَ بَيِّنَةٌ فَقُلْتُ لَا قَالَ فَيَمِينُهُ قُلْتُ اِذَنْ يَحْلِفَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنِ صَبْرٍ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِءٍ مُسْلِمٍ هُوَ فِيْهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ فَنَزَلَتْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ ترجمہ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قسم کھاوے حاکم کے حکم سے ایک مسلمان کا مال مارنے کے لیے اور وہ جھوٹا ہو تو ملے گا اللہ سے اور وہ اوس پر غصے ہوگا ف نووی نے کہا علما نے کہا غصے سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالی اوسکو اپنی رحمت سے دور کرنا چاہے گا اور اوسکو عذاب کرے گا اور اوسکے کام کو برا جانیگا مترجم کہتا ہے کہ یہ تاویل ہے ایک صفت الٰہی یعنی غضب کی علما سلف نے صفات اللہ میں تاویل نہیں کی جاری کیا اون کو ظاہر پر اور باز رہے انکی کیفیت بیان کرنے سے اور یہی راہ سلامتی اور احتیاط کی ہے اور تاویل میں بہت خطرے ہیں اس پر نووی نے اسمقام پر متاخرین متکلمین کی پیروی کی ہے ف جب عبداللہ بن مسعود نے یہ حدیث بیان کی تو اشعث بن قیس آئے اور کہا ابو عبدالرحمن (کنیت ہے ابن مسعود کی) کیا حدیث بیان کرتے ہیں تم سے لوگوں نے کہا ایسی ایسی حدیث اشعث نے کہا وہ سچ کہتے ہیں یہ میرے باب میں اتری میری اور ایک شخص کی شرکت میں کچھ زمین تھی یمن میں تو ستا ہوا مجھ سے اور اوس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آپ نے مجھ سے فرمایا کیا تیرے پاس گواہ ہیں میں نے عرض کیا نہیں آپ نے فرمایا اچھا تو پھر اوس سے قسم لے میں نے کہا وہ تو قسم کھالیگا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجبور ہو کر قسم کھالے کسی مسلمان کا مال مارنے کے لیے اور وہ جھوٹا ہو تو اللہ سے ملیگا اور وہ غصے ہوگا اوس پر پھر یہ آیت اتری اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اخیر تک یعنی جو لوگ اللہ کا عہد اور قسم تھوڑا سا مال خریدتے ہیں اونکو آخرت میں کچھ حصہ نہیں اور خدا اون سے بات نکرے گا اور انکو پاک نکریگا اور انکی طرف نہ دیکھے گا اور انکو دکھ کا عذاب ہوگا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ يَسْتَحِقُّ بِهَا مَالًا هُوَ فِيْهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيْثِ الْاَعْمَشِ غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ كَانَتْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ رَجُلٍ خُصُوْمَةٌ فِيْ بِئْرٍ فَاخْتَصَمْنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ شَاهِدَاكَ اَوْ يَمِيْنُهُ ترجمہ عبداللہ بن مسعود نے کہا جو شخص قسم کھاوے ایک مال مارنے کے لیے اور وہ جھوٹا ہو اوس میں تو اللہ جل جلالہ سے ملیگا غصے کی حالت میں (یعنے خدا اوس پر غصے ہوگا) پھر بیان کیا اوسیطرح جیسے اوپر گذرا اس میں اتنا ہے کہ میرے اور ایک شخص کے بیچ میں جھگڑا تھا ایک کنوئیں میں ہم دونوں نے جھگڑا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

پاس سو آپ نے فرمایا تیرے واسطے تیرے دو گواہ ہیں یا اوس کی قسم ہے عَنْ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ سَمِعْتُ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ حَلَفَ عَلٰى مَالِ امْرِئٍ مُسْلِمٍ بِغَيْرِ حَقِّهٖ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ
غَضْبَانُ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ثُمَّ قَرَأَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِصْدَاقَهٗ مِنْ كِتَابِ فی
اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اِلَى اٰخِرِ الْاٰيَةِ ترجمہ عبد اللہ
بن مسعود سے روایت ہے میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو شخص قسم کہاوے کسی مسلمان
کے مال پر ناحق تو ملیگا اللہ سے اور وہ اوس پر غصے ہوگا عبد اللہ نے کہا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی تصدیق
میں یہ آیت پڑھی ان الذین یشترون بعہد اللہ وایمانہم ثمنا قلیلا۔ اخیر تک عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ
جَاءَ رَجُلٌ مِنْ حَضْرَمَوْتَ وَرَجُلٌ مِنْ كِنْدَةَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الْحَضْرَمِيُّ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ هٰذَا قَدْ غَلَبَنِيْ عَلٰى اَرْضٍ لِيْ كَانَتْ لِاَبِيْ فَقَالَ الْكِنْدِيُّ هِيَ اَرْضِيْ فِيْ ب ارض
يَدِيْ اَزْرَعُهَا لَيْسَ لَهٗ فِيْهَا حَقٌّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْحَضْرَمِيِّ اَلَكَ بَيِّنَةٌ قَالَ
لَا قَالَ فَلَكَ يَمِيْنُهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الرَّجُلَ فَاجِرٌ لَا يُبَالِيْ عَلٰى مَا حَلَفَ عَلَيْهِ وَلَيْسَ يَتَوَرَّعُ
مِنْ شَيْءٍ فَقَالَ لَيْسَ لَكَ مِنْهُ اِلَّا ذٰلِكَ فَانْطَلَقَ لِيَحْلِفَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ لَمَّا اَدْبَرَ اَمَا لَئِنْ حَلَفَ عَلٰى مَالِهٖ لِيَاْكُلَهٗ ظُلْمًا لَيَلْقَيَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَهُوَ عَنْهُ مُعْرِضٌ ترجمہ
وائل بن حجر سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرموت (ایک ملک کا نام ہے عرب میں) کا اور ایک شخص کندہ کا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا حضرموت والے نے کہا یا رسول اللہ اس شخص نے میری ایک زمین دبالی ہے
جو میرے باپ کی تھی کندہ والے نے کہا وہ میری زمین ہے میرے قبضے میں ہے میں اوسمیں کہیتی کرتا ہوں اسکو
کچھ حق نہیں اوسمیں تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرموت والے سے کہا تیرے پاس گواہ ہیں وہ بولا نہیں
آپ نے فرمایا تو پھر اوس سے قسم لے وہ بولا یا رسول اللہ وہ تو فاجر ہے قسم کہانے میں اسکو باک نہیں اور وہ
پرہیز نہیں کرتا کسی بات سے آپ نے فرمایا بس تیرا اور کچھ بس اوس پر نہیں چلتا سوا قسم کے پھر وہ چلا قسم کہانیکو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اوس نے پیٹھ موڑی دیکھو اگر اوس نے قسم کہائی دوسرے کا مال اڑا لینے
کو ناحق تو وہ خدا سے ملے گا اور خدا اوس کی طرف سے منہ پھیر لیگا عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ كُنْتُ
عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَاهُ رَجُلَانِ يَخْتَصِمَانِ فِيْ اَرْضٍ فَقَالَ اَحَدُهُمَا اِنَّ
هٰذَا انْتَزٰى عَلٰى اَرْضِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَهُوَ امْرُؤُ الْقَيْسِ بْنُ عَابِسٍ الْكِنْدِيُّ

وَخَصْمُہٗ رَبِیْعَۃُ بْنُ عِبْدَانَ قَالَ لَیْسَ لِیْ بَیِّنَۃٌ قَالَ یَمِیْنُہٗ قَالَ اِذًا یَذْھَبُ بِھَا قَالَ لَیْسَ لَکَ اِلَّا ذَاکَ قَالَ فَلَمَّا قَامَ لِیَحْلِفَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنِ اقْتَطَعَ اَرْضًا ظَالِمًا لَقِیَ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ وَھُوَ عَلَیْہِ غَضْبَانُ قَالَ اِسْحَاقُ فِیْ رِوَایَتِہٖ رَبِیْعَۃُ بْنُ عَیْدَانَ ٥ قال بینتک

ترجمہ وائل بن حجر سے روایت ہے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تہا اتنے مین دو شخص آئے لڑتے ہوئے ایک زمین کے لیے ایک بولا اس نے میری زمین چہین لی ہے جاہلیت کے زمانے مین اور وہ امر القیس بن عابس کندی تہا اور اسکا حریف ربیعہ بن عبدان تہا آپ نے فرمایا تیرے پاس گواہ ہین وہ بولا نہین آپ نے فرمایا تو پہر اوس کی قسم ہے وہ بولا یا رسول اللہ جب تو وہ میرا مال اوڑا لیگا (قسم کہا کر) آپ نے فرمایا بس یہی ہوسکتا ہے تیرے لیے جب وہ اوٹہا قسم کہانیکو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی کی زمین ظلم سے مار لیوے تو خدا اوسپر غصے ہوگا جب وہ اس سے ملیگا اسحاق کی روایت مین ربیعہ بن عیدان ہے یا مثناۃ سے اور زہیر کی روایت مین با موحدہ سے قاضی عیاض نے کہا صحیح اسحاق کی روایت ہے یعنی عیدان یائے مثناۃ سے اور یہی قول ہے دارقطنی اور عبد الغنی بن سعید اور ابو نصر بن ماکولا کا اور ابن یونس نے تاریخ مین ایسا ہی لکہا ہے لیکن ایک جماعت حفاظ نے اون مین سے ہین حافظ ابو القاسم بن عساکر دمشقی اوسکو عِبدّان بکسر با موحدہ اور عین اور تشدید دال روایت کیا ہے۔ نووی نے کہا ان حدیثون سے کئی مسائل معلوم ہوئے ایک تو یہ کہ قابض زیادہ حقدار ہے بہ نسبت غیر قابض کے دوسرے یہ کہ جب مدعی علیہ منکر اور مدعی پاس گواہ نہون تو مدعی علیہ پر قسم ہے تیسری یہ کہ گواہ مقدم ہین قبضے پر اور جس کے پاس گواہ ہون چیز اوسکو دلا دی جاویگی بغیر قسم کے چوتھی یہ کہ مدعی علیہ اگر فاسق ہو تب بہی اوس کی قسم مقبول ہے اور مطالبہ اوس سے ساقط ہو جاویگا پانچوین یہ اگر مدعی یا مدعی علیہ ایک دوسرے کو خصومت کے وقت ظالم یا فاجر کہین تو مواخذہ نہوگا چہٹی یہ کہ اگر وارث کسی چیز کا دعوی کرے اپنے مورث کی طرف سے اور حاکم کو یہ بات معلوم ہو کہ اسکا مورث مرگیا ہے اور سوا مدعی کے اور کوئی اسکا وارث نہین ہے تو اوسکو فیصلہ کرنا درست ہے اور اس بات پر کہ مدعی اوسکا وارث ہے اور مورث مرگیا ہے گواہ لینا ضرور نہین اور جو حاکم کو یہ امر معلوم نہو تو پہلے وراثت کے ثبوت پر گواہ لینا چاہیے پہر دعوی کے ثبوت پر انتہے مختصرًا

باب الدَّلِیْلِ عَلٰی اَنَّ مَنْ قَصَدَ اَخْذَ مَالِ غَیْرِہٖ بِغَیْرِ حَقٍّ کَانَ الْقَاصِدُ مُھْدَرَ الدَّمِ فِیْ حَقِّہٖ وَاِنْ قُتِلَ کَانَ فِی النَّارِ وَاَنَّ مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِہٖ فَھُوَ شَھِیْدٌ جو شخص پرایا

مال ناحق چھینا چاہے تو اوس کا خون لغو ہے اور جو مارا جاوے تو جہنم مین جاویگا اور مالم الا اگر اپنے مال بچانے
مین مارا جاوے وہ شہید ہے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَیْتَ اِنْ جَاءَ رَجُلٌ یُّرِیْدُ اَخْذَ مَالِیْ قَالَ فَلَا تُعْطِهٖ مَالَكَ قَالَ
اَرَاَیْتَ اِنْ قَاتَلَنِیْ قَالَ قَاتِلْهُ قَالَ اَرَاَیْتَ اِنْ قَتَلَنِیْ قَالَ فَاَنْتَ شَهِیْدٌ قَالَ اَرَاَیْتَ اِنْ قَتَلْتُهٗ
قَالَ هُوَ فِی النَّارِ ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور عرض کیا
یا رسول اللہ آپ کیا فرماتے ہین اگر کوئی شخص آوے میرا مال (ناحق) لینے کو آپ نے فرمایا ست دے اپنا
مال اوسکو پھر اوس نے کہا اگر وہ لڑے مجھ سے آپ نے فرمایا تو بھی اس سے لڑ پھر اوس نے کہا اگر وہ مجھکو مار ڈالے
آپ نے فرمایا تو شہید ہے پھر اوس نے کہا اگر مین اوسکو مار ڈالون آپ نے فرمایا وہ جہنم مین جاویگا **ف**
یعنے وہ مستحق ہوا جہنم کا کیونکہ وہ ظالم تھا پھر یا اوسکو بدلا ملیگا اس ظلم کا اور جہنم مین جاویگا یا اللہ تعالے
معاف کردیگا اور جو اس فعل کو حلال جانتا ہوگا تو وہ کافر ہے وہ تو بیشک جہنم ہی مین جاویگا اور یہ جو آپ نے
فرمایا اگر تو مارا جاوے تو تو شہید ہے یعنی تجھکو ثواب شہیدون کا سا ملیگا اگرچہ دنیا کے احکام مین شہید نہ ہوگا
کیونکہ شہید تین قسم کے ہین **ایک** تو وہ جو کافرون کے ساتھ جہاد مین مارا جاوے کسی سبب سے تو شہید
ہے دنیا اور آخرت دونون کے احکام کے رو سے یعنے دنیا مین یہ حکم ہے کہ اوسکو غسل نہ دینگے نہ اوس پر نماز پڑھینگے
اور آخرت مین اوسکو درجہ شہیدون کا ملیگا **دوسری** وہ جو آخرت کے ثواب کی رو سے شہید ہے
پر دنیا کے احکام مین شہید نہین جیسے طاعون سے مرنے والا یا پیٹ کی بیماری سے یا مکان گر کر یا جو اپنے
مال کے بچانے مین مارا جاوے جنپر شہید کا لفظ احادیث مین وارد ہوا ہے تو ایسے شہید کو غسل
دینگے اور اوس پر نماز پڑھین گے اور آخرت مین اوسکو ثواب شہیدون کا سا ملیگا پر یہ ضرور نہین کہ پہلی
قسم کے شہیدون کے برابر ملے **تیسری** وہ جو دنیا کے احکام کے رو سے شہید ہے پر اوسکو آخرت مین
شہادت کا ثواب یا پورا ثواب نہ ہوگا جیسے وہ شہید جو غنیمت کے مال مین خیانت کرے اور مثل اوس کے
جنکو کہا کہ وہ شہید نہین ہین پھر چونکہ اس قسم کا شہید کافرون کے جنگ مین مارا گیا اوسکا حکم دنیا
مین شہیدون کا سا ہوگا نہ اوسکو غسل دینگے نہ اوس پر نماز پڑھین گے پر آخرت مین اوسکو پورا ثواب
نہ ملیگا۔ شہید کو شہید اس لیے کہتے ہین کہ وہ زندہ ہے اور اوسکی روح جنت مین حاضر ہے برخلاف
اور اموات کے وہ قیامت کے دن جنت مین جاوینگے یہ قول نضر بن شمیل کا ہے اور ابن الانباری نے

کہا اس لیے کہ شہید کے لیے اللہ تعالی اور فرشتون نے شہادت یعنی گواہی دی ہے جنت کی اور بعضون
نے کہا اس لیے کہ شہید جان نکلنے وقت اپنے درجے اور مرتبے کو دیکھ لیتا ہے اور بعضون نے کہا اس
لیے کہ فرشتے حاضر ہوتے ہین اوسکی روح لیجانے کو اور بعضون نے کہا اس لیے کہ اوسکی ایمان اور
حسن خاتمہ پر لوگ گواہ ہین ظاہر کے روسے اور بعضون نے کہا اس لیے کہ اوسکا خون اور زخم اوسپر
گواہ ہے کیونکہ وہ اوٹھے گا قیامت کے دن اور اوسکا زخم تازہ ہوگا خون بہتا ہوگا اور ازہری وغیرہ نے
ایک اور قول نقل کیا کہ اوسکو شہید اس لیے کہتے ہین کہ وہ گواہ ہوگا قیامت کے دن اور امتون پر پر اس
صورت مین اوسکی تخصیص کی کوئی وجہ نہین کیونکہ ہمارے پیغمبر کی ساری امت گواہ ہوگی اور منقول
پر انتہے ما قال النووی رح عَنْ ثَابِتٍ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهُ لَمَّا كَانَ بَيْنَ
عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَبَيْنَ عَنْبَسَةَ بْنِ اَبِي سُفْيَانَ مَا كَانَ تَيَسَّرُوا لِلْقِتَالِ فَرَكِبَ خَالِدُ بْنُ
فی مظلم — الْعَاصِ اِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو فَوَعَظَهُ خَالِدٌ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ
رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ ترجمہ ثابت سے روایت
ہے جو مولے تھے عمرو بن عبد الرحمن کے جب عبد اللہ بن عمرو اور عنبسہ بن ابی سفیان مین فساد ہوا
تو دونون مستعد ہوئے لڑنے کو خالد بن العاص سنکر سوار ہوئے اور عبد اللہ بن عمرو پاس گئے اور انکو
سمجھایا عبد اللہ بن عمرو نے کہا تجھے معلوم نہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مارا جاوے
اپنا مال بچانے کے لیے وہ شہید ہے ف یعنی کوئی ظالم ظلم سے اسکا مال ناحق چھینا چاہے پھر وہ لڑے
اور سچے اور مارا جاوے تو وہ شہید ہے اور اگر اوس ظالم کو مار ڈالے تو وہ جہنم مین جاویگا جیسے اگلی
روایت مین گزرا نووی نے کہا ان حدیثون سے اس شخص کا قتل کرنا درست ہوتا ہے جو ناحق مال چھینا
چاہے اب چاہے مال تہوڑا ہو یا بہت کیونکہ حدیث عام ہے اور بعضے مالکیہ نے یہ کہا ہے کہ تہوڑے
مال کے چھیننے مین جیسے کپڑا یا کہانا قتل درست نہین پر یہ مذہب کچھ نہین کیونکہ حدیث کے خلاف ہے
ہے اور ٹھیک وہی ہے جو حدیث سے ثابت ہوتا ہے اور اسی کو اختیار کیا ہے جمہور علما نے اور اپنے
مال کو بچانے کے لیے لڑنا جائز ہے واجب نہین اگر چاہے تو نہ لڑے اور مال لٹا گوارا کر لیوے لیکن اپنی
جورو کی عزت بچانا واجب ہے اور اس کے لیے لڑنا ضرور ہے اور اپنی جان بچانے کے لیے لڑنا اور دوسرے
فی النار — کو بچانا اسمین اختلاف ہے باب اسْتِحْقَاقِ الْوَالِي الْغَاشِّ لِرَعِيَّتِهِ النَّارَ ترجمہ جو حاکم اپنی رعیت

کے حقوق مین خیانت کرے اوسکے لیے جہنم ہے عن الحسن قال عاد عبید الله بن زیاد معقل بن یسار المزنی فی مرضه الذی مات فیه فقال معقل انی محدثك حدیثا سمعته من رسول الله صلی الله علیه وسلم لو علمت ان لی حیاة ما حدثتك انی سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول ما من عبد یسترعیه الله رعیة یموت یوم یموت وهو غاش لرعیته الا حرم الله علیه الجنة ترجمہ حسن سے روایت ہے عبید اللہ بن زیاد معقل بن یسار کے پوچھنے کو آیا جس بیماری مین وہ مرگئے تو معقل نے کہا مین ایک حدیث تجہ سے بیان کرتا ہون جو مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے اور اگر مین جانتا کہ ابھی زندہ رہونگا تو تجہ سے بیان نکرتا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کوئی بندہ ایسا نہین جسکو اللہ تعالے ایک رعیت دیوے پھر وہ مرے اور جسدن وہ مرے وہ خیانت کرتا ہو اپنی رعیت کے حقوق مین مگر خدا حرام کردیگا اوسپر جنت کو ف یہ حدیث معقل نے عبید اللہ بن زیاد سے مرتے وقت بیان کی کیونکہ اون کو معلوم تھا کہ عبید اللہ بن زیاد کو یہ حدیث فائدہ ندیگی پھر اونہون نے خیال کیا کہ حدیث کا چھپانا بہتر نہین اور نیک بات کو بتلا دینا ضرور ہے اگرچہ وہ مانے یا نہ مانے یا اس وجہ سے انہون نے اپنی زندگی مین بیان نکی کہ ایسا نہو اس حدیث سے ایک مفسدہ پیدا ہو لوگ عبید اللہ بن زیاد کو برا جانکر اوسکی اطاعت سے پھر جاوین یا عبید اللہ بن زیاد معقل کو ایذا پہونچاوے کیونکہ وہ مردود ظالم اور جابر تہا اور اُس نے اہل بیت نبوی کی حرمت نہین کی تو اور کسی کو اوس سے کیا توقع تہی ۔ رعیت کے حقوق مین خیانت کرنے سے مراد ہے کہ حاکم پر اپنی رعیت کے دین اور دنیا دونون کی اصلاح ضرور ہے پھر اگر اوس نے لوگون کا دین خراب کیا اور حدود شرعیہ کو ترک کیا یا اون کی جان اور مال پر ناحق زیادتی کی یا اور کسی قسم کی ناانصافی کی یا اونکی حق تلفی کی تو اوس نے اپنی فرض منصبی مین خیانت کی اب وہ جہنمی ہوا اگر اس کام کو حلال جانتا تہا ہمیشہ کے لیے جنت سے محروم ہوا ورنہ اول دفعہ مین جب اور جنتی جنت مین جاوینگے یہ جانے سے محروم رہیگا (نووی) عن الحسن قال دخل عبید الله بن زیاد علی معقل بن یسار وهو وجع فسأله فقال انی محدثك حدیثا لم اکن حدثتكه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لا یسترعی الله عبدا رعیة یموت حین یموت وهو غاش لها الا حرم الله علیه الجنة قال الا کنت حدثتنی هذا قبل الیوم قال ما حدثتك او لم اکن لاحدثك ترجمہ حسن سے روایت ہے عبید اللہ بن زیاد معقل بن یسار

پاس گیا اور وہ بیمار تہے اونکو پوچھا معقل نے کہا مین تجہ سے ایک حدیث بیان کرتا ہون جو مین نے بیان نہین کی تہی تجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کسی بندے کو رعیت نہین دیتا پہر وہ مرتے وقت اونکے حقوق مین خیانت کرتا ہوا مرتا ہے مگر اللہ حرام کرتا ہے اوسپر جنت کو ابن زیاد نے کہا کیا تمنے یہ حدیث مجہہ سے بیان نہین کی اس سے پہلے معقل نے کہا مین نے بیان نہین کی تجہسے یا مین کاہیکو پہلا تجہہ سے بیان کرتا (اور اپنی جان پر مصیبت لیتا اب تو مرتا ہون اب مجہے تیرا ڈر نہین سو اسطے بیان کردے) عن هِشَامٍ قَالَ قَالَ الْحَسَنُ كُنَّا عِنْدَ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ نَعُودُهُ فَجَاءَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ زِيَادٍ فَقَالَ لَهُ مَعْقِلٌ إِنِّي سَأُحَدِّثُكَ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ذَكَرَ بِمَعْنَى حَدِيثِهِمَا ترجمہ ہشام سے روایت ہے حسن نے کہا ہم معقل بن یسار کے پاس تہے انکی بیمار پرسی کے لیے اتنے مین عبید اللہ بن زیاد آیا معقل نے اس سے کہا مین تجہ سے ایک حدیث بیان کرتا ہون جو مین نے سنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہر بیان کیا حدیث کو اوسی طرح جیسے اوپر گذری عن أَبِي الْمَلِيحِ أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ زِيَادٍ عَادَ مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ فِي مَرَضِهِ فَقَالَ لَهُ مَعْقِلٌ إِنِّي مُحَدِّثُكَ بِحَدِيثٍ لَوْلَا أَنِّي فِي الْمَوْتِ لَمْ أُحَدِّثْكَ بِهِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ أَمِيرٍ يَلِي أَمْرَ الْمُسْلِمِينَ ثُمَّ لَا يَجْهَدُ لَهُمْ وَيَنْصَحُ إِلَّا لَمْ يَدْخُلْ مَعَهُمُ الْجَنَّةَ ترجمہ ابو الملیح (عامر یا زید بن اسامہ ہذلی بصری) سے روایت ہے عبید اللہ بن زیاد نے بیمار پرسی کی معقل کے اونکی بیماری مین تو معقل نے کہا مین تجہسے ایک حدیث بیان کرتا ہون مرنے والا نہوتا تو تجہسے بیان نکرتا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تہے جو حاکم ہو مسلمانون کا پہر انکی بہلائی مین کوشش نکرے اور خالص نیت سے انکی بہتری نہ چاہے تو وہ اون کے ساتہہ جنت مین نہ جاویگا (بلکہ پیچہے رہ جاویگا اور اپنی نا انصافی کا عذاب بہگتیگا) باب رَفْعِ الْأَمَانَةِ وَالْإِيمَانِ مِنْ بَعْضِ الْقُلُوبِ وَعَرْضِ الْفِتَنِ عَلَى الْقُلُوبِ بعضے دلون سے امانت اوٹہ جانیکا بیان اور فتنون کا آنا دلون پر عن حُذَيْفَةَ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثَيْنِ قَدْ رَأَيْتُ أَحَدَهُمَا وَأَنْتَظِرُ الْآخَرَ حَدَّثَنَا أَنَّ الْأَمَانَةَ نَزَلَتْ فِي جَذْرِ قُلُوبِ الرِّجَالِ ثُمَّ نَزَلَ الْقُرْآنُ فَعَلِمُوا مِنَ الْقُرْآنِ وَعَلِمُوا مِنَ السُّنَّةِ ثُمَّ حَدَّثَنَا عَنْ رَفْعِ الْأَمَانَةِ قَالَ يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ فَيَظَلُّ أَثَرُهَا مِثْلَ الْوَكْتِ ثُمَّ يَنَامُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ فَيَظَلُّ أَثَرُهَا

مثل اثر المجل کجمر دحرجته علی رجلك فنفط فتراه منتبرا ولیس فیه شیء ثم اخذ حصاة فدحرجه علی رجله فیصبح الناس یتبایعون لا یکاد احد یؤدی الامانة حتی یقال ان فی بنی فلان رجلا امینا حتی یقال للرجل ما اجلده ما اظرفه ما اعقله وما فی قلبه مثقال حبة من خردل من ایمان ولقد اتی علی زمان وما ابالی ایکم بایعت لئن کان مسلما لیردنه علی دینه ولئن کان نصرانیا او یهودیا لیردنه علی ساعیه واما الیوم فما کنت لابایع منکم الا فلانا وفلانا ترجمہ حذیفہ بن الیمان سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے (امانت کے باب میں) دو حدیثیں بیان کیں ایک تو میں نے دیکھ لی اور دوسری کا انتظار کر رہا ہوں حدیث بیان کی ہم سے (یہ پہلی حدیث ہے) کہ امانت لوگوں کے دلوں کی جڑ پر اتری پھر انہوں نے حاصل کیا قرآن کو اور حاصل کیا حدیث کو ف نووی نے کہا ظاہر یہ ہے کہ امانت سے تکلیف مراد ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو دی اور وہ اقرار جو ان سے لیا امام ابو الحسن واحدی نے اس آیت انا عرضنا الامانة علی السموات والارض والجبال کی تفسیر میں کہا ابن عباس نے کہا امانت اللہ تعالیٰ کے وہ فرائض ہیں جو اس نے فرض کیے اپنے بندوں پر اور حسن نے کہا امانت سے مراد دین ہے اور دین سب امانت ہے اور ابو العالیہ نے کہا امانت سے اوامر اور نواہی مراد ہیں اور مقاتل نے کہا امانت سے عبادات مراد ہیں واحدی نے کہا اکثر مفسرین کا یہی قول ہے تو امانت ان سب کے نزدیک عبادات اور فرائض ہیں جنکے ادا کرنے سے ثواب ہوتا ہے اور نہ کرنے سے عذاب ہوتا ہے اور صاحب تحریر نے کہا کہ حدیث میں امانت سے مراد وہی ہے جو اس آیت میں ہے انا عرضنا الامانة اور وہ عین ایمان ہے تو جب ایمان انسان کے دل میں خوب جما ہوگا اس وقت وہ تکالیف کو پورا کریگا اور ان کے ادا کرنے میں کوشش کریگا انتہی مترجم کہتا ہے کہ امانت اور ایمان کا مادہ ایک ہی ہے اور شرع میں ایمان اور امانت لازم ملزوم ہیں جسکے دل میں ایمان ہے اسکے دل میں امانت بھی ہے اور جسکے دل میں ایمان نہیں امانت بھی نہیں اور مراد امانت سے یہ ہے کہ دل میں ایک طرح کی پاکیزگی اور صفائی اور سچائی ہو اور انصاف و راستی کوٹ کوٹ کر بھری گئی ہو جو دل زمانہ جاہلیت میں ایسے تھے انہوں ہی نے اسلام کو سمجھکر قبول کیا اور شرک و کفر کو چھوڑا پھر قرآن اور حدیث کو حاصل کرنے سے اونپر اور زیادہ نور چڑھ گیا آئینہ کہ صاف تھا اور اسپر اور صیقل ہوئی اور جن دلوں میں امانت نہتی مکر اور خیانت سے اونکا خمیر ہوا تھا اور اسپر شرک اور کفر کی تاریکی چھائی ہوئی تھی جیسے ابو جہل

کا دل ایسے دلون کو قرآن اور حدیث سے کچھ فائدہ نہوا وہ ہرگز مسلمان نہ ہوئے بلکہ اپنی شیطنت اور مکر اور خیانت کی وجہ سے اور زیادہ کفر مین مضبوط ہو گئے یہانتک کہ اللہ تعالی نے انکو ہلاک کیا اوس کے سوا اور کچھ انکا علاج نتہا **ت** پہر حدیث بیان کی آپ نے ہم سے (یہ دوسری حدیث ہی) کہ یہ امانت اوٹھ جاویگی تو فرمایا ایک شخص تہوڑی دیر سوویگا پہر اوس کے دل سے امانت اٹہالی جاویگی **ف** سونے سے یا تو ظاہری معنی مراد ہین یا سونے سے یہ مقصود ہے کہ تہوڑی دیر خدا کی یاد سے غافل ہوگا اور بری صحبت مین بیٹھے گا بے ایمانون کے ساتھہ یا تہوڑی دیر تک دنیا کے کام کاج ہیچ کہوچ مین مصروف ہوگا — **ت** اور اسکا نشان ایک پہیکے رنگ کیطرح رہ جاویگا **ف** یعنی نور ذرا اوڑ جاویگا اور تاریکی رہ جاوے گی جیسے ایک عمدہ رنگ کو دہو ڈالو تو سیاہ سا دہبہ رہ جاتا ہے حدیث مین وکت کا لفظ ہے جسکے معنے ہلکا داغ اور بعضون نے کہا ہلکی سیاہی اور بعضون نے کہا وہ رنگ جو پہلے رنگ کے خلاف ہو **ت** پہر ایک نیند لیگا تو امانت دل سے اوٹھہ جاوے گی اور اوسکا نشان ایک چہالے کیطرح رہ جاویگا جیسے تو ایک انگارہ اپنے پاؤن پر لڑکہا دے پہر کہال پہول کر ایک چہالہ (آبلہ) نکل آوے اوس کے اندر کچھ نہین پہر آپ نے ایک کنکری لیکر اپنے پاؤن پر لڑہکائے **ف** نووی نے صاحب تحریر سے نقل کیا اسکا مطلب یہ ہے کہ امانت ذرا ذرا دل سے اوٹہنا شروع ہوگی جب پہلا حصہ اوسکا اٹھہ جاویگا تو اوسکا نور جاتا رہیگا اور ایک سیاہ دہبہ رہ جاویگا پہیکے رنگ کا گویا پہلے رنگ کے خلاف یہ رنگ پیدا ہوگا پہر جب اور ایک حصہ اوٹھیگا تو چہالے کیطرح نشان ہو جاویگا اور یہ ایک مضبوط داغ ہے جو مدت مین جاتا ہے اور اس مین سیاہی اول سے زیادہ ہوگی تو امانت کے نور جانیکو اور بے ایمانی کی تاریکی چہانے کو مشابہت دی ایک انگارہ پاؤن پر چلانے سے کہ آگ کا نور ترچٹ چلا جاتا ہے اور ایک سیاہی کا داغ کہال پر چہوڑ جاتا ہے اور کنکری چلا کر آپ نے اس تشبیہ کو اور واضح کر دیا تا لوگ بخوبی سمجھ جاوین حاصل یہ ہے کہ ایمان کا نور آہستہ آہستہ دل سے اوٹھتا جاوے گا اور کفر کی کالک چہائی جاوے گی پہلے ایک ہلکا سا دہبہ ہوگا پہر اور زیادہ پہر اور یہانتک کہ بالکل دل کالا ہو جاویگا اور ایمان کے بدل کفر چہا جاوے گا خدا کی پناہ **ت** اور فرمایا لوگ بیچ کہوچ کرینگے اور اُن مین سے کوئی ایسا نہوگا جو امانت کو ادا کرے۔ یہانتک کہ لوگ کہین گے کہ فلانی قوم مین ایک شخص امانت دار ہے **ف** یعنی اس زمانے مین جیسے ہر شخص امانت دار ہے کوئی کسی کا حق نہین مارتا ہر ایک کو دوسرے پر بہروسا ہے یہ بات بالکل جاتی رہے گی اور امانت کا نام و نشان نہ رہیگا

سے اوٹہہ جاوے گا مگر کہین کہین ہزارون لاکہون مین ایک آدہ شخص ایماندار خدا ترس رہ جاویگا جو امانت دار ہوگا لوگ اسکو مشہور کرینگے کہ ایک وہ شخص امانت دار ہے ایسا زمانہ اب موجود ہے کہ کوئی کسیپر بہروسا نہین کرتا جسکو روپیہ دو وہ ہضم کرجاتا ہے امانت کا ادا کرنا تو کیا **ف** اور یہانتک کہ لوگ ایک شخص کو کہینگے وہ کیسا ہوشیار اور خوش مزاج اور عقلمند ہے (یعنی اس کی تعریف کرینگے) اور اسکے دل مین رائی کے دانے برابر بھی ایمان نہ ہوگا **ف** یعنی چونکہ ساری دنیا مین بے ایمانی پہیل جاویگی تو ایمان کی قدر اور منزلت بہی دل سی نکل جاوے گی تعریف بہی کرینگے تو بے ایمانون کی مین نے اپنی آنکہون سے یہ حال حیدر آباد مین دیکہا ہے وہ لوگ جو مومن مسلمان کہلاتے ہین ذرے ذرے فائدے کے واسطے بد دین بے ایمان لوگون کی تعریف کرتے ہین انکی خوشامد کرتے ہین اور جو شخص دین کی تائید کرے اسکو ان بے ایمانون کے خوش کرنے کے لیے برا کہتے ہین لاحول ولا قوۃ عجب تو خدا کی مار ایسے نام کے مسلمانون پر پڑی ہے کہ وہ علاوہ کافرونکی حکومت مین رہنے کے اُسکی نگاہ مین ایسے ذلیل و خوار ہوگئے ہین کہ سوا باورچی گری خدمتگاری خانساماں کے اور کوئی کام اون سی نہین لیا جاتا اور ایک زمانے مین مسلمان تمام قومون کے سرتاج تہے انکا رعب اور دہاک ایسا تہا کہ کافر ان کے نام سے لرزتے تہے ہر ایک مسلمان خدا کے احکام پر اپنی جان نثار کرنے کو فخر جانتا تہا۔ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ **ف** پہر حذیفہ نے کہا میرے اوپر ایک زمانہ گذر چکا ہے جب مین بے کہٹکے ہر ایک سی معاملہ کرتا (یعنے لین دین) اس لیے کہ اگر وہ مسلمان ہوتا تو اسکا دین اُسکو بے ایمانی سے باز رکہتا اور جو نصرانی یا یہودی ہوتا تو حاکم اوسکو ایمانے سی باز رکہتا **ف** چونکہ امانت اور ایمانداری کا زمانہ تہا اس لیے مسلمان تو سب امانت دار تہے اون سی بیخوف و خطر معاملہ اور لین دین کرتا پیسہ مار لینے کا تو ڈر تہا ہی نہین اور یہودی یا نصرانی بہی بے ایمانی نکرتے ڈر کے مارے اور جو کرتے تو ایماندار حاکم موجود تہے جو انکو سزا دیتے اور بے ایمانی سے باز رکہتے اور میرا پیسہ مجہکو دلا دیتے وہ ہرگز نہ ڈوبتا **ف** لیکن آج کے دن تو مین تم لوگون سی کبہی معاملہ نکرونگا البتہ فلان اور فلان شخص سے کرونگا **ف** چند لوگون کا نام کیا جو ایماندار ہونگے باقی لوگون کا بہروسا نہین اور جب لوگ بے ایمان ہوگئے تو حاکم بہی ویسے ہی ہونگے وہ رشوت خوار اور ظالم ہونگے علاوہ حق کو ناحق کرتے ہین اور غریب رعایا کو ستاتی اور انکا حق تلف کرنے مین اس وجہ سی حاکم سے بہی امید نہین رہتی کہ وہ بے ایمان کو سزا دیگا اور حق نہ ڈوبنے دیگا۔ قاضی عیاض

نے کہا بعضوں نے سمع بیعت سے جو حذیفہ کے قول میں ہے خلافت کی بیعت مراد لی اور یہ خطا ہے کیونکہ یہود
اور نصرانی سے خلافت کی بیعت نہیں ہو سکتی تو بایعت سے وہی بیع کو بیچ اور معاملہ اور لین دین مراد ہے

عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ مِثْلَهٗ ترجمہ اعمش سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے عَنْ
حُذَيْفَةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ عُمَرَ فَقَالَ اَيُّكُمْ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ
الْفِتَنَ فَقَالَ قَوْمٌ نَحْنُ سَمِعْنَاهُ فَقَالَ لَعَلَّكُمْ تَعْنُوْنَ فِتْنَةَ الرَّجُلِ فِيْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ وَجَارِهٖ
قَالُوْا اَجَلْ قَالَ تِلْكَ تُكَفِّرُهَا الصَّلٰوةُ وَالصِّيَامُ وَالصَّدَقَةُ وَلٰكِنْ اَيُّكُمْ سَمِعَ النَّبِيَّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ الْفِتَنَ الَّتِيْ تَمُوْجُ مَوْجَ الْبَحْرِ قَالَ حُذَيْفَةُ فَاَسْكَتَ الْقَوْمُ فَقُلْتُ
اَنَا قَالَ اَنْتَ لِلّٰهِ اَبُوْكَ قَالَ حُذَيْفَةُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ تُعْرَضُ
الْفِتَنُ عَلَى الْقُلُوْبِ كَالْحَصِيْرِ عُوْدًا عُوْدًا فَاَيُّ قَلْبٍ اُشْرِبَهَا نُكِتَ فِيْهِ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ وَاَيُّ — ن عُوذًا عُوذًا
قَلْبٍ اَنْكَرَهَا نُكِتَ فِيْهِ نُكْتَةٌ بَيْضَاءُ حَتّٰى يَصِيْرَ عَلٰى قَلْبَيْنِ عَلٰى اَبْيَضَ مِثْلِ الصَّفَا — ن عُوْدًا عُوْدًا
فَلَا تَضُرُّهٗ فِتْنَةٌ مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَالْاٰخَرُ اَسْوَدُ مُرْبَادًّا كَالْكُوْزِ مُجَخِّيًا لَا يَعْرِفُ — ن مُرْبَدًّا
مَعْرُوْفًا وَلَا يُنْكِرُ مُنْكَرًا اِلَّا مَا اُشْرِبَ مِنْ هَوَاهُ قَالَ حُذَيْفَةُ وَحَدَّثْتُهٗ اَنَّ بَيْنَكَ
وَبَيْنَهَا بَابًا مُغْلَقًا يُوْشِكُ اَنْ يُكْسَرَ قَالَ عُمَرُ اَكَسْرًا لَا اَبَا لَكَ فَلَوْ اَنَّهٗ فُتِحَ لَعَلَّهٗ كَانَ
يُعَادُ قُلْتُ لَا بَلْ يُكْسَرُ وَحَدَّثْتُهٗ اَنَّ ذٰلِكَ الْبَابَ رَجُلٌ يُقْتَلُ اَوْ يَمُوْتُ حَدِيْثًا لَيْسَ
بِالْاَغَالِيْطِ قَالَ اَبُوْ خَالِدٍ فَقُلْتُ لِسَعْدٍ يَا اَبَا مَالِكٍ مَا اَسْوَدُ مُرْبَادًّا قَالَ شِدَّةُ الْبَيَاضِ — ن مُرْبَدًّا
فِيْ سَوَادٍ قَالَ قُلْتُ فَمَا الْكُوْزُ مُجَخِّيًا قَالَ مَنْكُوْسًا ترجمہ حذیفہ سے روایت ہے ہم امیر المومنین
عمر رض کے پاس بیٹھے تھے انہوں نے کہا تم میں سے کس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فتنوں کا ذکر کرتے
ہوئے سنا ہے ف فتنہ کے اصل معنی آزمایش اور امتحان ہے پھر عرف میں اسکو کہنے لگے جس سے ایک
قسم کی برائی پیدا ہو ابو زید نے کہا یوں کہتے ہیں وہ شخص فتنہ میں پڑ گیا جب اسکا حال بدل جاوے اور
اچھے سے برا ہو جاوے اور فتنہ مال اور مال میں یہ ہے کہ انکی محبت بہت غالب ہو جاوے اور خدا کے
احکام کو فراموش کرے انکو بجا نہ لاوے جیسے اللہ تعالی نے فرمایا تمہارے مال اور اولاد فتنہ ہیں یا اولاد
کا فتنہ یہ ہے کہ انکی تعلیم اور تربیت نکرے اور وہ آوارہ ہو جاویں ایسا ہی فتنہ ہمسایہ کا یہی کہ اسکے
حق ادا نکرے تو یہ سب فتنے ایک قسم کے گناہ ہیں جنکا کفارہ نیکیوں سے ہو جاتا ہے فرمایا اللہ تعالی نے

نیکیوں سے دور ہو جاتی ہیں برائیوں کو ف بعض لوگوں نے کہا ہاں ہم نے سنا ہے حضرت عمر نے کہا شاید
تم فتنوں سے وہ فتنے سمجھتے ہو جو آدمی کو اس کے گھر بار اور مال اور ہمسایہ میں پہنچتے ہیں انہوں نے کہا ہاں
حضرت عمر نے کہا ان فتنوں کا کفارہ تو نماز اور روزہ اور زکوٰۃ سے ہو جاتا ہے لیکن تم میں سے کس نے
سنا ہے ان فتنوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو دریا کی موجوں کی طرح امنڈ کر آویں گے ف
حضرت عمر کی مراد فتنوں سے وہ فساد ہے جو بعد آپ کی وفات کے ہو گا جن میں آپس میں
مسلمانوں کے کشت و خون ہو گا اور گمراہی پھیلے گی ف حذیفہ نے کہا یہ سنکر سب لوگ چپ
ہو رہے میں نے کہا میں نے سنا ہے حضرت عمر نے کہا تو نے سنا تیرا باپ بہت اچھا تھا ف
جس کے ایسا بیٹا ہے جو سنا ہے یہ ایک محاورہ ہے حدیث میں اور ایک محاورہ ہے عرب لوگوں کی
عادت ہے جب کسی کی تعریف کرنے میں [illegible] باپ کی نسبت کر کے اس کی شرافت
کی بزرگی بیان کرتا ہے جیسے کہتے ہیں [illegible] کہ جب [illegible] کی کوئی
اچھی بات دیکھتے ہیں تو یہ کہتے ہیں [illegible] تیرا باپ [illegible]
ف حذیفہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے فتنے دلوں
پر ایسے آویں گے ایک کے بعد ایک جیسے بوریے کی تیلیاں ایک کے بعد ایک ہوتی ہیں ف حدیث میں
کالحصیر عودًا عودًا ہے اس کو تین طرح پڑھا ہے ایک عُودًا عُودًا ضمہ عین اور دال سے دوسری عَوْدًا
عَوْدًا فتحہ عین اور دال سے تیسری عَوْذًا عَوْذًا فتحہ عین اور ذال معجمہ سے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

تیسری وجہ کا ترجمہ یہ ہے کہ فتنے دلون پر آوینگے اور چپکینگے بوریے کیطرح خدا کی پناہ خدا کی پناہ
ان فتنون سے یعنی خدا ہمکو بچاوے ان فتنون سے (نووی) پہر جس دل مین وہ فتنہ رچ جاویگا (یعنی سما جاوے
گا اور بیٹہہ جاویگا) تو اسمین ایک کالا داغ پیدا ہوگا اور جو دل اُسکو نہ مانیگا (اور قرآن اور حدیث پر قائم رہیگا)
اوسمین ایک سفید نورانی دہبہ ہوگا یہانتک کہ اسی طرح کالے اور سفید دہبے ہوتے ہوتے دو قسم کے دل ہوجاوینگے
ایک تو خالص سفید دل چکنے پتہر کیطرح (جس مین کوئی چیز رنگ نہین سکتی یہ تشبیہ ہے اوس دل کی صفائی چکنے پتہر
سے یعنی جیسے اس قسم کا پتہر صاف داغون سے پاک ہوتا ہے ویساہی یہ دل ہی ان فتنون کی آلایش سے
پاک اور صاف ہوگا) دوسرے کالا سفیدی مائل (یعنے بہورا) اوندہے کوزے کیطرح جو نہ کسی اچھی بات کو اچھا
سمجھیگا نہ برے کو برا اپنی خواہش کی تابع ہوگا **ف** حدیث مین مربادًا کا لفظ ہے اور بعضون نے اس کو
مربئدًا پڑہا ہے راوی نے خود اسکی تفسیر آگے بیان کی ہے اور کہا ہے کہ اسود مربادًا سے یہ مراد ہے کہ سفیدی
کا غالب ہونا سیاہی مین قاضی عیاض نے کہا ہمارے بعض مشائخ کہتے تہے کہ اسمین غلطی ہوئی ہے یعنی شدة
البیاض نے سواد مین اور بجاے شدت کے شبہ کا لفظ صحیح ہے یعنی سیاہی مائل سفیدی کے کیونکہ جو سیاہی
مین سفیدی غالب ہو اوسکو ربدہ نہین کہتے بلکہ بلق کہتے ہین اگر بدن مین ہو اور آنکہہ مین ہو تو حور کہتے
ہین اور ربدہ تو وہ ذری سی سفیدی ہے جو سیاہی مین ملی ہوئی ہے جیسے شتر مرغ کا رنگ ہوتا ہے سیاہ اور سفید
اوسکو ربداء کہتے ہین ابو عبید نے ابو عمرو سے نقل کیا کہ ربدہ وہ رنگ ہے جو سیاہی اور خاکی کے بیچ مین ہوتا ہے
ابن درید نے کہا ربدہ تیرہ رنگ کو کہتے ہین اور بعضون نے کہا کہ جس سیاہی مین تیرگی ملجاوے اور مجخیا
کے معنی اوندہا اوسکی تفسیر بہی آگے آتی ہے قاضی عیاض نے کہا مجہسے ابن سراج نے کہا کہ لکوز مجخیا یہ اوسکی سیاہی
کی تشبیہ نہین ہے بلکہ ایک دوسرے وصف کا بیان ہے اوسکے اوصاف مین سے یعنے وہ دل اوندہا ہوگیا ہے جیسے
کوزہ اوندہا جاتا ہے پہر اوسمین پانی نہین رہ سکتا اسیطرح اس دل مین کوئی بہتری اور بہلائی اور حکمت
کی بات نہ رہیگی اور اُسکا بیان کیا یہ کہکر نہ وہ بہلی بات کو بہلی سمجھیگا نہ بری کو بری قاضی عیاض نے کہا جو دل
بہلی بات کو نہ جانے دے اوسکو مشابہت دی اوندہے کوزے کی جسمین پانی نہین ٹہرتا صاحب تحریر نے
کہا حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب آدمی اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے یا گناہون کا مرتکب ہوتا ہے تو ہر ایک
گناہ کے کرنے سے اوسکی دل مین تاریکی آتی جاتی ہے پہر وہ فتنے مین پڑجاتا ہے اور اسلام کا نور بالکل اوسکی
دلمین ضعیف ہوجاتا ہے اور دل مثل اوندہے کوزے کی اولٹ جاتا ہے یعنی جیسے کوزے کو اوندہا دو تو اوس

مین جو کچہہ ہوتا ہے نکل جاتا ہے پہر کچہہ نہین سماتا اسی طرح اوسکے دل سے سارا اسلام کا نور نکل جاتا ہے اور پہر
بالکل نہین آتا (نووی) ف حذیفہ نے کہا پہر مین نے حضرت عمر سے حدیث بیان کی کہ تمہارے اور
اُس فتنے کے بیچ مین ایک دروازہ ہے جو بند ہے مگر نزدیک ہے کہ وہ ٹوٹ جاوے حضرت عمر نے کہا کیا ٹوٹ جاوے
گا تیرا باپ نہین اگر کہل جاتا تو شاید پہر بند ہو جاتا مین نے کہا نہین ٹوٹ جاویگا ف تو اب فتنون
کا روکنا ممکن نہ ہوگا اور وہ امنڈ امنڈ کر موجون کیطرح آنے لگین گے یہ جو حضرت عمر نے حذیفہ سے کہا تیرا باپ
نہین یہ ایک کلمہ ہے جو عرب کی زبان مین کسی کام پر مستعد کرنیکو کہتے مین یعنی سمجہے کوئی بچانیوالا نہین اگر
خیر تیرا باپ زندہ ہوتا تو وہ مصیبت مین تیرا شریک ہوتا اور تجہے اتنی تکلیف نہ اوٹہانا پڑتی پر اب تو تو اکیلا
ہے پہر کوشش کر اور مستعدی کر اپنے بچانے مین (نووی) ف اور مین نے اون سے حدیث بیان کی کہ
یہ دروازہ ایک شخص ہے جو مارا جاویگا یا مر جاویگا پہر یہ حدیث کچہہ غلط (دل سے بنائی ہوئی بات) نہ تہی
ف یعنی وہ دروازہ جو ابہی بند ہے اور فتنون کو روکے ہوئے ہے ایک شخص کی ذات ہے جس کے سبب
سے تمام فساد رکے ہوئے ہین پہر جب وہ مارا جاوے گا یا مر جاوے گا تو گویا دروازہ ٹوٹ گیا اور فتنون کی رو
اب وہ تہہرا او تہہر فتنون کی موجین امنڈ امنڈ کر آوین گی اور سب لوگ تلاطم مین پڑ جاوینگے دوسری روایت مین
ہے کہ وہ ذات حضرت عمر کی ہے اور شاید حذیفہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یون ہی سنا ہو شک کے طور پر
کہ وہ مارے جاوینگے یا مر جاوینگے یا حذیفہ یہ جانتے ہون گے کہ حضرت عمر مارے جاوینگے لیکن انہون نے اسکا
صاف بیان کرنا اون کے روبرو برا سمجہا دوسری روایت مین ہے کہ عمر خود بہی اس دروازے کو جانتے تہے
جیسے یہ بات جانتے تہے کہ آج کی رات کل کے دن سے پہلے ہے اور یہ جو حذیفہ نے کہا یہ حدیث غلط نہ تہی یعنی دل کی
تراشی ہوئی نہ تہی نہ اہل کتاب کی کتابون سے نکالی گئی تہی بلکہ خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے
پہر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تہا ویسا ہی ہوا اور حضرت عمر جو فتنون کی روک تہے شہید ہوگئے اور اُن کے
بعد سے برابر فتنون کا دروازہ کہل گیا حضرت عمر کی شہادت حضرت عثمان کی شہادت جنگ جمل جنگ صفین
قتل خوارج حضرت علی کی شہادت حضرت امام حسن کی شہادت واقعہ کربلا امام حسین علیہ السلام کی شہادت
اہل بیت نبوی کی بےحرمتی مختار بن عبید ثقفی کی جنگ مصعب کی جنگ مختار سے عبد اللہ بن زبیر کا قتل مکہ معظمہ و
اہل مدینہ کی بربادی یزید پلید کے ہاتہ سے اسیطرح سے ہزارون خرابیان اور فتنے جو اب تک اہل اسلام کی تشتیت مین
واقع ہوئی سبحان اللہ حضرت عمر کی فضیلت اور بزرگی کے لئے عقلمند آدمی کے نزدیک ایک یہی حدیث کافی ہے

دوسری حدیثون کی حاجت نہین جسکی ذات مقدس آفتون اور بلاؤن کی روک اسلام کی پشت پناہ کافرون
پر دہاک مسلمانون مین اتفاق تہا اُس ذات کو بعض بدذات شریر کس مُنہ سے برا کہتے ہین اور خدا اور اس کے رسول
سے نہین شرماتے ف ابوخالد نے کہا مین نے سعد بن طارق سے پوچہا (جو اس حدیث کے راوی ہین) اسود مربادًا
سے کیا مراد ہے انہون نے کہا سفیدی کی شدت سیاہی مین مین نے کہا الکوز مجخیًا سے کیا مراد ہے انہون نے کہا
کوزہ اوندہا ہوا عن رِبْعِیٍّ قَالَ لَمَّا قَدِمَ حُذَیْفَةُ مِنْ عِنْدِ عُمَرَ جَلَسَ فَحَدَّثَنَا فَقَالَ اِنَّ اَمِیْرَ
الْمُؤْمِنِیْنَ اَمْسِ لَمَّا جَلَسْتُ اِلَیْهِ سَاَلَ اَصْحَابَهٗ اَیُّکُمْ یَحْفَظُ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ فِی الْفِتَنِ وَسَاقَ الْحَدِیْثَ بِمِثْلِ حَدِیْثِ اَبِیْ خَالِدٍ وَلَمْ یَذْکُرْ تَفْسِیْرَ اَبِیْ مَالِكٍ
لِقَوْلِهٖ مُرْبَدًّا وَمُجَخِّیًا ترجمہ ربعی بن حراش سے روایت ہے جب حذیفہ حضرت عمر کے پاس سے آئے تو
تو بیٹہے ہم سے حدیثین بیان کرتے تہے انہون نے کہا کل امیر المؤمنین نے جب مین انکے پاس بیٹہا آپ نے
لوگون سے پوچہا تم مین کس کو یاد ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد فتنون کے باب مین پہر بیان کیا
حدیث کو اوسی طرح جیسے گزرے اس مین مربادًا اور مجخیًا کی تفسیر نہین ہے (جیسے اوپر کی روایت مین ہے
عن رِبْعِیِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ حُذَیْفَةَ اَنَّ عُمَرَ قَالَ مَنْ یُحَدِّثُنَا اَوْ قَالَ اَیُّکُمْ یُحَدِّثُنَا وَفِیْهِمْ
حُذَیْفَةُ مَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْفِتْنَةِ قَالَ حُذَیْفَةُ اَنَا وَسَاقَ الْحَدِیْثَ
کَنَحْوِ حَدِیْثِ اَبِیْ مَالِكٍ عَنْ رِبْعِیٍّ وَقَالَ فِی الْحَدِیْثِ قَالَ حُذَیْفَةُ حَدَّثْتُهٗ حَدِیْثًا لَیْسَ بِالْاَغَالِیْطِ
وَقَالَ یَعْنِیْ اَنَّهٗ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ ربعی بن حراش سے روایت ہے انہون نے
سنا حذیفہ سے کہ حضرت عمر نے کہا تم مین سے کون ہم سے حدیث بیان کرتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فتنون
مین وہان حذیفہ بہی تہے انہون نے کہا مین بیان کرتا ہون پہر بیان کیا حدیث کو اوسی طرح جیسے اوپر گذری
اس روایت مین یہ ہے کہ حذیفہ نے کہا مین نے اون سے ایک حدیث بیان کی جو غلط نتہی (یعنے سنی سنائی ادہر
ادہر کی بات نتہی) بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تہی باب بَیَانِ اَنَّ الْاِسْلَامَ
بَدَاَ غَرِیْبًا وَسَیَعُوْدُ غَرِیْبًا وَاَنَّهٗ یَاْرِزُ بَیْنَ الْمَسْجِدَیْنِ اسلام شروع ہوا غربت کے ساتہ اور پہر
غریب ہو جاویگا اور سمٹ آویگا دونون مسجدون کے بیچ مین عن اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَدَاَ الْاِسْلَامُ غَرِیْبًا وَسَیَعُوْدُ کَمَا بَدَاَ غَرِیْبًا فَطُوْبٰی لِلْغُرَبَاءِ
ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے اسلام شروع ہوا غربت سے (مدینہ مین) اور پہر ایسا ہی لوٹ آویگا جیسا

مُحَدِّثُنَا

مُرْبَادًا

شروع ہوا تھا (مدینہ کو) تو خوشی ہو غریبون کے لیے **ف** اسلام شروع ہوا غربت سے یعنی
پہلے اون لوگون سے شروع ہوا جو مدینہ منورہ مین مکہ معظمہ سے ہجرت کرکے آئے تہے اور وہ غریب مسافر تہے اپنے
وطن چہوڑ کر آئے تہے اور پہر ایسا ہی ہو جاویگا یعنی اخیر زمانے مین اسلام سمٹتے سمٹتے پہر مدینہ مین آجاویگا
اور ساری دنیا مین کفر کا زور ہوگا جو مسلمان ہون گے وہ کافرون کے ڈر سے مدینہ مین بہاگ کر آجاوینگے
قاضی عیاض نے کہا مطلب حدیث کا یہ ہے کہ پہلے اسلام شروع ہوا تہا چند معدود لوگون سے پہر آخر زمانے
مین بہی اسیطرح گہٹ کر تہوڑے لوگون مین رہ جاویگا اب یہ جو فرمایا طوبی ہو غربا کے لیے تو طوبی کے معنی
خوشی اور سرور اور بعضون نے طوبی سے جنت کو مراد لیا ہے بعضون نے اوس درخت کو جو جنت مین ہے اور
یہ سب معنی بن سکتے ہین (نووی) **عن** ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم قال
إن الإسلام بدأ غريبا وسيعود غريبا كما بدأ وهو يأرز بين المسجدين كما تأرز
الحية في جحرها **ترجمہ** عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام شروع
ہوا غربت مین اور پہر غریب ہو جاویگا جیسے شروع مین تہا اور وہ سمٹ کر دونون مسجدون (یعنی مکے اور مدینے)
کے بیچ مین آجاویگا جیسے سانپ سمٹ کر اپنی سوراخ مین (بلہین) چلا جاتا ہے **ف** قاضی عیاض نے
کہا اسکا مطلب یہ ہے کہ ایمان اول اور آخر دونون زمانون مین اسی حال پہ ہوگا کیونکہ اول زمانے مین جو سچا
ایمان دار تہا وہ مدینے مین چلا آیا یا تو ہجرت کرکے اسکو وطن بنانیکو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت
کو اور آپ سے علم حاصل کرنیکو ایسا ہی خلفا کے زمانے مین رہا اور ایسا ہی اوس کے بعد جو جو عالم اپنے وقت
کے پیشوا اور امام گزرے ہین وہ حدیث حاصل کرنیکے لیے مدینہ مین آئے اور ہمارے زمانے تک بہی لوگ ہمیشہ
جاتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کے لیے اور وہان کے مشاہد اور آثار سے برکت
حاصل کرنے کے لیے تو مدینہ مین نہ آویگا مگر وہی جو مومن ہوگا انتہے سراج الوہاج مین ہے کہ شاید یہ واقعہ
قیامت کے قریب ہوگا اور اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اسلام اخیر زمانے تک رہیگا اور وہ غریب ہو
جاویگا اور حرمین مین سمٹ کر آجاویگا اور یہ وقت ابہی تک نہین آیا باوجود اسکے اسلام غریب ہو گیا ہے اور کیسی غربت
دوسری روایت مین ہے عمرو بن عوف سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دین سمٹ کر حجاز مین آجاویگا
جیسے سانپ اپنی بل مین سما جاتا ہے اور دین حجاز سے اس طرح بندہ جاویگا جیسے بکری پہاڑ کی چوٹی سے
اور دین شروع ہوا ہے غربت سے اور پہر ایسا ہی ہو جاویگا جیسے شروع ہوا تہا تو خوشی ہو غربا کے لیے اور غربا

وہ ہین جو سدہارینگے میری سنت کو جب لوگ بگاڑ دینگے اوسکو روایت کیا اوسکو ترمذی نے مرقاۃ مین ہے
کہ حجاز عرب کے اوس ٹکڑے کا نام ہے جس مین مکہ اور مدینہ ہے اور اس کے گرد کی بستیان اور یہ بات تو بعضون نے
کہا کہ پائی جاتی ہے اس زمانے مین اسلیے کہ تمام دنیا کے شہر بہر گئے ہین بدعتی سے اور اسوقت مین وہ سمٹ
گیا ہے حجاز کیطرف اور حجاز سے اوس مبارک ٹکڑے کیطرف جسکو یمن کہتے ہین کیونکہ یمن سے ایک جماعت
پیدا ہوئی اہل حدیث کی جنہون نے سدہارا اُن سنتون کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جنکو لوگون نے
بگاڑ دیا تہا اور اب تک بعضے لوگ اُن ہی کے یمن مین باقی رہین یا اللہ تو ہمکو اون مین سے کر اور ہمارا حشر اون کے
ساتھ کر مترجم کہتا ہے کہ مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ اخیر زمانے
مین اسلام کا تنزل شروع ہوگا اور جابجا کافر مسلمانون کے اوپر غالب ہوتے جاوینگے یہانتک کہ تمام ممالک
اور بلاد کافرون کی حکومت مین آجاوینگے اور سب جگہ کافرون کا زور ہو جاویگا اور آخر پہیر وہی شہر یعنی مکہ اور
مدینہ جہان سے اسلام شروع ہوا تہا مسلمانون کے پناہ کی جگہہ ہوگی اور یہ امر کچہ ظاہر ہو چکا ہے اور کچہ باقی
ہے سب سے پہلے جو ملک مسلمانون کے قبضے سے گیا وہ اندلس کا ملک تہا جہان کی مسجدین اور مدرسے مسلمانون
کے بنوائے ہوئے اب تک یادگار ہین اور ایک مسجد قرطبہ مین اتنی بڑی ہے کہ ویسی مسجد دنیا مین اور کہین
نہین ہے افسوس ہے کہ نصاری نے غالب آکر اوس مسجد کو گرجا کر دیا ہے اور گذشتہ پچاس سال سے تو اسقدر جلد
جلد مسلمانون کا تنزل ہو رہا ہے اور اُنکی حکومتین برباد ہوتی جاتی ہین کہ اگر ایسا ہی رہا خدانخواستہ تو
بہت قریب زمانہ مین مسلمانون کی حکومت صرف مکہ معظمہ اور مدینہ مین رہ جاویگی وہ ملک جہان صدہا برس سے
مسلمان بستے اور رہتے تہے اور کافرون کا نام و نشان تک نہ تہا اب وہان کافر بادشاہ ہین اور مسلمان
ذلیل اور خوار پہلے ہندوستان کی سی بڑی وسیع اور زرخیز ولایت مسلمانون کے قبضے سے نکلکر نصاری کے
قبضے مین آئی پہر ابہی چند ہی روز گذرے کہ کاشغر کو چین کے بت پرستون نے چہین لیا اور بخارا اور خیوا
اور وسط ایشیا کے ملک کو روس کے نصاری نے دبا لیا اور بلقان اور ارمینیا اور سرویا اور جبل اسود جو
روم کے سلطان کے زیرنگین تہے وہ خود مختار ہوگئے اسیطرح یونان کا حاکم نصرانی بادشاہ خود مختار
ہوگیا اب اسوقت مین جب مین اس حدیث کی تفسیر لکہہ رہا ہون مرو اور ترکمانون کا ملک بہی روس کے نصاری نے
دبا لیا ہے اور اس کی نظر افغانستان پر بہی ہے اور ادہر ہندوستان کے نصاری افغانستان پر
دعوی کر رہے ہین اور ولایت مصر کو سلطان روم کے اختیار سے نکالکر وہان اپنا اقتدار جما رہے ہین اور

جزیرہ عرب کے کئی بنادر مثل عدن اور سواکن وغیرہ کے اپنے قبضے میں کیے ہیں اب جو دو سلطنتیں نام کے لیے باقی ہیں یعنے روم اور ایران کی وہ بھی نصاری سے خائف اور لرزان ہیں اور انہی کی مرضی کے موافق انتظام کرتے ہیں حدود شرعیہ کا نام و نشان نہیں فسق و فجور کا علی الاعلان بازار گرم ہے اب وہ زمانہ بہت قریب معلوم ہوتا ہے جب نام کے لیے بھی مسلمانوں کی سلطنت اور حکومت نہ ہوگی اور وہ سب کفار کی رعایا بن کر رہینگے اور جو سچے مسلمان ہونگے وہ ان کی حکومت سے بھاگ کر مکہ اور مدینہ میں دم لینگے اوسوقت اس حدیث کا پوری طور سے ظہور ہو جاویگا اگر کوئی کہے کہ مکہ اور مدینہ میں تو اسوقت خود بدعات کا زور ہے اور قرآن و حدیث کی نشر سے وہان کچھ شیاطین ہیں جو مانع ہوتے ہیں پھر اسلام کے سمٹنے سے مکہ اور مدینہ کیطرف کیا مراد ہوگی تو اوسکا جواب یہ ہے کہ ان شیاطین کا زور مکہ اور مدینہ میں فی الحال ہے جبکہ سچے اور پکے مسلمان ساری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں پھر جب یہ سب سچے مسلمان کافرون سے ڈر کر مکہ اور مدینہ میں جا کر جمع ہونگے تو ان شیاطین کی اچھی طرح خبر لینگے اور اسوقت مین بڑی آزادی کے ساتھ کتاب اور سنت کی پیروی حرمین میں اجرا ہوگی اور بدعات کی سرکوبی بخوبی ہوجاویگی جو کوئی زندہ رہیگا وہ اوسکو دیکھے گا انشاء اللہ تعالی عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان الایمان لیارز الی المدینۃ کما تارز الحیۃ الی جحرھا ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان سمٹ کر مدینے میں اسطرح سے آجاویگا جیسے سانپ سمٹ کر اپنی بل میں سما جاتا ہے

باب ذھاب الایمان اخر الزمان اخیر زمانے میں ایمان کا مٹ جانا

عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تقوم الساعۃ حتی لا یقال فی الارض اللہ اللہ ترجمہ انس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت نہوگی جب تک زمین میں اللہ اللہ کہا جاتا ہے ف پھر جب کوئی اللہ کا نام لینے والا نہ رہیگا اوسوقت قیامت قائم ہوگی نووی نے کہا مراد یہ ہے کہ قیامت اوسی وقت ہوگی جب لوگ بدترین رہ جاوینگے جیسے دوسری روایت میں ہے اور یمن کیطرف سے ایک ہوا آویگی قیامت کے قریب تو سب مومن مرجاوینگے اوس ہوا سے۔ یہ بات کہ زمین میں کوئی اللہ کا نام لینے والا نہ رہیگا مجھکو قیاس سے بعید معلوم ہوتی تھی پر اس زمانے میں اوسکی تصدیق ہوگئی اور حدیث پر کامل یقین ہوگیا ہمارے زمانے میں اللہ کے منکر بہت پھیلتے جاتے ہیں اور کوئی اللہ کا نام لیوے تو اوسپر ہنستے ہیں پھر قیامت کے قریب کم بخت اسی قسم کے منکرین یعنے دہری اور نیچری رہ جاوینگے اور اللہ کو ماننے والے سب اوٹھ جاوینگے

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ عَلٰى اَحَدٍ يَقُوْلُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ ترجمہ انس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہو گی اوس شخص پر جو اللہ اللہ کہتا ہوگا (مطلب یہ کہ جب وہ مر لیگا اوسوقت قیامت ہوگی **بَابُ** جَوَازِ الْاِسْتِسْرَارِ بِالْاِيْمَانِ لِلْخَائِفِ جو شخص ڈرتا ہو اپنی عزت یا جان جانے سے تو وہ اپنے ایمان کو چھپا سکتا ہے **عَنْ** حُذَيْفَةَ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَحْصُوْا لِيْ كَمْ يَلْفِظُ الْاِسْلَامَ قَالَ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَخَافُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ مَا بَيْنَ السِّتِّ مِائَةٍ اِلَى السَّبْعِ مِائَةٍ فَقَالَ اِنَّكُمْ لَا تَدْرُوْنَ لَعَلَّكُمْ اَنْ تُبْتَلَوْا قَالَ فَابْتُلِيْنَا حَتّٰى جَعَلَ الرَّجُلُ مِنَّا لَا يُصَلِّيْ اِلَّا سِرًّا ترجمہ حذیفہ سے روایت ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ تھے آپ نے فرمایا گنو کتنے آدمی اسلام کے قائل ہیں ہم نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ ڈرتے ہیں ہم پر (کوئی آفت آنے سے دشمنوں کی وجہ سے) اور ہم چھہ سو آدمیوں سے لیکر سات سو تک ہیں **ف** یعنی ہماری تعداد اس قدر ہے پہر ہم کو دشمنوں سے کیا خوف ہے آپ کیوں ڈرتے ہیں بخاری کی روایت میں ایک ہزار پانسو ہیں اور ایک روایت میں پانسو ہیں اور اس اختلاف کو یوں رفع کیا ہے کہ عورتیں بچے سب ملاکر ایک ہزار پانسو ہوں گے اور مرد چھہ سو سات سو ہونگے اور لڑنے کے قابل پانسو ہوں گے سبحان اللہ صحابہ کرام کے دل ایسے مضبوط تھے کہ صرف چھہ سو سات سو آدمیوں پر انکو دشمنوں کا ڈر نتہا اور ایک یہ زمانہ ہے کہ صرف ہندوستان میں سات کروڑ مسلمان ہیں اور سارے دنیا میں تو بیس کروڑ سے کم نہ ہونگے پہر بہی اپنے دشمنوں سے ایسا ڈرتے ہیں جسکی انتہا نہیں **ف** آپ نے فرمایا تم نہیں جانتے شاید بلا میں پڑ جاؤ حذیفہ نے کہا پہر ایسا ہی ہوا ہم بلا میں پڑ گئے یہانتک کہ بعضے ہم میں سے نماز بہی چپکے سے پڑہتے **ف** یہ اون فتنوں میں ہوا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات کے بعد ظاہر ہوئے اور مسلمان آپس میں لڑنے لگے پہر ایسی مصیبت آئی کہ نماز پڑہنا دشوار ہوگیا ایک کے ایک فکر میں تہا آخر گھر ہی میں پڑہنے لگے اور مسجد میں جماعت موقوف ہوگئی ہمارے زمانے میں بعضے مسلمان ایک دوسرے کے ایسے دشمن ہوگئے ہیں کہ ایک جماعت کی مسجد میں دوسری جماعت والا نماز نہیں پڑہ سکتا حالانکہ نماز ایسی عبادت ہے کہ یہود اور نصاری بہی اوس سے منع نہیں کرتے اور میں نے ایک یہودی سے پوچہا کہ ہم تمہارے گرجا میں نماز پڑہیں اوس نے کہا شوق سے پڑہو کیونکہ گرجا خدا کا گہر ہے کسی کے ملک نہیں ہے جو چاہے اسمیں خدا کو یاد کرے اور اوسکی بندگی کرے افسوس ہے کہ یہودیوں کا تو یہ خیال ہو اور مسلمانوں کی یہ کیفیت کہ اگر ایک مسئلہ

مین کوئی ان سے خلاف کرے تو پہر اُسکو اپنی مسجد مین آنے نہین دیتے لاحول ولا قوۃ الا باللہ اللہ تعالی فرماتا ہے اوس سے
زیادہ ظالم کون ہی جو اللہ کی مسجدون مین اللہ کی یاد سے کسی کو روکے تمام اہل قبلہ کو لازم ہے کہ کسی شخص کو خواہ
وہ کتنا ہی مخالف ہو مسجد مین آنے سے اور اسمین نماز پڑہنے سے منع نکرین یہانتک کہ شیعہ اور خارجی اور
معتزلے کو بھی منع کرنا اور نماز سے روکنا نادرست ہی **باب** تَأَلُّفِ قَلْبِ مَنْ يَخَافُ عَلَى إِيمَانِهِ
لِضُعْفِهِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْقَطْعِ بِالْإِيمَانِ مِنْ غَيْرِ دَلِيلٍ قَاطِعٍ جو شخص ضعیف الایمان ہو اسکا دل ملانا
اور جب تک ایمان کا یقین نہو کسی شخص کو مومن نکہنا **عَنْ** سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ قَسَمَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسْمًا فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَعْطِ فُلَانًا فَإِنَّهُ مُؤْمِنٌ فَقَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ مُسْلِمٌ أَقُولُهَا ثَلَاثًا وَيُرَدِّدُهَا عَلَيَّ ثَلَاثًا أَوْ مُسْلِمٌ ثُمَّ قَالَ إِنِّي لَأُعْطِي
الرَّجُلَ وَغَيْرُهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْهُ مَخَافَةَ أَنْ يَكُبَّهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي النَّارِ **ترجمہ** سعد بن
ابی وقاص سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچہ مال بانٹا تو مین نے عرض کیا یا رسول اللہ فلانے
کو دیجیے وہ مومن ہے آپ نے فرمایا یا مسلمان ہے **ف** یعنی تو اسکو یقینا مومن کیسے کہتا ہے شاید مسلم ہو
تو یون کہہ وہ مومن ہے یا مسلم ہے تو اس سے اوس کے ایمان کا انکار نہین نکلتا بلکہ منع کیا آپ نے اوسکو
یقینا مومن کہنے سے اسوجہ سے کہ اسکا ایمان دلیل یقینی سے ثابت نہوا ہوگا دوسرے یہ کہ ایمان ایک فعل
قلبی ہے اوسکا حال اللہ ہی خوب جانتا ہی برخلاف اسلام کے کہ وہ ظاہر ہی زبان سے اقرار کرنے سے اور صاحب
تحریر نے کہا کہ اس مین اشارہ ہے اوس شخص کے مومن نہ ہونے کا حالانکہ اس مین اشارہ ہی اس کے مومن ہونے
کا کیونکہ آگے آپ نے فرمایا کہ بعضے شخص کو مین زیادہ چاہتا ہون پر دیتا اور کو ہون ایسا نہ ہو وہ جہنم مین اوندہا
گرایا جاوے اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ایمان اور اسلام مین فرق ہے اور اس مسئلہ مین بڑا
اختلاف ہی اور کچہ بیان اسکا اوپر گذر چکا اور اس مین اشارہ ہی اُس مذہب کیطرف جو حق ہے کہ فقط زبان
سے اقرار کرلینا کافی نہین جب تک دل سے یقین نہو اور کرامیہ اور بعضے مرجیہ یہ کہتے ہین کہ صرف زبان
سے اقرار کرلینا کافی ہے حالانکہ یہ صاف غلطی ہے اور خلاف ہی مسلمانون کے اجماع کے اور خلاف ہی ان آیات
اور احادیث کے جن سے منافقون کا کفر ثابت ہوتا ہے حالانکہ منافقون کا یہی حال تہا کہ وہ دل سے یقین نہ
رکہتے تہے پر زبان سے اقرار کرتے تہے (نووی) **ف** مین نے تین بار یہی کہا کہ وہ مومن ہی آپ نے
ہر بار یہی فرمایا مسلمان ہے پہر آپ نے فرمایا مین ایک شخص کو دیتا ہون حالانکہ دوسرے کو اس سے زیادہ چاہتا ہون

اس ڈر سے کہ کہین خدا اوسکو اوندھے منہ جہنم مین نہ گرادے **ف** یعنی بعض آدمی ضعیف الایمان ہوتا
ہے اور مین اوسکو دنیا کا مال دیتا ہون تو اسوجہ سے نہین دیتا کہ مین اوسکو زیادہ چاہتا ہون چاہتا تو مین
دوسرے کو ہون جسکا ایمان قوی ہے پر ضعیف الایمان کو اوسکا ایمان بچانے کے لیے دیتا ہون ایسا نہو کہ
وہ دنیا کا مال نہ ملنے سے خفا ہوجاوے اور اسلام سے پھر جاوے پھر جہنم مین اوندھے منہ گرے اور جسکا ایمان قوی
ہے اوسکو اتنی ضرورت مال دینے کی نہین کیونکہ وہ ایمان سے پھرنے والا نہین نووی نے کہا اس حدیث سے
یہ بات ثابت ہوئی کہ حاکم سے سفارش کرنا درست ہے جائز کام مین اور بار بار وہی بات کہنا بھی جائز ہے
اور مفضول فاضل کو وہ بات بتا سکتا ہے جس مین کوئی مصلحت ہو اور فاضل کو ضرور نہین کہ ہر مشورہ قبول کرے
بلکہ اوسمین غور اور فکر کرے اگر مصلحت کے خلاف ہو تو اوسکو رد کر سکتا ہے اور کسی کو یقینًا مومن کہنا
نہین چاہیے جب تک دلیل یقینی نہو اور امام اپنی راے کے موافق مال کو صرف کر سکتا ہے ضروری کام
مین پھر جو اوس کے بعد ضروری ہو اسی طرح اور کسی کے جنت مین جانیکا یقین نہین مگر جنکے لیے نص آگیا جیسے
عشرہ مبشرہ وغیرہم اور اسپر اجماع ہے اہل سنت کا **عن** سعد ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
أعطى رهطًا وسعد جالس فيهم فترك رسول الله صلى الله عليه وسلم منهم من لم
ص سعد يعطه وهو اعجبهم إلي فقلت يا رسول الله ما لك عن فلان فوالله إني لأراه مؤمنًا فقال
رسول الله صلى الله عليه وسلم أو مسلمًا قال فسكت قليلًا ثم غلبني ما أعلم منه
فقلت يا رسول الله ما لك عن فلان فوالله إني لأراه مؤمنًا فقال رسول الله صلى الله عليه
وسلم أو مسلمًا إني لأعطي الرجل وغيره أحب إلي منه خشية أن يكب في النار على وجهه خشية
ترجمہ سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگون کو مال دیا اور مین ان مین بیٹھا تھا
تو آپنے بعضون کو نہین دیا حالانکہ وہ میرے نزدیک ان سب مین بہتر تھے مین نے کہا یا رسول اللہ آپنے
فلانے کو کیون نہین دیا مین تو قسم خدا کی اوسکو مومن جانتا ہون آپنے فرمایا یا مسلم پھر تھوڑی دیر تک
مین چپکا ہو رہا بعد اوس کے وہی خیال نے زور کیا اور مین نے کہا یا رسول اللہ آپنے فلانے کو کیون نہین دیا
ص یا مسلم ١٥ قسم خدا کی مین اوسکو مومن جانتا ہون آپ نے فرمایا تھوڑی دیر مین چپ ہو رہا بعد اوس کے اوسی خیال نے زور
کیا اور مین نے کہا یا رسول اللہ آپنے فلانے کو کیون نہین دیا قسم خدا کی مین تو اسکو مومن جانتا ہون آپ نے فرمایا
یا مسلم مین دیتا ہون ایک شخص کو اور مجھے دوسرے سے زیادہ محبت ہوتی ہے اوس شخص سے کہ کہین اوندھے منہ جہنم مین گرے

وقال فسكتُّ قليلًا ثم غلبني ما أعلم منه فقلت يا رسول الله ما لك عن فلان فوالله إني لأراه مؤمنًا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم أو مسلمًا

عَنْ سَعْدٍ اَنَّهُ قَالَ اَعْطٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَهْطًا وَاَنَا جَالِسٌ فِيْهِمْ بِمِثْلِ حَدِيْثِ ابْنِ اَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ وَزَادَ فَقُمْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَارَرْتُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ **ترجمہ** سعد سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو دیا اور میں بیٹھا تھا پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گذری اتنا زیادہ ہے آخر میں اٹھا اور میں نے چپکے سے کہا یا رسول اللہ آپ نے فلانے کو کیوں چھوڑ دیا۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ يُحَدِّثُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ فَقَالَ فِيْ حَدِيْثِهِ فَضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ بَيْنَ عُنُقِيْ وَكَتِفِيْ ثُمَّ قَالَ اَقِتَالًا اَيْ سَعْدُ اِنِّيْ لَاُعْطِي الرَّجُلَ **ترجمہ** محمد بن سعد سے یہی حدیث روایت کی گئی ہے اسمیں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ میری گردن اور مونڈھے کے بیچ میں مارا اور فرمایا کیا لڑتا ہے اے سعد میں دیتا ہوں ایک آدمی کو آخر تک

باب زِيَادَةِ طُمَانِيْنَةِ الْقَلْبِ بِتَظَاهُرِ الْاَدِلَّةِ جب دلیلیں خوب پہونچ جاویں تو دل کو زیادہ اطمینان حاصل ہوتا ہے

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَحْنُ اَحَقُّ بِالشَّكِّ مِنْ اِبْرَاهِيْمَ اِذْ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتٰى قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ قَالَ وَيَرْحَمُ اللّٰهُ لُوْطًا لَقَدْ كَانَ يَأْوِيْ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ وَلَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ طُوْلَ لُبْثِ يُوْسُفَ لَاَجَبْتُ الدَّاعِيَ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمکو شک کیوں نہ ہو جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو شک ہوئی انہوں نے کہا اے پروردگار مجھکو دکھلا دے تو کس طرح جلاویگا مردوں کو پروردگار نے فرمایا کیا تجھے یقین نہیں اس بات کا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کیوں نہیں مجھکو یقین ہے پر میں چاہتا ہوں کہ میرے دل کو اور زیادہ اطمینان ہو جاوے

ف نووی نے کہا علماء نے اختلاف کیا ہے اس عبارت کے مطلب میں کہ ہمکو شک کیوں نہ ہو جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ہوئی کئی اقوال پر سب سے بہتر اور صحیح وہ ہے جو امام ابو ابراہیم مزنی اور ایک جماعت علماء نے بیان کیا ہے یعنی مطلب اسکا یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو شک ہونا محال تھا اور جو انکو شک ہوتی باوجود پیغمبر ہونے کے تو اور پیغمبروں کو بھی شک ہوتی حالانکہ تم جانتے ہو کہ مجھکو شک نہیں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی شک تھی اور یہ آپ نے اسواسطے فرمایا کہ جب یہ آیت اتری وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتٰى الآية تو بعضے لوگوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر غلط گمان کیا اور یہ کہا کہ انکو شک ہوئی مردوں

کے جی اوٹھنے مین اور ہمارے پیغمبر کو شک نہین ہوئی تب آپنے اون کا گمان غلط کرنے کے فرمایا کہ حضرت
ابراہیم علیہ السلام پیغمبر تہے اور پیغمبر بہی کیسے خلیل اللہ پہر اگر انکو شک ہوتی تو مجھکو بہی شک ہوتی اور حضرت
ابراہیم علیہ السلام کو آپ نے اپنے اوپر مقدم کیا بطریق تواضع اور ادب کے اور شاید اسوقت تک آپکو معلوم نہوا
ہوگا کہ آپ سب پیغمبرون سے درجے مین زیادہ ہین پہر اختلاف کیا ہے علمانے کہ جب حضرت ابراہیم کو شک نہ تہی تو
اونہون نے خدا سے درخواست کیون کی کہ مجھکو دکہلا وے تو کیونکر جلا دیگا مردون کو بیان کیا ہے کئی وجہون
کو لیکن ظاہر یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مردون کے جی اوٹھنے پر یقین تہا پر انہون نے چاہا کہ اور
زیادہ دل کو اطمینان ہوجاوے اور یہ اس طرح سے ہے کہ پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دلائل سے علم حاصل ہوچکا
تہا کہ اللہ تعالی مردون کو جلا دیگا لیکن انہون نے اپنی آنکہہ سے اس امر کو نہ دیکہا تہا اسواسطے انہون نے چاہا کہ
علم استدلالی سے بڑہکر یقین حاصل ہو اور وہ مشاہدہ سے ہوتا ہے کیونکہ علم استدلالی مین شکوک باقی رہتے
ہین پہر مشاہدہ سے وہ سب شکوک مٹ جاتے ہین یہ مذہب ہے امام ابو منصور ازہری کا دوسری وجہ یہ ہے کہ
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا درجہ خدا کے پاس آزمانا چاہا کہ خدا انکی درخواست قبول کرتا ہے یا نہین اور
اس صورت مین اولم تؤمن کے یہ معنی ہون گے کیا تجھکو یقین نہین اس بات کا کہ تو میرا دوست ہے اور
تیرا مرتبہ اور درجہ میرے نزدیک بڑا ہے تیسری وجہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے یقین کو بڑہانا
چاہا اگرچہ پہلے بہی انکو یقین تہا اور شک بالکل نہ تہی پر وہ علم الیقین تہا انہون نے چاہا کہ اس سے بڑہکر عین
الیقین کا درجہ حاصل ہو چوتہی وجہ یہ ہے کہ جب انہون نے مشرکون پر دلیل قائم کی کہ میرا معبود مار جلاتا ہے
اور مارتا ہے تو خدا سے چاہا کہ اس امر کو دکہلادے تا انکی دلیل صاف ثابت ہو جاوے اور بعضون نے اور وجہین
بیان کی ہین پر وہ ظاہر نہین ہین امام ابو الحسن واحدی نے کہا اختلاف کیا ہے لوگون نے کہ حضرت ابراہیم
نے یہ سوال کیون کیا تو اکثر لوگون نے کہا ہے کہ انہون نے ایک مردار جانور دریا کے کنارے دیکہا جسکو
درندے اور پرندے اور دریا کے جانور کہا رہے تہے انکو یہ خیال آیا کہ اس جانور کے ٹکڑے کیونکر اکٹہا ہونگے
اور ان کے دل کو شوق ہوا کہ مردے کا جی اوٹہنا دیکہین اونکو شک نہ تہی لیکن اونہون نے یہ بات
چاہی کہ اوسکو دیکہہ لین جیسے مومنین چاہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جنت کو دیکہین اور خدا کے
دیدار کی طالب ہین حالانکہ انکو یقین ہے ان سب کا اور شک نہین ہے اون مین انتہی ف
اور رحم کرے اللہ تعالے حضرت لوط علیہ السلام پر وہ پناہ چاہتے تہے مضبوط سخت کی ف جب

فرشتے اللہ کا عذاب لیکر حضرت لوط علیہ السلام پاس آئے تو خوب صورت لڑکون کی بہیس مین آئے تب حضرت
لوط نے اُنکو مہمان سمجکر اونکی مہمانی کرنا چاہی پر اونکی قوم کے لوگ جو لواطت اور لونڈی بازی مین مبتلا تہے
جمع ہوکر آئے اور ان مہمانون کو ستانا چاہا حضرت لوط نے کوئی دقیقہ ان مہمانون کی خاطرداری اور رفع
جوئی مین نہ چہوڑا اور اپنی قوم کے لوگون سے کہا خدا سے ڈرو اور مجہکو رسوا مت کرو مہمانون کے روبرو اگر
تمکو ویسی ہی خواہش ہے تو میری بیٹیان حاضر ہین اُس سے بیاہ کر لو اونہون نے نہ مانا تب حضرت لوط نے
فرمایا کاش مجہے زور ہوتا تو تمکو روکتا یا پناہ لیتا کسی مضبوط سخت کی یعنے میرے کنبے والے ہوتے تو ان
کی پناہ لیتا اور یہ جو اونہون نے اپنی قوت کا اور اپنے کنبے والون کی پناہ کا ذکر کیا تو اسوجہ سے نہ تہا کہ وہ
خدا سے غافل تہے بلکہ اونہون نے اپنے مہمانون کے دل کو خوش کرنا چاہا کہ ہم اِن جہانتک چلیگا ہم تم کو
بچاتا اور شاید اسوقت رنج مین اللہ تعالیٰ کی پناہ لینا بہول گئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
خدا اوپر رحم کرے **ف** اور اگر مین قیدخانے مین اتنے دنون رہتا جتنے دن حضرت یوسف علیہ السلام
رہے تو مین تو فوراً بلانے والے کے ساتھہ چلا جاتا **ف** جب زلیخا کی تہمت سے حضرت یوسف
علیہ السلام قید ہوئے تو مدت تک یعنے کئی برس تک قیدخانے مین رہے آخر عزیز مصر کیطرف سے ایک بلانے
والا آیا کہ چلکر اسکی خواب کی تعبیر بیان کرین پر حضرت یوسف نے نہ مانا اور فرمایا جب تک عورتون سے تحقیق نہ
ہوگی اور میری صفائی بالکل نہ ہوجاویگی اوسوقت تک مین نہ آونگا تو ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے
حضرت یوسف کی فضیلت بیان کی کہ اون مین کسقدر صبر اور استقلال تہا کہ ایسا دوسرے مین ہونا مشکل
ہے ورنہ انسان جب مصیبت مین گرفتار رہتا ہے تو جسطرح ہو سکے اوس سے چھوٹنے مین جلدی کرتا ہے۔
عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِیْثِ یُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِیِّ وَ
فِیْ حَدِیْثِ مَالِكٍ وَلٰكِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ قَالَ ثُمَّ قَرَءَ هٰذِهِ الْاٰیَةَ حَتّٰی جَازَهَا **ترجمہ** دوسری
روایت بہی ابوہریرہ سے ایسی ہی ہے اس مین یہ ہے کہ پڑہا آپنے اس آیت کو یہانتک کہ پورا کیا اوسکو۔
عَنِ الزُّهْرِیِّ كَرِوَایَةِ مَالِكٍ بِاِسْنَادِهٖ وَقَالَ ثُمَّ قَرَءَ هٰذِهِ الْاٰیَةَ حَتّٰی اَنْجَزَهَا
ترجمہ وہی جو اوپر گذرا **بَابُ** وُجُوْبِ الْاِیْمَانِ بِرِسَالَةِ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
اِلٰی جَمِیْعِ النَّاسِ وَنَسْخِ الْمِلَلِ بِمِلَّتِهٖ ہمارے پیغمبر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری کا یقین کرنا اور تمام شریعتون
کو آپکی شریعت سے منسوخ سمجہنا واجب ہے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَا مِنَ الْاَنْبِیَاءِ مِنْ نَبِیٍّ اِلَّا قَدْ اُعْطِیَ مِنَ الْاٰیَاتِ مَا مِثْلُہٗ اٰمَنَ عَلَیْہِ الْبَشَرُ وَاِنَّمَا کَانَ الَّذِیْ اُوْتِیْتُ وَحْیًا اَوْحَی اللّٰہُ اِلَیَّ عَزَّوَجَلَّ وَاَرْجُوْا اَنْ اَکُوْنَ اَکْثَرَھُمْ تَابِعًا یَّوْمَ الْقِیٰمَۃِ ترجمہ

ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ایک پیغمبر کو وہی معجزے ملے ہیں جو اس سے پہلے دوسرے پیغمبر کو مل چکے تھے پھر ایمان لائے اوسپر آدمی لیکن مجھکو جو معجزہ ملا وہ قرآن ہے جو اللہ نے بھیجا میرے پاس (ایسا معجزہ کسی پیغمبر کو نہیں ملا) اس لیے میں امید کرتا ہون کہ میری پیروی کرنیوالے اور پیغمبرون کی پیروی کرنیوالون سے زیادہ ہونگے قیامت کے دن ف یعنی میرا معجزہ قرآن ایسا کھلا معجزہ ہے جو پہلے کسی پیغمبر کو نہیں ملا اسلیے میری تابع زیادہ ہون گے یا قرآن ایسا معجزہ ہے جسمین سحر وغیرہ کا شبہ نہیں ہو سکتا بر خلاف اور معجزون کے کہ انمین سحر وغیرہ کا شبہ ہو سکتا تھا اس لیے میری پیروی کرنے والے زیادہ ہونگے یا اور پیغمبرون کے معجزے گئے جیسے انکا زمانہ گذر گیا اور میرا معجزہ جو قرآن ہے قیامت تک باقی ہے اور وہ معجزہ اسواسطے ہے کہ قرآن کے طرز بیان اور اسکی فصاحت اور بلاغت اور غیب کے حالات نے سب آدمیونکو عاجز کر دیا کہ کوئی اسکی مثل ایک سورہ بھی بنا سکے اگرچہ وہ سب جمع ہون تب بھی نہین ہو سکتا اور آج تیرہ سو برس گزرے ہزارون قرآن کے مخالفین ہوئے پر کسی سے یہ نہو سکا کہ اس کے مقابل کی ایک سطر بناتا ہمارے زمانے میں بعض بیوقوف عقل کے دشمن ہندی بھائی ایسے نکلے ہین جو قرآن کی عربیت کو فصیح نہین جانتے اور اسپر اعتراض کرتے ہین کوئی ان سے پوچھے کہ تمنے عربی زبان مین کیا لیاقت پیدا کی ہے اور صرف و نحو بھی جانتے ہو یا نہین تو جواب ملتا ہے کہ نہین سبحان اللہ منڈکی کو بھی زکام ہوا بڑے بڑے عرب کے اہل زبان تو قرآن کو سنکر حیران ہو گئے اور ایمان لائے اور آجتک اسکی فصاحت اور بلاغت اور طرز بیان بےمثل ہونیکا اقرار کرتے ہین پر بنگال کے لونڈے یا ہندی لونڈے ہیں کہ جنکو کوئی مسلمان کی حکومت مین ٹکے کو نہ پوچھے مسلمانون کے مصلح بن کر بیٹھے ہین اور یہ اصلاح کرتے ہین کہ حدیث اور قرآن کو مٹاتے ہین لاحول ولا قوۃ ۔ پھر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث مین فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ میری پیروی کرنے والے زیادہ ہونگے قیامت کے دن یہ بھی آپ کا ایک معجزہ ہے کیونکہ آپ کی وفات کے بعد اللہ تعالی نے اسلام کو ایسی رونق بخشی کہ مغرب سے مشرق تک پھیل گیا اور بڑی بڑی ولایتین مسلمانون نے فتح کین اور جیسی امید آپ نے کی تھی ویسی ہی اللہ تعالی نے کر دکھایا خدا کا شکر ہے اور اسکی نعمتون پر جو بے انتہا ہین ۔ اے خدا جیسے تو نے پہلے اسلام کو ترقی بخشی تھی اور مخالفین کو زیر کیا تھا ویسی ہی اس زمانہ مین بھی اسلام کی مدد کر اور اپنے سچے دین اور سچے پیغمبر کی طفیل سے مسلمانون

یعنی فاھبطوا اوتیتہ

دبڑھی

کے دونوں کو مضبوط کرتا دی پھر تیرے دین کی ترقی مین مصروف ہون اور دنیا مین نیکنامی اور عزت اور آخرت
مین ثواب اور جنت حاصل کرین آمین یارب العلمین عن ابی ہریرة عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم انہ قال والذی نفس محمد بیدہ لا یسمع بی احد من ہذہ الامة یہودی ولا نصرانی
ثم یموت ولم یؤمن بالذی ارسلت بہ الا کان من اصحاب النار ترجمہ ابوہریرہ سے روایت
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اسکی جس کے ہاتھ مین محمد کی جان ہے اس امت کا (یعنی جو میرے
وقت اور میرے بعد قیامت تک) کوئی یہودی یا نصرانی (یا اور کوئی دین والا) میرا حال سنے پھر ایمان نہ لاوے
اوس پر جسکو مین دیکر بھیجا گیا ہون (یعنی قرآن پر) تو جہنم مین جاویگا ف نووی نے کہا اس حدیث
سے ثابت ہوا کہ اگلی شریعتین سب منسوخ ہوگئین ہمارے پیغمبر کی شریعت سے اور یہ بات نکلی کہ جس کو
اسلام کی دعوت نہ پہونچی وہ معذور ہے کیونکہ یہ قاعدہ اصول مین ثابت ہوچکا ہے کہ شریعت آنے
سے پیشتر کوئی حکم انسان پر نہین ہوتا انتہی۔ اگرچہ اس زمانہ مین مسلمان ہر ایک ملک اور ولایت مین
پھیل گئے ہین پر وہ سب کے سب اپنے دنیا کے کامون مین مصروف ہین اور دین کو انہون نے بالائے طاق رکھ
دیا ہے الا ماشاء اللہ دین کی دعوت کافرون کو تو کیا وہ عام مسلمانون کو بھی دین کے احکام نہین بتلاتے
یہانتک کہ اکثر مسلمان شریعت کے احکام سے بالکل ناواقف ہوگئے ہین اور صرف نام کے لیے مسلمان ہین حالانکہ
یہ دعوت دین کی ایسی ضروری چیز ہے کہ ہر ایک پیغمبر نے اپنی ساری عمر اسمین صرف کی ہے اور اسکا فائدہ
بیحد اور بے شمار ہے جب حضرت عیسی علیہ السلام خدا تعالے کے پاس تشریف لے گئے تو ان کے حواریین نے
دین کی دعوت پھیلانا شروع کی اور باوجودیکہ ان کے مخالف زور آور اور دنیا کے حاکم تھے پر آخر اس دعوت
نے رفتہ رفتہ ایسا اثر کیا کہ مخالفین کی قوت ٹوٹ گئی اور ہزارون لاکھون ان مین کے عیسوی ہوگئے
اور آخر عیسویون کی قوت یہانتک بڑھی کہ ساری دنیا مین ان کا دین پھیل گیا چنانچہ ہمارے زمانے تک
اوس دعوت کا اثر باقی ہے اور اب تک عیسوی عالم دعوت کو نہین چھوڑتے اور رات دن تحریر اور تقریر سے
عیسوی مذہب کو تائید اور مدد دیتے ہین اور جس ملک کے لوگون کو سنتے ہین کہ وہ دین عیسوی سے ناواقف
ہین وہان فوراً جیسے ہوسکتا ہے پہونچتے ہین اسکام مین چاہے جان جاوے چاہے عزت سب قبول ہے وہ اپنے
دین پھیلانیکے لیے سب گوارا کر لیتے ہین بڑا افسوس ہے کہ مسلمان اس سے بالکل غافل ہین اور انکے ملا اور
مولوی اور درویش سوائے آرام سے روٹیان کھانیکے دین کا کوئی کام نہین کرتے نہ سفر کرتے ہین نہ اور رنج

کی اقوام کی زبانین سیکھتے ہین نہ اور زبانون مین اسلام کی کتابون کا اور قرآن کا ترجمہ پہیلاتے ہین ہائے
بڑے رنج کی بات ہے کہ نصاری نے اپنی دین تصنیف کیواسطے قرآن کا ترجمہ انگریزی اور فرانسیسی اور جرمنی زبانون
مین کیا پر مسلمانون کو یہ توفیق نہین کہ وہ قرآن کا اور دین کی کتابون کا ترجمہ غیر زبانون مین خصوصًا
کافرون کی زبانون مین کرکے اوسکے ہزارون لاکہون نسخے کافرون مین پہیلا دین تاکہ وہ سچے دین شریعت سے
واقف ہون نصاری نے اپنا دین ایسا خراب کر لیا ہے کہ عاقل آدمی اگر ذرا بہی اپنے عقل سے کام لیوے تو اسکو
یہ دین لغو معلوم ہوتا ہے تین خدا کا ایک خدا اور ایک کے تین ایسی واہی بات ہے جو کسی کے ذہن مین نہین
آتی پہر یہ کہنا کہ عیسی خدا کے بیٹے ہین باوجودیکہ عیسی کہاتے تہے اور پیتے تہے اور ہگتے تہے اور موتتے تہے اوس سے
بہی زیادہ خلاف قیاس اور بعید از عقل ہے تو بہی وہ دعوت کی زور سے کم عقلون اور بیوقوفون مین بہی
پہیلا جاتا ہے اسلام کا تو دین ایسا صاف اور کہرا اور بے لوث ہے جسمین سوا ایک سچے خدا برحق کے جس نے
ہمکو اور آسمان اور زمین اور سب مخلوقات کو پیدا کیا کسی اور کی پرستش نہین اور اسمین کوئی بات
عقل سلیم کے خلاف نہین جیسے اور دینون مین پائی جاتی ہے پہر یقین ہے کہ اگر مسلمان نصاری
کی نسبت اپنے پیارے دین کے پہیلانے مین عشر عشیر بہی کوشش کرین تو اسکا اثر نصاری کی کوشش سے
کہین زیادہ ہوگا اور چونکہ اس زمانے مین لوگون کا رجحان عقل کیطرف زیادہ ہے پس اسمین کوئی شک نہین
کہ وہ سب دینون مین اسلام کو ترجیح دینگے اور شرک و کفر کو چہوڑکر خدای برحق کی توحید کے قائل ہونگے جو سب
سے اعلی رکن اسلام کا ہے اب یہ دعوت مختلف طور پر ہوسکتی ہے کچہ لوگ قرآن اور حدیث کا ترجمہ کافرون
کی زبانون مین کرین کچہ اسلام کی حقیت کو دلائل بمقابلے اور مذہب کے نہایت صاف طور سے لکہکر ہر ایک
قوم کے کافرون مین پہیلا دین کچہ کافرون کی زبان سیکہکر اون کے ملک مین جاکر زبانی پند اور نصیحت
اور دعوت کرین وہکذا عَنِ الشَّعْبِیِّ قَالَ رَأَیْتُ رَجُلًا مِّنْ اَهْلِ خُرَاسَانَ سَأَلَ الشَّعْبِیَّ فَقَالَ
یَا اَبَا عَمْرٍو اِنَّ قِبَلَنَا مِنْ اَهْلِ خُرَاسَانَ یَقُوْلُوْنَ فِی الرَّجُلِ اِذَا اَعْتَقَ اَمَتَهٗ ثُمَّ تَزَوَّجَهَا فَهُوَ كَالرَّاكِبِ
بَدَنَتَهٗ فَقَالَ الشَّعْبِیُّ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ بُرْدَةَ بْنُ اَبِیْ مُوْسٰی عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَةٌ یُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَرَّتَیْنِ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اٰمَنَ بِنَبِیِّهٖ وَاَدْرَكَ النَّبِیَّ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاٰمَنَ بِهٖ وَاتَّبَعَهٗ وَصَدَّقَهٗ فَلَهٗ اَجْرَانِ وَعَبْدٌ مَّمْلُوْكٌ اَدّٰی حَقَّ اللّٰهِ
عَلَیْهِ وَحَقَّ سَیِّدِهٖ فَلَهٗ اَجْرَانِ وَرَجُلٌ كَانَتْ لَهٗ اَمَةٌ فَغَذَاهَا فَاَحْسَنَ غِذَاءَهَا ثُمَّ اَدَّبَهَا

فَاَحْسَنَ اَدَبَهَا ثُمَّ اَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ اَجْرَانِ ثُمَّ قَالَ الشَّعْبِيُّ لِلْخُرَاسَانِيِّ خُذْ هٰذَا الْحَدِيثَ بِغَيْرِ شَيْءٍ فَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يَرْحَلُ فِيمَا دُونَ هٰذَا اِلَى الْمَدِينَةِ ترجمہ ایک شخص جو خراسان کا رہنے والا تھا شعبی سے پوچھا کہ ہمارے ملک کے لوگ کہتے ہیں جو شخص اپنی لونڈی کو آزاد کرے پھر اس سے نکاح کر لیوے تو اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی ہدی کے جانور پر سواری کرے شعبی نے کہا مجھسے بیان کیا ابو بردہ بن ابی موسی نے انہوں نے ابو موسی اشعری اپنے باپ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیوں کو دوہرا ثواب ملیگا ایک تو اس شخص کو جو اہل کتاب میں سے ہو (یعنے یہودی یا نصرانی) ایمان لایا ہو اپنے پیغمبر پر پھر میرا زمانہ پاوے اور مجھپر بھی ایمان لاوے اور میری پیروی کرے اور مجھکو سچا جانے تو اوسکو دوہرا ثواب ہے اور ایک اس غلام کو جو اللہ کا حق ادا کرے اور اپنے میاں کا بھی اوسکو دوہرا ثواب ہے اور ایک اوس شخص کو جسکی پاس ایک لونڈی ہو پھر اچھی طرح اوسکو کھلاوے اور پلاوے بعد اوسکو اچھی طرح تعلیم اور تربیت کرے پھر اوسکو آزاد کرے اور اس سے نکاح کر لیوے تو اسکو بھی دوہرا ثواب ہے پھر شعبی نے خراسانی سے کہا تو یہ حدیث بے محنت لے لے نہیں تو ایک شخص اس سے چھوٹی حدیث کیلیے مدینے تک سفر کرتا **ف** شعبی نے اسواسطے کہا کہ خراسانی کو حدیث کی قدر ہو اور وہ اوسکو یاد رکھے سبحان اللہ اگلے لوگوں نے دین کیواسطے کیسی کیسی بے انتہا کوششیں کی ہیں کہ ایک ایک حدیث سننے کے واسطے منزلوں کا سفر کیا اور تکلیفیں اٹھائیں اللہ انکو جزاے خیر دیوے تمام مسلمانوں کیطرف سے اس لیے کہ انکا احسان سب کے اوپر ہے نووی نے کہا اس حدیث سے بڑی فضیلت نکلی اوس اہل کتاب کی جو مسلمان ہو جاوے اور اس غلام کی جو خدا کے اور میاں کے دونوں کے حقوق ادا کرے اور اس شخص کی جو اپنی لونڈی کو آزاد کر کے اوس سے نکاح کر لیوے **عَنْ** صَالِحِ بْنِ صَالِحٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهُ ترجمہ دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے

بَابُ بَيَانِ نُزُولِ عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ حَاكِمًا بِشَرِيعَةِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عیسی علیہ السلام کے اترنے کا بیان اور شریعت محمدی کے موافق چلنے کا

وَاِكْرَامِ اللّٰهِ هٰذِهِ الْاُمَّةَ زَادَهَا اللّٰهُ شَرَفًا وَبَيَانِ الدَّلِيلِ عَلٰى اَنَّ هٰذِهِ الْمِلَّةَ لَا تُنْسَخُ وَاَنَّهُ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْهَا ظَاهِرِينَ عَلَى الْحَقِّ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُوشِكَنَّ اَنْ يَنْزِلَ فِيكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ حَكَمًا مُقْسِطًا فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيرَ وَيَضَعَ الْجِزْيَةَ وَيَفِيضُ الْمَالُ حَتّٰى لَا يَقْبَلَهُ اَحَدٌ ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اسکی جسکے ہاتھہ میں میری جان ہے البتہ قریب ہے جب اتریں گے عیسی

مریم کے بیٹے تم لوگون مین اور حکم کرینگے موافق اس شریعت کے اور انصاف کرین گے اور توڑ ڈالین گے ترسول کو
(جو نصاریٰ نے بنا رکھی ہے اور اسکی پرستش کرتے ہین) اور مار ڈالینگے سور کو اور موقوف کر دین گے جزیے
کو اور بہت دینگے مال کو یہان تک کہ کوئی نہ لیگا ف نووی نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام توڑ ڈالین گے ترسول
کو اس سے یہ نکلتا ہے کہ منکرات اور لہو و لعب اور باطل کے آلات جیسے باجے اور تصاویر وغیرہ توڑ ڈالنا چاہیے
اور سور کا مارنا بھی اسی قسم مین سے ہے اور اس مین دلیل ہے اوس مذہب کی جو مختار ہے کہ سور کو ہم جہان پاوین
اگرچہ دار الکفر مین ہو اور ہم قادر ہون اوسکے قتل پر تو قتل کرین اسکو اور یہ قول شاذ ہے کہ اوسکو چھوڑ دین اور
یہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ موقوف کر دین گے جزیے کو یہی صحیح معنے ہین حدیث کا یعنی
اوس زمانے مین کافرون کو حکم ہوگا یا مسلمان ہون یا قتل کیے جاوین جزیہ لینا موقوف کیا جاویگا ایسا ہی کہا
ہے امام ابو سلیمان خطابی نے اور قاضی عیاض نے نقل کیا بعض علماء سے کہ حضرت عیسیٰ جزیہ مقرر کرینگے
سب کافرون پر اور اسی وجہ سے مال کی زیادتی ہوگی پر یہ صحیح نہین ہے اور ٹھیک معنے وہی ہے جو خطابی نے
کہا اور اسیطرف گئے ہین جمہور علماء مگر اس صورت مین یہ اعتراض ہوتا ہے کہ یہ حکم تو خلاف شریعت محمدی ہے
اور حدیث مین یہ آیا ہے کہ حضرت عیسیٰ موافق شریعت محمدی کے حکم کرینگے اوسکا جواب یہ ہے کہ یہ حکم شریعت
محمدی کے خلاف نہین ہے اس لیے کہ جزیہ لینے کا حکم اوسی وقت تک ہے جب تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام اوترین
اور جب یہ امر حدیث مین مصرح ہے تو یہ حکم ہماری شریعت محمدی کا ہوا نہ عیسیٰ علیہ السلام کا۔ اور یہ جو فرمایا بہت
دینگے مال کو تو مطلب یہ ہے کہ عدل و انصاف کی وجہ سے برکت بہت ہوگی اور مال بڑھ جاویگا یا زمین اپنے
خزانے نکالیگی جیسے دوسری حدیث مین آیا ہے یا لوگون کی رغبت مال کیطرف کم ہوگی بوجہ قرب قیامت
کے اسوجہ سے مال بہت پڑا رہیگا اور اسکا خریدار نہ ہوگا اصل حال کو عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ
وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ عُيَيْنَةَ إِمَامًا مُقْسِطًا وَحَكَمًا عَدْلًا وَفِي رِوَايَةِ يُونُسَ حَكَمًا عَادِلًا وَلَمْ يَذْكُرْ
إِمَامًا مُقْسِطًا وَفِي حَدِيثِ صَالِحٍ حَكَمًا مُقْسِطًا كَمَا قَالَ اللَّيْثُ وَفِي حَدِيثِهِ مِنَ الزِّيَادَةِ وَحَتّٰى
تَكُونَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرًا مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ اقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ وَإِنْ مِنْ
أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ الْآيَةَ ترجمہ زہری سے دوسری اسنادون سے بھی ایسی ہی ہے
ابن عیینہ کی روایت مین ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام امام ہونگے انصاف کرنیوالے اور حاکم ہونگے عدل کرنے
والے اور یونس کی حدیث مین ہے کہ حاکم ہونگے عدل کرنیوالے اور اسمین یہ نہین ہے کہ امام ہونگے انصاف کرنے

عادلا

والے جیسے لیث کی روایت مین ہے اوس مین اتنا زیادہ ہی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتنا بہت مال بہاوینگے کہ ایک سجدہ اوس زمانے مین ساری دنیا سے بہتر ہوگا **ف** یعنے لوگون کی رغبت اوس زمانے مین عبادت کی طرف زیادہ ہوگی بوجہ قرب قیامت کے اور مال سے نفرت ہوگی تو ایک سجدہ اونکے نزدیک دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا اور قاضی عیاض نے کہا ایک سجدے کا ثواب اوس زمانے مین ساری دنیا کا مال تصدق کرنے سے زیادہ ہوگا کیونکہ مال کی اوسوقت احتیاج نہ ہوگی بسبب کثرت کے اور سجدے سے مراد یہی ظاہری معنی ہے سجدے کا یا نماز مقصود ہے **ف** پھر ابو ہریرہ کہتے تھے اگر تمہارا جی چاہے تو یہ آیت پڑھو کوئی ایسا نہین اہل کتاب مین سے جو ایمان نہ لاوے عیسے پر اون کے مرنے سے پہلے **ف** یعنے حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب اوترین گے تو ان کے زمانے مین جو اہل کتاب ہونگے وہ ایمان لاوین گے اون پر اور یقین کرینگے اپنی غلطی کا اور جانین گے کہ وہ اللہ کے بندے ہین اور اسکی لونڈی کے بیٹے ہین اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو ہریرہ کا مذہب یہی تہا کہ قرآن مین جو قبل موتہ کی ضمیر ہے وہ حضرت عیسیٰ کیطرف پھرتی ہے اور یہی قول ہے ایک جماعت مفسرین کا اور اکثر مفسرین کا یہ قول ہی کہ وہ ضمیر اہل کتاب کیطرف پھرتی ہی اور معنی آیت کا یہ ہی کوئی اہل کتاب مین سے ایسا نہین جو اپنے مرنے سے پہلے عیسیٰ پر ایمان نہ لاوے یعنے جان نکلنے کیوقت اوسکو حق بات کھل جاتی ہے کہ مین جو عیسیٰ کو معاذاللہ خدا کا بیٹا جانتا تہا یہ غلط ہے پر اوس وقت کا ایمان فائدہ نہ دیگا واسطے کہ وہ حالت نزع اور سکرات ہی اور ایسی حالت مین قول و فعل کسی کا اعتبار نہین اور ایسی حالت مین نہ اسلام صحیح ہے نہ کفر نہ وصیت نہ بیع نہ عتاق نہ اور کسی قسم کا کوئی عقد کیونکہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا اون لوگون کی توبہ کچھ نہین جو برائی کیا کرتے ہین جب موت آن پڑتی ہی کہتے ہین اب ہم نے توبہ کی اور یہ مذہب زیادہ ظاہر ہے کیونکہ پہلے مذہب کے موافق آیت خاص ہوجاتی ہے اون کتابی سے جو حضرت عیسیٰ کے زمانے مین ہوگا اور دوسرے مذہب کے موافق ہر ایک کتابی لیے عام رہتی ہے اور سکو تائید ہی اسکی قرارت قبل موتہم کی اور بعضون نے یہ کہا کہ یہ ضمیر ہمارے پیغمبر کیطرف پھرتی ہے اور موتہ کی کتابی کی طرف اور معنی آیت کا یہ ہی کہ ہر ایک کتابی ایمان لاویگا ہمارے پیغمبر پر اپنے مرنے سے پہلے واللہ اعلم (نووی)

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واللہ لینزلن ابن مریم حکما عادلا فلیکسرن الصلیب ولیقتلن الخنزیر ولیضعن الجزیۃ ولیترکن القلاص فلا یسعی علیھا ولتذھبن الشحناء والتباغض والتحاسد ولیدعون الی المال

فَلَا يَقْبَلُهُ اَحَدٌ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم خدا کی مریم کے بیٹے اتریں
گے (آسمان سے) اور وہ حاکم ہونگے عدل کرینگے تو توڑ ڈالیں گے صلیب کو اور مار ڈالیں گے سور کو اور موقوف
کر دیں گے جزیے کو اور چھوڑ دینگے جوان اونٹ کو پھر کوئی محنت نہ کرے گا اوسپر ف یعنی کوئی اس کی پروا
نکریگا نہ اوسکی خدمت کریگا اسوجہ سے کہ دنیا کے مال بے حد پڑے ہونگے لوگون کو حاجت نہ ہوگی اور دوسرے قیامت
قریب ہوگی لوگ جلدی جلدی اپنی عقبے کی فکر کرینگے قاضی عیاض نے اور صاحب مطالع نے کہا لَا يُسْعٰى عَلَيْهَا
کے معنے یہ ہین کہ اوسکی زکوۃ نہ مانگین گے اسوجہ سے کہ زکوۃ لینے والا کوئی نہ ہوگا اور یہ تاویل باطل ہے کئی وجوہ سے
اور ثواب وہی ہے جو معنے ہمنے بیان کیے (نووی) ف اور لوگون کے دلون مین سے کپٹ اور دشمنی
اور جلن جاتی رہے گی اور بلاوینگے وہ لوگون کو مال دینے کے لیے لیکن کوئی قبول کرے گا اسوجہ سے کہ حاجت
نہ ہوگی اور مال کثرت سے ہر ایک کے پاس ہوگا عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيْكُمْ وَاِمَامُكُمْ مِنْكُمْ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیسے ہوگے تم جب مریم کا بیٹا اترے گا تم لوگون مین اور تمہارا امام
تم مین سے ہوگا عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ اَنْتُمْ
اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيْكُمْ فَاَمَّكُمْ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا تمہارا کیا حال ہوگا جب مریم کے بیٹے اتریں گے تم مین اور امامت کرینگے تمہاری عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ فِيْكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ فَاَمَّكُمْ مِنْكُمْ
فَقُلْتُ لِابْنِ اَبِيْ ذِئْبٍ اِنَّ الْاَوْزَاعِيَّ حَدَّثَنَا عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ نَافِعٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاِمَامُكُمْ
مِنْكُمْ قَالَ ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ تَدْرِيْ مَا اَمَّكُمْ مِنْكُمْ قُلْتُ تُخْبِرُنِيْ قَالَ فَاَمَّكُمْ بِكِتَابِ
رَبِّكُمْ عَزَّ وَجَلَّ وَسُنَّةِ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا کیا حال ہوگا جب مریم کے بیٹے اتریں گے تم لوگون مین پھر امامت کرینگے
تمہاری تم ہی مین سے ولید بن مسلم نے کہا مینے ابن ابی ذئب سے کہا مجھسے اوزاعی نے حدیث بیان کی زہری
سے اونہون نے نافع سے اونہون نے ابوہریرہ سے اوسمین یہ ہے کہ امام تمہارا تم ہی مین سے ہوگا ابن ابی ذئب نے
کہا تو جانتا ہے اسکا مطلب کیا ہے امامت کرینگے تمہاری تم ہی مین سے مینے کہا بتلاؤ اونہون نے کہا امامت کرینگے
حضرت عیسی تمہاری تمہارے رب کی کتاب سے اور تمہارے پیغمبر کی سنت سے ف یعنی تابع ہون گے

شریعت محمدی کے اور پیروی کرینگے قرآن اور حدیث کی تو حضرت عیسی علیہ السلام اگرچہ پیغمبر ہین پر اون کی
پیغمبری کا زمانہ ہمارے پیغمبر کے ظہور پر ختم ہو گیا اب جو وہ دنیا مین آوین گے تو ہمارے پیغمبر کی امت مین شریک ہو کر
قرآن اور حدیث کے موافق عمل کرینگے ۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام خود مجتہد مطلق
ہونگے اور قرآن اور حدیث سے احکام نکالین گے اور کسی مجتہد کے تابع نہونگے اور یہ بات بعید از عقل ہے کہ
پیغمبر کہ ایک مجتہد کا مقلد ہو اور باطل ہے وہ خیال حنفیہ کا کہ عیسی علیہ السلام امام ابو حنیفہ کے مذہب چلاوینگے
بلکہ ایسے خیال مین تو ہین حضرت عیسی علیہ السلام کی نکلتی ہے اور جن حنفیہ نے ایسا خیال کیا ہے اون کو علماء
محققین نے رد کیا ہے اور خود حنفی مذہب کے علماء نے اسکو باطل قرار دیا ہے اسیطرح یہ قول کہ امام مہدی
علیہ السلام ابو حنیفہ کے مقلد ہونگے یا حضرت خضر علیہ السلام ابو حنیفہ کے شاگرد تھے یہ سب خرافات مین جنپر
ایک دلیل بھی کتاب و سنت یا عقل سلیم سے نہین اور تعجب ہے اون علماء سے جنہون نے بے سمجھے بوجھے ایسی واہی
باتون کو اپنی کتابون مین نقل کیا ہے اور جاہل ان باتون پر فریفتہ ہو جاتے ہین اللہ جل جلالہ سے امید ہے کہ حضرت
مہدی علیہ السلام اور حضرت عیسی علیہ السلام دونون قرآن اور حدیث کے پیرو اور تابع ہون گے اور اہلحدیث
کے مددگار اور معاون ہونگے اور مجتہدین کے اختلافات بالکل اوٹھا دین گے اور جو متعصب مقلد اونکا کہنا نمانینگے
وہ ذلیل اور خوار ہونگے اور انکی تلوار سے قتل کیے جاوین گے اور سب مسلمان ایک ہی راہ پر ہو جاوینگے جو
زندہ رہیگا وہ ان شاء اللہ تعالی ہماری اس کلام کی تصدیق کرے گا اور ہمارا سلام ان دونون حضرتون کی خدمت
مین پہونچا دیگا اور ہماری سعی اور کوشش اونکی دعاے خیر سے آخرت مین نیک ثمرہ دکھلاویگی اور ہمارا
بھروسا تو بالکل ہمارے خداوند پر ہے جو ہمارا مالک ہے زندگی اور موت کے بعد اور ہمکو اسکی غلامی اور بندگی کا فخر
ہے دنیا اور آخرت مین اے ہمارے صاحب مالک خداوند ہمکو اپنی غلامی مین قبول فرما اور ہمارا دل اپنی یاد
مین لگا دے اور ہمکو فنا کر دے اپنے عشق اور محبت مین آمین یا رب العالمین عَنْ جَابِرِ بْنِ
عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِيْ يُقَاتِلُوْنَ
عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ قَالَ فَيَنْزِلُ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ فَيَقُوْلُ اَمِيْرُهُمْ تَعَالَ صَلِّ
لَنَا فَيَقُوْلُ لَا اِنَّ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ اُمَرَاءُ تَكْرِمَةَ اللّٰهِ هٰذِهِ الْاُمَّةَ ترجمہ جابر بن عبد اللہ
سے روایت ہے مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے ہمیشہ ایک گروہ میری امت کا
لڑتا رہیگا (کافرون اور مخالفون سے) حق پر قیامت تک وہ غالب ہوگا پھر عیسی بن مریم علیہ السلام اترینگے

اور اس گروہ کا امام کہے گا آئے نماز پڑہا دیجیے (حضرت عیسی سے کہیگا) وہ کہینگے نہین تم مین سے ایک دوسرے پر حاکم رہین یہ وہ بزرگی ہے جو اللہ تعالی عنایت فرماوے گا اس امت کو (ف) کہ اتنے بڑے پیغمبر روح اللہ مسلمانون کے امام کی امامت قبول فرماوینگے اور اون کے پیچہے نماز پڑہینگے سبحان اللہ حضرت عیسی علیہ السلام ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرینگے ہمارے پیغمبر نے بہی ایک بار عبد الرحمن بن عوف کے پیچہے نماز پڑہی ہے دوسرے یہ کہ اس زمانے مین مسلمانون کے امام مہدی علیہ السلام ہونگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بڑے فضیلت اور بزرگی والے ہونگے (رضی ہو اللہ ان سے) **باب**

بَیَانِ الزَّمَنِ الَّذِیْ لَا یُقْبَلُ فِیْہِ الْاِیْمَانُ اوس زمانیکا بیان جب ایمان مقبول نہ ہوگا عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَاِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا اٰمَنَ النَّاسُ کُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ فَیَوْمَئِذٍ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا لَمْ تَکُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ کَسَبَتْ فِیْ اِیْمَانِهَا خَیْرًا ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی جب تک آفتاب پچہم سے نہ نکلے پہر جب آفتاب پچہم سے نکلے اسوقت سب آدمی ایمان لاوینگے (خدا پر اتنی بڑی نشانی دیکہکر) لیکن اس دن کا ایمان فائدہ نہ دیگا اوس شخص کو جو پہلے ایمان نہین لایا یا اوس نے ایمان کے ساتہہ نیکی نہین کی (ف) اس لیے کہ خدا تو اس ایمان کو منظور کرتا ہے جو غیب پر ہو اور جب سب نشانیان کہل گئین اور قیامت آگئی اسوقت تو کافر اور مومن سب ہی کو خدا پر یقین ہو جاوے گا۔ قاضی عیاض نے کہا یہ حدیث اپنے ظاہر پر محمول ہے اہل حدیث اور فقہا اور متکلمین اہلسنت کے نزدیک مگر باطنیہ نے (باطنیہ ایک فرقہ ہے صوفیون مین سے جو ساری آیتون اور حدیثون کو ظاہری معنے سے پہیر کر ایک دوسرا ہی مطلب نکالتا ہے اور مخالف ہے صحابہ اور تابعین اور ائمہ دین کی روش کے اور یہ فرقہ چہوٹا بچہ ہے نیچری اور فلسفی اور دوسرے حکیمون کا) اس مین تاویل کی ہے انتہی مترجم کہتا ہے کہ مین نے اہل باطل کی تاویلات پر ایک مدت تک غور کیا اور ان کے عقل اور اسباب کو دیکہا تو اکثر تاویلات اس قسم کی ہا ہین کہ وہ تاویل کرنیوالون کے لیے مفید نہ ہوئین بلکہ جو قباحت اونہون نے اپنے سوء فہم سے ظاہری معنی مین خیال کیے تہے اوس سے دو چند زیادہ مفاسد تاویلی معنی مین پیدا ہو گئے باوجود اسکے وہ لوگ اپنے تاویل ہی پر اڑے رہے اور یہ ایک وسوسہ ہے شیطان کا خدا اس سے پناہ مین رکہے اسی قسم کی ہے تاویل استوا کے ساتہہ استیلا کے اور تاویل نزول کی ساتہہ

نزول رحمت کر اور تاویل سمع اور بصر وغیرہ صفات اللہ کی اور بعض تاویلات ایسی دیکھین کہ اون مین تاویل کی
علت موافق عقیدہ صاحب تاویل کے معلوم نہین ہوئی اب اوسکا تاویل کرنا دو وجہ سے خالی نہین یا وہ تو وہ
درحقیقت اوس عقیدے پر نہین جسکو ظاہر کرتا ہے بلکہ وہ عقیدہ اپنے تئین ذلیل اور رسوا ہونیکے لیے یا آفت
سے بچنے کے لیے اوس نے صرف زبان سے اپنی طرف منسوب کیا ہے یا وہ بدو دانستہ حماقت اور سفاہت مین مبتلا
ہے کہ تاویل ضرور نہ ہونے کیصورت مین بھی تاویل کرتا ہے — اس حدیث مین جو یہ آیا ہے کہ قیامت قائم نہ
ہوگی جب تک آفتاب پچھم سے نہ نکلے تو اہلسنت نے اسکو اپنے ظاہری معنے پر محمول کیا ہے کیونکہ آفتاب کا
پچھم سے نکلنا نہ محال ہے نہ خلاف عقل ہے نہ خداوند کریم کی قدرت کاملہ سے کچھ بعید ہے اس لیے کہ جسنے زمین
کو مغرب سے مشرق کیطرف متحرک رکھا ہے وہ دنیا کو ختم کرتے وقت اگر اوسکو مشرق سے مغرب کیطرف متحرک
کر دیوے تو کیا مشکل ہے اب باطنیہ نے جو احادیث مین تاویل کی تو دو حال سے خالی نہین یا یہ تو وہ باطنیہ
ہین جو درحقیقت دہری اور طبعی اور نیچری ہین اور خداوند کریم کے انکار کرنیوالے اس صورت مین تو البتہ
تاویل کی ضرورت ہے پر جو معاذ اللہ اس قسم کا بد اعتقاد ہو کہ خداوند کریم یا اوسکی صفات کاملہ جیسے علم اور قدرت
وغیرہ کا منکر ہو تو اوسکو ضرورت ہی کیا ہے کہ پہلے حدیث اور قرآن کو تسلیم کرے اور بعد اوسکی تاویل کے
درپے ہو اوس کے نزدیک تو دین اور ملت کوئی چیز ہے نہین اور اس نے جو جڑ کاٹ دی معاذ اللہ خدائی اور
پیغمبری کی پھر ایسے لوگون سے جب آیات یا احادیث مین تاویلات مسموع ہوتی ہین تو اور زیادہ انکی حماقت
اور نادانی کا ثبوت ہوتا ہے اسی قبیل سے ہے وہ جو بعض باطنیہ اہل الحاد نے ہمارے زمانے مین معجزات
اور وحی اور حشر و نشر وغیرہ مین تاویل کی ہے اور فرشتون اور شیاطین مین اور جنون کا انکار کیا ہے
یا یہ وہ باطنیہ ہین جو خداوند کریم اور اوسکی صفات کاملہ اور اصول دین کے قائل اور معترف ہین پھر ایسے
لوگون کو کونسی ضرورت آن پڑی ہے جو احادیث مین تاویل کرین اور یہ امر یعنے آفتاب کا پچھم سے
نکلنا ایسا ہی ہے جیسے آفتاب کا پورب سے نکلتا پھر جیسے آفتاب کو پورب سے نکلنے مین کسی قسم کا استبعاد نہین
اسی طرح سے پچھم سے نکلنے مین بھی کوئی استبعاد نہین اور پورب اور پچھم اور شمال اور جنوب یہ چارون جہتین اعتباری
ہین اور ہر ایک ملک اور قطعہ زمین کے لحاظ سے ان مین تبدل اور تغیر ہوتا رہتا ہے غرض قطبین مین نہ مشرق
ہے نہ مغرب بلکہ آفتاب چھہ مہینے تک افق کے قریب اوسکی اوپر رہتا ہے اور چھہ مہینے تک اوس کے نیچے علاوہ
اسکی طلوع اور غروب آفتاب کو اگر موافق قواعد فلسفہ قدیم کے دیکھین تو زمین کے ایک فرسخ سے حرکت غیر معمولی

ہے جو فنائے عالم کے وقت قیاس سے بعید نہیں نقطہ مشرق مغرب اور نقطہ مغرب مشرق ہو سکتا ہے اور اگر موافق فلسفہ جدید کے دیکھیں تو زمین کی حرکت ذاتی جو اپنے محور پر ہے اور حرکت مداری جو گرد آفتاب کے ہے دونوں معلول ہیں جذب اور کشش آفتاب اور ثقل ذاتی زمین کی پھر جب فنائے عالم کے قریب اس نظام شمسی کے تمام نسبتوں اور حالتوں میں تغیر پیدا ہو تو بدلنا نقطہ مشرق اور مغرب کا کیا بعید ہے دوسرے یہ کہ اگر نظام شمسی اپنی حالت پر باقی رہے تب بھی حرکت ذاتی زمین کی دونوں طرف سے جائز الوقوع ہے جیسے ایک گولی کو ادھر سے ادھر پھرا دیں یا ادھر سے پھر وہ ہر حالت میں اپنی محور پر پھرے گی اور یہ کچھ بعید از عقل نہیں عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ ترجمہ ابوہریرہ سے دوسری روایتیں بھی ایسی ہی ہیں عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثٌ اِذَا خَرَجْنَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِیْ اِيْمَانِهَا خَيْرًا طُلُوْعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَالدَّجَّالُ وَدَابَّةُ الْاَرْضِ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین باتیں جب ظاہر نہ لایا یا نیک کام نہیں کیا ایک تو نکلنا آفتاب کا جدھر سے ڈوبتا ہے دوسرے دجال کا نکلنا تیسرے دابۃ الارض کا نکلنا ف یعنی زمین میں سے ایک جانور پیدا ہوگا جو مومنوں اور کافروں میں تمیز کر دے گا عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمًا اَتَدْرُوْنَ اَيْنَ تَذْهَبُ هٰذِهِ الشَّمْسُ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ قَالَ اِنَّ هٰذِهٖ تَجْرِیْ حَتّٰى تَنْتَهِیَ اِلٰى مُسْتَقَرِّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَخِرُّ سَاجِدَةً فَلَا تَزَالُ كَذٰلِكَ حَتّٰى يُقَالَ لَهَا ارْتَفِعِیْ ارْجِعِیْ مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَرْجِعُ فَتُصْبِحُ طَالِعَةً مِنْ مَطْلِعِهَا ثُمَّ تَجْرِیْ حَتّٰى تَنْتَهِیَ اِلٰى مُسْتَقَرِّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَخِرُّ سَاجِدَةً فَلَا تَزَالُ كَذٰلِكَ حَتّٰى يُقَالَ لَهَا ارْتَفِعِیْ ارْجِعِیْ مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَرْجِعُ فَتُصْبِحُ طَالِعَةً مِنْ مَطْلِعِهَا ثُمَّ تَجْرِیْ لَا يَسْتَنْكِرُ النَّاسُ مِنْهَا شَيْئًا حَتّٰى تَنْتَهِیَ اِلٰى مُسْتَقَرِّهَا ذَاكَ تَحْتَ الْعَرْشِ فَيُقَالُ لَهَا ارْتَفِعِیْ اَصْبِحِیْ طَالِعَةً مِنْ مَغْرِبِكِ فَتُصْبِحُ طَالِعَةً مِنْ مَغْرِبِهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَدْرُوْنَ مَتٰى ذَاكُمْ ذَاكَ حِيْنَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِیْ اِيْمَانِهَا خَيْرًا ترجمہ ابوذر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے ایک دن فرمایا تم جانتے ہو کہ یہ سورج کہاں جاتا ہے ف ظاہر حدیث سے تائید ہوتی ہے فلسفہ قدیم کے خیال کو کہ زمین ساکن ہے اور آفتاب حرکت کرتا ہے مگر حقیقتاً ایسا نہیں کیونکہ مراد یہاں آفتاب کے جانے سے روزمرہ کا طلوع اور غروب نہیں جو

زمین کی حرکت سے پیدا ہوتا ہے ۔ بلکہ مقصود وہ حرکت ہے آفتاب کی جو اوس کے منازل مین ہے جیسے کلبی سے منقول
ہے اور قتادہ اور مقاتل نے کہا کہ آفتاب چلا جارہا ہے ایک میعاد معین تک واحدی نے کہا پہر اسکا ٹہرنا
اوس وقت ہوگا جب دنیا ختم ہوگی پر اس صورت مین حدیث کا مطلب خوب ذہن نشین نہین ہوتا کیونکہ حدیث
سے روز تحت العرش جانا اور سجدہ کرنا ثابت ہوتا ہے نووی نے کہا ایک جماعت مفسرین ظاہر حدیث کیطرف
گئی ہے واحدی نے کہا اس صورت مین ہر روز جب آفتاب ڈوبتا ہے تو تحت العرش ٹہرتا ہے یہانتک کہ وہ
طلوع کرے گا مغرب سے مگر اس مین یہ اشکال ہے کہ آفتاب کا غروب تو ہر ساعت اور ہر لحظہ جاری ہے اس لیے کہ زمین
کُشکل کرہ ہے اور اسکے اطراف وجوانب کے رہنے والون کے لحاظ سے ہر ایک کے افق مختلف ہین پہر غروب ہوتا ہے
ایک قوم پر اور طلوع ہوتا ہے دوسری قوم پر اور ایک جگہہ غروب ہوتا ہے اور دوسری جگہہ نہین ہوتا اور
اگر افق سے افق حقیقی مراد ہو جسکی وجہ سے زمین کے برابر دو حصے ہوجاتے ہین ایک فوقانی اور ایک تحتانی تو
یہ اشکال رفع ہوجاوے گا واللہ اعلم پہر ابوذر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ف ۔ اونہون نے کہا کہ اللہ اور اس کا
رسول خوب جانتا ہے آپنے فرمایا یہ چلا جاتا ہے یہانتک کہ اپنے ٹہرنے کی جگہہ پر عرش کے تلے آتا ہے وہان
سجدہ مین گرتا ہے (اس سجدہ کا مفہوم اللہ ہی جانتا ہے) پہر اسی حال مین رہتا ہے یہانتک کہ اسکو حکم ہوتا
ہے اونچا ہوجا اور جا جہان سے آیا ہے وہ لوٹ آتا ہے اور اپنے نکلنے کی جگہہ سے نکلتا ہے پہر چلتا رہتا ہے
یہانتک کہ اپنے ٹہرنے کی جگہہ پر عرش کے تلے آتا ہے اور سجدہ کرتا ہے پہر اسی حال مین رہتا ہے یہان
تک کہ اوس سے کہا جاتا ہے اونچا ہوجا اور لوٹ جا جہان سے آیا ہے وہ نکلتا ہے اپنے نکلنے کی جگہہ سے
پہر چلتا ہے اسی طرح ایک بار یہی طرح چلیگا اور لوگون کو کوئی فرق اوس کی چال مین معلوم نہ ہوگا یہانتک
کہ اپنے ٹہرنے کی جگہہ پر آوے گا عرش کے تلے اسوقت اوس سے کہا جاوے گا اونچا ہوجا اور نکل پچہم کی
طرف سے جدہر تو ڈوبتا ہے وہ نکلے گا پچہم کیطرف سے پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جانتے ہو یہ
کب ہوگا (یعنے آفتاب کا پچہم سے نکلنا) یہ اسوقت ہوگا جب کسیکو ایمان لانا فائدہ نہ دیگا جو پہلے سے ایمان
نہ لایا ہو یا اوسنے نیک کام نہ کیے ہون اپنے ایمان مین عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ قَالَ یَوْمًا اَتَدْرُوْنَ اَیْنَ تَذْهَبُ هٰذِہِ الشَّمْسُ بِمِثْلِ مَعْنٰی حَدِیْثِ ابْنِ عُلَیَّۃَ ترجمہ
ابوذر سے دوسری روایت بہی ایسی ہی ہے جیسے اوپر گزری عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ وَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فَلَمَّا غَابَتِ الشَّمْسُ قَالَ یَا اَبَا ذَرٍّ هَلْ تَدْرِیْ اَیْنَ

تَذْهَبُ هٰذِهِ الشَّمْسُ قَالَ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّهَا تَذْهَبُ فَتَسْتَاْذِنُ فِي السُّجُوْدِ فَيُؤْذَنُ لَهَا وَكَاَنَّهَا قَدْ قِيْلَ لَهَا ارْجِعِيْ مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَطْلُعُ مِنْ مَغْرِبِهَا قَالَ ثُمَّ قَرَاَ فِيْ قِرَاءَةِ عَبْدِ اللّٰهِ وَذٰلِكَ مُسْتَقَرٌّ لَّهَا **ترجمہ** ابوذر سے روایت ہے میں مسجد میں گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے جب آفتاب ڈوب گیا تو آپ نے فرمایا اے ابوذر تو جانتا ہے یہ آفتاب کہاں جاتا ہے میں نے کہا اللہ اور اسکا رسول خوب جانتا ہے آپ نے فرمایا وہ جاتا ہے اور اجازت مانگتا ہے سجدہ کی پھر اوسکو اجازت ملتی ہے ایکبار اس سے کہا جاویگا لوٹ جا جہاں سے آیا ہے تو وہ نکل آوے گا پچھان کیطرف سے پھر عبداللہ کی قرات کے موافق یوں پڑھا وذلک مستقر لہا یعنے مقام ٹھہرنیکا ہے آفتاب کے **عَنْ** اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ جَلَّ وَعَلَا وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا قَالَ مُسْتَقَرُّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ **ترجمہ** ابوذر سے روایت ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اس آیت کو آفتاب چلا جا رہا ہے اپنے ٹھہرنے کی جگہ پر جانے کے لیے آپ نے فرمایا اوس کے ٹھہرنے کی جگہہ عرش کے تلے ہے **ف** یہ آفتاب کا چلا جانا ایک فضا میں جو بیجد وسیع ہے اور جسکی مقدار کو سوا خدا کے کوئی نہیں جانتا فلسفہ جدید کے موافق ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ آفتاب جو ہمارے نظام کا مرکز ہے مع اپنے سب سیاروں کے ایک حرکت تدریجی کر رہا ہے ایک نقطہ کیطرف جسکی بعد کو سوا اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا اور جب یہ حرکت ختم ہوگی تو ضرور ایک انقلاب عظیم اس نظام شمسی میں واقع ہوگا اور شاید وہی انقلاب لسان شرع میں قیامت سے تعبیر کیا گیا ہو واللہ اعلم

بَابُ بَدْءِ الْوَحْيِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اب اس بات کا بیان شروع ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی (اللہ کا پیام اوترنا) **عَنْ** عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ كَانَ اَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ فِي النَّوْمِ فَكَانَ لَا يَرٰى رُؤْيَا اِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ ثُمَّ حُبِّبَ اِلَيْهِ الْخَلَاءُ فَكَانَ يَخْلُوْ بِغَارِ حِرَاءٍ يَتَحَنَّثُ فِيْهِ وَهُوَ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِيَ اُولَاتِ الْعَدَدِ قَبْلَ اَنْ يَّرْجِعَ اِلٰى اَهْلِهٖ وَيَتَزَوَّدُ لِذٰلِكَ ثُمَّ يَرْجِعُ اِلٰى خَدِيْجَةَ فَيَتَزَوَّدُ لِمِثْلِهَا حَتّٰى فَجِئَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِيْ غَارِ حِرَاءٍ فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ اقْرَاْ قَالَ مَا اَنَا بِقَارِئٍ قَالَ فَاَخَذَنِيْ فَغَطَّنِيْ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدُ ثُمَّ اَرْسَلَنِيْ فَقَالَ اقْرَاْ فَقُلْتُ مَا اَنَا بِقَارِئٍ قَالَ فَاَخَذَنِيْ فَغَطَّنِي الثَّانِيَةَ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدُ ثُمَّ اَرْسَلَنِيْ فَقَالَ اقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ

[illegible]

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ
فَرَجَعَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْجُفُ بَوَادِرُهُ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى خَدِيْجَةَ فَقَالَ زَمِّلُوْنِیْ
زَمِّلُوْنِیْ فَزَمَّلُوْهُ حَتّٰى ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ ثُمَّ قَالَ لِخَدِيْجَةَ اَیْ خَدِيْجَةُ مَا لِیْ وَاَخْبَرَهَا
الْخَبَرَ قَالَ لَقَدْ خَشِيْتُ عَلٰى نَفْسِیْ قَالَتْ لَهُ خَدِيْجَةُ كَلَّا اَبْشِرْ فَوَاللّٰهِ لَا يُخْزِيْكَ اللّٰهُ اَبَدًا
وَاللّٰهِ اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَصْدُقُ الْحَدِيْثَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَقْرِی الضَّيْفَ
وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ فَانْطَلَقَتْ بِهِ خَدِيْجَةُ حَتّٰى اَتَتْ بِهِ وَرَقَةَ بْنَ نَوْفَلِ ابْنِ اَسَدِ ابْنِ
عَبْدِ الْعُزّٰى وَهُوَ ابْنُ عَمِّ خَدِيْجَةَ اَخِیْ اَبِيْهَا وَكَانَ امْرَاً تَنَصَّرَ فِی الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ يَكْتُبُ الْكِتَابَ
الْعَرَبِیَّ وَيَكْتُبُ مِنَ الْاِنْجِيْلِ بِالْعَرَبِيَّةِ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَكْتُبَ وَكَانَ شَيْخًا كَبِيْرًا قَدْ عَمِیَ فَقَالَتْ
لَهُ خَدِيْجَةُ اَیْ عَمِّ اسْمَعْ مِنِ ابْنِ اَخِيْكَ قَالَ وَرَقَةُ بْنُ نَوْفَلٍ يَا ابْنَ اَخِیْ مَاذَا تَرٰى فَاَخْبَرَهُ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَبَرَ مَا رَاٰى فَقَالَ لَهُ وَرَقَةُ هٰذَا النَّامُوْسُ الَّذِیْ اُنْزِلَ
عَلٰى مُوْسٰى يَا لَيْتَنِیْ فِيْهَا جَذَعًا يَا لَيْتَنِیْ اَكُوْنُ حَيًّا حِيْنَ يُخْرِجُكَ قَوْمُكَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَمُخْرِجِیَّ هُمْ قَالَ وَرَقَةُ نَعَمْ لَمْ يَاْتِ رَجُلٌ قَطُّ بِمَا جِئْتَ بِهِ اِلَّا عُوْدِیَ
وَاِنْ يُدْرِكْنِیْ يَوْمُكَ اَنْصُرْكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا ترجمہ ام المومنین عائشہ سے روایت ہے انہوں نے کہا پہلے
پہل جو وحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر شروع ہوئی وہ یہ تھی کہ آپ کا خواب سچا ہونے لگا تو آپ جب کوئی
خواب دیکھتے وہ صبح کی روشنی کی طرح نمودار ہوتا ف یعنی اس کی تعبیر جلد صاف اور کھل کر
قسم کا شبہ اس میں نہ رہتا علماء نے کہا ہے کہ یہ حالت چھ مہینے تک رہی نبوت سے پہلے۔ اس کے بعد یکایک حضرت جبرئیل
علیہ السلام آپ پاس تشریف لائے اور بھید اس میں یہ تھا کہ اگر دفعتہً پہلے ہی سے حضرت جبرئیل آپ پاس آجاتے
تو شاید آپ گھبرا جاتے اور بشریت کی وجہ سے ایک ہی بار نبوت کا بار اٹھا نہ سکتے۔ یہ حدیث صحابہ کی مراسیل میں
سے ہے کیونکہ حضرت عائشہ کی عمر اتنی نہ تھی کہ انہوں نے خود یہ قصہ دیکھا ہو تو بہتر یہ ہے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یا کسی صحابی سے سنا ہوگا اور مرسل صحابی کی باتفاق علماء حجت ہے اور نہیں خلاف کیا اس میں کسی نے
سوا ابو اسحاق اسفرائنی کے ف پھر آپ کو تنہائی کا شوق ہوا ف یعنی خلوت اور عزلت کا اور یہی
اصل ہے جو مدار ہے انسانی ترقیات کا اور وظیفہ ہے ہر ایک ولی اور نبی اور صالح اور حکیم اور فیلسوف کا کوئی شخص
دنیا میں اعلیٰ درجہ کا نہیں گزرا جس نے خلوت اور عزلت کو اختیار نہ کیا ہو اور ایک مدت تک تنہا رہ کر اور

مراقبہ نہ کیا ہو اور حسبکی یہ ہی کہ تنہائی مین فکر خوب ہوتا ہے کیونکہ دل خالی ہوتا ہے مشاغل سے تو
اسکو موقع ملتا ہے ایک مطلب کیطرف بخوبی متوجہ ہونیکا اور ہر ایک مبتدی کو حالت استغراق پیدا کرنیکے
لیے اول تنہائی ضرور ہے پہر جب قوت حاصل ہوجاتی ہے اور اسکا ملکہ ہوجاتا ہے تو تنہائی کی ضرورت
نہین رہتی وہ لوگون مین بیٹھکر بہی ایک ہی مطلب کیطرف اپنے دلکو پوری طرح لگا سکتا ہو اسیلیے بعد از
نبوت کے ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو تنہائی کی ضرورت نہ تہی ف آپ حرا کی غار مین اکیلے تشریف
رکہتے ف حری یا حرا بکسر حا کے حلی ایک پہاڑ ہے مکے سے تین میل پر جو شخص مکہ سے منا کو جاوے تو بائین
ہاتہہ پر پڑتا ہے اب وہان ایک قبہ بنا ہوا ہے اور اس پہاڑ کو جبل نور کہتے ہین ف وہان عبادت کیا
کرتے کئی کئی راتون تک اور گہر مین نہ آتے اپنا توشہ ساتہہ لیجاتے پہر حضرت ام المومنین خدیجہ پاس لوٹ
کر آتے وہ اور توشہ اوتنا ہی تیار کر دیتین یہانتک کہ ایک ہی ایکا آپ پر وحی اوتری (اور آپ کو وحی کی
توقع نہ تہی) آپ اسی حرا کی غار مین تہے کہ فرشتہ آپ پاس آیا اور اس نے کہا پڑہو آپ نے فرمایا مین پڑہا ہوا
نہین آپ نے فرمایا اس فرشتہ نے مجہے پکڑ کر دبوچا اتنا کہ وہ تہک گیا یا مین تہک گیا ف یعنی خوب
ہی دبوچا زور سے اور ظاہر یہی ہے کہ حضرت تہک گئے ہونگے کیونکہ فرشتون کو خداوند تعالی نے بہت طاقت
دی ہے اور وہ تہکتے نہین علمار نے اختلاف کیا ہے کہ یہ فرشتہ کون تہا اکثر یہ کہتے ہین کہ حضرت
جبرئیل علیہ السلام تہے کیونکہ وحی کا کام انہی کو ہے اور بعضون نے کہا اسرافیل تہے اور یہ جو حضرت نے
فرمایا مین پڑہا ہوا نہین اس سے یہ غرض ہے کہ مین نے کوئی کتاب نہین پڑہی یا مین اچہی طرح پڑہ نہین سکتا
کیونکہ امی ہونا دوسرے کے پڑہانے سے پڑہنے کا مانع نہین اور بعضون نے کہا کہ اس فرشتے نے ایک صحیفہ حریر
کا آپکے ہاتہہ مین دیا تہا جب آپ نے فرمایا ف پہر مجہے چہوڑ دیا اور کہا پڑہ مین نے کہا مین پڑہا ہوا نہین
اوسنے پہر مجہے پکڑا اور دبوچا یہانتک کہ تہک گیا پہر چہوڑ دیا اور کہا پڑہ مین نے کہا مین پڑہا نہین پہر
نے پہر مجہکو پکڑا اور دبوچا یہانتک کہ تہک گیا ف اس دبوچنے سے یہ مقصود تہا کہ نور ملکی آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم کے تمام جسم شریف مین سرایت کرے اور آپکا دل خوب متوجہ ہو اور اسیوجہ سے بار بار ایسا
کیا ف پہر چہوڑ دیا اور کہا اقرا باسم ربک الذی خلق آخیر تک یعنی پڑہ اپنے مالک کا نام لیکر جسنے تجہکو
پیدا کیا آدمی کو خون کی پہٹکی سے پڑہ اور تیرا مالک بڑی عزت والا ہے جس نے سکہلایا قلم سے سکہلا
آدمی کو وہ جو نہین جانتا تہا ف اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ سب سے پہلے جو سورت قرآن کی

اوتری وہ یہی سورت ہو اور یہی صحیح ہے اور اتفاق ہے اسپر جمہور سلف اور خلف کا اور بعضون نے کہا
کہ سب سے پہلے سورہ مدثر اوتری ہے پر وہ قول صحیح نہین ہے اور بعضون نے اس حدیث سے دلیل کی ہے
کہ بسم اللہ سورت کا جز نہین کیونکہ یہان بسم اللہ کو ذکر نہین کیا اوسکا جواب یہ ہو کہ شاید بسم اللہ بعد
کو اوتری ہو جیسے باقی سورت بعد اوتری (نووی) ف یہ سنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوٹے
اور آپکے مونڈہے اور گردن کے بیچ کا گوشت پھڑک رہا تہا (ڈر اور خوف سے چونکہ یہ وحی کا پہلا مرتبہ
تہا اور آپ کو عادت نہ تہی اسواسطے ہیبت چہا گئی) یہانتک کہ پہونچے حضرت خدیجہ کے پاس اور آپنے
فرمایا مجہے ڈہانپ دو ڈہانپ دو (کپڑون سے) انہون نے ڈہانپ دیا یہانتک کہ آپ کا ڈر جاتا رہا اس
وقت آپنے بی بی خدیجہ سے فرمایا اے خدیجہ مجہے کیا ہو گیا اور سب حال بیان کیا اور کہا مجہکو اپنی جان
کا ڈر ہے ف قاضی عیاض نے کہا یہ فرمانا آپ کا اسوجہ سے نہ تہا کہ آپ کو شک تہی اللہ کے پیغام
مین بلکہ آپ ڈرے کہ شاید اتنا بڑا بوجہ آپ سے اوٹھ نہ سکے اور جان نکل جاوے کیونکہ وحی کی سختی
سے بہت مشقت ہوتی ہے یا یہ خیال اسوقت تک ہو جبتک خواب مین نبوت کی بشارتین ہوئین
اور فرشتے کی آواز آپ نے سنی پر اوس سے ملاقات نہین کی تو آپ کو خوف ہوا شیطان کا جب
فرشتے سے ملاقات ہو گئی اوسوقت تو کسی طرح کا شک نہین رہ سکتا اور نہ شیطان کے غلبہ کا ڈر رہ سکتا
ہے۔ نووی نے کہا دوسری تاویل ضعیف ہو کیونکہ حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے یہ
فرشتے کی ملاقات کے بعد فرمایا ف خدیجہ نے کہا ہرگز نہین آپ خوش ہو جیے قسم اللہ کی اللہ
تعالی آپکو کبہی رسوا نہ کرے گا یا کبہی رنجیدہ نہ کرے گا آپ تو اللہ کی قسم ناتے کو جوڑتے ہین سچ
بولتے ہین بوجہ اوٹہاتے ہین (یعنے عیال اور اطفال و یتیم اور مسکین کے ساتہہ سلوک کرتے ہین انکا
بار اوٹہاتے ہین) اور نادار کے لیے کمائی کرتے ہو اور خاطر داری کرتے ہو مہمان کی اور سچی آفتون مین
(جیسے کوئی قرضدار ہو گیا یا مفلس ہو گیا یا اور کوئی تباہی آئی) مدد کرتے ہو لوگون کی ف سچی
آفتین کہین اسلیے کہ جو آفتین ناحق کی وجہ سے آوین جیسے کوئی فضول خرچی سے مفلس ہو جاوے یا ظلم
کرے اور بلا مین پہنس جاوے تو اوسکی مدد کرنا ضرور نہین سبحان اللہ بی بی ہو تو ایسے جیسے حضرت
خدیجہ کبری رضی اللہ عنہا تہین جو اپنے خاوند کو مصیبت کیوقت مین تسلی اور تشفی دیوے اور ہر ایک
معاملہ مین صلاح نیک دیوے۔ حضرت خدیجہ کی عقلمندی اور دانائی اور لیاقت اور استعداد کے ثبوت

کے لیے صرف یہی ایک حدیث کافی ہے مطلب اونکی گفتگو کا یہہ کہ آپکے اخلاق و عادات اور خصائل تو
نہایت عمدہ ہین جنکی وجہ سے خدا بھی آپسے خوش ہے اور خلق خدا بھی راضی ہے پہر آپ پر آفت آنا عقل
کے خلاف ہے۔ ظاہر ہے کہ ہماری شریعت مین اور نیز اگلی شریعتون مین جب غور اور خوض کرو تو معلوم
ہوتا ہے کہ گناہ دو قسم کے ہین ایک قسم تو وہ جو خلق سے تعلق نہین رکہتی صرف خدا سے تعلق رکہتے ہین جیسے کہ
شرک کرنا کفر کا اعتقاد رکہنا دوسرے وہ جو خلق سے تعلق رکہتے ہین جنکی وجہ سے خدا کی مخلوق کو تکلیف
ہوتی ہے رنج پہونچتا ہے تقریبًا اکثر گناہ بلکہ ساری اسی قسم کے ہین جیسے زنا اور چوری اور ظلم اور سود
خواری غیبت اور حسد اور نفاق بخیلی وغیرہ پہر جو شخص دونون قسم کے گناہون سے پرہیز کرتا ہو اور بعوض
اسکے وہ نیکیان کرتا ہو جن سے خدا خوش ہوتا ہے اور خدا کی مخلوق بہی خوش ہوتی ہو وہ کاہیکو مصیبت
مین پہنسیگا اوسکو تو روز بروز خوشی بڑہتی جاوے گی اور وہ ہمیشہ اپنے نیک اعمال کے اثر سے اور انکے
تصور سے پہولا ہوا مگن بنا رہے گا تو درحقیقت ہر ایک گناہ ایک رنج ہے جو انسان کی زندگی کو خراب کر دیتا
ہے اور عیش کو کرکرا اور تلخ بنا دیتا ہے اسی وجہ سے تمام شریعتون نے باتفاق گناہ سے منع کیا ہے مثلاً جو شخص بخیلی
کریگا اور اپنی جورو بچون ناتے والون دوستون کے حق اچہی طرح ادا نکریگا تو سب اوسکو دشمن
بنا دینگے اور جہانتک ہوسکیگا اوسکے جان اور مال کو نقصان پہونچا دینگے جو شخص حسد کریگا وہ اپنے
ہاتہہ سے اپنے تئین نقصان پہونچا دیگا جو ظلم کریگا لوگ اوسکے دشمن ہوکر اوس سے بدلا لینگے اسی طرح سارے
گناہون کا حال ہے کہ انجام اون کا اندوہ اور رنج ہے پہر جو شخص گناہ کو لذت سمجھ کر کر بیٹہتا ہے وہ انجام مین
اور باریک بین نہین ہے اگر وہ خوب فکر کرتا تو اوسکو یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ یہ گہڑی بہر کی لذت اوس
بے انتہا تکلیف کے سامنے جو آگے آنیوالی ہے کچہ حقیقت نہین رکہتی زنا کے وقت جو ایک آدہ لحظہ لذت
ہوتی ہے اوسکی کیا بساط ہے معاذ اللہ ان آفتون کے سامنے جو زنا کرنیوالے کو آگے چلکر پیش آتی ہین کوئی
شریف آدمی اوسکے آنیکا اپنے گہر مین روادار نہین ہوتا کوئی اوسکے ہمسایہ رہنے کو پسند نہین کرتا جس سے
زنا کی اوس عورت کا اگر شوہر ہے تو وہ اسکے خون کا پیاسا بن جاتا ہے اور جب موقع پاتا ہے اوسکو قتل کرتا ہے
اور جو شوہر نہین تو اسکے اور عزیز و اقارب ناتے رشتے والے دشمن ہوتے ہین اسکے مارنے کی فکر مین رہتے
ہین اور اگر فرض کرین کہ وہ عورت خود زانیہ ہو اور اسکے ناتے رشتے والے ہی نہ ہون یا ہون پر برا نہ مانین تب
بہی یہ نقصان ہے کہ اس شخص کو زنا کی عادت پڑ جاتی ہے پہر ہر ایک عورت سے اس فعل کے کرنے پر مستعد رہتا

ہے اور نقصان پاتا ہے دوسرے اسکی بی بی اور بی بی کے عزیز واقارب اوسکو دشمن بنجاتے ہین اور اکثر ایسے
بدکردار خاوند اپنی بی بی کے ہاتھون جان دیتے ہین اور اگر یہ بھی نہو تو زانیہ عورتون کے ساتھہ برا کام کرنے
سے انسان کو طرح طرح کی بیماریان جیسے آتشک سوزاک جذام وغیرہ امراض خبیثہ لاحق ہوتے ہین جنکا اثر
کئی پشت تک اولاد مین بھی چلا جاتا ہے اور جسکو یہ بیماریان لاحق ہوتی ہین اوسکی تو زندگی سے موت بہتر
معلوم ہوتی ہے معاذ اللہ ایک آن کے مزے جو حلال طور سے بھی ممکن ہے ساری عمر کے لیے ایسی سخت تکلیف
اوٹھانا عاقل کا کام نہین آب اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ گناہ سے بچنے کا فائدہ صرف دنیا کی زندگی ہی مین ہے
نہین بلکہ آخرت کے فائدے اس کے سوا ہین اور جو بیان اوپر ہم نے کیا اوس سے یہ غرض ہے کہ بعض لوگ جو
کو پوری سمجھ نہین وہ خیال کرتے ہین کہ گناہون سے بچنا دنیا مین کوئی مفید نہین بلکہ اوسمین صرف آخرت
ہی کا فائدہ ہے حالانکہ یہ خیال نری حماقت اور سفاہت کا خیال ہے شریعت اور مذہب پر چلنا اور بری
باتون سے بچنا اور نیک کامون کو کرنا دنیا اور آخرت دونون کو درست کرتا ہے اور جیسے مذہب اور شریعت
پر چلنے سے انسان آخرت کی عذابون سے بچیگا ویسے ہی دنیا کی آفتون اور رنجون سے بھی محفوظ رہیگا
اگر کوئی یہ کہے کہ دنیا مین اچھے آدمیون پر بڑی بڑی مصیبتین اور تکلیفین ہوتی ہین اور بہت سے بد
کارون نے ساری عمر چین اوڑایا ہے تو اوسکا جواب یہ ہے کہ یہ چین اور مصیبت ظاہر بینون کی نظر مین
ہے درحقیقت بدکارون کو کوئی چین نہین اور نیکون کو کوئی رنج نہین نیک شخص پر کیسی ہی آفت آوے پر
اوسکا دل اپنی بے قصوری اور پاکی کا تصور کرکے خوش ہے اور انجام اوس آفت کا راحت ہے اور بدکار کا دل
وقت قلق مین ہے کیسے ہی عیش کے سامان اسکو پاتے ہون پر جب دل مین اطمینان اور سکون نہین گناہون
کی فکر سوا خدا کا خوف لگا ہوا ہے تو یہ سامان سب ہیچ ہے هٰذَا مَا أَلْهَمَنِي رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ (ت)
پھر خدیجہ آپ کو ورقہ بن نوفل پاس لے گئین اور وہ خدیجہ کے چچازاد بھائی تھے (کیونکہ ورقہ نوفل کے بیٹے تھے
اور نوفل اسد کے اور خدیجہ خویلد کی بیٹی تھین اور خویلد اسد کے بیٹے تھے تو ورقہ اور خدیجہ کے باپ بھائی بھائی
تھے) اور جاہلیت کے زمانے مین وہ نصرانی ہو گئے تھے اور عربی لکھنا جانتے تھے تو انجیل کو عربی مین لکھتے تھے
جتنا اللہ کو منظور تھا ف صحیح بخاری مین ہے کہ عبرانی لکھنا جانتے تھے اور انجیل کو عبرانی مین لکھتے تھے
نووی نے کہا دونون صحیح ہین اور حاصل یہ ہے کہ وہ نصاری کے دین سے خوب واقف تھے اور انجیل کو خوب سمجھتے
تھے کبھی اوسکو عبرانی مین لکھتے تھے کبھی عربی مین ف اور بہت بوڑھے تھے اونکی بینائی جاتی رہی تھی

(بڑہاپے کی وجہ سی) خدیجہ نے اون سے کہا ای چچا (وہ چچا چاکے بیٹے تہے پر بزرگی کے لیے انکو چچا کہا اور ایک روایت مین چچاکے بیٹے ہین) اپنے بہتیجے کی سنو ورقہ نے کہا ای بہتیجے میرے تم کیا دیکہتے ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچہ کیفیت دیکہی تہی سب بیان کی ورقہ نے کہا یہ تو وہ ناموس ہے جو حضرت موسٰی علیہ السلام پر اوترا تہا **ف** ناموس سے مراد جبریل علیہ السلام ہین اور اصل معنی ناموس کے بہلی بات چہپانیوالا جیسے جاسوس بری بات چہپانیوالا جبریئل کو ناموس اسلیے کہتے ہین کہ وہ اللہ تعالی کے راز کو یعنے وحی کو بندون تک پہونچاتے ہین **ت** کاش مین اوس زمانے مین جوان ہوتا کاش مین زندہ رہتا اوس وقت تک جب تمہاری قوم تمکو نکالدیگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا وہ مجہے نکالدینگے ورقہ نے کہا ہان جب کوئی شخص دنیا مین وہ لیکر آیا جسکو تم لائے ہو (یعنے شریعت اور دین) تو لوگ اس کے دشمن ہو گئے اور جو مین اوس دن کو پاؤنگا تو اچہی طرح تمہاری مدد کرونگا **ف** پر افسوس ورقہ کی زندگی نے وفا نہ کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہر والون نے سچ نکالدیا جیسے ورقہ نے کہا تہا عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ اَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ يُوْنُسَ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ فَوَاللّٰهِ لَا يُحْزِنُكَ اللّٰهُ اَبَدًا وَقَالَ فَقَالَتْ خَدِيْجَةُ اَيِ ابْنَ عَمِّ اسْمَعْ مِنِ ابْنِ اَخِيْكَ **ترجمہ** ام المومنین عائشہ سے دوسری روایت بہی ایسی ہی ہے اسمین اتنا فرق ہے کہ خدیجہ نے کہا قسم اللہ کی اللہ تمکو کبہی رنجیدہ نہ کریگا (اور اگلی روایت مین یون تہا رسوا نہ کریگا) اور خدیجہ نے ورقہ سے کہا ای چچا کے بیٹے سن اپنے بہتیجے کی بات (اور اگلی روایت مین یون تہا اے چچا سن اپنے بہتیجے کی بات) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ يَقُوْلُ عَائِشَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجَعَ اِلٰى خَدِيْجَةَ يَرْجُفُ فُؤَادُهٗ وَاقْتَصَّ الْحَدِيْثَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ يُوْنُسَ وَمَعْمَرٍ وَلَمْ يَذْكُرْ اَوَّلَ حَدِيْثِهِمَا مِنْ قَوْلِهٖ اَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ وَتَابَعَ يُوْنُسَ عَلٰى قَوْلِهٖ فَوَاللّٰهِ لَا يُخْزِيْكَ اللّٰهُ اَبَدًا وَذَكَرَ قَوْلَ خَدِيْجَةَ اَيِ ابْنَ عَمِّ اسْمَعْ مِنِ ابْنِ اَخِيْكَ **ترجمہ** اس روایت مین یون ہے کہ آپ لوٹے خدیجہ کیطرف اور آپکا دل کانپ رہا تہا اور اس مین یہ ذکر نہین کہ سب سے پہلے جو وحی آپ پر شروع ہوئی وہ سچا خواب تہا اور پہلی روایت کی طرح اس مین یہ ہے کہ قسم ہے اللہ کی اللہ آپ کو کبہی رسوا نہ کریگا اور خدیجہ نے ورقہ سے کہا کہ ای چچا کی بیٹے سن اپنے بہتیجے کی عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيِّ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُحَدِّثُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ن قالت

ف بوادره فا

وَهُوَ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ قَالَ فِي حَدِيثِهِ فَبَيْنَا أَنَا أَمْشِي سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ
رَأْسِي فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِي جَاءَنِي بِحِرَاءٍ جَالِسًا عَلَى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجُئِثْتُ مِنْهُ فَرَقًا فَرَجَعْتُ فَقُلْتُ زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي فَدَثَّرُونِي فَأَنْزَلَ
اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ وَهِيَ
الْأَوْثَانُ قَالَ ثُمَّ تَتَابَعَ الْوَحْيُ ترجمہ جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت ہے اور وہ صحابہ میں تھے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ ذکر کرتے تھے وحی موقوف ہوجانیکا ایک
بار میں جا رہا تھا میں نے آسمان سے آواز سنی تو میں نے سر اٹھایا دیکھا تو وہی فرشتہ جو حرا میں میرے پاس آیا
تھا ایک کرسی پر بیٹھا ہے آسمان اور زمین کے بیچ میں یہ دیکھکر میں کھم گیا ڈر کے مارے اور لوٹ کر گھر میں
آیا میں نے کہا مجھے کپڑا اوڑھا دو کپڑا اڑھا دو انہوں نے کپڑا اوڑھا دیا تب اللہ تعالی نے یہ سورت اتاری
یا ایہا المدثر اخیر تک یعنی اے کپڑا اوڑھنے والے اوٹھہ اور ڈرا لوگوں کو اور اپنے مالک کی بڑائی کر اور اپنے
کپڑوں کو پاک کر اور پلیدی کو چھوڑدے پلیدی سے مراد بت ہیں پھر وحی برابر آنے لگی **ف** سب سے پہلے
آپ پر وہ آیتیں اتریں جو اوپر کی حدیث میں بیان ہوئیں یعنی اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ
اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ بعد اسکے ایک مدت تک جسکی تعیین میں اختلاف ہے وحی
موقوف رہی پھر یہ آیتیں اوتریں سورہ مدثر کے شروع کی بعد اسکی وحی کا تار بندہ گیا اور برابر آنے لگی نووی
نے کہا جو بعض لوگ کہتے ہیں سب سے پہلے سورہ مدثر اوتری یہ ضعیف بلکہ باطل ہے اسی طرح جو لوگ کہتے
ہیں سب سے پہلے سورہ فاتحہ اوتری عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ يَقُولُ ثُمَّ فَتَرَ الْوَحْيُ عَنِّي فَتْرَةً فَبَيْنَا أَنَا أَمْشِي ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ يُونُسَ غَيْرَ
أَنَّهُ قَالَ فَجُئِثْتُ مِنْهُ فَرَقًا حَتَّى هَوَيْتُ إِلَى الْأَرْضِ قَالَ وَقَالَ أَبُو سَلَمَةَ وَالرُّجْزُ الْأَوْثَانُ
قَالَ ثُمَّ حَمِيَ الْوَحْيُ بَعْدُ وَتَتَابَعَ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا اس میں یہ ہے کہ میں ڈر کے مارے سہم گیا یہاں تک
کہ زمین پر گر پڑا اور ابو سلمہ نے کہا کہ پلیدی سے مراد بت ہیں پھر وحی برابر آنے لگی اور تار لگ گیا۔
عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ يُونُسَ وَقَالَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَا أَيُّهَا
الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ إِلَى وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ قَبْلَ أَنْ تُفْرَضَ الصَّلَاةُ وَهِيَ الْأَوْثَانُ
قَالَ فَجُئِثْتُ مِنْهُ كَمَا قَالَ عُقَيْلٌ ترجمہ وہی جو اوپر گزرا اس میں اتنا زیادہ ہے کہ اسوقت نماز فرض

نہین ہوئی تہی عن یحیی یقول سالت ای القرآن انزل قبل قال یا ایھا المدثر

فقلت او اقرا فقال سالت جابر بن عبد اللہ ای القرآن انزل قبل قال یا ایھا المدثر

فقلت او اقرا قال جابر احدثکم ما حدثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال

جاورت بحراء شہرا فلما قضیت جواری نزلت فاستبطنت بطن الوادی فنودیت

فنظرت امامی وخلفی وعن یمینی وعن شمالی فلم ار احدا ثم نودیت فنظرت فلم ار

احدا ثم نودیت فرفعت راسی فاذا ھو علی العرش فی الھواء یعنی جبریل فاخذتنی

رجفۃ شدیدۃ فاتیت خدیجۃ فقلت دثرونی فدثرونی فصبوا علی ماء فانزل اللہ

تعالی یا ایھا المدثر قم فانذر وربک فکبر وثیابک فطھر ترجمہ یحیی سے روایت ہے مین نے ابو سلمہ سے پوچھا سب سے پہلے قرآن مین سے کیا اترا انہون نے کہا یا ایھا المدثر مین نے کہا یا اقرا انہون نے کہا مین نے جابر بن عبد اللہ سے پوچھا قرآن مین سے پہلے کیا اترا انہون نے کہا یا ایھا المدثر مین نے کہا یا اقرا جابر نے کہا مین تم سے وہ حدیث بیان کرتا ہون جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیان کی تہی آپ نے فرمایا مین حرا مین ایک مہینے تک رہا جب میری مدت منت کی پوری ہو گئی تو مین اترا اور وادی کے اندر چلا کسی نے مجہے آواز دی مین نے سامنے اور پیچہے اور داہنے اور بائین دیکہا کوئی نظر نہ آیا پہر کسی نے مجہے آواز دی مین نے دیکہا کسی کو نہ پایا پہر کسی نے مجہے آواز دی تو مین نے سر اوپر اٹہایا دیکہا تو وہ ہوا مین ایک تخت پر مین یعنے جبرئیل علیہ السلام مجہے یہ دیکہکر لرزہ چڑہ آیا سخت (ہیبت کے مارے) تب مین خدیجہ پاس آیا اور مین نے کہا مجہے کپڑا اوڑہا دو کپڑا اوڑہا دو انہون نے کپڑا اوڑہایا اور پانی میرے اوپر ڈالا (ہیبت دور کرنے کے لیے) تب اللہ تعالی نے یہ آیتین اتارین یا ایھا المدثر قم فانذر وربک فکبر وثیابک فطھر (انکا ترجمہ اوپر گزرا) عن یحیی بن ابی کثیر بھذا الاسناد وقال فاذا ھو جالس علی عرش بین السماء والارض ترجمہ یحیی بن ابی کثیر سے اسی اسناد سے روایت ہے ترجمہ وہی جو اوپر گزرا اسمین یہ ہے کہ وہ ایک تخت پر تہے زمین اور آسمان کے بیچ مین

باب الاسراء برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی السموات وفرض الصلوات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آسمانون پر تشریف لیجانا (یعنی معراج) اور نمازون کا فرض ہونا ف نووی نے کہا یہ بہت بڑا باب ہے اور مین اسکا بیان مختصر مختصر مطالب انکے اپنے موقع پر بیان کرونگا اور قاضی عیاض نے معراج کے بارہ مین چند فقرے بہت عمدہ لکہے ہین انہون

ح ابا سلمۃ

نفقال

نے کہا لوگون نے اختلاف کیا ہے کہ یہ معراج کسی حالت مین تہا تو بعضون نے کہا کہ یہ سب خواب تہا اور جو حق ہے اور اکثر سلف اور متاخرین نے اوسکو اختیار کیا ہے فقہا اور محدثین اور متکلمین مین سے وہ یہ ہی کہ معراج بیداری کی حالت مین تہا اور آپ اپنے جسم کے ساتہہ تشریف لے گئے تہے اور حدیثین اس امر پر دلالت کرتی ہین اور ظاہر سے عدول کرنے کے لیے کوئی وجہ نہین اور نہ یہ محال ہے تاکہ تاویل کی احتیاج ہو اور شریک نے معراج کی روایت مین کئی جگہہ وہم کیا ہے جنپر انکار کیا ہے علمار نے اور امام مسلم نے اسپر تنبیہ کی ہی اور کہا کہ شریک نے اس روایت مین تقدیم اور تاخیر اور کمی اور بیشی کی ہی ایک ان مین سے یہ ہی کہ وہ معراج کو نبوت سے پہلے نقل کرتا ہے حالانکہ یہ غلط ہے معراج کم سے کم نبوت کے پندرہ مہینے کے بعد واقع ہوا اور حربی نے کہا معراج ستائیسوین شب کو ربیع الثانی مین ہجرت سے ایک سال پہلے ہوا اور زہری نے کہا معراج نبوت کے پانچ برس بعد ہوا اور ابن اسحاق نے کہا معراج اوسوقت ہوا جب اسلام مکہ مین پہیل گیا تہا اور عرب کے قبیلون مین اور ان سب قولون مین زہری اور ابن اسحاق کا قول زیادہ ٹہیک ہے اس لیے کہ سب نے باتفاق کہا ہے کہ حضرت خدیجہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ نماز پڑہی نماز فرض ہونے کے بعد اور اسمین اختلاف نہین کہ حضرت خدیجہ ہجرت سے تین سال پہلے گذر گئین اور بعضون نے کہا پانچ سال پہلے دوسرے یہ کہ علمار نے اتفاق کیا ہے اس امر پر کہ نماز معراج کی رات کو فرض ہوئی پہر معراج نبوت سے پہلے کیونکر ہو سکتا ہے اور یہ جو شریک کی روایت مین ہی آپ سوتے تہے اور دوسری روایت مین ہی کہ مین سونے اور جاگنے کے بیچ مین تہا خانہ کعبہ پاس تو اس سے یہ بات ثابت نہین ہوتی کہ معراج خواب مین تہا کیونکہ یہ حالت اوسوقت کی ہے جب آپ پاس فرشتہ آیا اور حدیث مین اسکا کہان ذکر ہے کہ سارا قصہ خواب مین گزرا تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا نووی نے کہا شریک کے سوا معراج کی حدیثکو اور حافظون اور عالمون نے روایت کیا ہی جیسے ابن شہاب اور ثابت بنانی اور قتادہ نے انس سے اور انہون نے شریک کی باتین بیان نہین کین اور شریک اہل حدیث کے نزدیک حافظ نہین تہے مترجم کہتا ہی کہ جن لوگون نے معراج کا حالت بیداری مین جسم کے ساتہہ انکار کیا ہے اونکا انکار دو وجہ سے ہے ایک تو یہ کہ اسقدر تیز حرکت قیاس مین نہین آتی کہ لاکہون کروڑون برس کا فاصلہ ایک جسم تہوڑے زمانے مین طے کرے اور پہر اسکے اجزا مین اتصال قائم رہے دوسری یہ کہ آسمان مثل پیاز کے چہلکون کے ایک پرت دوسرے پرت سے ملے ہوئی ہین اور وہ پہٹنے اور جڑنے کے قابل نہین ہین دوسرا شبہ تو صرف لطیفوں

کی تقلید سی پیدا ہو گیا تھا کیونکہ اونہوں نے نو آسمان ٹھوس اور سخت ایک سے ایک ملے ہوئے نکالے اور یہی کل نکالا
ہوا انتظام مسلمانون نے عربی زبان مین نقل کیا اور وہی مسلمانون مین شائع ہوا حالانکہ خود حکما ہی نے اس نظام
کو باطل کر دیا اور آسمانون کا جسم ایسا سخت کہ جس مین کوئی چیز پہر نہ سکے غلط ہوا اور ثابت ہوا یہ امر کہ
ہزارہا تارے اور اجسام ان آسمانون مین جو فضا کی طرح معلوم ہوتا ہے پہرا کرتے ہین اور اگر یہ امر مان لیا
جاوے کہ آسمان ٹھوس اور سخت اجسام ہین تو یہ کہان سی معلوم ہوا کہ اون مین دروازے اور رستے
نہین ہین اور جو یہ بھی فرض کیا جاوے تو یہ کہان سی ثابت ہوا کہ وہ پھٹنے اور جڑنے کے لائق نہین ہین
جو دلیل اگلے حکما نے آسمانون کے نہ پھٹنے پر قائم کی ہے وہ کئی جگہہ سی مخدوش ہے اور اسکے مقدمات
ممنوع ہین اب رہا پہلا امر تو اوسکا جواب یہ ہے کہ صرف قیاس مین نہ آنے سی کوئی امر محال نہین ہو سکتا
خود زمین کی حرکت کو دیکہو اٹہارہ ہزار میل ایک گھنٹے مین طے کرتی ہے یعنی توپ کے گولے سی ایک
سو بیس گنا جلد جا رہی ہے پر نہ زمین کے اجزا مین تفرق ہوتا ہے اور نہ ہمکو کسی قسم کی پریشانی ایسی
تیز حرکت سی حاصل ہوتی ہے اور جن لوگون کے نزدیک آفتاب متحرک ہے اور زمین ساکن ہے تو
آفتاب کا زمین سی دس کروڑ میل کے فاصلہ پر ہونے سی اوسکا مدار ساٹہہ کروڑ میل کا ہوا اور ساٹہہ کو ہم
تقسیم کرو تو ہر ایک ساعت مین اڑہائی کروڑ میل آفتاب کی حرکت ہوئی حالانکہ اسقدر تیز حرکت سی بہی
نہ آفتاب کا جرم پھٹتا ہے نہ اوس کے اجزا مین تفرق ہوتا ہے اب اس سی بہی زیادہ تیز حرکت کو دیکہو
روشنی جو آفتاب سی ہم تک آ پہونچتی ہے اوسکی حرکت ایک دقیقہ یعنی منٹ مین ایک کروڑ بیس لاکہہ میل ہے اگر
کوئی کہے کہ روشنی ایک عرض ہے جو دوسرے جسم سے قائم ہے اور کلام جواہر کی حرکات مین ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ
خیال ہی غلط ہے کہ روشنی عرض ہے بلکہ روشنی ایک جسم ہے جو چہوٹے چہوٹے اجزا سے مرکب ہے اور وہ اجزا
نہایت تیزی کے ساتھ روشن جسم سی سب طرف پہینکے جاتے ہین پہر جب حرکت کی تیزی کی کوئی انتہا
نہ نکلی اور نہ جسم کی سختی کی اس صورت مین خداوند کریم قادر مطلق کی قدرت کاملہ سی کچہ بعید نہین ہے کہ وہ
ایک جسم کو جتنی چاہے تیز روی عنایت فرماوے گو ہماری قیاس اور عادت سی بعید ہو ابوجہل نے اپنی ہی قیاس
سے معراج کو بعید سمجہ کر اوسکا انکار کیا اور حضرت صدیق رضہ نے عقل سلیم سے کام لیا اور معراج کی تصدیق
کی وَذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ قَالَ اُتِیْتُ بِالْبُرَاقِ وَھُوَ دَآبَّةٌ اَبْیَضُ طَوِیْلٌ فَوْقَ الْحِمَارِ وَدُوْنَ الْبَغْلِ یَضَعُ حَافِرَہٗ عِنْدَ

منتهى طرفه قال فركبته حتى اتيت بيت المقدس قال فربطته بالحلقة التي يربط بها
الانبياء قال ثم دخلت المسجد فصليت فيه ركعتين ثم خرجت فجاءني جبريل عليه
السلام باناء من خمر واناء من لبن فاخترت اللبن فقال جبريل اخترت الفطرة قال ثم
عرج بنا الى السماء فاستفتح جبريل عليه السلام فقيل من انت قال جبريل قيل ومن معك
قال محمد صلى الله عليه وسلم قيل وقد بعث اليه قال قد بعث اليه قال ففتح لنا فاذا
انا بادم صلى الله عليه وسلم فرحب بي ودعا لي بخير ثم عرج بنا الى السماء الثانية فاستفتح
جبريل عليه السلام فقيل من انت قال جبريل قيل ومن معك قال محمد صلى الله عليه و
سلم قيل وقد بعث اليه قال ففتح لنا فاذا انا بابني الخالة عيسى ابن مريم ويحيى بن زكريا قال قد بعث اليه
صلوات الله وسلامه عليهما فرحبا ودعوا لي بخير ثم عرج بنا الى السماء الثالثة فاستفتح جبريل
عليه السلام فقيل من انت قال جبريل قيل ومن معك قال محمد صلى الله عليه وسلم قيل
وقد بعث اليه قال قد بعث اليه ففتح لنا فاذا انا بيوسف صلى الله عليه وسلم واذا هو قد
اعطي شطر الحسن قال فرحب بي ودعا لي بخير ثم عرج بنا الى السماء الرابعة فاستفتح جبريل عليه
السلام فقيل من هذا قال جبريل قيل ومن معك قال محمد صلى الله عليه وسلم قال وقد
بعث اليه قال قد بعث اليه ففتح لنا فاذا انا بادريس عليه السلام فرحب بي ودعا لي بخير قال صلى الله عليه وسلم
الله عز وجل ورفعناه مكانا عليا ثم عرج بنا الى السماء الخامسة فاستفتح جبريل عليه السلام
قيل من هذا قال جبريل قيل ومن معك قال محمد صلى الله عليه وسلم قيل وقد بعث اليه
قال قد بعث قال ففتح لنا فاذا انا بهرون عليه السلام فرحب بي ودعا لي بخير ثم عرج بنا الى
السماء السادسة فاستفتح جبريل عليه السلام قيل من هذا قال جبريل قيل ومن معك قال
محمد صلى الله عليه وسلم قيل وقد بعث اليه قال قد بعث اليه ففتح لنا فاذا انا بموسى عليه
السلام فرحب ودعا لي بخير ثم عرج بنا الى السماء السابعة فاستفتح جبريل عليه السلام فقيل
من هذا قال جبريل قيل ومن معك قال محمد صلى الله عليه وسلم قيل وقد بعث اليه
قال قد بعث اليه ففتح لنا فاذا انا بابراهيم عليه السلام مسندا ظهره الى البيت المعمور واذا
هو يدخله كل يوم سبعون الف ملك لا يعودون اليه ثم ذهب بي الى السدرة المنتهى واذا

صلى الله عليه وسلم — قيل — فاذا

وَإِذَا وَرَقُهَا كَآذَانِ الْفِيَلَةِ وَإِذَا ثَمَرُهَا كَالْقِلَالِ قَالَ فَلَمَّا غَشِيَهَا مِنْ أَمْرِ اللّٰهِ مَا غَشِيَ تَغَيَّرَتْ
فَمَا أَحَدٌ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ يَسْتَطِيعُ أَنْ يَنْعَتَهَا مِنْ حُسْنِهَا فَأَوْحَى إِلَيَّ مَا أَوْحَى فَفَرَضَ عَلَيَّ خَمْسِينَ صَلَاةً
فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ فَنَزَلْتُ إِلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ مَا فَرَضَ رَبُّكَ عَلَى أُمَّتِكَ قُلْتُ خَمْسِينَ صَلَاةً
فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ قَالَ ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا يُطِيقُونَ ذٰلِكَ فَإِنِّي قَدْ بَلَوْتُ بَنِي
إِسْرَائِيلَ وَخَبَرْتُهُمْ قَالَ فَرَجَعْتُ إِلَى رَبِّي فَقُلْتُ يَا رَبِّ خَفِّفْ عَلَى أُمَّتِي فَحَطَّ عَنِّي خَمْسًا فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى
فَقُلْتُ حَطَّ عَنِّي خَمْسًا قَالَ إِنَّ أُمَّتَكَ لَا يُطِيقُونَ ذٰلِكَ فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ قَالَ فَلَمْ أَزَلْ
أَرْجِعُ بَيْنَ رَبِّي تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَبَيْنَ مُوسَى حَتَّى قَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّهُنَّ خَمْسُ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ
لِكُلِّ صَلَاةٍ عَشْرٌ فَذٰلِكَ خَمْسُونَ صَلَاةً وَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةً فَإِنْ
عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهُ عَشْرًا وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ تُكْتَبْ شَيْئًا فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ
سَيِّئَةً وَاحِدَةً قَالَ فَنَزَلْتُ حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلَى مُوسَى فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ
التَّخْفِيفَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ قَدْ رَجَعْتُ إِلَى رَبِّي حَتَّى اسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے سامنے براق لایا گیا **ف** براق بضم با اوس جانور کا نام ہے جسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات کو سوار ہوئے تھے زبیدی اور صاحب تحریر نے کہا کہ براق وہ جانور ہی جسپر تمام پیغمبرون نے سواری کی ہر اور پیغمبرون کا سواری کرنا اسپر دلیل چاہتا ہے ابن درید نے کہا براق برق سے نکلا ہے برق کہتے ہین بجلی کو اوس جانور کا نام براق ہوا اسلیے کہ اس کی چال بجلی کیطرح تیز تھی اور بعضون نے کہا اسلیے کہ وہ بجلی کیطرح صاف اور ستھرا اور چمکدار تھا اور بعضون نے کہا اسلیے کہ وہ سفید تھا قاضی عیاض نے کہا احتمال ہی کہ اس جانور مین دو رنگ ہون کیونکہ برقا اوس بکری کو کہتے ہین جسکی سفیدی مین سیاہ دھاریان ہون اور حدیث مین جو موجود ہے کہ وہ جانور سفید رنگ تھا تو برقا بھی سفید مین داخل ہے (نووی) **ف** اور وہ ایک جانور ہے سفید رنگ کا لنبا گدھے سے اونچا اور خچر سے چھوٹا اپنے سم وہان رکھتا ہے جہانتک اوسکی نگاہ پہونچتی ہے (تو ایک لمحہ مین آسمان تک جا سکتا ہی) مین اوسپر سوار ہوا اور بیت المقدس تک آیا **ف** مقدس یا مقدّس دونون صحیح ہین اور مشہور معنی اس کے یہ ہین پاکی کا گھر کیونکہ وہان انسان گناہون سے پاک ہوتا ہے یا وہ مکان خود پاک ہی بتون کی نجاست سے **ف** وہان اس جانور کو حلقہ سے باندھ دیا جس سے اور پیغمبر اپنے اپنے جانورونکو باندھا کرتے تھے (یہ حلقہ مسجد

کے دروازے پر ہے اور باندہ دینے سے یہ معلوم ہوا کہ انسان کو اپنی چیزون کی احتیاط اور حفاظت ضرور ہے
اور یہ توکل کے خلاف نہین) پہر مین مسجد کے اندر گیا اور دو رکعتین نماز کی پڑہین بعد اوسکے باہر نکلا تو حضرت
جبرئیل علیہ السلام دو برتن لیکر آئے ایک مین شراب تہا اور ایک مین دودہ مین نے دودہ پسند کیا حضرت جبرئیل نے
کہا تم نے فطرت کو اختیار کیا **ف** نووی نے کہا اس روایت مین اختصار ہے اور مراد یہ ہے کہ جبرئیل علیہ السلام
نے آپ کو اختیار دیا کہ ان دونون برتنون مین سے جسکو چاہین اختیار کرین آپ نے دودہ پسند کیا جیسے دوسری
روایت مین ابوہریرہ کے صاف موجود ہے کہ آپکو الہام ہوا دودہ کے اختیار کرنیکا اور فطرت سے مراد اسلام اور
استقامت ہے اور مطلب یہ ہے کہ تمنے اسلام کی علامت کو اور اسپر استقامت کو اختیار کیا اور دودہ اسلام کی
علامت اسوجہ سے ہوا کہ وہ پاکیزہ خوشگوار نیک انجام ہے اور شراب تو سب ناپاکیون کی جڑ ہے اور حال اور مآل
دونون مین برائیان پیدا کرنے والا ہے انتہے مترجم کہتا ہے کہ ممکن ہے کہ فطرت سے مراد یہان لغوی معنی فطرت کا ہو
یعنے پیدایش اور آفرینش اور مقصود یہ ہو کہ دودہ فطری غذا ہے انسان کی جب آدمی پیدا ہوتا ہے تو اوسکی پرورش
بغیر دودہ کے مشکل ہے اور دودہ وہ غذا ہے جو نہایت مقوی سریع الہضم اعضا کو بڑہانے والا جسم کو پرورش کرنے
والا ہے اور اسمین غذائیت اور مائیت دونون موجود ہین اور وہ فطری ہے یعنی پیدایشی ہے خداوند کریم نے اسکو
بنایا انسان کی صنعت کو اس مین دخل نہین برخلاف شراب کے کہ نہ اس مین غذائیت ہے جو انسان کے جسم کی
پرورش کے لیے کافی ہو نہ وہ فطری ہے بلکہ انسان کی ترکیب اور صنعت سے تیار ہوا ہے اور جسقدر منفعت اس
سے حاصل ہوتی ہے اوس سے زیادہ ضرر اور نقصان پیدا ہوتا ہے **ف** پہر جبرئیل ہمارے ساتہہ آسمان پر چڑہے
(جب وہان پہونچے) تو فرشتون سے کہا دروازہ کہولنے کے لیے انہون نے پوچہا کون ہے جبرئیل نے کہا جبرئیل
ہے انہون نے کہا تمہارے ساتہہ دوسرا کون ہے جبرئیل نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین فرشتون نے پوچہا
کیا وہ بلائے گئے تہے جبرئیل نے کہا ہان بلائے گئے ہین **ف** نووی نے کہا یہان سے کئی باتین معلوم ہوئین
ایک یہ کہ جب مکان والا اندر سے پوچہے کون ہے تو اوسکے جواب مین اپنا نام بیان کرے نہ یہ کہ مین کہے کیونکہ
اسکی ممانعت آئی ہے اور مین کہنا بے فائدہ ہے دوسرے یہ کہ آسمان مین دروازے ہین تیسرے یہ کہ دروازون پر
محافظ اور چوکیدار ہین **ف** پہر دروازہ کہولا گیا ہمارے لیے اور مینے آدم علیہ السلام کو دیکہا انہون نے
مرحبا کہا اور میرے لیے دعا کی بہتری کی **ف** مرحبا وہ لفظ ہے جسکو عرب کے لوگ مہمان کے آنیکے وقت بولتے
ہین یعنی تم اچہے فراخ اور کشادہ جگہہ مین آئے اس سے معلوم ہوا کہ جب کوئی شخص ملاقات کو آوے اوسکی خاطرداری

کرنا اور کشادہ پیشانی سے ملنا اور اسکی تعریف کرنا بشرطیکہ وہ مغرور نہ ہو درست ہی اور یہ طریقہ ہے انبیا کا (ف)
پہر جبرئیل ہمارے ساتہہ چڑہے دوسرے آسمان پر اور دروازہ کہلوایا فرشتون نے پوچہا کون ہی انہون نے کہا جبرئیل
فرشتون نے پوچہا تمہارے ساتہہ دوسرا کون شخص ہے انہون نے کہا محمد ہین فرشتون نے کہا کیا انکو
حکم ہوا تہا بلانیکا جبرئیل نے کہا ہان انکو حکم ہوا ہے پہر دروازہ کہلا تو مین نے دونون خالہ زاد بہائیونکو
دیکہا یعنے حضرت عیسیٰ بن مریم اور یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کو ان دونون نے مرحبا کہا اور میرے لیے بہتری
کی دعا کی پہر جبرئیل ہمارے ساتہہ تیسرے آسمان پر چڑہے اور دروازہ کہلوایا فرشتون نے کہا کون ہی جبرئیل
نے کہا جبرئیل فرشتون نے کہا تمہارے ساتہہ دوسرا کون ہے جبرئیل نے کہا محمد ہین فرشتون نے کہا کیا انکو
پیغام کیا گیا تہا بلانے کے لیے جبرئیل نے کہا ہان انکو پیغام کیا گیا تہا پہر دروازہ کہلا تو مین نے حضرت یوسف
علیہ السلام کو دیکہا اللہ نے حسن (خوبصورتی) کا آدہا حصہ انکو دیا تہا اونہون نے مرحبا کہا مجہکو اور نیک دعا
کی پہر جبرئیل ہمکو لیکر چوتہے آسمان پر چڑہے اور دروازہ کہلوایا فرشتون نے پوچہا کون ہے کہا جبرئیل پوچہا
تمہارے ساتہہ دوسرا کون ہے کہا محمد ہین فرشتون نے کہا کیا وہ بلوائے گئے ہین جبرئیل نے کہا ہان بلوائے
گئے ہین پہر دروازہ کہلا تو مین نے ادریس علیہ السلام کو دیکہا اونہون نے مرحبا کہا اور اچہی دعا دی مجہکو
اللہ جل جلالہ نے فرمایا ہم نے اوٹہا لیا ادریس کو اونچی جگہہ پر (تو اونچی جگہہ سے یہی چوتہا آسمان مراد ہے)
پہر جبرئیل ہمارے ساتہہ پانچوین آسمان پر چڑہے انہون نے دروازہ کہلوایا فرشتون نے پوچہا کون کہا
جبرئیل پوچہا تمہارے ساتہہ کون ہے کہا محمد ہین فرشتون نے کہا کیا وہ بلائے گئے ہین جبرئیل نے
کہا ہان بلائے گئے ہین پہر دروازہ کہلا تو مین نے حضرت ہارون علیہ السلام کو دیکہا اونہون نے مرحبا کہا اور مجہے
نیک دعا دی پہر جبرئیل ہمارے ساتہہ چہٹے آسمان پر چڑہے اور دروازہ کہلوایا فرشتون نے پوچہا کون ہی
کہا جبرئیل پوچہا اور کون ہی تمہارے ساتہہ اونہون نے کہا محمد ہین فرشتون نے کہا کیا خدا نے انکو پیام
بہیجا آنے کے لیے جبرئیل نے کہا ہان بہیجا پہر دروازہ کہلا تو مین نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکہا
اونہون نے کہا مرحبا اور اچہی دعا دی مجہکو پہر جبرئیل ہمارے ساتہہ ساتوین آسمان پر چڑہے اور دروازہ
کہلوایا فرشتون نے پوچہا کون ہی کہا جبرئیل پوچہا تمہارے ساتہہ اور کون ہی کہا محمد ہین فرشتون نے
پوچہا کیا انکو بلوائے گئے ہین اونہون نے کہا ہان بلوائے گئے ہین پہر دروازہ کہلا تو مین نے حضرت ابراہیم
علیہ السلام کو دیکہا وہ تکیہ لگائے بیٹہے اپنی پیٹہہ کا بیت المعمور کیطرف اس سے یہ معلوم ہوا کہ قبلہ کیطرف پیٹہہ کرکے

چہونسا درست ہی) اور اوسمین ہر روز ستر ہزار فرشتے جاتے ہین جو پہر کبہی نہین آتے ف بیت المعمور ایک
گہر ہی کعبہ کی طرح آسمانون کے اوپر اوسکو معمور اس لیے کہتے ہین کہ وہ ہمیشہ آباد رہتا ہی ہر روز ستر ہزار فرشتے
وہان عبادت کو لیے آتے ہین جو پہر کبہی نہین آتے اس سے معلوم کرنا چاہیے کہ فرشتے کتنے بے حساب ہین
ف پہر جبرئیل مجہکو سدرۃ المنتہی پاس لیگئے ف سدرۃ المنتہی ایک درخت ہی بیر کا ساتوین آسمان کے
کے اوپر وہ حد ہے فرشتون کے جانے کی یا حد ہی انکے علم کی اوس سے آگے کا علم سوا خدا کے کسیکو نہین ہے
ابن عباس نے کہا اسکا نام سدرۃ المنتہی اسلیے ہوا کہ ملائکہ کا علم وہان تک ختم ہوگیا اور اس سے آگے کوئی
نہین بڑہا سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور عبد اللہ بن مسعود سے منقول ہی کہ اوسکو منتہی اسلیے کہتے ہین
کہ جو اوپر سے اوترتا ہے وہ وہان آکر ٹہہر جاتا ہے اور جو نیچے سے چڑہتا ہے وہ بہی وہان رک جاتا ہے یعنی خدا
کا حکم ف اوس کے پتے اتنے اتنے بڑے تہے جیسے ہاتہی کے کان اور اوس کے بیر جیسے قلہ (ایک بڑا گہڑا
جس مین دو مشک یا زیادہ پانی آتا ہے) پہر جب اوس درخت کو اللہ کے حکم نے ڈہانکا تو اسکا حال ایسا ہو
گیا کہ کوئی مخلوق اسکی خوبصورتی بیان نہین کرسکتا ف یعنی جب اللہ جل جلالہ کی خاص تجلی اس درخت
پر ہوئی تو اس کا رنگ روپ ہی بدل گیا اور حسن جمال اسکا بے نظیر ہوگیا جسکی تعریف بیان نہین ہوسکتی اور
مخلوق کی کیا مجال جو اپنے خالق ذو الجلال کی تعریف کرسکے ف پہر اللہ جل جلالہ نے ڈالا میرے دل
مین جو کچہ ڈالا اور پچاس نمازین ہر رات اور دن مین مجہپر فرض کین جب مین وہان سے اوترا اور حضرت موسی
علیہ السلام تک پہونچا تو اونہون نے پوچہا تمہارے پروردگار نے کیا فرض کیا تمہاری امت پر مین نے کہا پچاس
نمازین فرض کین انہون نے کہا پہر لوٹ جاؤ اپنے پروردگار کے پاس ف اس سے صاف
ثابت ہوتا ہے عقیدہ سلف امت کا کہ خدا تعالے اپنے عرش پر آسمانون کے اوپر ہی ورنہ لوٹ جانے کے
کیا معنے ہونگے ف اور تخفیف چاہو کیونکہ تمہاری امت کو اتنی طاقت نہ ہوگی اور مین نے بنی
اسرائیل کو آزمایا ہے اور انکا امتحان لیا ہی مین لوٹ گیا اپنے پروردگار کے پاس ف نووی
نے اس مقام پر یہ تاویل کی ہے کہ مین لوٹ گیا اوس مقام پر جہان مین نے خداوند کریم سے باتین کی تہین
اور پہر عرض کیا دوبارہ اور نقل کیا اسکو مولانا ابو الطیب نے سراج الوہاج مین اور نہین رد کیا اس تاویل کو حالانکہ
یہ تاویل مردود ہے اور نووی نے متاخرین متکلمین کی تقلید کرکے یہ تاویل کی جو خداوند کریم کو جہت اور
مکانات سے منزہ خیال کرتے ہین اور علماء حدیث اور سلف صالحین کے مذہب پر اس حدیث مین کوئی

تاویل کی ضرورت نہین اسلیے کہ اونکے نزدیک منتہا اکا مکان عرش ہے اور وہ جہت فوق اعنی ہی پس مطلب حدیث کا صاف ہی کہ مین خداوند کریم کے پاس پھر گیا اور جن لوگون نے یہ خیال کیا ہے کہ معاذ اللہ خدا کی ذات ہر جگہہ ہے اور عرش سے ذات کو کوئی خصوصیت نہین اون کے طریقہ پر معراج کی کوئی فضیلت نہین نکلتی ہے اور نہ اتنی تکلیف کی کوئی ضرورت معلوم ہوتی ہے کہ رات کیوقت ساتون آسمانون کا سفر آپکو درپیش ہو کیونکہ اون کے نزدیک تو خدا زمین پر بھی ذات سے موجود ہے پھر ساتون آسمانون کے اوپر جانے سے کیا مقصود تہا لا حول و لا قوۃ یہ کم بخت عقیدہ جہم بن صفوان سے پہیلا جسنے جس ہزارون مسلمانونکو گمراہ کیا اور ابتک یہ گمراہی اوسکی قائم ہے اور نجات دے اللہ جل جلالہ نے اس شیطان کے شر سے علماء حدیث اور سلف صالحین کو اور جنہون نے اونکی راہ اختیار کی اللہ تعالی سبکو سلف کی پیروی نصیب کرے اور ہمارا حشر اونہی کے ساتھہ کرے آمین یا رب العالمین ت اور عرض کیا اے پروردگار تخفیف کر میری امت پر اللہ تعالی پانچ نمازین گھٹادین ف اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ جل جلالہ سے بلا واسطہ کلام کیا اور خدا تعالی نے آپکو جواب دیا اب وہ لوگ جو کہتے ہین معاذ اللہ خدا بات نہین کرتا نہ اوسکی بات مین آواز اور حروف ہین وہ گویا حدیثون اور آیتون کا رد کرتے ہین جنسے صاف اللہ تعالی کا بات کرنا اور اسمین آواز ہونا ثابت ہو ت مین لوٹ کر حضرت موسی علیہ السلام پاس آیا اور کہا کہ پانچ نمازین اللہ تعالی نے مجھے معاف کردین انہون نے کہا تمہاری امت کو اتنی طاقت نہوگی تم پہر جاؤ اپنے رب کے پاس اور تخفیف کراؤ آپ نے فرمایا مین اسیطرح برابر اپنے پروردگار اور حضرت موسی کے بیچ مین پھرا کیا یہانتک کہ اللہ جل جلالہ نے فرمایا اے محمد وہ پانچ نمازین ہین ہر دن اور ہر رات مین اور ہر ایک نماز مین دس نماز کا ثواب ہے تو وہی پچاس نمازین ہوئین (سبحان اللہ مالک کی کیسی عنایت اپنے غلامون پہ ہے کہ پڑھین تو پانچ نمازین اور ثواب ملے پچاس کا) اور جو کوئی شخص نیت کرے نیک کام کرنے کی پھر اوسکو نکرے تو اسکو ایک نیکی کا ثواب ملیگا اور جو کرے تو دس نیکیونکا اور جو شخص نیت کرے برائی کی پھر اوسکو نکرے تو کچہہ نہ لکہا جاویگا اور اگر کر بیٹھے تو ایک ہی برائی لکھی جاویگی۔ آپ نے فرمایا پہر مین اوترا اور حضرت موسی علیہ السلام پاس آیا انہون نے کہا پہر جاؤ اپنے پروردگار پاس اور تخفیف چاہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین اپنے پروردگار پاس پہر پہر کر گیا یہانتک کہ مین شرما گیا اوس سے ف پنچ

بار بار عرض کرنے سے اور تخفیف چاہنے سے اب مجھکو شرم آگئی اب نہیں جا سکتا کو آپ کو یہ خیال ہوا کہ میری امت
ان پانچ نمازون کو بھی ہر روز ادا نکر سکیگی پر جو منظور الٰہی تھا وہ ہوا - یہ جو بار بار تخفیف ہوئی تو علما نے
اختلاف کیا ہے اس مین کہ آیا پہلے پچاس نمازون کا جو حکم ہوا تھا وہ وجوبی تھا یا غیر وجوبی خطابی نے کہا کہ وہ حکم
غیر وجوبی تھا ورنہ تخفیف کیسی ہوتی اور صحیح یہ ہے کہ وہ حکم وجوبی تھا کیونکہ اگر غیر وجوبی ہوتا تو تخفیف چاہنے
کی ضرورت نہ پڑتی اب یہ تخفیف نسخ ہے قبل عمل کے اور وہ جائز ہے **عن** أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيتُ فَانْطَلَقُوا بِي إِلَى زَمْزَمَ فَشُرِحَ عَنْ صَدْرِي ثُمَّ غُسِلَ بِمَاءِ زَمْزَمَ
ثُمَّ أُنْزِلْتُ **ترجمہ** انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس فرشتے آئے
اور مجھے لیگئے زمزم کے پاس پھر چیرا گیا سینہ میرا اور دھویا گیا زمزم کے پانی سے پھر چھوڑ دیا گیا مین اپنی جگہ
پر **ف** یعنی اسی جگہہ جہان سے لے گئے تھے یعنی اوس صورت مین ہے جب حدیث مین انزلت بضم تا
صیغہ واحد متکلم مجہول ہو اور جو بسکون تا ہو صیغہ واحد مونث مجہول تو اس صورت مین اوسکا مفعول مالم یسم
فاعلہ محذوف ہوگا اور وہ مذکور ہے برقانی کی روایت مین اس طرح ثم انزلت على طست من ذهب مملوءة
حكمة یعنی پھر اوتارا گیا مجھپر ایک طشت سونیکا جس مین حکمت بھری ہوئی تھی **عن** أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ
أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَاهُ جِبْرِيلُ وَهُوَ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فَأَخَذَهُ فَصَرَعَهُ فَشَقَّ
عَنْ قَلْبِهِ فَاسْتَخْرَجَ الْقَلْبَ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ عَلَقَةً فَقَالَ هٰذَا حَظُّ الشَّيْطَانِ مِنْكَ ثُمَّ غَسَلَهُ
فِي طَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ لَأَمَهُ ثُمَّ أَعَادَهُ فِي مَكَانِهِ وَجَاءَ الْغِلْمَانُ يَسْعَوْنَ
إِلَى أُمِّهِ يَعْنِي ظِئْرَهُ فَقَالُوا إِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قُتِلَ فَاسْتَقْبَلُوهُ وَهُوَ
مُنْتَقِعُ اللَّوْنِ قَالَ أَنَسٌ وَقَدْ كُنْتُ أَرَى أَثَرَ ذٰلِكَ الْمِخْيَطِ فِي صَدْرِهِ **ترجمہ** انس بن مالک
سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور آپ لڑکون کے ساتھہ کھیل رہے تھے
اونہون نے آپکو پکڑا اور پچھاڑا اور دلکو چیر کر نکالا پھر اس مین سے ایک پھٹکی جدا کر ڈالے اور کہا کہ اتنا حصہ شیطان
کا تھا تم مین پھر اس دلکو دھویا سونیکے طشت مین زمزم کے پانی سے (اس سے یہ نہین نکلتا کہ سونے کے برتن کا
استعمال درست ہے کیونکہ یہ فرشتون کا فعل تھا اور ممکن ہے کہ انکی شریعت ہمارے شریعت کے مغایر ہو اور ہوسکتا ہے
یہ کہ اوس وقت تک سونے کا استعمال حرام نہین ہوا تھا) پھر جوڑا اوسکو اور اپنی جگہہ مین رکھا اور لڑکے دوڑے ہوئے گئے
اونکی مان پاس آئے یعنی آنحضرت کی انا پاس اور کہا کہ محمد مار ڈالے گئے یہ سنکر لوگ دوڑے دیکھا تو آپکا

صحیح اور سالم ہیں اور) آپ کا رنگ بدل گیا ہے (ڈر اور خوف سے) انس نے کہا میں اور اس سلائی کا (جو حضرت جبرئیل
علیہ السلام نے کی تھی) آپ کے سینہ پر نشان دیکھتا تھا عن شریک بن عبد اللہ بن ابی نمر قال سمعت
انس بن مالک یحدثنا عن لیلۃ اسری برسول اللہ صلی اللہ علیہ من مسجد الکعبۃ انہ جاءہ
ثلاثۃ نفر قبل ان یوحی الیہ وھو نائم فی المسجد الحرام وساق الحدیث بقصتہ نحو حدیث
ثابت البنانی وقدم فیہ شیئا واخر وزاد ونقص ترجمہ شریک بن عبد اللہ سے روایت ہے میں نے سنا
انس بن مالک سے وہ بیان کرتے تھے اس رات کا جس میں معراج ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبہ کی مسجد
سے آپ پاس تین فرشتے آئے وحی آنے سے پہلے اور آپ مسجد میں سو رہے تھے پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح
جیسے ثابت کی روایت کیا انس سے لیکن آگے بیان کیا بعضی باتوں کو اور پیچھے بیان کیا بعضی باتوں کو
اور زیادہ کیا اور کم کیا عن انس بن مالک قال کان ابو ذر یحدث ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قال فرج سقف بیتی وانا بمکۃ فنزل جبریل علیہ السلام ففرج صدری ثم غسلہ من ماء
زمزم ثم جاء بطست من ذھب ممتلئ حکمۃ وایمانا فافرغھا فی صدری ثم اطبقہ ثم اخذ
بیدی فعرج بی الی السماء فلما جئنا السماء الدنیا قال جبریل علیہ السلام لخازن السماء الدنیا
افتح قال من ھذا قال ھذا جبریل قال ھل معک احد قال نعم معی محمد قال فارسل الیہ قال قال
نعم فافتح قال فلما علونا السماء الدنیا فاذا رجل عن یمینہ اسودۃ وعن یسارہ اسودۃ قال
اذا نظر قبل یمینہ ضحک واذا نظر قبل شمالہ بکی قال فقال مرحبا بالنبی الصالح والابن الصالح
قال قلت یا جبریل من ھذا قال ھذا آدم وھذہ الاسودۃ عن یمینہ وعن شمالہ نسم بنیہ انہ صلی اللہ علیہ وسلم
فاھل الیمین اھل الجنۃ والاسودۃ التی عن شمالہ اھل النار فاذا نظر قبل یمینہ ضحک واذا عنہ
نظر قبل شمالہ بکی قال ثم عرج بی جبریل حتی اتی السماء الثانیۃ فقال لخازنھا افتح قال فقال لہ
خازنھا مثل ما قال خازن السماء الدنیا ففتح قال انس بن مالک فذکر انہ وجد فی السموات فقال
آدم وادریس وعیسی وموسی وابراھیم علیھم الصلوۃ والسلام ولم یثبت کیف منازلھم غیر
انہ ذکر انہ قد وجد آدم فی السماء الدنیا وابراھیم فی السماء السادسۃ قال فلما مر جبریل و آدم علیہ السلام
رسول اللہ بادریس قال مرحبا بالنبی الصالح والاخ الصالح قال ثم مر فقلت من ھذا قال ھذا
ادریس قال ثم مررت بموسی علیہ السلام فقال مرحبا بالنبی الصالح والاخ الصالح قال قلت من ھذا قال ھذا موسی قال ثم مررت

عليه السلام

بعيسى فقال مرحبا بالنبي الصالح والاخ الصالح قلت من هذا قال هذا عيسى ابن مريم قال ثم مررت بابراهيم فقال مرحبا بالنبي الصالح
والابن الصالح قلت من هذا قال هذا ابراهيم عليه السلام قال ابن شهاب واخبرني ابن
حزم ان ابن عباس وابا حبة الانصاري كانا يقولان قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم عرج
بي حتى ظهرت لمستوى اسمع فيه صريف الاقلام قال ابن حزم وانس بن مالك قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم ففرض الله على امتي خمسين صلوة قال فرجعت بذلك حتى امر بموسى فقال موسى
ماذا فرض ربك على امتك قال قلت فرض عليهم خمسين صلوة قال لي موسى فراجع ربك فان
امتك لا تطيق ذلك قال فراجعت ربي فوضع شطرها قال فرجعت الى موسى عليه السلام
فاتيته فقال راجع ربك فان امتك لا تطيق ذلك قال فراجعت ربي فقال هي خمس وهي
خمسون لا يبدل القول لدي قال فرجعت الى موسى فقال راجع ربك فقلت قد استحييت من
ربي قال ثم انطلق بي جبرئيل حتى اتى سدرة المنتهى فغشيها الوان لا ادري ما هي قال ثم ادخلت
الجنة فاذا فيها جنابذ اللؤلؤ واذا ترابها المسك ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے کہ ابو ذر غفاری
حدیث بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا توڑا گیا چھت میرے مکان کا اور میں مکے میں تھا
اور جبرئیل علیہ السلام اترے اونہوں نے میرا سینہ چیرا پھر اسکو دھویا زمزم کے پانی سے پھر ایک طشت لاتے سونے
کا جس میں حکمت اور ایمان بھرا ہوا تھا اور اونڈیل دیا اوسکو میرے سینہ میں ف یہ سینہ چیرنا اور دل
کو دھونا اور صاف کرنا کچھ خلاف قیاس نہیں نہ محال ہے خداوند کریم کی قدرت سے یہ امر بالکل بعید معلوم
نہیں ہوتا بلکہ زمانہ حال میں خود انسان نے جراحی میں ایسی ترقی کی ہے کہ اگلے زمانہ میں لوگ اسکو خلاف
قیاس سمجھتے اور طشت میں ایمان اور حکمت بھرنے کے یہ معنی ہیں کہ اس طشت میں کوئی ایسی چیز بھری
تھی جسکے دل میں ڈالنے سے دل روشن ہوگیا اور بھر گیا ایمان اور حکمت سے یہ تاویل نووی نے کی ہے
اور میرے نزدیک اس تاویل کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ طشت بھی جنت کا تھا اور جنت کے طشت میں ایمان اور
حکمت کا بھر جانا بعید نہیں اسلیے کہ جنت عالم آخرت میں سے ہے اور عالم آخرت کے احکام اور ہیں وہاں بہت
سی چیزیں جنکو ہم یہاں جسمانی اور موجود بالذات خیال نہیں کر سکتے جسمانی اور موجود بالذات ہونگی اسی قبیل
سے ہے اعمال کا تولا جانا موت کا ذبح کیا جانا قرآن کی سورتوں کا شفاعت کرنا واللہ اعلم ف ت بعد اسکے
ملا دیا سینے کو اور میرا ہاتھ پکڑا اور آسمان پر چڑھے مجھے ساتھ لیکر جب دنیا کے آسمان پر پہنچے تو جبرئیل علیہ السلام

ك

تب وہان کے کلیدبردار سے کہا کہول اوسنے پوچہا کون ہی جبرئیل نے کہا جبرئیل پوچہا اور بہی کوئی تیرے ساتہہ ہے
جبرئیل نے کہا ہان محمد ہین پوچہا کیا وہ بلائے گئی کہا ہان تب اوسنے دروازہ کہولا جب ہم آسمان کے اوپر
گئے تو ایک شخص کو دیکہا جسکی داہنی طرف بہی جہنڈ تہی (روحون کے) اور بائین طرف بہی جہنڈ تہے
جب وہ اپنی طرف دیکہتے تو ہنستے اور جب بائین طرف دیکہتے تو روتے اوسنے مجہے دیکہکر کہا مرحبا ای نیکبخت
نبی اور نیک بیٹے مین نے جبرئیل سے پوچہا یہ کون ہی اونہون نے کہا یہ آدم علیہ السلام ہین اور یہ جو لوگ ہی
جہنڈ اون کے داہنے اور بائین ہین یہ اونکی اولاد ہے تو داہنی طرف وہ لوگ ہین جو جنت مین جاوینگے
اور بائین طرف وہ لوگ ہین جو جہنم مین جاوینگے اسلیے وہ جب داہنی طرف دیکہتے ہین تو خوشی کے
مارے ہنس دیتے ہین اور جب بائین طرف دیکہتے ہین تو رنج کے مارے رو دیتے ہین **ف** قاضی عیاض
نے کہا اس مقام پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ کافرون کی روحین تو سجین مین رہتی ہین جو ساتوین زمین مین ہے
یا اسکے نیچے ہے یا قید مین رہتی ہین اور مومنون کی روحین جنت مین آرام پاتی ہین پہر یہ روحین آدم
علیہ السلام کے پاس کیونکر جمع تہین اور اسکا جواب یہ ہی کہ شاید حضرت آدم علیہ السلام کے پاس اون کے روحون
پیش ہونیکا ایک وقت معین ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتفاق سے اوسی وقت وہان پہنچے تو ان روحون
کو دیکہا اور یہ بہی احتمال ہی کہ کفار ارواح کا جہنم مین اور مومن ارواح کا جنت مین رہنا ہمیشہ نہ ہو بلکہ خاص
ایک وقت مین ہوتا ہو جیسے قرآن مین ہی کہ صبح اور شام جہنم کے سامنے وہ کیے جاوینگے اور حدیث مین ہے
مومن کے سامنے اسکا ٹہکانا جنت مین پیش کیا جاویگا اور اس سے کہا جاویگا کہ تیرا یہ ٹہکانا ہے یہانتک کہ
اللہ تعالی پہر بہیجے تجہکو اس جگہہ اور یہہ بہی احتمال ہی کہ جنت حضرت آدم علیہ السلام کی داہنی طرف ہو
اور جہنم بائین طرف واللہ تعالی اعلم **ف** پہر آپنے فرمایا جبرئیل علیہ السلام مجہکو لیکر چڑہے یہانتک کہ
دوسرے آسمان پر پہونچے اور اسکے چوکیدار سے کہا دروازہ کہول اوسنے بہی ایسا ہی کہا جیسے پہلے آسمان کے
چوکیدار نے کہا تہا پہر دروازہ کہولا انس بن مالک نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمانون پر حضرت آدم
اور ادریس اور عیسی اور موسی اور ابراہیم علیہم السلام سے ملاقات کی اور یہ بیان نہین کیا کہ ان مین سے ہر ایک
کون سے آسمان پر ملا پر اتنا کہا کہ آدم سے پہلے آسمان پر ملاقات ہوئی اور ابراہیم سے چہٹے آسمان پر ہوئی
جب جبرئیل اور آپ حضرت ادریس کے پاس سے گذرے تو انہون نے کہا مرحبا ای نبی صالح اور بہائی صالح آپ
نے پوچہا یہ کون ہین جبرئیل نے کہا یہ ادریس علیہ السلام ہین پہر ہم حضرت موسی علیہ السلام پر سے گذرا اونہون

نے کہا مرحبا ای نبی صالح اور بہائی صالح مین نے پوچھا یہ کون ہین انہون نے کہا یہ موسی علیہ السلام ہین
پہر مین حضرت عیسی پر سے گذرا انہون نے کہا مرحبا ای نبی صالح اور بہائی صالح مین نے پوچھا یہ کون ہین انہون
نے کہا یہ عیسی ہین مریم کے بیٹے پہر مین حضرت ابراہیم پر سے گزرا انہون نے کہا مرحبا ای نبی صالح اور بیٹے صالح
مین نے پوچھا یہ کون ہین انہون نے کہا یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہین ف نووی نے کہا اس روایت
مین جو ابراہیم علیہ السلام کی ملاقات چھٹے آسمان پر مذکور ہے یہ مخالف ہے اس روایت کے جو پہلے گزری جسر
مین ابراہیم علیہ السلام کی ملاقات ساتوین آسمان پر مذکور ہے تو اگر معراج دو بار ہوا ہو اس صورت
مین کوئی اشکال نہین اسلیے کہ ایک بار چھٹے آسمان پر ملے ہون اور دوسری بار ساتوین آسمان پر اور
جو ایک ہی بار ہوا ہو تو شاید ابراہیم علیہ السلام چھٹے آسمان پر ملکر پہر ساتوین پر بہی آپ کے ساتھ چلے گئے
ہون واللہ اعلم ف ابن شہاب نے کہا مجہہ سے ابن حزم نے بیان کیا کہ ابن عباس اور ابو حبہ انصاری
(عامر یا مالک یا ثابت) دونون کہتے تہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہر مین چڑہایا گیا ایک ہموار
بلند مقام پر وہان مین سنتا تہا قلمون کی آواز ف جو فرشتون کے لکہنے سے نکلتی تہی اور یہ لکہنا
فرشتون کا یا تو اللہ کے احکام اور وحی کو تہا یا وہ لوح محفوظ سے نقل کرتے تہے قاضی عیاض نے کہا یہ
دلیل ہے اہلسنت کے مذہب کی کہ وحی اور مقادیر سب اللہ تعالی کی کتاب لوح محفوظ مین لکہے ہین اور الہی قلمون
سے اور وہی جانتا ہے اسکی کیفیت کو جو آیات اور احادیث صحیحہ مین وارد ہین وہ اپنے ظاہر پر محمول ہین
پر اوسکی کیفیت اور صورت اور جنس کو خدا ہی خوب جانتا ہے یا وہ شخص جانتا ہے جسکو خدا بتلاوے اپنے
فرشتون اور پیغمبرون مین سے اور جو لوگ اس قسم کی آیتون یا حدیثون کی تاویل کرتے ہین اور ظاہر سے انکو
پہیرتے ہین وہ ضعیف النظر ہین اور ضعیف الایمان اسلیے کہ جب شریعت مقدسہ مین یہ امور وارد ہین اور
عقلا محال نہین ہین تو ان مین تاویل کی کیا ضرورت ہے اور اللہ تعالی کرتا ہے جو چاہتا ہے اور حکم کرتا ہے
جیسے چاہتا ہے اور یہ لکہنا ایک حکمت الہی ہے جس سے وہ غیب کی باتین اپنے بندون کو بتانا چاہتا ہے
ورنہ وہ خود بے پرواہ ہے کتابون سے اور اسکو یاد رکہنے کے لیے لکہنے کی ضرورت نہین — قاضی نے کہا ہمارے
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا اس مقام تک جانا اور ساری پیغمبرون کے مقامون سے آگے بڑہ جانا دلیل ہے ہمارے
پیغمبر کی فضیلت کی اور پیغمبرون پر اور بزار نے ایک روایت حضرت علی سے معراج مین کی ہے اسمین یہ ہے
کہ جبرئیل علیہ السلام آپ کے ساتھ چلے یہانتک کہ پردے کے پاس پہنچے وہان سے ایک فرشتہ نکلا جبرئیل نے کہا

اتم اوسکی جس نے تجھے سچا پیغمبر کرکے بھیجا مین جب سے پیدا ہوا ہون نے اس فرشتے کو نہین دیکھا حالانکہ مین سب
مخلوقات مین خدا سے زیادہ نزدیک ہون اور دوسری روایت مین ہی کہ پھر جبرئیل مجھسے جدا ہوگئے اور آوازین
سب موقوف ہوگئین تمام ہوا کلام قاضی کا **ف** ابن حزم نے کہا اور انس بن مالک نے کہا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر اللہ تعالی نے میری امت پر پچاس نمازین فرض کین مین لوٹ کر آیا جب موسی
پاس پہونچا تو اونہون نے پوچھا اللہ نے کیا فرض کیا تمہاری امت پر مین نے کہا پچاس نمازین اون پر
فرض کین موسی نے کہا تم پھر لوٹ جاؤ اپنے رب کے پاس کیونکہ تمہاری امت مین اسقدر طاقت نہین مین
لوٹ کر گیا اپنے پروردگار کے پاس اوس نے ایک حصہ معاف کردیا **ف** حدیث مین شطر کا لفظ
وارد ہی جسکے معنی نصف کے ہین یعنی پچیس نمازین معاف کردین اس صورت مین یہ مخالف نہ ہوگا پہلی
روایت کے جس مین پانچ پانچ نمازون کا معاف ہونا مذکور ہے کیونکہ شطر کے معاف ہونے سے یہ غرض نہین
کہ ایک ہی بار مین شطر معاف ہوگیا بلکہ کئی بار مین معاف ہوا اور قاضی عیاض نے کہا کہ شطر سے ایک حصہ مراد
ہے یعنی پانچ نمازین اور نصف مراد نہین ہی اور یہ بھی ہوسکتا ہی پر اسکی ضرورت نہین کیونکہ یہ حدیث
مختصر ہے بہت کئی بار لوٹنے کو بیان نہین کیا واللہ اعلم **ت** پھر مین لوٹ کر حضرت موسی پاس آیا
اور ان سے بیان کیا اونہون نے کہا لوٹ جاؤ اپنے پروردگار کے پاس کیونکہ تمہاری امت کو اتنی طاقت
نہین مین پھر لوٹا اپنے رب کے پاس اوس نے فرمایا پانچ نمازین ہین اور وہ پچاس کے برابر ہین میری بات
بات نہین بدلتی آپ نے فرمایا مین پھر لوٹ کر آیا موسی علیہ السلام پاس انہون نے کہا پھر جاؤ اپنے
پروردگار کے پاس مین نے کہا مجھے شرم آئی اپنے پروردگار سے (بار بار عرض کرنے سے) پھر جبرئیل
مجھکو لیکر چلے سدرۃ المنتہی پاس اوسپر ایسی رنگ چڑھ گئی جنکو مین نہین سمجھتا وہ کیا تھے پھر مجھے
جنت مین لے گئے وہان موتیون کے گنبذ تھے اور مٹی اوس کی مشک تھی **عن** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ
لَعَلَّهُ قَالَ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ رَجُلٌ مِّنْ قَوْمِهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا
اَنَا عِنْدَ الْبَيْتِ بَيْنَ النَّائِمِ وَالْيَقْظَانِ اِذْ سَمِعْتُ قَائِلًا يَقُوْلُ اَحَدُ الثَّلَاثَةِ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ
فَاُتِيْتُ فَانْطُلِقَ بِيْ فَاُتِيْتُ بِطَسْتٍ مِّنْ ذَهَبٍ فِيْهَا مِنْ مَّاءِ زَمْزَمَ فَشُرِحَ صَدْرِيْ اِلٰى كَذَا
وَكَذَا قَالَ قَتَادَةُ فَقُلْتُ لِلَّذِيْ مَعِيَ مَا يَعْنِيْ قَالَ اِلٰى اَسْفَلِ بَطْنِهٖ فَاسْتُخْرِجَ قَلْبِيْ فَغُسِلَ بِمَاءِ
زَمْزَمَ ثُمَّ اُعِيْدَ مَكَانَهٗ ثُمَّ حُشِيَ اِيْمَانًا وَّحِكْمَةً ثُمَّ اُتِيْتُ بِدَابَّةٍ اَبْيَضَ يُقَالُ لَهُ الْبُرَاقُ فَوْقَ

الحمار و دون البغل یقع خطوہ عند اقصی طرفہ فحملت علیہ ثم انطلقنا حتی اتینا السماء
الدنیا فاستفتح جبرئیل علیہ السلام فقیل من ھذا قال جبرئیل قیل ومن معک قال محمد
صلی اللہ علیہ وسلم قیل وقد بعث الیہ قال نعم قال ففتح لنا وقال مرحبا ولنعم المجئ جاء
قال فاتینا علی آدم علیہ السلام وساق الحدیث بقصتہ وذکر انہ لقی فی السماء الثانیۃ
عیسی ویحیی علیہما السلام وفی الثالثۃ یوسف وفی الرابعۃ ادریس وفی الخامسۃ یوسف
ھارون قال ثم انطلقنا حتی انتھینا الی السماء السادسۃ فاتیت علی موسی فسلمت انتھیت
علیہ فقال مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح فلما جاوزتہ بکی فنودی ما یبکیک قال یا
رب ھذا غلام بعثتہ بعدی یدخل من امتہ الجنۃ اکثر مما یدخل من امتی قال انتھیت
ثم انطلقنا حتی انتھینا الی السماء السابعۃ فاتیت علی ابراھیم وقال فی الحدیث و
حدث نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ رای اربعۃ انھار یخرج من اصلھا نھران
ظاھران ونھران باطنان فقلت یا جبرئیل ما ھذہ الانھار قال اما النھران الباطنان فنھران
فی الجنۃ واما الظاھران فالنیل والفرات ثم رفع لی البیت المعمور فقلت یا جبرئیل ما ھذا
قال ھذا البیت المعمور یدخلہ کل یوم سبعون الف ملک اذا خرجوا منہ لم یعودوا فیہ الیہ
آخر ما علیھم ثم اتیت باناءین احدھما خمر والآخر لبن فعرضنا علی فاخترت اللبن فقیل فقیل لی
اصبت اصاب اللہ بک امتک علی الفطرۃ ثم فرضت علی کل یوم خمسون صلوٰۃ
ثم ذکر قصتھا الی آخر الحدیث ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے انہوں نے شاید سنا
مالک بن صعصعہ سے جو ایک شخص تھے انکی قوم میں سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں خانہ کعبہ پاس
تھا اور میری حالت خواب اور بیداری کے بیچ میں تھی اتنے میں میں نے سنا ایک شخص کو جو کہتا تھا کہ ہم تین
میں تیسرے یہ ہیں یعنی رسول صلی اللہ علیہ وسلم پھر میرے پاس آئے اور مجھکو لے گئے پھر میرے پاس ایک طشت لایا گیا سونے
کا اسمیں پانی تھا زمزم کا اور میرا سینہ چیر اگیا یہاں تک اور یہاں تک قتادہ نے کہا جو راوی ہے اس حدیث
کا میں نے اپنے ساتھی سے پوچھا اس سے کیا مراد ہے انہوں نے کہا یعنی چیر اگیا پیٹ کے نیچے تک اور دل
نکالا گیا اس میں سے پھر دھویا گیا زمزم کے پانی سے پھر رکھا گیا اپنی جگہہ پھر بھر دیا گیا ایمان اور حکمت سے پھر
ایک جانور کو لائے جسکا رنگ سفید تھا اسکو براق کہتے تھے گدھے سے اونچا اور خچر سے نیچا وہ اپنا قدم رکھتا

رکھتا تھا جہان تک اوسکی نگاہ پہونچتی تہی مجھکو اوسپر سوار کیا پہر ہم چلے یہان تک کہ پہلے آسمان پر آئے جبرئیل
نے دروازہ کہلوایا فرشتون نے پوچھا کون ہے کہا جبرئیل کہا تمہارے ساتھ کون ہو کہا محمدؐ کہا اونہون نے
کیا بلوائے گئے ہین وہ جبرئیل نے کہا ہان پہر دروازہ کہلا اور فرشتون نے کہا مرحبا مبارک ہو آپکا تشریف لانا
پہر ہم آئے آدم علیہ السلام پاس اور بیان کیا حدیث کا پورا قصہ اور ذکر کیا کہ آپ نے دوسرے آسمان پر ملاقات کی عیسیٰ
اور یحییٰ علیہما السلام سے اور تیسرے آسمان پر یوسف علیہ السلام سے اور چوتھے آسمان پر ادریس علیہ السلام سے اور پانچوین
آسمان پر ہارون علیہ السلام سے پہر کہا کہ ہم چلے یہان تک کہ چھٹے آسمان پر پہونچے وہان حضرت موسیٰ سے ملے اونکو
مین نے سلام کیا اونہون نے کہا مرحبا نیک بہائی اور نیک نبی جب مین آگے بڑہا تو وہ رونے لگے آواز آئی اے
موسیٰ کیون روتے ہو اونہون نے کہا اے پروردگار اس لڑکے کو تو نے میرے بعد پیغمبر کیا اور اسکی امت مین سے جنت مین
زیادہ لوگ جاوینگے میری امت سے (تو حضرت موسیٰ کو رنج ہوا اپنی قوم پر حالانکہ اونکی تعداد بہت تہی پر جنتی
اون مین کم تہے ہمارے پیغمبر کی امت سے) پہر آپنے فرمایا ہم چلے یہان تک کہ ساتوین آسمان پر پہونچے وہان
مین نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکہا اور بیان کیا اس حدیث مین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین نے
چار نہرین دیکہین جو سدرۃ المنتہیٰ کی جڑ سے نکلتی تہین دو نہرین تو کہلی تہین اور دو نہرین ڈہنپی تہین
مین نے کہا اے جبرئیل یہ نہرین کیسی ہین اونہون نے کہا ڈہنپی ہوئی دو نہرین تو جنت مین گئی ہین اور
کہلی ہوئین نیل اور فرات ہین **ف** نیل ایک دریا ہے ملک افریقہ مین جسکا طول تین ہزار میل کے قریب ہے
اور قاہرہ پایۂ تخت مصر اسی دریا کے کنارے واقعہ ہے ملک مصر کی شادابی اور سرسبزی اسی دریا سے ہے
جب یہ دریا اوبلتا ہے اور پانی اسکا چڑہتا ہے تو تمام ملک سیراب ہوجاتا ہے اور فرات وہ دریا ہے جو عراق
عرب مین واقعہ ہے شہر کوفہ جو اب بالکل اوجاڑ ہے اسی دریا کے کنارے واقعہ تہا اور واقعہ کربلا اسی دریا کے کنارے
واقعہ ہوا تہا پانی اسکا نہایت شیرین اور صاف اور ہاضم ہے۔ قاضی عیاض نے کہا اس حدیث سے معلوم
ہوتا ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ کی جڑ زمین مین ہے کیونکہ نیل اور فرات اسکی جڑ سے نکلی ہین نووی نے کہا یہ کچھ ضرور نہین
اسلیے کہ احتمال ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ کی جڑ سے پہلے یہ دونون دریا نکلے ہون پہر چلے گئے ہون جہان تک اللہ نے
چاہا اور زمین پر نمودار ہوئے ہون اور یہ امر نہ خلاف شرع ہے نہ خلاف عقل ہے اور ظاہر حدیث سے بہی یہی معلوم
ہوتا ہے تو اسی کیطرف جانا چاہیے **ف** پہر اوٹہایا گیا میرے لیے بیت معمور مین نے کہا اے جبرئیل یہ کیا ہے اونہون
نے کہا یہ بیت المعمور ہے اسمین ہر روز ستر ہزار فرشتے جاتے ہین جو پہر کبھی اوسمین نہین آتے بس یہی اون کا

اخیر اتا ہو پہر میرے پاس دو برتن لائے گئے ایک مین شراب تہا اور ایک مین دودہ دونون میرے سامنے کیے گئے
مین نے دودہ کو پسند کیا اوس نے کہا تم نے ٹہیک کیا خدا نے تمہین ٹہیک رستی پر لگایا اور تمہاری امت بہی
تمہاری رستی پر چلیگی پہر میرے اوپر پچاس نمازین فرض ہوئین پہر روز پہر بیان کیا سارا قصہ اخیر تک عن
مالک بن صعصعۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فذکر نحوہ وزاد فیہ فاتیت
بطست من ذہب ممتلئ حکمۃ وایمانا فشق من النحر الی مراق البطن فغسل بماء زمزم
ثم ملئ حکمۃ وایمانا ترجمہ مالک بن صعصعہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
وہی حدیث جو اوپر گذری اتنا زیادہ ہے کہ میرے پاس ایک طشت لایا گیا سونیکا جو بہرا ہوا تہا حکمت اور
ایمان سے پہر چیرا گیا سینے سے لیکر پیٹ کے نیچے تک اور دہویا گیا زمزم کے پانی سے اور بہر گیا حکمت اور ایمان سے
عن قتادۃ قال سمعت ابا العالیۃ یقول حدثنی ابن عم نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم
یعنی ابن عباس قال ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین اسری بہ فقال موسی آدم
طوال کانہ من رجال شنوءۃ وقال عیسی علیہ السلام جعد مربوع وذکر مالکا
خازن جہنم وذکر الدجال ترجمہ قتادہ سے روایت ہے مین نے ابو العالیہ سے سنا وہ کہتے تہے مجہسے
حدیث بیان کی تمہارے پیغمبر کے چچا زاد بہائی نے یعنی عبد اللہ بن عباس نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ذکر کیا معراج کا تو فرمایا موسی علیہ السلام ایک لنبے آدمی تہے گویا شنوءہ (ایک قبیلہ ہے عرب مین) کے آدمی اور
عیسی علیہ السلام گہونگر بال والے میانہ قد اور بیان کیا مالک کا جو داروغہ ہی جہنم کا اور ذکر کیا دجال کا عن
قتادۃ عن ابی العالیۃ قال حدثنا ابن عم نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم ابن عباس قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مررت لیلۃ اسری بی علی موسی بن عمران رجل
آدم طوال جعد کانہ من رجال شنوءۃ ورایت عیسی بن مریم مربوع الخلق الی الحمرۃ
والبیاض سبط الراس واری مالکا خازن النار والدجال فی آیات اراہن اللہ ایاہ فلا تکن
فی مریۃ من لقائہ قال کان قتادۃ یفسرہا ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد لقی موسی
علیہ السلام ترجمہ قتادہ سے روایت ہے اوس نے سنا ابو العالیہ سے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے
تمہارے نبی کے چچا کے بیٹے ابن عباس نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس رات مجہے معراج ہوا
مین موسی بن عمران پر گذرا وہ ایک لنبے آدمی تہے گہونگر بال والے جیسے شنوءہ کے آدمی ہوتے ہین اور مین نے دیکہا

عیسی بن مریم کو وہ میانہ قد تھے اور رنگ ان کا سرخ اور سفید تھا اور بال اون کے سبط چھٹے ہوئے تھے **ف**
سبط کے معنی سیدھے اور صاف جسمین جعودگی نہ ہو اور اوپر کی روایت مین ہو کہ ان کے بال گھونگر تھے تو جواب
اسکا یہ ہو کہ گھونگر دو قسم کے ہین ایک تو سخت گھونگر جیسے حبشیون کے بال ہوتے ہین اوسکو عرب مین قطط
بولتے ہین اور ایک ہلکی گھونگر جو سیدھے اور صاف ہوتے ہین اور صرف کنارون سے ذرا خمیدہ ایسے بالون کو
سبط کہہ سکتے ہین اور بعضون نے کہا کہ پہلی حدیث مین جعد کے لفظ سے گھونگر بال مراد نہین ہین بلکہ جعد
جعودت جسم سے مشتق ہے یعنے بدن کا گٹھا او سخت اور ٹھوس ہونا اور دلیل اسکی یہ ہے کہ حضرت موسے
کی صفت مین ایک روایت مین جعد کا لفظ آیا ہے حالانکہ دوسری روایت مین ہو کہ ان کے بال سیدھے
صاف تھے **ف** اور دکھلائے گئے آپکو مالک جہنم کے داروغہ اور دجال ان نشانیون مین جو اللہ نے
دکھلائین تو مت شک کر آپ کی ملاقات مین موسی علیہ السلام سے **ف** یہ استشہاد ہو آیہ کریمہ فَلَا
تَكُن فِي مِرْيَةٍ مِّن لِّقَائِهِ سے جسکی تفسیر قتادہ نے یہی کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسی سے بیشک
ملے ہین اور یہی اختیار کیا ہے ایک جماعت نے جیسے مجاہد اور کلبی اور سدی وغیرہ نے تو آیت کے معنی انکے
مذہب پر یہ ہون گے کہ شک مت کر تو اپنی ملاقات مین موسی علیہ السلام سے اور جمہور علماء کے نزدیک آیۃ
کے یہ معنی ہین کہ مت شک کر موسی کو کتاب ملنے مین اور یہی مذہب ہو ابن عباس او مقاتل اور زجاج کا۔ یہ
آیت سورہ الم تنزیل السجدہ پارہ (۲۱) مین ہو اور شروع اس آیت کا یہ ہے وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ
اخیر تک **عن** ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مر بوادی الازرق فقال
ای واد ھذا فقالوا ھذا وادی الازرق قال کانی انظر الی موسی علیہ السلام ھابطا من
الثنیۃ ولہ جؤار الی اللہ بالتلبیۃ ثم اتی علی ثنیۃ ھرشی فقال ای ثنیۃ ھذہ قالوا ثنیۃ
ھرشی قال کانی انظر الی یونس بن متی علی ناقۃ حمراء جعدۃ علیہ جبۃ من صوف
ن لیف خطام ناقتہ خلبۃ وھو یلبی قال ابن حنبل فی حدیثہ قال ھشیم یعنی لیفا **ترجمہ**
عبداللہ بن عباس سے روایت ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وادی ازرق پر گذرے تو پوچھا یہ کون سی وادی ہے
لوگون نے کہا وادی ازرق آپ نے فرمایا گویا مین موسی علیہ السلام کو دیکھ رہا ہون وہ اُتر رہے ہین چوٹی سے
اور آواز سے لبیک پکار رہے ہین پھر آپ ہرشا کی چوٹی (ٹیکری) پر آئے (وہ ایک پہاڑ ہے شام اور مدینہ کے
رستے پر جحفہ کے قریب) آپنے پوچھا یہ کونسی ٹیکری ہے لوگون نے کہا یہ ہرشا کی ٹیکری ہے آپ نے فرمایا گویا مین دیکھ رہا ہون یونس ع

کی تکمیل
بن متی علیہ السلام کو وہ ایک سرخ اونٹنی گٹھی ہوئی پر سوار ہین اور ایک جبہ پہنے ہین بالون کا اونکی اونٹنی خلبہ
کی ہے اور وہ لبیک کہتے ہین ہشیم نے کہا خلبہ سے مراد لیف ہے (یعنے کہجور کے درخت کی چہال) ف
قاضی عیاض نے کہا اکثر روایتون سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پیغمبرون کو معراج
کی رات دیکہا اور یہ امر تصریح کے ساتھہ ابو العالیہ کی روایت مین ابن عباس سے موجود ہے اور ابن مسیب
کی روایت مین ابو ہریرہ سے مگر اوسمین لبیک کہنے کا ذکر نہین ہے اب اگر کوئی کہے کہ یہ پیغمبر تو مر گئے اور
وہ آخرت مین گئے اب لبیک کیسے کہتے ہین اور حج کیسے کرتے ہین وہ تو عمل کرنیکا مقام نہین تو ہمارے مشایخ اور
ہم نے اوس کے کئی جواب نکالے ہین ایک تو یہ کہ پیغمبر شہیدون کی مثل ہین بلکہ اون سے بہی افضل ہین
اور شہید زندہ ہین اپنے پروردگار کے پاس تو کیا بعید ہے کہ وہ حج کرین یا نماز پڑہین جیسے دوسری
حدیث مین وارد ہے اور جہانتک ان سے ہوسکے خدا سے اور نزدیکی حاصل کرین اور گو وہ مر گئے پر ابہی تک
دنیا ہی مین ہین جو عمل کا مقام ہے البتہ جب قیامت ہوجاویگی اور دنیا کی میعاد ختم ہوجاویگی اوسوقت بہی
ختم ہوجاویگا دوسرے یہ کہ آخرت کا عمل ذکر اور دعا ہے فرمایا اللہ تعالے نے دعواهم فيها سبحانك اللهم وتحيتهم فيها
سلام تیسرے یہ کہ شاید یہ خواب ہو کسی اور رات مین سوا معراج کی رات کے جیسے ابن عمر کی روایت مین ہے میں
سوتا تہا کہ مینے اپنے تئین دیکہا کعبہ کا طواف کرتے ہوئے اور بیان کیا قصہ عیسی علیہ السلام کا چوتہی یہ کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پیغمبرون کی زندگی کا حال دکہلا یا گیا بطور تمثیل کے کہ انکا حج کیسا تہا اور لبیک کیونکر
کہتے اسلیے کہ خود آپ نے فرمایا کہ گویا مین دیکہہ رہا ہون موسے علیہ السلام اور گویا مین دیکہہ رہا ہون عیسی
علیہ السلام کو اور گویا مین دیکہہ رہا ہون یونس علیہ السلام کو پانچوین یہ کہ اپنی بابت کیا اس بات کو جو وحی
کی گئی آپ کیطرف ان پیغمبرون کی کیفیت اور حالت سے اگرچہ آپ نے اپنی آنکہ سے انکو نہ دیکہا ہو تمام ہوا
کلام قاضی عیاض کا (نووی) عن ابن عباس قال سرنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم
صلی اللہ علیہ وسلم
بين مكة والمدينة فمررنا بواد فقال اى واد هذا فقالوا وادى الازرق قال فقال كانى
انظر الى موسى عليه السلام فذكر من لونه وشعره شيئا لم يحفظه داؤد واضعا اصبعيه
فى اذنيه له جؤار الى الله بالتلبية مارا بهذا الوادى قال ثم سرنا حتى اتينا على ثنية
فقال اى ثنية هذه قالوا هرشى او لفت فقال كانى انظر الى يونس عليه السلام على
ناقة حمراء عليه جبة صوف خطام ناقته ليف خلبة مارا بهذا الوادى ملبيا ترجمہ

عبداللہ بن عباس سے روایت ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلے مکہ اور مدینہ کے بیچ مین ایک وادی پر گذرے آپنے پوچھا یہ کون سی وادی ہے لوگون نے کہا وادی ازرق آپنے فرمایا گویا مین دیکھ رہا ہون موسیٰ علیہ السلام کو پھر بیان کیا ان کا رنگ اور بالون کا حال جو یاد نہ رہا داؤد بن ابی ہند کو (جو راوی ہی اس حدیث کا) اور انگلیان اپنے کانون مین رکھے ہین اور خدا کو پکار رہے ہین آواز سے لبیک کہکر اس وادی مین سے جا رہے ہین عبداللہ نے کہا پھر ہم چلے یہان تک کہ ایک ٹیکری پر آئے آپنے فرمایا یہ کون سا ٹیکرہ ہے لوگون نے کہا ہرشا کا یا لفت کا آپ نے فرمایا گویا مین دیکھ رہا ہون یونس علیہ السلام کو ایک سرخ اونٹنی پر ایک جبہ صوف کا پہنے ہوئے اور انکی اونٹنی کی نکیل کھجور کے چھال کی ہے اس وادی مین لبیک کہتے ہوئے جا رہے ہین عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَذَكَرُوا الدَّجَّالَ فَقَالَ إِنَّهُ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ قَالَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَمْ أَسْمَعْهُ قَالَ ذَاكَ وَلَكِنَّهُ قَالَ أَمَّا إِبْرَاهِيمُ فَانْظُرُوا إِلَى صَاحِبِكُمْ وَأَمَّا مُوسَى فَرَجُلٌ آدَمُ جَعْدٌ عَلَى جَمَلٍ أَحْمَرَ مَخْطُومٍ بِخُلْبَةٍ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ إِذَا انْحَدَرَ فِي الْوَادِي يُلَبِّي **ترجمہ** مجاہد سے روایت ہے ہم عبداللہ بن عباس کے پاس بیٹھے تھے لوگون نے ذکر کیا دجال کا اور کہا کہ اس کے دونون آنکھون کے بیچ مین کافر کا لفظ لکھا ہوگا ابن عباس نے کہا یہ تو مین نے نہین سنا لیکن آپنے فرمایا ابراہیم تو ایسے ہین جیسے تم اپنے صاحب کو دیکھتے ہو (یعنی میری مشابہ ہین صورت مین) اور موسیٰ ایک شخص ہین گندم رنگ گھونگر بال والے یا گٹھے ہوئے بدن کے سرخ اونٹ پر سوار ہین جسکی نکیل کھجور کی چھال کی ہے گویا مین انکو دیکھ رہا ہون جب اوترتے ہین وادی مین تو لبیک کہتے ہین عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُرِضَ عَلَيَّ الْأَنْبِيَاءُ فَإِذَا مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ ضَرْبٌ مِنَ الرِّجَالِ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ وَرَأَيْتُ عِيسَى بْنَ مَرْيَمَ فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُودٍ وَرَأَيْتُ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا صَاحِبُكُمْ يَعْنِي نَفْسَهُ وَرَأَيْتُ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا دِحْيَةُ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ رُمْحٍ دِحْيَةُ بْنُ خَلِيفَةَ **ترجمہ** جابر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے سامنے لائے گئے پیغمبر تو موسیٰ علیہ السلام تو بیچ بیچ کے آدمی تھے (یعنے نہ بہت موٹے نہ بہت دبلے گول بدن کے تھے) یا ہلکے بدن کے کم گوشت جیسے شنوءہ (ایک قبیلہ ہے) کے لوگ ہوتے ہین اور مین نے دیکھا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو ہین سب سے زیادہ آپکے

مشابہ عروہ بن مسعود کو پاتا ہون اور مین نے دیکھا ابراہیم علیہ السلام کو سب سے زیادہ ان کے مشابہ تمہارے صاحب ہین (آپ نے اپنے تئین فرمایا) اور مین نے دیکھا جبرئیل علیہ السلام کو (آدمی کی صورت مین) سب سے زیادہ مشابہ ان کے دحیہ ہین اور ابن رمحہ کی روایت مین ہے دحیہ بن خلیفہ **عَنْ** اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ اُسْرِیَ بِیْ لَقِیْتُ مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ فَنَعَتَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِذَا رَجُلٌ حَسِبْتُہٗ قَالَ مُضْطَرِبٌ رَجِلُ الرَّاْسِ کَاَنَّہٗ مِنْ رِّجَالِ شَنُوْءَۃَ قَالَ وَ لَقِیْتُ عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ فَنَعَتَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاِذَا رَبْعَۃٌ اَحْمَرُ کَاَنَّمَا خَرَجَ مِنْ دِیْمَاسٍ یَعْنِیْ الْحَمَّامَ قَالَ وَرَاَیْتُ اِبْرٰہِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَاَنَا اَشْبَہُ وَلَدِہٖ بِہٖ قَالَ فَاُتِیْتُ بِاِنَاءَیْنِ فِیْ اَحَدِھِمَا لَبَنٌ وَفِی الْاٰخَرِ خَمْرٌ فَقِیْلَ لِیْ خُذْ اَیَّھُمَا شِئْتَ فَاَخَذْتُ اللَّبَنَ فَشَرِبْتُہٗ فَقَالَ ھُدِیْتَ الْفِطْرَۃَ اَوْ اَصَبْتَ الْفِطْرَۃَ اَمَا اِنَّکَ لَوْ اَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ اُمَّتُکَ **ترجمہ** ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آپکو معراج ہوا کہ مین موسی علیہ السلام سے ملا پھر آپ نے اونکی صورت بیان کی مین خیال کرتا ہون آپ نے یون فرمایا (یہ شک ہے راوی کو) وہ لمبی چھریرے تھے سیدھے بال والے جیسے شنوءۃ کے لوگ ہوتے ہین اور فرمایا کہ مین عیسی علیہ السلام سے ملا پھر آپ نے انکی صورت بیان کی وہ میانہ قامت تھے سرخ رنگ جیسے ابھی کوئی حمام سے نکلا (یعنے ایسے تر و تازہ اور خوش رنگ تھے) اور آپ نے فرمایا مین ابراہیم علیہ السلام سے ملا تو مین انکی اولاد مین سب سے زیادہ اون سے مشابہ ہون

ف ایک روایت مین موسی علیہ السلام کی نسبت ضَرْبٌ کا لفظ آیا ہے یعنی پر گوشت اور دوسری روایت مین مضطرب کا یعنی کم گوشت تو دونون مین تعارض ہوا قاضی عیاض نے کہا کہ مضطرب کی روایت مین راوی کو شک ہے تو صحیح وہی ضرب کی روایت ہے اور نووی نے کہا تعارض نہین اسلیے کہ ضرب کے معنی لغت مین ہلکے کم گوشت کے بھی آئے ہین ایسا ہی ابن سکیت اور صاحب مجمل اور زبیدی اور جوہری نے کہا ہے اور عیسی علیہ السلام کی نسبت اس روایت مین ہے کہ انکا رنگ سرخ تھا اور ابن عمر کی روایت مین ہے کہ وہ گندم رنگ تھے اور بخاری نے ابن عمر سے نقل کیا کہ انہون نے سرخ رنگ کا انکار کیا بلکہ قسم کھائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسی کو سرخ رنگ نہین فرمایا اللہ یہ راوی کا شبہ ہے تو شاید احمر کے لفظ کو حضرت آدم مراد ہو اور گندمی صرف نہ ہو بلکہ گندمی اور سرخ کے بیچ مین ہو اور یہ جو حدیث مین ہے جیسے حمام سے ابھی کوئی نکلا تو یہ دیماس کے لفظ کا ترجمہ ہے اور دیماس دمس سے مشتق ہے جس کے معنی خاک

مین چھپانا اور یہان یا حمام مراد ہے یا غار اور تہ خانہ اور مطلب یہ ہے کہ ان کا رنگ ایسا تھا جیسے ابھی کسی چیز کو اندر سے نکالین جسپر دھوپ نہ پڑی ہو اور گرد و غبار نہ لگا ہو ف آپ نے فرمایا پھر میرے پاس دو برتن لائے گئے ایک مین دودھ تھا اور ایک مین شراب اور مجھ سے کہا گیا جسکو چاہو پسند کرو مین نے دودھ کا برتن لے لیا اور دودھ پیا اوس نے کہا (یعنے اوس فرشتے نے جو یہ دونون برتن لیکر آیا تھا) تمکو راہ ملی فطرت کی یا تم پہونچ گئے فطرت کو (اوسکی تفسیر اوپر گزر چکی) اور جو تم شراب کو اختیار کرتے تو تمہاری امت گمراہ ہو جاتی ہے ف یعنی ساری امت جیسے یہود اور نصاریٰ سب کے سب گمراہ ہوگئے اب نصاریٰ کا یہ حال ہے کہ اون مین بہت فرقے ہین پر جو فرقہ سب مین اچھا خیال کیا جاتا ہے یعنی پروٹسٹنٹ وہ بھی حماقت مین گرفتار ہے اور دین کی پہلی اصل یعنی توحید ہی کو نہین سمجھتا مسلمانون مین اگرچہ بہت گمراہ فرقے ہین اور ہزارون لاکھون اونمین نصاریٰ کیطرح سچی توحید پر قائم نہین شرک مین گرفتار ہین پر ایک فرقہ انکا توحید اور اتباع سنت مین نہایت مضبوط ہے اور وہ ہمیشہ قائم ہے حق پر اگرچہ دین کے دشمن اوس فرقہ کے بھی دشمن ہین پر خدا انکا مددگار ہے عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرَانِىْ لَيْلَةً عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَرَاَيْتُ رَجُلًا اٰدَمَ كَاَحْسَنِ مَا اَنْتَ رَاءٍ مِنْ اُدْمِ الرِّجَالِ لَهُ لِمَّةٌ كَاَحْسَنِ مَا اَنْتَ رَاءٍ مِنَ اللِّمَمِ قَدْ رَجَّلَهَا فَهِىَ تَقْطُرُ مَاءً مُتَّكِئًا عَلٰى رَجُلَيْنِ اَوْ عَلٰى عَوَاتِقِ رَجُلَيْنِ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ فَسَاَلْتُ مَنْ هٰذَا فَقِيْلَ هٰذَا الْمَسِيْحُ بْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ اِذَا اَنَا بِرَجُلٍ جَعْدٍ قَطَطٍ اَعْوَرِ الْعَيْنِ الْيُمْنٰى كَاَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ فَسَاَلْتُ مَنْ هٰذَا فَقِيْلَ هٰذَا الْمَسِيْحُ الدَّجَّالُ ترجمہ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ السلام نے فرمایا مجھکو ایک رات دکھلائی دیا کہ مین کعبے کے پاس ہون مین نے ایک آدمی دیکھا گیہون رنگ جیسے کہ تو نے بہت اچھے گیہون رنگ کے آدمی دیکھے ہون اوسکے کندھون تک بال ہین جیسے تو نے بہت اچھے کندھون تک کے بال دیکھے ہون اور بالون مین کنگھی کی ہے اون مین سے پانی ٹپک رہا ہے (یعنے اون مین تری اور تازگی ایسی ہے جیسے ان بالون مین ہوتی ہے جو پانی سے بھرے ہون یا درحقیقت اون مین سے پانی ٹپکتا ہے) اور تکیہ دیے ہے دو آدمیون پر یا دو آدمیون کے کندھون پر اور طواف کر رہا ہے کعبہ کا مین نے پوچھا یہ کون ہے لوگون نے کہا یہ مسیح ہین بیٹے مریم کے علیہما السلام ف قاضی عیاض نے کہا اگر یہ قصہ بیداری کا ہے تو بھی کوئی اشکال نہین اسلیے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ اور سلامت ہین پھر طواف کرتے ہین کیا استبعاد ہے اور اگر یہ خواب کا قصہ ہے جیسے ابن

ابن عمر کی اور مریٰ یہ روایت تو معلوم ہوتا ہے تو اس میں وہی تاویلات ہیں جو اوپر گذریں اور ظاہر یہی ہے کہ یہ
خواب دیکھنا ہی اس لیے کہ اس میں دجال کا طواف کرنا بھی مذکور ہے حالانکہ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ دجال مکہ
اور مدینہ میں نہیں جاویگا اور ماسوا اسکی روایت میں بھی دجال کے طواف کا ذکر نہیں اور شاید کہ حرمت مکہ اور مدینہ
کی دجال پر اوس زمانے کے ساتھ خاص ہو جب وہ فساد کرے گا اور مسیح حضرت عیسیٰ کو بھی کہتے ہیں اور دجال کو
بھی لیکن حضرت عیسیٰ کو مسیح کہنے کی وجہ میں علماء کو اختلاف ہے واحدی نے کہا ابو عبید اور لیث نے کہا کہ مسیح
کی اصل عبرانی زبان میں مشیحا ہے پھر عربوں نے اسکو بدل کر مسیح کر لیا جیسے موسیٰ کی اصل اسکی عبرانی زبان میں موشی
یا میشا ہے اس صورت میں یہ لفظ مشتق نہ ہوگا لیکن جمہور علماء کے نزدیک یہ مشتق ہے ابن عباس سے منقول ہے
کہ انکو مسیح اس لیے کہتے تھے کہ جب وہ کسی بیمار پر مسح کرتے یعنی ہاتھ پھیرتے تو وہ تندرست ہو جاتا اور ابراہیم
اور ابن اعرابی نے کہا مسیح کہتے ہیں صدیق کو اور بعضوں نے کہا اسلیے کہ انکے تلوے دونوں پاؤں کے صاف اور
برابر تھے بیچ میں گہرا نہ تھا اور بعضوں نے کہا اسلیے کہ وہ اپنی ماں کے پیٹ سے تیل لگے ہوے پیدا ہوئے تھے اور بعضوں
نے کہا اسلیے کہ برکت انپر پھیری گئی تھی جب وہ پیدا ہوئے اور بعضوں نے کہا اسلیے کہ اللہ نے اونپر ہاتھ پھیرا تھا
یعنی خوب صورت پیدا کیا تھا اور اسکے سوا اور وجہیں بھی بیان کی ہیں - اور دجال کو اسلیے مسیح کہتے ہیں کہ اس کی
آنکھ پر مسح کیا گیا ہے یا اسلیے کہ وہ کانا ہے اور کانے کو مسیح کہتے ہیں یا اسلیے کہ وہ ساری زمین پر پھریگا اپنے نکلنے کے
وقت میں (نووی) ف پھر میں نے ایک شخص دیکھا گھونگر بال والا بہت گھونگر داہنی آنکھ کا کانا اسکی
کانی آنکھ جیسے پھولا انگور میں نے پوچھا یہ کون ہے لوگوں نے کہا یہ مسیح دجال ہے (خدا اسکے شر سے ہر مسلمان کو بچا دے)
عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ذَكَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بَيْنَ ظَهْرَانَيِ النَّاسِ
الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَيْسَ بِأَعْوَرَ أَلَا إِنَّ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ أَعْوَرُ عَيْنِ
الْيُمْنَى كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ قَالَ وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَانِي اللَّيْلَةَ
فِي الْمَنَامِ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَإِذَا رَجُلٌ آدَمُ كَأَحْسَنِ مَا تَرَى مِنْ أُدْمِ الرِّجَالِ تَضْرِبُ لِمَّتُهُ بَيْنَ
مَنْكِبَيْهِ رَجِلُ الشَّعْرِ يَقْطُرُ رَأْسُهُ مَاءً وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلَى مَنْكِبَيْ رَجُلَيْنِ وَهُوَ بَيْنَهُمَا يَطُوفُ
بِالْبَيْتِ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا قَالُوا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَرَأَيْتُ وَرَاءَهُ رَجُلًا جَعْدًا قَطَطًا أَعْوَرَ عَيْنِ
الْيُمْنَى كَأَشْبَهِ مَنْ رَأَيْتُ مِنَ النَّاسِ بِابْنِ قَطَنٍ وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلَى مَنْكِبَيْ رَجُلَيْنِ يَطُوفُ
بِالْبَيْتِ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا قَالُوا هَذَا الْمَسِيحُ الدَّجَّالُ ترجمہ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے ایکدن لوگون کے بیچ مین مسیح دجال کا ذکر کیا تو فرمایا کہ اللہ جل جلالہ کانا نہین ہے (یعنی
معاذ اللہ اوسکی تو آنکھین صحیح اور سالم مین اور ہر طرح کے عیب اور نقص سے اور وہ پاک ہے ہر طرح کے خلل اور
نقصان سے) اور مسیح دجال کانا ہے داہنی آنکھہ کا اوسکی گویا آنکھہ جیسے پہولا انگور (بس یہی ایک کہلی
نشانی ہے اس بات کی کہ وہ مردود جھوٹا ہے خدائی کے دعوی مین) آپنے فرمایا ایک رات خواب مین مین نے کعبے
کے پاس دیکھا ایک شخص گیہوان رنگ جیسے بہت اچھا کوئی گیہوان رنگ کا آدمی اوس کے بال مونڈہون تک تھے
اور بالون مین کنگھی کی ہوئی تھی سر مین سے پانی ٹپک رہا تہا اور اپنے دونون ہاتھہ آدمیون کے مونڈہون پر
رکہے ہوئے طواف کر رہا تہا خانہ کعبہ کا مین نے پوچہا یہ شخص کون ہے لوگون نے کہا یہ مسیح ابن مریم ہے یعنی علیہما السلام
اور ان کے پیچہے مین نے اور ایک شخص دیکھا جو سخت گہونگر بال والا اور داہنی آنکھہ کا کانا تہا مین نے جو لوگ دیکھے
ہین اون سب مین ابن قطن اوس سے زیادہ مشابہ ہے وہ بھی اپنے دونون ہاتھہ دو آدمیون کے مونڈہون پر رکہے
ہوئے طواف کر رہا تہا مین نے پوچہا یہ کون ہے لوگون نے کہا کہ یہ مسیح دجال ہے **عن ابن عمر**
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَاَيْتُ عِنْدَ الْكَعْبَةِ رَجُلًا اٰدَمَ سَبِطَ الرَّاْسِ وَاضِعًا
يَدَيْهِ عَلٰى رَجُلَيْنِ يَسْكُبُ رَاْسُهٗ اَوْ يَقْطُرُ رَاْسُهٗ فَسَاَلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالُوْا عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ
اَوِ الْمَسِيْحُ بْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا يَدْرِيْ اَيَّ ذٰلِكَ قَالَ قَالَ وَرَاَيْتُ وَرَاءَهٗ رَجُلًا اَحْمَرَ جَعْدَ الرَّاْسِ
اَعْوَرَ الْعَيْنِ الْيُمْنٰى اَشْبَهُ مَنْ رَاَيْتُ بِهِ ابْنُ قَطَنٍ فَسَاَلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالُوا الْمَسِيْحُ الدَّجَّالُ ترجمہ
عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین نے کعبے کے پاس ایک شخص کو دیکھا جو گندم
رنگ تہا اوسکے بال لٹکے ہوئے تہے دونون ہاتہ دو آدمیون کے مونڈہون پر رکہے تہا اور اسکے سر مین سے پانی
بہ رہا تہا مین نے پوچہا یہ کون ہے لوگون نے کہا یہ عیسی ہین مریم کے بیٹے یا یون کہا مسیح ابن مریم ہے یہ معلوم
نہین کون سا لفظ کہا پھر اونکے پیچہے مین نے اور ایک شخص دیکھا سرخ رنگ گھونگر بال والا داہنی آنکہ کا کانا
سب سے زیادہ مشابہ اوس سے قطن کا بیٹا ہے مین نے پوچہا یہ کون ہے انہون نے کہا یہ مسیح دجال ہے **عن**
جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا كَذَّبَنِيْ قُرَيْشٌ قُمْتُ فِي الْحِجْرِ فَجَلَّى اللّٰهُ لِيْ
بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَطَفِقْتُ اُخْبِرُهُمْ عَنْ اٰيَاتِهٖ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلَيْهِ ترجمہ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قریش کے لوگون نے مجھے جھٹلایا تو مین حطیم مین کھڑا ہوا اور اللہ تعالی
نے میرے سامنے کر دیا بیت المقدس کو مین نے اوسکی نشانیان قریش کو بتلانی شروع کین اور مین دیکہہ رہا تہا

اوسکو (یعنے بیت المقدس کو) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِيْ اَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ فَاِذَا رَجُلٌ اٰدَمُ سَبْطُ الشَّعْرِ بَيْنَ رَجُلَيْنِ يَنْطِفُ رَأْسُهٗ مَاءً اَوْ يُهَرَاقُ رَأْسُهٗ مَاءً قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا هٰذَا ابْنُ مَرْيَمَ ثُمَّ ذَهَبْتُ اَلْتَفِتُ فَاِذَا رَجُلٌ اَحْمَرُ جَسِيْمٌ جَعْدُ الرَّأْسِ اَعْوَرُ الْعَيْنِ كَاَنَّ عَيْنَهٗ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا الدَّجَّالُ اَقْرَبُ النَّاسِ بِهٖ شَبَهًا ابْنُ قَطَنٍ ترجمہ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہی مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے مین سو رہا تہا اتنے مین مینے اپنے تئین دیکھا طواف کر رہا ہون خانہ کعبہ کا اور ایک شخص کو دیکھا جو گندم رنگ تہا اوسکے بال چھٹے ہوے تھے سر سے پانی ٹپک رہا تہا یا بہ رہا تہا مینے پوچھا یہ کون ہی لوگون نے کہا یہ مریم کے بیٹے ہین پہر مین چلا اور طرف دیکھنے لگا تو ایک شخص کو دیکھا سرخ رنگ موٹا داہنی آنکھہ کا کانا گویا اوسکی آنکھہ پہولا انگور ہے مین نے کہا یہ کون ہی انہون نے کہا یہ دجال ہی سب لوگون مین اوس سے زیادہ مشابہ ابن قطن ہے عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ رَأَيْتُنِيْ فِي الْحِجْرِ وَقُرَيْشٌ تَسْأَلُنِيْ عَنْ مَسْرَايَ فَسَأَلَتْنِيْ عَنْ اَشْيَاءَ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ لَمْ اُثْبِتْهَا فَكُرِبْتُ كُرْبَةً مَا كُرِبْتُ مِثْلَهٗ قَطُّ قَالَ فَرَفَعَهُ اللّٰهُ لِيْ اَنْظُرُ اِلَيْهِ مَا يَسْأَلُوْنِيْ عَنْ شَيْءٍ اِلَّا اَنْبَأْتُهُمْ بِهٖ وَقَدْ رَأَيْتُنِيْ فِيْ جَمَاعَةٍ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ فَاِذَا مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ قَائِمٌ يُصَلِّيْ فَاِذَا رَجُلٌ ضَرْبٌ جَعْدٌ كَاَنَّهٗ مِنْ رِجَالِ شَنُوْءَةَ وَاِذَا عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَائِمٌ يُصَلِّيْ اَقْرَبُ النَّاسِ بِهٖ شَبَهًا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ الثَّقَفِيُّ وَاِذَا اِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَائِمٌ يُصَلِّيْ اَشْبَهُ النَّاسِ بِهٖ صَاحِبُكُمْ يَعْنِيْ نَفْسَهٗ فَحَانَتِ الصَّلٰوةُ فَاَمَمْتُهُمْ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنَ الصَّلٰوةِ قَالَ لِيْ قَائِلٌ يَا مُحَمَّدُ هٰذَا مَالِكٌ صَاحِبُ النَّارِ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَالْتَفَتُّ اِلَيْهِ فَبَدَأَنِيْ بِالسَّلَامِ ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین نے اپنے تئین دیکھا حطیم مین اور قریش مجھسے میرے سیر کا حال پوچھہ رہے تھے (یعنے معراج کا) تو اونہون نے بیت المقدس کی کئی چیزین پوچھین جنکو مین بیان نہ کرسکا مجھے بڑا رنج ہوا ایسا رنج کبھی نہین ہوا تہا پھر اللہ تعالی نے بیت المقدس کو اوٹہا کر میرے سامنے کر دیا مین اسکو دیکھنے لگا اب جو بات وہ پوچھتے تھے مین بتا دیتا تہا اور مین نے اپنے تئین پیغمبرون کی جماعت مین پایا دیکھا تو موسی علیہ السلام کھڑے ہوئے نماز پڑہ رہے ہین وہ ایک شخص ہین میانہ تن دو رش کے اور گٹھے ہوئے جسم کے جیسے شنوءہ کے لوگ ہوتے ہین اور دیکھا عیسی بن مریم علیہ السلام کو وہ بھی کھڑے ہوئے نماز پڑہ رہے ہین سب سے زیادہ مشابہ اونکے مین عروہ بن مسعود ثقفی کو

بیناً ن
فقلت ن
کرہا ن
نسخہ صلی اللہ علیہ وسلم ن

پاتا ہون اور دیکہا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کہڑے ہوئے نماز پڑہ رہے ہین سب سے زیادہ مشابہ اون کے تمہارے
صاحب ہین آپ نے اپنے تئین فرمایا پہر نماز کا وقت آیا تو مین نے امامت کی (اور سب پیغمبرون نے میرے
پیچہے نماز پڑہی) جب مین نماز سے فارغ ہوا تو ایک بولنے والا بولا اے محمد یہ مالک ہے جہنم کا داروغہ اس کو سلام
کرو مین نے اوس کیطرف دیکہا تو اس نے خود پہلے سلام کیا **ف** قاضی عیاض نے کہا ان پیغمبرون کی
نماز مین جو گفتگو تہی اوسکو اوپر ہم بیان کر چکے ہین اور کبہی نماز سے ذکر اور دعا مراد ہوتی ہے یا ادر کوئی آخرت
کا عمل اب اگر کوئی کہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسی کو قبر مین نماز پڑہتے دیکہا اور پہر بیت
المقدس مین انکے ساتہہ نماز پڑہی پہر آسمان پر اون سے ملے یہ کیسے ہو سکتا ہے تو اسکا جواب یہ ہے قبر مین جو
آپ نے دیکہا یہ تو معراج سے پہلے تہا اور بیت المقدس مین انکے ساتہہ نماز پڑہی معراج کی رات مین پہر حضرت
موسی آپ سے پہلے آسمان پر چلے گئے یا یہ نماز آسمانون سے لوٹنے کے بعد پڑہی ہو واللہ اعلم **عن**
عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا اُسْرِیَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُنْتُهِیَ بِهٖ اِلٰی سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی وَهِیَ
فِی السَّمَاءِ السَّادِسَةِ اِلَیْهَا یَنْتَهِیْ مَا یُعْرَجُ بِهٖ مِنَ الْاَرْضِ فَیُقْبَضُ مِنْهَا وَاِلَیْهَا یَنْتَهِیْ مَا یُهْبَطُ
بِهٖ مِنْ فَوْقِهَا فَیُقْبَضُ مِنْهَا قَالَ اِذْ یَغْشَی السِّدْرَةَ مَا یَغْشٰی قَالَ فَرَاشٌ مِّنْ ذَهَبٍ قَالَ فَاُعْطِیَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا اُعْطِیَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ وَاُعْطِیَ خَوَاتِیْمَ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ
وَغُفِرَ لِمَنْ لَّمْ یُشْرِكْ بِاللّٰهِ مِنْ اُمَّتِهٖ شَیْئًا الْمُقْحِمَاتُ **ترجمہ** عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے جب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوا تو آپ سدرة المنتہی تک پہونچے اور وہ چہٹے آسمان مین ہے **ف** نووی نے کہا
سب نسخون مین یون ہی ہے کہ سدرة المنتہی چہٹے آسمان مین ہے لیکن اوپر گذرا انس کی روایات مین کہ سدرة
المنتہی ساتوین آسمان کے اوپر ہے قاضی عیاض نے کہا یہی صحیح ہے اور اکثر کا قول یہی ہے اور ممکن ہے جمع
کرنا دونون روایتون مین اس طرح کہ سدرة المنتہی کی جڑ چہٹے آسمان مین ہو اور ڈالیان اوسکی ساتوین آسمان کے
اوپر ہون اسلیے کہ وہ نہایت بڑا درخت ہے اور خلیل نے کہا سدرة المنتہی ایک درخت ہے ساتوین آسمان مین
جو سایہ کیے ہے آسمانون پر اور جنت پر **ف** زمین سے جو چڑہتا ہے وہ یہین آنکر ٹہر جاتا ہے پہر لیا جاتا ہے
اور جو اوپر سے اوترتا ہے وہ بہی یہین ٹہر جاتا ہے پہر لیا جاتا ہے فرمایا اللہ تعالی نے جب سدرة المنتہی کو ڈہانپتی
تہین وہ چیزین جو ڈہانپتی تہین عبد اللہ نے کہا یعنی پتنگے سونیکے پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہان تین
چیزین دی گئین ایک تو پانچ نمازین دوسرے سورہ بقر کی اخیر آیتین تیسرے اللہ نے بخشدیا اُنکی امت مین سے اس

شخص کو شرک کرے اللہ کے ساتھ باقی تمام تباہ کرنیوالے گناہوں کو **ف** یعنے اور بڑے بڑے
کبیرہ گناہوں کو اور مطلب یہ ہے کہ جو شخص اس امت میں سے مرے اور وہ شرک میں گرفتار نہو تو وہ ہمیشہ جہنم
مین نرہیگا ملکہ کبھی نہ کبھی ضرور بخشا جاویگا اور یہ مراد نہیں ہے کہ اسکو عذاب بالکل نہ ہوگا کیونکہ اور نصوص شرعیہ
اور اجماع امت سے یہ امر ثابت ہوچکا ہے کہ بعض موحدین کو جو گنہگار ہونگے عذاب دیا جاویگا اور احتمال ہے
کہ یہاں بعضے خاص لوگ مراد ہوں جنکے سب گناہ بخشدیے جاوینگے اور انکو بالکل عذاب نہ ہوگا۔ یا اللہ تو اپنی
عنایت اور کرم سے ہمکو ان لوگوں میں کردے اور ہمارے گناہوں کو بخشدے اور جیسا تونے ابتک ہمکو شرک
سے بچایا ہے ویسا ہی خاتمہ بھی ہمارا توحید پر کر اور مت مبتلا کر ہمکو شرک مین بیشک تو سب اختیار رکھتا
ہے **باب** معنی قول اللہ عز وجل ولقد راٰہ نزلۃ اخری وھل رای النبی صلی اللہ علیہ
وسلم ربہ لیلۃ الاسراء **ترجمہ** اس باب مین یہ بیان ہے کہ ولقد راٰہ نزلۃ اخری سے کیا مراد ہے اور رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حقتعالی جلشانہ کو معراج کی رات مین دیکھا تھا یا نہیں **ف** قاضی عیاض نے
کہا سلف اور خلف نے اختلاف کیا ہے اس امر مین کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی جلشانہ
کو معراج کی رات مین دیکھا تھا یا نہیں تو حضرت عائشہ نے انکار کیا ہے دیکھنے کا جیسے خود اس کتاب
مین انسے روایت ہے اور ایسا ہی منقول ہے ابو ہریرہ اور ایک جماعت صحابہ سے اور وہی مشہور ہے ابن مسعود
سے اور اسیطرف گئی ہے ایک جماعت محدثین کی اور متکلمین کی اور ابن عباس سے یوں روایت ہے کہ
آپنے اللہ تعالی کو اپنی آنکھ سے دیکھا اور ایسا ہی منقول ہے ابو ذر اور کعب سے اور حسن بصری اس بات کی قسم کھاتے
تھے اور ایسا ہی مروی ہے ابن مسعود اور ابو ہریرہ اور امام احمد بن حنبل سے اور اصحاب مقالات نے امام ابو
الحسن اشعری اور انکی صحابہ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے اللہ کو دیکھا اور ہمارے بعضے مشایخ نے اس مسئلہ مین
توقف کیا ہے اور کہا ہے کہ دیکھنے پر کوئی صاف دلیل نہیں لیکن دیکھنا جائز ہے کیونکہ اللہ تعالی کا دیدار دنیا
مین ممکن ہے اور حضرت موسی کا درخواست کرنا دیدار کے لیے یہی دلیل ہے امکان کی اسلیے کہ نبی اس امر کی
درخواست کیسے کریگا جو اللہ تعالی کی نسبت محال ہے اور اختلاف کیا ہے علماء نے کہ حضرت موسی علیہ السلام
نے حقتعالی کو دیکھا یا نہیں اور قاضی ابو بکر نے کہا کہ حضرت موسی اور ہمارے پیغمبر علیہما السلام دونوں نے
حق تعالی کو دیکھا ہے اسیطرح علماء نے اختلاف کیا ہے اس مسئلے مین کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
نے حق تعالی سے کلام کیا ہے معراج کی رات کو بلا واسطہ یا نہیں اور اشعری اور ایک جماعت متکلمین

کے نزدیک کلام کیا ہے اور بعضون نے اس قول کی نسبت ودی جعفر بن محمد اور ابن مسعود اور ابن عباس کیطرف اسی طرح علمار نے اختلاف کیا ہے اس آیت کے معنون مین ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی یعنے پہر نزدیک ہوا اور اوترآیا اور بعضون سے کہا یہ نزدیک ہو جبرئیل علیہ السلام سی ہے یا سدرۃ المنتہی سے اور ابن عباس اور حسن اور محمد بن کعب اور جعفر بن محمد وغیرہم سے منقول ہی کہ یہ نزدیک ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خدای عز وجل سے ہے اس صورت مین نزدیک ہونے کی تاویل کرنا پڑے گی اور مراد قرب سے یہ ہوگی کہ خدا کی بزرگی آپ پر ظاہر ہوئی اور انوار معرفت کہل گئے اور غیب کے اسرار معلوم ہوگئے اور قاب قوسین او ادنیٰ کی بہی تاویل کرنا ہوگی اور ایسی ہی تاویل کیجاوے گی اوس حدیث مین کہ جو شخص ایک بالشت مجہسے نزدیک ہوتا ہے مین ایک ہاتہ اس سی نزدیک ہو جاتا ہون تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا اور لیکن صاحب تحریر نے تو یہی اختیار کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدای عز وجل کو دیکہا اور کہا کہ اس امر پر بہت سی دلیلین ہین پر ہم اونہی سے حجت لاتے ہین جو قوی ہین ایک حدیث ہی ابن عباس کی انہون سے کہا کیا تم تعجب کرتے ہو اس بات سی کہ خلت ابراہیم کیلئے ہو اور کلام موسی کو اور دیدار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اور عکرمہ سی روایت ہی ابن عباس سے سوال ہوا کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکہا ہی انہون سے کہا ہان اور شعبہ سی باسناد منقول ہی اونہون نے قتادہ سی اونہون نے انس سی کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکہا اور حسن قسم کہاتے تہے اس بات پر کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکہا ہے اور اصل اس باب مین حدیث ہی ابن عباس کی اور ابن عباس عالم ہین اس امت کے اور مشکل مسائل مین لوگ ان کیطرف رجوع کرتے تہے ابن عمر نے اس مسئلے مین انہی کیطرف رجوع کیا اور اون سے پوچہا بہیجا کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکہا ہی اونہون نے کہا ہان دیکہا ہے اور حدیث حضرت عائشہ کی ضرر نہین کرتی کیونکہ حضرت عائشہ نے یون نہین کہا کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی سنا آپ فرماتے تہے مین نے نہین دیکہا اپنے پروردگار کو بلکہ اونہون نے اپنی رائے بیان کی ان آیتون پر خیال کرکے وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا اور لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ اور صحابی جب کوئی بات کہے اور دوسرے صحابہ اسکے مخالف ہون تو اسکا قول حجت نہین ہے اور جب صحیح ہو گئین روایتین ابن عباس سے دیدار کے اثبات مین تو ضرور ہی ثابت کرنا اسکا اسلیے کہ یہ امر عقل سے معلوم نہین ہو سکتا بلکہ ضرور ہی سننا شارع سی اور یہ کوئی نہ سمجہے کہ ابن عباس نے اپنی ہی رای سی یا اجتہاد سی دیدار کا ثبوت کیا معمر بن راشد نے کہا جب اختلاف بیان کیا گیا حضرت عائشہ اور ابن عباس کا رویت الہی میں

کہ ہمارے نزدیک حضرت عائشہ ابن عباس سے علم مین زیادہ نہین ہین اور ابن عباس ثابت کرتے ہین ایک امر کو جسکو
نفی کی اورون نے اور ثابت کرنیوالا مقدم ہے نفی کرنیوالے پر تمام ہوا کلام صاحب التحریر کا اور حاصل یہ ہے کہ اکثر علماء کے نزدیک ترجیح اسی کو ہے کہ رسول اللہ صلعم
نے اپنے رب کو اپنی دونون آنکھون سے دیکھا معراج کی رات کو اور دلیل اسکی وہی حدیثین ہین ابن عباس وغیرہ کی اور ثابت ہے کہ ابن عباس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے سنکر یہہ کہا ہوگا اسمین کوئی شک نہین ہے حضرت عائشہ رضہ نے جو اسکی نفی کی تو وہ کسی حدیث سے نہین کی اور اگر انکے پاس کوئی حدیث ہوتی
تو وہ بیان کرتین بلکہ اونہون نے استنباط کیا آیات سے اور ان کا مطلب آگے ہم بیان کرینگے یہ جو حضرت عائشہ
دلیل لائین اس آیت سے لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ اسکا جواب تو ظاہر ہے کیونکہ ادراک کہتے ہین احاطہ کو اور اللہ تعالی
کا احاطہ کوئی نہین کرسکتا اور جب نص سے احاطہ کی نفی نکلی تو اس سے رویت کی نفی نہین نکلتی جو بغیر احاطہ
کے ہو اور لوگون نے بھی جواب دیے ہین اس آیت کے مگر اون کے بیان کرنے کی ضرورت نہین یہ جواب مختصر
اور عمدہ ہے جو ہم نے بیان کیا اور دوسری دلیل انکی اس آیت سے وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ
وَّرَآئِ حِجَابٍ پر اسکا جواب کئی طرح سے ہے ایک تو یہ کہ روایت کے وقت کلام کا ہونا ضرور نہین تو جائز ہے رویت
بغیر کلام کے دوسرے یہ کہ اس عام مین سے ہمارے پیغمبر خاص کیے گئے ہین تیسرے یہ کہ وحی سے مراد کلام
ہے بغیر واسطے کے اگرچہ جمہور یون کہتے ہین کہ وحی سے اس جگہ الہام یا خواب مراد ہے اور حجاب کے یہ معنی ہین کہ خدا
تعالی صاف کھلم کھلا بات نہین کرتا بلکہ وہ خدا کا کلام سنتے ہین اور اسکو دیکھتے نہین حجاب سے یہ غرض
نہین کہ وہان کوئی پردہ ہے جو جدا کرتا ہے ایک مقام کو دوسرے مقام سے انتہی ما قال النووی مختصرًا مولانا
ابو الطیب نے سراج الوہاج مین لکھا ہے کہ مجھے جو اس مقام مین معلوم ہوا وہ یہ ہے کہ اس مسئلہ مین خاموشی بہتر
ہے اور غور و خوض کرنا اچھا نہین اسلیے کہ قرآن کی آیتین محتمل ہین اور جب احتمال ہو تو استدلال نہین
ہوسکتا اور جسنے رویت کو ثابت کیا ہے وہ قرآن سے ثابت کرتا ہے حالانکہ قرآن کا حال یہ ہے کہ وہ محتمل ہے اور
ابن عباس کوئی مرفوع حدیث اس باب مین نہین لائے بلکہ انہون نے استدلال کیا آیات سے تو یہ بھی ان کا
اجتہاد ہوا اور اجتہاد کسیکا حجت نہین جب تک اوسپر دلیل نہ ہو اور حضرت عائشہ بھی دلیل لائین اجتہاد سے
اور ان کا استدلال زیادہ واضح ہے اور ایک روایت مین صراحتًا یہ امر ثابت ہے مسروق
سے کہ حضرت عائشہ نے کہا مین سب سے پہلے اس آیت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا
آپ نے فرمایا مراد اوس سے جبرئیل ہین انتہی اس سے صاف معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اس آیت کی تفسیر کی ساتھ جبرئیل علیہ السلام کے تو اب اس سے پھیرنے کے لیے کوئی دلیل چاہیے

اس لیے ٹھیک یہی ہے کہ توقف کیا جاوے جب تک دلیل قائم نہ ہو اور مین یہ نہین کہتا کہ دیدار الٰہی جائز نہین بلکہ
کلام اسمین ہو کہ آیا دیدار ہوا یا نہین اور حدیث موقوف اس باب مین حجت نہین ہو سکتی جب اوس کے خلاف
دوسری حدیث موقوف ہو اور یہہ مسئلہ عقل اور اجتہاد سے معلوم نہین ہو سکتا بلکہ سماع چاہیے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور یہان پر کوئی سماع مرفوع نہین ہے انتہی مختصرا عن الشیبانی
قال سألت زر بن حبیش عن قول اللہ تعالے فکان قاب قوسین او ادنی قال اخبرنی
ابن مسعود ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رای جبریل علیہ السلام له ست مائة
جناح ترجمہ سلیمان شیبانی سے روایت ہے مین نے زر بن حبیش سے پوچھا اس آیت کو فکان قاب
قوسین او ادنی یعنی پھر رہ گیا فرق دو کمان کا یا اس سے بہی نزدیک اونہون نے کہا مجھ سے عبد اللہ
بن مسعود رضی اللہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کو دیکھا اون کے
چھ سو بازو تھے ف یعنی اون کی اصلی صورت پر دیکھا ورنہ اور شکلون سے تو ان کو اکثر آپ دیکھا کرتے
تھے عبد اللہ بن مسعود بہی جو اس حدیث کے راوی ہین بڑے عالم ہین اس امت کے تو معارض ہوا انکا
قول عبد اللہ بن عباس کے قول سے نووی نے کہا عبد اللہ بن مسعود کا یہی مذہب ہے کہ مراد اس آیت سے
جبرئیل ہین لیکن اکثر مفسرین اسطرف گئے ہین کہ مراد دیکھنے سے دیکھنا حق سبحانہ وتعالی کا ہے پہر ان
لوگون نے اختلاف کیا ہے بعضون نے کہا آپنے پروردگار کو اپنے دل کی آنکھ سے دیکھا اور بعضون
نے کہا ظاہر کی دونون آنکھون سے دیکھا امام ابو الحسن واحدی نے کہا یہہ بیان ہو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے دیدار الٰہی کا معراج کی رات مین ابن عباس اور ابو ذر اور ابراہیم تیمی نے کہا کہ آپنے
خدا تعالی کو اپنے دل ہی سے دیکھا اور یہ دیکھنا درحقیقت صحیح دیکھنا تہا اسطرح کہ اللہ تعالی نے ایک آنکھ آپکے
دل مین پیدا کر دی یا دیکھنے کی قوت دل مین ڈالدی اور آپنے دیکھ لیا جیسے آنکھ سے دیکھتے ہین اور
ایک جماعت مفسرین کی اس طرف گئی ہے کہ آپ نے انہی ظاہری آنکھون سے خدا تعالی کو دیکھا اور
یہی قول ہے انس اور عکرمہ اور حسن اور ربیع کا (نووی) عن عبد اللہ قال ما کذب
الفواد ما رای قال رای جبریل له ست مائة جناح ترجمہ عبد اللہ بن مسعود نے
کہا یہ جو حق تعالے نے فرمایا ما کذب الفواد ما رای یعنے جھوٹھ نہ دیکھا دل نے جو دیکھا مراد اس سے
جبرئیل علیہ السلام کا دیکھنا ہے آپ نے دیکھا اون کو اون کے چھ سو (۶۰۰) بازو تھے

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی قَالَ رَاٰی جِبْرِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ
فِیْ صُوْرَتِہٖ لَہٗ سِتُّمِائَۃِ جَنَاحٍ ترجمہ عبد اللہ بن مسعود نے کہا یہ جو حق تعالیٰ نے فرمایا لقد رای من
اٰیٰتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی بیشک دیکھیں اپنے رب کی بڑی نشانیاں مراد اس سے یہ ہے کہ آپ نے دیکھا جبرئیل
علیہ السلام کو انکی اصلی صورت میں چھ سو بازو تھے اون کے عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ
وَلَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَۃً اُخْرٰی قَالَ رَاٰی جِبْرِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت
ہے اس آیت کی تفسیر میں ولقد راٰہ نزلۃ اخری یعنے دیکھا انکو دوسرے اوتار میں کہ دیکھا آپ نے
جبرئیل علیہ السلام کو ف نووی نے کہا یہ جو عبد اللہ بن مسعود اور ابو ہریرہ نے کہا ایسا ہی منقول
ہے بہت سلف سے اور یہی روایت ہے ابن عباس اور ابن زید اور محمد بن کعب اور مقاتل بن حیان
سے اور ضحاک نے کہا کہ مراد سدرۃ المنتہی کا دیکھنا ہے اور بعضوں نے کہا کہ رفرف سبز کا اور داحدی
نے کہا کہ اکثر علماء نے یوں کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل ؑ کو اون کی اصلی صورت
میں دیکھا اور یہی مراد ہے آیت سے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَاٰہُ بِقَلْبِہٖ ترجمہ ابن عباس
سے روایت ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا اپنے دل سے عَنِ ابْنِ
عَبَّاسٍ قَالَ مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی وَلَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَۃً اُخْرٰی قَالَ رَاٰہُ بِفُؤَادِہٖ مَرَّتَیْنِ
ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے ما کذب الفؤاد ما راٰی ولقد راٰہ نزلۃ اخرٰی کی تفسیر میں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو اپنے دل سے دو بار دیکھا ف تو ابن عباس کا یہی
قول ہے کہ مراد ان آیتوں میں دیدار الٰہی ہے اور اوپر اسکی تفصیل گذر چکی عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ
کُنْتُ مُتَّکِئًا عِنْدَ عَائِشَۃَ فَقَالَتْ یَا اَبَا عَائِشَۃَ ثَلٰثٌ مَنْ تَکَلَّمَ بِوَاحِدَۃٍ مِنْھُنَّ فَقَدْ
اَعْظَمَ عَلَی اللّٰہِ الْفِرْیَۃَ قُلْتُ مَا ھُنَّ قَالَتْ مَنْ زَعَمَ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاٰی رَبَّہٗ
فَقَدْ اَعْظَمَ عَلَی اللّٰہِ الْفِرْیَۃَ قَالَ وَکُنْتُ مُتَّکِئًا فَجَلَسْتُ فَقُلْتُ یَا اُمَّ
الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْظِرِیْنِیْ وَلَا تَعْجَلِیْنِیْ اَلَمْ یَقُلِ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ وَلَقَدْ رَاٰہُ بِالْاُفُقِ الْمُبِیْنِ وَلَقَدْ
رَاٰہُ نَزْلَۃً اُخْرٰی فَقَالَتْ اَنَا اَوَّلُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ سَاَلَ عَنْ ذٰلِکَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّمَا ھُوَ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَمْ اَرَہٗ عَلٰی صُوْرَتِہِ الَّتِیْ خُلِقَ عَلَیْھَا
غَیْرَ ھَاتَیْنِ الْمَرَّتَیْنِ رَاَیْتُہٗ مُنْھَبِطًا مِنَ السَّمَآءِ سَادًّا عِظَمُ خَلْقِہٖ مَا بَیْنَ السَّمَآءِ اِلَی الْاَرْضِ

فقالت اولم تسمع ان اللہ عزوجل یقول لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار وھو اللطیف الخبیر اولم تسمع ان اللہ یقول وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من ورای حجاب او یرسل رسولا الی قولہ انہ علی حکیم قالت ومن زعم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتم شیئا من کتاب اللہ فقد اعظم علی اللہ الفریۃ واللہ یقول یایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ قالت ومن زعم انہ یخبر بما یکون فی غد فقد اعظم علی اللہ الفریۃ واللہ یقول قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ ترجمہ مسروق سے روایت ہے مین تکیہ لگائے ہوے تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس انہون نے کہا اے ابو عائشہ (یہ کنیت ہے مسروق) کی تین باتین ہین جو کوئی اون کا قائل ہو اوس نے بڑا جھوٹ باندھا خدا پر مین نے کہا وہ تین باتین کون سی ہین انہون نے کہا (ایک تو یہ ہے) جو کوئی سمجھے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا اوس نے بڑا جھوٹ باندھا مسروق نے کہا مین تکیہ لگائے تھا یہ سنکر مین بیٹھ گیا اور مین نے کہا اے ام المومنین ذرا مجھے بات کرنے دو اور جلدی مت کرو کیا اللہ تعالے نے نہین فرمایا ولقد راٰہ بالافق المبین ولقد راٰہ نزلۃ اخری حضرت عائشہ نے کہا اس امت مین سب سے پہلے مین نے ان آیتون کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ نے فرمایا مراد ان آیتون مین حضرت جبرئیل علیہ السلام ہین مین نے ان کو انکی اصلی صورت پر نہین دیکھا سوا دو بار کے جنکا ذکر ان آیتون مین ہے مین نے دیکھا انکو وہ اتر رہے تھے آسمان سے اور ان کے تن و توش کی بڑائی نے آسمان سے زمین تک روک دیا تھا پھر حضرت عائشہ نے کہا کیا تو نے نہین سنا اللہ تعالی فرماتا ہے لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار وھو اللطیف الخبیر کیا تو نے نہین سنا اللہ تعالے فرماتا ہے ما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من ورای حجاب او یرسل رسولا علی حکیم تک **ف** پہلی آیت سورہ انعام مین ہے (۱۳) رکوع مین ترجمہ اسکا یہ ہے اسکو نہین پا سکتین آنکھین اور وہ پا سکتا ہے آنکھون کو اور وہ بھید جانتا ہے خبردار۔ اور دوسری آیت شوری (۵) رکوع مین ہے ترجمہ پوری آیت کا یہ ہے اور کسی آدمی کی حد نہین کہ

عزوجل

اوس سے باتین کرے اللہ مگر اشارے سے یا پردے کے پیچھے سے یا بھیجے کوئی پیغام لانیوالا پھر پہونچا دے
وہ اس کے حکم سے جو چاہے وہ سب سے اوپر ہے حکمتون والا ۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یون
کہنا درست ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور مطرف بن عبد اللہ نے ایسا کہنا مکروہ جانا ہے اور کہا ہے
یون کہو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور درست کہو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پر مطرف کا یہ قول مخالف ہے صحابہ اور تابعین
کے فعل کے اور صحیح اور مختار یہی ہے کہ دونون طرح کہنا درست ہے اور یہی قول ہے ائمہ سلف اور خلف کا
اور خود قرآن مین موجود ہے وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ اور صحیح مسلم مین ابوذر سے روایت
ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا اور جس
نے اسکا انکار کیا اوسکے پاس کوئی دلیل نہین ہے (نووی) ف (دوسری یہ ہے) جو کوئی
خیال کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی کتاب مین سے کچھ چھپا لیا تو اس نے بڑا جھوٹ
باندھا خدا پر اللہ فرماتا ہے يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ
یعنے اے پیغام پہونچانے والے پہونچا دے جو اترا تجھپر تیرے رب کے پاس سے اور جو تو ایسا نہ
کرے تو تو نے پیغام نہین پہونچایا (تیسرے یہ ہے) جو کوئی کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کل ہونیوالی بات جانتے تھے یعنے آیندہ کا حال) تو اس نے بڑا جھوٹ باندھا اللہ پر اللہ خود فرماتا
ہے کہہ دے اے محمد آسمانون اور زمین مین کوئی غیب کی بات نہین جانتا سوا خدا کے ف
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غیب کا علم خدا ہی سے خاص ہے اور سوا خدا کے کسی اور کو غیب کا
علم نہین پیغمبر ہو یا فرشتہ یا ولی یا صالح یا سلطان یا عارف اور خود اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب
مین ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی بیان کی وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَ
مَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ یعنے اگر مجھے غیب کا علم ہوتا تو مین بڑی بھلائی حاصل کر لیتا
اور مجھے دکھ نہ پہونچتا مین تو ایک کھلا ڈرانیوالا ہون اور جب اللہ اور رسول کے بیان سے
معلوم ہو گیا کہ غیب کا علم سوا خدا کے کسی کو نہین اب دوسرے کے بیان کی کیا حاجت ہے اللہ
تعالیٰ ہدایت کرے اون بدبختون کو جو غیب کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اور اولیاء
اور مشائخ کے لیے ثابت کرتے ہین اور اسپر کوئی دلیل نہین بلکہ دلیل اوس کے خلاف
مین موجود ہے خدا جانے اون کی عقلون پر کیا مار پڑی ہے اور شیطان اون کو

کہاں اونڈ ہاکر تاہے خدا تعالیٰ ہمکو اور ہمارے طریقہ کے لوگوں کو ایسے خیالوں سے بچاوے (سراج
الوہاج) عن داود بهذا الاسناد نحو حديث ابن علية وزاد قالت ولو
كان محمد صلى الله عليه وسلم كاتما شيئا مما انزل عليه لكتم هذه الاية واذ
تقول للذي انعم الله عليه وانعمت عليه امسك عليك زوجك واتق
الله وتخفي في نفسك ما الله مبديه وتخشى الناس والله احق ان تخشاه ترجمہ
داؤد نے اسی حدیث کو روایت کیا جیسے اوپر گذری اتنا زیادہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
نے کہا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھپانے والے ہوتے تو چھپاتے اس آیت کو واذ تقول
للذی انعم اللہ علیہ اخیر تک ف یہ آیت سورۂ احزاب کے پانچویں رکوع میں ہے ترجمہ اسکا
یہ ہے اور جب تو کہنے لگا اس شخص کو جسپر اللہ نے احسان کیا اور تو نے احسان کیا رہنے دے
اپنے پاس اپنی جورو اور ڈر اللہ سے اور تو چھپاتا تھا اپنے دل میں ایک چیز جو اللہ اسکو کھولا چاہتا
ہے اور ڈرتا تھا لوگوں سے اور چاہیے اللہ سے زیادہ ڈرنا پہر جب زید تمام کر چکا اوس عورت
سے اپنی غرض ہمنے وہ تیرے نکاح میں دی اسلیے کہ مسلمانوں پر حرج نہ ہو اپنے لے پالکوں
کی جوروں سے نکاح کرنے میں جب وہ تمام کریں ان سے اپنی غرض اور ہے اللہ کا حکم
کرنا۔ مراد اس شخص سے زید بن حارثہ ہے جو لے پالک تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
انکی بی بی زینب تھیں جو آپ کی پہوپہی کی بیٹی تھیں جب زید سے انکی نہ بنی تو پہلے آپ نے
زید کو نصیحت کی پر دل میں آپ کے یہ خیال تھا کہ اگر زید انکو چھوڑ دے گا تو میں ان سے نکاح
کر لوں گا آپنے یہ خیال اپنے دل میں رکھا اسلیے کہ کافر اور منافق بدگوئی نکریں کہ محمدؐ اپنے بہو سے
نکاح کرنے کے فکر میں ہیں اللہ تعالیٰ نے اس ارادے کو ظاہر کر دیا اور نکاح زینب کا آپ سے
کر دیا اور کافروں کی طعن و تشنیع کو لغو کر دیا اور فرمایا کہ لے پالک در اصل بیٹا نہیں ہے
جو اوسکی جورو پالنے والے پر حرام ہو۔ اس آیت میں چونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ
نے نصیحت کی اور الزام دیا کہ تم لوگوں سے ڈرتا ہے حالانکہ اللہ سے زیادہ ڈرنا چاہیے
اور آپکے دل کی بات کو جسکو آپ چھپانا چاہتے تھے فاش کر دیا پس اگر آپ کوئی آیت
معاذ اللہ چھپاتے تو اسکو چھپاتے عن مسروق قال سالت عائشة هل

رأى محمد صلى الله عليه وسلم ربه فقالت سبحان الله لقد قف شعري لما قلت
وساق الحديث بقصته وحديث داود أتم وأطول ترجمہ مسروق سے روایت ہے میں نے
ام المؤمنین عائشہ سے پوچھا کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے انہوں نے کہا سبحان اللہ
میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے (اس بات کے سننے سے) اور بیان کیا حدیث کو اسی طرح لیکن حدیث
داؤد کی (جو اوپر گزری) بڑی اور پوری ہے عن مسروق قال قلت لعائشة فأين
قوله تعالى ثم دنا فتدلى فكان قاب قوسين أو أدنى فأوحى إلى عبده ما أوحى قالت
إنما ذاك جبريل عليه السلام كان يأتيه في صورة الرجال وإنه أتاه في
هذه المرة في صورته التي هي صورته فسد أفق السماء ترجمہ مسروق سے
روایت ہے میں نے حضرت عائشہ سے کہا تم تو کہتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب
کو نہیں دیکھا پھر اللہ تعالی کا یہ قول کیسے ہے ثم دنا فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی فاوحی
الی عبدہ ما اوحی انہوں نے کہا اس آیت سے تو جبرئیل مراد ہیں وہ ہمیشہ آپ کے پاس مردوں
کی صورت میں آتے تھے اور اس مرتبہ خاص اپنی اصلی صورت میں آئے تو سارا کنارہ آسمان
کا بھر گیا تھا ف اس صورت میں آیت کے معنے یہ ہونگے کہ پھر نزدیک ہوا جبرئیل اور قریب
آگیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور رہ گیا فاصلہ دو کمانوں کا یا اس سے بھی نزدیک اور بعضوں نے
قوس سے ذراع مراد لیا ہے تو معنے یہ ہوگا رہ گیا فاصلہ دو ہاتھ کا یا اس سے بھی کم یعنے آپ
میں اور جبرئیل میں اتنا قرب ہو گیا بعد اس کے اللہ نے اپنے بندے کی طرف وحی کی جو وحی
کی عن ابی ذر قال سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم هل رأيت
ربك قال نور أنى أراه ترجمہ ابوذر سے روایت ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے پوچھا کیا آپ نے اپنے پروردگار کو دیکھا آپ نے فرمایا وہ تو نور ہے میں اس کو کیسے دیکھتا
ف نووی نے کہا یعنے حجاب اس کا نور ہے اور معنے یہ ہے کہ نور کی وجہ سے میں اس کو
دیکھ نہ سکا کیونکہ جب نور بہت ہوتا ہے تو آنکھ چکاچوندہ ہو جاتی ہے اور کچھ دکھائی نہیں دیتا
عرفا کے نزدیک اس حدیث کے یہ معنے ہیں کہ اللہ تعالی جل شانہ نور ہے اور ظہور ہے یعنے اسی کی وجہ
سے سب کی ہستی اور نمائش ہے جیسے قرآن میں ہے اللہ نور السموات والارض اگر یہ نور نہ

ہو تو نری نیستی ہو اور کسی چیز کا وجود نہ ہو پہر جیسے نور کیو جب سے اور چیزین دکہلائے
دیتی ہین اسیطرح اللہ جلشانہ کی اور مخلوقات کو ہم دیکہتے ہین پر اسکا دیکہنا دشوار ہے اس لیے
کہ ہم مادے اور جسم کی کسافات سو بہری ہوئی ہین البتہ اللہ تعالے جب اپنے بندون کو ان علائق
جسمانی سے صاف کرکے اون کو نورانی کرے گا اوس وقت اپنا نور اون کو دکہا دے گا واللہ
اعلم عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ قُلْتُ لِاَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَوْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَسَاَلْتُهٗ فَقَالَ عَنْ اَيِّ شَيْءٍ كُنْتَ تَسْاَلُهٗ قَالَ كُنْتُ اَسْاَلُهٗ هَلْ رَاَيْتَ رَبَّكَ
سالت — قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ قَدْ سَالْتُهٗ فَقَالَ رَاَيْتُهٗ نُوْرًا ترجمہ عبد اللہ بن شقیق سے روایت ہو
مین نے ابوذر سے کہا اگر مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکہتا تو آپ سے کچہ پوچہتا ابوذر نے کہا
تو کیا پوچہتا عبد اللہ نے کہا مین یہ پوچہتا آپ نے اپنے پروردگار کو دیکہا یا نہین ابوذر نے کہا مین نے
یہ پوچہا تہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا مین نے ایک نور دیکہا ف
یعنے صرف ایک نور مجہے دکہلائی دیا اور کچہ مین نے نہین دیکہا قاضی عیاض نے کہا یہ بات
محال ہے کہ اللہ کی ذات نور ہو کیونکہ نور ایک جسم ہے اور اللہ سبحانہ وتعالی پاک ہو جسمیت
سے یہی مذہب ہو تمام اماموں کا اور یہ جو اللہ نے فرمایا اللہ نور ہے آسمانون اور زمین کا اور حدیث
مین نور کا اطلاق ذات الٰہی پر کیا ہے تو اس سے مراد یہ ہے کہ وہ نور کا خالق ہے اور صاحب
ہے نور کا ہادی ہے تمام آسمان اور زمین کے لوگون کا یا نورانی کرنے والا ہے مومنون کے
دلون کا مترجم کہتا ہے قاضی عیاض کی یہ تقریر مسلم نہین اور نہ سلف کی یہ چال ہے بلکہ اللہ
تعالی حقیقۃً نور ہے اور نور کا لفظ متعدد نصوص مین اوسپر وارد ہے پہر اوسمین تاویل کرنے کی
ضرورت نہین اب رہا جسم کا اطلاق تو وہ خدا پر نہ کیا جاوے گا کس لیے کہ شریعت مین یہ لفظ
خدا کے واسطے نہین آیا اسی طرح ہر جسم سے تنزیہ اس کی بہی کوئی اصل نہین عَنْ
اَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ
فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنَامُ وَلَا يَنْبَغِيْ لَهٗ اَنْ يَنَامَ يَخْفِضُ الْقِسْطَ وَيَرْفَعُهٗ يُرْفَعُ اِلَيْهِ عَمَلُ
اللَّيْلِ قَبْلَ عَمَلِ النَّهَارِ وَعَمَلُ النَّهَارِ قَبْلَ عَمَلِ اللَّيْلِ حِجَابُهُ النُّوْرُ وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ بَكْرٍ
النَّارُ لَوْ كَشَفَهَا لَاَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهٖ مَا انْتَهٰى اِلَيْهِ بَصَرُهٗ مِنْ خَلْقِهٖ وَفِيْ — كشفه

أَبُوْبَكْرٍ عَنِ الْاَعْمَشِ وَلَمْ يَقُلْ حَدَّثَنَا ترجمہ ابوموسے سے روایت ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو کہڑے ہوکر پانچ باتین سنائین آپنے فرمایا اللہ جل جلالہ نہین سوتا اور سونا اوسکے لائق نہین کیونکہ سونا آلات اور اعضا کے بدن کی تہکاوٹ سی ہوتا ہے اور خدا تعالے پاک ہو تہکن سی دوسرے یہ کہ سونا غفلت ہو اور وہ مثل موت کے ہے اور حقتعالی پاک ہے اوس سے) جہکاتا ہے ترازو کو اور اونچا کرتا ہے اوسکو ف بندون کے اعمال اور ارزاق کے تولنے مین نووی نے کہا یہ تمثیل ہے خدا کی تقدیر کے ترازو سے تولنے کے ساتہہ سراج الوہاج مین ہے کہ یہ تمثیل نہین ہے بلکہ حقیقۃً خدا تعالی ایسا ہی کرتا ہے اور یہی ہے مذہب سلف کا اس قسم کی آیات اور احادیث مین اور تمثیل کے لائق تو پچہلے لوگ ہوئے ہین جنکی بات کا کچہ اعتبار نہین ف اوٹہایا جاتا ہے اوسکیطرف رات کا عمل دن کے عمل سے پہلے اور دن کا عمل رات کے عمل سے پہلے ف یعنی رات مین جو اوسکے بندے نیک کام کرتے ہین وہ دوسرا دن گذرنے سی پہلے فرشتے اوس کے پاس چڑہا لے جاتے ہین اسیطرح دن مین جو کام کرتے ہین وہ رات گذرنے سے پہلے شام ہی کو خدا کے پاس لے جاتے ہین – اس حدیث سی صاف یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ خدا تعالے جہت فوق مین ہے اور یہی مذہب ہے اہل سلف کا رضی اللہ عنہم ف اوسکا پردہ نور ہے ف نووی نے کہا پردہ لغت مین آڑ اور اوٹ کو کہتے ہین اور یہ نشان ہے اون اجسام کی جو محاذی ہین اور خدا تعالے پاک ہو جسمیت اور تحدید سے اس صورت مین پردے سی مراد روکنے والا ہے اوسکو دیدار سے یعنی نور اوس کے دیکہنے کا مانع ہے کس لیے کہ نور سے آنکہہ چکا چوند ہوجاتی ہے سراج الوہاج مین ہے کہ اس تاویل کی ضرورت نہین بلکہ سلف کا یہ قول ہے کہ جو کچہ شریعت مین آیا ہے اوس کو جاننا اوسی طرح جیسے آیا اور اوسکی کیفیت بیان نہ کرنا نہ اوس مین تاویل اور تعطیل اور تمثیل اور تشبیہ کرنا مترجم کہتا ہے کہ متاخرین جیسے نووی اور سیوطی اور ابن حجر عسقلانی اور ملا علی قاری اور شیخ عبدالحق دہلوی نے تو پچہلے متکلمین کی تقلید کرکے اس قسم کی آیات اور احادیث مین اکثر ایسی تاویلات کی ہین جو سلف کے طریقے کے خلاف ہین اسی حدیث مین دیکہیے حجاب کی جو تاویل کی ہے وہ اس بنا پر کہ حجاب شان ہے اجسام کی حالانکہ ابہی تک یہ امر ہے شریعت سی ثابت نہین ہوا کہ خدا تعالے جسمیت سے پاک ہے پہر اور آثار اور لوازم جسمیت کا کیا ذکر ہے ف ابوبکر کی روایت مین ہے کہ پردہ اوسکا

آگ ہی اگر وہ کہول دیوے اوس پردے کو البتہ اوس منہ کی شعاعین جلادین مخلوق کو جہانتک اوسکی نگاہ پہونچتی
ہے **ف** اوسکی نگاہ تو تمام مخلوق تک پہونچتی ہے پہر اگر وہ اپنا حجاب اٹہالے تو اوس کے روے
مبارک کے تجلے کے سامنے کچہ نہ ٹہرے اور سب جلکر خاک ہوجاوین نووی نے اس مقام پر پچہلے متکلمین
کی تقلید سے وجہ کی تاویل ذات سے کی ہے اور یہ غلط ہے حقتعالی کے لیے وجہ اور ید اور عین اور قدم
وغیرہ حقیقۃً ثابت ہین آیات اور احادیث سے اور سلف نے ان مین کسی قسم کی تاویل نہین کی نہ تحریف
بلکہ تاویل طریقہ ہے جہمیہ مبتدعہ اور معتزلہ کا خذلہم اللہ تعالی اور بعض علماے اہل سنت غفرلہ اور نیز رحم کرے
اس گمراہی مین پہنس گئے وہ بہی لگے تاویل کرنے اور سلف کے طریقہ کو بہول گئے اللہ تعالی اون کی
خطا معاف کرے **عَنِ** الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ قَالَ قَامَ فِينَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ مِنْ خَلْقِهِ
وَقَالَ حِجَابُهُ النُّورُ **ترجمہ** اعمش سے اسی طرح دوسری روایت ہے مگر اسمین پانچ باتون کے بدلے
چار باتین ہین اور مخلوق کا ذکر نہین اور کہا کہ حجاب اسکا نور ہے **عَنْ** أَبِي مُوسٰى رَضِيَ اللّٰهُ
عَنْهُ قَالَ قَامَ فِينَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَرْبَعٍ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَنَامُ وَلَا بِأَرْبَعٍ فَقَالَ
يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَنَامَ يَرْفَعُ الْقِسْطَ وَيَخْفِضُهُ وَيُرْفَعُ إِلَيْهِ عَمَلُ النَّهَارِ بِاللَّيْلِ وَعَمَلُ اللَّيْلِ
بِالنَّهَارِ **ترجمہ** ابو موسی رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم مین کہڑے ہوکر چار
باتین بیان کین یہ کہ اللہ تعالی نہین سوتا اور نہ اوس کے لائق ہے سونا اوٹہاتا ہے ترازو کو اور جہکاتا
ہے اوٹہایا جاتا ہے اوسکی طرف دن کا عمل رات کو اور رات کا عمل دنکو **بَابُ** إِثْبَاتِ
رُؤْيَةِ الْمُؤْمِنِينَ فِي الْآخِرَةِ لِرَبِّهِمْ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى اللہ تعالی کا دیدار مومنون کو آخرت وَبِهِمْ
مین ہوگا اسکا ثبوت **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا وَجَنَّتَانِ مِنْ ذَهَبٍ
آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ يَنْظُرُوا إِلٰى رَبِّهِمْ إِلَّا رِدَاءُ
الْكِبْرِيَاءِ عَلٰى وَجْهِهِ فِي جَنَّةِ عَدْنٍ **ترجمہ** عبداللہ بن قیس سے روایت ہے رسول اللہ صلی الْكِبْرِ
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو جنتین چاندی کی ہونگی اوسکے برتن اور سب چیزین چاندی کی ہون گی
اور دو جنتین سونے کی ہون گی اوس کے برتن اور سب چیزین سونے کی ہون گی اور لوگون کو اپنے پروردگار

کے دیکھنے مین کوئی آڑ نہ ہوگی جنت العدن مین سوا ایک بزرگی کی چادر کے جو خدا کے مونہ پر ہوگی

ف پھر جب خدا تعالی اوس چادر کو اپنے مونہہ سے اوٹھا دیگا تو سب مومن اوسکی روی مبارک کو دیکھین گے اور اس دیدار سے ایسی خوشی حاصل ہوگی جسکی حد نہین نہ اسکا بیان ہو سکتا ہے نووی نے کہا تمام اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ خدا تعالی کا دیکھنا ممکن ہے محال نہین ہے اور انہون نے اتفاق کیا ہے اس پر کہ آخرت مین مومنین اوسکو دیکھین گے اور کافر اس نعمت سے محروم رہین گے اور معتزلہ اور خوارج اور بعض مرجیہ نے یہ گمان کیا ہے کہ خدا کو اس کے مخلوق مین سے کوئی نہ دیکھیگا بلکہ خدا کا دیکھنا محال ہے عقلاً اور یہ ایک خطا ہے صریح اور جہل قبیح ہے کتاب اور سنت اور اجماع صحابہ اور سلف امت سے یہ امر ثابت ہے کہ آخرت مین مومنون کو خدا کا دیدار حاصل ہوگا اور اس حدیث کو قریب بیس صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے اور قرآن کی آیتین اس باب مین مشہور ہین اور بدعتیون نے جو اونپر اعتراض کیے ہین وہ بہی اہلسنت کی کلام کی کتابون مین ان کے جواب سمیت مذکور ہین اور ہمکو ان کے بیان کرنے کی ضرورت یہان معلوم نہین ہوتی لیکن دنیا مین اللہ تعالی کا دیکھنا تو ہم بیان کر چکے کہ وہ ممکن ہے پر جمہور سلف اور خلف کا یہ قول ہے کہ یہ دنیا مین واقع نہوگا اور امام ابو القاسم قشیری نے ابو بکر بن فورک سے نقل کیا ہے کہ اس مسئلہ مین امام ابو الحسن اشعری کے دو قول ہین ایک تو یہ کہ دنیا مین خدا کا دیدار واقع ہوا دوسرے یہ کہ اوسکا وقوع نہین ہوا پھر اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ روئیت الٰہی (خدا کا دیدار) ایک قوت ہے جسکو اللہ تعالے اپنی مخلوق مین پیدا کر دیگا اور اوس کے لیے اتصال اور مقابلہ وغیرہ ضرور نہین اور ہمارے دیکھنے مین یہ باتین اتفاقی پائی جاتی ہین نہ یہ کہ دیکھنے کی شرط ہین اور متکلمین نے اوس کے کہلے دلائل خوب بیان کیے ہین اور اللہ تعالے کے دیدار سے یہ لازم نہین آتا کہ خدا تعالے ایک جہت مین ہو بلکہ مومنین اوسکو دیکھین گے بغیر جہت کے جیسے اوسکو جانتے ہین بے جہت انتہی مولانا ابو الطیب سلمہ اللہ تعالے نے سراج الوہاج مین لکھا ہے کہ بدعتیون نے جو کچہ شبہہ خدا کی روئیت مین کیے ہین ان سب کے جوابات دونون امامون کی تصانیف مین موجود ہین (یعنے امام حافظ شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور امام حافظ شیخ الاسلام ابن قیم قدس سرہما کی تصانیف مین) اور ہم نے بہی

اون کو اپنی بعض کتابون مین بیان کیا ہے لیکن اللہ تعالی کا دیدار دنیا مین تو وہ ممکن ہے پر واقع
نہین ہوا لیکنے یعنی بیداری مین البتہ خواب مین واقع ہوا ہے جیسے ہم نے ریاض المرتاض اور اقتصار
مین ایک جماعت علماء اور ائمہ سے نقل کیا ہے یا اللہ تو ہمکو بھی مشرف کر اپنے دیدار سے اور یہ جو
نووی نے کہا کہ خدا کا دیدار بغیر جہت کے ہوگا جیسے اسکا علم بے جہت کے ہے یہ متکلمین کا طریق ہے
اور اہل حق کا یہ مسلک نہین ان کے نزدیک تو اس قسم کے نصوص کو ظاہر معنے پر رکھنا چاہیے بغیر
تاویل اور تعطیل کے اور حدیث صحیح مین یہ امر موجود ہے کہ خدا کہان ہے آپ نے پوچھا یہ لونڈی سے اور
ایک حدیث مین ہے کہ آپ نے اشارہ کیا انگلی سے آسمان کیطرف اسی طرح اس باب مین بہت
آیات اور احادیث ہین جن سے خدا کا علو اور فوقیت علی العرش اور آسمان مین ہونا پایا جاتا
ہے پھر یہ قول نووی کا ان سے کیا مناسبت رکھتا ہے اللہ تعالی رحم کرے اوس آدمی پر جو انصاف کرے
اور تاویل اور تکلف کو دور پہینکے نہو مثل جہم کہتا ہو کہ خدا تعالے کو بے جہت خیال کرنا یہ جہمیہ اور
مبتدعہ اور معتزلہ کا خیال ہے ورنہ سلف علماء اور اہل حدیث سب خدا کو جہت فوق مین جانتے
رہے اور حنابلہ رحمہم اللہ کا یہی قول ہے پھر جب خدا تعالے ایک جہت مین ہوا تو اوسکی رویت بھی
ایک جہت مین ہو سکتی ہے اور متکلمین نے جو ایک رویت بلا جہت بلا مکان نکالی ہے یہ درحقیقت
نفی رویت ہے اور ان کے عقیدے اور منکرین رویت کے عقیدے مین غور کرنے سے کچھ فرق نہین
نکلتا کیونکہ منکرین رویت نے اوسی رویت کی نفی کی ہے جو ظاہر متعارف ہے یعنے ایک چیز کا ایک چیز
کے سامنے ہونا ایک مکان مین ہونا رائی اور مرئی مین اسطرح کی نسبت مقابلہ ہونا مرئی کا ایک جہت
مین ہونا رائی سے نہ اس رویت کی جسکو متکلمین نے اختراع کیا ہے اور ان متکلمین نے بہت سے
مسائل مین اسی قسم کی تاویلات کی ہین جو درحقیقت انکار ہین نصوص سے خدا اون لوگون کی خطا
معاف کرے اور ہم نے ان مین سے مسئلہ استوار کو بہت تفصیل سے اپنی کتاب انتہائی الاستوا
مین بیان کیا ہے عَنْ صُهَيْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ قَالَ يَقُولُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى تُرِيدُونَ شَيْئًا عَزَّوَجَلَّ
أَزِيدُكُمْ فَيَقُولُونَ أَلَمْ تُبَيِّضْ وُجُوهَنَا أَلَمْ تُدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَتُنَجِّنَا مِنَ النَّارِ قَالَ أَلَمْ تُنَجِّنَا
فَيَكْشِفُ الْحِجَابَ فَمَا أُعْطُوا شَيْئًا أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ إِلَى رَبِّهِمْ عَزَّ وَجَلَّ

ترجمہ صہیب سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جنتی جنت میں جا چکین گے اوسوقت
اللہ تعالی فرماوے گا تم اور کچھ زیادہ چاہتے ہو وہ کہین گے تو نے مونہہ ہمارے سفید کیے ہمکو جنت
دی جہنم سے بچایا (اب اور کیا چاہیے) پھر پردہ اوٹھہ جاویگا اوس وقت جنتیون کو کوئی چیز اس سے
بھلی معلوم نہ ہوگی یعنے اپنے پروردگار کیطرف دیکھنے سے عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَۃَ بِھٰذَا
الْاِسْنَادِ وَزَادَ ثُمَّ تَلَا ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰی وَزِیَادَۃٌ ترجمہ حماد بن
سلمہ سے اسی اسناد سے یہی حدیث مروی ہے اتنا زیادہ ہے کہ پھر آپ نے یہ آیت پڑہی لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰی
وَزِیَادَۃٌ یعنے نیکیون کیواسطے نیکی ہے اور زیادہ ہے زیادہ سے مراد دیدار الٰہی ہے جو سب نعمتون سے
بڑہ کر لذت دیگا عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اَخْبَرَہٗ اَنَّ نَاسًا قَالُوْا لِرَسُوْلِ اللہِ صَلَّی
اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا رَسُوْلَ اللہِ ھَلْ نَرٰی رَبَّنَا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھَلْ تُضَامُّوْنَ فِی الْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ قَالُوْا لَا یَا رَسُوْلَ اللہِ قَالَ ھَلْ تُضَارُّوْنَ
فِی الشَّمْسِ لَیْسَ دُوْنَھَا سَحَابٌ قَالُوْا لَا قَالَ فَاِنَّکُمْ تَرَوْنَہٗ کَذٰلِکَ یَجْمَعُ اللہُ النَّاسَ
یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَیَقُوْلُ مَنْ کَانَ یَعْبُدُ شَیْئًا فَلْیَتَّبِعْہُ فَیَتَّبِعُ مَنْ کَانَ یَعْبُدُ الشَّمْسَ الشَّمْسَ — فلیتبعہ
وَیَتَّبِعُ مَنْ کَانَ یَعْبُدُ الْقَمَرَ الْقَمَرَ وَیَتَّبِعُ مَنْ کَانَ یَعْبُدُ الطَّوَاغِیْتَ الطَّوَاغِیْتَ
وَتَبْقٰی ھٰذِہِ الْاُمَّۃُ فِیْھَا مُنَافِقُوْھَا فَیَاْتِیْھِمُ اللہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِیْ صُوْرَۃٍ
غَیْرِ صُوْرَتِہِ الَّتِیْ یَعْرِفُوْنَ فَیَقُوْلُ اَنَا رَبُّکُمْ فَیَقُوْلُوْنَ نَعُوْذُ بِاللہِ مِنْکَ ھٰذَا
مَکَانُنَا حَتّٰی یَاْتِیَنَا رَبُّنَا فَاِذَا جَاءَ رَبُّنَا عَرَفْنَاہُ فَیَاْتِیْھِمُ اللہُ فِیْ صُوْرَتِہِ الَّتِیْ
یَعْرِفُوْنَ فَیَقُوْلُ اَنَا رَبُّکُمْ فَیَقُوْلُوْنَ اَنْتَ رَبُّنَا فَیَتَّبِعُوْنَہٗ وَیُضْرَبُ الصِّرَاطُ بَیْنَ
ظَھْرَانَیْ جَھَنَّمَ فَاَکُوْنُ اَنَا وَاُمَّتِیْ اَوَّلَ مَنْ یُّجِیْزُ وَلَا یَتَکَلَّمُ یَوْمَئِذٍ اِلَّا الرُّسُلُ — ظہرانی
وَدَعْوَی الرُّسُلِ یَوْمَئِذٍ اَللّٰھُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ وَفِیْ جَھَنَّمَ کَلَالِیْبُ مِثْلُ شَوْکِ السَّعْدَانِ
ھَلْ رَاَیْتُمُ السَّعْدَانَ قَالُوْا نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللہِ قَالَ فَاِنَّھَا مِثْلُ شَوْکِ السَّعْدَانِ
غَیْرَ اَنَّہٗ لَا یَعْلَمُ مَا قَدْرُ عِظَمِھَا اِلَّا اللہُ تَخْطَفُ النَّاسَ بِاَعْمَالِھِمْ فَمِنْھُمُ الْمُؤْمِنُ
بَقِیَ بِعَمَلِہٖ وَمِنْھُمُ الْمُجَازٰی حَتّٰی یُنَجّٰی حَتّٰی اِذَا فَرَغَ اللہُ عَزَّ وَجَلَّ مِنَ الْقَضَاءِ بَیْنَ — الموبق بعملہ / المؤمن بقی بعملہ
الْعِبَادِ وَاَرَادَ اَنْ یُّخْرِجَ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ اَرَادَ مِنْ اَھْلِ النَّارِ اَمَرَ الْمَلٰٓئِکَۃَ اَنْ یُّخْرِجُوْا

من النار من كان لا يشرك بالله شيئاً ممن اراد الله عز وجل ان يرحمه ممن
يقول لا اله الا الله فيعرفونهم في النار يعرفونهم باثر السجود تاكل النار من ابن
آدم الا اثر السجود حرم الله على النار ان تاكل اثر السجود فيخرجون من النار
قد امتحشوا فيصب عليهم ماء الحيوة فينبتون منه كما تنبت الحبة في حميل
السيل ثم يفرغ الله من القضاء بين العباد ويبقى رجل مقبل بوجهه على النار وهو
آخر اهل الجنة دخولاً الجنة فيقول اي رب اصرف وجهي عن النار فانه قد
قشبني ريحها واحرقني ذكاؤها فيدعو الله ما شاء الله ان يدعوه ثم يقول
الله تبارك وتعالى هل عسيت ان فعلت ذلك بك ان تسأل غيره فيقول لا اسألك تعالى
غيره ويعطي ربه عز وجل من عهود ومواثيق ما شاء الله فيصرف الله وجهه عن
النار فاذا اقبل على الجنة ورآها سكت ما شاء الله ان يسكت ثم يقول اي رب
قدمني الى باب الجنة فيقول الله له اليس قد اعطيت عهودك ومواثيقك لا تسألني
غير الذي اعطيتك ويلك يا ابن آدم ما اغدرك فيقول اي رب يدعو الله
حتى يقول له فهل عسيت ان اعطيتك ذلك ان تسأل غيره فيقول لا وعزتك
فيعطي ربه ما شاء الله من عهود ومواثيق فيقدمه الى باب الجنة فاذا قام على
باب الجنة انفهقت له الجنة فرأى ما فيها من الخير والسرور فيسكت ما شاء الله
ان يسكت ثم يقول اي رب ادخلني الجنة فيقول الله تعالى له اليس قد اعطيت الست
عهودك ومواثيقك ان لا تسأل غير ما اعطيت ويلك يا ابن آدم ما اغدرك فيقول
اي رب لا اكون اشقى خلقك فلا يزال يدعو الله عز وجل حتى يضحك لا اكون
الله تبارك وتعالى منه فاذا ضحك الله منه قال ادخل الجنة فاذا دخلها قال عز وجل
الله له تمنه فيسأل ربه ويتمنى حتى ان الله عز وجل ليذكره من كذا وكذا
حتى اذا انقطعت به الاماني قال الله عز وجل ذلك لك ومثله معه قال عطاء بن
يزيد وابو سعيد الخدري مع ابي هريرة لا يرد عليه من حديثه شيئاً حتى اذا حدث ابو هريرة ان الله قال لذلك الرجل
ذلك لك ومثله معه قال ابو سعيد وعشرة امثاله معه يا ابا هريرة قال ابو هريرة ما حفظت الا قوله ذلك لك ومثله معه قال ابو سعيد

اَشْهَدُ اَنِّیْ حَفِظْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَوْلَہٗ ذٰلِکَ لَکَ وَعَشَرَۃُ اَمْثَالِہٖ قَالَ
اَبُوْ هُرَیْرَۃَ وَذٰلِکَ الرَّجُلُ اٰخِرُ اَهْلِ الْجَنَّۃِ دُخُوْلًا الْجَنَّۃَ ترجمہ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ بیشک
لوگون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کیا ہم اپنے پروردگار کو دیکھینگے قیامت کے روز رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم ایک دوسرے کو تکلیف دیتے ہو چودھوین رات کے چاند دیکھنے مین
(یعنے ازدحام اور ہجوم کیوجہ سے) یا تم کو کچھ تکلیف ہوتی ہے چودھوین رات کے چاند دیکھنے مین لوگون
نے کہا نہین یا رسول اللہ آپ نے فرمایا بھلا تمکو کچھ مشقت ہوتی ہے یا ایک دوسرے کو صدمہ پہونچاتے
ہو سورج کے دیکھنے مین جس وقت کہ بادل نہو (اور آسمان صاف ہو) لوگون نے کہا نہین آپ نے
فرمایا پھر اسیطرح (یعنے بغیر تکلیف اور مشقت اور زحمت اور ازدحام کے) تم اپنے پروردگار کو دیکھوگے
ف یہ تشبیہ ہے دیکھنے کی سورج کے خدا کے دیکھنے کے ساتھہ نہ تشبیہ سورج کی خدا کے ساتھہ
کیونکہ سورج ایک مخلوق ہے خدا کا اور مخلوق کسیبات مین خالق کی مثل نہین ہوسکتا فرمایا اللہ تعالے
نے لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ وَّهُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ اوسکے جوڑ کی کوئی چیز نہین اور وہ سنتا ہے دیکھتا اور مقصود
یہ ہی کہ خدا کے دیدار مین اسیطرح کا ہجوم معلوم نہ ہوگا نہ دیکھنے والے ایک پر ایک گر کر صدمہ پہنچاوینگے
بلکہ ہر ایک اپنی جگہہ پر کمال فراغت اور راحت کے ساتھہ خدا کو دیکھے گا جیسے دنیا مین چودھوین رات
کے چاند دیکھنے مین یا سورج کے دیکھنے مین کوئی تکلیف نہین ہوتی ف حقتعالی لوگون کو
قیامت کے دن جمع کرے گا تو فرماویگا جو کوئی جسکو پوجتا تہا اوس کے ساتھہ ہو جاوے پھر جو شخص
آفتاب کو پوجتا تہا وہ سورج کے ساتھہ ہوگا اور جو چاند کو پوجتا تہا وہ چاند کے ساتھہ اور جو طاغوت کو
پوجتا تہا وہ طاغوت کے ساتھہ ف طاغوت کہتے ہین اوس چیز کو جسکا پوجا کیا جاوے سوا خدا کے
یہی قول ہے لیث اور ابو عبیدہ اور کسائی اور جمہور اہل لغت کا اور ابن عباس اور مقاتل اور کلبی وغیرہم
نے کہا کہ طاغوت شیطان کو کہتے ہین اور بعضون نے کہا بت کو (نووی) سراج الوہاج مین ہے
کہ پہلا معنے اچھا ہے اور وہ شامل ہے اولیا اور انبیا کی قبر پوجنے والون کو اور درویشون اور عالمون کی
تقلید کرنے والون کو (جو اون کی تقلید خدا اور رسول کے ارشاد پر مقدم رکہین) اور تمام مشرکین اور
مبتدعین کو ف اور یہ امت محمدی باقی رہ جاویگی اوسمین منافق لوگ بہی ہونگے ف
منافق مومنین مین شریک رہین گے اس لیے کہ دنیا مین بہی بظاہر مومنون مین شریک تہے اور اپنی

تھین ایمان کے قالب مین چھپا سکے ہوئے تھے تو وہان بھی مومنون کے ساتھ ملے رہین گے اور ان کے ساتھ
نہین سکے اونکی روشنی سے فائدہ اٹھاوینگے یہانتک کہ ان کے اور مومنون کے بیچ مین ایک دیک ہو جاوے
گا اوس کے اندر رحمت ہوگی اور سامنے سے عذاب معلوم ہوگا تب منافق علیحدہ ہوجاوینگے اور مومنون کی روشنی
اون سے جاتی رہے گی اور بعضون نے کہا یہ لوگ حوض پر ہانک دیے جاوین گے اور ان سے کہا جاویگا دور ہو دور
ہو (نووی) ف پھر اللہ تعالی ان کے پاس آویگا ایسی صورت مین جسکو وہ نہ پہچانین گے اور کہیگا
مین تمہارا پروردگار ہون وہ کہین گے اللہ کی پناہ مانگتے ہین ہم تجھ سے اور ہم اسی جگہہ ٹھہرے ہین یہانتک
تک کہ ہمارا پروردگار ہمارے پاس آوے اور جب ہمارا پروردگار آویگا تو ہم اوسکو پہچان لین گے پھر اللہ تعالی
ان کے پاس آویگا اوس صورت مین جسکو وہ پہچانتے ہونگے اور کہیگا مین تمہارا رب ہون وہ کہین گے
تو ہمارا رب ہے پھر اوسکے ساتھ ہو جاوینگے ف یہ معرفت حق سبحانہ وتعالی کی یا تو اس طرح سے ہوگی
کہ خدا تعالی اپنی قدرت کاملہ سے ہر مومن کے دل مین اپنا جمال اس طرح ذہن نشین کر دیگا کہ وہ پہلی صورت
کو خدا کی صورت سے مغایر اور مباین سمجھین گے یا یہ معرفت ان صفات کی وجہ سے ہوگی جو خدا تعالی نے اپنے
لیے بیان کیے ہین کہ وہ کسی کی مثل نہین اوسکا جوڑ کا کوئی نہین وہ پاک ہے ہر عیب سے پھر جب پہلی صورت
نمود ہوگی تو وہ ان صفات سے خالی ہوگی اس لیے مومنین اوسکو خدا نہ کہین گے جب خدا اپنی اصلی صورت
مین ظاہر ہوگا تو وہ تمام صفات مقدسہ پر مشتمل ہوگی اور مومنین اوسکو پہچان کر اپنا خدا مانین گے اور اس
کے ساتھ ہو لینگے ۔ اس حدیث مین خدا کے لیے کئی باتین ثابت کی ہین ایک تو صورت دوسرا آنا تیسرا ہنسنا
چوتھی باتین کرنا اور علماے اہلسنت کو اس قسم کی آیتون اور حدیثون مین دو مذہب ہین ایک حق ہے اور
اور ایک خلاف حق وہ جو اکثر سلف کا قول ہے بلکہ کل کا کہ ان کے معنون مین زیادہ گفتگو نہ کرنا چاہیے بلکہ انپر
ایمان لانا چاہیے اور ان کے ظاہر معنی کو قبول کرنا چاہیے اور جسطرح یہ آیتین اور حدیثین آئی ہین اوسی
طرح انکو چلانا چاہیے اور ایسا اعتقاد رکھنا چاہیے جو خدا کی بزرگی اور جلال کے لائق ہے اور یہ سمجھنا چاہیے
کہ خدا کی مثل کوئی شے نہین ہے اور یہی قول ہے ایک جماعت متکلمین کا بھی جو محققین ہین اور اس مین سلامتی ہے
ہر ایک آفت سے اور اسی پر چلتی رہی تمام امت کی سلف اور امام اور اس باب مین بڑی عمدہ کتاب کتاب الجوائز
والصلات ہے سید ابو الخیر طیب قنوجی کی شیخ محمد بن محسن عطاس نے کتاب تنزیہ الذات والصفات مین خدا
کے آنے کی بحث مین لکھا ہے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وہ منتظر ہین خدا کے آنے کے ابر کے سایہ مین اور

فرمایا آیا تیرا رب یا آوے تیرا رب اور صفات کے باب مین ہمارا قول یہ ہے کہ ہم ایمان لاتے ہین اون پر اور
اون کے وجود کو سچ جانتے ہین اور کسیقدر اسکو جانتے ہین پر نہ اونکی کیفیت بیان کرتے ہین نہ مثال نہ مشابہت و تشبیہ
ہین نہ اون کو بیکار کرتے ہین اور سلف کیطرح یون کہتے ہین ایمان لائے ہم اسپر جو اللہ کی مراد کے موافق اور اسکی
مثل کوئی چیز نہین پھر بیان کیا ہر ایک صفت کو جیسے استوا اور علو اور وجہ اور ید اور یمین اور کف اور اصبع
اور شمال اور قدم اور رجل اور نزول اور کلام اور قول اور رویت اور کشف ساق اور فوق اور نفس اور عین
اور حقو کو اور دلیل لائے اونپر آیات اور احادیث سے اور قوی کیا سلف کے مذہب کو اور رد کیا اوس تاویل کو جو
متکلمین نے کی ہے اور جسپر پچھلے لوگ چلے ہین ۔ آور خلاصہ یہ ہے جو اکثر متکلمین کا مذہب ہے یعنی انکی تاویل کرنا چاہیے
ہر ایک موقع کے موافق جیسے وہ اس حدیث مین کہتے ہین کہ آنے سے مراد یہ ہے کہ مومنین اسکو دیکھینگے اور
یا آنے کے معنی مجازی ہین یا اوس سے فرشتون کا آنا مقصود ہے قاضی عیاض نے کہا ہمارے نزدیک یہ معنی
بہتر ہے حالانکہ یہ معنی غلط ہے اہل حق کے نزدیک اور اصل یہ ہے کہ یہ مومنین کا اخیر امتحان ہوگا پھر جب
وہ ان سے کہیگا مین تمہارا رب ہون تو یہ انکار کرینگے اور اس سے پناہ مانگین گے پھر اللہ جل جلالہ اپنی
اس صورت پر تجلی کریگا جس طرح سے مومنین اسکو جانتے ہین اور جن صفات سے اسکو پہچانتے ہین اور مومنین
نے اگرچہ پہلے خدا کو نہین دیکھا ہوگا پر اسکی صفات سے اوسکو پہچان لین گے کہ یہ ہمارا رب ہے اور کہین گے
تو ہمارا رب ہے خطابی نے کہا شاید پناہ مانگنا خاص منافقون کا فعل ہو اور قاضی عیاض نے اسکا انکار کیا
نووی نے کہا قاضی عیاض کا قول صحیح ہے اور ظاہر حدیث سے یہی نکلتا ہے یعنی یہ کہ انکار منافقین سے خاص
نہین ہوگا اور اسکے ساتھ ہو جانے سے یہ غرض ہے کہ اسکے حکم کی پیروی کرین گے اور جنت مین جاوینگے یا اسکے
فرشتون کے ساتھ ہو کر جنت مین جاوین گے اور یہ بھی ایک قسم کی تاویل ہے جس کی کوئی ضرورت
نہین ہے (سراج الوہاج) ف اور دوزخ کی پشت پر پل رکھا جاوے گا ف جسکو لوگ پل
صراط کہتے ہین اور اہل حق نے اوسکو ثابت کیا ہے اور سلف نے اوسپر اجماع کیا ہے اور وہ ایک پل ہوگا جہنم
کی پشت پر سب لوگون کو اوس کے اوپر سے گذرنا ہوگا تو مومن اپنے درجے کے موافق اوسپر سے گذر کر بچین
گے اور کافر اوسپر سے گر کر جہنم مین چلے جاوین گے اللہ تعالی ہمکو بچاوے اور بہتیرے اصحاب سلف سے منقول
ہے کہ یہ پل بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہوگا جیسے ابو سعید خدری سے روایت ہے ف
تو مین اور میری امت سب سے پہلے پار ہونگے اور سوائے پیغمبرون کے اور کوئی اسدن بات نکر سکیگا ف یعنی پل سے گزرتے

وقت بوجہ ہول اور خوف کے لیکن قیامت کے دن اور وقت تو لوگ باتین کرینگے اور ایک دوسرے سے
جھگڑین گے اور ایک دوسرے کو ملامت کرین گے اور مرید اپنی مرشدون سے لڑین گے (نووی) ف
اور پیغمبرون کا بول اسوقت یہ ہوگا یا اللہ بچائیو یا اللہ بچائیو (یہ شفقت کی راہ سے کہین گے اور خلق پر) اور دوزخ مین
آنکڑے ہین (لوہے کی جنکا سر ٹیڑھا ہوتا ہے اور تنور مین گوشت جب ڈالتے ہین تو ان کڑون مین لگاکر ڈالتے
ہین) جیسے سعدان کے کانٹے (سعدان ایک جھاڑ ہے کانٹون دار) حضرت نے فرمایا صحابہ سے تم نے سعدان کو
دیکھا ہے اونہون نے کہا ہان دیکھا ہے یا رسول اللہ آپ نے فرمایا پس وہ آنکڑے سعدان کے کانٹون کی وضع پر
ہونگے (یعنی سر خم) پر یہ کوئی نہین جانتا سوا اللہ کے کہ وہ آنکڑے کتنے بڑے بڑے ہونگے وہ لوگون کو
دوزخ مین وہ گھسیٹین گے (یعنی فرشتے ان آنکڑون سے گھسیٹ لین گے دوزخیون کو) اون کے بد عملون
کی وجہ سے اب بعضے اون مین مومن ہونگے جو بچ جاوین گے اپنے عمل کے سبب سے ف حدیث مین یون ہے فَمِنْهُمُ
الْمُؤْمِنُ بَقِيَ بِعَمَلِهِ اوسکا ترجمہ یہی ہے جو بیان ہوا اور بعض نسخون مین یون ہے الْمُوبَقُ يَعْنِي بِعَمَلِهِ یعنی بعض ان
مین کا ہلاک ہو جاویگا اپنے عمل کی وجہ سے اور بعض نسخون مین یون ہے الْمُوثَقُ بِعَمَلِهِ یعنی بعض ان مین کا
تو بندھا رہ جاویگا اپنے عمل سے اور بعض نسخون مین یون ہے فَمِنْهُمُ الْمُؤْمِنُ بَقِيَ بِعَمَلِهِ یعنی بعض ان مین سے
مومن ہونگے جو باقی رہ جاوین گے (دوزخ گھسیٹنے سے) اپنے عمل کی وجہ سے نووی نے کہا ہمارے شہر مین اکثر
نسخون مین ایسا ہی ہے ف اور بعضے ان مین سے بدلہ دیے جاوین گے اپنے عمل کا ف یہ ترجمہ
ہے مجازی کا جیسا حدیث مین گزرا اور بعض نسخون مین مخردل ہے یعنی کاٹا جاویگا اسکا گوشت یا گرایا جاویگا
اور بعض نسخون مین مجردل ہے یعنی قریب ہلاکت کے ف یہانتک کہ جب اللہ تعالیٰ بندون کے فیصلے
سے فراغت کریگا اور چاہے گا کہ نکالے دوزخ والون مین سے اپنی رحمت سے جسکو کہ چاہے تو فرشتون کو حکم کریگا
کہ نکالین دوزخ سے اوسکو جس نے خدا کے ساتھ کسی چیز کو شریک نکیا ہو جسپر خدا نے رحمت کرنا چاہا ہو جو
کہ لا الٰہ الا اللہ کہتا ہو تو فرشتے ایسے لوگون کو دوزخ مین پہچان لیوین گے انکو پہچانین گے سجدہ کی نشانی
سے آگ آدمی کو جلا ڈالے گی مگر سجدے کے نشان کو خدا تعالیٰ نے اسکا جلانا آگ پر حرام کیا ہے ف
نووی نے کہا ظاہر حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ جہنم کی آگ سَبْعَةِ آرَابٍ یعنی اعضا کو نہ جلاوے گی جنکو لگاکر
آدمی سجدہ کرتا ہے یعنی مونہہ اور دونون ہاتھہ اور دونون گھٹنے اور دونون پاؤن ایسا ہی کہا
ہے بعض علما نے اور قاضی عیاض نے اسکا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ سجدے کے

نشان سے صرف پیشانی مراد ہے لیکن اوّل قول مختار ہے اب اگر کوئی کہے کہ مسلم نے آگے خود روایت
کی ہے کہ بعض لوگ جہنم سے نکلیں گے بالکل جلے ہوئے سوا منہ کے تو اوس کا جواب یہ ہے کہ یہ کچھ خاص
لوگ ہونگے اور لیکن سوا ان کے اور لوگ ان کے سب اعضا سجدے کے سالم ہوں گے بنظر عموم اس
حدیث کے اور وہ حدیث خاص ہے اونہی لوگوں سے انتہا پھر وہ دوزخ سے نکالے جاوینگے
جلے بھنے جب اونپر آب حیات چھڑکا جاوے گا وے تازے ہوکر ایسے جم اٹھیں گے جیسے دانہ کیچڑ کے
بہاؤ میں جم اوٹھتا ہے (یعنی جہاں پر کوڑا کچرا مٹی بہا کر لاتا ہے وہاں دانہ خوب اوگتا ہے اور جلد
شاداب اور سرسبز ہوجاتا ہے اسی طرح وہ جہنمی بھی آب حیات ڈالتے ہی تازے ہوجاوینگے
اور جلن بھلس کے نشان بالکل جاتے رہیں گے) بعد اوس کے اللہ تعالی بندوں کے فیصلے سے فراغت
کرے گا اور ایک مرد باقی رہ جاویگا جسکا مونہہ دوزخ کیطرف ہوگا اور یہ بہشت والوں میں سب سے
پیچھے بہشت میں جاوے گا وہ کہیگا اے رب میرا مونہہ جہنم کیطرف سے پھیر دے اوس کی بو نے مجھے
مار ڈالا اور اوسکی لپٹ نے مجھے جلا ڈالا پھر خدا سے دعا کیا کرے گا جب تک خدا تعالی کو منظور ہوگا
بعد اوس کے اللہ تعالی فرماویگا اگر میں یہ تیرا سوال پورا کروں تو تو اور سوال کرے گا وہ کہیگا نہیں میں
پھر کچھ نہیں سوال کروں گا اور جیسے خدا کو منظور ہیں وہ قول قرار کرے گا تب اللہ تعالی اوس کا
مونہہ دوزخ کیطرف سے پھیریگا (جنت کیطرف) جب جنت کیطرف اوسکا مونہہ ہوگا تو چپ رہیگا
جبتک خدا کو منظور ہوگا پھر کہیگا اے رب مجھے جنت کے دروازے تک پہونچا دے اللہ تعالی فرماویگا تو کیا کیا
قول قرار کرچکا تھا کہ میں پھر دوسرا سوال نہ کروں گا برا ہو تیرا اے آدمی کیسا دغاباز ہے وہ کہے گا اے
رب اور دعا کرے گا یہانتک کہ پروردگار فرماوے گا اچھا اگر میں تیرا یہ سوال پورا کردوں تو پھر تو اور
کچھ نہ مانگے گا وہ کہے گا نہیں قسم تیری عزت کی اور کیا کیا قول اور قرار کرے گا جیسے اللہ کو منظور
ہوگا آخر اللہ تعالی اوسکو جنت کے دروازے تک پہونچا دیگا جب وہاں کھڑا ہوگا تو ساری بہشت اسکو
دکھلائی دیگی اور جو کچھ اوس میں نعمت یا خوشی اور فرحت ہے وہ سب پھر ایک مدت تک جبتک خدا کو منظور
ہوگا وہ چپ رہیگا بعد اوس کے عرض کرے گا اے رب مجھے جنت کے اندر لیجا اللہ تعالی فرماویگا تو نے کیا قرار
کیا تھا تو بولا تھا کہ اب میں کچھ سوال نہ کرونگا برا ہو تیرا اے آدم کے بیٹے کیسا مکار ہے وہ عرض کریگا اے میرے
رب تیری مخلوق میں بدنصیب نہیں ہونگا اور دعا کرتا رہیگا یہانتک کہ اللہ جل شانہ ہنس دیگا اور جب خدا اوس سے

کو ہنسی آجاویگی تو فرماوے گا اچھا جا جنت میں ف نووی نے کہا خدا کے ہنسنے سے اوسکا راضی ہونا مقصود ہے اور اپنی نعمت کا ظاہر کرنا اور یہ تاویل غلط ہے اور نووی نے پہلے متکلمین کی تقلید سے اسکو لکھ دیا ہے اصل یہ ہے کہ جیسے سمع اور بصر اور کلام وغیرہ اللہ سبحانہ کی صفات ہیں اور وہ محمول ہیں اپنے حقیقی معنوں پر اسیطرح ضحک یعنی ہنسنا بھی اوسکی ایک صفت ہے اور جیسے خدا کا سننا اور دیکھنا اور بات کرنا مخلوق کے دیکھنے اور سننے اور بات کرنیکی طرح نہیں ہے ویسے ہی اوسکا ہنسنا بھی مخلوق کے ہنسنے کی طرح نہیں ہے اور وہ پاک ہے اپنی ذات اور صفات میں مخلوق کی مشابہت سے یہی اعتقاد ہے صحابہ اور تابعین اور سلف ائمہ اور علما کا جیسا کئی بار اوپر گذر چکا ف جب وہ جنت کے اندر جاویگا تو خدای تعالے اوس سے فرماوے گا اب تو کوئی آرزو کر وہ آرزو کرے گا اور مانگیگا یہانتک کہ اللہ تعالی خود اوسکو یاد دلاوے گا فلانی چیز مانگ فلانی چیز مانگ جب اوسکی سب آرزوئین ختم ہو جاوینگی تو حق تعالے فرماویگا ہم نے یہ سب تجھے دین اور ان کے ساتھ اوتنی ہی اور دین یعنی تیری خواہشون سے دو چند (سبحان اللہ کیا کرم اور رحمت ہے اللہ تعالی کو اپنی بندون پر اور جو وہ کرم نہ کرے تو اور کون کرے وہی مالک ہے وہی خالق ہے وہی رازق ہے وہی پالنے والا ہے) عطاء بن یزید نے کہا جو اس حدیث کا راوی ہے کہ ابو سعید خدری بھی اس حدیث کی روایت کرنے مین ابو ہریرہ کے موافق تھے کہین خلاف نہ تھے پر جب ابو ہریرہ نے کہا کہ اللہ تعالی اوس سے فرماویگا ہم نے یہ سب تجھے دین اور اتنی ہی اور دین تو ابو سعید نے کہا دس حصے زیادہ دین ابو ہریرہ نے کہا مجھے تو یہی یاد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یون فرمایا ہم نے یہ سب تجھے دین اور اوتنی ہی اور دین ابو سعید نے کہا مین گواہی دیتا ہون کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یون فرمایا ہم نے یہ سب تجھے دین اور دس حصے زیادہ دین ابو ہریرہ نے کہا یہ وہ شخص ہے جو سب سے اخیر جنت مین جاویگا (تو اور جنتیون کو معلوم نہین کیا کیا نعمتین ملین گی) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض اَنَّ النَّاسَ قَالُوْا لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ نَرٰی رَبَّنَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَ سَاقَ الْحَدِیْثَ بِمِثْلِ حَدِیْثِ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ سَعْدٍ ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم اپنے پروردگار کو دیکھین گے قیامت کے دن اور بیان کیا حدیث کو اوسی طرح جیسے اوپر گذری عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا بِهٖ اَبُوْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ

فَذَکَرَ اَحَادِیْثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَدْنٰی مَقْعَدِ اَحَدِکُمْ مِنَ الْجَنَّةِ اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ تَمَنَّ فَیَتَمَنّٰی وَ یَتَمَنّٰی

بمثل معنی

فيسجد لله عز وجل من تلقاء نفسه إلا أذن الله تعالى له بالسجود ولا يبقى من كان يسجد اتقاء
ورياء إلا جعل الله ظهره طبقة واحدة كلما أراد أن يسجد خر على قفاه ثم
يرفعون رؤوسهم وقد تحول في صورته التي رأوه فيها أول مرة فقال أنا ربكم الصورة
فيقولون أنت ربنا ثم يضرب الجسر على جهنم وتحل الشفاعة ويقولون اللهم
سلم سلم قيل يا رسول الله ما الجسر قال دحض مزلة فيها خطاطيف وكلاليب وحسكة حسك
تكون بنجد فيها شويكة يقال لها السعدان فيمر المؤمنون كطرف العين وكالبرق
وكالريح وكالطير وكأجاويد الخيل والركاب فناج مسلم ومخدوش مرسل ومكدوس مكدوس
في نار جهنم حتى إذا خلص المؤمنون من النار فوالذي نفسي بيده ما من أحد منكم
بأشد مناشدة لله في استقصاء الحق من المؤمنين لله عز وجل يوم القيامة لإخوانهم استيفاء
الذين في النار يقولون ربنا كانوا يصومون معنا ويصلون ويحجون فيقال
لهم أخرجوا من عرفتم فتحرم صورهم على النار فيخرجون خلقا كثيرا قد أخذت
النار إلى نصف ساقيه وإلى ركبتيه ثم يقولون ربنا ما بقي فيها أحد ممن أمرتنا به
فيقول عز وجل ارجعوا فمن وجدتم في قلبه مثقال دينار من خير فأخرجوه فيخرجون
خلقا كثيرا ثم يقولون ربنا لم نذر فيها أحدا ممن أمرتنا به ثم يقول ارجعوا
فمن وجدتم في قلبه مثقال نصف دينار من خير فأخرجوه فيخرجون خلقا كثيرا ثم
يقولون ربنا لم نذر فيها ممن أمرتنا أحدا ثم يقول ارجعوا فمن وجدتم في قلبه مثقال ذرة
من خير فأخرجوه فيخرجون خلقا كثيرا ثم يقولون ربنا لم نذر فيها خيرا وكان أبو سعيد
الخدري يقول إن لم تصدقوني بهذا الحديث فاقرؤوا إن شئتم إن الله لا يظلم مثقال ذرة
وإن تك حسنة يضاعفها ويؤت من لدنه أجرا عظيما فيقول الله عز وجل شفعت الملائكة تعالى
وشفع النبيون وشفع المؤمنون ولم يبق إلا أرحم الراحمين فيقبض قبضة من النار فيخرج منها
قوما لم يعملوا خيرا قط قد عادوا حمما فيلقيهم في نهر في أفواه الجنة يقال له نهر الحياة
فيخرجون كما تخرج الحبة في حميل السيل ألا ترونها تكون إلى الحجر أو إلى الشجر ما
يكون إلى الشمس أصيفر وأخيضر وما يكون منها إلى الظل يكون أبيض فقالوا يا رسول الله كأنك

كنت من عمر البادية قال فيخرجون كاللؤلؤ في رقابهم الخواتم يعرفهم اهل الجنة هؤلاء عتقاء الله الذين
ادخلهم الله الجنة بغير عمل عملوه ولا خير قدموه ثم يقول ادخلوا الجنة فما رايتموه فهو لكم فيقولون
ربنا اعطيتنا ما لم تعط احدا من العالمين فيقول لكم عندي افضل من هذا فيقولون يا ربنا اي شئ
افضل من هذا فيقول رضاي فلا اسخط عليكم بعده ابدا ترجمہ ابو سعید خدری رض سے روایت ہے کچھ لوگون
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین کہا یا رسول اللہ کیا ہم دیکھین گے اپنے پروردگار کو قیامت کے دن آپ نے
فرمایا ہان دیکھوگے تمکو کچھ تکلیف ہوتی ہے سورج کے دیکھنے مین دوپہر کے وقت جب کھلا ہوا ہو اور ابر نہو تمکو کچھ
تکلیف ہوتی ہے چاند کے دیکھنے مین چودھوین رات کو جب کھلا ہوا ہو اور ابر نہو نہین فرمایا بس تمکو اتنی ہی تکلیف ہوگی اللہ تعالی کے دیکھنے مین
قیامت کے دن جتنی چاند یا سورج کے دیکھنے مین ہوتی ہے ف یعنی بالکل تکلیف نہوگی کیونکہ آفتاب اور ماہتاب کے دیکھنے مین کسی طرح
کی تکلیف بہجوم اور اژدحام کی نہین ہوتی اور یہ کلام بطریق مبالغہ کے ہے یعنی اگر بفرض محال کچھ تکلیف ہو تو
اتنی ہی ہوگی بعض علما نے کہا کہ یہ رویت منافی ہے اوس رویت کے جو خاص مومنین کو جنت مین ہوگی اور یہ رویت
امتحان اور تمیز کے لیے ہوگی درمیان مومنین اور مشرکین کے (طیبی) ف جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک
پکارنیوالا پکارے گا ہر ایک گروہ ساتھ ہو جاوے اپنے اپنے معبود کے پہر جتنے لوگ سوا خدا کے اور کسی کو پوجتے تھے جیسے
بتون کو اور تہانون کو اونمین سے کوئی نہ بچیگا سب کے سب آگ مین گر پڑینگے اور باقی رہ جاوینگے وہی لوگ جو اللہ کو
پوجتے تھے نیک ہون یا بد مسلمانون مین سے اور کچھ اہل کتاب مین سے پہر یہودی بلائے جاوینگے اور ان سے کہا
جاویگا تم کس کو پوجتے تھے وہ کہینگے ہم پوجتے تھے حضرت عزیر علیہ السلام کو جو اللہ کے بیٹے ہین انکو جواب ملیگا تم
جہوٹے تھے اللہ جل جلالہ نے کوئی بی بی کی نہ اسکا بیٹا ہوا اب تم کیا چاہتے ہو وہ کہینگے اے رب ہمارے ہم پیاسے
ہین ہمکو پانی پلا حکم ہوگا جاؤ پیو پہر وہ ہانکے جاوینگے جہنم کیطرف انکو ایسا معلوم ہوگا جیسے سراب ف
ف سراب کہتے ہین اوس ریتی کی زمین کو جو دور سے دوپہر کے وقت گرمی مین پانی کیطرح دکھلائی دیتی ہے
جب پاس جاؤ تو پانی وانی کچھ نہین ہوتا اور پیاسا ہاتھ مل کے رہ جاتا ہے ایسا ہی حال ان جہنمیون کا ہوگا کہ
پیاس کی شدت مین جہنم کو جو سراب کیطرح معلوم ہوگا پانی سمجھ کر اوسمین گہس جاوینگے خدا کی پناہ ف
اور وہ ایسے شعلے مار رہا ہوگا گویا ایک کو ایک کہا رہا ہے وہ سب گر پڑینگے آگ مین بعد اوس کے نصاری بلائے
جاوینگے اور ان سے سوال ہوگا تم کس کو پوجتے تھے وہ کہینگے ہم پوجتے تھے حضرت مسیح کو جو اللہ کے
بیٹے ہین انکو جواب ملیگا تم جہوٹے تھے اللہ جل جلالہ کی نہ کوئی جورو ہے نہ اوسکا کوئی بیٹا ہے ف یہود

اور نصاری کا اصلی دین عمدہ اور سچا تھا اور خدا کیطرف سے آیا تھا جیسے اسلام کا دین پر ان دونون مذہبوں
کے عالمون اور پیشواؤن نے اپنی نادانی اور بے عقلی سے ایسی باتین دین مین شریک کر لین جو سراسر عقل کے
خلاف ہین اور انہون نے یہ سمجھا کہ اگر ہم اپنے اپنے پیغمبرون کو خدا کا بیٹا بنا دینگے تو لوگ ہمارے پیغمبر کو سب سے
بڑا سمجھکر ہمارے دین مین شریک ہونگے اور قیامت تک دین اور پیغمبرون کے آنے سے منسوخ نہ ہوگا حالانکہ اگر ان
لوگون مین ذرا بھی عقل ہوتی اور کچھ بھی سمجھ رکھتے اور غور کرتے تو وہ ایسی لغو اور بیہودہ باتون کو دین مین شریک
کر کر اپنے دین کو بدنام نہ کرتے یہود کا حال جو اس بیوقوفی کے طفیل ہوا وہ ظاہر ہے کہ تمام دنیا مین انکی تعداد نہایت
ہی قلیل رہ گئی اور انکی شوکت اور حشمت خاک مین مل گئی اور نصاری کی بھی فروغ کو عربون نے اسلام کے زور سے
میٹ دیا اب اس زمانے مین گو نصاری دنیاوی علوم اور فنون کی وجہ سے مسلمانون پر غالب ہو گئے ہین اور ظاہر
بہت کچھ دھوم دھام رکھتے ہین پر اون کے دین اور مذہب کو اسلام کے دین اور مذہب پر ہرگز غلبہ نہین ہے بلکہ
یہ زمانہ ایسا ہے جسمین علوم عقلیہ کی روز بروز ترقی ہو رہی ہے اور لوگ سمجھتے جاتے ہین کہ نصاری کا یہ بے
دلیل دعوی کہ حضرت مسیح خدا کے بیٹے تھے کتنی وقعت رکھتا ہے افسوس صد افسوس اگر نصاری اسوقت
بھی اپنی عقل سے کام لیوین اور جیسے دنیا کے کامون مین غور اور فکر کر رہی ہین اوسی طرح اپنے دین
کے اصول کو بھی جانچین تو یہ سب ملمع کاری اور دغابازی جو اون کے پچھلے پادریون نے کی ہے اون پر
کھل جاوے اور وہ بھی مسلمانون کیطرح سچی توحید کے نور سے مشرف ہون اگر نصاری اس لغو اور بیہودہ اور
خلاف عقل بات یعنی تثلیث کو چھوڑ کر توحید پر آجاوین تو پھر ان مین اور مسلمانون مین بہت ہی تھوڑا فرق
رہ جاوے گا اور یہ دونون قومین مل جل کر دنیا مین بسر کرنے لگین اور کشت اور خون کا دروازہ بند ہو
جاوے بلکہ کیا عجب ہے کہ چند روز مین اور باقی قومین بھی اونکی مطیع ہو جاوین اور بعوض نا اتفاقی اور اختلاف
اور فساد کے اتفاق اور اتحاد اور امن و امان پیدا ہو خیر یہ سب خدا کی مرضی پر موقوف ہے پر وہ مسلمان جو اپنے
تئین مسلمان کہتے ہین اور مشرکون کیطرح سوا خدا کے پیرون یا پیغمبرون کی نذر نیاز کرتے ہین مصیبت کے
وقت انکو پکارتے ہین اون سے دعا کرتے ہین ہر امر پر اون کو قادر متصرف خیال کرتے ہین وہ در
حقیقت نصاری سے بھی بدتر ہین خاک پڑے اون کے عقل پر انہون نے نصاری کو اعتراض کی جگہ
دے رکھی ہے **ف** پھر ان سے کہا جاوے گا اب تم کیا چاہتے ہو وہ کہین گے ای
رب ہمارے ہم پیاسے ہین ہم کو پانی پلا حکم ہوگا جاؤ پھر وہ سب ہانکے جاوینگے جہنم کیطرف

گویا وہ سراب ہوگا اور لپٹ کے مارے وہ آپ ہی آپ ایک ایک کو کہاتا ہوگا پہر وہ سب گر پڑینگے جہنم مین یہانتک
کہ جب کوئی باقی نہ رہیگا سوا ان لوگون کے جو اللہ کو پوجتے تہے نیک ہون یا بد اوسوقت مالک سارے جہان کا اونکے پاس آویگا ایک
ایسی صورت مین جو مشابہ ہوگی اوس صورت سے جسکو وہ جانتے ہین ف یعنے اوسکی صفات سے جو اوسنے بیان کی ہین اُسکو پہچانتے
ہین اور یہ مین کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ وہ دنیا کی کسی مخلوق کے مشابہ نہین ہے نہ کسی کے جوڑ کا ہی پاک ہے ہر عیب اور نقص سے
ف اور فرماویگا تم کس بات کے منتظر ہو ہر ایک گروہ ساتہہ ہوگیا اپنے اپنے معبود کے وہ کہینگے اے ہمارے رب ہمنے تو دنیا مین ان
لوگونکا ساتہہ نہ دیا (یعنے مشرکونکا) جب ہم اونکے بہت محتاج تہے نہ اونکی صحبت مین رہے ف یعنے دنیا مین جب ہمکو اپنی معاش
کے واسطے ان لوگون سے ملنے کی اور دوستی کرنیکی ضرورت تہی اوسوقت تو ہم ملے نہین نہ اونکا ساتہہ دیا بلکہ فقر و فاقہ قبول
کیا اور انکی مخالفت کرتے رہے اور انکار و رد کرتے رہے پہر آج جب ہمکو انکی کچہہ احتیاج نہین ہے ہم اونکے ساتہہ کیونکر جاوین
اور غرض یہ ہے کہ مومنین حق تعالے سے عاجزی اور دعا کرینگے کہ اس مشکل مین ہماری مدد کر مہاجرین اور انصار کا دنیا مین یہی حال ہوا
کہ اونہون نے قرابت اور عزیز داری کا بہی خیال نہ کیا اور مشرکون سے علحدہ ہوگئے اور مصیبت گوارا کی اور یہی حال ہا ہمیشہ
اُن سچے موحدونکا ہر زمانے مین جنہون نے مشرکونکے ہاتہہ سے تکلیفین اُٹہائین راضی ہو اللہ تعالے اونسے اور ہمارا حشر اونکے
ساتہہ کرے آمین یا رب العلمین ف پہر وہ فرماویگا مین تمہارا رب ہون وہ کہینگے ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہین تجہہ سے اور
اللہ کے ساتہہ کسی کو شریک نہین کرتے دو یا تین بار یہی کہینگے یہانتک کہ انمین کے بعض لوگ پہر جانے کے قریب ہونگے
(کیونکہ یہ امتحان بہت سخت ہوگا اور شبہ دلمین ور کریگا) پہر وہ فرماویگا اچہا تم اپنے رب کی کوئی نشانی جانتے ہو جس سے اسکو
پہچانو وہ کہینگے ہان پہر خدا کی پنڈلی کہل جاویگی ف قرآن مین ہے یَوۡمَ یُکۡشَفُ عَنۡ سَاقٍ یعنے جسدن کہولا جاویگا
ساق سے ساق کہتے ہین پنڈلی کو نووی نے کہا ابن عباس اور اکثر اہل لغت نے ساق کے معنے یہان شدت اور زور کے کئے ہین یعنے ایک
امر سخت ہوگا اور یہ مثل ہے جسکو عرب لوگ کہا کرتے ہین کہتے ہین لڑائی قائم ہوئی ساق پر اور اصل یہ ہے کہ انسان جب کسی سخت بلا مین
پڑجاتا ہے تو اپنی باہین چڑہاتا ہے اور پنڈلی کہولتا ہے کوشش کے لئے قاضی عیاض نے کہا بعضون نے کہا ساق سے یہان ایک
نور مراد ہے اور یہ ایک حدیث مین بہی وارد ہے ابن فورک نے کہا مراد اس سے وہ فوائد اور الطاف ہین جو مومنون کو ملینگے خدا کے
دیدار کے وقت اور بعضون نے کہا ساق ایک نشانی ہوگی درمیان خدا اور مومنین کے اور کچہہ فرشتے ظاہر ہون گے اور
بعضون نے کہا احتمال ہے کہ ساق ایک مخلوق ہو خدا کی جسکو خدا نے نشانی بنائی ہو اوسوقت کیلئے اور یہ ساقون سے
الگ صورت کی ہو اور بعضون نے کہا اوسکا معنے یہ ہے کہ اونکا ڈر جاتا رہے گا اور رعب اوٹہہ جاویگا اور جو ہول انکے
دلون پر تہا وہ جاتا رہے گا۔ اور اطمینان حاصل ہوگا تب وہ سجدہ کرینگے خطابی نے کہا یہ دیدار اور ہے اور وہ جو

کہتے ہین مومن اوسپر پار ہون گے بعضے پل پارنے مین بعضے بجلی کیطرح بعضے ہوا کیطرح بعضے پرند کیطرح بعضے تیز گہوڑون کیطرح بعضے اونٹون کیطرح اور بعضے بالکل جہنم سے بچ کر پار ہوجاوین گے (یعنے اون کو کسی قسم کا صدمہ نہین پہونچے گا) اور بعضے کچہ صدمہ اوٹہاوین گے لیکن پار ہوجاوین گے اور بعضے صدمہ اوٹہا کر جہنم مین گر جاوین گے جب مومنون کو جہنم سے چہٹکارا ہوگا تو قسم اوسکی جسکے ہاتہہ مین میری جان ہے کوئی تم مین سے اپنے حق کے لیے اتنا جہگڑنے والا نہین ہے جتنے وہ جہگڑنے والے ہون گے خدا سے قیامت کے دن اپنے ان بہائیون کے لیے جو جہنم مین ہونگے (خدا سے جہگڑنے والے یعنے خدا سے بار بار عرض کرنے والے اپنے بہائیون کے چہڑانے کے لیے) وہ کہین گے ای رب ہمارے وہ لوگ (جو اب جہنم مین ہین) روزہ رکہتے تہے ہمارے ساتہہ اور نماز پڑہتے تہے اور حج کرتے تہے حکم ہوگا اچہا جاؤ اور نکال لو جہنم سے جنکو تم پہچانو پہر ان کی صورتین جہنم پر حرام ہوجاوین گی (یعنے جہنم کی آگ انکی صورت کو بدل نسکے گی اور چہرہ انکا محفوظ رہیگا تاکہ مومنین ان کو پہچان لیوین) اور مومنین بہت سے آدمیون کو جہنم سے نکالین گے اون مین سے بعضون کو آگ نے آدہی پنڈلیون تک کہا لیا ہوگا بعضون کو گہٹنون تک پہر وہ کہین گے ای رب ہمارے اب تو جہنم مین کوئی باقی نہین رہا اون آدمیون سے جن کے نکالنے کا تو نے ہمین حکم دیا تہا (یعنے روزہ نماز اور حج کرنے والون مین سے اب کوئی نہین رہا) حکم ہوگا پہر جاؤ اور جس کے دل مین ایک دینار برابر بہلائی پاؤ اوسکو بہی نکال لو پہر وہ نکالین گے بہت سے آدمیون کو اور کہین اے رب ہمارے ہم نے نہین چہوڑا کسی کو ان لوگون مین سے جنکے نکالنے کا تو نے حکم دیا تہا حکم ہوگا پہر جاؤ اور جس کے دل مین آدہے دینار برابر بہی بہلائی پاؤ اوسکو بہی نکال لو وہ پہر بہت سے آدمیون کو نکالین گے اور کہین گے ای پروردگار اب تو اسمین کوئی باقی نہین رہا اون لوگون مین سے جنکو نکالنے کا تو نے حکم دیا تہا حکم ہوگا پہر جاؤ اور جس کے دل مین ایک ذرہ برابر بہلائی ہو اوسکو بہی نکال لو ف قاضی عیاض نے کہا بہلائی سے مراد یہان یقین ہے اور صحیح یہ ہے کہ بہلائی وہ شئے ہے جو ایمان کے علاوہ ہے اسلیے کہ ایمان کے حصے نہین ہوسکتے بلکہ یہ حصے اس شئے کے ہین جو ایمان پر زائد ہو جیسے نیک عمل یا ذکر خفی یا اور کوئی دل کا عمل جیسے شفقت مسکینون پر یا خوف الٰہی یا نیت صادق وغیرہ اور دلالت کرتی ہے اوسپر دوسری حدیث کہ جہنم سے نکلے گا وہ شخص بہی جس نے

لا اله الا الله کہا ہوگا اور اوسکی دل مین ایک رتی برابر بہلائی ہوگی (نووی) ف پہر وہ نکالینگے بہت سے آدمیون کو اور کہین گے اے رب ہمارے اب تو اوس مین کوئی نہین رہا جسمین ذرا بہی بہلائی تہی (بلکہ اب سب اوس قسم کے لوگ ہین جو بدکار اور کافر تہے اور رتی برابر بہی بہلائی اُن مین نہ تہی) ابو سعید خدری جب اس حدیث کو بیان کرتے تہے تو کہتے تہے اگر تم مجہکو سچا نہ جانو اس حدیث مین تو پڑہو اس آیت کو اگر چاہتے ہو اِنَّ اللّٰہَ لَا یَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ اخیر تک یعنی اللہ تعالیٰ ظلم نہین کرے گا رتی برابر اور جو نیکی ہو تو اوسکو دونا کردیگا اور اپنے پاس سے بہت کچہ ثواب دیگا پہر اللہ فرماوے گا فرشتے سفارش کر چکے اور پیغمبر سفارش کر چکے اور مومنین سفارش کر چکے اب کوئی باقی نہین رہا پر وہ باقی ہے جو سب رحم کرنے والون سے زیادہ رحم کرنے والا ہے (قربان اسکی ذات مقدس کے) پہر ایک مٹہی آدمیون کی جہنم سے نکالے گا ف جنکی تعداد کوئی نہین جانتا سوای خدا کریم کے پر خدا تعالےٰ کی مٹہی اتنی بڑی ہے کہ ساری زمین اوس کی ایک مٹہی مین آجاویگی قیامت کے دن سبارک ہین وے لوگ جو اپنے مالک کی خاص مٹہی سے نکالے جاوین گے اور ان پر کسیکا احسان نہ ہوگا سوائے خدای کریم کے ف اور اس مین وہ لوگ ہون گے جنہون نے کوئی بہلائی نہین کی کبہی ف پر صرف خدا کی توحید پر یقین رکہتے تہے ان کا سفارش کرنے والا کوئی فرشتہ یا پیغمبر یا مومن نہ ہوگا آخر اللہ تعالےٰ خود اپنے سبارک ہاتہ سے اون کو نکالے گا ف وہ جل کر کوئلہ ہو گئے ہون گے پہر خدائے تعالےٰ ان لوگون کو ایک نہر مین ڈالدے گا جو جنت کے دروازون پر ہوگی جسکا نام نہر الحیوۃ ہے وہ اوسمین ایسا جلد تر و تازہ ہون گے جیسے دانہ پانی کے بہاؤ مین کوڑے کچرے کی جگہہ پر اگ آتا ہے (ذرا سوچ کر) تم دیکہتے ہو وہ دانہ کبہی پتہر کے پاس ہوتا ہے کبہی درخت کے پاس اور جو آفتاب کے رخ پر ہوتا ہے وہ زرد یا سبز اوگتا ہے اور جو سائے مین ہوتا ہے وہ سفید رہتا ہے لوگون نے کہا یا رسول اللہ آپ تو گویا جنگل مین جانورون کو چرایا کیے ہین (کہ وہان کا سب حال جانتے ہین) پہر آپ نے فرمایا وہ لوگ اوس نہر سے موتی کیطرح چمکتے ہوئے نکلین گے اون کے گلون مین پٹے ہون گے جنت والے اور ان کو پہچان لین گے اور کہین گے یہ اللہ تعالےٰ کے آزاد کیے ہوئے ہین اون کو خدا نے جنت دی بغیر کسی عمل یا بہلائی کے پہر فرماوے گا جنت مین جاؤ اور جس چیز کو دیکہو

دیکھو وہ تمہاری ہے وہ کہیں گے اے رب ہمارے تو نے ہمکو اتنا کچھ دیا کہ اتنا کسی کو نہیں دیا سارے
جہان والوں میں اللہ تعالی فرماویگا ابھی میرے پاس تمہارے لیے اس سے بڑھ کر ہے وہ کہیں گے اے
رب ہمارے اب اس سے بڑھ کر کیا ہے اللہ تعالی فرماویگا میری رضامندی اب میں تم پر کبھی غصہ نہ ہونگا
ف سبحان اللہ مالک کی رضامندی اتنی بڑی نعمت ہے کہ بہشت کی سب نعمتیں اوس کے سامنے
بے حقیقت ہیں جوان مرد وہی ہے جو اپنے مالک کی رضامندی کا طلبگار ہو اور ہر حال میں اوس کا
شکر گذار ہو عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّا قُلْنَا یَا
رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَرٰی رَبَّنَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
ہَلْ تُضَارُّوْنَ فِیْ رُؤْیَۃِ الشَّمْسِ اِذَا کَانَ یَوْمٌ صَحْوٌ قُلْنَا لَا وَسُقْتُ الْحَدِیْثَ حَتّٰی
انْقَضٰی اٰخِرُہٗ وَہُوَ نَحْوُ حَدِیْثِ حَفْصِ بْنِ مَیْسَرَۃَ وَزَادَ بَعْدَ قَوْلِہٖ بِغَیْرِ عَمَلٍ
عَمِلُوْہُ وَلَا قَدَمٍ قَدَّمُوْہُ فَیُقَالُ لَہُمْ لَکُمْ مَا رَاَیْتُمْ وَمِثْلُہٗ مَعَہٗ قَالَ اَبُوْ سَعِیْدٍ
بَلَغَنِیْ اَنَّ الْجِسْرَ اَدَقُّ مِنَ الشَّعْرَۃِ وَاَحَدُّ مِنَ السَّیْفِ وَلَیْسَ فِیْ حَدِیْثِ اللَّیْثِ فَیَقُوْلُوْنَ
رَبَّنَا اَعْطَیْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ وَمَا بَعْدَہٗ فَاَقَرَّ بِہٖ عِیْسَی بْنُ حَمَّادٍ

ترجمہ دوسری روایت بھی ابو سعید خدری سے ایسی ہی ہے اس میں یہ ہے کہ ہم نے کہا یا رسول
اللہ کیا ہم اپنے مالک کو دیکھیں گے آپ نے فرمایا تم کو کچھ حرج ہوتا ہے سورج کے دیکھنے میں جب صاف
دن ہو ہم نے کہا نہیں اور بیان کیا حدیث کو اخیر تک اتنا زیادہ ہے اس عبارت کے بعد اون کو خدا
نے جنت دی بغیر کسی عمل یا بھلائی کے اون سے کہا جاوے گا جو تم دیکھو وہ تمہارا ہے اور اوتنا
ہی اور ابو سعید نے کہا مجھے یہ حدیث پہونچی کہ پل بال سے زیادہ باریک ہوگا اور تلوار سے زیادہ
تیز ہوگا اور لیث کی روایت میں یہ نہیں ہے کہ وہ کہیں گے اے رب ہمارے تو نے ہم کو وہ دیا جو
سارے جہان والوں میں کسی کو نہیں دیا عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ بِاِسْنَادِہِمَا نَحْوَ حَدِیْثِ
حَفْصِ بْنِ مَیْسَرَۃَ اِلٰی اٰخِرِہٖ وَقَدْ زَادَ وَنَقَصَ شَیْئًا ترجمہ اس روایت کا بھی
وہی ہے جو اوپر گزرا مگر کچھ کمی بیشی ہے

بَابُ اِثْبَاتِ الشَّفَاعَۃِ وَ اِخْرَاجِ الْمُوَحِّدِیْنَ مِنَ النَّارِ

شفاعت کا ثبوت اور موحدوں کا جہنم سے نکالا جانا ف
قاضی عیاض نے کہا اہلسنت کا مذہب یہ ہے کہ شفاعت عقلاً جائز ہے اور شرعاً اوسکا ثبوت اس آیت سے ہے

يَوْمَئِذٍ لَّا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا اور اس آیت کا وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا
لِمَنِ ارْتَضَىٰ اور حدیثین شفاعت کے باب مین بہت آئی ہین اور آثار صحابہ بہی بہت ہین ان سب کے ملانے سے
شفاعت کا ثبوت متواتر ہوجاتا ہے گنہگار مومنین کے واسطے اور اجماع کیا ہے سلف اور خلف اور تمام اہل
سنت نے شفاعت کے ثبوت پر اور انکار کیا ہے خوارج اور بعض معتزلہ نے شفاعت کا اور ان کے نزدیک گنہگار ہمیشہ
ہمیشہ جہنم مین رہینگے دلیل انکی یہ آیت ہے فَمَا تَنفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ اور یہ آیت مَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ حَمِيمٍ وَلَا
شَفِيعٍ يُطَاعُ حالانکہ یہ آیتین کافرون کے حق مین ہین اور انہون نے جو شفاعت کی آیتون کی تاویل کی ہے
کہ مراد اس سے درجون کی زیادتی ہے تو یہ باطل ہے اور حدیث کے الفاظ سے صاف انکی تاویل باطل ہوتی
ہے کیونکہ حدیث مین یہ ہے کہ جہنمی شفاعت کی وجہ سے جہنم سے نکالے جاوینگے لیکن شفاعت پانچ قسم ہے ایک
تو وہ جو خاص ہے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے اور وہ تسکین دینا ہے میدان حشر کے ہول سے اور حساب
کتاب جلدی شروع کرا دینا جیسا کہ اسکا بیان آگے آویگا **دوسری** بعضے لوگون کو بغیر حساب اور کتاب
کے جنت مین لیجانا یہ بہی ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہے **تیسری** شفاعت ان لوگون کی
لیے جو مستحق ہوگئے ہون جہنم کے اون کی شفاعت ہمارے پیغمبر اور اور لوگ کرینگے **چوتہی** شفاعت
ان لوگون کی جو جہنم مین جاچکے ہون گنہگارون مین سے اور ان کا نکالا جانا ہمارے پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم اور فرشتون اور مومنین کے شفاعت سے ثابت ہے جیسے ایک حدیث مین ہے کہ پہر اللہ تعالی نکالے
گا جہنم سے ہر ایک لا الہ الا اللہ کہنے والے کو اور صرف کافر اوسمین رہ جاوینگے **پانچوین** وہ شفاعت
جو جنت مین درجے بڑہانے کے لیے ہو اس شفاعت کا معتزلے بہی انکار نہین کرتے نہ پہلی شفاعت کا قاضی
عیاض نے کہا مشہور روایتون سے سلف صالحین کا شفاعت کے لیے دعا کرنا ثابت ہوا ہے اس صورت مین
جو کہتا کہ اللہ تعالی سے ہماری پیغمبر کی شفاعت مانگنا مکروہ ہے اوسکی بات کیطرف خیال نہ کرنا چاہیے
اس لیے کہ شفاعت انکی کچہ گناہگارون سے مخصوص نہین ہے بلکہ تخفیف حساب اور زیادتی درجات
کے لیے بہی ہوگی اور ہر ایک عاقل کو ڈر لگا ہوا ہے کہ کہین وہ گنہگارون مین سے نہ ہو جاوے اور
اپنے عمل پہ بہروسا نہین ہے اور جس شخص نے اسکو مکروہ سمجہا ہے چاہیے کہ وہ مغفرت اور بخشش کے لیے بہی
دعا نکرے اور یہ خلاف ہے سلف اور خلف کے طریقے کے تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا عَنْ
أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُدْخِلُ اللَّهُ أَهْلَ الْجَنَّةِ

الجنۃ یدخل من یشاء برحمتہ ویدخل اھل النار النار ثم یقول انظروا من وجدتم فی قلبہ
مثقال حبۃ من خردل من ایمان فاخرجوہ فیخرجون منھا حمما قد امتحشوا فیلقون
فی نھر الحیوۃ او الحیاء فینبتون فیہ کما تنبت الحبۃ الی جانب السیل الم تروھا
کیف تخرج صفراء ملتویۃ ترجمہ ابوسعید خدری سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اللہ جنت والون کو جنت مین لیجاوے گا جسکو چاہیگا اپنی رحمت سے اور دوزخ والون کو دوزخ مین لے جاویگا پھر
فرماویگا دیکھو جسکے دل مین رائی کے دانے برابر بھی ایمان ہو اسکو دوزخ سے نکال لو وہ لوگ نکلین گے کوئلہ
کیطرح جلے ہوئے پھر ڈالے جاوینگے نہر الحیوۃ یا نہر الحیاء مین (یہ شک ہے امام مالک کا جو راوی مین اس
حدیث کے اورون کی روایت مین نہر الحیوۃ ہے بغیر شک کے) اور ایسا اوگین گے جیسے دانہ بہیا کے ایک
طرف اوگ آتا ہے کیا تم نے اسکو نہین دیکھا کیسا زرد لپیٹا ہوا اوگتا ہے عن عمرو بن یحیی بھذا
الاسناد وقالا فیلقون فی نھر یقال لہ الحیاۃ ولم یشکا وفی حدیث خالد کما تنبت
الغثاءۃ فی جانب السیل وفی حدیث وھیب کما تنبت الحبۃ فی حمئۃ او حمیلۃ السیل
ترجمہ اس روایت کا بھی وہی جو اوپر گزرا اسمین یہ ہے کہ وہ لوگ ڈالے جاوینگے ایک نہر مین
جسکا نام حیاۃ ہوگا اور شک نہین کی اور خالد کی روایت مین ہے جیسے کوڑا کچرا بہیا کے ایک طرف اوگ
آتا ہے اور وہیب کی روایت مین ہے جیسے دانہ کالی مٹی مین جو بہیا مین ہوتی ہے اوگ آتا ہے یا اوس مٹی
مین جسکو پانی بہا کر لاتا ہے عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم اما اھل النار الذین ھم اھلھا فانھم لا یموتون فیھا ولا یحیون ولکن ناس اصابتھم
النار بذنوبھم او قال بخطایاھم فاماتھم اللہ اماتۃ حتی اذا کانوا فحما اذن با
لشفاعۃ فجیء بھم ضبائر ضبائر فبثوا علی انھار الجنۃ ثم قیل یا اھل الجنۃ افیضوا
علیھم فینبتون نبات الحبۃ تکون فی حمیل السیل فقال رجل من القوم کان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قد کان فی البادیۃ ترجمہ ابوسعیدؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا وہ لوگ جو جہنم والے ہین (یعنی ہمیشہ وہان رہنے کے لیے ہین جیسے کافر اور مشرک) وہ تو نہ مرینگے نہ جیین گے
لیکن کچھ لوگ جو گنہگار ہون کیوجہ سے دوزخ مین جاوینگے انگار انکو مارکر کوئلہ بنادیگی پھر اجازت ہوگی
شفاعت کی ف نووی نے کہا معنی حدیث کا یہ ہے کہ جو لوگ کافر ہین اور جہنم مین ہمیشہ رہنے کے مستحق ہین

وہ تو نہ مرینگے نہ جئیں گے یعنی کسی طرح انکو عذاب سے چھٹکارا نہ ہوگا اور راحت حاصل نہ ہوگی جیسے اللہ تعالے
نے فرمایا انکا کچھ فیصلہ نہ ہوگا کہ مر جاویں اور نہ عذاب ہلکا ہوگا اور جیسے فرمایا پھر نہ اوس میں مریگا نہ جیئے گا اور اہل
حق کا مذہب یہی ہے کہ جنت کا آرام اور جہنم کا عذاب دونوں ہمیشہ کے لیے ہوں گے اور یہ لوگ جو گنہ
گار ہو کر جہنم میں جاوین گے یہ وہ لوگ ہیں جو مومن تھے پر گناہوں میں مبتلا ہو گئے تھے اللہ تعالی انکو جہنم
کی آگ سے مار کر کوئلہ کر دے گا ایک مدت تک عذاب دینے کے بعد اور یہ مرنا حقیقۃً ہوگا یعنے احساس جاتا
رہیگا پھر جہنم سے نکالے جاوینگے مردہ کوئلہ کیطرح ف اور یہ لوگ لائے جاوین گے گروہ گروہ اور
پھیلائے جاوین گے جنت کی نہروں پر اور حکم ہوگا اے جنت کے لوگوں انپر پانی ڈالو تب وہ اس
طرح سے جمین گے جیسے دانہ اوس مٹی مین جمتا ہے جسکو پانی بہا کر لاتا ہے ایک شخص بولا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم معلوم ہوتا ہے جنگل مین رہے ہین (جب تو آپ کو یہ معلوم ہے کہ بہاؤ مین جو مٹی
جمع ہوتی ہے اوس مین دانہ خوب اوگتا ہے) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ
عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِہٖ اِلٰی قَوْلِہٖ فِیْ حَمِیْلِ السَّیْلِ وَلَمْ یَذْکُرْ مَا بَعْدَہٗ ترجمہ
دوسری روایت کا بھی وہی ہے جو اوپر گذرا اس مین یہین تک ہے جیسے دانہ اوگتا ہے اوس مٹی
مین جسکو پانی بہا کر لاتا ہے عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَاَعْلَمُ اٰخِرَ اَھْلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِّنْھَا وَاٰخِرَ اَھْلِ الْجَنَّۃِ دُخُوْلًا الْجَنَّۃَ
رَجُلٌ یَّخْرُجُ مِنَ النَّارِ حَبْوًا فَیَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ لَہٗ اذْھَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّۃَ قَالَ فَیَاْتِیْھَا
فَیُخَیَّلُ اِلَیْہِ اَنَّھَا مَلْاٰی فَیَرْجِعُ فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ وَجَدْتُّھَا مَلْاٰی فَیَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ لَہٗ
اذْھَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّۃَ قَالَ فَیَاْتِیْھَا فَیُخَیَّلُ اِلَیْہِ اَنَّھَا مَلْاٰی فَیَرْجِعُ فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ وَجَدْتُّھَا
مَلْاٰی فَیَقُوْلُ اللّٰہُ لَہٗ اذْھَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّۃَ فَاِنَّ لَکَ مِثْلَ الدُّنْیَا وَعَشَرَۃَ اَمْثَالِھَا
اَوْ اِنَّ لَکَ عَشَرَۃَ اَمْثَالِ الدُّنْیَا قَالَ فَیَقُوْلُ اَتَسْخَرُ بِیْ اَوْ تَضْحَکُ بِیْ وَاَنْتَ الْمَلِکُ قَالَ
لَقَدْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ضَحِکَ حَتّٰی بَدَتْ نَوَاجِذُہٗ قَالَ فَکَانَ
یُقَالُ ذَاکَ اَدْنٰی اَھْلِ الْجَنَّۃِ مَنْزِلَۃً ترجمہ عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا مین جانتا ہون اوس شخص کو جو سب کے بعد جہنم سے نکلے گا اور سب کے بعد جنت مین جاویگا یہ وہ شخص
ہے جو جہنم سے گھٹنوں کے بل گھسٹتا ہوا نکلیگا اللہ تعالی اوس سے فرماویگا جا جنت مین جا تیرے لیے دنیا کی برابر جگہ ہے یا دس دنیا کی برابر

۱۰ اور دس گنا دنیا

نہ ہیگا کیا تو مجہسے ٹہٹا کرتا ہے یا ہنسی کرتا ہے بادشاہ ہو کر **ف** سخریہ اور ضحک مین تک ہر آدمی کو اور ضحک
دوسری روایتین بہی وارد ہی اور وہ عیب نہین ہے نہ نقص پہر ضحک خدا کی صفت ہونیمین کوئی مانع نہین اور
وہ مثل اور صفات الٰہی کے ہے مشابہ نہین مخلوق کی صفات کے نووی نے کہا ٹہٹا کرنیکے معنون مین اختلاف
ہے اور ہمین کئی قول مین ایک یہ ہی جو امام مازری سے منقول ہی کہ یہ بطریق مقابلہ کے ہی اسلیے کہ اس نے اللہ
تعالیٰ سے کئی بار عہد کیا اب کچہ نہ مانگون گا پہر اپنے اقرار کے خلاف کیا اور لگا مانگنے تو یہ مثل ٹہٹے کے ہوا
اب وہ شخص یہ سمجہا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا تو جنت مین جا اور تیری لیے یہ نعمتین ہین ایک قسم کا ٹہٹا ہے یعنی اس
کے ٹہٹے کا بدلہ ہی تو ٹہٹے کے بدلے کو مجازًا ٹہٹا کہا اور مطلب یہ ہی کہ کیا تو بدلہ دیتا ہے میرے ٹہٹے کا بادشاہ ہو کر
دوسرا قول یہ ہی کہ مراد اوس سی نفی ہے یعنی مین جانتا ہون کہ تون ٹہٹا نہ کریگا بادشاہ ہو کر لیکن تعجب یہ ہی کہ مجہ
نالائق کو اتنی بڑی بڑی نعمتین ملین تیسرا قول یہ ہی کہ اوس شخص کے زبان قابو مین نہ رہی اور وہ خوشی سے
ایسا بہول گیا کہ لگا وہ باتین کرنے جیسی دنیا مین ایسے محل مین کرتا تہا اور خدا کیطرف ٹہٹے کی نسبت کر دی
اور یہ ایسا ہی جیسے آپنے دوسرے شخص کے حقمین فرمایا کہ وہ خوشی کے مارے اپنے تئین روک نہ سکا اور کہنے لگا
تو میرا بندہ ہی اور مین تیرا رب ہون اور چاہیے تہا یہ کہنا کہ مین تیرا بندہ ہون اور تون میرا رب ہے اور خوشی کے
وقت بے اختیاری مین اکثر ایسی بے موقع اور غلط باتین زبان سے نکل جاتین ہین انتہے **ف** عبداللہ
بن مسعود نے کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکہا آپ ہنسی یہانتک کہ آپکے دانت مبارک کہل
گئے اور آپنے فرمایا یہ سب سے کم درجے کا جنتی ہوگا **عَنْ** عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَاَعْرِفُ اٰخِرَ اَھْلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِّنَ النَّارِ رَجُلٌ یَّخْرُجُ مِنْھَا زَحْفًا فَیُقَالُ لَہٗ انْطَلِقْ
فَادْخُلِ الْجَنَّۃَ قَالَ فَیَذْھَبُ فَیَدْخُلُ الْجَنَّۃَ فَیَجِدُ النَّاسَ قَدْ اَخَذُوا الْمَنَازِلَ فَیُقَالُ لَہٗ اَتَذْکُرُ
الزَّمَانَ الَّذِیْ کُنْتَ فِیْہِ فَیَقُوْلُ نَعَمْ فَیُقَالُ لَہٗ تَمَنَّ فَیَتَمَنّٰی فَیُقَالُ لَہٗ لَکَ الَّذِیْ تَمَنَّیْتَ وَعَشَرَۃُ
اَضْعَافِ الدُّنْیَا قَالَ فَیَقُوْلُ اَتَسْخَرُ بِیْ وَاَنْتَ الْمَلِکُ قَالَ فَلَقَدْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ ضَحِکَ حَتّٰی بَدَتْ نَوَاجِذُہٗ **ترجمہ** عبداللہ ابن مسعود رضی سے روایت ہی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مین پہچانتا
ہون اوس شخص کو جو سب کے آخر جہنم سے نکلیگا وہ ایک شخص ہوگا جو گہسٹتا ہوا چوتڑون کے بل دوزخ سے نکلیگا اوس سے کہا جاوے
گا جا جنت مین جا وہ جاویگا دیکہیگا تو سب مکانون مین جنتی ہین اور کوئی مکان خالی نہین چہوٹا سا بہی اوس سے کہا
جاویگا تجہے یاد ہی وہ زمانہ جس مین تو تہا (یعنے وہ دوزخ کی تکلیف اور تنگی) وہ کہیگا ہان یاد ہی پہر اوس سے کہا جاویگا

اچھا اب کوئی اور آرزو کرو وہ آرزو کریگا حکم ہوگا یہ سب لے اور دس دنیا کے برابر اور لے اور وہ کہیگا
اے پروردگار تعالے کیا تو مجھ سے ہنسی ٹھٹھا کرتا ہے بادشاہ ہو کر (یعنے دس دنیا کے برابر مجھکو دیتا ہے اور
وہان تو ایک چھوٹا سا مکان بھی خالی نہیں) راوی نے کہا مینے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کو دیکھا آپ ہنسے یہان تک کہ آپ کے دانت کھل گئے **ف** حدیث مین نواجذ کا لفظ ہے
اور نواجذ اون دانتون کو کہتے ہین جو سب کے آخر مین نکلتے ہین جن کو عوام عقل کے دانت کہتے
ہین اور یہ دانت اوسی وقت کھلتے ہین جب آدمی زور سے ہنسے **عَنِ** ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اٰخِرُ مَنْ يَّدْخُلُ الْجَنَّةَ رَجُلٌ فَهُوَ يَمْشِيْ مَرَّةً وَّيَكْبُو مَرَّةً وَّتَسْفَعُهُ
النَّارُ مَرَّةً فَاِذَا مَا جَاوَزَهَا الْتَفَتَ اِلَيْهَا فَقَالَ تَبَارَكَ الَّذِيْ نَجَّانِيْ مِنْكِ لَقَدْ اَعْطَانِيَ
اللهُ شَيْئًا مَّا اَعْطَاهُ اَحَدًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ فَتُرْفَعُ لَهٗ شَجَرَةٌ فَيَقُوْلُ اَيْ رَبِّ
اَدْنِنِيْ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ فَلِاَسْتَظِلَّ بِظِلِّهَا وَاَشْرَبَ مِنْ مَّائِهَا فَيَقُوْلُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ
يَا ابْنَ اٰدَمَ لَعَلِّيْ اِنْ اَعْطَيْتُكَهَا سَاَلْتَنِيْ غَيْرَهَا فَيَقُوْلُ لَا يَا رَبِّ وَيُعَاهِدُهٗ اَنْ
لَّا يَسْاَلَهٗ غَيْرَهَا وَرَبُّهٗ تَعَالٰى يَعْذِرُهٗ لِاَنَّهٗ يَرٰى مَا لَا صَبْرَ لَهٗ عَلَيْهِ فَيُدْنِيْهِ مِنْهَا
فَيَسْتَظِلُّ بِظِلِّهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَّائِهَا ثُمَّ تُرْفَعُ لَهٗ شَجَرَةٌ هِيَ اَحْسَنُ مِنَ الْاُوْلٰى
فَيَقُوْلُ اَيْ رَبِّ اَدْنِنِيْ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ لِاَشْرَبَ مِنْ مَّائِهَا وَاَسْتَظِلَّ
بِظِلِّهَا لَا اَسْاَلُكَ غَيْرَهَا فَيَقُوْلُ يَا ابْنَ اٰدَمَ اَلَمْ تُعَاهِدْنِيْ اَنْ لَّا تَسْاَلَنِيْ غَيْرَهَا
فَيُعَاهِدُهٗ اَنْ لَّا يَسْاَلَهٗ غَيْرَهَا وَرَبُّهٗ تَعَالٰى يَعْذِرُهٗ لِاَنَّهٗ يَرٰى مَا لَا صَبْرَ لَهٗ عَلَيْهِ فَيُدْنِيْهِ
مِنْهَا فَيَسْتَظِلُّ بِظِلِّهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَّائِهَا ثُمَّ تُرْفَعُ لَهٗ شَجَرَةٌ عِنْدَ بَابِ الْجَنَّةِ هِيَ اَحْسَنُ
مِنَ الْاُوْلَيَيْنِ فَيَقُوْلُ اَيْ رَبِّ اَدْنِنِيْ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ لِاَسْتَظِلَّ بِظِلِّهَا وَاَشْرَبَ مِنْ
مَّائِهَا لَا اَسْاَلُكَ غَيْرَهَا فَيَقُوْلُ يَا ابْنَ اٰدَمَ اَلَمْ تُعَاهِدْنِيْ اَنْ لَّا تَسْاَلَنِيْ غَيْرَهَا قَالَ بَلٰى
يَا رَبِّ هٰذِهٖ لَا اَسْاَلُكَ غَيْرَهَا وَرَبُّهٗ تَعَالٰى يَعْذِرُهٗ لِاَنَّهٗ يَرٰى مَا لَا صَبْرَ لَهٗ عَلَيْهِ فَيُدْنِيْهِ مِنْهَا
فَاِذَا اَدْنَاهُ مِنْهَا فَيَسْمَعُ اَصْوَاتَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ اَيْ رَبِّ اَدْخِلْنِيْهَا فَيَقُوْلُ يَا ابْنَ اٰدَمَ مَا يَصْرِيْنِيْ
مِنْكَ اَيُرْضِيْكَ اَنْ اُعْطِيَكَ الدُّنْيَا وَمِثْلَهَا مَعَهَا فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ اَتَسْتَهْزِئُ مِنِّيْ وَاَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ فَضَحِكَ
ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ اَلَا تَسْاَلُوْنِيْ مِمَّ اَضْحَكُ فَقَالُوْا مِمَّ تَضْحَكُ فَقَالَ هٰكَذَا ضَحِكَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فقالوا مم تضحك يا رسول الله قال من ضحك رب العالمين حين قال أتستهزئ مني وأنت رب العالمين فقال
حين قال أتستهزئ مني وأنت رب العالمين فيقول إني لا أستهزئ منك ولكني على ما أشاء قادر ترجمہ نسیر کو تغییر

عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے آخر جو جنت مین جاویگا وہ ایک شخص ہوگا جو چلیگا پہر اوندھا گریگا اور جہنم کی آگ اسکو جلاتی جاویگی جب دوزخ سے پار ہو جاویگا تو پیٹھ موڑ کر اسکو دیکھیگا اور کہیگا بڑی برکت والا ہے وہ صاحب جسنے نجات دی مجھکو تجھسے بیشک اللہ تعالی نے مجھے اتنا دیا کہ دیا کسی کو نہین نہ اگلون مین نہ پچھلون مین پہر اسکو ایک درخت دکھلائی دیگا وہ کہیگا ای میرے رب مجھکو نزدیک کر دے اس درخت سے مین اسکے تلے سایہ مین رہون اور اسکا پانی پیون اللہ تعالی فرماویگا ای آدم کے بیٹے اگر مین تیرا یہ سوال پورا کرون تو اور سوال کریگا وہ کہیگا نہین ای رب میرے اور عہد کریگا کہ پہر مین کوئی سوال نہ کرونگا اور اللہ تعالی اسکا عذر قبول کریگا اسلیے کہ وہ ایسی نعمت کو دیکھیگا جسپر اس سے صبر نہین ہوسکتا (یعنی انسان بے صبر ہے وہ جب تکلیف مین مبتلا ہو اور عیش کی بات دیکھے تو بے اختیار اوسکی خواہش کرتا ہے) آخر اللہ تعالی اوسکو اس درخت کے نزدیک کر دیگا وہ اسکے سایے مین رہیگا اور وہان کا پانی پیئے گا پہر اسکو ایک درخت دکھلائی دیگا جو اس سے بھی اچھا ہوگا وہ کہیگا ای پروردگار مجھکو اس درخت کے نزدیک پہنچا دے مین اسکا پانی پیون اسکے سایے مین آرام پاؤن اور مین اور کچھ سوال نکرونگا اللہ تعالی فرماویگا ای آدم کے بیٹے تونے عہد نہین کیا تھا کہ مین پہر سوال نکرونگا اور جو مین تجھے اس درخت تک پہنچا دون تو پہر تو اور سوال کریگا وہ اقرار کریگا کہ نہین پہر مین اور کچھ سوال نہ کرونگا اور اللہ تعالی اسکو معذور رکھیگا اس لیے کہ اوسکو صبر نہین اوس نعمت پر جو دیکھتا ہے تب اللہ تعالی اوسکو اس درخت کے نزدیک کر دیگا وہ اسکے سایے مین رہیگا اور وہان کا پانی پیئے گا پہر اسکو ایک درخت دکھلائی دیگا جو جنت کے دروازے پر ہوگا اور وہ پہلے کے دونون درختون سے بہتر ہوگا وہ کہیگا ای رب میرے مجھکو اس درخت کے پاس پہنچا دے تاکہ مین اسکے سایہ تلے رہون اور وہان کا پانی پیون اب مین اور کچھ سوال نہ کرونگا اللہ تعالی فرماویگا ای آدم کے بیٹے کیا تو اقرار نہین کر چکا تھا کہ اب مین اور کچھ سوال نہ کرونگا وہ کہیگا بیشک مین اقرار کر چکا تھا لیکن اب یہ میرا سوال پورا کر دے پہر مین اور کچھ سوال نہ کرونگا اور اللہ تعالی اسکو معذور رکھیگا اسلیے کہ وہ دیکھیگا ان نعمتون کو جنپر صبر نہین کر سکتا آخر اللہ تعالی اسکو اس درخت کے پاس کر دیگا جب وہ اس درخت کے پاس جاویگا تو جنت والون کی آوازین سنیگا اور کہیگا ای رب میرے مجھکو جنت کے اندر پہونچا دے اللہ تعالی فرماویگا ای آدم کے بیٹے تیرے سوال کو کون چیز تمام کریگی (یعنی تیری خواہش کب ختم ہوگی اور یہ بار بار سوال کرنا کیونکر بند ہوگا) بھلا تو اسپر راضی ہے کہ مین تجھکو ساری دنیا کے برابر دون اور اوتنا ہی اور دون وہ کہیگا ای رب میرے تو مجھسے ٹھٹھا کرتا ہے سارے جہان کا مالک

پہر عبداللہ بن مسعودؓ ہنسنے لگے اور لوگون سے کہا تم پوچہتے نہین مجہسے مین کیون ہنستا ہون لوگون نے پوچہا کیون ہنستے ہو تم انہون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہی اسیطرح (اس حدیث کو بیان کرکے) ہنستے تہے لوگون نے پوچہا آپ کیون ہنستے ہین یا رسول اللہ آپنے فرمایا رب العلمین کے ہنسنے سے مین بہی ہنستا ہون جب وہ بندہ یہ کہیگا کہ تو مجہ سے ٹہٹہا کرتا ہے سارے جہان کا مالک ہوکر تو پروردگار ہنس دیگا (اوس کی نادانی اور بیوقوفی پر) اور فرماویگا مین ٹہٹہا نہین کرتا (ٹہٹہا اور مذاق میرے لائق نہین یہ تو بندون کو لائق ہے) بلکہ مین جو چاہتا ہون کرسکتا ہون **ف** پہر دو دنیا کے برابر دنیا کون سا مشکل کام ہے جس پر تو نے تعجب کیا اور اسکو ہنسی اور مذاق سمجہا وہ خدای کریم ایسا قادر مطلق ہے کہ لاکہون کروڑون دنیا اس دنیا کے مثل ایک دم مین بنا سکتا ہے بلکہ اب ہزارون لاکہون دنیا ہماری زمین کے برابر اور اس سے لاکہون حصے بڑی اسکی سلطنت مین موجود مین یہ حدیث اگرچہ جنتیون کے حال مین وارد ہے پر دنیا مین اسحدیث پر غور کرنے سے بڑے بڑے فائدے حاصل ہوسکتے ہین ان مین سے ایک فائدہ یہ ہے کہ طمع اور حرص اور بے صبری کی کوئی انتہا نہین اگر خزانہ قارون بہی انسان کو ملجاوے یا ہفت کشور کی سلطنت بہی پاجاوے تب بہی اوس سے زیادہ کی حرص رہیگی اسلیے انسان کو لازم ہے کہ اول ہی سے طمع اور حرص کی جڑ کاٹ دیوے اور جسقدر خدا دیوے اوسی کو بہت خیال کرکے اوسمین خوش اور مگن رہے ورنہ مفت زندگی برباد ہوگی اور ساری عمر رنج اور تکلیف مین گرفتار رہیگا **عن** اَبِی سَعِیدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَدْنٰی اَھْلِ الْجَنَّۃِ مَنْزِلَۃً رَجُلٌ صَرَفَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ عَنِ النَّارِ قِبَلَ الْجَنَّۃِ وَمَثَّلَ لَہٗ شَجَرَۃً ذَاتَ ظِلٍّ فَقَالَ اَیْ رَبِّ قَدِّمْنِیْ اِلٰی ھٰذِہِ الشَّجَرَۃِ اَکُوْنُ فِیْ ظِلِّھَا وَسَاقَ الْحَدِیْثَ بِنَحْوِ حَدِیْثِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَلَمْ یَذْکُرْ فَیَقُوْلُ یَا ابْنَ اٰدَمَ مَا یَصْرِیْنِیْ مِنْکَ اِلٰی اٰخِرِ الْحَدِیْثِ وَزَادَ فِیْہِ وَیُذَکِّرُہُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ سَلْ کَذَا وَکَذَا فَاِذَا ن تعالی
انْقَطَعَتْ بِہِ الْاَمَانِیُّ قَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ ھُوَ لَکَ وَعَشَرَۃُ اَمْثَالِہٖ قَالَ ثُمَّ یَدْخُلُ بَیْتَہٗ فَتَدْخُلُ عَلَیْہِ زَوْجَتَاہُ مِنَ الْحُوْرِ الْعِیْنِ فَتَقُوْلَانِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَاکَ لَنَا وَاَحْیَانَا لَکَ قَالَ فَیَقُوْلُ مَا اُعْطِیَ اَحَدٌ مِثْلَ مَا اُعْطِیْتُ **ترجمہ** ابو سعید خدری سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے کم درجہ کا جنتی وہ ہے جسکا مونہہ اللہ تعالی جہنم کیطرف سے پہیر کر جنت کیطرف کردیگا اور اسکو ایک درخت دکہلاوے گا سایہ دار وہ کہیگا اے رب میرے مجہے اس درخت کے پاس لیجا مین اسکے سایے مین ہونگا اور بیان کیا حدیث کو اوسی طرح جیسے عبداللہ بن مسعود نے بیان کیا مگر اوسمین یہ نہین ہے کہ اللہ تعالی فرماویگا ای آدم کے بیٹے تیرے سوال کو کون چیز تمام کریگی آخر تک اتنا زیادہ ہے کہ اللہ تعالی اوسکو یاد دلاویگا فلان چیز مانگ فلان چیز کی آرزو کر یہان تک

جب اوس کی سب آرزوئین ختم ہو جاوین گی تو اللہ تعالے فرماوے گا تو بہشت اور دس حصے ان سے
زیادہ ملے پھر وہ اپنے گھر مین جاوے گا اور حورون مین سے دونون حورین اوس کے پاس آوینگی
اور کہین گی شکر خدا کا جس نے تجھکو جلایا ہمارے لیے اور ہمکو جلایا تیرے لیے پھر وہ کہیگا کسی
کو اللہ نے اتنا نہین دیا جتنا مجھکو دیا **عَنْ** الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ يَرْفَعُهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَأَلَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ رَبَّهُ مَا أَدْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً
قَالَ هُوَ رَجُلٌ يَجِيءُ بَعْدَ مَا أُدْخِلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ فَيُقَالُ لَهُ ادْخُلِ الْجَنَّةَ فَيَقُولُ
أَيْ رَبِّ كَيْفَ وَقَدْ نَزَلَ النَّاسُ مَنَازِلَهُمْ وَأَخَذُوا أَخَذَاتِهِمْ فَيُقَالُ لَهُ أَتَرْضَى
أَنْ يَكُونَ لَكَ مِثْلُ مُلْكِ مَلِكٍ مِنْ مُلُوكِ الدُّنْيَا فَيَقُولُ رَضِيتُ رَبِّ فَيَقُولُ لَكَ
ذَلِكَ وَمِثْلُهُ وَمِثْلُهُ وَمِثْلُهُ وَمِثْلُهُ فَقَالَ فِي الْخَامِسَةِ رَضِيتُ رَبِّ
فَيَقُولُ هَذَا لَكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ وَلَكَ مَا اشْتَهَتْ نَفْسُكَ وَلَذَّتْ عَيْنُكَ
فَيَقُولُ رَضِيتُ رَبِّ قَالَ رَبِّ فَأَعْلَاهُمْ مَنْزِلَةً قَالَ أُولَئِكَ الَّذِينَ أَرَدْتُ غَرَسْتُ
كَرَامَتَهُمْ بِيَدِي وَخَتَمْتُ عَلَيْهَا فَلَمْ تَرَ عَيْنٌ وَلَمْ تَسْمَعْ أُذُنٌ وَلَمْ يَخْطُرْ
عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ قَالَ وَمِصْدَاقُهُ فِي كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ
مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ الْآيَةَ **ترجمہ**

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حضرت موسی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار سے پوچھا
سب سے کم درجہ والا جنتی کون ہے اللہ تعالے نے فرمایا وہ شخص ہے جو آوے گا سب
جنتیون کے جنت مین جانے کے بعد اوس سے کہا جاوے گا جا جنت مین جا وہ کہے
گا اے رب میرے کیسے جاؤن وہان تو سب لوگون نے اپنے ٹھکانے کرلیے اور
اپنی اپنی جگہین سنبھالین اوس سے کہا جاوے گا کیا تو راضی ہے اس بات پر کہ تجھے اتنا
ملک ملے جتنا دنیا کے ایک بادشاہ پاس تھا وہ کہے گا مین راضی ہون اے رب میرے
حکم ہوگا جا اتنا ملک ہم نے تجھے دیا اور اوتنا ہی اور اور اوتنا ہی اور اور اوتنا ہی اور
اور اوتنا ہی اور اور اوتنا ہی اور پانچوین بار مین وہ کہے گا مین راضی ہون اے رب

میرے اللہ تعالیٰ فرماویگا تو یہ بھی لے اور دس حصے اس سے زیادہ لے اور جو تیرا جی چاہے اور
تجھے بھلا لگے دیکھنے میں وہ کہیگا میں راضی ہوگیا اے رب میرے پھر حضرت موسیٰ نے پوچھا سب سے
بڑا درجہ والا جنتی کون ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ تو وہ لوگ ہیں جنکو میں نے خود چنا اور انکی بزرگی
اور عزت کو میں نے اپنے ہاتھ سے جمایا اور اسپر مہر کردی کسی آنکھ نے نہیں دیکھا نہ کسی کان نے سنا
نہ کسی کے دل پر گذرا (جو انکے لیے تیار ہے) اور اسکی تصدیق کرتا ہے وہ جو کلام اللہ میں ہے فَلَا
تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ الآيَة یعنے کوئی نہیں جانتا جو چھپا کر رکھا گیا ہے انکے
لیے انکی آنکھوں کی ٹھنڈک آخیر تک عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ يَقُولُ عَلَى الْمِنْبَرِ إِنَّ مُوسَى عَلَيْهِ
السَّلَامُ سَأَلَ اللهَ تَعَالَى عَنْ أَخَسِّ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنْهَا حَظًّا وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِهِ ترجمہ مغیرہ بن
شعبہ منبر پر کہتے تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا سب سے کم درجے کے جنتی کو پھر بیان کیا
حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گذری عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي
لَأَعْلَمُ آخِرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا الْجَنَّةَ وَآخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا مِنْهَا رَجُلٌ يُؤْتَى بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
فَيُقَالُ اعْرِضُوا عَلَيْهِ صِغَارَ ذُنُوبِهِ وَارْفَعُوا عَنْهُ كِبَارَهَا فَتُعْرَضُ عَلَيْهِ صِغَارُ ذُنُوبِهِ فَيُقَالُ عَمِلْتَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا كَذَا وَ
كَذَا وَعَمِلْتَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا كَذَا وَكَذَا فَيَقُولُ نَعَمْ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يُنْكِرَ وَهُوَ مُشْفِقٌ مِنْ كِبَارِ ذُنُوبِهِ أَنْ تُعْرَضَ عَلَيْهِ فَيُقَالُ لَهُ فَإِنَّ
لَكَ مَكَانَ كُلِّ سَيِّئَةٍ حَسَنَةً فَيَقُولُ رَبِّ قَدْ عَمِلْتُ أَشْيَاءَ لَا أَرَاهَا هَا هُنَا فَلَقَدْ رَأَيْتُ
رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ ترجمہ ابوذر رضہ سے روایت
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جانتا ہوں اس شخص کو جو سب کے بعد جنت میں جاویگا
اور سب کے بعد دوزخ سے نکلیگا وہ ایک شخص ہوگا جو لایا جاویگا قیامت کے دن پھر حکم ہوگا پیش کرو
اسپر اسکے ہلکے گناہ اور مت پیش کرو اسکے بھاری گناہ تو پیش کیے جاوینگے اسپر ہلکے گناہ
اسکے اور کہا جاویگا فلانے روز تو نے ایسا کام کیا فلان روز یہ کام کیا وہ قبول کریگا انکار نہ کرسکے
گا اور ڈریگا اپنے بھاری گناہوں سے لیکن وہ پیش نہ ہوں حکم ہوگا ہم نے تجھے ہر ایک گناہ کے بدلے
ایک نیکی دی وہ کہے گا مالک میرے میں نے اور بھی کچھ کام کیے ہیں گناہ کے جنکو میں یہاں نہیں پاتا
راوی نے کہا میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ ہنسے یہاں تک کہ آپ کی داڑھیں کھل
کھل گئیں عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ ترجمہ اعمش سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے

جیسے اوپر گذری عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یُسْأَلُ عَنِ الْوُرُوْدِ فَقَالَ نَجِیْءُ
نَحْنُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عَنْ كَذَا وَكَذَا انْظُرْ اَیْ ذٰلِكَ فَوْقَ النَّاسِ قَالَ فَتُدْعَی الْاُمَمُ بِاَوْثَانِهَا وَمَا
كَانَتْ تَعْبُدُ الْاَوَّلُ فَالْاَوَّلُ ثُمَّ یَاْتِیْنَا رَبُّنَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَیَقُوْلُ مَنْ یَنْظُرُوْنَ فَیَقُوْلُوْنَ نَنْظُرُ تَنْظُرُوْنَ
رَبَّنَا عَزَّ وَجَلَّ فَیَقُوْلُ اَنَا رَبُّكُمْ فَیَقُوْلُوْنَ حَتّٰی نَنْظُرَ اِلَیْكَ فَیَتَجَلّٰی لَهُمْ یَضْحَكُ قَالَ فَیَنْطَلِقُ
بِهِمْ فَیَتَّبِعُوْنَهٗ وَیُعْطٰی كُلُّ اِنْسَانٍ مِنْهُمْ مُنَافِقٌ اَوْ مُؤْمِنٌ نُوْرًا ثُمَّ یَتَّبِعُوْنَهٗ وَعَلٰی جِسْرِ جَهَنَّمَ فیتبعون
كَلَالِیْبُ وَحَسَكٌ تَاْخُذُ مَنْ شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ یَطْفَاُ نُوْرُ الْمُنَافِقِیْنَ ثُمَّ یَنْجُو الْمُؤْمِنُوْنَ فَتَنْجُوْ اَوَّلُ الله تعالیٰ
زُمْرَةٍ وُجُوْهُهُمْ كَالْقَمَرِ لَیْلَةَ الْبَدْرِ سَبْعُوْنَ اَلْفًا لَا یُحَاسَبُوْنَ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ كَاَضْوَاِ نَجْمٍ یطفأ
فِی السَّمَاءِ ثُمَّ كَذٰلِكَ ثُمَّ تَحِلُّ الشَّفَاعَةُ وَیَشْفَعُوْنَ حَتّٰی یَخْرُجَ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
وَكَانَ فِیْ قَلْبِهٖ مِنَ الْخَیْرِ مَا یَزِنُ شَعِیْرَةً فَیُجْعَلُوْنَ بِفِنَاءِ الْجَنَّةِ وَیَجْعَلُ اَهْلُ الْجَنَّةِ یَرُشُّوْنَ
عَلَیْهِمُ الْمَاءَ حَتّٰی یَنْبُتُوْا نَبَاتَ الشَّیْءِ فِی السَّیْلِ وَیَذْهَبُ حُرَاقُهٗ ثُمَّ یُسْاَلُ حَتّٰی تُجْعَلَ
لَهُ الدُّنْیَا وَعَشَرَةُ اَمْثَالِهَا مَعَهَا ترجمہ ابوالزبیر نے سنا جابر بن عبداللہ انصاری سے ف یہ
روایت موقوف ہے جابر پر اور مسلم کی شرط پر نہیں مگر انہوں نے بیان کیا اسکو اسلیے کہ وہ مسند مروی ہے
دوسرے طریقے سے اور خود امام مسلم نے اوسکے رفع پر تنبیہ کی ہے ابن ابی شیبہ کی روایت سے اور بیان کیا ہے اسکا
اسناد اور سماع رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے ف انسے پوچھا گیا لوگوں کے آنیکا حال قیامت کے دن انہوں
نے کہا ہم آوینگے قیامت کے دن اسطرح سے اسطرح سے دیکھو یعنی اوپر سب آدمیوں کے ف نووی
نے کہا اس مقام پر راوی نے غلطی اور تحریف اور خبط کیا ہے اور اتفاق کیا ہے متقدمین اور متاخرین نے اس
پر غلطی ہے لکھنے والے کی قاضی عیاض نے کہا حدیث کی عبارت تمام نسخوں میں یہی ہے یعنی عن کذا وکذا
انظر ای ذلک فوق الناس جسکا ترجمہ بیان ہوا لیکن مطلب اسکا معلوم نہیں ہوتا اور صحیح عبارت یوں ہے علی کوم یعنی بلندی پر ایسا
ہی روایت کیا بعض اہل حدیث نے اور ابن ابی خیثمہ کی کتاب میں کعب بن مالک سے مروی ہے یحشر الناس یوم
القیمۃ علی تل وامتی علی تل یعنی حشر کیے جاوینگے لوگ قیامت کے دن ٹیلے پر اور میری امت ایک ٹیلے پر ہوگی
اور کوم بھی ٹیلے کو کہتے ہیں اور اونچی زمین کو جو کنکری کی طرح ہو اور طبری نے اپنی تفسیر میں ابن عمر کی روایت
سے بیان کیا کہ پھر چڑھیں گے محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت ایک ٹیلے پر سب لوگوں کے اوپر قاضی عیاض
نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ راوی سے کوم کا لفظ پڑھا نہ گیا یا مٹ گیا ہوگا تو اسنے کذا وکذا اسکے بدلے

لکھا ہیر اُسکی تفسیر کی ای فوق الناس سے اور انظر کا لفظ تنبیہ کے لیے وہان لکھدیا اب نقل کرنے والون
نے بعینہ اس عبارت کو نقل کر دیا اور انظر کو بھی حدیث مین شریک کر دیا واللہ اعلم ف پھر بلائی جاوینگی
اُمتین اپنی اپنی بتون اور معبودون کے ساتھ پہلی امت پھر دوسری امت بعد اُسکے ہمارا پروردگار آویگا
اور فرماویگا تم کسکو دیکھ رہے ہو (یعنی امت محمدی سے مخاطب ہوکر ارشاد فرماویگا) وہ کہین گے ہم اپنے
پروردگار کو دیکھ رہے ہین (یعنی اُسکے منتظر ہین) پروردگار فرماویگا مین تمہارا مالک ہون وہ کہین گے
ہم تجکو دیکھین (تو معلوم ہو) پھر دکھلائی دیگا پروردگار ان کو ہنستا ہوا اور اُنکے ساتھ چلیگا اور
لوگ سب اُسکے پیچھے ہون گے اور ہر ایک آدمی کو خواہ وہ منافق ہو یا مومن ایک نور ملیگا لوگ اُسکے ساتھ
ہون گے اور جہنم کے پل پر آنکڑے اور کانٹے ہون گے وہ پکڑ لین گے جنکو خدا چاہیگا بعد اُسکے منافقون
کا نور بجھ جاویگا اور مومن نجات پاوین گے تو پہلا گروہ مومنون کا اُنکے مونھ چودھوین رات کے چاند کے
سے ہون گے ستر ہزار آدمی ہونگا ہوگا جن سے نہ حساب ہوگا نہ کتاب ف اور وہ بے پوچھے پاچھے
کے جنت مین داخل ہون گے بخاری کی روایت مین ہے یہ وہ لوگ ہون گے جو نہ منتر کرتے ہین اور نہ بدفال
لیتے ہین اپنے پروردگار پر بھروسا کرتے ہین ف اونکے بعد کا گروہ خوب چمکتے تارے کی طرح ہون گے پھر
اُنکے بعد کا اُسی طرح یہانتک کہ شفاعت کا وقت آویگا اور لوگ شفاعت کرین گے اور جہنم
سے نکالا جاویگا وہ شخص بھی جسنے لا الہ الا اللہ کہا تھا اور اُسکے دل مین ایک جو برابر بھی نیکی اور بہتری
تھی یہ لوگ جنت کی آنگن مین ڈالدیے جاوینگے اور جنتی لوگ اُنپر پانی چھڑکین گے وہ اسطرح پنپین گے
جیسے جھاڑ پانی کے بہاو مین پنپتا ہے اور اون کی سوزش اور جلن بالکل جاتی رہیگی پھر
وہ سوال کرینگے خدا سے اور ہر ایک کو اتنا ملیگا جیسے ساری دنیا بلکہ بس دنیا برابر عن جابر رض
سمع من النبي صلى الله عليه وسلم باذنيه يقول ان الله عز وجل يخرج ناسا من النار فيدخلهم
الجنة ترجمہ جابر رض سے روایت ہے انہون نے سنا ہے کانون سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے بیشک
اللہ تعالے چند لوگون کو دوزخ سے نکالکر جنت مین لیجاویگا عن حماد بن زيد قال قلت لعمرو بن دينار اسمعت
جابر بن عبد الله يحدث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله عز وجل يخرج قوما من النار بالشفاعة قال نعم ترجمہ حماد
بن زید سے روایت ہے کہ مین نے عمرو بن دینار سے پوچھا کیا تم نے سنا ہے جابر بن عبد اللہ کو حدیث بیان کرتے
ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اللہ تعالیٰ کچھ لوگون کو جہنم سے نکالیگا شفاعت کیوجہ سے انہون نے کہا ہان

سنا ہے عن جابر بن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان قوما يخرجون من
النار يحترقون فيها الا دارات وجوههم حتى يدخلون الجنة ترجمہ جابر بن عبد اللہ سے روایت
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ لوگ جہنم میں جلکر وہاں سے نکلیں گے اور جنت میں جاویں
گے ان کا سب بدن جل گیا ہوگا سوا منہ کے چکر کے ف کیونکہ منہ سے سجدہ کیا جاتا ہے دوسری حدیث
میں ہے کہ تمام اعضا سجدہ کے انگارے سے بچے رہیں گے جیسے اوپر گذر چکا عن يزيد الفقير قال كنت
قد شغفني رأي من رأي الخوارج فخرجنا في عصابة ذوي عدد نريد ان نحج ثم نخرج
على الناس قال فمررنا على المدينة فاذا جابر بن عبد الله يحدث القوم جالس الى سارية
فاذا عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال واذا هو قد ذكر الجهنميين قال فقلت له يا
صاحب رسول الله ما هذا الذي تحدثون والله يقول انك من تدخل النار فقد اخزيته و
كلما ارادوا ان يخرجوا منها اعيدوا فيها فما هذا الذي تقولون قال فقال اتقرأ القرآن قلت
نعم قال فهل سمعت بمقام محمد صلى الله عليه وسلم يعني الذي يبعثه الله فيه قلت نعم قال
فانه مقام محمد صلى الله عليه وسلم المحمود الذي يخرج الله به من يخرج قال ثم نعت
ذلك وضع الصراط ومر الناس عليه قال واخاف ان لا اكون احفظ ذاك قال غير انه قد
كانها زعم ان قوما يخرجون من النار بعد ان يكونوا فيها قال يعني فيخرجون كانهم
فقلنا عيدان السماسم قال فيدخلون نهرا من انهار الجنة فيغتسلون فيه فيخرجون كانهم
القراطيس فرجعنا قلنا ويحكم اترون الشيخ يكذب على رسول الله صلى الله عليه وسلم
فرجعنا فلا والله ما خرج منا غير رجل واحد كما قال ابو نعيم ترجمہ یزید بن صہیب ابو
عثمان فقیر سے روایت ہے میرے دل میں خارجیوں کی ایک بات گھس گئی تھی (وہ یہ کہ کبیرہ گناہ کرنے
والا ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا اور جو جہنم میں جاویگا وہ پھر وہاں سے نہ نکلے گا) تو ہم نکلے ایک بڑی
جماعت کے ساتھ اس ارادہ سے کہ حج کریں پھر خارجیوں کا مذہب پھیلاویں جب ہم مدینہ میں
پہنچے دیکھا تو جابر بن عبد اللہ ایک ستون کے پاس بیٹھے ہوئے لوگوں کو حدیثیں سنا رہے ہیں رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انہوں نے یکایک ذکر کیا دوزخیوں کا میں نے کہا اے صحابی رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کے تم کیا حدیث بیان کرتے ہو اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے اے رب ہمارے جسکو

تو جہنم میں لے گیا تو نے انکو رسوا کیا اور فرماتا ہے جہنم کے لوگ جب وہاں سے نکلنا چاہینگے تو پھر
اسی میں ڈالدیے جاوینگے ف یہ دونوں آیتیں خارجیوں کی دلیل تھیں جو کہتے تھے دوزخ میں جاکر پھر کوئی نہ
نکلیگا حالانکہ یہ آیتیں ان کافروں اور مشرکوں کے باب میں ہیں جو ہمیشہ جہنم میں رہیں گے
ف تم اب کیا کہتے ہو انہوں نے کہا تو نے قرآن پڑھا ہے میں نے کہا ہاں انہوں نے کہا پھر تو نے حضرت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام سنا ہے یعنے وہ مقام جو اللہ تعالیٰ انکو قیامت کے روز عنایت فرماویگا
(جسکا بیان اس آیت میں ہے عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا) میں نے کہا ہاں میں نے سنا ہے انہوں
نے کہا پھر وہی مقام محمود ہے جسکی وجہ سے اللہ تعالیٰ نکالے گا جہنم سے ان لوگوں کو جنکو چاہے
گا پھر بیان کیا انہوں نے پلصراط کا حال اور لوگوں کے گذرنے کا اس پل پر سے اور مجھے ڈر ہے یاد
نہ رہا ہو یہ مگر انہوں نے یہ کہا کہ کچھ لوگ دوزخ سے نکلے جاوینگے اسمیں جانے کے بعد اور وہ
اسطرح سے نکلیں گے جیسے آبنوس کی لکڑیاں (سیاہ جل بھن کر) ف حدیث میں سماسم کا لفظ ہے
جو جمع ہے سمسم کی اور سمسم کہتے ہیں تل کو اسکی لکڑیاں بھی جب سوکھ جاتی ہیں کالی ہو جاتی ہیں اور بعضوں نے کہا
یہ لفظ اصل میں ساسم تھا پھر تحریف ہو کر سماسم ہو گیا اور ساسم کہتے ہیں ایک سیاہ لکڑی کو مثل آبنوس
کے اور بعضوں نے کہا ساسم کہتے ہیں آبنوس کو (نووی مختصرا) ف پھر جنت کی ایک نہر میں جاوینگے
اور وہاں غسل کرینگے اور کاغذ کی طرح سفید ہو کر نکلیں گے۔ یہ سنکر ہم لوٹے اور ہم نے کہا خرابی
ہو تمہاری کیا یہ بوڑھا جھوٹ باندھتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر (یعنے وہ ہرگز
جھوٹ نہیں بولتا پھر تمہارا مذہب غلط نکلا) اور ہم سب پھر گئے اپنے مذہب سے مگر ایک شخص
پھر اپنا یہ ایسا ہی کہا ابو نعیم فضل بن دکین نے عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ أَرْبَعَةٌ فَيُعْرَضُونَ عَلَى اللّٰهِ تَعَالَى فَيَلْتَفِتُ أَحَدُهُمْ فَيَقُولُ أَيْ رَبِّ إِذَا
أَخْرَجْتَنِي مِنْهَا فَلَا تُعِدْنِي فِيهَا فَيُنْجِيهِ اللّٰهُ مِنْهَا ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ فَلَا تُعِيدْنِي
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ سے چار آدمی نکالے جاوینگے پھر وہ پیش کیے جاوینگے خدا کے سامنے
ان میں سے ایک جہنم کی طرف دیکھیگا کہے گا اے مالک میرے جب تو نے مجھکو نجات دی اس سے تو اب پھر مت لیجا اس میں
اللہ تعالیٰ اسکو نجات دیگا جہنم سے عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ
اللّٰهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيَهْتَمُّونَ لِذٰلِكَ وَقَالَ ابْنُ عُبَيْدٍ فَيُلْهَمُونَ لِذٰلِكَ فَيَقُولُونَ [illegible]

لو استشفعنا الی ربنا حتی یریحنا من مکاننا ہذا قال فیأتون آدم علیہ الصلاۃ والسلام فیقولون علی ربنا عزوجل
انت آدم ابو الخلق خلقک اللہ بیدہ ونفخ فیک من روحہ وامر الملئکۃ فسجدوا لک اشفع لنا عند
ربک حتی یریحنا من مکاننا ہذا فیقول لست ہناکم فیذکر خطیئتہ التی اصاب فیستحیی ربہ
عزوجل منہا ولکن ائتوا نوحا اول رسول بعثہ اللہ قال فیأتون نوحا علیہ الصلاۃ والسلام
فیقول لست ہناکم فیذکر خطیئتہ التی اصاب فیستحیی ربہ منہا ولکن ائتوا ابراہیم
علیہ الصلوۃ والسلام الذی اتخذہ اللہ خلیلا فیأتون ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام فیقول
لست ہناکم ویذکر خطیئتہ التی اصاب فیستحیی ربہ منہا ولکن ائتوا موسی علیہ الصلوۃ اللہ تعالی
والسلام الذی کلمہ اللہ عزوجل واعطاہ التوراۃ قال فیأتون موسی علیہ الصلوۃ والسلام
فیقول لست ہناکم ویذکر خطیئتہ التی اصاب فیستحیی ربہ منہا ولکن ائتوا عیسی علیہ
الصلوۃ والسلام روح اللہ وکلمتہ فیأتون عیسی علیہ الصلوۃ والسلام روح اللہ وکلمتہ
فیقول لست ہناکم ولکن ائتوا محمدا صلی اللہ علیہ وسلم عبدا قد غفر لہ ما تقدم من ذنبہ ربی تعالی
وما تاخر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیأتونی فاستأذن علی ربی فیؤذن
لی فاذا انا رایتہ وقعت ساجدا فیدعنی ما شاء اللہ ان یدعنی فیقال یا محمد ارفع راسک
قل تسمع سل تعطہ اشفع تشفع فارفع راسی فاحمد ربی بتحمید یعلمنیہ ربی عز ربی تعالی
وجل ثم اشفع فیحد لی حدا فاخرجہم من النار وادخلہم الجنۃ ثم اعود فاقع ساجدا
فیدعنی ما شاء اللہ ان یدعنی ثم یقال ارفع یا محمد قل تسمع سل تعطہ اشفع تشفع یا محمد ارفع راسک
فارفع راسی فاحمد ربی بتحمید یعلمنیہ ثم اشفع فیحد لی حدا فاخرجہم من النار وادخلہم
الجنۃ قال فلا ادری فی الثالثۃ او فی الرابعۃ قال فاقول یا رب ما بقی فی النار الا من حبسہ القرآن
ای وجب علیہ الخلود وقال ابن عبید فی روایتہ قال قتادۃ ای وجب علیہ الخلود

ترجمہ انس رضی بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی قیامت کے دن لوگوں کو
اکٹھا کریگا پھر وہ کوشش کرینگے اس مصیبت کو دور کرنے کی یا ان کے دل میں خدا اسکی فکر ڈالیگا وہ کہینگے
اگر ہم کسی کی سفارش کراویں اپنے مالک کے پاس یہاں سے آرام پاویں تو بہتر ہے اور آوینگے حضرت آدم علیہ
السلام کے پاس اور کہینگے تم سب آدمیوں کے باپ ہو اللہ تعالی نے تمکو اپنے ہاتھ سے بنایا

چند چیزون کو اللہ تعالے نے اپنے خاص ہاتھ مبارک سے بنایا ہے انکو بزرگی دینے کو ایک آدمی انمین سے حضرت
آدم علیہ السلام ہین دوسرے توریت کو تختیون پر اپنے ہاتھ سے لکھا تھا تیسرے جنۃ العدن مین درخت
اپنے ہاتھ سے لگائے یون تو سب چیزین خدا کے حکم سے پیدا ہوئی ہین پر ان چیزون کو خدا نے اپنے خاص ہاتھ سے
بنایا جیسے حدیثون مین وارد ہی پر خدا کا ہاتھ ویسا ہی مقدس اور بے شبیہ اور بے نظیر ہے جیسے اسکی ذات مقدس
جل شانہ ف اور اپنی روح (یعنے اپنی پیدا کی ہوی روح) تم مین پہونکی اور فرشتون کو حکم کیا تمکو سجدہ
کرین انہون نے سجدہ کیا تمکو تو آج ہم لوگون کی سفارش کرو اللہ تعالے کے پاس وہ آرام دیوے ہمکو اس جگہ کی
تکلیف سے وہ کہین گے مین اس لائق نہین اور اپنے گناہ کو یاد کر کے خدا تعالے سے شرماوین گے ف وہ گناہ
کیا تھا اس درخت مین سے کھانا جس سے اللہ تعالی نے انکو منع کیا تھا۔ نووی نے کہا علمار نے اختلاف کیا
ہے کہ پیغمبرون سے گناہ صادر ہوتے ہین یا نہین اور قاضی عیاض نے اس بحث مین ایک مختصر تقریر
کی ہے وہ یہہ ہی کہ نبوت کے بعد انسے کفر سرزد نہین ہو سکتا بلکہ وہ معصوم ہین کفر سے لیکن نبوت سے
پہلے تو اس مین اختلاف ہی اور صحیح یہ ہی کہ نبوت سے پہلے بھی وہ کفر سے معصوم ہوتے ہین اب رہے
اور گناہ جو کفر سے کم ہین تو کبیرہ گناہ سے بالاتفاق وہ معصوم ہین اور اسیطرح ان غلطیون سے جو تبلیغ
رسالت مین ہون قولاً یا فعلاً یہ مذہب ہے استاذ ابو منظفر اسفرائنی اور ائمہ خراسان اور مشائخ صوفیہ کا
اور بعضون کے نزدیک فعل مین غلطی ہو سکتی ہے جیسے ہمارے پیغمبر کو سہو ہوا نماز مین لیکن ضرور ہے کہ
وہ مطلع ہو جاوین اپنی غلطی سے یا اسی وقت یا وفات سے پہلے اور یہی مذہب ہے جمہور علمار اور اکثر
محققین کا اب رہے صغیرہ گناہ تو جو صغیرہ گناہ اس قسم کے ہین کہ انسے دنارت اور خست اور کمینہ
پن نکلتا ہے ان سے بالاتفاق معصوم ہوتے ہین اور باقی صغیرہ گناہون مین اختلاف ہے اکثر فقہا
اور محدثین اور متکلمین سلف اور خلف اسطرف گئے ہین کہ اس قسم کے صغیرہ گناہ انسے ہو سکتے ہین اور دلیل
انکی قرآن کی آیتین اور حدیثین ہین اور ایک جماعت محققین کی فقہا اور متکلمین مین سے اسطرف گئی ہین کہ
وہ پاک ہین صغائر سے بھی جیسے کبائر سے پاک ہین اور نبوت کا منصب بالاتر ہے ایسے گناہون کے
کرنے سے اور قصداً خدا کی مخالفت کرنے سے اور جو آیات اور احادیث اس قسم کی وارد ہوئی ہین جنسے پیغمبرون
کا گنہگار ہونا نکلتا ہی وہ تاویل کی گئی ہین یا محمول ہین سہو پر یا اللہ کا اذن تھا بعض چیزون مین لیکن انکو
نہ ہوا ان مین مواخذے کا اور بعضی چیزین ایسی ہین جو نبوت سے پہلے انسے سرزد ہوئین اور یہہ مذہبا

حق ہے اسلیئے کہ انبیاء کی افعال اور اقوال کی ہمکو پیروی کرنا لازم ہے پھر اگر وہ خطا وار ہون تو بہت سی افعال مین انکی پیروی لازم نہ ہو قاضی عیاض نے لکھا ہے اس مطلب کو اپنی کتاب شفا مین خوب بیان کیا ہے کہ ویسا دوسری کتابون مین نہین ملتا اور تو اس بات سی مت ڈر کہ یہ مذہب منسوب ہے خوارج اور معتزلہ اور مبتدعہ کے گروہون کی طرف اس لیے کہ اونکا مطلب اس مذہب سے دوسرا ہے وہ کیا صغیرہ گناہ سے کافر ہو جانا اور ہم پاک ہین اس خیال سے اور یہہ جو خطائین انبیا کی بیان کی گئین ہین جیسے آدم علیہ السلام کا بھولکر اس درخت مین سی کھالینا اور نوح علیہ السلام کا بد دعا کرنا کافرون پر اور قتل کرنا موسے علیہ السلام کا ایک کافر کو اور بچانا ابراہیم علیہ السلام کا اپنے تئین کافرون کے شر سے ایک بات کہکر جو ایک طرح سے سچ ہو سکتی ہے یہ درحقیقت اورون کے حق مین گناہ نہین ہین مگر انبیاء پر عتاب ہوا یا وہ ڈر گئے ان باتون سے بسبب بوجہ قرب اور علو منزلت کی تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا ف لیکن تم جاؤ نوح علیہ السلام کے پاس وہ پہلے پیغمبر ہین جنکو بھیجا اللہ تعالی نے ف امام ابو عبد اللہ مازری نے کہا مورخین نے لکھا ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام نوح کے دادا تھے پھر اگر یہہ بات ثابت ہو کہ ادریس پیغمبر تھے تو مورخین کا یہہ قول صحیح نہین کہ وہ نوح کے دادا تھے اسلیے کہ حدیث سے صاف یہہ امر نکلتا ہے کہ نوح سب سے پہلے پیغمبر ہین جو دنیا مین آئے اور بعضون نے کہا کہ حدیث مین رسول کا لفظ ہے اور شاید ادریس نبی ہون رسول نہ ہون قاضی عیاض نے کہا بعضون نے کہا کہ ادریس الیاس علیہ السلام کو کہتے ہین اور وہ پیغمبر تھے بنی اسرائیل کے یوشع بن نون کے ساتھ اس صورت مین کوئی اعتراض نہ ہوگا اسیطرح یہ اعتراض نہین ہو سکتا کہ آدم اور شیث دونو پیغمبر تھے اور وہ نوح سے پہلے تھے کیونکہ آدم کو اپنی اولاد کی تعلیم کا حکم ہوا تھا اور وہ کافر نہ تھے اسیطرح شیث کو وہ خلیفہ تھے آدم کے لیکن کافرون کی ہدایت کے لیے بھیجا جانا تو پہلا سب سے پہلے نوح کے لیے ہوا قاضی نے کہا ابو الحسن بن بطال کا مذہب یہہ ہے کہ آدم رسول نہ تھے اور ابوذر کی حدیث سے صاف یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آدم اور ادریس دونو رسول تھے (نووی) ف وہ آوینگے نوح کے پاس تو نوح کہینگے مین اس لائق نہین اور اپنی خطا کو جو دنیا مین انسے ہوئی تھی یاد کرینگے اور شرماوینگے اپنے پروردگار سے اور کہینگے تم جاؤ ابراہیم علیہ السلام کے پاس جنکو اللہ تعالے نے اپنا دوست بنایا تھا ف یعنے خلیل قاضی عیاض نے کہا خلت کی اصل مین معنے خاص کر لینا اور چن لینا اور صفا کر لینا اور بعضون نے کہا خلت کے معنے قطع کرنا اور ابراہیم کو خلیل کہا اسلیے کہ انہون نے قطع کیا اپنی حاجتون کو سب مخلوقات سے اور چھوڑ دیا انکو اپنے

رب ہے اور بعضون نے کہا خلت کے معنے یہی اور صفا دوستی جو باعث ہوتی ہے اسرار اور رموز کے تخلل کے یعنی بھیدون
کے آنے کی اور بعضون نے کہا خلت کے معنے محبت تمام ہو اکلا قاضی کا ابن انباری نے کہا خلیل کہتے ہین دوست
کو جسکی دوستی اور محبت پوری ہو اور محبوب کو جسکی محبت مین کوئی نقص اور خلل نہ ہو واحدی نے کہا
یہی قول مختار ہے کیونکہ اللہ خلیل ہے ابراہیم کا اور ابراہیم خلیل ہین اللہ کے اور جس صورت مین خلت کے معنے
قطع حاجت کے ہونگے تو اللہ تعالے کو ابراہیم کا خلیل نہین کہہ سکتے (نووی) ف وے سب لوگ ابراہیم علیہ
السلام کے پاس آوینگے وہ کہینگے مین اس لائق نہین اور اپنے خطا کو جو انسے ہوئی تھی یاد کر کے خدا سے
شرماوینگے لیکن تم جاؤ موسی علیہ السلام کے پاس جن سے اللہ تعالے نے بات کی اور انکو توریت شریف عنایت کی
وہ سب انکو علیہ السلام پاس آوینگے وہ کہین گے مین اس لائق نہین اور اپنی خطا کو جو انسے ہوئی تھی
یاد کر کے خدا سے شرماوین گے ف نووی نے کہا موسی علیہ السلام سے اللہ تعالی نے بات کی اسپر
اجماع کیا اہلسنت نے کہ یہ کلام اپنی ظاہر پر محمول ہے اور اللہ تعالے نے حقیقۃً حضرت موسی علیہ السلام سے کلام کیا
جسکو حضرت موسی نے سنا بلا واسطہ اور کلام اللہ کی ایک صفت ہے جو مخلوق کے کلام کے مشابہ نہین ف
لیکن تم جاؤ عیسی علیہ السلام پاس جو اللہ کے روح ہین اور اسکے حکم سے پیدا ہوئے ہین وہ آوینگے عیسی
روح اللہ پاس وہ کہین گے مین اس لائق نہین لیکن تم جاؤ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پاس وہ ایسے بندے ہین اللہ کے
جنکے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیے گئے ہین ف مراد اگلون سے وہ گناہ جو نبوت سے پہلے ہوئے اور پچھلے
سے جو بعد نبوت کے ہوئے اور بعضون نے کہا کہ مراد امت کے اگلے اور پچھلے گناہ ہین اس صورت مین بخشش
سے مراد بعضون کی بخشش ہوگی یا ہمیشہ کے لیے جہنم سے بچنا اور بعضون نے کہا کہ مراد ان گناہون سے وہ
بھول چوک ہے جو آپ سے ہوئی اور بعضون نے کہا کہ مراد اگلے گناہون سے آدم کی خطا ہے اور پچھلے سے امت کے
گناہ اور بعضون نے کہا یہ بتقدیر فرض ہے یعنی اگر تمہارے کچھ گناہ ہون تو وہ سب معاف اور مغفور ہین اور بعضون
نے کہا کہ مقصود اس سے پاکی ہے آپ کی گناہون سے (نووی) نصاری اس آیت سے لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ
ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ ہمارے پیغمبر پر اعتراض کرتے ہین کہ جب وہ خود گنہگار رہے تو اورون کو گناہون سے کیونکر پاک
کرینگے انکا جواب یہ ہے کہ انکی کتب سماوی سے اور پیغمبرون کا بھی گناہون مین مبتلا ہونا نکلتا ہے پھر جو جواب انکے
طرف سے دیا جاویگا وہی جواب ہمارے پیغمبر کی طرف سے بھی ہو سکتا ہے دوسرے یہ گناہ اور تقصیر عام بندون کے اعتبار
اور خاص بندون کے اور دنیا مین یہی مسئلہ مسلم ہے کہ عالم لوگون سے جو باتین ایسی اُن باتون کی شکایت ہوتی

جو خاص بندون کے لیے بڑی تقصیرین سمجھی جاتی ہین اسیطرح پیغمبرون اور مقربون کے گناہ ویسے ہین جو
ہمارے حق مین گناہ ہی نہین لیکن قرب کی وجہ سے وہ گناہ سمجھے جاتے ہین اور چونکہ انبیا بشر ہین اور محال ہے
کہ بشر لوازم بشریت سے پاک ہو اسلیے خواہ مخواہ کوئی نہ کوئی تقصیر یا غفلت کسی وقت مین اُنسے واقع ہو جاتی ہے
پھر اگر مالک اپنے کسی بندے کی ایسی تقصیرون کو بھی بالکل معاف کر دیوے تو یہ اُسکی کمال محبت ہے اُس بندے
کے ساتھ اور اُسمین عظمت اور بزرگی ہے اُس بندے کی اور بندہ نیز تو یہ آیت درحقیقت ایک شرف ہے ہمارے پیغمبر
کے لیے نہ نقصان جیسا مخالفین خیال کرتے ہین خدا انکو ہدایت کرے البتہ انکا اعتراض اس صورت مین درست
ہوتا کہ ہم اپنے پیغمبر معاذ اللہ بندگی سے بڑھا کر خدائی تک پہونچا دیتے جیسے انہون نے اپنے پیغمبر کے ساتھ کیا ہے
یہ ایسی بے وقوفی اور بیعقلی کی بات ہے کہ تمام مذہب والے نصاری کے اس خیال پر قہقہہ لگاتے ہین اور اس خیال
کے وجہ سے انکا سارا مذہب عقلا کے نزدیک لغو ہو گیا ہے لاحول ولا قوۃ **ت** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا پھر وہ سب لوگ میرے پاس آوینگے **ف** یعنے جب اور سب پیغمبر اُن کو جواب دیدین گے
اور کہین گے کہ ہم اتنے بڑے کام کے لائق نہین تو وہ میرے پاس آوین گے قاضی عیاض نے کہا اور پیغمبرون کا یہ
کہنا براہ تواضع اور انکسار ہوگا اور شاید اشارہ ہو اسبات کا کہ یہہ درجہ یعنے شفاعت کبری کا میرا درجہ نہین بلکہ
اُسکے بعد والے کا ہے اور شاید یہہ معلوم ہو کہ یہ درجہ ہمارے پیغمبر کا ہے لیکن ہر ایک نے اپنے بعد والے پر حوالہ کیا تاکہ
آہستہ آہستہ یہ سلسلہ ہمارے پیغمبر تک پہونچے اور آپ کی فضیلت سب پیغمبرون پر ظاہر ہو دوسرے اس حدیث
سے یہ بات بھی نکلتی ہے کہ بڑے بڑے کامون مین پہلے سن اور بزرگ لوگون کیطرف رجوع کرنا چاہیے
اور ہمارے پیغمبر جو اس کام سے انکار نہ کرین گے اور مستعد ہو جاوینگے وہ اس وجہ سے کہ آپ جانتے ہونگے
کہ یہ میرا ہی کام ہے اور یہ عزت خدا نے میرے لیے ہی رکھی ہے نووی نے کہا اللہ تعالے جو اُن لوگون کے دلمین
ڈالیگا کہ پہلے آدم علیہ السلام کے پاس جاوینگے پھر نوح ع کے پاس پھر ابراہیم ع کے پاس اسیطرح اخیر تک اس مین یہ
حکمت ہے کہ ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی فضیلت سب پیغمبرون پر معلوم ہو جاوے کیونکہ اگر پہلے ہی سے وہ آپ پاس
آجاتے تو اس بات کا احتمال رہتا کہ اور پیغمبرون سے بھی یہ کام ممکن تھا لیکن جب وہ سب سے سوال کر چکے اور کسی نے
قبول نہ کیا اور آپ نے قبول کر لیا تو آپ کی بزرگی سب پر ظاہر ہوئی اور جناب الوہیت سے آپکا کمال قرب ظاہر ہوا
اس حدیث سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت تمام مخلوقات پر خواہ وہ پیغمبر ہون آدمی ہون یا جن
یا فرشتے ظاہر ہوتی ہے کیونکہ اتنا بڑا کام یعنے شفاعت عظمی کسی اور سے نہو سکیگا اور آپ اُسکو قبول کر لین گے

یا اللہ تو ہمکو اور سب مسلمان بھائیون کو آپ کی شفاعت نصیب کر آمین یا رب العالمین ق پھر مین اپنے پروردگار
سے اجازت چاہونگا (یا ربیا ہونیکی) مجھکو اجازت ملیگی جب مین اوسکو دیکھونگا تو سجدے مین گر پڑونگا
پھر وہ مجھے رہنے دیگا سجدے مین جبتک چاہیگا اور بعد اوسکے کہا جاویگا ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم اوٹھا اپنے سرکو اور کہہ
جو کہتا ہے سنا جاویگا اور مانگ جو مانگتا ہے دیا جاویگا اور شفاعت کر تیری شفاعت قبول کیجاویگی ف
اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ شفاعت کا اذن آپکے لیے قیامت کے روز ہوگا اگرچہ درجہ اللہ تعالے
نے خاص آپکے لیے رکھا ہے پر اوسکے اجازت قیامت کو دیگا اب جو لوگ خیال کرتے ہین کہ شفاعت کا
اذن آپ کو ہو چکا ہے اونکا خیال غلط ہے اور مخالف ہے قرآن کے قرآن مین خود موجود ہے کہ وہان کسی
کی شفاعت کارگر نہ ہوگی مگر جسکو خدا اذن دیگا اب یہ شفاعت بھی اونہی لوگون کے لیے ہوگی جنکا نجات
دینا خدا کو منظور ہوگا تو درحقیقت نجات دینے والا اور عذاب سے بچانیوالا سوا خدا کے کوئی نہین بظاہر مین
پیغمبرونکا رتبہ بڑہانے کے لیے اور انکو خوش کرنے کے لیے انسے سفارش کراویگا اور ان کی سفارش قبول
کریگا یون نہ سمجھنا چاہیے کہ یہ پیغمبر خدا کی درگاہ مین کسی قسم کا معاذ اللہ زور یا دباو رکھتے ہون گے کہ خدائے
تعالی اسوجہ سے انکی سفارش مان لیگا کیونکہ خدا تعالے کی وہ شان ہے کہ اسپر رتی برابر کسی کا زور یا دباو
نہین اور بڑے سے بڑے پیغمبر اور مقرب فرشتے بھی ہر ایک بات اوس سے یون ہی مانگین گے جیسے بندہ اپنے مالک
سے اور غلام اپنے صاحب سے مانگتا ہے - ق پھر مین سر اوٹھاون گا اور اپنے پروردگار کی تعریف
کرونگا اوسطرح سے جیسے وہ مجھکو سکھاویگا پھر سفارش کرونگا تو ایک حد میرے لیے مقرر کیجاویگی مین اس حد
کے موافق لوگون کو دوزخ سے نکالونگا اور جنت مین لیجاونگا اور دوبارہ اپنے پروردگار پاس آکر پھر
سجدے مین گرونگا وہ مجھے رہنے دیگا سجدے مین جب تک اوسکو منظور ہوگا پھر حکم ہوگا ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سرکو اوٹھا
اور کہہ سنا جاویگا مانگو دیا جاویگا سفارش کر قبول کیجاویگی مین اپنے سرکو اوٹھاونگا اور اپنے مالک کی
تعریف کرونگا جسطرح وہ مجھکو سکھاویگا پھر سفارش کرونگا تو ایک حد باندہی جاویگی مین اوس حد کے موافق لوگون
کو دوزخ سے نکالونگا اور جنت مین داخل کرونگا راوی نے کہا مجھے یاد نہین آپنے تیسری بار یا چوتھی
بار یون فرمایا مین کہونگا ای مالک میرے اب تو کوئی دوزخ مین نہین رہا مگر وہ جو قرآن کے بموجب ہمیشہ
دوزخ مین رہنے کے لائق ہے قتادہ نے کہا یعنے جسکا ہمیشہ رہنا وہان ضرور ہے ف یعنے کافر
اور مشرک جیسے اللہ تعالے نے فرمایا اللہ نہین بخشیگا شرک کو اور اس سے ثابت ہوتا ہے مذہب اہل حق کا

جس پر اجماع کیا سلف نے کہ جو شخص توحید پر مرے وہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں نہ رہیگا (نووی) عن انس قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجتمع المؤمنون یوم القیمۃ فیھتمون بذلک او یلھمون
ذلک بمثل حدیث ابی عوانۃ وقال فی الحدیث ثم اٰتیہ الرابعۃ او اعود الرابعۃ فاقول یا رب
ما بقی الا من حبسہ القرآن ترجمہ انس سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے اس میں یہ ہے کہ میں اپنے پروردگار
کے پاس چوتھی مرتبہ آؤنگا اور عرض کرونگا اے پروردگار اب تو دوزخ میں کوئی باقی نہیں رہا مگر جسکو قرآن
نے روک رکھا یعنے قرآن کے موجب وہ ہمیشہ دوزخ میں رہنے کے سزاوار ہے) عن انس بن مالک
رضی اللہ تعالی عنہ ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یجمع اللہ المؤمنین یوم القیمۃ فیلھمون لذلک بمثل
حدیثھما ذکر فی الرابعۃ فاقول یا رب ما بقی فی النار الا من حبسہ القرآن ای وجب علیہ الخلود
ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی اکٹھا کریگا مومنوں کو قیامت کے دن
انکو خیال آوے گا اخیر تک جیسے اوپر حدیث گذری اس میں یہ ہے کہ آپ چوتھی بار میں عرض کرینگے اے پروردگار
اب تو جہنم میں کوئی نہ رہا مگر جو قرآن کے حکم سے رکا ہوا ہے یعنے جو ہمیشہ رہنے کا مستحق ہے عن انس
بن مالک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یخرج من النار من قال لا الہ الا اللہ وکان فی قلبہ من
الخیر ما یزن شعیرۃ ثم یخرج من النار من قال لا الہ الا اللہ وکان فی قلبہ من الخیر ما یزن برۃ
ثم یخرج من النار من قال لا الہ الا اللہ وکان فی قلبہ من الخیر ما یزن ذرۃ زاد ابن منھال فی روایتہ
قال یزید فلقیت شعبۃ فحدثتہ بالحدیث فقال شعبۃ ثنا بہ قتادۃ عن انس بن مالک عن
النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالحدیث الا ان شعبۃ جعل مکان الذرۃ ذرۃ قال یزید
صحف فیھا ابو بسطام ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نکلے
گا دوزخ سے وہ شخص جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہوگا اور اسکے دل میں ایک جو برابر بھلائی ہوگی پھر نکلے گا دوزخ
سے وہ شخص جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہوگا اور اسکے دلمیں ایک گیہوں برابر بھلائی ہوگی پھر نکلے گا دوزخ سے
وہ شخص جسنے لا الہ الا اللہ کہا ہوگا اور اسکے دلمیں چیونٹی برابر بھلائی ہوگی شعبہ نے اس حدیث میں تصحیف
کی اور بجائے ذرہ کے (جسکے معنی چیونٹی کے ہیں) انہوں نے ذُرہ روایت کیا (جو ایک اناج ہے جسکو
جینا کہتے ہیں) عن معبد بن ھلال العنزی قال انطلقنا الی انس بن مالک وتشفعنا بثابت
فانتھینا الیہ وھو یصلی الضحی فاستاذن لنا ثابت فدخلنا علیہ واجلس ثابتا معہ علی سریرہ

فقال له يا ابا حمزة ان اخوانك من اهل البصرة يسألونك ان تحدثهم حديث الشفاعة قال
حدثنا محمد صلى الله عليه وسلم قال اذا كان يوم القيمة ماج الناس بعضهم الى بعض فياتون ادم
عليه الصلوة والسلام فيقولون له اشفع لذريتك فيقول لست لها ولكن عليكم بابراهيم
فانه خليل الله فياتون ابراهيم عليه السلام فيقول لست لها ولكن عليكم بموسى فانه كليم الله — الله تعالى
عز وجل فيؤتى موسى عليه السلام فيقول لست لها ولكن عليكم بعيسى فانه روح الله
وكلمته فيؤتى عيسى عليه السلام فيقول لست لها ولكن عليكم بمحمد صلى الله عليه
وسلم فاوتى فاقول انا لها انطلق فاستاذن على ربي فيؤذن لي فاقوم بين يديه فاحمده بمحامد
لا اقدر عليه الان الا ان يلهمنيه الله عز وجل ثم اخر له ساجدا فيقال لي يا محمد ارفع راسك — تعالى
وقل يسمع لك وسل تعطه واشفع تشفع فاقول رب امتي امتي فيقال انطلق فمن كان في
قلبه مثقال حبة من برة او شعيرة من ايمان فاخرجوه منها فانطلق فافعل ثم ارجع الى — فاخرجه
ربي عز وجل فاحمده بتلك المحامد ثم اخر له ساجدا فيقال لي يا محمد ارفع راسك وقل
يسمع وسل تعطه واشفع تشفع فاقول يا رب امتي امتي فيقال لي انطلق فمن كان في قلبه
مثقال حبة من خردل من ايمان فاخرجه منها فانطلق فافعل ثم اعود الى ربي فاحمده بتلك
المحامد ثم اخر له ساجدا فيقال لي يا محمد ارفع راسك وقل يسمع لك وسل تعطه واشفع تشفع
فاقول يا رب امتي امتي فيقال لي انطلق فمن كان في قلبه ادنى ادنى ادنى من مثقال حبة من
خردل من ايمان فاخرجه من النار فانطلق فافعل هذا حديث انس الذي انبانا به فخرجنا به — قال
من عنده فلما كنا بظهر الجبان قلنا لو ملنا الى الحسن فسلمنا عليه وهو مستخف في دار ابي خليفة
قال فدخلنا عليه فسلمنا عليه قلنا يا ابا سعيد جئنا من عند اخيك ابي حمزة فلم نسمع
مثل حديث حدثناه في الشفاعة فقال هيه فحدثناه الحديث فقال هيه قلنا ما زادنا
قال قد حدثنا به منذ عشرين سنة وهو يومئذ جميع ولقد ترك شيئا ما ادري انسي
الشيخ ام كره ان يحدثكم فتتكلوا قلنا له حدثنا فضحك وقال خلق الانسان من عجل
ما ذكرت لكم هذا الا وانا اريد ان احدثكم ثم ارجع الى ربي عز وجل في الرابعة
فاحمده بتلك المحامد ثم اخر له ساجدا فيقول لي يا محمد ارفع راسك وقل يسمع لك — فيقال

وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَقُولُ يَا رَبِّ ائْذَنْ لِي فِيمَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَيَقُولُ لَيْسَ ذَاكَ لَكَ أَوْ قَالَ لَيْسَ ذَلِكَ إِلَيْكَ وَلَكِنْ وَعِزَّتِي وَجَلَالِي وَكِبْرِيَائِي وَعَظَمَتِي وَجِبْرِيَائِي لَأُخْرِجَنَّ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَالَ فَأَشْهَدُ عَلَى الْحَسَنِ أَنَّهُ حَدَّثَنَا بِهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ أُرَاهُ قَالَ قَبْلَ عِشْرِينَ سَنَةً وَهُوَ يَوْمَئِذٍ جَمِيعٌ ترجمہ معبد بن ہلال عنزی سے روایت ہے ہم انس رض بن مالک کے پاس گئے اور ثابت کی سفارش چاہی (انسے ملنے کے لیے) آخر ہم ان تک پہونچے وہ چاشت کی نماز پڑھ رہے تھے ثابت نے ہمارے لیے اجازت مانگی اندر آنے کی ہم اندر گئے انھون نے ثابت کو اپنے ساتھ بٹھایا تخت پر ثابت نے کہا اے ابو حمزہ (یہ کنیت ہے انس کی) تمہارے بھائی بصرہ والے چاہتے ہیں تم ان کو شفاعت کی حدیث سناؤ انہون نے کہا ہمسے بیان کیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جب قیامت کا دن ہوگا تو لوگ گھبرا کر ایک دوسرے کے پاس جاوینگے پہلے حضرت آدم علیہ السلام پاس آوینگے اور کہین گے تم اپنی اولاد کی سفارش کرو (خدا کے پاس تا وہ نجات دیوے اس آفت سے) وہ کہین گے مین اس لائق نہین لیکن تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ اللہ کے دوست ہین لوگ انکے پاس جاوینگے وہ کہین گے مین اس لائق نہین لیکن تم حضرت موسی علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ کلیم اللہ ہین (یعنے اللہ نے انسے کلام کیا بلا واسطہ) لوگ انکے پاس جاوینگے وہ کہین گے مین اس لائق نہین لیکن تم حضرت عیسی علیہ السلام پاس جاؤ وہ روح اللہ ہین اور اسکا کلمہ ہین (یعنے بن باپ کے اللہ کے حکم سے پیدا ہوئے ہین) لوگ انکے پاس جاوینگے وہ کہین گے مین اس لائق نہین لیکن تم حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ وہ سب لوگ میرے پاس آوینگے مین کہونگا اچھا یہ میرا کام ہے اور مین چلونگا اور خدا تعالے سے اجازت مانگونگا (باریاب ہونے کی) مجھکو اجازت ملیگی مین اسکے سامنے کھڑا ہونگا اور ایسی ایسی تعریفین اسکی بیان کرونگا جو اب مین نہین بیان کر سکتا اسوقت اللہ میرے دل مین ڈالدے گا بعد اسکے سجدے مین گر پڑونگا آخر حکم ہوگا اے محمد اپنا سر اٹھا اور کہہ ہم سنین گے مانگ ہم دین گے سفارش کر ہم قبول کرینگے مین عرض کرونگا مالک میری امت میری امت میری حکم ہوگا جا اور جسکے دل مین گیہون یا جو کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو اسکو نکال لے دوزخ سے مین ایسے سب لوگون کو نکال لونگا اور پھر اپنے مالک کے پاس آکر ویسی ہی تعریفین کرونگا پھر سجدے مین گر پڑونگا حکم ہوگا اے محمد اپنا سر اٹھا اور کہہ جو کہتا ہے تیری بات سنی جاویگی مانگ جب مانگتا ہے

ہوگی سفارش کر تیری سفارش قبول ہوگی میں عرض کرونگا مالک میرے امت میری امت میری (یعنے
بخش دے امت کو بخشش چاہتا ہوں) حکم ہوگا جا اور جسکے دل میں رائی کے دانے برابر ایمان ہو اسکو جہنم سے
نکال لے میں ایسا ہی کرونگا اور پھر لوٹ کر اپنے پروردگار کے پاس آؤنگا اور ایسی ہی تعریفیں کرونگا
اور سجدے میں گر پڑونگا حکم ہوگا اے محمد اپنا سر اوٹھا اور کہہ ہم سنیں گے مانگ دیں گے سفارش کر قبول
کرینگے میں عرض کرونگا اے مالک میرے امت میری امت میری حکم ہوگا جا اور جسکے دل میں رائی کے
دانے سے بھی کم بہت کم بہت کم ایمان ہو اوسکو جہنم سے نکال لے میں جا کر ایسا ہی کرونگا ف نووی نے
کہا اس حدیث سے سلف اور اہلسنت کا مذہب ثابت ہوتا ہے کہ ایمان گھٹتا اور بڑھتا ہے اور اسکا بیان
اوپر گذر چکا ف معبد بن ہلال نے کہا یہ انس کی حدیث ہے جو انہوں نے ہم سے بیان کی پھر ہم انکے
پاس سے نکلے جب جبان (قبرستان) کی بلندی پر پہونچے تو ہم نے کہا کاش ہم حسن بصری کے
طرف چلیں اور انکو سلام کریں وہ ابو خلیفہ کے گھر میں چھپے ہوئے تھے (حجاج بن یوسف ظالم
کے ڈر سے) خیر ہم انکے پاس گئے اور انکو سلام کیا ہم نے کہا اے ابو سعید ہم تمہارے بھائی ابو حمزہ
(انس) کے پاس سے آرہے ہیں انہوں نے شفاعت کے باب میں ایک حدیث ہمسے بیان کی ویسی
حدیث ہم نے نہیں سنی انہوں نے کہا بیان کرو ہم نے وہ حدیث انسے بیان کی انہوں نے کہا اور بیان
کرو ہم نے کہا بس اس سے زیادہ انہوں نے بیان نہیں کی انہوں نے کہا یہ حدیث تو انہوں نے ہمسے
بیس برس پہلے بیان کی تھی جب وہ تانٹھے تھے (یعنے اتنے بوڑھے نہ تھے جیسے اب ہیں) اب انہوں نے کچھ چھوڑ
دیا میں نہیں جانتا وہ بھول گئے یا تم سے بیان کرنا مناسب نہ جانا ایسا نہ ہو تم بھروسا کر بیٹھو (اور
نیک اعمال میں سستی کرنے لگو) ہم نے انسے کہا وہ کیا ہے ہمسے بیان کر یہ سنکر ہنسے اور کہا اللہ نے آدمی کی پیدایش
میں جلدی رکھی ہے میں نے تمسے یہ قصہ اسلیے ذکر کیا تھا کہ میں تمسے بیان کروں اس ٹکڑے کو جو
انس نے چھوڑ دیا یعنے تم جلدی کرکے درخواست کرتے ہو بیان کرنے کی اگر درخواست نہ کرتے تب
بھی میں بیان کرتا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں پھر لوٹونگا اپنے پروردگار کے پاس چوتھی
بار اور اسی طرح تعریف و توصیف کرونگا پھر سجدے میں گرونگا مجکو حکم ہوگا اے محمد سر اوٹھاؤ اور کہو ہم سنیں گے
مانگو ہم دینگے سفارش کرو ہم قبول کرینگے اوسوقت میں عرض کرونگا مالک میرے مجکو اجازت دے
اس شخص کو بھی جہنم سے نکالنے کی جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہو (یعنے صرف توحید پر یقین رکھتا ہو) اللہ تعالی

فرما دے گا یہ تمہارا کام نہیں لیکن قسم ہے میری عزت اور بزرگی اور جاہ و جلال کی میں جہنم سے
نکالوں گا اُس شخص کو جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہو معبد نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ حسن نے یہ حدیث
ہم سے بیان کی اور کہا کہ انہوں نے انس سے سنا ہے میں سمجھتا ہوں یوں کہا بیس برس آگے
جب وہ زور دار تھے یعنی انکا حافظہ اچھا تھا بدن میں طاقت تھی عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ اُتِیَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمًا بِلَحْمٍ فَرُفِعَ اِلَیْهِ الذِّرَاعُ وَکَانَتْ تُعْجِبُهٗ فَنَهَسَ مِنْهَا
نَهْسَةً فَقَالَ اَنَا سَیِّدُ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَهَلْ تَدْرُوْنَ بِمَ ذَاکَ یَجْمَعُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ
یَوْمَ الْقِیٰمَةِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ فِیْ صَعِیْدٍ وَّاحِدٍ فَیُسْمِعُهُمُ الدَّاعِیْ وَیَنْفُذُهُمُ الْبَصَرُ
وَتَدْنُو الشَّمْسُ فَیَبْلُغُ النَّاسَ مِنَ الْغَمِّ وَالْکَرْبِ مَا لَا یُطِیْقُوْنَ وَمَا لَا یَحْتَمِلُوْنَ فَیَقُوْلُ
بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ اَلَا تَرَوْنَ مَا اَنْتُمْ فِیْهِ اَلَا تَرَوْنَ مَا قَدْ بَلَغَکُمْ اَلَا تَنْظُرُوْنَ اِلٰى مَنْ یَّشْفَعُ لَکُمْ
اِلٰى رَبِّکُمْ فَیَقُوْلُ بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ ائْتُوْا اٰدَمَ فَیَاْتُوْنَ اٰدَمَ فَیَقُوْلُوْنَ یَا اٰدَمُ اَنْتَ اَبُو الْبَشَرِ خَلَقَکَ
اللّٰهُ بِیَدِهٖ وَنَفَخَ فِیْکَ مِنْ رُّوْحِهٖ وَاَمَرَ الْمَلٰٓئِکَةَ فَسَجَدُوْا لَکَ اشْفَعْ لَنَا اِلٰى رَبِّکَ اَلَا تَرٰى مَا نَحْنُ
فِیْهِ اَلَا تَرٰى مَا قَدْ بَلَغَنَا فَیَقُوْلُ اٰدَمُ اِنَّ رَبِّیْ غَضِبَ الْیَوْمَ غَضَبًا لَمْ یَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ یَّغْضَبَ
بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ وَاِنَّهٗ نَهَانِیْ عَنِ الشَّجَرَةِ فَعَصَیْتُهٗ نَفْسِیْ نَفْسِیْ اذْهَبُوْا اِلٰى غَیْرِیْ اذْهَبُوْا اِلٰى
نُوْحٍ فَیَاْتُوْنَ نُوْحًا فَیَقُوْلُوْنَ یَا نُوْحُ اَنْتَ اَوَّلُ الرُّسُلِ اِلَى الْاَرْضِ وَسَمَّاکَ اللّٰهُ عَبْدًا شَکُوْرًا
اشْفَعْ لَنَا اِلٰى رَبِّکَ اَلَا تَرٰى مَا نَحْنُ فِیْهِ اَلَا تَرٰى اِلٰى مَا قَدْ بَلَغَنَا فَیَقُوْلُ لَهُمْ اِنَّ رَبِّیْ قَدْ
غَضِبَ الْیَوْمَ غَضَبًا لَمْ یَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ یَّغْضَبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ وَاِنَّهٗ قَدْ کَانَتْ لِیْ دَعْوَةٌ
دَعَوْتُ بِهَا عَلٰى قَوْمِیْ نَفْسِیْ نَفْسِیْ اذْهَبُوْا اِلٰى اِبْرَاهِیْمَ فَیَاْتُوْنَ اِبْرَاهِیْمَ فَیَقُوْلُوْنَ اَنْتَ
نَبِیُّ اللّٰهِ وَخَلِیْلُهٗ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ اشْفَعْ لَنَا اِلٰى رَبِّکَ اَلَا تَرٰى مَا نَحْنُ فِیْهِ اَلَا تَرٰى مَا قَدْ
بَلَغَنَا فَیَقُوْلُ لَهُمْ اِبْرَاهِیْمُ اِنَّ رَبِّیْ قَدْ غَضِبَ الْیَوْمَ غَضَبًا لَمْ یَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَا یَغْضَبُ بَعْدَهٗ
مِثْلَهٗ وَذَکَرَ کَذَبَاتِهٖ نَفْسِیْ نَفْسِیْ اذْهَبُوْا اِلٰى غَیْرِیْ اذْهَبُوْا اِلٰى مُوْسٰى فَیَاْتُوْنَ مُوْسٰى
عَلَیْهِ السَّلَامُ فَیَقُوْلُوْنَ یَا مُوْسٰى اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَضَّلَکَ اللّٰهُ بِرِسَالَاتِهٖ وَبِتَکْلِیْمِهٖ عَلَى النَّاسِ اشْفَعْ
لَنَا اِلٰى رَبِّکَ اَلَا تَرٰى مَا نَحْنُ فِیْهِ اَلَا تَرٰى مَا قَدْ بَلَغَنَا فَیَقُوْلُ لَهُمْ مُوْسٰى عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَ
السَّلَامُ اِنَّ رَبِّیْ قَدْ غَضِبَ الْیَوْمَ غَضَبًا لَمْ یَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ یَّغْضَبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ وَاِنِّیْ قَتَلْتُ نَفْسًا

لم اومر بقتلها نفسی نفسی اذھبوا الی عیسٰی فیاتون عیسٰی علیہ السلام فیقولون یا عیسٰی انت
رسول اللہ وکلمت الناس فی المھد وکلمۃ منہ القاھا الی مریم وروح منہ فاشفع لنا الی
ربک الا تری ما نحن فیہ الا تری ما قد بلغنا فیقول لھم عیسٰی ان ربی قد غضب الیوم
غضبا لم یغضب قبلہ مثلہ ولن یغضب بعدہ مثلہ ولم یذکر لہ ذنبا نفسی نفسی اذھبوا
الی غیری اذھبوا الی محمد صلی اللہ علیہ وسلم فیاتونی فیقولون یا محمد انت رسول اللہ
وخاتم الانبیاء وغفر اللہ لک ما تقدم من ذنبک وما تاخر اشفع لنا الی ربک الا
تری ما نحن فیہ الا تری ما قد بلغنا فانطلق فاٰتی تحت العرش فاقع ساجدا لربی عزوجل
ثم یفتح اللہ علی ویلھمنی من محامدہ وحسن الثناء علیہ شیئا لم یفتحہ لاحد قبلی
ثم یقال یا محمد ارفع راسک سل تعطہ اشفع تشفع فارفع راسی فاقول یا رب امتی
امتی فیقال یا محمد ادخل الجنۃ من امتک من لا حساب علیہ من الباب الایمن من ابواب
الجنۃ وھم شرکاء الناس فیما سوی ذلک من الابواب والذی نفس محمد بیدہ ان ما
بین المصراعین من مصاریع الجنۃ لکما بین مکۃ وھجر او کما بین مکۃ وبصری ترجمہ
ابوہریرہ رض سے روایت ہے ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس گوشت لایا گیا تو آپکو دست دیا
گیا اور دست کا گوشت آپکو بہت پسند تھا ف اسلیے کہ وہ بے ریشہ ہوتا ہے اور جلدی گل جاتا ہے
اور اسکا ذائقہ بھی عمدہ ہوتا ہے ترمذی نے حضرت عائشہ سے روایت کیا کہ دست کا گوشت آپکو
پسند نہ تھا ملکہ آپ کو گوشت ایک دن آڑ ملتا تو آپ دست لیتے تاکہ جلدی پک جاوے ف آپنے
دانتوں سے اوسے نوچا پھر فرمایا میں سردار ہونگا سب آدمیوں کا قیامت کے دن ف آپنے یہ فرمایا اللہ کا احسان
ظاہر کرنے کے لیے اور اسکا حکم ہوا ہے آپ کو اور اپنا درجہ بتلانے کے لیے ہمارے فائدے کے لیے قاضی
عیاض نے کہا سردار وہ ہے جو سب لوگوں سے درجے میں زیادہ ہوا اور جسکی طرف لوگ سختی کے وقت پناہ
لیویں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو سردار ہیں آدمیوں کے دنیا اور آخرت دونوں میں پر آپنے خاص کیا
قیامت کو اسلیے کہ وہاں کی سرداری عمدہ ہے اور وہاں سب لوگ اگلے اور پچھلے اکٹھا ہونگے اور آدم اور انکی
اولاد آپ کے جھنڈے کے تلے ہونگے جیسے اللہ تعالی نے فرمایا لمن الملک الیوم یعنی کسکی سلطنت ہوگی آج ایک اکیلا ہے
زبردست حالانکہ اللہ کی سلطنت دنیا میں بھی ہے پر قیامت کے دن پوری سلطنت ہوگی کسیلیے کہ اور کوئی دعوٰی

سرورنا الله لنا

الباب

نجیا

کرنے والا نہین رہے گا (نووی) ف اور تم جانتے ہو کس وجہ سے اللہ تعالیٰ اکٹھا کریگا قیامت کے دن اگلون اور پچھلون کو ایک ہی میدان مین یہانتک کہ پکارنے والے کی آواز ان سب کو سنائی دیگی اور دیکھنے والے کی نگاہ ان سب پر پہونچے گی ف یعنے وہ میدان ایسا صاف اور ہموار ہوگا کہ دیکھنے مین نگاہ سب تک جاسکے گی برخلاف دنیا کے کہ یہان زمین کی گولائی کی وجہ سے نگاہ سب طرف نہین جاسکتی بعضون نے کہا مراد خدا کی نگاہ ہے پر خدا کی نگاہ تو ہر طرح سب پر پہونچتی ہے خواہ میدان ہموار ہو یا نہ ہو ف اور آفتاب نزدیک ہو جاویگا اور لوگون پر وہ مصیبت اور سختی ہوگی کہ اسکو سہہ نہ سکین گے اور برداشت کر نہ سکین گے آخر آپس مین ایکدوسرے سے کہین دیکھتے نہین تم کس حال مین ہو دیکھتے نہین تمکو کیا صدمہ پہونچا اب تم تلاش نہین کرتے اس شخص کی جو سفارش کرے تمہاری خدا کے پاس پھر وہ ایکدوسرے سے کہین چلو آدم علیہ السلام کے پاس اور وہ انکے پاس جاوینگے اور کہین گے ای آدم تم سب آدمیون کے باپ ہو اللہ تعالے نے تمکو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنی روح تم مین پھونکی اور فرشتون کو حکم کیا انہون نے سجدہ کیا تمکو ہماری سفارش کروا اپنے پروردگار سے کیا تم نہین دیکھتے ہم کس حال مین ہین کیا تم نہین دیکھتے جو ہم پر مصیبت ہے آدم علیہ السلام کہین گے آج میرا پروردگار غصہ ہو اور ایسا غصہ ہو کہ کبھی ایسا غصہ نہین ہوا تھا نہ ہوگا اور اس نے مجھے منع کیا تھا درخت سے لیکن مین نے اسکی نافرمانی کی (اور درخت مین سے کھا لیا) اب مجھے خود اپنی فکر ہے تم اور کسی کے پاس جاؤ نوح کے پاس جاؤ پھر وہ سب لوگ نوح علیہ السلام کے پاس جاوینگے اور کہین گے ای نوح تم سب پیغمبرون سے پہلے زمین پر آئے اور اللہ تعالے نے تمہین شکرگذار بندہ کہا تم ہماری سفارش کرو اپنے رب کے پاس کیا تم نہین دیکھتے ہم جس حال مین ہین اور جو مصیبت ہمپر آئی ہے وہ کہین گے میرا رب آج ایسا غصہ ہو کہ ویسا کبھی نہین ہوا تھا نہ ہوگا اور مین نے اپنی قوم پر بددعا کی تھی اسلیے مجھے خود اپنی فکر ہے تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ پھر وہ سب ملکر ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاوین گے اور کہین گے ای ابراہیم تم اللہ کے نبی ہو اور اسکے دوست ہو زمین والون مین سے تم ہماری سفارش کروا اپنے پروردگار کے پاس کیا تم نہین دیکھتے ہم جس حال مین ہین اور جو مصیبت ہم پر پڑی ہے وہ کہین گے میرا پروردگار آج اتنا غصے ہے کہ ویسا کبھی نہین ہوا تھا نہ ہوگا اور اپنی جھوٹ باتون کو بیان کرینگے (یعنے جو دنیا مین جو انہون نے تین بار جھوٹ بولا تھا) اسلیے مجھے خود اپنی فکر ہے اور کسی کے پاس جاؤ موسےٰ کے پاس جاؤ وہ لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آوین گے اور کہین گے ای موسیٰ تم اللہ کے رسول ہو اللہ نے تمہین بزرگی دی اپنے پیامون سے اور

اپنی کلام سے سب لوگو پھر تم ہماری سفارش کرو اپنے پروردگار کے پاس کیا تم نہین دیکھتے ہم جس حال مین ہین
اور جو مصیبت ہمپر پڑی ہے موسے کہین گے میرا پروردگار آج ایسے غصے مین ہے کہ اتنا کبھی غصے نہین ہوا
تھا نہ ہوگا اور مین نے دنیا مین ایک خون کیا تھا جسکا مجھے حکم نہ تھا اسلیے مجھے خود اپنی فکر ہے اپنی فکر ہے تم عیسے
کے پاس جاؤ وہ سب لوگ عیسے علیہ السلام کے پاس آوینگے اور کہین گے اے عیسے تم اللہ کے رسول
ہو تم نے لوگون سے بات کی منہہ ڈولے مین (جھولی مین دودہ پیتے وقت) تم اللہ کی ایک بات ہو
جو اوسنے ڈالدی مریم مین اور اسکی روح ہو تو سفارش کرو ہماری اپنے رب کے پاس کیا تم نہین دیکھتے
ہم جس حال مین ہین اور جو مصیبت ہمپر پڑی ہے عیسے علیہ السلام کہین گے میرا پروردگار آج اسقدر
غصہ ہے کہ اتنا غصے کبھی نہین ہوا تھا اور نہ کبھی ہوگا **ف** نووی نے کہا مراد غصے سی یہ ہے کہ اللہ
تعالی بدلہ لینے والا ہوگا نافرمانون سے اور اسکا عذاب سامنے موجود ہوگا اور طرح طرح کے ہول اور ڈر
جو محشر والون کو ہونگے اور یہ باتین نہ پہلے ہوئین ہین اور نہ آیندہ ہونگی تو اللہ کے غضب سے یہی مراد
ہے اسواسطے کہ محال ہے تغیر اوسکے حق مین غضب یا رضا سے سراج الوہاج مین ہے کہ نووی نے اس
مقام پر اللہ کی ایک صفت کی تاویل کی ہے اور اوپر یہ بات گذر چکی کہ سلف کا مذہب صفات مین یہ ہے
کہ جو صفات کتاب اور سنت مین وارد ہین اونکو روایت کرنا اونپر یقین کرنا ظاہر پر روان کرنا بغیر تاویل
اور تکییف اور تعطیل اور تشبیہ کے اور یہ جو امر نووی نے بیان کیا یہ غایت ہے غضب کی نہ اوسکا معنے لغوی
ت اور کوئی گناہ اونکا بیان نہین کیا (جیسے اور پیغمبرون کی خطائین بیان کین کیونکہ حضرت
عیسے کا کوئی گناہ منقول نہین) تو مجھے اپنی فکر ہے اپنی فکر ہے تم اور کسیکے پاس جاؤ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس
جاؤ وہ سب میرے پاس آوینگے اور کہین گے اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) تم اللہ کے رسول ہو خاتم الانبیا ہو اللہ
نے تمہارے اگلے اور پچھلے سب گناہ بخشدیے ہین تم سفارش کرو ہماری اپنے رب کے پاس کیا تم ہمارا
حال نہین دیکھتے کیا تم نہین دیکھتے ہم کس مصیبت مین ہین مین یہ سنکر چلونگا اور عرش کے تلے
آکر اپنے پروردگار کو سجدہ کرونگا پھر اللہ تعالے میرا دل کھولدیگا اور وہ تعریفین اپنی مجھے بتلادیگا
جو مجھ سے پہلے کسی کو نہین بتائین (مین اسکی خوب تعریف اور حمد کرونگا) پھر فرماویگا اے محمد اپنا
سر اوٹھا مانگ جو مانگتا ہے دیا جاویگا سفارش کر قبول کیجاوے گی مین سر اوٹھاونگا اور کہونگا اے
پروردگار امت میری امت میری **ف** یہانسے ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم اور اور پیغمبرون کا درجہ

چھوڑ ن لینا چاہیے وہ سب نفسی نفسی کہین گے اور اپنی جان کی فکر مین سرگردان ہونگے اور ہمارے پیغمبر
عام کی بھلائی کے خواہان اور امت کے چھوڑ لینے کے جویان ہون گے سبحان اللہ اس مقام پر یہ آیت
صادق ہے وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ آپ کی ذات رحمت اور کرم ہے تمام دنیا کے لیے دنیا
اور آخرت مین اس سے بڑھکر کونسا شرف ہے اور اس سے زیادہ کونسا درجہ ہے یہی فرق ہے مرتبے کا
اس شخص مین جو دنیا مین اپنی بھلائی چاہتا ہے اور اس شخص مین جو عالم لوگون کی بھلائی چاہتا ہو
اول کو ثانی سے کچھ نسبت نہین ہے جو شخص عام مسلمانون کی فائدہ رسانی کا کام کرے جیسے مدرسہ
بناوے سرا بنواوے مسلمانون کے دین یا حکومت کی مدد کرے ایسا کام کرے جس سے مسلمان تباہی
اور ذلت سے بچین دین کی کتاب یا دین کی تعلیم پھیلاوے تجارت یا صنعت یا حرب کے آلات و اسباب شائع
کرے اسکا درجہ اس مسلمان سے کہین فائق ہے جو صرف اپنے نفس کو بچانے کے لیے عبادت مین مصروف رہے
ف حکم ہوگا ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت مین سے ان لوگون کو جن سے حساب کتاب نہ ہوگا باب ایمن
مین سے جنت مین داخل کر اور وہ اور لوگون کے شریک ہین باقی دروازون مین جنت کے (یعنی انہین سے
بھی جا سکتے ہین پر یہہ دروازہ انکے لیے مخصوص ہے) قسم اسکی جسکے ہاتھ مین محمد کی جان ہے جنت کے
دروازے کے دونون بازوون مین اتنا فاصلہ ہے جیسے مکہ اور ہجر (ہجر ایک شہر ہے بحرین مین) یا جیسے
مکہ اور بصرے مین (بصرے ایک شہر ہے دمشق سے تین منزل پر) ف یہ شہر مکہ سے ایک مہینے کی راہ
پر ہے تو جنت کا پھاٹک اسقدر بڑا ہے کہ چوکھٹ کا ایک کونا دوسرے کونے سے اتنا مسافت رکھتا ہے
اللہ اکبر جل شانہ اس سے قیاس کر لینا چاہیے کہ جنت اندر سے کتنی بڑی ہے عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ
قَالَ وُضِعَتْ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَصْعَةٌ مِّنْ ثَرِيْدٍ وَلَحْمٍ فَتَنَاوَلَ
الذِّرَاعَ وَكَانَتْ اَحَبَّ الشَّاةِ اِلَيْهِ فَنَهَسَ نَهْسَةً فَقَالَ اَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثُمَّ نهسة
نَهَسَ نَهْسَةً اُخْرٰى فَقَالَ اَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَلَمَّا رَاٰى اَصْحَابَهُ لَا يَسْئَلُوْنَهُ قَالَ نهس نهسة
اَلَا تَقُوْلُوْنَ كَيْفَهُ قَالُوْا كَيْفَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ كيف هو
بِمَعْنٰى حَدِيْثِ اَبِيْ حَيَّانَ عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ وَزَادَ فِيْ قِصَّةِ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ قَالَ فقال
وَذَكَرَ قَوْلَهُ فِي الْكَوْكَبِ هٰذَا رَبِّيْ وَقَوْلَهُ لِاٰلِهَتِهِمْ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا وَقَوْلَهُ اِنِّيْ
سَقِيْمٌ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ اِنَّ مَا بَيْنَ الْمِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَصَارِيْعِ الْجَنَّةِ اِلٰى عِضَادَتَيِ

الباب كما بين مكة وهجر او هجر ومكة قال لا ادري اي ذلك قال ترجمہ ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک پیالہ رکھا ثرید کا (ثرید ایک کھانا ہے جو روٹی اور شوربا ملا کر بناتے ہیں) اور گوشت آپ نے دست کا گوشت لیا اور وہ بہت پسند تھا آپ کو ساری بکری میں آپ نے ایک بار منہ سے اوسکو نوچا پھر فرمایا میں لوگوں کا سردار ہوں گا قیامت کے دن پھر دوبارہ نوچا اور فرمایا میں لوگوں کا سردار ہونگا قیامت کے دن جب آپ نے دیکھا آپ کے یار کچھ نہیں پوچھتے تو خود ہی فرمایا تم یہ نہیں پوچھتے کیونکر انہوں نے کہا کیونکر یا رسول اللہ آپ نے فرمایا لوگ سب کھڑے ہونگے خدا کے سامنے اور بیان کیا حدیث کو اسیطرح جیسے اوپر گذری حضرت ابراہیم کے قصے میں اتنا زیادہ ہے کہ اونہوں نے بیان کیا (اُن جھوٹ باتوں کو جو دنیا میں کہیں تھیں) ستارے کو کہا تھا یہ میرا رب ہے (اگرچہ حضرت ابراہیم کا یہ اعتقاد نہ تھا کیونکہ پیغمبروں سے شرک صادر نہیں ہوتی پر کافروں کے الزام دینے کے لیے پہلے تارے کو خدا قرار دیا پھر چاند کو پھر سورج کو جب یہ سب ڈوب گئے تو کہا یہ خدا نہیں ہو سکتے خدا وہی ہے جس نے ان سب کو پیدا کیا) بتوں کو آپ نے توڑا تھا اور کہا تھا بڑے بت نے توڑا۔ بیمار نہ تھے اور کہا تھا میں بیمار ہوں قسم اوسکی جسکے ہاتھ میں محمد کی جان ہے جنت کے دونوں پٹوں میں دروازوں کی چوکھٹ تک اتنا فاصلہ ہے جتنا مکہ اور ہجر میں ہے یا یوں کہا جتنا ہجر اور مکہ میں ہے مجھے یاد نہیں کیونکر کہا یعنی ہجر کو پہلے کہا یا مکے کو۔ عن ابی هريرة

وحذيفة قالا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يجمع الله تبارك وتعالى الناس فيقوم المؤمنون حتى تزلف لهم الجنة فيأتون آدم فيقولون يا ابانا استفتح لنا الجنة فيقول وهل اخرجكم من الجنة الا خطيئة ابيكم آدم لست بصاحب ذلك اذهبوا الى ابني ابراهيم خليل الله قال فيقول ابراهيم عليه السلام لست بصاحب ذلك انما كنت خليلا من وراء وراء اعمدوا الى موسى الذي كلمه الله تكليما فيأتون موسى عليه السلام فيقول لست بصاحب ذلك اذهبوا الى عيسى كلمة الله وروحه فيقول عيسى عليه السلام لست بصاحب ذلك فيأتون محمدا صلى الله عليه وسلم فيقوم ويؤذن له وترسل الامانة والرحم فتقومان جنبتي الصراط يمينا وشمالا فيمر اولكم كالبرق قال قلت بابي انت وامي اي شيء كمر البرق قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الم تروا الى البرق كيف يمر ويرجع في طرفة عين ثم كمر الريح ثم كمر الطير وشد الرجال تجري بهم اعمالهم ونبيكم قائم على الصراط يقول رب سلم سلم حتى تعجز اعمال العباد حتى يجيء

آدم علیہ السلام

الرِّجَالُ — الرَّجُلُ فَلَا يَسْتَطِيْعُ السَّيْرَ اِلَّا زَحْفًا قَالَ وَفِيْ حَافَتَيِ الصِّرَاطِ كَلَالِيْبُ مُعَلَّقَةٌ مَأْمُوْرَةٌ تَأْخُذُ مَنْ
مُكَرْدَسٌ — اُمِرَتْ بِهٖ فَمَخْدُوْشٌ نَاجٍ وَمَكْدُوْسٌ فِي النَّارِ وَالَّذِيْ نَفْسُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ بِيَدِهٖ اِنَّ قَعْرَ جَهَنَّمَ لَسَبْعِيْنَ
خَرِيْفًا ۔ ترجمہ ابو ہریرہ اور حذیفہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت
کے دن لوگون کو جمع کریگا تو مسلمان کھڑے رہینگے یہانتک کہ جنت اُن کے پاس آجاویگی پھر وہ آدم علیہ
السلام پاس آوینگے اور کہینگے باوا ہمارے جنت کو کھولدو ہمارے لیے وہ کہینگے جنت سے تمکو نکالا
کسنے میری ہی گناہ نے تو نکالا اب مجھسے یہ کام نہین ہوسکتا البتہ تم میرے بیٹے ابراہیم علیہ السلام کے
پاس جاؤ ابراہیم علیہ السلام کہینگے مجھسے یہ کام نہین ہوسکتا مین اللہ کا دوست تھا لیکن پرے پرے
(یعنے مجھے اللہ جل جلالہ سے اتنی نزدیکی نہین ہوئی کہ کوئی آڑ نہ رہے بلکہ دو حجاب تھے مین نے اُس سے بات کی
بلا واسطہ نہ اوسکو دیکھا) تم جاؤ موسیٰ کے پاس جنسے اللہ تعالیٰ نے بات کی وہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس
آوینگے وہ کہینگے مین اس لائق نہین تم عیسےٰ کے پاس جاؤ جو اللہ کا کلمہ ہین اور اوسکے روح ہین عیسےٰ
علیہ السلام کہینگے میرا یہ کام نہین پھر وہ سب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آوینگے آپ کھڑے ہونگے
اور آپکو اجازت ملیگی (جنت کھلوانے کی) اور امانت اور ناتے کو بھیجدیا جاویگا وہ پلصراط کے داہنے
اور بائین کھڑے ہو جاوینگے ف کیونکہ یہ دونو بڑے کام ہین جنکا خیال ہر مومن کو ہمیشہ رکھنا چاہیے
امانت یعنے خلوص اور سچائی صداقت اور راستبازی بات چیت اور ہر کام کاج مین اور ناتا یعنے رشتہ
دارون سے جو محتاج ہون سلوک کرنا انکی خبر لینا ف تم مین سے پہلا شخص پلصراط سے اسطرح
پار ہوگا جیسے بجلی اُنہون نے کہا آپ پر ہماری مان باپ صدقے ہون بجلی کی طرح کونسی چیز گذرتی ہے آپنے فرمایا
تمنے بجلی کو نہین دیکھا وہ کیسی گذر جاتی ہے اور پھر لوٹ آتی ہے پل مارنے مین پھر جیسے ہوا جاتی ہے پھر جیسے
پرندہ اُڑتا ہے پھر جیسے آدمی دوڑتا ہے اپنے اپنے اعمال کے موافق اور تمہارے پیغمبر پل پر کھڑے ہونگے وہ کہینگے
یا اللہ بچا بچا یہانتک کہ اعمال کا زور گھٹ جاویگا (یعنے عمدہ اعمال والے نکل جاوینگے اور وہ لوگ رہجاوینگے جنکے نیک
عمل کم مین انکو پار ہونا دشوار ہوگا) اور ایک شخص آویگا وہ چل نہ سکیگا مگر گھسٹتا ہوا اور اس پل کے دونو طرف
آنکڑے ہونگے لٹکتے ہوئے جسکو حکم ہوگا اُسکو پکڑ لینگے پھر بعضا آدمی چھل چھلا کر نجات پاجاویگا اور بعضا
آدمی الٹ پلٹ کر جہنم مین گریگا قسم ہے اُسکی جسکے ہاتھ مین ابو ہریرہ کی جان ہے جہنم کی گہرائی ستر برس
کی راہ ہے ف یعنے اگر کوئی چیز اسمین گرے تو ستر برس تک تہ کو پہنچے معاذ اللہ ۔ عن آنس رضی اللہ

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوَّلُ النَّاسِ یَشْفَعُ فِی الْجَنَّۃِ وَاَنَا اَکْثَرُ الْاَنْبِیَاءِ
تَبَعًا ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین سب سے پہلے جنت
مین شفاعت کرونگا اور سب پیغمبرونسے زیادہ میرے لوگ ہون گے قیامت کے دن عَنْ اَنَسِ
بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا اَکْثَرُ الْاَنْبِیَاءِ تَبَعًا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَاَنَا
اَوَّلُ مَنْ یَقْرَعُ بَابَ الْجَنَّۃِ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب
پیغمبرون سے زیادہ میری تابع ہونگے قیامت کے روز اور مین سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹاونگا
(یعنے کھلواونگا) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوَّلُ
شَفِیْعٍ فِی الْجَنَّۃِ لَمْ یُصَدَّقْ نَبِیٌّ مِّنَ الْاَنْبِیَاءِ مَا صُدِّقْتُ وَاِنَّ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ نَبِیًّا مَا یُصَدِّقُہٗ
مِنْ اُمَّتِہٖ اِلَّا رَجُلٌ وَّاحِدٌ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہی رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
مین سب سے پہلے جنت مین شفاعت کرونگا اور کسی پیغمبر کو اتنے لوگون نے نہین مانا جتنے لوگون نے
مجکو مانا اور بعضا پیغمبر تو ایسا ہے کہ اوسکا ماننے والا ایک ہی شخص ہے عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اٰتِیْ بَابَ الْجَنَّۃِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَاَسْتَفْتِحُ فَیَقُوْلُ
الْخَازِنُ مَنْ اَنْتَ فَاَقُوْلُ مُحَمَّدٌ فَیَقُوْلُ بِکَ اُمِرْتُ لَا اَفْتَحُ لِاَحَدٍ قَبْلَکَ ترجمہ انس بن
مالک سے روایت ہی رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین قیامت کے دن جنت کے دروازے پر آؤنگا
اور دروازہ کھلواؤنگا چوکیدار پوچھے گا تم کون ہو مین کہونگا محمد وہ کہے گا آپ ہی کے واسطے مجھے حکم
ہوا تھا کہ آپ سے پہلے کسی کے لیے دروازہ نہ کھولنا عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ قَالَ لِکُلِّ نَبِیٍّ دَعْوَۃٌ یَدْعُوْ بِہَا فَاُرِیْدُ اَنْ اَخْتَبِیَ دَعْوَتِیْ شَفَاعَۃً لِّاُمَّتِیْ یَوْمَ یَدْعُوْ بِہَا
الْقِیٰمَۃِ ترجمہ ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کی ایک دعا
ہوتی ہے (جسکو خداوند تعالے ضرور قبول کرتا ہے اور باقی دعائین قبول بھی ہوتی ہین اور نہین بھی
ہوتین) تو مین چاہتا ہون اپنی دعا کو چھپا رکھون قیامت کے دن تک اپنی امت کی شفاعت کے لیے
ف یعنے دنیا مین اس دعا کو نہ مانگون بلکہ آخرت کے لیے اوٹھا رکھون اور اپنی امت کی نجات کے
لیے صرف کرون سبحان اللہ ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت سے کیسی محبت تھی اور الفت کہ باپ کو بیٹے
سے ویسی الفت نہین ہوتی اور یہی وجہ ہے کہ آپ اپنی امت کی اسوقت مدد کرینگے جب باپ بیٹے سے

بیٹا باپ سے خاوند جورو سے جورو خاوند سے ہر ایک عزیز اپنے سے بیزار ہوگا اور سب کو اپنی اپنی جان
بچانے کی فکر ہوگی عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان لکل
نبی دعوة واردت ان شاء الله ان اختبئ دعوة شفاعة لامتی یوم القیمة ترجمه
ابو ہریرہ رضی سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کی ایک دعا ضرور قبول ہوتی
ہے تو میرا ارادہ ہے اگر خدا چاہے تو اپنی دعا اوٹھا رکھوں اور قیامت کے دن اپنی امت کی
شفاعت کروں عن ابی هریرة قال لکعب الاحبار ان نبی الله صلی الله علیه وسلم قال لکل نبی دعوة
یدعو بها فانا ارید ان شاء الله ان اختبئ دعوتی شفاعة لامتی یوم القیمة فقال يدعوها
کعب لابی هریرة انت سمعت هذا من رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ابو هریرة نعم أأنت فقال
ترجمہ ابو ہریرہ رضی نے کعب احبار سے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کے لیے ایک دعا ہوتی
ہے جسکو وہ مانگتا ہے میرا ارادہ یہ ہے بشرطیکہ خدا چاہے کہ میں اس دعا کو چھپا رکھوں اپنی امت کے
لیے قیامت کے دن کعب نے ابو ہریرہ سے کہا تم نے یہ سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ابو ہریرہ
نے کہا ہاں عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لکل نبی دعوة
مستجابة فتعجل کل نبی دعوته وانی اختبأت دعوتی شفاعة لامتی یوم القیمة
فهی نائلة ان شاء الله من مات من امتی لا یشرک بالله شیئا ترجمه ابو هریرة رض سے
روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کی ایک دعا ہے جو ضرور قبول ہوتی ہے تو
ہر ایک نبی نے جلدی کر کے وہ دعا مانگ لی (دنیا ہی میں) اور میں اپنی دعا کو چھپا رکھتا ہوں قیامت
کے دن کے واسطے اپنی امت کی شفاعت کے لئے اور خدا چاہے تو میری شفاعت ہر ایک امتی کے لیے ہوگی بشرطیکہ
وہ شرک پر مرا ہو ف یعنے خاتمہ کے وقت وہ مشرک نہ ہو اگرچہ کتنا ہی گنہگار ہو۔ نووی نے
کہا اس حدیث سے اہل حق کا مذہب ثابت ہوتا ہے کہ جو شخص مر جاوے شرک سے پاک ہو کر وہ ہمیشہ کے لیے
جہنم میں نہیں رہیگا اگرچہ کبیرہ گناہ کرتا ہو اور اسکے دلائل اوپر بیان ہو چکے سراج الوہاج میں ہے
کہ شرک عام ہے خواہ دوسرا کوئی خدا ثابت کرے یا اسکی کسی صفت کو اسکی کسی مخلوق کے لیے خواہ وہ
کوئی ہو ثابت کرے اور شرک ایک جلی ہے اور ایک خفی اور اس سے بچنا نہایت دشوار ہے اسواسطے اللہ
تعالے نے فرمایا اکثر لوگ اللہ پر ایمان لاتے ہیں لیکن وہ مشرک ہیں اور یہ آیت صادق ہے ان مقلدوں پر

جنہون نے اپنے عالمون اور مجتہدون کو خدا ٹھیرا رکھا ہے اور اُن لوگون پر جو قبر و پیر دو کا کام کرتے ہین جو کام
ہین اللہ سے اور کاٹتے ہین جانورون کو سوا اللہ کے اور اونکے نام پر وہ سب مشرک ہین اور باوجود اسکے
امید رکھتے ہین نبی کی شفاعت کی بلکہ اپنی بزرگون کی شفاعت کی حالانکہ شفاعت اسی کے لیے ہے جو اللہ
کے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کرے نہ کھلا نہ چھپا اور جو شرک کرے اُسکی شفاعت نہ ہوگی بلکہ وہ ہمیشہ جہنم
مین رہیگا خواہ کوئی ہو کہین ہو سنتے ہے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ لِکُلِّ نَبِیٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ یَدْعُوْ بِهَا فَیُسْتَجَابُ لَهٗ فَیُؤْتَاهَا وَاِنِّی اخْتَبَأْتُ
دَعْوَتِیْ شَفَاعَةً لِاُمَّتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہر پیغمبر کی ایک دعا ہوتی ہے قبول ہونے والی جسکو وہ مانگتا ہے اور قبول ہوتی ہے اور
دیجاتی ہے اور مین نے اپنی دعا اٹھا رکھی ہے اپنی امت کی شفاعت کے لیے قیامت کے دن۔
عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِکُلِّ نَبِیٍّ دَعْوَةٌ دَعَا
بِهَا فِیْ اُمَّتِهٖ فَاسْتُجِیْبَ لَهٗ وَاِنِّیْ اُرِیْدُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ اَنْ اُدَّخِرَ دَعْوَتِیْ شَفَاعَةً لِاُمَّتِیْ — ب اَنْ اُؤَخِّرَہٗ
یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر پیغمبر کی ایک
دعا ہوتی ہے اوسکی امت کے حق مین اور وہ قبول ہوتی ہے لیکن میرا قصد یہ ہے خدا چاہے تو مین
اپنی دعا کو اٹھا رکھون اپنی امت کی شفاعت کے لیے قیامت کے دن عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ
رض اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِکُلِّ نَبِیٍّ دَعْوَةٌ دَعَاهَا لِاُمَّتِهٖ وَاِنِّی اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِیْ
شَفَاعَةً لِاُمَّتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہر پیغمبر کی ایک دعا ہے جو اُسنے مانگی اپنے امت کی لیے اور مین اپنی دعا چھپا رکھی ہے اپنی امت
کی شفاعت کے لیے قیامت کے دن عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ یَقُوْلُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
لِکُلِّ نَبِیٍّ دَعْوَةٌ قَدْ دَعَا بِهَا فِیْ اُمَّتِهٖ وَخَبَأْتُ دَعْوَتِیْ شَفَاعَةً لِاُمَّتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ
ترجمہ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر پیغمبر کی ایک دعا ہے
جسکو اوسنے مانگا اپنی امت کی حق مین اور مین نے اپنی دعا کو اوٹھا رکھا ہے قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت
کے لیے باب دُعَاءِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِاُمَّتِهٖ وَبُکَائِهٖ شَفَقَةً عَلَیْهِمْ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کا دعا کرنا اپنی امت کے لیے اور رونا اُنکے حال پر شفقت سے عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو

ابراهيم عليه السلام

بن العاص أن النبي صلى الله عليه وسلم تلا قول الله تعالى في ابراهيم رب انهن اضللن كثيرا
من الناس فمن تبعني فانه مني ومن عصاني فانك غفور رحيم الآية وقال عيسى عليه السلام
ان تعذبهم فانهم عبادك وان تغفر لهم فانك انت العزيز الحكيم فرفع يديه وقال اللهم
امتي امتي وبكى فقال الله عز وجل يا جبريل اذهب الى محمد وربك اعلم فسئله ما
يبكيك فاتاه جبريل عليه السلام فسأله فاخبره رسول الله صلى الله عليه وسلم بما قال و
هو اعلم وقال الله عز وجل يا جبريل اذهب الى محمد فقل انا سنرضيك في امتك
ولا نسوءك

ما سأله

ترجمہ عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت
پڑھی جسمین حضرت ابراہیم کا قول ہے اے رب انہوں نے بہکایا یعنی بتوں نے بہت لوگوں کو سو جو
کوئی میری راہ پر چلا وہ تو میرا ہے اور جس نے میرا کہا نہ مانا سو تو بخشنے والا مہربان ہے اور یہ آیت جسمین
حضرت عیسی علیہ السلام کا قول ہے اگر تو انکو عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور جو تو انکو بخش دیوے تو
تو مالک ہے حکمت والا پھر اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور کہا اے پروردگار میری امت میری امت اور رونے لگے
اللہ تعالی نے فرمایا اے جبرائیل تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور میں خوب جانتا ہوں لیکن تم جا کر انسے
پوچھو وہ کیوں روتے ہیں جبرائیل آپکے پاس آئے اور پوچھا آپ کیوں روتے ہیں آپنے سب حال بیان کیا
جبرائیل نے اللہ تعالی سے جا کر عرض کیا حالانکہ وہ خوب جانتا تھا اللہ تعالے نے فرمایا اے جبرائیل محمد کے پاس
جاؤ اور کہو ہم تمکو خوش کر دینگے تمہاری امت میں اور ناراض نہیں کرینگے ف نووی نے کہا
اس حدیث میں کئی فائدے ہیں ایک تو یہ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت پر بہت شفقت
اور مہربانی تھی دوسری یہ کہ دعا میں ہاتھ اوٹھانا مستحب ہے تیسری بشارت عظیم ہے اس امت کے لیے
اور وہ اور زیادہ ہوگئی خداوند کریم کے وعدے سے جو اوسنے کیا کہ ہم تمکو راضی کر دینگے تمہاری امت میں
اور ناراض نہیں کرنے کا اور یہ حدیث بڑی امید کی ہے امت کے لوگوں کے لیے چوتھی بیان ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی کمال بزرگی اور علو درجہ کا اور اللہ تعالے کی جو عنایت آپ پر تھی اسکا اور جبرائیل کے بھیجنے میں
یہی حکمت تھی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بزرگی کھل جاوے اور معلوم ہو جاوے کہ آپکا درجہ بہت عالی ہے اور خدا تعالی
آپکی رضامندی چاہتا ہے اور یہ حدیث مطابق اس آیت کے ہے ولسوف یعطیک ربک فترضی یعنی اللہ تعالے تمکو دیگا پھر
تم راضی ہو جاؤ گے اور یہ جو فرمایا ہم تمکو ناراض نہیں کرینگے اس سے بڑی امید نکلتی ہے مطلب یہ کہ رضامندی جب

بھی ہو جاتی کہ اللہ تعالیٰ بعضون کو معاف کرتا اور بعضون کو جہنم مین لیجاتا تو آپ کو رنج رہتا اُن لوگونکا جو جہنم مین
جاتے تو فرمایا مین تمکو رنج نہین دونگا بلکہ سب لوگون کو تمہاری اُمت کی نجات دونگا **ف** مبارک
اِنَّ مَنْ مَاتَ عَلَى الْكُفْرِ فَهُوَ فِي النَّارِ وَلَا تَنَالُهُ شَفَاعَةٌ وَلَا تَنْفَعُهُ قَرَابَةُ الْمُقَرَّبِيْنَ جو شخص کفر پر مرے
وہ جہنم مین جاویگا اور اُسکی شفاعت نہوگی اور بزرگون کی عزیز داری کچھ کام نہ آویگی **عَنْ** اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا
قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيْنَ اَبِيْ قَالَ فِي النَّارِ قَالَ فَلَمَّا قَفَّى الرَّجُلُ دَعَاهُ فَقَالَ اِنَّ اَبِيْ وَاَبَاكَ فِي النَّارِ ترجمہ
انس رضی سے روایت ہے ایکشخص نے پوچھا یا رسول اللہ میرا باپ کہان ہے آپنے فرمایا دوزخ مین جب وہ پیٹھ موڑکر چلا تو آپنے اُسکو
بلایا اور فرمایا میرا باپ اور تیرا باپ دونون جہنم مین ہین **ف** اسلیے کہ وہ کفر پر مرے تھے اور جو کفر پر مرے
وہ جہنم مین جاویگا اوسکو کسی کا ناتا رشتہ کام نہ آویگا۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عرب کے لوگ
جو نبوت سے پہلے مرے ہین اور وہ بتون کی پرستش کرتے تھے وہ سب جہنمی ہین اور اُن سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ
دعوت سے پہلے یہ مواخذہ ہے کیونکہ انکو اور پیغمبرون کی دعوت پہونچ چکی تھی جیسے حضرت ابراہیم علیہ
السلام کی اور یہ جو آپنے اُس شخص کو بلا کر کہا کہ میرا باپ بھی جہنم مین ہے اس سے یہ غرض تھی کہ اُس شخص
کا رنج کم ہوجاوے اور وہ یہ معلوم کرلے کہ خدا کے یہان سب برابر ہین جو قاعدہ اُس نے ٹھرا دیا اُسکا خلاف
نہین ہوسکتا کافر کا ٹھکانا جہنم ہے خواہ وہ نبی کا باپ ہو یا بیٹا۔ جلال الدین سیوطی رح نے کئی
حدیثون سے یہ ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کو آپ کے والدین
کے حق مین قبول کیا اور وہ دوبارہ جلائے گئے اور اسلام لائے پر اکثر علما اور محدثین نے اسکا انکار کیا ہے
اور ان حدیثون کو موضوع بتلایا ہے اور اللہ خوب جانتا ہے حقیقت حال کو **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ
لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرَيْشًا
فَاجْتَمَعُوْا فَعَمَّ وَخَصَّ فَقَالَ يَا بَنِيْ كَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِيْ مُرَّةَ بْنِ كَعْبٍ اَنْقِذُوْا
اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِيْ عَبْدِ شَمْسٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ يَا بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِيْ هَاشِمٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ
النَّارِ يَا بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا فَاطِمَةُ اَنْقِذِيْ نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ فَاِنِّيْ لَا اَمْلِكُ
لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا غَيْرَ اَنَّ لَكُمْ رَحِمًا سَاَبُلُّهَا بِبِلَالِهَا ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے جب آیت
اُتری ڈراتو اپنے کنبے والون کو تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے لوگون کو بلا بھیجا وہ سب اکٹھا ہوئے
آپنے تمام سب کو ڈرایا پھر خاص کیا اور فرمایا اے کعب بن لوی کے بیٹو چھوڑاؤ اپنے تئین جہنم سے اے مرہ بن

کعب کے بیٹو چھوڑا و اپنے تئین جہنم سے ای عبد شمس کے بیٹو چھوڑا و اپنے تئین جہنم سے ای عبد مناف کے بیٹو چھوڑا و اپنے تئین جہنم سے ای ہاشم کے بیٹو چھوڑا و اپنے تئین جہنم سے ای عبد المطلب کے بیٹو چھوڑا و اپنے تئین جہنم سے ای فاطمہ چھوڑا اپنے تئین جہنم سے اسلیے کہ مین خدا کے سامنے کچھ اختیار نہین رکھتا (یعنے اگر وہ تمکو عذاب کرنا چاہے تو مین بچا نہین سکتا) البتہ تم مجھسے ناتا رکھتے ہو اسکو مین جوڑتا رہونگا یعنی دنیا مین تمہارے ساتھ احسان کرتا رہونگا عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الصَّفَا فَقَالَ يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ يَا صَفِيَّةُ بِنْتَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَا بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا اَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا سَلُوْنِيْ مِنْ مَالِيْ مَا شِئْتُمْ ترجمہ ام المؤمنین عائشہ رض سے روایت ہے جب یہ آیت اُتری ڈرا تو اپنے کنبے والون کو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفا پہاڑ پر کھڑے ہوئے اور فرمایا اے فاطمہ محمد کی بیٹی اور اے صفیہ عبد المطلب کی بیٹی اور اے عبد المطلب کے بیٹو مین خدا کے سامنے تمکو بچا نہین سکتا البتہ میرے مال مین سے تم جو جی چاہے مانگ لو عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اُنْزِلَ عَلَيْهِ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ اشْتَرُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ اللّٰهِ لَا اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا عَبَّاسُ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا اُغْنِيْ عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا اُغْنِيْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَلِيْنِيْ مَا شِئْتِ لَا اُغْنِيْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا ترجمہ ابو ہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب یہ آیت اُتری ڈرا تو اپنے نزدیک کے ناتے والون کو تو آپنے فرمایا ای قریش کے لوگو تم اپنی جانون کو اللہ سے مول لو (نیک اعمال کے بدلے) مین اللہ کے سامنے تمہاری کچھ کام نہین آسکتا ای عبد المطلب کے بیٹو مین تمہارے کچھ کام نہین آسکتا اللہ کے سامنے ای عباس عبد المطلب کے بیٹے مین تمہارے کچھ کام نہین آسکتا اللہ کے سامنے ای صفیہ پھوپھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مین تمہارے کچھ کام نہین آسکتا اللہ کے سامنے ای فاطمہ محمد کی بیٹی تو میرے مال مین سے جو چاہے مانگ لے پر خدا کے سامنے مین تیرے کچھ کام نہین آسکتا عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هٰذَا ترجمہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے جیسے اوپر گذری عَنْ قَبِيْصَةَ بْنِ الْمُخَارِقِ وَزُهَيْرِ بْنِ عَمْرٍو قَالَا لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ قَالَ انْطَلَقَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى رَضْمَةٍ مِنْ جَبَلٍ فَعَلَا اَعْلَاهَا حَجَرًا ثُمَّ نَادٰى

يا بني عبد مناف اني نذير انما مثلي ومثلكم كمثل رجل رأى العدو فانطلق يربأ أهله
فخشي أن يسبقوه فجعل يهتف يا صباحاه ترجمہ قبیصہ بن مخارق اور زہیر بن عمرو سے روایت
ہے دونوں نے کہا جب آیت اوتری ڈرا تو اپنے نزدیک کے ناتے والوں کو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پہاڑ کے ایک پتھر پر گئے اور سب سے اونچی پتھر پر کھڑے ہوئے پھر آواز دی اے عبد مناف کے بیٹو میں ڈرانے
والا ہوں میری مثال اور تمہاری مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے دشمن کو دیکھا پھر وہ چلا اونکے بچانے
کو اور ڈرا کہیں دشمن اس سے پہلے نہ پہونچ جاوے تو لگا پکارنے یا صباحاہ ف یا صباحاہ ایک
کلمہ ہے جسکو عرب لوگ کسی بڑے واقعہ پر کہتے ہیں اور اکثر عرب میں لوٹ مار صبح کے وقت ہوا
کرتی ہے تو اس کلمہ کو کہنے سے یہ غرض ہوتی ہے کہ لوگ خبردار ہو جاویں اور اپنا بچاؤ کریں عن
زهير بن عمرو وقبيصة بن مخارق عن النبي صلى الله عليه وسلم نحوه ترجمہ دوسری روایت
بھی ایسی ہی ہے عن ابن عباس قال لما نزلت هذه الآية وانذر عشيرتك الاقربين
ورهطك منهم المخلصين خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى صعد الصفا فهتف
يا صباحاه فقالوا من هذا الذي يهتف قالوا محمد فاجتمعوا اليه فقال يا بني فلان يا
بني فلان يا بني فلان يا بني عبد مناف يا بني عبد المطلب فاجتمعوا اليه فقال أرأيتكم لو أخبرتكم
أن خيلا تخرج بسفح هذا الجبل أكنتم مصدقي قالوا ما جربنا عليك كذبا قال فاني
نذير لكم بين يدي عذاب شديد قال فقال أبو لهب تبا لك أما جمعتنا الا لهذا
ثم قام فنزلت هذه السورة تبت يدا أبي لهب وقد تب كذا قرأ الأعمش الى آخر السورة
ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے جب آیت اوتری ڈرا تو اپنے نزدیک رشتہ والوں کو اور اپنی قوم کے مخلص
(سچے) لوگوں کو ف نووی نے کہا اسے قرآن میں صرف اسی قدر ہے وانذر عشيرتك الاقربين
یعنی ڈرا اپنے نزدیک کے رشتہ داروں کو اور یہ عبارت نہیں ہے ورهطك منهم المخلصين شاید اسکی
تلاوت منسوخ ہوگئی ت تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نکلے یہانتک کہ صفا پہاڑ پر چڑھ گئے اور پکارا یا
صباحاہ لوگوں نے کہا یہ کون پکارتا ہے انہوں نے کہا محمد ہیں پھر سب لوگ آپ پاس اکٹھے ہوئے آپ نے
فرمایا اے فلانے کے بیٹو اے فلانے کے بیٹو اے عبد مناف کے بیٹو اے عبد المطلب کے بیٹو وہ سب
اکٹھے ہوئے آپ نے فرمایا تم کیا سمجھتے ہو اگر میں تم سے کہوں کہ اس پہاڑ کے نیچے سوار ہیں تو تم میری بات مانو گے

انہوں نے کہا ہمنے تو کبھی تمہاری کوئی بات جھوٹ نہیں پائی آپنے فرمایا تو پھر میں تمکو ڈراتا ہوں سخت عذاب سے ابولہب نے کہا خرابی ہو تمہاری تم نے ہم سب کو اسی لیے جمع کیا پھر آپ کھڑے ہوئے اسوقت یہ سورۃ اتری تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَقَدْ تَبَّ یعنے ہلاک ہوں دونو ہاتھ ابولہب کے اور ہلاک ہوا و اعمش نے اس سورت کو یوں ہی پڑھا اخیر تک یعنے قد کا حرف زیادہ کیا اور مشہور قرأت تب ہی بغیر قد کے عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ صَعِدَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ الصَّفَا فَقَالَ يَا صَبَاحَاهْ بِنَحْوِ حَدِيثِ أَبِي أُسَامَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ نُزُولَ الْآيَةِ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ترجمہ اعمش سے اسی سند سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ صفا پہاڑ پر چڑھے ایک روز اور فرمایا یا صباحاہ اسطرح بیان کیا جیسے ابو اسامہ کی روایت اوپر گذری اور ذکر نہیں کیا آیت وانذر عشیرتک الاقربین کے اترنیکا

باب شَفَاعَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي طَالِبٍ وَالتَّخْفِيفِ عَنْهُ بِسَبَبِهِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش ابوطالب کے لیے اور انکا عذاب ہلکا ہونا اس سفارش کی وجہ سے

عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ هَلْ نَفَعْتَ أَبَا طَالِبٍ بِشَيْءٍ فَإِنَّهُ كَانَ يَحُوطُكَ وَيَغْضَبُ لَكَ قَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ هُوَ فِي ضَحْضَاحٍ مِنْ نَارٍ وَلَوْلَا أَنَا لَكَانَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ترجمہ حضرت عباسؓ نے کہا یا رسول اللہ کیا آپنے ابوطالب کو بھی کچھ فائدہ پہونچایا وہ تو آپکی حفاظت کرتے تھے اور آپ کے واسطے غصے ہوتے تھے (یعنے جو کوئی آپ کو ستاتا اسپر غصے ہوتے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں وہ جہنم کے اوپر کے درجے میں ہیں اور اگر میں نہ ہوتا (یعنے میں انکے لیے دعا نہ کرتا) تو وہ جہنم کے نیچے کے درجے میں ہوتے (جہاں عذاب بہت سخت ہے) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپکی دعا سے کافروں کو بھی فائدہ پہونچا گو وہ اسی قدر ہو کہ انکا عذاب ہلکا ہوا ایک شخص نے خواب میں ابولہب کو دیکھا اسنے کہا میں سخت عذاب میں گرفتار ہوں پر پیر کے دن کچھ عذاب ہلکا ہو جاتا ہے اس وجہ سے کہ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدایش کی خوشی میں اس روز ثویبہ کو آزاد کیا تھا سبحان اللہ ہمارے پیغمبر کی خاطر کس قدر اللہ تعالی کو منظور ہے کہ آپکی وجہ سے کافروں کا عذاب بھی ہلکا ہو جاتا ہے ابوطالب حضرت علی کے باپ اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا تھے اور انکا احسان آپ پر بہت تھا

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ سَمِعْتُ الْعَبَّاسَ يَقُولُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ أَبَا طَالِبٍ كَانَ يَحُوطُكَ وَيَنْصُرُكَ وَيَغْضَبُ لَكَ فَهَلْ نَفَعَهُ ذَلِكَ قَالَ نَعَمْ وَجَدْتُهُ فِي غَمَرَاتٍ مِنَ

النَّارِ فَأَخْرَجْتُهُ إِلَى الضَّحْضَاحِ ترجمہ عبداللہ بن حارث سے روایت ہے میں نے سنا عباس سے وہ کہتے
تھے میں نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو طالب آپکا بچاؤ کرتے تھے اور آپکی مدد کرتے تھے
اور آپکے لیے لوگوں پر غصہ کرتے تھے تو ان کو کچھ فائدہ ہوا ان باتوں سے آپنے فرمایا ہاں میں نے
ان کو سخت انگاروں میں پایا تھا میں نکال لایا انکو ہلکی آگ میں عَنْ سُفْيَانَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ حَدِيثِ أَبِي عَوَانَةَ ترجمہ دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے
جیسے اوپر گذری عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذُكِرَ عِنْدَهُ
عَمُّهُ أَبُو طَالِبٍ فَقَالَ لَعَلَّهُ تَنْفَعُهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيُجْعَلُ فِي ضَحْضَاحٍ مِنَ النَّارِ يَبْلُغُ
كَعْبَيْهِ يَغْلِي مِنْهُ دِمَاغُهُ ترجمہ ابو سعید خدری سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مِنْهَا
آپکے چچا ابو طالب کا ذکر ہوا آپنے فرمایا شاید انکو فائدہ ہو میری شفاعت سے قیامت کے دن اور وہ ہلکی
آگ میں رکھے جاویں جو انکے ٹخنوں تک ہو لیکن بھیجا پکتا رہے اُس سے (معاذ اللہ جہنم کی آگ کیسی سخت
ہوگی) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَدْنَى أَهْلِ النَّارِ
عَذَابًا يَنْتَعِلُ بِنَعْلَيْنِ مِنْ نَارٍ يَغْلِي دِمَاغُهُ مِنْ حَرَارَةِ نَعْلَيْهِ ترجمہ ابو سعید خدری سے
روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے کم درجے کا عذاب اسکو ہوگا جسکو دو جوتیاں آگ
کی پہنائی جاوینگے پھر اوسکا بھیجا گرمی کے مارے پکیگا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ أَهْوَنُ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا أَبُو طَالِبٍ وَهُوَ مُنْتَعِلٌ بِنَعْلَيْنِ يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاغُهُ ترجمہ
ابن عباس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے ہلکا عذاب جہنم کا ابو طالب
کو ہوگا وہ دو جوتیاں پہنے ہونگے ایسی جنسے انکا بھیجا پکے گا عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ يَخْطُبُ وَيَقُولُ
سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَرَجُلٌ
تُوضَعُ فِي أَخْمَصِ قَدَمَيْهِ جَمْرَتَانِ يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاغُهُ نعمان بن بشیر سے روایت ہے وہ
خطبہ پڑھ رہے تھے انھوں نے کہا میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے ہیں سب سے
کم درجے کا عذاب قیامت کے دن اسکو ہوگا جسکے بیچ تلووں میں دو انگارے رکھدیے جاوینگے اور بھیجا
پکنے لگیگا ان کی وجہ سے عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ
أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا مَنْ لَهُ نَعْلَانِ وَشِرَاكَانِ مِنْ نَارٍ يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاغُهُ كَمَا يَغْلِي الْمِرْجَلُ

مَا یُرٰی اَنَّ اَحَدًا اَشَدُّ مِنْهُ عَذَابًا وَاِنَّهٗ لَاَهْوَنُهُمْ عَذَابًا ترجمہ نعمان بن بشیر سے روایت ہے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے ہلکا عذاب اوسکو ہوگا جو دو جوتیان اور دو تسمہ انگار کی پہنے ہوگا اوسکا
بھیجا اسطرح پکتا ہوگا جیسے ہانڈی بھد بھد پکتی ہے وہ سمجھے گا اس سے زیادہ سخت عذاب کسی کو نہین حالانکہ
اُسکو سب سے ہلکا عذاب ہوگا باب الدَّلِیْلِ عَلٰی اَنَّ مَنْ مَاتَ عَلَی الْکُفْرِ لَا یَنْفَعُهٗ عَمَلٌ۔ جو شخص کفر کی
حالت مین مرے اوسکو کوئی عمل کام نہین آویگا عَنْ عَائِشَةَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ابْنُ جُدْعَانَ کَانَ
٦ فِی الْجَاهِلِیَّةِ یَصِلُ الرَّحِمَ وَیُطْعِمُ الْمِسْکِیْنَ فَهَلْ ذَاكَ نَافِعُهٗ قَالَ لَا یَنْفَعُهٗ اِنَّهٗ لَمْ یَقُلْ یَوْمًا
رَبِّ اغْفِرْ لِیْ خَطِیْئَتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ ترجمہ ام المؤمنین عائشہ نے کہا یا رسول اللہ جدعان کا بیٹا جاہلیت کے
زمانے مین ناتے کو جوڑتا تھا (یعنے ناتے والون سے سلوک کرتا تھا) اور مسکینون کو کھانا کھلاتا تھا کیا یہ کام
اُسکو فائدہ دینگے (قیامت کے دن) آپنے فرمایا کچھ فائدہ نہ دین گے اوسنے کبھی یون نہ کہا اے مالک میرے بخشدے
میری خطا قیامت کے دن ف یعنے اوسکو قیامت کا یقین نہ تھا اور جو شخص قیامت پر ایمان نہ لاوے
وہ کافر ہے اسکو کوئی عمل فائدہ نہ دیگا قاضی عیاض نے کہا اس بات پر اجماع ہے کہ کافرون کو انکے نیک اعمال
فائدہ نہ دین گے اور انکو کسی قسم کا اجر نہین ملیگا نہ آرام ہوگا نہ عذاب ہلکا ہوگا البتہ یہ ہوگا کہ بعضے کافرون
پر دوسرے کافرون کی نسبت اونکے اعمال کے موافق عذاب سخت یا ہلکا ہوگا تمام ہوا کلام قاضی کا امام
حافظ فقیہ ابو بکر بیہقی نے کتاب البعث والنشور مین بعض اہل علم سے ایسا ہی نقل کیا ہے بیہقی نے کہا یہ بات ممکن ہے
کہ ابن جدعان کی حدیث اور جو اس قسم کی آیتین اور حدیثین ہین اس کافر کی نیکیون مین جو کفر پر مرے
مراد انسے یہ ہو کہ اس کافر کو عذاب سے کبھی رہائی نہ ہوگی لیکن اسکا عذاب ان نیکیون کی وجہ سے ہلکا ہو سکتا
ہے اگر وہ یہ نیکیان نہ کرتا تو اُسکا عذاب اوسکی خطاؤن پر سخت ہوتا علماء نے کہا ہو کہ جدعان کا بیٹا لوگون
کو کھانا بہت کھلاتا تھا اور اس نے مہمانون کے لیے ایک پیالہ بنایا تھا جسپر سیڑھی سے چڑھتے تھے اور وہ
بنی تیم بن مرہ کی قوم مین سے تھا جو حضرت عائشہ کے عزیز تھے اور قریش کے رئیسون مین سے تھا اسکا نام
عبد اللہ تھا اور جدعان بضم جیم اوسکے باپ کا نام تھا نووی) باب مُوَالَاةِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَمُقَاطَعَةِ غَیْرِهِمْ وَالْبَرَاءَةِ مِنْهُمْ
باب بیان مین مومنین کے ساتھ دوستی رکھنی بین اور جو مومن نہ ہون انسے دوستی قطع کرنا اور انسے جدا رہنا
عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جِهَارًا غَیْرَ سِرٍّ یَقُوْلُ اَلَا اِنَّ اٰلَ اَبِیْ
فُلَانٍ یَعْنِیْ فُلَانًا لَیْسُوْا لِیْ بِاَوْلِیَاءَ اِنَّمَا وَلِیِّیَ اللّٰهُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ ترجمہ عمرو بن عاص سے روایت ہے مین نے

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے چپکے سے نہین فلان کی اولاد میری عزیز نہین بلکہ میرا مالک اللہ ہے اور میرے عزیز وہ مومن ہین جو نیک ہون ف راوی نے اس شخص کا نام نہین لیا خوف کی وجہ سے اپنے تئین یا دوسرے کو ضرر سے بچانے کے لیے اور مقصود باب کا اس عبارت سے حاصل ہوتا ہے کہ میرے عزیز اور رشتہ دار وہی مومن ہین جو نیک ہون اگرچہ اونکا رشتہ دور کا ہو اور جو شخص نیک نہو وہ میرا عزیز نہین اگرچہ کتنا ہی نزدیک کا رشتہ رکھتا ہو قاضی عیاض نے لکھا ہے بعضون نے کہا مراد فلان سے حکم بن ابی العاص ہے اور یہ آپنے کھلم کھلا فرمایا چپکے نہین اس سے معلوم ہوا کہ مخالفین اور اعداے دین سے کھلے کھلے بیزار رہنا چاہیے اور نیک لوگون سے محبت کرنا چاہیے اگر فساد کا ڈر نہو (نووی)

باب الدلیل علی دخول طوائف من المسلمین الجنۃ بغیر حساب ولا عذاب مسلمانونکا ایک گروہ بغیر حساب اور کتاب کے جاویگا عن ابی ھریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یدخل من امتی الجنۃ سبعون الفا بغیر حساب فقال رجل یا رسول اللہ ادع اللہ ان یجعلنی منھم قال اللھم اجعلہ منھم ثم قام آخر فقال یا رسول اللہ ادع اللہ لی ان یجعلنی منھم قال سبقک بھا عکاشۃ ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالی سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت مین سے ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت مین جاوینگے ایک شخص بولا یا رسول اللہ اللہ سے دعا کیجیے مجھکو ان لوگون مین کرے آپنے دعا کی یا اللہ اسکو ان لوگون مین سے کردے پھر دوسرا اوٹھا اور بولا یا رسول اللہ دعا کیجیے خدا مجھکو ان لوگون مین کر دے آپنے فرمایا عکاشہ تجھ سے پہلے یہ کام کر چکا ف یعنے اس نے دعا کی درخواست کی سب سے پہلے اور تیز نے کر دی اب ہر شخص کو یہہ مرتبہ حاصل نہین ہو سکتا قاضی عیاض نے کہا بعضون نے کہا ہے کہ دوسرا شخص اس مرتبہ کے لائق نہ تھا اور عکاشہ اوسکے لائق تھا اور بعضون نے کہا وہ منافق تھا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو گول گول جواب دیا اور یہہ اخلاق کے خلاف تھا کہ آپ صاف فرماتے تو ان مین سے نہین ہے اور بعضون نے کہا کہ آپ کو وحی سے معلوم ہو گیا ہو گا کہ میری دعا عکاشہ کے باب مین قبول ہو گی اور دوسرے شخص کے باب مین قبول ہونے والی نہین اس لیے آپنے دوسرے کے لیے دعا نہین کی اور خطیب بغدادی نے لکھا کہ یہ دوسرا شخص سعد بن عبادہ تھا (انصار کا رئیس) اگر یہ بات صحیح ہو تو انکا منافق قرار دینا غلط ہو گا لیکن اخیر قول ظاہر ہے اور اسیکو علما نے اختیار کیا ہے۔ اس حدیث مین امت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی فضیلت ہے اور اللہ جل جلالہ کے بڑے احسان کا بیان ہے ہمارے پیغمبر پر صحیح مسلم کی ایک روایت مین یون ہے کہ ان ستر ہزار آدمیونکا مین ہر ایک

آدمی کے ساتھ ستر ہزار آدمی اور ہونگے اس صورت میں کل آدمیوں کی تعداد جو بحساب جنت میں جاوینگے
چار عرب اور نوی کروڑ ستر ہزار ہوئے اللہ تعالی اپنے فضل سے ہمکو بھی اُن لوگوں میں کرے (نووی میں زیادہ)
عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بِمِثْلِ حَدِيْثِ الرَّبِيْعِ
ترجمہ دوسری روایت بھی ابوہریرہ سے ایسی ہے جیسے اوپر گذری عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِيْ زُمْرَةٌ هُمْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا تُضِيْءُ
وُجُوْهُهُمْ اِضَاءَةَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ الْاَسَدِيُّ يَرْفَعُ
نَمِرَةً عَلَيْهِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے میں نے سنا
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے میری امت میں سے ایک جماعت جنت میں جاویگی جنکے منہ
چودھویں رات کے چاند کیطرح چمکتے ہونگے ابوہریرہؓ نے کہا یہ سنکر عکاشہ بن محصن اسدی کھڑا ہوا اپنا کمل اٹھاتا
ہوا اور کہا یا رسول اللہ دعا کیجیے اللہ مجکو ان لوگوں میں سے کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا اللہ
اسکو ان لوگوں میں سے کر دے پھر ایک شخص اور انصار میں سے کھڑا ہوا اور بولا یا رسول اللہ دعا فرمایئے اللہ مجکو
ان لوگوں میں سے کرے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بات تجھ سے پہلے عکاشہ کر چکا عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِيْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا زُمْرَةٌ وَّاحِدَةٌ
مِنْهُمْ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت سے
ستر ہزار آدمی جنت میں جاوینگے ان میں سے بعضوں کی صورت چاند کیطرح چمکتی ہوگی عَنْ عِمْرَانَ
قَالَ قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِيْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ
قَالُوْا مَنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَكْتَوُوْنَ وَلَا يَسْتَرْقُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ فَقَامَ
عُكَّاشَةُ فَقَالَ ادْعُ اللّٰهَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَنْ يَجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ اَنْتَ مِنْهُمْ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ ادْعُ
اللّٰهَ اَنْ يَجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ ترجمہ عمران سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں سے ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت میں جاوینگے لوگوں نے پوچھا وہ کون
لوگ ہونگے یا رسول اللہ آپنے فرمایا وہ لوگ جو داغ نہیں دیتے اور منتر نہیں کرتے [illegible] یعنی بیمار

مین دوا علاج اور جھاڑ پھونک نہین کرتے اس خیال سے کہ صحت اور تندرستی خدا کے اختیار مین ہے دوا اور علاج بغیر اسکی مرضی کے کچھ فائدہ نہین دیتا پس سارا بھروسا انکا خدا پر ہوتا ہے۔ نووی نے کہا علما نے اس حدیث کے مطلب مین اختلاف کیا امام ابو عبداللہ مازری نے کہا بعضی لوگون نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے دوا اور علاج کی ممانعت پر حالانکہ اکثر علما اسکے خلاف ہین اور دلیل انکی وہ حدیثین ہین جنہین خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دواؤن اور غذاؤن کے فائدے بیان کیے ہین جیسے کلونجی اور قسط اور الیہ وغیرہ کے اور خود آپنے بیماری مین دوا کی ہے اور حضرت عائشہ نے آپکی دوا کو نقل کیا ہے اور آپنے منتر بتایا ہے اور اُس سے شفا ہوئی ہے اور ایک حدیث مین کہ بعضے صحابہ نے سورۂ فاتحہ کا منتر کیا تھا اور اسپر اجر لیا تھا جب یہ سب باتین ثابت ہین تو اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ دواؤن کو بالطبع مفید جانتے ہین اور خدا کے اختیار اور مرضی کے قائل نہین ہین جنت مین نہ جاوینگے قاضی عیاض نے کہا اس تاویل کے طرف بہت لوگ گئے ہین حالانکہ یہ تاویل ٹھیک نہین کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن لوگون کی فضیلت بیان کی ہے جو جنت مین بغیر حساب اور کتاب کے جاوینگے اور انکے منہ چاند کی طرح چمکتے ہونگے پھر اگر یہ تاویل کیجاوے جو اُن لوگون نے کی ہے تو یہ فضیلت انکے ساتھ خاص نہوگی اسوجہ سے کہ تمام مسلمانون کا عقیدہ یہی ہے اور جو اسکے خلاف اعتقاد رکھے (یعنے دوا کو بالطبع اور بالذات موثر سمجھے) وہ تو کافر ہے دوسرے علما نے بھی اس حدیث کا مطلب بیان کیا ہے ابو سلیمان خطابی نے کہا مراد دوا کی ترک سے یہ ہے کہ وہ بھروسا اللہ ہی پر رکھتے ہین اور اسکی قضا اور امتحان پر راضی ہین الکھوتی کہا یہ درجہ بہت بلند ہے اور اسیطرف ایک جماعت گئی ہے قاضی نے کہا ظاہر حدیث بھی یہی ہے اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ داغ دینے مین اور منتر کرنے مین اور قسم کے علاج کرنے مین کوئی فرق نہین اور داؤدی نے کہا حدیث سے مقصود یہ ہے کہ وہ لوگ تندرستی کی حالت مین یہ کام نہین کرتے اسلیے کہ مکروہ ہے حالت صحت مین تعویذ اور منتر لیکن بیماری کی حالت مین تو درست ہے اور بعضون نے کہا کہ حدیث سے بھی دو قسم کے علاج مقصود ہین یعنی منتر کرنا اور داغ دینا اور باقی معالجہ توکل کے خلاف نہین ہے اسلیے کہ علاج خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے اور سلف کے علما اور فضلا نے کیا ہے اور جس سبب پر یقین ہے جیسے کھانا اور پینا سیری کے لیے وہ توکل کو نہین بگاڑتا اسی لیے انہون علاج کرنا نہین چھوڑا اور روٹی کھانے کو لیے اور بال بچون کے لیے توکل کے خلاف خیال کیا مگر یہ سبب ہے کہ اسکا بھروسا

کہا توکل یہ ہے کہ کم اور بیش سبکو برابر سمجھے واللہ اعلم ف اسوقت عکاشہ کھڑا ہوا
اور عرض کیا یارسول اللہ دعا فرمایئے خدا مجکو ان لوگون مین سے کرے آپنے فرمایا تو ان مین سے ہی پھر ایک
اور شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا اللہ کے نبی دعا کرو خدا مجھکو ان لوگون مین سے کرے آپنے فرمایا تجھ سے پہلے
عکاشہ کہہ چکا عن عمران بن حصین ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یدخل الجنۃ
من امتی سبعون الفا بغیر حساب قالوا من هم یا رسول اللہ قال هم الذین لا یسترقون
ولا یتطیرون ولا یکتوون وعلی ربهم یتوکلون ترجمہ عمران بن حصین سے روایت ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت مین سے ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت مین جاوینگے لوگون نے کہا
یارسول اللہ وہ کون لوگ ہون گے آپنے فرمایا وہ لوگ جو نہ منتر کرتے ہین نہ بدشگون لیتے ہین نہ داغ لگاتے
ہین اور اپنے پروردگار پر بھروسا کرتے ہین عن سہل بن سعد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال لیدخلن الجنۃ من امتی سبعون الفا او سبع مائۃ الف لا یدری ابو حازم ایهما قال
متماسکین آخذ بعضهم بعضا لا یدخل اولهم حتی یدخل آخرهم وجوههم علی صورۃ
القمر لیلۃ البدر ترجمہ سہل بن سعد سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت
مین سے ستر ہزار یا سات لاکھ (ابو حازم جو راوی ہے اس حدیث کا اسکو یاد نہین رہا کہ سہل نے ستر ہزار کہا یا
سات لاکھ) آدمی جنت مین جاوینگے ایک دوسرے کو پکڑے ہوئے (یعنی ایک کا ہاتھ دوسرے کے ہاتھ
مین ہوگا صف باندھی ہوئے تا ایک ساتھ سب جنت مین جاوین اس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ جنت کا
دروازہ کتنا چوڑا ہے) کوئی انمین سے پہلے جنت مین نہ گھسیگا جب تک اخیر کا شخص نہ گھسے اور
انکے موہنہ چودھوین رات کے چاند کیطرح ہونگے عن حصین بن عبد الرحمن قال کنت عند سعید بن
جبیر فقال ایکم رای الکوکب الذی انقض البارحۃ قلت انا ثم قلت اما انی لم اکن فی صلوۃ
ولکنی لدغت فقال فماذا صنعت قلت استرقیت قال فما حملک علی ذلک قلت حدیث
حدثناہ الشعبی قال وما حدثکم الشعبی قلت حدثنا عن بریدۃ بن حصیب الاسلمی
انہ قال لا رقیۃ الا من عین او حمۃ فقال قد احسن من انتهی الی ما سمع ولکن حدثنا
ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال عرضت علی الامم فرایت النبی ومعه الرهیط
والنبی ومعه الرجل والرجلان والنبی ولیس معه احد اذ رفع لی سواد عظیم فظننت

اَنَّهُمْ مِنْ اُمَّتِيْ فَقِيْلَ لِيْ هٰذَا مُوْسٰى وَقَوْمُهٗ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْاُفُقِ فَنَظَرْتُ فَاِذَا سَوَادٌ عَظِيْمٌ فَقِيْلَ لِيْ
اُنْظُرْ اِلَى الْاُفُقِ الْاٰخَرِ فَنَظَرْتُ فَاِذَا سَوَادٌ عَظِيْمٌ فَقِيْلَ لِيْ هٰذِهٖ اُمَّتُكَ وَمَعَهُمْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ
حِسَابٍ وَّلَا عَذَابٍ ثُمَّ نَهَضَ فَدَخَلَ مَنْزِلَهٗ فَخَاضَ النَّاسُ فِيْ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ
وَّلَا عَذَابٍ فَقَالَ بَعْضُهُمْ فَلَعَلَّهُمُ الَّذِيْنَ صَحِبُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ فَلَعَلَّهُمُ
الَّذِيْنَ وُلِدُوْا فِي الْاِسْلَامِ وَلَمْ يُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ وَذَكَرُوْا اَشْيَآءَ فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا الَّذِيْ تَخُوْضُوْنَ فِيْهِ فَاَخْبَرُوْهُ فَقَالَ هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَرْقُوْنَ وَلَا يَسْتَرْقُوْنَ وَلَا
يَتَطَيَّرُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ فَقَالَ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ فَقَالَ
اَنْتَ مِنْهُمْ ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ اٰخَرُ فَقَالَ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ فَقَالَ سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ

ترجمہ حصین بن عبدالرحمن سے روایت ہے میں سعید بن جبیر کے پاس تھا انہوں نے کہا تم میں سے کسنے
اس تارے کو دیکھا کہ کل رات کو ٹوٹا تھا میں نے کہا میں نے دیکھا میں کچھ نماز میں مشغول نہ تھا (اس
یہ غرض ہے کہ کوئی مجھکو عابد شب بیدار نہ خیال کرے) بلکہ مجھے بچھو نے ڈنک مارا تھا (میں سو نہ سکا اور تارا
ٹوٹتے ہوئے دیکھا) سعید نے کہا پھر تو نے کیا کیا میں نے کہا منتر کرایا انہوں نے کہا کیوں تو نے منتر کرایا میں نے
کہا اس حدیث کی وجہ سے جو شعبی نے ہم سے بیان کی انہوں نے کہا شعبی نے کونسی حدیث بیان کی میں
نے کہا انہوں نے ہم سے حدیث بیان کی بریدہ بن حصیب اسلمی سے انہوں نے کہا منتر نہیں فائدہ دیتا
مگر نظر کے لیے یا ڈنک کے لیے (یعنی بد نظر کے اثر کو دور کرنے کے لیے یا بچھو اور سانپ وغیرہ کے کاٹے کے
لیے مفید ہے) سعید نے کہا جس نے جو سنا اور اس پر عمل کیا تو اچھا کیا ف خطابی نے کہا بریدہ کی
روایت کا یہ مطلب ہے کہ کوئی منتر زیادہ فائدہ دینے والا اور جلد اثر کرنیوالا نظر اور ڈنک کے منتر سے نہیں
ہے اور نظر کی تاثیر میں کوئی شک نہیں اور وہ صحیح ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منتر کیا ہے اور
دوسروں کو منتر کا حکم بھی دیا ہے پھر اگر منتر قرآن کی آیتوں سے یا اللہ کے ناموں سے ہو تو اسکا کرنا مباح
ہے اور کراہت اس منتر میں ہے جو عربی زبان میں نہ ہو اور جس کا مطلب معلوم نہ ہو اس احتمال سے کہ
شاید اس میں کفر کے الفاظ ہوں یا کوئی بات ایسی ہو جس سے شرک لازم آوے اور احتمال ہے کہ منتر وہ مکروہ
ہو جو جاہلیت کی طرز پر ہو ان لوگوں کا یہ خیال تھا کہ جنات ہماری مدد کرتے ہیں اور آفتوں کو دور کرتے ہیں
تمام ہوا کلام خطابی کا (نووی) ف لیکن ہم سے تو عبداللہ بن عباس نے حدیث بیان کی انہوں نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے میرے سامنے پیغمبرون کی امتین لائی گئین بعضا پیغمبر
ایسا تھا کہ اوسکی امت کے لوگ دس سے بھی کم تھے اور بعضے پیغمبر کے ساتھ ایک یا دو ہی آدمی تھے اور بعض کے
ساتھ ایک بھی نہ تھا اتنے مین ایک بڑی امت آئی مین سمجھا کہ یہ میری امت ہے لوگون نے کہا یہ موسے
ہین اور انکی امت ہے تم آسمان کے کنارے کو دیکھو مین نے دیکھا تو ایک اور بڑا گروہ ہے پھر مجھسے
کہا گیا اب دوسرے کنارے کیطرف دیکھو دیکھا تو ایک اور بڑا گروہ ہے مجھسے کہا گیا یہ تمہاری امت ہے
اور ان لوگون مین ستر ہزار آدمی ایسے ہین جو بغیر حساب اور عذاب کے جنت مین جاوینگے بعضون نے کہا
شاید یہ وہ لوگ ہین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت مین رہے بعضون نے کہا نہین شاید یہ لوگ ہین
جو اسلام کی حالت مین پیدا ہوئے ہین اور انہون نے اللہ کے ساتھ شریک نہین کیا بعضون نے کہا
کچھ اور کہا تب آپنے فرمایا یہ وہ لوگ ہین جو نہ منتر کرتے ہین نہ منتر کراتے ہین نہ بدشگون لیتے ہین اور
اپنے پروردگار پر بھروسا رکھتے ہین یہ سنکر عکاشہ محصن کا بیٹا کھڑا ہوا اور اس نے کہا آپ اللہ سے
دعا کیجیے کہ وہ مجھکو ان لوگون مین سے کرے آپنے فرمایا تو ان لوگون مین سے ہے پھر ایک اور شخص کھڑا ہوا
اور کہنے لگا دعا کیجیے اللہ مجکو بھی اُن لوگون مین کرے آپنے فرمایا عکاشہ تجھسے پہلے یہ کام کر چکا عَنِ ابْنِ
عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَیَّ الْاُمَمُ ثُمَّ ذَکَرَ بَاقِی الْحَدِیْثِ نَحْوَ حَدِیْثِ
ھُشَیْمٍ وَلَمْ یَذْکُرْ اَوَّلَ حَدِیْثِہٖ ترجمہ ابن عباس سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے لیکن
اسمین وہ شروع حدیث کا نہین جو پہلی روایت مین ہے (یعنے سعید اور حصین کی گفتگو) ۵۸

بَابُ بَیَانِ کَوْنِ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ نِصْفَ اَھْلِ الْجَنَّۃِ اس امت مین سے جنت کے آدھے
لوگ ہونگے عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَا تَرْضَوْنَ اَنْ تَکُوْنُوْا
رُبُعَ اَھْلِ الْجَنَّۃِ قَالَ فَکَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ اَمَا تَرْضَوْنَ اَنْ تَکُوْنُوْا ثُلُثَ اَھْلِ الْجَنَّۃِ قَالَ فَکَبَّرْنَا ثُمَّ
قَالَ اِنِّیْ لَاَرْجُوْ اَنْ تَکُوْنُوْا شَطْرَ اَھْلِ الْجَنَّۃِ وَسَاُخْبِرُکُمْ عَنْ ذٰلِکَ مَا الْمُسْلِمُوْنَ فِی الْکُفَّارِ اِلَّا
کَشَعْرَۃٍ بَیْضَاءَ فِیْ ثَوْرٍ اَسْوَدَ اَوْ کَشَعْرَۃٍ سَوْدَاءَ فِیْ ثَوْرٍ اَبْیَضَ ترجمہ عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اس بات سے خوش نہین ہو کہ جنتیون کی چوتھائی تم مین سے ہونگے
یہ سنکر ہم نے تکبیر کہی (خوشی کے مارے) پھر آپنے فرمایا کیا تم اس بات سے خوش نہین ہوتے کہ تہائی جنتیون کے
تم ہو گے یہ سنکر ہم نے تکبیر کہی پھر آپنے فرمایا مجھے امید ہے کہ جنتیون مین آدھے تم لوگ ہو گے اور اسکی وجہ یہ ہے

جو میں بیان کرتا ہوں مسلمان کافرون ایسے ہین جیسے ایک سفید بال سیاہ بیل مین ہو یا ایک سیاہ
بال سفید بیل مین ہو ف یعنے دنیا مین ہر ایک زمانے مین کافرون کی تعداد بڑھی رہی ہے اسو جہسے
جنتی لوگ بہت کم ہون گے اور اس امت کے لوگ جنتیون کے آدہی عدد کو گھیرین گے اگر جنتی بہت ہوتے
تو البتہ ان کے آدہی لوگ اس امت مین سے ہونا قیاس سے بعید تھا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قُبَّةٍ نَحْوًا مِنْ اَرْبَعِيْنَ رَجُلًا فَقَالَ اَتَرْضَوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا رُبُعَ اَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ قُلْنَا
نَعَمْ قَالَ اَتَرْضَوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَقُلْنَا نَعَمْ فَقَالَ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ اِنِّيْ لَاَرْجُوْ
اَنْ تَكُوْنُوْا نِصْفَ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَذَالِكَ اَنَّ الْجَنَّةَ لَا يَدْخُلُهَا اِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ وَمَا اَنْتُمْ فِيْ اَهْلِ
الشِّرْكِ اِلَّا كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِيْ جِلْدِ الثَّوْرِ الْاَسْوَدِ اَوْ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِيْ جِلْدِ الثَّوْرِ الْاَحْمَرِ
ترجمہ عبداللہ بن مسعود رض سے روایت ہے ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ایک خیمے مین
جسمین قریب چالیس آدمیون کے ہونگے آپ نے فرمایا کیا تم اس بات سے خوش ہو کہ جنتیون کے چوتھائی تم
لوگ ہو ہم نے کہا ہان پھر آپ نے فرمایا کیا تم اس بات سے خوش ہو کہ جنتیون کی ایک تہائی تم ہو ہمنے کہا ہان آپ
نے فرمایا قسم اسکی جسکے ہاتھ مین محمد کی جان ہے مجھے امید ہے کہ تم مین سے آدہی جنتی ہونگے اور یہ اسلیے کہ
جنت مین وہی جاویگا جو مسلمان ہے اور مسلمان مشرکون کے اندر ایسے ہین جیسے ایک سفید بال سیاہ بیل
کی کھال مین ہو یا ایک سیاہ بال لال بیل کی کھال مین ہو عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَاَسْنَدَ ظَهْرَهٗ اِلٰى قُبَّةِ اَدَمٍ فَقَالَ اَلَا لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ
اَتُحِبُّوْنَ اَنَّكُمْ رُبُعُ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَقُلْنَا نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتُحِبُّوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ اَهْلِ الْجَنَّةِ قَالُوْا نَعَمْ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنِّيْ لَاَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنُوْا شَطْرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ مَا اَنْتُمْ فِيْ سِوَاكُمْ مِنَ الْاُمَمِ اِلَّا كَالشَّعْرَةِ
السَّوْدَاءِ فِي الثَّوْرِ الْاَبْيَضِ اَوْ كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي الثَّوْرِ الْاَسْوَدِ ترجمہ عبداللہ بن مسعود رض سے روایت ہے
خطبہ پڑھا ہمارے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ٹیکا دیا اپنی پیٹھ کا چمڑے کے ڈیرے پر اور فرمایا خبردار
ہو جاؤ نہ جاویگا کوئی جنت مین مگر وہ جو مسلمان ہے یا اللہ مین نے تیرا پیام پہنچا دیا یا اللہ تو گواہ رہ کیا تم
چاہتے ہو کہ جنت کی چوتھائی لوگ تم مین سے ہون ہم نے کہا ہان یا رسول اللہ آپ نے فرمایا تم چاہتے ہو
کہ جنت کی تہائی لوگ تم مین سے ہون سب نے کہا ہان یا رسول اللہ آپ نے فرمایا مجھے امید ہے کہ تم جنتیون کی نصف
ہو گے ف آپ نے پہلی ہی بار یہ نہ فرمایا بلکہ پہلے چوتھائی پھر ثلث پھر نصف فرمایا اسمین یہ غرض ہے کہ انکو

زیادہ خوشی ہو اور بار بار خوشی ہو۔ دوسری یہ کہ انکو عزت اور عظمت ثابت ہو اسلیے کہ بار بار کسی آدمی
کو دینے سے یہ نکلتا ہے کہ دینے والے کو اسکا بڑا خیال ہے تیسری یہ کہ وہ لوگ بار بار خدا کی تعریف کریں
اور اسکا شکر ادا کریں اس حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ امت محمدی میں سے جنت کے آدمی آدھے لوگ
ہونگے اور دوسری حدیث میں یوں ہے کہ جنتیوں کی ایک سو بیس صفیں ہونگی اُنمیں سے اسی
صفیں اس امت کے لوگوں کی ہونگی اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دو تہائی جنتی امت محمدی میں سے
ہونگے شاید پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نصف کی خبر دی گئی ہوگی پھر اللہ تعالے نے فراخی عنایت
کی اور بڑھا دیا دو تہائی جنتی آپ کی امت میں سے کیے (نووی) ف تم مخالف لوگوں میں ایسے ہو جیسے
سیاہ بال سفید بیل میں یا سفید بال سیاہ بیل میں عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ يَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ يَا آدَمُ فَيَقُولُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ قَالَ يَقُولُ أَخْرِجْ
بَعْثَ النَّارِ قَالَ وَمَا بَعْثُ النَّارِ قَالَ مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعَمِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِينَ قَالَ فَذَاكَ حِينَ فذاك
يَشِيبُ الصَّغِيرُ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى وَمَا هُمْ بِسُكَارَى وَلَكِنَّ
عَذَابَ اللهِ شَدِيدٌ قَالَ فَاشْتَدَّ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ أَيُّنَا ذَاكَ الرَّجُلُ فَقَالَ أَبْشِرُوا ذلك
فَإِنَّ مِنْ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ أَلْفٌ وَمِنْكُمْ رَجُلٌ قَالَ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَطْمَعُ أَنْ تَكُونُوا
رُبُعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَحَمِدْنَا اللهَ وَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَطْمَعُ أَنْ تَكُونُوا ثُلُثَ أَهْلِ
الْجَنَّةِ فَحَمِدْنَا اللهَ وَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَطْمَعُ أَنْ تَكُونُوا شَطْرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ
إِنَّ مَثَلَكُمْ فِي الْأُمَمِ كَمَثَلِ الشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي جِلْدِ الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ أَوْ كَالرَّقْمَةِ فِي ذِرَاعِ الْحِمَارِ
ترجمہ ابو سعید سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالے فرماویگا ای آدم وہ کہیں
گے حاضر ہوں تیری خدمت میں تیری اطاعت میں اور سب بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے حکم ہوگا کہ
دوزخیوں کی جماعت نکالو وہ عرض کرینگے دوزخیوں کی کیسی جماعت حکم ہوگا ہر ہزار آدمیوں میں سے نو
سو ننانوے آدمی نکالو جہنم کے لیے (اور ایک آدمی فی ہزار جنت میں جاویگا) آپ نے فرمایا یہی تو وہ وقت
ہے جب بچہ بوڑھا ہو جاویگا (بوجہ ہول اور خوف کے یا اوس دن کی درازی کی وجہ سے) اور ہر ایک پیٹ والی
عورت اپنا پیٹ ڈالدیگی اور تو دیکھے گا لوگوں کو جیسے نشہ میں مست ہیں اور وہ مست نہ ہونگے پر اللہ کا عذاب
سخت ہوگا ف علماء نے اختلاف کیا ہے کہ یہ باتیں کس وقت ہونگی بعضوں نے کہا قیامت قائم ہونے

وقت دنیا فنا ہونے سے پہلے اور بعضون نے کہا حشر کے دن اس صورت مین بچہ گرا دینے سے یہ مراد ہے
کہ اسوقت ایسا ہول اور ڈر ہوگا کہ اگر کوئی عورت وہان حاملہ ہو تو اسکا بچہ گر جاوے اور یہی مراد ہے بچے کے
بوڑہے ہونے سے (نووی) ف صحابہ اس امر کے سننے سے بہت پریشان ہوئے اور کہنے لگے یا
رسول اللہ دیکھیے وہ ہزار مین سے ایک آدمی (جو جنتی ہے) ہم مین سے کون نکلتا ہے آپنے فرمایا تم خوش
ہو جاؤ یاجوج ماجوج کے کافر اسقدر ہین کہ اگر اونکا حساب کرو تو تم مین سے ایک آدمی اور اُن مین سے
ہزار آدمی پڑین ف وہب بن منبہ اور مقاتل نے کہا کہ یاجوج ماجوج یافث بن نوح کی اولاد کو کہتے
ہین اور ضحاک نے کہا وہ ترکون کی ایک قوم ہے اور کعب نے کہا وہ آدم کی اولاد ہین لیکن حوا کے پیٹ
سے نہین اور اسکی وجہ یہ ہے کہ ایک روز آدم کو احتلام ہوا انکا نطفہ مٹی مین ملگیا تو اللہ تعالے نے اس مٹی سے
یاجوج ماجوج کو پیدا کیا واللہ اعلم (نووی) ف پھر آپنے فرمایا قسم اُسکی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے مجھکو
امید ہے کہ جنت کی ایک چوتھائی آدمی تم مین سے ہونگے اسپر ہم نے اللہ کی تعریف کی اور تکبیر کہی پھر آپ
نے فرمایا قسم ہے اُسکی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے مجھکو امید ہو کہ ایک تہائی آدمی جنت کی تم مین سے ہونگے
ہم نے اللہ کی تعریف کی اور تکبیر کہی پھر آپ نے فرمایا مجھے امید ہے کہ جنت کی آدہے آدمی تم مین سے ہونگے
تمہاری مثال اور امتون کے سامنے ایسی ہے جیسے ایک سفید بال سیاہ بیل کی کھال مین یا ایک نشان
گدہے کے پاؤن مین عن الاعمش بهذا الاسناد غير انهما قالا ما انتم يومئذ في الناس الا
كالشعرة البيضاء في الثور الاسود او كالشعرة السوداء في الثور الابيض ولم يذكرا او كالرقمة
في ذراع الحمار ترجمہ دوسری روایت کا وہی حال ہے گذرا اسمین یہ ہے کہ تم اسدن اور لوگون کے
سامنے ایسے ہو جیسے ایک سفید بال کالے بیل مین یا سیاہ بال سفید بیل مین اور گدہے کے پاؤن کے نشان کا ذکر نہین کیا ط

تمام ہوئی کتاب الایمان کی اب شروع ہوتی ہے کتاب طہارت کی اللہ کی عنایت سے بروز ساکرکے ۸ ربیع الاول

كتاب الطهارة

کتاب طہارت کے بیان مین ف ہر چند ایمان کے بعد سب
عبادات مین نماز مقدم ہے پر نماز کی شرط طہارت ہے اسلیے پہلے طہارت کو بیان کیا باب فضل الوضوء
وضو کی فضیلت کا بیان عن ابي مالك الاشعري قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

اَلطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَأُ الْمِيزَانَ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَآنِ أَوْ تَمْلَأُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَالصَّلٰوةُ نُورٌ وَالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ وَالْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَكَ أَوْ عَلَيْكَ كُلُّ النَّاسِ يَغْدُو فَبَايِعٌ نَفْسَهُ فَمُعْتِقُهَا أَوْ مُوبِقُهَا ترجمہ ابومالک اشعری سے (جسکا نام حارث یا عبید یا کعب بن عاصم یا عمرو ہے) روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طہارت آدھے ایمان کے برابر ہے ف یعنے اسکا ثواب اسقدر بڑھتا ہے کہ ایمان کے آدھے ثواب کے برابر ہو جاتا ہے اور بعضون نے کہا ایمان اُن سب گناہون کو جو ایمان سے پہلے ہوئی میٹ دیتا ہے اسیطرح وضو کا بھی حال ہے کیونکہ وضو بغیر ایمان کے صحیح نہین ہوتا اور جب وضو ایمان پر موقوف ہوا تو آدھے ایمان کے برابر ہوا اور بعضون نے کہا ایمان سے اس حدیث مین نماز مراد ہے جیسے اللہ تعالے نے فرمایا وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ یعنے اللہ تمہارے نماز کو بیکار نہین کریگا اور طہارت شرط ہے نماز کی اسلیے آدھی نماز کے برابر ہوئی اور حدیث مین شطر کا لفظ ہے اور شطر مین یہ ضرور نہین کہ برابر آدھا ہو آدھا ہوا اور یہ قول سب قولون مین اچھا ہے اور احتمال ہے کہ مراد حدیث سے یہ ہو کہ ایمان کے دو جز ہین ایک دلسے یقین کرنا دوسری ظاہر مین اطاعت کرنا اور طہارت مقدمہ ہے نماز کا اور نماز اطاعت ہے اسلیے طہارت شطر ایمان ٹھیری واللہ اعلم (نووی) ت اور الحمد للہ بھر دیگا ترازو کو ف یعنے اسقدر اسکا ثواب عظیم ہے کہ اعمال تولنے کا ترازو اوسکے اجر سے بھر جاویگا) اور سبحان اللہ اور الحمد للہ دونون بھر دیگی آسمانون اور زمین کے بیچ کی جگہ کو (اگر انکا ثواب ایک جسم کی شکل فرض کیا جاوے) اور نماز نور ہے ف یعنے روکتی ہے گناہون سے اور باز رکھتی ہے برائیون سے اور لیجاتی ہے ثواب اور نیکی کیطرف جیسے نور سے یہ باتین حاصل ہوتی ہین اور بعضون نے کہا مطلب یہ ہو کہ نمازی کو قیامت کے دن نور ملیگا نماز کے ثواب مین اور بعضون نے کہا نماز نور ہے اسوجہ سے کہ نماز پڑھنے سے طرح طرح کے معارف اور مکاشفات حاصل ہوتے ہین اسلیے کہ دل اسوقت فارغ ہوتا ہے اور متوجہ ہوتا ہے اللہ تعالے کیطرف اور خود اللہ تعالے نے فرمایا مدد چاہو صبر اور نماز سے اور بعضون نے کہا نماز پڑھنے والی کے چہرہ پر ایک نور ہوگا قیامت کے دن اور دنیا مین بھی نمازی کے چہرے پر نور ہوتا ہے واللہ اعلم (نووی) ت اور صدقہ دلیل ہے ف یعنے صدقہ دینے والی کی نجات کے لیے قیامت کے دن اسلیے کہ منافق صدقہ نہین دیتا اور نہ صدقہ مین کوئی فائدہ خیال کرتا ہے ت اور صبر روشنی ہے ف

یعنے وہ صبر جو شرعاً محبوب ہے وہ کیا ہے صبر کرنا اللہ کی اطاعت پر اور صبر کرنا گناہ سے بچنے کے لیے اور صبر کرنا مصیبتوں پر اور دنیا کی تکلیفوں پر اور غرض یہ ہے کہ صبر عمدہ چیز ہے اور جو شخص صابر ہے وہ ہدایت اور روشنی کی راہ پر ہے ابراہیم خواص رحمہ نے فرمایا کہ صبر کیا ہے جمے رہنا کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ پر ابن عطار نے کہا صبر کیا ہے بلا کے وقت اپنی زبان کو تھامے رہنا ادب کے ساتھ استاذ ابو علی دقاق نے کہا صبر کی حقیقت یہ ہے کہ جو اللہ تعالے نے تقدیر میں لکھدیا اسپر اعتراض نہ کرے لیکن ظاہر کرنا اپنی مصیبت کا صبر کے خلاف نہیں اگر بطور شکایت کے نہ ہو کیونکہ ایوب علیہ السلام کو اللہ تعالے نے صابر کہا ہے اور انہوں نے یہ کہا تھا مجھے دکھ اور بیماری ہے (نووی) **ف** اور قرآن تیری دلیل ہے دوسرے پر یا دوسرے کی دلیل ہے تجھ پر (یعنے اگر سمجھ کر پڑے ہے اور فائدہ اٹھاوے تو تیری دلیل ہے نہیں تو دوسرے کو فائدہ ہوگا اور تو محروم رہے گا) ہر ایک آدمی (بھلا ہو یا برا) صبح کو اوٹھتا ہے پھر یا اپنے تئیں آزاد کرتا ہے (نیک کام کرکے خدا کے عذاب سے) یا (بری کام کرکے) اپنے تئیں تباہ کرتا ہے **بَابُ وُجُوبِ الطَّهَارَةِ لِلصَّلٰوةِ** نماز کے لیے طہارت کا ضرور ہونا

عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ دَخَلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَلَى ابْنِ عَامِرٍ يَعُوْدُهٗ وَهُوَ مَرِيْضٌ فَقَالَ اَلَا تَدْعُو اللّٰهَ لِيْ يَا ابْنَ عُمَرَ قَالَ اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تُقْبَلُ صَلٰوةٌ بِغَيْرِ طُهُوْرٍ وَّلَا صَدَقَةٌ مِّنْ غُلُوْلٍ وَكُنْتَ عَلَى الْبَصْرَةِ **ترجمہ** مصعب بن سعد رح سے روایت ہے عبد اللہ بن عمر رض ابن عامر پاس آئے وہ بیمار تھے انکے پوچھنے کو ابن عامر نے کہا اے ابن عمر تم میرے لیے دعا نہیں کرتے انہوں نے کہا میں نے سنا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے اللہ نہیں قبول کرتا نماز کو بغیر طہارت کے **ف** نووی نے کہا یہ حدیث نص ہے طہارت کے وجوب پر نماز کے لیے اور اجماع کیا ہے امت نے اس امر پر کہ طہارت شرط ہے نماز کی صحت کی قاضی عیاض نے کہا اختلاف کیا ہے علما نے کہ طہارت کب فرض ہوئی ہے نماز کے لیے ابن جہم نے کہا کہ شروع اسلام میں وضو سنت تھا پھر آیت تیمم میں اسکی فرضیت اوتری اور جمہور علما نے کہا ہے کہ وضو اس سے پہلے ہی فرض تھا پر انہوں نے اختلاف کیا ہے اس میں کہ ہر ایک نماز کے لیے وضو فرض ہے یا اسی حالت میں جب محدث رہے وضو ہو تو سلف کے کئی علما اس طرف گئے ہیں کہ ہر ایک نماز کے لیے وضو فرض ہے اگرچہ حدث نہ ہوا ہو اور دلیل انکی قول ہے اللہ تعالی کا اذا قمتم الی الصلوٰة

اخیر تک یعنے جب تم اوٹھو نماز کے لیے تو دھو منہ اور ہاتھ اور اسمین قید حدث کی نہین ہی اور ایک جماعت کا قول یہہ ہی کہ اوائل اسلام مین ایسا ہی حکم تھا پھر منسوخ ہو گیا اور بعضون نے کہا کہ یہ حکم استحبابا ہے نہ وجوبا اور بعضون کے نزدیک وضو اسی وقت مشروع ہوا تھا جب آدمی محدث ہو البتہ تازہ وضو کرنا ہر ایک نماز کے لیے مستحب ہے اور اسی قول پر اجماع کیا ہے اہل فتوے نے اور نہین کوئی اختلاف نہین تما اور آیت مذکورہ مین محدثین کا لفظ مقدر ہے یعنی جب اٹھو تم نماز کے لیے حدث کی حالت مین تمام ہوا کلام قاضی کا اور ہمارے اصحاب نے اختلاف کیا ہے اسمین کہ وضو کے واجب ہونے کی علت کیا ہے بعضون نے کہا وضو واجب ہوتا ہے حدث سے اور بعضون نے کہا واجب نہین ہوتا جب تک نماز کے لیے نہ اوٹھین اور بعضون نے کہا دونو امرون سے واجب ہوتا ہی اور ہمارے اصحاب کے نزدیک یہی راجح ہے اور اجماع کیا ہے امت نے کہ نماز بغیر طہارت کے حرام ہے خواہ یہہ طہارت پانی سے ہو یا مٹی سے اور کوئی فرق نہین ہے فرض اور نفل نماز مین اور سجدہ تلاوت اور سجدہ شکر اور جنازے کے نماز مین مگر شعبی اور محمد بن جریر طبری سے منقول ہے کہ جنازے کی نماز بغیر طہارت کے جائز ہے اور یہہ مذہب باطل ہے اور ابن تیمیہ رح سے منقول ہے کہ سجدہ تلاوت بغیر طہارت کے درست ہی اور اجماع کیا ہے علما نے اسکے خلاف پر اگر کسی شخص نے عمدا بے وضو نماز پڑھی تو وہ گنہگار ہوگا لیکن کافر نہ ہوگا یہی ہمارا اور جمہور علما کا مذہب ہے اور ابو حنیفہ رح سے منقول ہے کہ وہ کافر ہو جاویگا اسلیے کہ اُس نے دین کے ساتھ ٹھٹھا کیا اور ہماری دلیل یہ ہے کہ کفر نہین ہوتا مگر اعتقاد سے اور اس مصلی کا اعتقاد تو صحیح ہے یہ جب ہی کہ اُس مصلی کو کوئی عذر نہ ہو اگر عذر ہو مثلا نہ پانی ملے نہ مٹی تو اسمین امام شافعی کے چار قول ہین اور ہر ایک قول کیطرف علما گئے ہین سب مین زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ نماز پڑھ لیوے بغیر طہارت کے پھر جب طہارت ممکن ہو تو نماز کا اعادہ کرے دوسرا قول یہ ہے کہ نماز نہ پڑھے اور جب طہارت ممکن ہو اسوقت قضا پڑھ لیوے تیسرا قول یہ ہی کہ نماز پڑھ لینا مستحب ہے لیکن قضا واجب ہے چوتھا قول یہ ہی کہ نماز پڑھ لیوے اور قضا واجب نہین اور اسی قول کو مزنی نے اختیار کیا ہے اور یہہ سب قولون مین قوی ہے از روے دلیل کے اسلیے کہ نماز کا واجب ہونا تو حدیث سے ثابت ہے آپنے فرمایا جب مین تمکو کسی کام کا حکم کرون تو اوسکو بجا لاؤ جہانتک تمسے ہو سکے اور اعادہ کیلیے کوئی نیا امر چاہیے اور وہ موجود نہین (نووی) مترجم زیادہ ف اور نہین قبول کرتا صدقہ ہی مال غنیمت مین سے جو تقسیم سے پہلے اوڑا لیا جاوے اور تم تو بصرے کے حاکم رہ چکے ہو ف اسوجہ سے غنیمت کے مال میں

سے ضرور تم نے چوری کی ہوگی یا اللہ تعالیٰ اور بندوں کے حقوق تم پر ہونگے پھر ایسے شخص کے لیے دعا کیا فائدہ دے گی اور ظاہر ہے کہ ابن عمر کا کہنا بطریق زجر اور تشدد کے تھا اور اس سے یہ غرض تھی کہ اب بھی ابن عامر غفلت سے بیدار ہو اور توبہ کرے ورنہ دعا فاسقوں کے لیے مفید ہے ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سلف اور خلف کافروں اور گنہگاروں کے لیے دعا کرتے رہے کہ خدا انکو ہدایت کرے اور توبہ نصیب کرے (نووی) **عن** سماك بن حرب بهذا الاسناد عن النبي صلى الله عليه وسلم بمثله ترجمہ دوسری روایت کا وہی ہے جو اوپر گذرا **عن** همام بن منبه اخي وهب بن منبه قال هذا ما حدثنا ابو هريرة عن محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكر احاديث منها وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تقبل صلوة احدكم اذا احدث حتى يتوضأ ترجمہ ہمام بن منبہ سے روایت ہے جو وہب بن منبہ کے بھائی ہیں انہوں نے کہا یہ وہ حدیثیں ہیں جو ابوہریرہ نے ہم سے بیان کیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر ذکر کیا کئی حدیثوں کو انہیں ایک یہ حدیث بھی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نہیں قبول کرتا تم میں سے کسی کی نماز جب وہ بے وضو ہو یہاں تک کہ وضو کرے

باب صفة الوضوء وكماله وضو کی ترکیب اور اسکے پورا کرنے کا بیان

عن حمران مولى عثمان اخبره ان عثمان ابن عفان دعا بوضوء فتوضأ فغسل كفيه ثلث مرات ثم مضمض واستنثر ثم غسل وجهه ثلث مرات ثم غسل يده اليمنى الى المرفق ثلث مرات ثم غسل يده اليسرى مثل ذلك ثم مسح رأسه ثم غسل رجله اليمنى الى الكعبين ثلث مرات ثم غسل اليسرى مثل ذلك ثم قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم توضأ نحو وضوئي هذا ثم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من توضأ نحو وضوئي هذا ثم قام فركع ركعتين لا يحدث فيهما نفسه غفر له ما تقدم من ذنبه قال ابن شهاب وكان علماؤنا يقولون هذا الوضوء اسبغ ما يتوضأ به احد للصلوة ترجمہ حمران سے روایت ہے (جو مولا غلام آزاد کیے ہوئے تھے عثمان بن عفان کے) انہوں نے کہا حضرت عثمان نے وضو کا پانی منگوایا اور وضو کیا تو پہلے دونوں پہونچوں کو تین بار دھویا **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شروع وضو میں پہونچوں کا تین بار دھونا سنت ہے اور اس پر اتفاق ہے علماء کا (نووی) **ف** پھر کلی کی **ف** نووی نے کہا کلی کا کمال یہ ہے کہ پانی منہ میں لیوے پھر اوسکو پھراوے بعد اوسکے تھوک دیوے اور اوسنے درجہ کمال کا

کہ پانی کو صرف منہ مین لیوے پھرا دے نہین لیکن پھرانا پانی کا تو قول مشہور کے موافق شرط نہین ہے
اور یہی مذہب ہے جمہور کا لیکن ہمارے بعض اصحاب کے نزدیک شرط ہے اور یہہ اختلاف ویسا ہی ہے جیسے
سر کے مسح مین اختلاف ہے بعضون کے نزدیک اگر گیلا ہاتھ سر پر رکھ لیا تو مسح ہوگیا اور بعضون کے نزدیک
اسکا پھرانا ضرور ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ پھرانا ضرور نہین مثل اور اعضا کے ان تک پانی پہونچانا کافی
ہے **ت** اور ناک مین پانی ڈالا **ف** حدیث مین استنثر کا لفظ ہے اکثر اہل لغت نے اور فقہا
اور محدثین نے استنثار کے معنی ناک چھنکنے کے کیے ہین یعنے پانی ڈالنے کے بعد اسکا ناک سے نکالنا اور
ابن اعرابی اور ابن قتیبہ نے ناک مین پانی ڈالنے کے معنی کیے ہین اور صحیح پہلا قول ہے اور دوسری
روایت اسکے موید ہے اسمین یہ ہے پہلے استنشاق کیا یعنے ناک مین پانی ڈالا پھر استنثار کیا
یعنے ناک سنکی نثار سے منقول ہے کہ استنثار کہتے ہین ناک کے ہلانے کو طہارت مین اور استنشاق
کہتے ہین پانی پہونچانے کو ناک کے اندر اور اوپر کھینچنے کو پانی کی سانس سے زور سے اور مستحب ہے کہ کلی اور
ناک مین پانی ڈالنے مین مبالغہ کرے مگر جب روزہ سے ہو تو مبالغہ مکروہ ہے کیونکہ لقیط کی روایت
مین ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مبالغہ کر ناک مین پانی ڈالنے مین مگر جب تو روزہ دار ہو اور یہ حدیث
صحیح ہے روایت کیا اسکو ابوداؤد اور ترمذی نے اسانید صحیحہ سے ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے
ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ جس طرح سے ہو جب پانی ناک اور مونہہ مین پہونچ گیا تو مضمضہ اور استنشاق
ادا ہوگیا اور افضل کیونکر ہے اسمین پانچ قول ہین پہلا یہ ہے کہ تین چلو لیوے اور ہر ایک چلو مین سے
کلی کرے اور ناک مین پانی ڈالے دوسرا یہ ہے کہ ایک ہی چلو سے تین بار کلی کرے پھر تین بار ناک
مین پانی ڈالے تیسرا یہ ہے کہ ایک ہی چلو لیوے اور کلی کرے پھر ناک مین پانی ڈالے پھر کلی کرے
اور ناک مین پانی ڈالے پھر کلی کرے اور ناک مین پانی ڈالے چوتھا یہ کہ دو چلو لیوے ایک چلو سے
تین بار کلی کرے اور دوسرے چلو سے تین بار ناک مین پانی ڈالے پانچوان یہ کہ چھ چلو لیوے پہلے تین چلوون سے کلی کرے پھر تین چلوون سے ناک مین
پانی ڈالے اور صحیح پہلا قول ہے اور وہی ثابت ہے احادیث صحیحہ سے جنکو روایت کیا بخاری اور
مسلم (نووی) **ت** پھر تین بار مونہہ دھویا پھر داہنا ہاتھ دھویا کہنی تک تین بار پھر بایان ہاتھ ویسا ہی
تین بار پھر مسح کیا سر پر پھر داہنا پاؤن دھویا ٹخنون تک تین بار پھر بایان پاؤن دھویا تین بار
ف نووی نے کہا یہ حدیث اصل عظیم ہے صفت وضو مین اور اجماع کیا ہے مسلمانون نے کہ

کہ واجب ایک ایک بار دھونا ہے اور تین بار دھونا سنت ہے اور احادیث صحیحہ مین ایک ایک بار اور دو دو
تین تین بار اور دو دو بار وارد ہے علما نے کہا ہے کہ یہ اختلاف دلیل ہے جواز کی اور تین بار کمال ہے اور
ایک بار کافی ہے اور اسی پر محمول ہے اختلاف احادیث کا اور راویون نے جو اختلاف کیا ایک ہی
صحابی سے تو یہ محمول ہے اس پر کہ بعضون نے یاد رکھا اور بعض بھول گئے پھر جسنے زیادہ بیان کیا وہ
قبول ہوگا اسلیے کہ زیادتی ثقہ کی مقبول ہے اور اختلاف کیا ہے علما نے سر کے مسح مین تو امام شافعی کے
نزدیک مسح بھی تین بار کرنا مستحب ہے جیسے باقی اعضا کا تین بار دھونا اور ابوحنیفہ اور مالک اور احمد اور
اکثر علما کے نزدیک سر کا مسح ایک ہی بار سنت ہے اور ایک بار سے زیادہ نہ کرنا چاہیے اور احادیث صحیحہ
مین ایک ہی بار مسح منقول ہے اور امام شافعی کی دلیل وہ حدیث ہے حضرت عثمان کی جو آگے آتی ہے کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تین تین بار اور قیاس کیا اونھون نے سر کو اور اعضا پر اور جن
حدیثون مین ایک بار مسح منقول ہے انکا یہ جواب دیا ہے کہ ایک بار مسح کرنا جواز کے بیان کے واسطے ہے اور
ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کیا ہے جو افضل تھا اور اجماع کیا ہے علما نے مونھہ اور دونو
ہاتھون اور پاؤن کے دھونے کے وجوب پر لیکن روافض نے پاؤنکے مسح کو واجب کیا ہے اور یہ انکی غلطی
ہے کس لیے کہ تمام نصوص متفق ہین پاؤنکے دھونے پر اور جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو
نقل کیا ہے اسنے پاؤنکا دھونا روایت کیا ہے اسیطرح اجماع کیا ہے علما نے کہ سر کا مسح واجب ہے لیکن اختلاف
کیا ہے اوسکے مقدار مین امام شافعی اور ایک جماعت کے نزدیک اتنا واجب ہے جسکو مسح کہین اگرچہ ایک
ہی بال ہو اور مالک اور احمد اور ایک جماعت کے نزدیک سارے سر کا مسح واجب ہے اور ابوحنیفہ رح کے نزدیک
چوتھائی سر کا اور کلی اور ناک مین پانی ڈالنے کے وجوب مین چار مذہب ہین ایک تو مذہب مالک اور
شافعی کا ہے کہ یہ دونو سنت ہین وضو اور غسل مین اور سلف مین سے حسن بصری اور زہری اور حکم اور قتادہ
اور ربیعہ اور یحیی بن سعید انصاری اور اوزاعی اور لیث بن سعد اسی طرف گئے ہین اور عطا اور احمد سے بھی
ایک روایت یہی ہے دوسرا مذہب یہ ہے کہ دونو واجب ہین وضو اور غسل دونون مین اور وضو اور
غسل صحیح نہین ہوتے بغیر اونکے اور یہی مشہور ہے احمد بن حنبل سے اور یہی مذہب ہے ابن ابی
لیلی اور حماد اور اسحق بن راہویہ کا اور ایک روایت ہے عطا سے تیسرا مذہب یہ ہے کہ دونون غسل
مین واجب ہین وضو مین واجب نہین اور یہی قول ہے ابوحنیفہ اور انکے اصحاب اور سفیان ثوری کا

چوتھا مذہب یہ ہے کہ ناک میں پانی ڈالنا وضو اور غسل دونوں میں واجب ہے اور کلی کرنا دونوں میں سنت ہے اور یہی قول ہے ابو ثور اور ابو عبید اور داؤد ظاہری اور ابو بکر بن منذر کا اور ایک روایت ہے احمد سے اور اتفاق کیا ہے جمہور علما نے اسپر کہ وضو اور غسل دونوں میں پانی کا بہانا اعضا پر کافی ہے اور ملنا ضرور نہیں اور مالک اور مزنی نے ملنا شرط کیا ہے اسیطرح جمہور علما نے اتفاق کیا ہے کہ ٹخنوں اور کہنیوں کا دھونا واجب ہے اور زفر اور داؤد ظاہری کے نزدیک واجب نہیں اور اتفاق کیا علما نے کہ ٹخنوں سے مراد وہ دو اونچی ہڈیاں ہیں جو پنڈلی اور پاؤں کے بیچ میں ہیں اور ہر ایک پاؤں میں دو ٹخنے ہیں اور رافضیوں نے ایک نادر بات کہی ہے کہ ہر ایک پاؤں میں ایک ٹخنا ہے اور ٹخنہ وہ ہڈی ہے جو پاؤں کے بیچ میں ہے جہاں پر چپل کا تسمہ رہتا ہے اور امام محمد سے بھی یہ منقول ہے پر صحیح نہیں اور خلاف ہے لغت کے اور احادیث سے بھی یہ بات نکلتی ہے کہ ہر ایک پاؤں میں دو ٹخنے ہیں اور دلائل اسکے بہت ہیں اور میں نے ان سب دلائل کو تفصیل سے شرح مہذب میں بیان کیا ہے اور سب مذہبوں کے اختلاف کو اور انکی وجوہ کو مفصل ذکر کیا ہے اور یہاں پر مقصد یہی تھا کہ حدیث سے متعلق امورات کو بیان کروں ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ اگر کسی آدمی کے منہ دو ہوں تو دونو کا دھونا واجب ہے اور اگر تین ہاتھ یا تین پاؤں ہوں اور سب برابر کے ہوں تو سب کا دھونا واجب ہوگا اور اگر زائد ہاتھ ناقص ہو لیکن فرض کی جگہہ پر ہو یعنے کہنے کے اسطرف تو اسکو دھونا چاہیے اور جو کہنی سے اوپر کو ہو تو اسکا دھونا فرض نہیں اگر کسی کا ہاتھ کہنے سمیت کاٹ ڈالا گیا تو اب باقی ہاتھ کا دھونا فرض نہیں لیکن مستحب ہے کہ اسکو دھو لیوے تا کہ عضو طہارت سے خالی نہ رہے (نووی)

ف بعد اسکے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپنے وضو کیا اسیطرح جیسے میں نے اب وضو کیا پھر فرمایا جو شخص میرے وضو کیطرح وضو کرے پھر دو رکعتیں پڑھے کھڑے ہو کر پھیر انکے اور کسی خیال میں غرق نہو تو اسکے اگلے گناہ سب بخشدیے جاوینگے ف نووی نے کہا مراد ان گناہوں سے صغیرہ گناہ ہیں نہ کبیرہ اور احادیث سے یہ نکلتا ہے کہ ہر وضو کے بعد دو رکعتیں پڑھنا مستحب ہے اور یہ سنت موکدہ ہے ہمارے اصحاب میں سے ایک جماعت نے کہا کہ یہ دو رکعتیں ہر وقت پڑھ سکتا ہے یعنے ان وقتوں میں بھی جنمیں نماز پڑھنا منع ہے اور دلیل اسکی حدیث ہے بلال کی جو صحیح بخاری میں ہے کہ وہ جب وضو کرتے تو نماز پڑھتے اور کہتے کہ سب عملوں میں

اس عمل کی زیادہ امید ہے اور اگر وضو کے بعد فرض یا اور کوئی نفل پڑھے تب بھی یہ فضیلت حاصل ہو جاویگی اور یہ جو فرمایا بیچ میں اور کسی خیال میں غرق نہ ہو اسکا یہہ مطلب ہے کہ دنیا کے خیالوں میں نہ پہنچے جو نماز سے علاقہ نہیں رکھتے اگر کسی قسم کا خیال دلمیں گذرے اور اسیوقت اسکو ٹالدے اسمیں غرق نہ ہو تو وہ معاف ہے اور خدا چاہے تو یہ فضیلت حاصل ہو جاویگی کیونکہ اسمیں اسکا اختیار نہیں دوسری یہ کہ اللہ تعالےٰ نے اس امت کو اس قسم کے خیالات جو دلمیں گذریں اور جمین نہیں معاف کردیے ہیں اور اسکا بیان اوپر کتاب الایمان میں گذر چکا **ت** ابن شہاب نے کہا ہمارے علما کہتے تھے کہ یہ وضو سب وضوؤں میں پورا ہے جو نماز کے لیے کیا جاوے **ف** یعنی یہ کامل وضو ہے اسپاس سی بڑھا نا اور تین بار سے زیادہ دھونا مکروہ ہے جب ایک بار میں سارا عضو دہل جاوے اگر دو بار میں سارا عضو دہلے تو وہ ایک ہی بار سمجھا جاویگا اگر کسی کو شک ہو گیا کہ دو بار دھویا یا تین بار تو دو بار سمجھے اور ایک بار اور دھولیوے یہی ٹھیک ہے اور جوینی نے کہا کہ تین بار سمجھے اسلیے کہ دو بار کافی ہے اور چوتھی بار دھونا بدعت ہے اور بعضوں نے اسحدیث سے دلیل لائی ہے کہنیوں اور ٹخنوں سے زیادہ دھونے کی کراہت پر حالانکہ ہمارے نزدیک یہ بہتر ہے اور ابن شہاب کے قول سے اسکی کراہت نہیں نکلتی (نووی) عَنْ حُمْرَانَ مَوْلیٰ عُثْمَانَ اَنَّهٗ رَاٰی عُثْمَانَ دَعَا بِاِنَاءٍ فَاَفْرَغَ عَلٰی كَفَّيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ اَدْخَلَ يَمِيْنَهٗ فِي الْاِنَاءِ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَيَدَيْهِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ مَسَحَ بِرَاْسِهٖ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّاَ نَحْوَ وُضُوْئِيْ هٰذَا ثُمَّ صَلّٰی رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيْهِمَا نَفْسَهٗ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ [illegible]

ترجمہ حمران سے روایت ہے جو مولیٰ (غلام آزاد) تھے عثمان بن عفان رض کے انہوں نے دیکھا حضرت عثمان کو انہوں نے ایک برتن پانیکا منگوایا اور اپنے دونوں ہاتھوں پر تین بار پانی ڈالا انکو دہو پھر داہنا ہاتھ برتن کے اندر ڈالدیا اور کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا پھر منہہ کو تین بار دھویا اور دونوں ہاتھوں کو دھویا کہنیوں تک تین بار پھر سر پر مسح کیا پھر دونوں پاؤں کو تین بار دھویا پھر کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص میرے اس وضو کی طرح وضو کرے بعد اسکے دو رکعتیں پڑھے پورے دل اور خیال سے بیچ میں کوئی خیال نہ لاوے تو اسکے اگلے گناہ بخش دیے جاوینگے **ف** نووی نے کہا اسحدیث

یہ بات نکلتی ہے کہ کلی اور ناک کے لیے داہنے ہاتھ سے پانی لینا چاہیے اور یہ بھی دلیل اُسے
ہے اس حدیث سے کہ کلی اور ناک میں ایک ہی چلو سے پانی لیوے اور یہ ایک طرح ہے اُن پانچوں
طرحوں میں سے جو اوپر بیان کیا اسیطرح یہ دلیل ہے کہ تین بار دونوں پہونچوں کو برتن میں
ہاتھ ڈالنے سے پہلے دھونا چاہیے اگرچہ نیند سے بیدار نہ ہوا ہو جب ہاتھوں کی نجاست کا گمان
ہوا اور ہمارا مذہب یہی ہے انتہی **باب فضل الوضوء والصلوٰۃ عقبہ** وضو کی اور
اسکے بعد نماز پڑھنے کی فضیلت عَنْ حُمْرَانَ مَوْلَى عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَهُوَ
بِفِنَاءِ الْمَسْجِدِ فَجَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ عِنْدَ الْعَصْرِ فَدَعَا بِوَضُوءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَالَ وَاللّٰهِ لَأُحَدِّثَنَّكُمْ حَدِيثًا
لَوْلَا آيَةٌ فِي كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مَا حَدَّثْتُكُمْ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
لَا يَتَوَضَّأُ رَجُلٌ مُسْلِمٌ فَيُحْسِنُ الْوُضُوءَ فَيُصَلِّي صَلَاةً إِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الصَّلَاةِ
الَّتِي تَلِيهَا ترجمہ حمران سے روایت ہے جو مولے تھے عثمان بن عفان کے انہوں نے کہا میں نے سنا
عثمان سے وہ مسجد کے سامنے تھے اتنے میں موذن اُنکے پاس آیا عصر کی نماز کے وقت انہوں نے
وضو کا پانی منگوایا اور وضو کیا پھر کہا قسم اللہ کی میں تم سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں اگر اللہ
کی کتاب میں ایک آیت نہ ہوتی تو میں تم سے بیان نہ کرتا ف وہ آیت یہ ہے إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ
مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَى مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ أُولَئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ
یعنی جو لوگ چھپاتے ہیں اُن باتوں کو جو کھلی ہیں اور ہدایت کی باتیں بعد اسکے کہ ہمنے بیان کیا
انکو لوگوں کے لیے کتاب میں اُنپر اللہ لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں تو حضرت
عثمان کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالے نے علم کی باتیں بتلا دینا اور اُسکا پہونچا دینا واجب کیا ہوتا تو مجھے
کچھ حدیث بیان کرنے کی حرص نہیں کہ میں خواہ مخواہ تم سے بیان کرتا اگرچہ یہہ آیت اہل کتاب کے
شان میں ہے مگر جو کوئی اُنکے سے کام کرے اور دین کی بات کو ضرورت کے وقت چھپاوے اُسکے
شان میں بھی یہی وعید ہوسکتی ہے اور ایک حدیث مشہور بھی موجود ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا جو شخص علم کی بات چھپاوے اللہ تعالے اسکو لگام دیگا انگار کی ت میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص اچھی طرح وضو کرے ف یعنے پورا اُسکے شرائط
اور آداب کے ساتھ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وضو کے آداب اور شرائط سیکھنا اور اُنپر عمل کرنا احتیاط

کے ساتھ مستحب ہے، اور چاہیے کہ آدمی اسطرح سے وضو کرے کہ سب اماموں کے نزدیک درست ہو جاوے اور اختلافات کی خصومت میں نہ کرے اسلیے کہ ضروری ہے کہ بسم اللہ شروع میں کہے نیت کرے کلی کرے ناک میں پانی ڈالے ناک جھینکے سارے سر پر مسح کرے اعضاء کو ملے پے درپے وضو کرے (یعنے ایک عضو کو دہو کر ٹھیر نہ جاوے یہانتک کہ وہ سوکہ جاوے) ترتیب کی رعایت رکھے اسیطرح سب اختلافی باتوں کو پیش نظر رکھے اور ایسا وضو کرے جو بالاجماع طہارت ہو (نووی) ف پہر نماز پڑھے تو اوسکے وہ گناہ بخشے جاوینگے جو اوس نماز سے لیکر دوسری نماز تک ہوئے تھے ف یعنے مثلاً ظہر کے وقت ایسا وضو کیا تو ظہر سے لیکر عصر تک کے گناہ معاف ہونگے اسیطرح اگر پہر عصر کیلیے تازہ وضو کیا اور عصر کی نماز پڑہی تو عصر سے لے کر مغرب تک کے گناہ معاف ہو جاوینگے اس حدیث سے ہر ایک نماز کے لئے وضو کرنیکی بھی فضیلت نکلی

عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِیْ حَدِیْثِ أَبِیْ أُسَامَةَ فَیُحْسِنُ وُضُوْءَهُ ثُمَّ یُصَلِّی الْمَكْتُوْبَةَ ترجمہ یہ حدیث بھی ویسی ہے جیسی اوپر گذری اسمیں اتنا زیادہ ہے پہر اچہا کرے وضو اپنا پہر فرض پڑھے

عَنْ حُمْرَانَ أَنَّهُ قَالَ فَلَمَّا تَوَضَّأَ عُثْمَانُ قَالَ وَاللّٰهِ لَأُحَدِّثَنَّكُمْ حَدِیْثًا لَوْلَا آیَةٌ فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مَا حَدَّثْتُكُمُوْهُ إِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یَتَوَضَّأُ رَجُلٌ فَیُحْسِنُ وُضُوْءَهُ ثُمَّ یُصَلِّی الصَّلَاةَ إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا بَیْنَهُ وَبَیْنَ الصَّلَاةِ الَّتِیْ تَلِیْهَا قَالَ عُرْوَةُ الْآیَةُ إِنَّ الَّذِیْنَ یَكْتُمُوْنَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنَاتِ وَالْهُدٰی إِلٰی قَوْلِهِ اللَّاعِنُوْنَ ترجمہ حمران سے روایت ہے جب حضرت عثمان وضو کر چکے تو انہوں نے کہا قسم اللہ کی میں تمسے ایک حدیث بیان کرتا ہوں قسم اللہ کی اگر اللہ کی کتاب میں ایک آیت نہ ہوتی تو میں اس حدیث کو تمسے بیان نہ کرتا میں نے سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو شخص اچھی طرح وضو کرے پھر نماز پڑھے تو اسکے وہ گناہ بخشدیے جاوینگے جو اس نماز کے بعد سے دوسری نماز تک ہونگے۔ عروہ نے کہا وہ آیت یہ ہے إِنَّ الَّذِیْنَ یَكْتُمُوْنَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنَاتِ وَالْهُدٰی إِلٰی قَوْلِهِ اللَّاعِنُوْنَ

عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِیْدِ بْنِ الْعَاصِ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ عُثْمَانَ فَدَعَا بِطَهُوْرٍ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا مِنِ امْرِئٍ مُسْلِمٍ تَحْضُرُهُ صَلَاةٌ مَكْتُوْبَةٌ فَیُحْسِنُ وُضُوْءَهَا وَخُشُوْعَهَا وَرُكُوْعَهَا إِلَّا كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا قَبْلَهَا مِنَ الذُّنُوْبِ مَا لَمْ یُؤْتِ كَبِیْرَةً وَذٰلِكَ الدَّهْرَ كُلَّهُ ترجمہ عمرو بن سعید بن عاص سے روایت ہے میں حضرت عثمان کے پاس بیٹھا تھا انہوں نے وضو کا پانی منگوایا پھر کہا میں نے سنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو کوئی مسلمان فرض نماز کا وقت آوے پھر اچھی طرح وضو کرے اور دل لگا کر نماز پڑھے اور اچھی طرح رکوع (اور سجدہ) کرے تو یہ نماز اوسکے اگلے گناہوں کا کفارہ ہو جاویگی جب تک کبیرہ گناہ نہ کرے اور ہمیشہ ایسا ہی ہوا کریگا ف لیے اس نماز

اور وضو کی وجہ سے صغیرہ گناہ سب معاف ہو جاوینگے اور کبیرہ معاف نہ ہونگے یہ مطلب نہیں ہے کہ
صغیرہ بھی اسوقت تک معاف ہونگے جب تک کبیرہ گناہ نہ کرے اگرچہ ظاہر حدیث سے یہ احتمال ہوتا ہے مگر
سیاق حدیث اس احتمال کا انکار کرتا ہے قاضی عیاض نے کہا یہ جو حدیث میں صغائر کا معاف ہو جانا
اور کبائر کا معاف نہ ہونا مذکور ہے اہلسنت کا یہی مذہب ہے اور کبائر توبہ سے معاف ہوتے ہیں یا اللہ
تعالیٰ کی خاص رحمت اور فضل سے (نووی) عن حمران مولى عثمان قال اتيت عثمان بن عفان
بوضوء فتوضا ثم قال ان ناسا يتحدثون عن رسول الله صلى الله عليه وسلم احاديث لا ادري
ما هي الا اني رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم توضا مثل وضوئي هذا ثم قال من
توضا هكذا غفر له ما تقدم من ذنبه وكانت صلوته ومشيه الى المسجد نافلة وفي رواية
ابن عبدة اتيت عثمان فتوضا ترجمہ حمران سے روایت ہے جو مولے تھے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ
کے کہا میں عثمان بن عفان پاس وضو کا پانی لایا انہوں نے وضو کیا پھر کہا بعضے لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے ایسی حدیثیں نقل کرتے ہیں جنکو میں نہیں جانتا پر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپنے
وضو کیا اسی طرح جیسے میں نے وضو کیا پھر فرمایا جو شخص اسطرح وضو کریگا اوسکے اگلے گناہ بخشدیے جاوینگے
اور اسکو نماز کا اور مسجد تک جانیکا الگ ثواب ہوگا ابن عبدہ کی روایت میں یوں ہے کہ حمران نے کہا
میں عثمان پاس آیا انہوں نے وضو کیا (یعنی پانی لانیکا ذکر نہیں) عن ابي انس ان عثمان رض
توضا بالمقاعد فقال الا اريكم وضوء رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم توضا ثلاثا ثلاثا
وزاد قتيبة في روايته قال سفيان قال ابو النضر عن ابي انس قال وعنده رجال من اصحاب
رسول الله صلى الله عليه وسلم ترجمہ ابو انس (مالک بن ابی عامر اصبحی جو دادا ہیں امام مالک
کے) سے روایت ہے حضرت عثمان رض نے وضو کیا مقاعد میں ف مقاعد ان دوکانوں کو کہتے تھے جو
حضرت عثمان کے گھر کے پاس تھیں اور بعضوں نے کہا مقاعد زینہ اور سیڑھی کو کہتے ہیں اور بعضوں نے
کہا وہ مقام جو انہوں نے کام کاج کے لیے بیٹھنے کا قرار دیا تھا انتہی پھر کہا کیا میں تمکو دکھلاؤں رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو پھر وضو کیا تین تین بار ف نووی نے کہا یہ حدیث اصل عظیم ہے اس مسئلہ
کی کہ وضو میں ہر ایک کام تین تین بار کرنا چاہیے اور اوپر بیان کر چکے کہ تین بار بجا لانا سنت ہے بالاجماع
اور واجب ایک ہی بار ہے اور امام شافعی کا استدلال اسی حدیث سے ہے کہ سر کا مسح بھی تین بار سنت ہے

ہے اور اعضاء دھونا اور اس باب میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں جنکی صحت اور ضعف کو بیہقی نے
شرح مہذب میں بیان کیا ہے ف قتیبہ کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جس وقت حضرت عثمان نے یہ
حدیث بیان کی اس وقت اُنکے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی صحابی موجود تھے ف اور
انہوں نے اس حدیث کو تسلیم کیا کسی نے انکار نہیں کیا بیہقی کی روایت میں ہے کہ حضرت عثمان نے تین
بار وضو کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے فرمایا کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
ایسا کرتے دیکھا ہے اُنہوں نے کہا ہاں (نووی) عن حُمْرَانَ بْنِ اَبَانٍ قَالَ كُنْتُ اَضَعُ لِعُثْمَانَ
طَهُوْرَهٗ فَمَا اَتٰى عَلَيْهِ يَوْمٌ اِلَّا وَهُوَ يُفِيْضُ عَلَيْهِ نُطْفَةً وَقَالَ عُثْمَانُ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ انْصِرَافِنَا مِنْ صَلٰوتِنَا هٰذِهٖ قَالَ مِسْعَرٌ اُرَاهَا الْعَصْرَ فَقَالَ مَا اَدْرِيْ اُحَدِّثُكُمْ
بِشَيْءٍ اَوْ اَسْكُتُ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ كَانَ خَيْرًا فَحَدِّثْنَا وَاِنْ كَانَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ
اَعْلَمُ قَالَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَطَهَّرُ فَيُتِمُّ الطُّهُوْرَ الَّذِيْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَيُصَلِّيْ هٰذِهِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ
اِلَّا كَانَتْ كَفَّارَاتٍ لِمَا بَيْنَهُنَّ ترجمہ حمران بن ابان سے روایت ہے میں حضرت عثمان کے لیے طہارت
کا پانی رکھا کرتا تھا وہ ہر روز ایک تھوڑے پانی سے نہا لیا کرتے (یعنی غسل کر لیتے واسطے تحصیل طہارت
اور زیادتی ثواب کے) حضرت عثمان نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمسے حدیث بیان کی جب ہم
اس نماز سے فارغ ہوئے مسعر نے کہا (جو راوی ہے اس حدیث کا) میں سمجھتا ہوں وہ عصر کی نماز تھی
آپ نے فرمایا میں نہیں جانتا تم سے ایک حدیث بیان کروں یا چپ رہوں ف یعنی معلوم نہیں
اس حدیث کا بیان کرنا مصلحت ہے یا نہ بیان کرنا پھر آپ کو معلوم ہو گیا کہ بیان کرنا مصلحت ہے اسلیے
آپ نے بیان کر دیا کہ اونکو رغبت پیدا ہو طہارت میں اور عبادات کی قسم میں اور پہلے آپ نے بیان
کرنے میں تامل کیا اس خیال سے کہ لوگ اسپر تکیہ نہ کر لیں بعد بیان کرنا مناسب سمجھا (نووی)
ف ہم نے کہا یا رسول اللہ اگر بہتری کی بات ہو تو بیان کیجیے اور جو بہتر نہ ہو تو اللہ اور اسکا رسول
خوب جانتا ہے ف بہتری کی بات سے یہ مراد ہے کہ ہماری خوشی کی بات ہو جس سے ہمکو رغبت
پیدا ہو اچھی اعمال میں یا ڈر پیدا ہو گناہ سے اور جو اس قسم کی حدیث نہ ہو تو اللہ اور اسکا رسول خوب جانتا
ہے یعنی آپ اپنی رای پر عمل کیجیے اگر مناسب سمجھیں تو بیان فرمائیے ورنہ خیر (نووی) ف آپ نے فرمایا
جو مسلمان طہارت کرے پھر پوری طہارت کرے جسکو اللہ تعالی نے فرض کیا ہے اور پانچوں نماز پڑھے

اَضَعُ

پچھلے اسکے وہ گناہ معاف ہو جاوینگے جو ان نمازوں کے بیچ مین کریگا **ف** احادیث سے معلوم
ہوا اگر ظاہر یہی ہے کہ صرف فرضون کو ادا کرے اور سنن اور مستحبات کو چھوڑ دیوے جب بھی فضیلت
حاصل ہو جاویگی یعنے گناہوں کی مغفرت اگرچہ سنتون کے ادا کرنے سے اور زیادہ گناہ معاف ہونگے
اور ثواب زیادہ ہوگا (نووی) **عَنْ** جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ حُمْرَانَ بْنَ اَبَانٍ يُحَدِّثُ
اَبَا بُرْدَةَ فِي هٰذَا الْمَسْجِدِ فِي اِمَارَةِ بِشْرٍ اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَنْ اَتَمَّ الْوُضُوْءَ كَمَا اَمَرَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فَالصَّلٰوةُ الْمَكْتُوْبَاتُ كَفَّارَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ هٰذَا حَدِيْثُ تعالے
ابْنِ مُعَاذٍ وَلَيْسَ فِيْ حَدِيْثِ غُنْدَرٍ فِيْ اِمَارَةِ بِشْرٍ وَلَا ذِكْرُ الْمَكْتُوْبَاتِ۔ **ترجمہ** جامع بن شداد سے
روایت ہے انہوں نے کہا مین نے حمران بن ابان سے سنا وہ حدیث بیان کرتے تھے ابو بردہ سے
بشر کی حکومت مین (یعنے اسکی حکومت کے زمانے مین) کہ عثمان بن عفان رض نے کہا فرمایا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے جو شخص پورا کرے وضو کو جسطرح اللہ نے حکم کیا ہے تو اسکی فرض نمازین کفارہ
ہونگی ان گناہون کی جو انکے بیچ مین کرے یہ روایت ہے ابن معاذ کی اور غندر کی روایت مین یہ عبارت نہین
ہے (بشر کی حکومت مین) نہ فرض نمازون کا بیان ہے **عَنْ** حُمْرَانَ مَوْلٰى عُثْمَانَ قَالَ تَوَضَّاَ عُثْمَانُ بْنُ
عَفَّانَ رض يَوْمًا وُضُوْءًا حَسَنًا ثُمَّ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ
الْوُضُوْءَ ثُمَّ قَالَ مَنْ تَوَضَّاَ هٰكَذَا ثُمَّ خَرَجَ اِلَى الْمَسْجِدِ لَا يَنْهَزُهُ اِلَّا الصَّلٰوةُ غُفِرَ لَهُ مَا خَلَا
مِنْ ذَنْبِهٖ **ترجمہ** حمران سے روایت ہے جو مولا تھے عثمان بن عفان کے کہ عثمان رض نے ایک دن
اچھی طرح وضو کیا پھر کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپنے وضو کیا اچھی طرح بعد اسکے
فرمایا جو شخص اسطرح وضو کرے بعد اسکے مسجد مین جاوے لیکن نماز ہی کے لیے اوٹھے (یعنے اور کوئی کام
کی نیت نہو بلکہ خالص نماز ہی کے قصد سے اوٹھے) تو اوسکے اگلے گناہ بخشدیے جاوینگے **عَنْ**
عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ تَوَضَّاَ لِلصَّلٰوةِ
فَاَسْبَغَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ مَشٰى اِلَى الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ فَصَلَّاهَا مَعَ النَّاسِ اَوْ مَعَ الْجَمَاعَةِ اَوْ فِي
الْمَسْجِدِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ ذُنُوْبَهٗ **ترجمہ** حضرت عثمان بن عفان رض سے روایت ہے انہون نے کہا مین نے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص نماز کیلیے پورا وضو کرے پھر فرض نماز کیلیے چلے (مسجد کو) اور لوگون کے ساتھ
یا جماعت سے یا مسجد مین پڑھے تو اللہ اسکے گناہ بخشیگا **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

مین کوئی عبادت کے لائق نہین سوائے اللہ کے اور محمد اسکے بندے ہین اور بھیجے ہوئے ہین کھولے
جاوینگے اسکیلیے جنت کے آٹھون دروازے جسمین سے چاہے جاوے **ف** وضو کے بعد یہ کلمہ
پڑھنا مستحب ہے بالاتفاق اور ترمذی کی روایت اسکے بعد اتنا اور زیادہ ہے اللّٰھم اجعلنی من التوابین
واجعلنی من المتطہرین اور نسائی نے اپنی کتاب عمل الیوم واللیلۃ مین روایت کیا ہے سبحانک اللھم
وبحمدک اشہد ان لا الہ الا انت وحدک لا شریک لک استغفرک واتوب الیک ہمارے اصحاب نے کہا ہے
کہ غسل کے بعد بھی اسکا پڑھنا مستحب ہے (نووی) **عن** عُقبۃ بن عامر الجُھنی ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قال فذکر مثلہ غیر انہ قال من توضأ فقال اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک
لہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذرا اسمین یون ہے اشھد ان لا الہ الا اللہ
وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ **باب** اٰخر فی صفۃ الوضوء دوسرا باب وضو کی
ترکیب مین **عن** عبد اللہ بن زید بن عاصم الانصاری وکانت لہ صحبۃ قال قیل لہ توضأ لنا
وضوء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فدعا باناء فاکفأ منہ علی یدیہ فغسلھما ثلثا ثم ادخل
یدہ فاستخرجھا فمضمض واستنشق من کف واحدۃ ففعل ذلک ثلثا ثم ادخل یدہ فاستخرجھا
فغسل وجھہ ثلثا ثم ادخل یدہ فاستخرجھا فغسل یدیہ الی المرفقین مرتین مرتین ثم ادخل
یدہ فاستخرجھا فمسح راسہ فاقبل بیدیہ وادبر ثم غسل رجلیہ الی الکعبین ثم قال ھکذا برأسہ
وضوء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترجمہ عبد اللہ بن زید بن عاصم انصاری سے روایت ہے وہ
صحابی تھے انسے لوگون نے کہا ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سا وضو کرکے بتلاؤ انہون نے
ایک برتن (پانی کا) منگوایا اسکو جھکا کر پہلے دونون ہاتھو نپر پانی ڈالا (اس سے معلوم ہوا کہ وضو کے شروع
مین دونون ہاتھون کا دھونا مستحب ہے پانی مین ہاتھ ڈالنے سے پہلے) اور دھویا انکو تین بار پھر ہاتھ برتن کے
اندر ڈالا اور باہر نکالا اور ایک ہی چلو سے کلی کی اور ناک مین پانی ڈالا تین بار ایسا کیا پھر ہاتھ ڈالا
اور باہر نکالا اور منہ کو تین بار دھویا (بخاری کی روایت مین ہے دونو چلو ملاکر پانی لیا اور تین بار منہ دھویا
ف اور ایک روایت مین صحیح بخاری کے ابن عباس سے یون ہے کہ ہاتھ ڈالکر ایک چلو لیا پھر اسکو
دوسرے ہاتھ پر جھکایا اور منہ دھویا ابن عباس نے کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی
وضو کرتے دیکھا اور سنن ابوداؤد اور بیہقی مین حضرت علی سے روایت ہے کہ دونو ہاتھ برتن مین ڈالے اور

مضمض واستنثر ثلاثا ولم يقل من كف واحدة وزاد بعد قوله فاقبل بهما وادبر بدا بمقدم
راسه ثم ذهب بهما الى قفاه ثم ردهما حتى رجع الى المكان الذى بدا منه وغسل رجليه ترجمہ
عمرو بن یحیی سے اسی اسناد سے روایت ہے اسمین یہ ہے کہ کلی کی اور ناک مین پانی ڈالا تین بار اور یہ نہین کہا
کہ ایک چلو سے اور آگے سے لے گئے اور پیچھے سے لے گئے کے بعد اتنا زیادہ کیا کہ پہلے سر کا مسح آگے سے شروع کیا اور گدی
تک لے گئے پھر پھیر کر لائے (دونون ہاتھون کو) اسی مقام پر جہان سے شروع کیا تھا اور دونون پاؤن دھوئے ف
شیعون نے پاؤن کے دھونے کے عوض الٹا مسح معمول کیا ہے حالانکہ پاؤن پر جسقدر گرد و غبار پڑتا ہے اور نجاست
کے لگنے کا احتمال ہوتا ہے سو منہ اور ہاتھ پر اوتنا نہین پھر اونکا دھونا ہی مقتضای عقل ہے اور یہی ثابت
ہے احادیث صحیحہ مشہورہ سے اور لطف یہ کہ جب پاؤن موزے مین ہون تو موزون پر مسح کرنا جائز قرار دین اور
جب پاؤن کھلا ہو تو اسکا دھونا ضرور نہ سمجھین عن عمرو بن يحيى بمثل اسنادهم واقتص الحديث
وقال فيه مضمض واستنشق واستنثر من ثلاث غرفات وقال ايضا فمسح براسه فاقبل
به وادبر مرة واحدة قال بهز املى على وهيب هذا الحديث مرتين وقال وهيب املى
على عمرو بن يحيى هذا الحديث مرتين ترجمہ دوسری روایت بھی ایسی ہے جیسے اوپر گذری اسمین
یہ ہے آپنے کلی کی اور ناک مین پانی ڈالا اور ناک چھنکی تین چلون سے اور مسح کیا سر پر آگے سے لیگئے اور
پیچھے سے لے گئے ایک بار عن عبد الله بن زيد بن عاصم المازني يذكر انه راى رسول الله صلى
الله عليه وسلم توضأ فمضمض ثم استنثر ثم غسل وجهه ثلاثا ويده اليمنى ثلاثا
والاخرى ثلاثا ومسح براسه بماء غير فضل يديه وغسل رجليه حتى انقاهما ترجمہ عبد الله یداہ
بن زید بن عاصم سے روایت ہے انہون نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپنے وضو کیا پھر کلی کی پھر
ناک مین پانی ڈالا پھر مونہہ دھویا تین بار اور داہنا ہاتھ تین بار اور بایان ہاتھ تین بار اور سر پر مسح کیا نیا
پانی لیکر (نہ اس پانی سے جو ہاتھ مین لگا تھا) اور دونون پاؤن دھوئے یہانتک کہ انکو صاف کیا باب
في الاستنثار والاستجمار ناک مین پانی ڈالنا اسیطرح استنجا کرنا طاق مرتبہ بہتر ہے عن
ابي هريرة يبلغ به النبي صلى الله عليه وسلم قال اذا استجمر احدكم فليستجمر وترا واذا
توضأ احدكم فليجعل في انفه ماء ثم لينتثر ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ لینتثر
علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم مین سے پاخانے کی جگہہ کو ڈھیلون سے صاف کرے تو طاق ڈھیلون سے

صاف کرے ف یعنے تین یا پانچ یا سات ڈھیلوں سے اور بعضوں نے استجمار کے
معنے وضو رلی انی کے کیے ہین یعنے طاق بار خوشبو لیوے لیکن صحیح وہی ہے جو ترجمے مین مذکور ہوا
اور مقصود یہ ہے کہ ڈھیلوں سے پونچھنا طاق بار ہے یعنے تین یا پانچ بار یا زیادہ اور ہمارا مذہب یہ ہے
کہ تین سے زیادہ مستحب ہے اور حاصل مذہب کا یہ ہے کہ صاف کرنا واجب ہے اور تین پورے کرنا بھی
واجب ہے اگر تین سے صفائی ہوگئی تو اب زیادہ لینا واجب نہین اگر صفائی نہ ہوئی تو اور لینا چاہئے
پھر اگر طاق عدد ہوگیا تو اب زیادہ نہ لیوے اور جو جفت ہو جیسے چار یا چھ تو طاق کرلینا مستحب ہے
اور ہمارے بعض اصحاب نے کہا کہ طاق لینا واجب ہے بدلیل اس حدیث کے اور جمہور کی دلیل وہ حدیث
ہے جو سنن مین مروی ہے کہ جس نے طاق بار لیا تو اچھا کیا اور جس نے طاق بار نہ لیا تو کچھ حرج نہین
(نووی) ف اور جب کوئی تم مین سے وضو کرے تو ناک مین پانی ڈالے پھر ناک چھنکے
عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا بِهٖ اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَوَضَّاَ اَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَنْشِقْ
بِمَنْخِرَيْهِ مِنَ الْمَاءِ ثُمَّ لِيَنْتَثِرْ ترجمہ ہمام بن منبہ سے روایت ہے ابوہریرہ نے حضرت رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے سنکر یہ حدیثین ہم سے بیان کین پھر انہون نے ذکر کیا کئی حدیثون کو اور
انہین سے یہ بھی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم مین سے وضو کرے
تو دونون نتھنون کو صاف کرے پانی سے پھر ناک چھنکے ف نووی نے کہا یہ حدیث دلیل
ہے اس شخص کی جو ناک چھنکنا واجب کہتا ہے عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَوَضَّاَ فَلْيَسْتَنْثِرْ وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوْتِرْ ترجمہ ابوہریرہ سے
روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص وضو کرے تو ناک مین پانی ڈالے اور
جو شخص استنجا کرے تو طاق بار کرے عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ يَقُوْلَانِ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ ترجمہ ابوہریرہ اور ابوسعید خدری سے ایسی ہی روایت
ہے جیسے اوپر گذری عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اسْتَيْقَظَ اَحَدُكُمْ
مِنْ مَنَامِهٖ فَلْيَسْتَنْثِرْ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَبِيْتُ عَلٰى خَيَاشِيْمِهٖ ترجمہ ابوہریرہ
سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم مین سے کوئی جاگے تو ناک چھنکے تین بار

اسلیے کہ شیطان اوسکے بانسے پر رہتا ہے یا ناک مین ف قاضی عیاض نے کہا احتمال ہے کہ حقیقۃً
شیطان ناک مین بستا ہو کیونکہ ناک مین سے راستہ دل تک جاتا ہے اور اسپر کچھ پردہ بھی نہین ہے اور حدیث
مین ہے کہ شیطان ڈھپنی ہوئی چیز کو نہین کھولتا اسی لیے جماہی مین منہ بند کرنے کا حکم ہے تا کہ شیطان
منہ کے اندر نہ گھس جاوے اور احتمال ہے کہ شیطان سے مراد مجازاً غبار ہو یا ناک کا رینٹ وغیرہ (نووی)

عن جابر بن عبد اللہ یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا استجمر احدکم فلیوتر
ترجمہ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم مین سے استنجا کرے
تو طاق بار کرے

باب وجوب غسل الرجلین بکمالہما پاؤن دھونا واجب ہے

عن عائشۃ زوج
النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم توفی سعد بن ابی وقاص فدخل عبد الرحمن بن ابی بکر
فتوضأ عندہا فقالت یا عبد الرحمن اسبغ الوضوء فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم یقول ویل للاعقاب من النار ترجمہ ام المومنین عائشہؓ پاس عبد الرحمن بن ابی بکر گئے جس دن
سعد بن ابی وقاص نے انتقال کیا تو انہون نے وضو کیا حضرت عائشہ نے کہا ای عبد الرحمن وضو کو پورا کر
مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے خرابی ہے ایڑیون کی جہنم کی آگ سے ف نووی
نے کہا امام مسلم کی غرض اس حدیث کے لانے سے یہ ہے کہ پاؤن کا دھونا واجب ہے اور مسح کافی نہین اور اس مسئلے مین
لوگون نے اختلاف کیا ہے کئی مذہب ہین مگر جسکو فقہا کی ایک جماعت اور اہل فتوے نے ہر ایک زمانے
اور ہر ایک شہر مین اختیار کیا ہے وہ یہ ہے کہ دونون پاؤنکا ٹخنون سمیت دھونا واجب ہے اور انکا مسح کافی
نہین اور دھونے کے ساتھ پھر مسح کرنا ضرور نہین اور اسکا خلاف کسی معتبر شخص سے منقول نہین اور شیعہ
نے کہا کہ دونون پاؤنکا مسح واجب ہے اور محمد بن جریر اور جبائی معتزلہ کے امام نے کہا کہ اختیار ہے خواہ مسح
کرے دونون پاؤن پر خواہ انکو دھووے اور بعض ظاہریہ نے کہا کہ مسح اور دھونا دونون واجب ہین اور ان
مخالفین نے جو دلائل بیان کیے ہین وہ ظاہر نہین ہین اور ہم نے ان سب کی تفصیل اچھی طرح شرح
مہذب مین کی ہے جو کوئی اوسکو دیکھے تو کوئی شبہہ نہ رہیگا اور یہان تو ہمارا مقصود یہ ہے کہ حدیث کی
شرح بیان کرین نہ مخالفین کا رد وقدح اور مختصر یہ ہے کہ جتنے لوگون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو
نقل کیا ہے مختلف مقامات اور مختلف حالات مین ان سب نے پاؤنکا دھونا نقل کیا ہے اور یہ جو آپ نے فرمایا خرابی
ہے ایڑیون کی انکا سو آگ مین یہ بھی دلیل ہے پاؤن کے دھونیکی ورنہ اس وعید کا کوئی مطلب نہین نکلتا اور ایک

حدیث صحیح ہو اولی عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ وضو کیونکر کرنا چاہیے
آپ نے پانی منگوایا اور دونوں ہاتھ دہوے تین تین بار دہوئے یہانتک کہ دونوں پاؤں دہوئے پہر فرمایا وضو اسطرح چاہیے اور
جو کوئی اس سے زیادہ کرے یا کم اوس نے برا کیا اور ظلم کیا یہ حدیث صحیح ہے اسکو ابو داؤد وغیرہ نے باسانید صحیحہ
نقل کیا ہو عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ مَوْلٰى شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ حَدَّثَهُ اَنَّهُ دَخَلَ عَلٰى عَائِشَةَ فَذَكَرَتْهَا عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذرا عَنْ سَالِمٍ مَوْلَى الْمَهْرِيِّ قَالَ خَرَجْتُ اَنَا وَعَبْدُ
الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ فِيْ جَنَازَةِ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ فَمَرَرْنَا عَلٰى بَابِ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَذَكَرَتْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ ترجمہ سالم سے روایت ہو جو مولی تہا مہری کا اونہو کہا مین اور عبد الرحمن بن ابی بکر دونون
سعد بن ابی وقاص کے جنازہ مین نکلے تو حضرت عائشہ کے حجرے کے دروازے پر گذرے پہر بیان کیا اسی
حدیث کو جو اوپر گذری عَنْ سَالِمٍ مَوْلٰى شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ قَالَ كُنْتُ اَنَا مَعَ عَائِشَةَ فَذَكَرَتْهَا عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذرا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ رَجَعْنَا مَعَ
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَكَّةَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِمَاءٍ بِالطَّرِيْقِ تَعَجَّلَ قَوْمٌ عِنْدَ
الْعَصْرِ فَتَوَضَّؤُا وَهُمْ عِجَالٌ فَانْتَهَيْنَا اِلَيْهِمْ وَاَعْقَابُهُمْ تَلُوْحُ لَمْ يَمَسَّهَا الْمَاءُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيْلٌ لِلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ اَسْبِغُوا الْوُضُوْءَ ترجمہ عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ مکہ سے مدینہ کو لوٹے راہ مین ایک جگہ پانی ملا عصر کی نماز کا وقت ہو گیا تہا لوگون نے جلدی جلدی وضو کیا
ہم جو انکے پاس پہونچے تو اونکی ایڑیان سوکھی معلوم ہوتی تہین پہر پانی نہین لگا تہا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خرابی ہے ایڑیونکی
انگار سے پورا کرو وضو کو عَنْ مَنْصُوْرٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَلَيْسَ فِيْ حَدِيْثِ شُعْبَةَ اَسْبِغُوا الْوُضُوْءَ ترجمہ منصور سے بہی یہی روایت ہے اور شعبہ کی حدیث مین اسبغوا
الوضو کا جملہ بیان نہین کیا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ تَخَلَّفَ عَنَّا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ سَافَرْنَاهُ فَاَدْرَكَنَا
وَقَدْ حَضَرَتْ صَلٰوةُ الْعَصْرِ فَجَعَلْنَا نَمْسَحُ عَلٰى اَرْجُلِنَا فَنَادٰى وَيْلٌ لِلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ ترجمہ
عبد اللہ بن عمرو سے روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے چہٹ گئے ایک سفر مین پہر ہمنے پایا آپکو
اور عصر کی نماز کا وقت آگیا تہا ہم مسح کرنے لگے اپنے پاؤن پر آپنے پکارا خرابی ہے ایڑیون کی جہنم کی
آگ سے عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَجُلًا لَمْ يَغْسِلْ عَقِبَهُ فَقَالَ وَيْلٌ
لِلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ ترجمہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکہا
جسنے وضو مین اپنی ایڑی نہین دہوئی تہی تو فرمایا خرابی ہے ایڑیون کی جہنم کی آگ سے عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

أَنَّهُ رَأَى قَوْمًا يَتَوَضَّؤُنَ مِنَ الْمِطْهَرَةِ فَقَالَ أَسْبِغُوا الْوُضُوْءَ فَإِنِّي سَمِعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَيْلٌ لِلْعَرَاقِيْبِ مِنَ النَّارِ ترجمہ ابو ہریرہ رضنے کچھ لوگون کو دیکھا جو برتنی سے وضو کر رہے تھے تو کہا پورا کرو وضو کو کیونکہ مین نے سنا ابو القاسم صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے خرابی ہے کوچون کی انگار سے عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ ترجمہ ابو ہریرہ رضسے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خرابی ہے ایڑیون کی انگار سے

بَابُ وُجُوْبِ اِسْتِيْعَابِ جَمِيْعِ أَجْزَاءِ مَحَلِّ الطَّهَارَةِ وضو مین تمام اعضا کو پورا دھونا چاہیے

عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَنَّ رَجُلًا تَوَضَّأَ فَتَرَكَ مَوْضِعَ ظُفُرٍ عَلَى قَدَمِهِ فَأَبْصَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ارْجِعْ فَأَحْسِنْ وُضُوْءَكَ فَرَجَعَ ثُمَّ صَلَّى ترجمہ جابر رضسے روایت ہے جنہے بیان کیا حضرت عمر نے کہ ایک شخص نے وضو کیا اور ناخون برابر اپنے پاون مین سوکھا چھوڑ دیا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسے دیکھا تو فرمایا جا اور اچھی طرح وضو کرکے آ وہ لوٹ گیا پھر آ کر نماز پڑھی

ف نووی نے کہا اس حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ اگر وضو مین ایک ذرا مقام بھی جسکا دھونا واجب ہے سوکھا چھوڑ دے تو وضو درست نہ ہوگا اسپر سب کا اتفاق ہے لیکن تیمم مین اگر کوئی حصہ موضع کا چھوڑ دے اور اسپر ہاتھ نہ پھیرے تو اسمین خلاف ہے ہمارا اور جمہور علما کا مذہب یہ ہے کہ تیمم درست نہ ہوگا جیسے وضو درست نہین ہوتا اور ابو حنیفہ سے اسمین تین روایتین ہین ایک تو یہ کہ اگر آدھے سے کم چھوڑ دے تو درست ہو جاویگا دوسری یہ کہ درم سے کم چھوڑ دے تو درست ہو جاویگا تیسری یہ کہ اگر چوتھائی سے کم چھوڑ دے تو درست ہو جاویگا اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی نہ جانکر ایسا کرے جب بھی اسکی طہارت صحیح نہ ہوگی اور جو شخص جاہل ہو اوسکو نرمی سے سمجھانا چاہیے اور بعضے لوگ دلیل لاتے ہین اس حدیث سے کہ دونو پانونکا دھونا واجب ہے اور مسح کافی نہین اور قاضی عیاض نے دلیل کیا ہے اس حدیث کو موالاۃ یعنے پے درپے وضو کرنے کی وجوب پر اسلیے کہ آپنے فرمایا اچھی طرح وضو کر اور یہ نہین حکم دیا کہ صرف سوکھا جو رہ گیا اسی مقام کو دھو لے حالانکہ یہ استدلال ضعیف ہے یا باطل ہے اس لیے کہ اچھی طرح وضو کرنیکے یہ بھی معنے ہو سکتے ہین کہ اسی وضو کو پورا کر لے انتہی

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ أَوِ الْمُؤْمِنُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَ مِنْ وَجْهِهِ كُلُّ خَطِيْئَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ

اخر قطر الماء فاذا غسل یدیه خرج من یدیه کل خطیئة کان بطشتها یداه مع الماء او مع
اخر قطر الماء فاذا غسل رجلیه خرجت کل خطیئة مشتها رجلاه مع الماء او مع اخر قطر
الماء حتی یخرج نقیا من الذنوب ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب
بندہ مسلمان یا مومن (یہ شک ہے راوی کا) وضو کرتا ہے اور منہ دھوتا ہے تو اسکے منہ سے وہ گناہ (صغیرے) نکل
جاتے ہین جو اس نے آنکھون سے کیے پانی کے ساتھ یا آخری قطرہ کے ساتھ (جو منہ سے گرتا ہے یہ بھی شک ہے راوی کا)
پھر جب ہاتھ دھوتا ہے تو اسکے ہاتھون مین سے ہر ایک گناہ جو ہاتھ سے کیا تھا پانی کے ساتھ یا آخری قطرہ
کے ساتھ نکل جاتا ہے پھر جب پانون دھوتا ہے تو ہر ایک گناہ جسکو اسنے پانون سے چلکر کیا تھا پانی
کے ساتھ یا آخری قطرے کے ساتھ نکل جاتا ہے یہانتک کہ سب گناہون سے پاک صاف ہوکر نکلتا ہے
(نووی نے کہا اس حدیث سے بھی رد ہوتا ہے روافض کا جو پانون پر مسح کرتے ہین) عن عثمان بن
عفان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من توضأ فاحسن الوضوء خرجت خطایاہ
من جسدہ حتی تخرج من تحت اظفارہ ترجمہ حضرت عثمان سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا جو شخص اچھی طرح وضو کرے تو اسکے گناہ بدن سے نکل جاتے ہین یہانتک کہ ناخونو
کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہین باب استحباب اطالة الغرة والتحجیل فی الوضوء منہ کو زیادہ دھونا اسقدر کہ
سر کے سامنے کا حصہ بھی دھل جاوے اسیطرح ہاتھون اور پانون کہنیون اور ٹخنون کے پار تک دھونا مستحب
ہے ف نووی نے کہا علما نے اختلاف کیا ہے کہ مستحب کہان تک دھونا ہے بعضون نے کہا
کہنیون اور ٹخنون سے بڑھکر دھونا چاہیے کتنا بڑھاوے اسکی کوئی حد نہین بعضون نے کہا آدھے
بازو تک مستحب ہے اسیطرح آدھے پنڈلی تک بعضون نے کہا مونڈھون اور گھٹنون تک دھونا مستحب ہے
اور اس باب مین جو حدیثین مذکور ہین وہ اس بات کی تائید کرتی ہین اور یہ جو امام ابو الحسن بن بطال مالکی اور
قاضی عیاض نے دعوی کیا ہے کہ کہنی اور ٹخنے سے بڑھانا باتفاق علما مستحب نہین ہے یہ دعوے باطل ہے
اور کیونکر یہ دعوے صحیح ہوگا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوہریرہ سے اسکے خلاف ثابت ہے اور
ہمارا مذہب وہی ہے جو ان حدیثون سے ثابت ہے اور جس نے خلاف کیا ہے اوسپر یہ حدیثین حجت ہین
اور یہ جو ایک حدیث مین مروی ہے کہ جس نے اس سے بڑھایا یا گھٹایا تو اوسنے برا کیا اور ظلم کیا مراد اس سے
تعداد مین بڑھانا اور گھٹانا ہے انتہی عن نعیم بن عبد اللہ المجمر قال رأیت ابا هریرة یتوضأ فغسل وجهه

فاسبغ الوضوء ثم غسل يده اليمنى حتى اشرع في العضد ثم يده اليسرى حتى اشرع في العضد ۱۴
ثم مسح راسه ثم غسل رجله اليمنى حتى اشرع في الساق ثم غسل رجله اليسرى حتى اشرع في الساق ثم قال هكذا رايت رسول
الله صلى الله عليه وسلم يتوضأ وقال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انتم الغر المحجلون يوم القيمة
من اسباغ الوضوء فمن استطاع منكم فليطل غرته وتحجيله ترجمہ نعیم بن عبد اللہ مجمر سے روایت ہے
میں نے ابوہریرہ رض کو دیکھا وضو کرتے ہوئے انہوں نے مونھ دھویا تو اسکو پورا دھویا پھر داہنا ہاتھ
دھویا یہانتک کہ بازو کا ایک حصہ دھویا پھر بایاں ہاتھ دھویا یہانتک کہ بازو کا ایک حصہ دھویا پھر
سر پر مسح کیا پھر داہنا پاوں دھویا یہانتک کہ پنڈلی کا بھی ایک حصہ دھویا پھر کہا میں نے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی وضو کرتے دیکھا ہے اور فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تمہاری
پیشانیاں اور ہاتھ پاؤں سفید (نورانی) ہونگے قیامت کے دن وضو پورا کرنیکی وجہ سے پھر جو کوئی
تم میں سے اپنے مونھ اور ہاتھ پاؤں کا دھونا بڑھا سکے تو بڑھاوے عن نعيم بن عبد الله انه رأى ابا هريرة
يتوضأ فغسل وجهه ويديه حتى كاد يبلغ المنكبين ثم غسل رجليه حتى رفع الى الساقين ثم
قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان امتي يأتون يوم القيمة غرا محجلين
من اثر الوضوء فمن استطاع منكم ان يطيل غرته فليفعل نعیم بن عبد اللہ سے روایت ہے انہوں نے
دیکھا ابوہریرہ کو وضو کرتے ہوئے انھوں نے مونھ دھویا اور دونوں ہاتھ دھوئے یہانتک کہ مونڈھوں
تک پہونچ گئے پھر دونوں پاؤں دھوئے یہانتک کہ پنڈلیوں تک پہونچ بعد اوسکے کہا میں نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے میری امت کے لوگ قیامت کے دن سفید مونہہ اور سفید
ہاتھ پاؤں والے ہوکر آوینگے وضو کی نشان سے پھر جو کوئی تم میں سے اپنی مونہہ کو زیادہ دھو سکے تو
دھووے عن ابي هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان حوضي ابعد من ايلة من
عدن لهو اشد بياضا من الثلج واحلى من العسل باللبن ولانيته اكثر من عدد النجوم واني
لاصد الناس عنه كما يصد الرجل ابل الناس عن حوضه قالوا يا رسول الله اتعرفنا يومئذ
قال نعم لكم سيما ليست لاحد من الامم تردون علي غرا محجلين من اثر الوضوء ترجمہ
ابوہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا حوض اتنا بڑا ہے جیسے عدن سے
عیلہ اس بھی زیادہ اسکا پانی برف سے زیادہ سفید اور شہد دودھ سے زیادہ میٹھا ہے اور اسکے برتن گنتی

این و شمار میں تاروں سے زیادہ ہیں اور میں لوگوں کو روکوں گا اس حوض سے جیسے کوئی دوسرے کے اونٹوں کو اپنے حوض سے روکتا ہے لوگوں نے کہا یا رسول اللہ آپ ہمکو پہچان لیں گے اوس دن آپ نے فرمایا البتہ تمہارا نشان ایسا ہوگا جو سوا تمہارے کسی امت کے لیے نہ ہوگا تم آؤ گے میرے سامنے سفید ہاتھ پاؤں لیکر وضو کے طفیل سے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَرِدُ عَلَیَّ اُمَّتِیَ الْحَوْضَ وَاَنَا اَذُوْدُ النَّاسَ عَنْهُ كَمَا یَذُوْدُ الرَّجُلُ اِبِلَ الرَّجُلِ عَنْ اِبِلِهٖ قَالُوْا یَا نَبِیَّ اللّٰهِ تَعْرِفُنَا قَالَ نَعَمْ لَكُمْ سِیْمَا لَیْسَتْ لِاَحَدٍ غَیْرِكُمْ تَرِدُوْنَ عَلَیَّ غُرًّا مُحَجَّلِیْنَ مِنْ اٰثَارِ الْوُضُوْءِ وَلَیُصَدَّنَّ عَنِّیْ طَائِفَةٌ مِّنْكُمْ فَلَا یَصِلُوْنَ فَاَقُوْلُ یَا رَبِّ هٰؤُلَاءِ مِنْ اَصْحَابِیْ فَیُجِیْبُنِیْ مَلَكٌ فَیَقُوْلُ وَهَلْ تَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ ترجمہ ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے لوگ میرے پاس حوض کوثر پر آوینگے اور میں لوگوں کو ہٹاؤنگا اسپر سے جیسے ایک مرد دوسرے مرد کے اونٹوں کو ہٹاتا ہے لوگوں نے کہا یا رسول کیا آپ ہمکو پہچان لیوینگے آپ نے فرمایا تمہاری نشانی ایسی ہی ہوگی جو کسی امت کے پاس نہ ہوگی تم آؤگے میرے پاس سفید پیشانی اور ہاتھ پاؤں لیکر وضو کی وجہ سے ف نووی نے کہا ایک جماعت نے استدلال کیا ہے اس حدیث سے کہ وضو خاص ہے اس امت سے اور بعضوں نے کہا کہ وضو اس امت سے خاص نہیں پر یہ فضیلت یعنے پیشانی اور ہاتھ پاؤں نورانی ہونا خاص ہوگا قیامت کے دن اس امت سے اور دلیل انکی دوسری حدیث ہی جسمیں یہ ہے کہ یہہ میرا وضو ہے اور مجھسے پہلے پیغمبروں کا وضو ہے لیکن اول جماعت نے دو جواب دیے ہیں ایک تو یہ کہ یہ حدیث ضعیف ہی اور اسکا ضعف مشہور ہے دوسری یہ کہ اگر اس حدیث کو مان لیویں تو اس سے اسقدر ثابت ہوتا ہی کہ اگلے پیغمبروں کے لیے بھی وضو تھا پر اگلی امتوں کے لیے وضو نہیں ثابت ہوتا ہے انتہی ف اور ایک گروہ روکا جاویگا میرے پاس آنے سے وہ مجھ تک نہ آسکیگا تب میں عرض کرونگا اے پروردگار یہ لوگ تو میرے ہیں اسوقت ایک فرشتہ مجھے جواب دیگا تم نہیں جانتے جو ان لوگوں نے تمہارے بعد دنیا میں نئے نئے کام کیے ف دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے پہ سنکر میں کہونگا تو پھر پرے ہٹو پرے ہٹو یعنے دور ہو نووی نے کہا علماء نے اس مقام پر کئی طرحکی باتیں لکھی ہیں پہلی یہ کہ مراد ان لوگوں سے منافق ہیں اور جو اسلام سے پھر گئے تو احتمال ہے کہ انکا حشر اسی نشان کے ساتھ یعنے سفید منہ اور ہاتھ پاؤں کے ساتھ ہو اور رسول اللہ

[margin: الذی فنا — فیجیبنی]

صلے اللہ علیہ وسلم نشان کو دیکھکر ان لوگون کو مسلمان سمجھین اسوقت آپکو جواب ملیگا کہ یہ لوگ اپنی
حالت پر نہین رہے اور انہون نے تمہارے بعد دین کو بدل دیا یعنے اسلام پر انکا خاتمہ نہین ہوا دوسرے
یہ کہ مراد ان لوگون سے وہ لوگ ہین جو حضرت کے زمانے مین تھے اور آپکی حیات مین مسلمان تھے
پھر آپکے بعد اسلام سے پھر گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن لوگون کو پہچان کر بلاوینگے اگرچہ انپر وضو
کا نشان نہ ہوگا اسوقت جواب ملیگا یہ لوگ تمہارے بعد اسلام سے پھر گئے تھے تیسرے یہ کہ مراد اُن
لوگون سے گنہگار ہین جنکا خاتمہ توحید پر ہوا پر کبیرہ اور بدعتون مین مبتلا تھے لیکن بدعت کفر کے
درجے تک نہین پہنچی تھی اس صورت مین یہ ضرور نہین کہ یہ لوگ جہنم ہی مین جاوین بلکہ شاید پہلے
یہ سزا انکے جانے کی اونکو ملی پھر اللہ تعالی اونپر رحم کرے اور وہ جنت مین جاوین بغیر عذاب کے
اور یہہ بھی ممکن ہے کہ اونکے موہنہ اور ہاتھ پاؤن سفید نورانی ہون اور احتمال ہے کہ یہ لوگ آپکے زمانے
کے بھی ہون اور آپکے بعد کے بھی ہون لیکن آپ اونکو نشان سے پہچان لیوین امام ابن عبدالبر نے
کہا جو شخص دین مین نئی بات نکالے وہ حوض کوثر سے راندا جاویگا جیسے رافضی اور خارجی اور تمام
گمراہ فرقے اسیطرح وہ لوگ بھی راندے جاوینگے جو ظلم کرتے ہون لوگون کے حق ڈباتے ہون
حق کو مٹاتے ہون ناحق کو پھیلاتے ہون کبیرے گناہ علانیہ کرتے ہون اور اس قسم کے سب لوگون کے
لیے بھی ڈر ہے کہ وہ حوض سے راندے جاوین لیکن عَنْ حُذَیْفَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ حَوْضِیْ لَاَبْعَدُ مِنْ اَیْلَۃَ مِنْ عَدَنٍ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنِّیْ لَاَذُوْدُ عَنْہُ
الرِّجَالَ کَمَا یَذُوْدُ الرَّجُلُ الْاِبِلَ الْغَرِیْبَۃَ عَنْ حَوْضِہٖ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَتَعْرِفُنَا قَالَ نَعَمْ تَرِدُوْنَ عَلَیَّ
غُرًّا مُحَجَّلِیْنَ مِنْ اٰثَارِ الْوُضُوْءِ لَیْسَتْ لِاَحَدٍ غَیْرِکُمْ ترجمہ حذیفہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا میرا حوض اتنا بڑا ہے جیسے عدن سے ایلہ (ایک شہر ہے مصر اور شام کے بیچ مین) قسم
ہے اوسکی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے مین لوگون کو وہان سے ہٹاونگا جیسے کوئی دوسرے کے اونٹون
کو اپنے حوض سے ہانکتا ہے لوگون نے کہا یارسول اللہ آپ ہم کو پہچانینگے آپنے فرمایا تم میرے پاس
آؤگے سفید پیشانی سفید ہاتھ پاؤن وضو کے نشان ہونگے جو تمہارے سوا اور کسی امت پر نہ ہونگے عَنْ
اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَتَی الْمَقْبَرَۃَ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ
وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ وَدِدْتُ اَنَّا قَدْ رَاَیْنَا اِخْوَانَنَا قَالُوْا اَوَلَسْنَا اِخْوَانَکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ

أَنْتُمْ أَصْحَابِي وَإِخْوَانُنَا الَّذِينَ لَمْ يَأْتُوا بَعْدُ فَقَالُوا كَيْفَ تَعْرِفُ مَنْ لَمْ يَأْتِ بَعْدُ مِنْ أُمَّتِكَ يَا رَسُولَ
اللهِ فَقَالَ أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ رَجُلًا لَهُ خَيْلٌ غُرٌّ مُحَجَّلَةٌ بَيْنَ ظَهْرَيْ خَيْلٍ دُهْمٍ بُهْمٍ أَلَا يَعْرِفُ خَيْلَهُ
قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ فَإِنَّهُمْ يَأْتُونَ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنَ الْوُضُوءِ وَأَنَا فَرَطُهُمْ عَلَى الْحَوْضِ أَلَا
لَيُذَادَنَّ رِجَالٌ عَنْ حَوْضِي كَمَا يُذَادُ الْبَعِيرُ الضَّالُّ أُنَادِيهِمْ أَلَا هَلُمَّ فَيُقَالُ إِنَّهُمْ قَدْ بَدَّلُوا
بَعْدَكَ فَأَقُولُ سُحْقًا سُحْقًا ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان میں
تشریف لائے تو فرمایا سلام ہے تم پر یہ گھر ہے مسلمان لوگوں کا اور ہم خدا چاہے تو تم سے ملنے والے ہیں ف
اگرچہ مرنا یقینی ہے اس میں شک نہیں پر انشاء اللہ آپنے برکت کے لیے فرمایا اور خدا کا حکم بجا لانے کو لیے
اسنے فرمایا تم کسی کام کو جو کل کرنے والے ہو تو مت کہو میں کل کرونگا بلکہ یون کہہ کرونگا اگر خدا چاہے اور خطابی
نے کہا انشاء اللہ عادت کے طور پر کہا یا تحسین کلام کیلیے اور بعضون نے کہا کہ انشاء اللہ مرنے سے متعلق
نہیں ہے بلکہ مومنین کے ساتھ ملنے سے یعنی خدا چاہے تو خاتمہ ہمارا بھی ایمان پر ہوگا اور ہم بھی تم سے ملینگے
گے اسی جگہہ اور بعضون نے انشاء اللہ کے معنی جس وقت خدا چاہے اور بعضون نے اور معنے کہے ہیں جو
ضعیف ہیں (نووی) ف میری آرزو ہے کہ ہم اپنے بھائیون کو دیکھیں (اس حدیث سے معلوم ہوا کہ
نیک بات کی آرزو کرنا درست ہے جیسے علما اور فضلا سے ملنے کی) صحابہ نے کہا یا رسول اللہ کیا ہم آپکے
بھائی نہیں ہیں آپنے فرمایا تم تو میرے صحاب ہو ف امام باجی نے کہا اس سے یہ غرض نہیں کہ
تم بھائی نہیں ہو بلکہ مقصود یہ ہے کہ تمہارا درجہ تو بھائی ہونے سے زیادہ ہے تم تو صحابی ہو اور بھائی بھی
ہو اور جو لوگ ابھی پیدا نہیں ہوئے وہ صرف بھائی ہیں صحابی نہیں ہیں جیسے اللہ تعالے نے فرمایا مومن
ایکدوسرے کے بھائی ہیں قاضی عیاض نے کہا ابن عبد البر نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے اس امر پر
کہ آپکے بعد کے زمانے کے لوگ بھی فضیلت رکھتے ہیں یہان تک کہ بعض انہیں کے افضل ہیں بعض صحابہ
سے اور یہہ جو حضرت نے فرمایا بہتر تم میں سے میرے زمانے کے لوگ ہیں تو اس سے مراد مہاجرین اور انصار ہیں اور وہ سب
افضل ہیں تمام امت میں لیکن جو شخص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف صحبت میں رہا ہو یا آپکو دیکھا ہو اور
اسکا کچھ اثر دین میں نہ ہو تو بعد کے زمانے کا شخص اس سے افضل ہو سکتا ہے جیسے اور حدیثون سے معلوم ہوتا
قاضی نے کہا سو ابن عبد البر کے اور بعض متکلمین کا بھی یہی مذہب ہے لیکن اکثر علماء اسکے خلاف ہیں
وہ کہتے ہیں جو حضرت کی صحبت میں رہا یا ایکبار بھی آپکو دیکھا اسکو صحبت کی فضیلت مل گئی اب اسکے بعد

کے زمانے کا شخص اسکے برابر نہین ہو سکتا گو کتنا ہی مرتبہ رکھتا ہو علم اور زہد مین اور دلیل انکی حدیث ہی
اگر تم مین سے کوئی احد کے برابر سونا خرچ کرے تو صحابہ کے مد یا آدھے مد کے برابر نہین ہو سکتا تمام ہوا کلام
قاضی عیاض کا (نووی) ف اور بھائی ہمارے وہ لوگ ہین جو ابھی دنیا مین نہین آئے صحابہ نے
کہا یا رسول اللہ آپ کیونکر پہچانینگے اپنی امت کے ان لوگون کو جنکو آپ نے نہین دیکھا آپ نے فرمایا بھلا
دیکھو اگر ایک شخص کی سفید پیشانی سفید ہاتھ پانون کے گھوڑے سیاہ مشکی گھوڑون مین ملجاوین تو وہ
اپنے گھوڑے نہین پہچانے گا صحابہ نے کہا بیشک وہ تو پہچان لیگا آپ نے فرمایا تو میری امت کے لوگ سفید منہ
اور سفید ہاتھ پانون رکھتے ہونگے قیامت کے دن وضو کی وجہ سے اور مین انکا پیش خیمہ ہونگا حوض کوثر
پر خبردار ہو بعضے لوگ میرے حوض پر سے ہٹائے جاوینگے جیسے بھٹکا ہوا اونٹ ہنکایا جاتا ہے مین انکو پکارونگا
آؤ آؤ اسوقت کہا جاویگا ان لوگون نے اپنی نیتین بدل دیا تھا آپکے بعد یعنے اپنا دین بدل دیا تھا اور کافر
ہو گئے تھے یا انکی حالت بدل گئی تھی بدعت اور ظلم مین گرفتار ہو گئے تھے) تب مین کہونگا جاؤ دور ہو دور ہو
ف اسراج الوہاج مین ہے اللہ تعالے تباہ کرے رافضیون کو انہون نے ان لوگون سے صحابہ کرام
کو سمجھا ہے مہاجرین اور انصار کو حالانکہ اس حدیث مین رجال کا لفظ ہے نہ صحابہ کا اور اگر صحابہ کا لفظ ثابت
ہو تب بھی مراد وہ لوگ ہین جو آپ کی وفات کے بعد اسلام سے پھر گئے نہ تمام صحابہ معاذ اللہ اللہ تعالے
نے انکی تعریف مین فرمایا وما بدلوا تبدیلا اور فرمایا رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ اور فرمایا لیغیظ بہم الکفار اس سے
یہ نکلتا ہی کہ جو شخص صحابہ سے ناراض ہو کر انپر غصہ کرے وہ خود کافر ہے لعنت ہو اللہ کی اس مردود
پر جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیقون اور جان نثارون پر تہمت کرے اور انکو اہل بیت رسالت
کا بدخواہ جانے اور بھول جاوے انکی خدمتون کو جنکی بدولت ہم تک اسلام پہنچا اور جنکی سعی اور کوشش
سے آج تک دین کا قیام ہے عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرج الی المقبرۃ
فقال السلام علیکم دار قوم مؤمنین وانا ان شاء اللہ بکم لاحقون بمثل حدیث اسمعیل
بن جعفر غیر ان حدیث مالک فلیذادن رجال عن حوضی ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذرا
عن ابی حازم قال کنت خلف ابی ہریرۃ وہو یتوضأ للصلوۃ فکان یمد یدہ حتی
یبلغ ابطہ فقلت لہ یا ابا ہریرۃ ما ہذا الوضوء فقال یا بنی فروخ انتم ہاہنا لو
علمت انکم ہہنا ما توضأت ہذا الوضوء سمعت خلیلی صلی اللہ علیہ وسلم

يَقُوْلُ تَبْلُغُ الْحِلْيَةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوُضُوْءُ ترجمہ ابو حازم سے روایت ہے میں ابو ہریرہ کے پیچھے تھا وہ نماز کے لیے وضو کر رہے تھے تو اپنے ہاتھ کو دھوتے تھے لمبا کر کے یہاں تک کہ بغل تک دھویا میں نے کہا اے ابو ہریرہ یہ کیسا وضو ہے ابو ہریرہ نے کہا اے فروخ کی اولاد (فروخ ابراہیم کے ایک بیٹے کا نام ہے جسکی اولاد میں عجم کے لوگ ہیں ابو حازم بھی عجمی تھے) تم یہاں موجود ہو اگر میں جانتا تم یہاں موجود ہو تو میں اس طرح وضو نہ کرتا ف کسلیے کہ تم لوگوں کو اتنا علم نہیں ایسا نہ ہو تم گمراہ ہو جاؤ اور یہ خیال کرو کہ بغلوں تک ہاتھوں کا دھونا فرض ہے قاضی عیاض نے کہا ابو ہریرہ کی یہ غرض ہے کہ جو شخص پیشوا ہو اسکو چاہیے کہ جب کسی ضرورت سے رخصت پر عمل کرے یا وسوسہ کی وجہ سے کسی امر میں مبالغہ کرے یا کوئی خیال رکھتا ہو تو عام لوگوں کے سامنے نہ کرے خصوصًا جاہلوں کے ایسا نہ ہو کہ وہ بغیر ضرورت کے اس رخصت پر عمل کرنے لگیں یا اس کام کو لازم سمجھ لیں مثل فرض کے (نووی) ف میں نے سنا اپنے دوست سے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے قیامت کے دن مومن کو وہاں تک زیور پہنایا جاویگا جہاں تک اسکا وضو پہنچتا ہو۔

باب فَضْلِ اِسْبَاغِ الْوُضُوْءِ عَلَى الْمَكَارِهِ سختی اور تکلیف کی حالت میں وضو پورا کرنے کا کیا ثواب ہے

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَا يَمْحُو اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَى الْمَكَارِهِ وَكَثْرَةُ الْخُطَا اِلَى الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمکو نہ بتلاؤں ایسے وہ باتیں جن سے گناہ مٹ جاویں (یعنی معاف ہو جاویں یا لکھنے والوں کے دفتر سے مٹ جاویں) اور درجے بلند ہوں (جنت میں) لوگوں نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ بتلایے آپ نے فرمایا پورا کرنا وضو کا سختی اور تکلیف میں (جیسے جاڑے کی شدت میں یا بیماری میں) اور بہت ہونا قدموں کا مسجد تک (اس طرح کہ مسجد گھر سے دور ہو اور بار بار جاوے) اور انتظار کرنا دوسری نماز کا ایک نماز کے بعد یہی رباط ہے (یعنی نفس کا روکنا عبادت کے لیے یا وہ رباط ہے جو جہاد میں ہوتا ہے جسکا ذکر قرآن شریف میں ہے وَرَابِطُوْا)

عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَلَيْسَ فِيْ حَدِيْثِ شُعْبَةَ ذِكْرُ الرِّبَاطِ وَفِيْ حَدِيْثِ مَالِكٍ ذَكَرَ مَرَّتَيْنِ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا لیکن شعبہ کی روایت میں رباط کا ذکر نہیں ہے اور مالک کی روایت میں دوبارہ ہے یہی رباط ہے یہی رباط ہے

بَابُ السِّوَاكِ سواک کرنے کا بیان ف امام نووی نے کہا مسواک سنت ہی واجب نہیں کسی وقت نہ نماز کے لیے اور کسی وقت اور اسپر اتفاق کیا تمام معتبر علما نے لیکن شیخ ابو حامد نے داؤد ظاہری سے اسکا وجوب نقل کیا ہے نماز کے لیے اور ماوردی نے بھی داؤد سے ایسا ہی نقل کیا ہے لیکن کہا انہوں نے مسواک ایسا واجب ہی جسکی ترک سے نماز باطل نہ ہوگی اور اسحاق بن راہویہ سے منقول ہی کہ مسواک واجب ہے اگر قصداً اوسکو ترک کریگا تو نماز باطل ہو جاوے گی اور ہمارے پچھلے اصحاب نے شیخ ابو حامد کی روایت کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ داؤد کا مذہب یہ ہے کہ مسواک سنت ہی جیسے جماعت اور اگر داؤد سے مسواک کا وجوب ثابت ہو تب بھی اجماع میں اُن کی مخالفت ضرر نہ کریگی کس لیے کہ محققین علما اور اکثر اسی طرف ہین کہ مسواک سنت ہی اور اسحاق سے وجوب کی روایت صحیح نہیں ہے پھر مسواک مستحب ہے سب وقتون مین لیکن پانچ وقت زیادہ مستحب ہے ایک تو نماز کے وقت اگرچہ وضو سے ہو یا تیمم سے دوسرے وضو کے وقت تیسری قرآن کی تلاوت کے وقت چوتھی سو کر اوٹھنے کے وقت پانچوین منہ کے تغیر کے وقت اور یہ تغیر یا تو نہ کھانے اور پینے سے ہوتا ہے یا بدبودار چیز کھانے سے یا بہت دیر تک چپ رہنے سے یا بہت باتین کرنے سے اور امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ مسواک روزہ دار کیلئے مکروہ ہے دوپہر ڈھلنے کے بعد تاکہ روزے دار کے منہ کی بو جو نہ کھانے سے پیدا ہوتی ہے اور وہ اللہ تعالے کو پسند ہی جاتی نہ رہے اور مستحب ہے کہ مسواک پیلو کی ہو اگر کسی ایسی چیز سے کرے جس سے منہ کا تغیر جاتا رہے تو مسواک ادا ہو جاویگی جیسے کھرّے کپڑے سے اور سعد سے یا اشنان سے (اسیطرح منجن سے) لیکن اگر انگلی سے رگڑے اور انگلی نرم ہو تو مسواک ادا نہ ہوگی اگر سخت ہو تو اسمین تین قول ہین ایک تو مشہور ہے وہ یہ کہ کافی نہ ہوگی دوسری یہ کہ کافی ہوگی تیسری یہ کہ اگر کوئی اور چیز مسواک کرنے کو نہ ملے تو کافی ہوگی ورنہ کافی نہ ہوگی اور مستحب یہ ہے کہ متوسط لکڑی سے مسواک کرے نہ بہت سوکھی جس سے مسوڑھے چھل جاوین نہ بالکل گیلی اور مستحب یہ ہے کہ مسواک منہ کے عرض مین کرے نہ لنبائی مین ایسا نہ ہو کہ مسوڑھون کو زخم لگے اگر طول مین مسواک کرے تو سنت ادا ہوگی لیکن مکروہ ہے اور مسواک کو خوب پھراوے دانتون کے کنارون اور جڑون اور تمام حلق مین اوپر نیچے نرمی کے ساتھ اور پہلے داہنی طرف سے شروع کرے اور دوسرے کی مسواک کرنا اسکی اجازت سے درست ہی اور لڑکے کو لڑکپن سے مسواک کی عادت ڈالین تاکہ عادت ہو جاوے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَفِي حَدِيثِ

نُهْيَرٍ عَلَى اُمَّتِي لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مسلمانون پر شاق نہ ہوتا (یعنے دشوار) درزہیر کی روایت مین یون ہے اگر میری امت پر شاق
نہ ہوتا تو مین انکو حکم کرتا ہر نماز کے وقت سواک کرنے کا ف نووی نے کہا یہ حدیث دلیل ہے اس
بات کی کہ سواک واجب نہین ہے امام شافعی نے کہا اگر سواک واجب ہوتی تو آپ حکم کرتے اگرچہ وہ شاق
ہوتا اور ایک جماعت علما نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ امر وجوب کے لیے ہے اور یہی مذہب ہے
اکثر فقہا اور جماعت متکلمین اور اصحاب اصول کا اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جو امر مستحب ہے وہ مامور بہ نہین
ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس مسئلے مین خدا کیطرف سے کوئی حکم نہ اترے تو اسمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو اجتہاد درست تھا اور یہی مذہب ہے اکثر فقہا اور اصحاب اصول کا اور یہی صحیح اور مختار ہے اور یہ بھی معلوم
ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت پر کیسی شفقت اور آسانی منظور تھی اور یہ بھی معلوم
ہوتا ہے کہ ہر نماز کے وقت سواک کرنا افضل ہے انتہی باختصار عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ اَبِيْهِ
قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ قُلْتُ بِاَيِّ شَيْءٍ كَانَ يَبْدَءُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ
قَالَتْ بِالسِّوَاكِ ترجمہ مقدام بن شریح نے اپنے باپ سے سنا انہون نے کہا مین نے حضرت عائشہ سے
پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر مین آتے تو پہلے کیا کام کرتے انہون نے کہا سواک کرتے
(اس سے معلوم ہوا کہ سواک کیسی ضروری چیز ہے) عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَانَ اِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ بَدَءَ بِالسِّوَاكِ ترجمہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم جب گھر مین آتے تو پہلے سواک کرتے عَنْ اَبِي مُوْسٰى قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَرْفُ السِّوَاكِ عَلٰى لِسَانِهٖ ترجمہ ابوموسے سے روایت ہے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پاس گیا سواک کا کونا آپکی زبان پر تھا (یعنے زبان صاف کر رہے تھے سواک سے) عَنْ حُذَيْفَةَ
قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ لِيَتَهَجَّدَ يَشُوْصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ ترجمہ حذیفہ سے
روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اٹھتے تہجد پڑھنے کو تو منہ صاف کرتے سواک سے (یا دانتون کو گھستے
سواک سے) عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ مِثْلِهٖ وَلَمْ يَقُوْلُوْا لِيَتَهَجَّدَ وَلَم يقولها
ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذرا اسمین یہ ہے کہ جب رات کو اٹھتے اور تہجد کا ذکر نہین عَنْ حُذَيْفَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوْصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذرا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

اَنَّہٗ بَاتَ عِنْدَ نَبِیِّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَیْلَۃٍ فَقَامَ نَبِیُّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ اٰخِرِ اللَّیْلِ فَخَرَجَ فَنَظَرَ فِی السَّمَاءِ ثُمَّ تَلَا ہٰذِہِ الْاٰیَۃَ فِیْ اٰلِ عِمْرَانَ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلٰی وَاخْتِلَافِ اللَّیْلِ وَالنَّہَارِ حَتّٰی بَلَغَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ثُمَّ رَجَعَ اِلَی الْبَیْتِ فَتَسَوَّکَ وَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰی ثُمَّ اضْطَجَعَ ثُمَّ قَامَ فَخَرَجَ فَنَظَرَ اِلَی السَّمَاءِ ثُمَّ تَلَا ہٰذِہِ الْاٰیَۃَ ثُمَّ رَجَعَ فَتَسَوَّکَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰی **ترجمہ** ابن عباسؓ سے روایت ہے وہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہے تو پچھلی رات کو آپ اوٹھے اور باہر نکلے آسمان کیطرف دیکھا پھر یہ آیت پڑھی جو سورہ آل عمران میں ہے اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ تک پھر لوٹ کر اندر آئے اور مسواک کی اور وضو کیا اور کھڑے ہو کر نماز پڑھی پھر لیٹ رہے پھر اوٹھے اور باہر نکلے اور آسمان کیطرف دیکھا اور یہی آیت پڑھی پھر لوٹ کر اندر آئے اور مسواک کی اور وضو کیا پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھی **ف** نووی نے کہا اس حدیث سے بڑے فائدے نکلے ہیں اور عمدہ احکام اور امام مسلم نے اس مقام پر اس حدیث کو مختصر ذکر کیا ہے اور پوری حدیث کتاب الصلوۃ میں بیان کی ہے ہم بھی وہیں اسکی شرح اور فوائد بیان کرینگے

باب خِصَالُ الْفِطْرَۃِ سنت باتوں کا بیان **عن** اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْفِطْرَۃُ خَمْسٌ اَوْ خَمْسٌ مِّنَ الْفِطْرَۃِ الْخِتَانُ وَالْاِسْتِحْدَادُ وَتَقْلِیْمُ الْاَظْفَارِ وَنَتْفُ الْاِبْطِ وَقَصُّ الشَّارِبِ **ترجمہ** ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فطرت پانچ ہیں یا پانچ چیزیں فطرت میں سے ہیں **ف** نووی نے کہا فطرت سے بیان کیا مراد ہے اس میں علماء نے اختلاف کیا ہے ابوسلیمان خطابی نے کہا اکثر علماء نے فطرت کے معنے سنت کے کہے ہیں اور مطلب یہ ہے کہ یہ چیزیں پیغمبروں کی سنت ہیں اور بعضوں نے کہا فطرت سے دین مراد ہے پھر ان میں سے اکثر چیزیں واجب نہیں ہیں اور بعضی چیزوں کے وجوب میں اختلاف ہے جیسے ختنہ اور کلی اور ناک میں پانی ڈالنا ختنہ کرنا **ف** یہ امام شافعی اور بہت علماء کے نزدیک واجب ہے اور امام مالک اور اکثر علماء کے نزدیک سنت ہے امام شافعی کے نزدیک ختنہ مرد اور عورت دونوں پر واجب ہے مرد پر تو یہ کہ حشفہ (سپاری) پر جتنی کھال ہے وہ سب کاٹی جاوے یہانتک کہ پورا حشفہ کھل جاوے اور عورت پر یہ کہ فرج کے اوپر کی جانب میں سے ایک ٹکڑا گوشت کا لیا جاوے اور صحیح مذہب ہمارا جسپر جمہور علماء ہیں یہ ہے کہ ختنہ بچپن میں جائز ہے واجب نہیں اور ایک قول یہ ہے کہ ولی پر نابالغ کا ختنہ کرنا واجب ہے اوسکے بالغ ہونے سے پہلے اور ایک قول یہ ہے کہ ختنہ حرام ہے دس برس سے پہلے اور صحیح یہ ہے کہ ختنہ بچہ کا پیدایش سے ساتویں دن کرنا مستحب ہے اور پیدایش کا دن ان سات دن میں محسوب ہوگا

یا اوسکے سوا سات دن چاہیئین اسمین دو قول ہین ظاہر یہ ہے کہ پیدایش کا دن بھی محسوب ہوگا اور
ہمارے اصحاب نے اختلاف کیا ہے خنثیٰ مشکل مین یعنے جسمین مرد اور عورت دونونکی نشانیان برابر موجود
ہون بعضون نے کہا اوسکا ختنہ فرج مین کرنا چاہیئے بلوغ کے بعد اور بعضون نے کہا جب تک اوسکا حال
نہ کھلے کہ مرد ہے یا عورت اسوقت تک اوسکا ختنہ نہ کرنا چاہیئے اور جس شخص کے دو ذکر ہون تو اگر دونو
کام کے ہون تو دونون کا ختنہ کیا جاوے ورنہ جو کام کا ہو اور کام سے مراد بعضون کے نزدیک پیشاب
ہے اور بعضون کے نزدیک جماع اور اگر کوئی آدمی بن ختنہ مرجاوے تو اسمین تین قول ہین صحیح اور مشہور
یہ ہے کہ ختنہ نہ کرین خواہ چھوٹا ہو یا بڑا دوسرا یہ کہ بڑا ہو تو کرین چھوٹا ہو تو نکرین تیسری صفت اور زیر ناف کے بال مونڈ
ڈالنا استرے سے اور یہ سنت ہے اور مقصود یہ ہے کہ یہ مقام صاف اور پاک رہے اور افضل مونڈنا ہے
اور کترنا اور اوکھیڑنا بالون کا بھی درست ہے اسیطرح نورہ لگانا بھی درست ہے اور مراد زیر ناف سے
وہ بال ہین جو ذکر پر ہون اور اوسکے گرداگرد اسیطرح وہ بال جو عورت کے فرج کے آس پاس ہون
اور ابو العباس بن سریج نے کہا کہ مراد وہ بال ہین جو دبر کے گرد ہون بہر حال قبل اور دبر اور انکے
آس پاس سب بالونکا مونڈنا بہتر ہے اب اوسکے لیے کوئی میعاد مقرر نہین جب ضرورت ہو اوسوقت
مونڈے یعنے جب بال بڑھ جاوین اسیطرح مونچھ اور بغل کے بال لینے کے لیے اور ناخون کترانے کے
لیے کوئی میعاد مقرر نہین اور یہ جو زیر ناف کے بالون مین منقول ہے کہ چالیس دن سے زیادہ چھوڑنا
اس سے یہ مقصود ہے کہ چالیس دن کے اندر مونڈنا چاہیئے نہ یہ کہ چالیس دن کچھ مونڈنے کی میعاد
ہے (نووی) بعض بے وقوف کم سمجھ لوگ یہ خیال کرتے ہین کہ شریعت محمدی مین ایسی چھوٹی چھوٹی
باتون سے کیون بحث کی جاتی ہے انکا جواب یہ ہے کہ یہ امر تو اس شریعت کے لیے ضرور ہے جو سب شریعتون
سے بہتر اور سب کی ناسخ ہو اور اعلیٰ تعلیم وہی ہے جس مین تمام ضروریات کی تعلیم ہو اور چھوٹی چھوٹی
باتون کو حقیر جان کر ادر چھوڑ دینا اور ان کی تعلیم کیطرف توجہ نہ کرنا یہ تو بے وقوفون کا کام ہے
نہ عاقلونکا البتہ اس امر مین غور کرنا چاہیئے کہ یہ باتین مفید ہین اور منفعت بخش ہین بار بار غور کرنے سے
معلوم ہوتا ہے کہ شریعت محمدی مین جن جن کامونکا حکم ہوا ہے خواہ ادنے ہو یا اعلیٰ سب کے سب مفید اور ضروری
اور فائدہ بخش ہین ایک زیر ناف کے بال لینے کو دیکھو کہ علاوہ طہارت اور نجاست کے طاقت بھی یہ امر باہ کو
بڑھاتا ہے اسیطرح اور کامون کو قیاس کرو وہ شخص بڑا جاہل کم سمجھ نادان بے وقوف ہے جو پیغمبرون

پیر بڑا خیال کرتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ ان کے احکام مستحب ہیں اور ضروری نہیں ہو سکتی لاحول ولا قوۃ
الا باللہ العلی العظیم ف اور ناخون کا کاٹنا ف یہ بھی سنت ہی واجب نہین ہے اور مستحب ہے
کہ پہلے دونون ہاتھون کے ناخون کاٹے پھر پانؤن کے پہلے داہنے ہاتھ کی کلمہ کی انگلی سے شروع
کرے پھر بیچ کی انگلی پھر اوسکے پاس والی انگلی پھر چھنگلیا پھر انگوٹھا پھر بائین ہاتھ مین چھنگلیا سے شروع
کرے پھر اوسکے پاس والی انگلی اسیطرح انگوٹھے پر ختم کرے پھر داہنے پانؤن مین چھنگلیا سے شروع
کرے اور بائین پانؤن کی چھنگلیا پر ختم کرے (نووی) ف اور بغل کے بال اکھیڑنا ف یہ بالاتفاق سنت
ہے اور افضل بھی ہے کہ اوکھیڑے اگر اکھیڑ سکے اور مونڈنا اور نورہ لگانا بھی درست ہی اور یونس بن عبد الاعلی
سے منقول ہی مین امام شافعی کے پاس گیا اونکے پاس مزین تھے وہ اپنی بغل کے بال مونڈ رہے تھے
انہون نے کہا مین جانتا ہون کہ اوکھیڑنا سنت ہی لیکن مجھہ سے نہین ہو سکتا درد کی وجہ سے اور
مستحب ہے کہ پہلے داہنی بغل سے شروع کرے (نووی) ف اور مونچھہ کترنا ف یہ بھی سنت ہی اور مستحب ہے کہ داہنی طرف سے کترانا شروع
کرے اور اختیار ہی کہ خود کترے یا دوسرے سے کترا دے اور بغل کے بال خود لینا بہتر ہے اگر دوسرے سے منڈا دے تو بھی جائز ہی لیکن زیر ناف کے بال خود مونڈے اب
اسمین اختلاف ہے کہ مونچھہ کہانتک کترانا چاہیے مختار یہ ہے کہ یہانتک کتراوے کہ ہونٹ کا کنارہ کھل
جاوے اور جڑ سے نہ کترے اور وہ جو حدیث مین آیا ہے مٹا دو مونچھون کو مراد اس سے یہی ہے کہ جسقدر
ہونٹ سے بڑھی ہوئی ہون اسیطرح داڑہی کے چھوڑنے کا حکم ہے اور فارس کے لوگون کی عادت تھی
کہ وہ داڑہیون کو کترا کرتے تھے شریعت مین اسکی ممانعت ہوئی اور علما نے داڑہی مین دس باتین
ایسی لکھی ہین جو مکروہ ہین ایک تو سیاہ خضاب کرنا داڑہی کا جب جہاد کی غرض سے
نہو دوسرے زرد خضاب کرنا نیک لوگون کی مشابہت کے لیے نہ سنت کی پیروی کے واسطے تیسرے خضاب
کرنا گندہک وغیرہ سے بالون کو جلدی سفید کرنے کے لیے تاکہ لوگ تعظیم اور ادب کرین اور یہ سمجھین کہ
بزرگ ہین چوتھے اوائل جوانی مین جب شروع داڑہی کے بال نکلین تو اونکا اوکھیڑنا زیبائش کے
لیے اور امرد بنے رہنے کے لیے پانچوین سفید بالونکا اوکھیڑنا چھٹی بالون کی صفین جمانا تہ بہ تہ تاکہ عورتون کو بھلا
معلوم ہو ساتوین اسکو گھٹانا رخسارون کے بال مونڈ کر یا بڑھانا کنپٹی کے بالون کو ملا کر آٹھوین کنگھی
کرنا بہ نیت نمایش نوین اسکو پریشان چھوڑ دینا بے پروائی سے بار یا سے اپنی تئین زاہد کہلانے
کو دسوین اوسکی سیاہی یا سفیدی کو دیکھنا غرور اور تکبر اور فخر کی نیت سے گیارہوین اوسکو باندہنا اور

کو ندھیا تو رہیوین اوسکو منڈانا پر اگر عورت کی ڈاڑہی نکل آوے تو اوسکو مونڈ ڈالنا مستحب ہے لئے عن
ابی ہریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال الفطرۃ خمس الاختتان والاستحداد و
قص الشارب وتقلیم الاظفار ونتف الابط ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذرا عن انس
بن مالک قال قال انس وقت لنا فی قص الشارب وتقلیم الاظفار ونتف الابط وحلق العانۃ ان
لا نترک اکثر من اربعین لیلۃ ترجمہ انس بن مالک نے کہا ہمارے لیے میعاد مقرر ہوئی مونچھ کترنے
کی اور ناخون کاٹنے کی اور بغل کے بال نوچنے کی اور زیر ناف کے بال مونڈنے کی کہ نہ چھوڑین ہم انکو چالیس دن سے
زیادہ عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال احفوا الشوارب واعفوا اللحی ترجمہ عبد اللہ بن
عمر سے روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پست دو مونچھون کو اور چھوڑ دو ڈاڑہیون کو عن
ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال امرنا باحفاء الشوارب واعفاء اللحیۃ ترجمہ
عبد اللہ بن عمر سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمکو حکم ہوا مونچھون کو جڑ سے
کاٹنے کا اور ڈاڑہی کو چھوڑ دینے کا ف یہ مسلمانون کی وضع قرار پائی حقیقت مین یہی وضع
حکمت کے موافق ہے اور اسمین خوشنمائی اور صفائی دونون باتین ہین اب مونچھون کو بڑھانا اور
ڈاڑہیون مونڈنا یہ مسلمانی چال کے بالکل برخلاف ہے اور کافرون اور فاسقون کا شیوہ ہی عن
ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خالفوا المشرکین احفوا الشوارب واوفوا اللحی اعفوا
ترجمہ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خلاف کرو مشرکون کا
نکال ڈالو مونچھون کو اور پورا رکھو ڈاڑہیون کو یعنے چھوڑ دو اُن کو اور ان مین کتر بیونت نہ کرو
یہی قول ہے ایک جماعت کا ہمارے اصحاب مین سے اور بہت علماء کا اور قاضی عیاض نے
کہا ڈاڑہی کا مونڈنا اور کترنا مکروہ ہے اور اسکے طول اور عرض میں سے بالون کا لینا اور برابر کرنا بہتر ہے
اور مکروہ ہے آدمی اپنی ڈاڑہی بڑہا کر مشہور کرے جیسے ڈاڑہی کترا کر اور سلف نے اختلاف کیا ہے
کہ ڈاڑہی کی حد کیا ہے بعضون نے کہا کوئی حد نہین مگر اتنی نہ بڑہانے کہ مشہور ہو وے بلکہ کم کر دیوے اور
امام مالک نے ڈاڑہی کو بہت لنبا کرنا مکروہ رکھا ہے اور بعضون نے ایک مٹھی کی حد کر دی ہے جو
اس سے زیادہ ہو وہ کتر ڈالنا چاہیے اور بعضون نے اسکا کترنا مطلقاً مکروہ جانا ہی مگر حج یا عمرے مین اور
مونچھون مین بہت سلف کا یہ قول ہے کہ بالکل جڑ سے کتری جاوین یا مونڈے جاوین کیونکہ حضرت نے

صاف نسترا یا مونڈنا دو مونچھون کو اور یہی قول ہے اہل کوفہ کا اور بہت سے لوگ اسطرف گئے ہین
کہ مونچھونکا بالکل مونڈ ڈالنا مکروہ ہے اور امام مالک کہتے تھے کہ یہ مثلہ ہے اور جو کوئی ایسا کرے اسکو سزا
دیجاوے اور مکروہ جانتے تھے انکا لینا اوپر سے اور ان لوگون کا یہ قول ہے کہ احفا اور جز اور قص
سب کے معنی کترنے کے ہین یعنے مونچھون کو کترنا چاہیے یہانتک کہ ہونٹ کا کنارہ کھل جاوے اور بعضے
علمانے لکھا ہے کہ ان دونوں امرون مین اختیار ہے جو چاہے کرے تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا
اور مختار یہ ہے کہ ڈاڑہی تو اپنے حال پر چھوڑ دیجاوے اسمین کمی نہ کرین اور مونچھین اتنی کترین کہ ہونٹ
کا کنارہ کھلا رہے (نووی) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُزُّوا
الشَّوَارِبَ وَاَرْخُوا اللِّحٰی خَالِفُوا الْمَجُوْسَ ترجمہ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کترو مونچھون کو اور لٹکاؤ ڈاڑہیونکو اور خلاف کرو فارسیونکا (یعنے آتش پرستونکا) عَنْ
عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ وَاِعْفَاءُ
اللِّحْيَةِ وَالسِّوَاكُ وَاسْتِنْشَاقُ الْمَاءِ وَقَصُّ الْاَظْفَارِ وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ وَنَتْفُ الْاِبْطِ وَحَلْقُ
الْعَانَةِ وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ قَالَ زَكَرِيَّاءُ قَالَ مُصْعَبٌ وَنَسِيْتُ الْعَاشِرَةَ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ الْمَضْمَضَةَ
زَادَ قُتَيْبَةُ قَالَ وَكِيْعٌ اِنْتِقَاصُ الْمَاءِ يَعْنِي الْاِسْتِنْجَاءَ ترجمہ ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دس باتین پیدائشی سنت ہین ایک تو مونچھین کترنا دوسرے ڈاڑہی
چھوڑ دینا تیسرے مسواک کرنا چوتھی ناک مین پانی ڈالنا پانچوین ناخون کاٹنا چھٹی پورون کا دھونا
(پالون کے اندر اور ناک اور بغل اور رانون کا دھونا) ساتوین بغل کے بال اکھیڑنا آٹھوین زیر ناف
کے بال لینا نوین پانی سے استنجا کرنا (یا شرمگاہ پر وضو کے بعد تھوڑا سا پانی چھڑک لینا) مصعب
نے کہا مین دسوین بات بھول گیا شاید کلی کرنا ہو وکیع نے کہا انتقاص الماء سے (جو حدیث مین وارد
ہے) استنجا مراد ہے عَنْ مُصْعَبِ بْنِ شَيْبَةَ فِيْ هٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ اَبُوْهُ وَ
نَسِيْتُ الْعَاشِرَةَ ترجمہ دوسری روایت کا وہی ہے جو اوپر گذرا بَابُ الْاِسْتِطَابَةِ باب
استنجا کے بیان مین عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قِيْلَ لَهٗ قَدْ عَلَّمَكُمْ نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كُلَّ شَيْءٍ حَتَّى الْخِرَاءَةَ قَالَ فَقَالَ اَجَلْ لَقَدْ نَهَانَا اَنْ نَّسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ لِغَائِطٍ اَوْ بَوْلٍ اَوْ اَنْ نَّسْتَنْجِيَ
بِالْيَمِيْنِ اَوْ اَنْ نَّسْتَنْجِيَ بِاَقَلَّ مِنْ ثَلٰثَةِ اَحْجَارٍ اَوْ اَنْ نَّسْتَنْجِيَ بِرَجِيْعٍ اَوْ بِعَظْمٍ ترجمہ سلمانؓ سے روایت ہے انسے کہا گیا تمہارے نبی نے

اونٹنی کو بٹھایا قبلے کے سامنے پھر اوسکی آڑ مین پیشاب کرنے لگے مین نے کہا یہ تو منع ہے انہون کہا منع جب ہے جب کھلے میدان مین ایسا کرے اگر قبلے مین اور استنجا کرنے والے مین کوئی چیز حائل ہو تو منع نہین روایت کیا اسکو ابو داؤد نے اور یہ حدیثین صحیح ہین جن سے اس امر کا جواز مکان مین ثابت ہوتا ہے اور ابو ایوب اور سلمان اور ابو ہریرہ کی حدیثین جو ممانعت مین وارد ہین وہ محمول ہین صحرا پر تاکہ جمع ہو جاوے حدیثون مین اور یہ امر متفق علیہ ہے کہ حدیثون مین جمع کرنا ضروری ہے جب جمع ہو سکے اور یہان پر تو جمع ممکن ہے اور جنگل اور مقام مین صرف فرق یہ ہے کہ جنگل مین قبلے کی طرف منہ اور پیٹھ کرنے کی کوئی ضرورت نہین اور مکان مین کبھی ضرورت ہوتی ہے مثلاً کھڈیان اسیطرف بنی ہون یا اور طرف جگہہ نہ ہو اور جس نے پیٹھ کرنا درست سمجھا ہے اوسکی رد کے لیے بہت سی صحیح حدیثین جو ہین جنمین مطلقا ممانعت آئی ہے جیسی ابو ایوب وغیرہ کی حدیث اب امام شافعی کے مذہب کے موافق مکان مین قبلے کی طرف منہ اور پیٹھ کرنا اسوقت درست ہے جب دیوار مکان کی تین ہاتھ یا اس سے کم فاصلے پر ہو اور وہ دیوار یا آڑ اسقدر اونچی ہو کہ اعضاء اسفل کی آڑ ہو سکے اوسکا اندازہ پالان کی پچھلی لکڑی سے کیا ہے اور وہ دو تہائی ہاتھ کے برابر ہوتی ہے پھر اگر تین ہاتھ سے زیادہ فاصلہ ہو یا آڑ اس سے چھوٹی ہو تو منہ کرنا یا پیٹھ کرنا حرام ہوگا مثل جنگل کی اور ہمارے بعض اصحاب کے نزدیک ہر حال مین مکان مین یہ امر درست ہے اور جنگل مین درست نہین لیکن صحیح پہلا قول ہے اور کچھ فرق نہین آڑ مین خواہ جانور کی ہو یا دیوار کی یا ٹیلے کی یا پہاڑ کی اور اگر اپنا دامن قبلے کی طرف لٹکا دے تو اسمین اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ درست ہے اسلیے کہ آڑ ہو گئی اور جہان منہ کرنا یا پیٹھ کرنا درست ہے وہان بھی کراہت نہین لیکن جمہور کے نزدیک وہ خلاف اولیٰ ہے اور مختار یہ ہے کہ اگر تکلیف اور حرج ہو دوسری طرف منہ یا پیٹھ کرنے سے تو مکروہ نہین ورنہ مکروہ ہے اور جماع کرنا درست ہے قبلے کیطرف منہ کر کے مکان مین ہو یا جنگل مین ہمارا اور ابو حنیفہ اور احمد اور داؤد ظاہری کا یہی قول ہے اور مالکی لوگون نے اسمین اختلاف کیا ہے ابن قاسم نے اوسکو جائز رکھا ہے اور ابن حبیب نے مکروہ کہا ہے لیکن صحیح جواز ہے اور بیت المقدس کیطرف منہ یا پیٹھ کرنا درست ہے لیکن مکروہ ہے اور اگر پاخانہ یا پیشاب کرتے وقت قبلے کی منہ یا پیٹھ کرنے سے بچے پھر استنجا کیوقت ایسا کرے تو جائز ہے

ف یا ہم استنجا کرین داہنے ہاتھ سے ف یہ امر بالاتفاق منع ہے مگر حرام نہین ہے اور بعض اہل ظاہر کے نزدیک حرام ہے ہمارے اصحاب نے کہا کہ داہنے ہاتھ سے استنجا کے متعلق کوئی کام نہ لیوے

مگر عذر سے اگر پانی سے استنجا کرے تو داہنے ہاتھ سے پانی ڈالے اور بائین ہاتھ کو پھیرے ذکر پر یا دبر پر اور اگر ڈھیلے سے استنجا کرے تو مقعد کو بائین ہاتھ سے پونچھے اور ذکر کو ڈھیلا زمین پر یا دیوار یا ستون کے بیچ مین رکھکر اوس سے پونچھے اور بائین ہاتھ سے ذکر کو تھامے اور جو یہ نہ ہوسکے تو ڈھیلا داہنے ہاتھ مین لیوے اور ذکر کو بائین ہاتھ سے پونچھے اور داہنا ہاتھ نہ ہلاوے اور ہمارے بعض اصحاب نے کہا کہ ذکر کو داہنے ہاتھ سے تھامے اور ڈھیلے کو بائین ہاتھ مین لیوے اور یہ صحیح نہیں ہے (نووی) ف یا تین پتھرون سے کم مین استنجا کرین ف نووی نے کہا اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ تین بار پونچھنا واجب ہے اور اس مسئلے مین علما کا اختلاف ہے ہمارا مذہب یہ ہے کہ ڈھیلے سے استنجا کرنے مین نجاست کا دور کرنا ضرور ہے اور تین بار پونچھنا ضرور ہے اگر ایک بار یا دو بار پونچھا اور نجاست دور ہو تو تیسری بار پھر پونچھنا ضرور ہے اور یہی قول ہے احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور ابو ثور کا اور مالک اور داؤد نے کہا کہ واجب صاف کرنا ہے نجاست سے اگر ایک ڈھیلے سے بھی صفائی ہو جاوے تو کافی ہے اور ہمارے بعض اصحاب کا بھی یہی قول ہے لیکن مشہور مذہب یہی ہے جو پہلے بیان کیا ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ اگر ایسے ڈھیلے یا پتھر سے استنجا کیا جس کے تین کونے ہون اور ہر ایک کونے سے ایک ایک بار پونچھے تو کافی ہو جاویگا اسلیے کہ مقصود تین بار پونچھنا ہے اور تین پتھر یا ڈھیلے بہتر مین ایسے ایک پتھر یا ڈھیلے سے اور اگر آگے اور پیچھے دونو طرف استنجا کرے تو چھ بار پونچھنا ضرور ہے اور بہتر یہ ہے کہ چھ ڈھیلے ہون لیکن اگر ایک ہی ڈھیلا چھ کونے والا ہو تو درست ہے اسیطرح موٹے دبیز کپڑے سے جس مین دوسری طرف تری نہ پہنچے استنجا کرنا درست ہے ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ اگر تین ڈھیلون سے صفائی ہو جاوے تو اب چوتھا ڈھیلا نہ لیوے ورنہ چوتھا ڈھیلا لینا ضرور ہے اب پانچوان لینا مستحب ہے طاق کرنے کے لیے اگر چوتھے سے صفائی ہو گئی ہو ورنہ پانچوان لینا واجب ہے اب چھٹا نہ لیوے اور جو پانچوین سے صفائی نہ ہو تو چھٹا لینا واجب ہے اور چھٹے سے صفائی ہو جاوے تو ساتوان مستحب ہے طاق کرنے کے لیے غرض کلیہ یہ ہے کہ اگر صفائی طاق سے ہو جاوے تو اب نہ بڑھاوے اور جو جفت سے ہو تو ایک بڑھا کر طاق کر لیوے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث مین پتھرون کا ذکر کیا ہے اس سے بعض اہل ظاہر نے سوا پتھر کے اور کسی چیز سے استنجا کرنا جائز نہ سمجھا ہے اور اکثر علما کا یہ قول ہے کہ پتھر کی کوئی تخصیص نہیں بلکہ چیندی اور لکڑی سے

بھی استنجا درست ہی اور غرض یہ ہے کہ ایسی چیز ہو جس سی کہ نجاست دور ہو اور یہ امر سوای پتھر کے اور
چیزون سے بھی ہو سکتا ہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پتھرون کا ذکر اسلیے کیا ہے کہ اکثر پتھر
سہل سے ملجاتے ہین اور دلیل اسکی یہ ہے کہ آپ نی منع کیا ہڈی اور گوبر اور لید سے استنجا کرنیسے اگر پتھر
کی تخصیص منظور ہوتی تو سوا پتھر کے سب چیزون سے منع کرتے (نووی) ف یا گوبر اور ہڈی سے
استنجا کرین ف نووی نے کہا گوبر سے مقصود ہر ایک نجس چیز ہے اوس سی استنجا کرنا درست
نہین اور ہڈی کی ممانعت کی یہ وجہ ہے کہ وہ جنون کی خوراک ہی اسیطرح ہر ایک کھانیکی چیز
سے استنجا منع ہے اور جانور کے ہر ایک جز سے اور کتابون کے ورقون سے نجس چیز رقیق ہو
پانی کیطرح یا جمی ہوئے ہو اوس سے کسیطرح استنجا درست نہین اگر کسی نے اس سے استنجا
کیا تو درست نہ ہوگا اور پھر صاف پانی سے استنجا کرنے پڑیگا ڈھیلہ کافی نہ ہوگا اسلیے کہ مقام
استنجا نجس ہوگیا اجنبی نجاست سی اور جو کسی کھانیکی چیز پاک سی استنجا کیا تو صحیح یہ ہے کہ درست نہ ہوگا
لیکن ڈھیلے سی استنجا اوسکے بعد کافی ہے اگر نجاست اپنے مقام سے زیادہ نہین بڑہی اور بعضون
نے کہا استنجا درست ہو جاویگا مگر گنہگار ہوگا (نووی) عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَالَ لَنَا الْمُشْرِكُوْنَ
اِنِّیْ اَرٰی صَاحِبَكُمْ يُعَلِّمُكُمْ حَتّٰى يُعَلِّمَكُمُ الْخِرَاءَةَ فَقَالَ اَجَلْ اِنَّهٗ نَهَانَا اَنْ يَسْتَنْجِیَ اَحَدُنَا بِيَمِيْنِهٖ
اَوْ يَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ وَنَهَانَا عَنِ الرَّوْثِ وَالْعِظَامِ وَقَالَ لَا يَسْتَنْجِیْ اَحَدُكُمْ بِدُوْنِ ثَلٰثَةِ
اَحْجَارٍ ترجمہ سلمان رض سے روایت ہی ہم سے مشرکون نے کہا ہم دیکھتے ہین تمہارے صاحب کو وہ
تمکو ہر چیز سکھلاتے ہین یہانتک کہ پاخانہ اور پیشاب کرنا بھی سلمان نے کہا بیشک آپ نی ہمکو
منع کیا ہے داہنے ہاتھ سے استنجا کرنے سی یا قبلے کیطرف منہ کرکے اور منع کیا ہے ہمکو گوبر اور ہڈی
سے استنجا کرنیسے اور آپنے فرمایا ہے کوئی تم مین سی استنجا نہ کرے تین پتھرون کے بغیر یا تین
پتھرون سے کم مین عَنْ جَابِرٍ يَقُوْلُ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُتَمَسَّحَ بِعَظْمٍ اَوْ بِبَعْرٍ ترجمہ
جابر رض سے روایت ہی منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پونچھنا ہڈی یا اونٹ کی مینگنی سے
(یعنی استنجا کران چیزون سے) عَنْ اَبِیْ اَيُّوْبَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَتَيْتُمُ
الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا بِبَوْلٍ وَّلَا غَائِطٍ وَّلٰكِنْ شَرِّقُوْا اَوْ غَرِّبُوْا
قَالَ اَبُوْ اَيُّوْبَ فَقَدِمْنَا الشَّامَ فَوَجَدْنَا مَرَاحِيْضَ قَدْ بُنِيَتْ قِبَلَ الْقِبْلَةِ فَنَنْحَرِفُ عَنْهَا وَ

وَنَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ ترجمہ ابو ایوب سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم پاخانے کو جاؤ تو قبلہ کیطرف منہ نکرو نہ پیٹھ کرو مگر طرف پاخانہ یا پیشاب میں البتہ پورب یا پچھم کیطرف منہ کرو ف نووی نے کہا یہ مدینے والوں کے لیے خاص حکم ہے یا جنکا قبلہ پورب اور پچھم کی طرف نہو ت ابو ایوب نے کہا پھر ہم شام کے ملک میں آئے دیکھا تو کھڈیاں قبلے کیطرف بنی ہوئی ہیں ہم اوہر سے منہ پھیر لیتے تھے اور خدا سے استغفار کرتے تھے عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا جَلَسَ اَحَدُكُمْ عَلٰى حَاجَتِهٖ فَلَا يَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا يَسْتَدْبِرْهَا ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی حاجت بیٹھے تو قبلے کیطرف منہ نکرے نہ پیٹھ

باب الرخصة في ذلك

عَنْ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ قَالَ كُنْتُ اُصَلِّيْ فِي الْمَسْجِدِ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ مُسْنِدٌ ظَهْرَهٗ اِلَى الْقِبْلَةِ فَلَمَّا قَضَيْتُ صَلَاتِيْ انْصَرَفْتُ اِلَيْهِ مِنْ شِقِّيْ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ يَقُوْلُ نَاسٌ اِذَا قَعَدْتَ لِلْحَاجَةِ تَكُوْنُ لَكَ فَلَا تَقْعُدْ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَلَا بَيْتَ الْمَقْدِسِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ وَلَقَدْ رَقِيْتُ عَلٰى ظَهْرِ بَيْتٍ فَرَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدًا عَلٰى لَبِنَتَيْنِ مُسْتَقْبِلًا بَيْتَ الْمَقْدِسِ لِحَاجَتِهٖ ترجمہ واسع بن حبان سے روایت ہے میں نماز پڑھتا تھا مسجد میں اور عبداللہ اپنی پیٹھ قبلے کیطرف لگائے ہوئے بیٹھے تھے جب میں نماز پڑھ چکا تو ایک طرف سے اونکے پاس مڑا عبداللہ نے کہا لوگ کہتے ہیں جب حاجت کو بیٹھو تو قبلے اور بیت المقدس کے طرف منہ نکرو اور میں چھت پر چڑھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو اینٹوں پر بیٹھے ہوئے دیکھا حاجت کے لیے بیت المقدس کیطرف منہ کیے ہوئے (اور جب بیت المقدس کیطرف منہ ہوگا تو قبلے کیطرف پیٹھ ہوگی) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَقِيْتُ عَلٰى بَيْتِ اُخْتِيْ حَفْصَةَ فَرَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدًا لِحَاجَتِهٖ مُسْتَقْبِلَ الشَّامِ مُسْتَدْبِرَ الْقِبْلَةِ ترجمہ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے میں اپنی بہن حفصہ کے گھر پر چڑھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا حاجت کے لیے بیٹھے ہوئے شام کیطرف منہ تھا اور قبلے کیطرف پیٹھ تھی

باب النهي عن الاستنجاء باليمين

عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُمْسِكَنَّ اَحَدُكُمْ ذَكَرَهٗ بِيَمِيْنِهٖ وَهُوَ يَبُوْلُ وَلَا يَتَمَسَّحْ مِنَ الْخَلَاءِ بِيَمِيْنِهٖ وَلَا يَتَنَفَّسْ فِي الْاِنَاءِ ترجمہ ابو قتادہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم میں سے اپنا ذکر پیشاب کرنے میں داہنے ہاتھ سے نہ تھامے اور پاخانے کے بعد داہنے ہاتھ سے استنجا نہ کرے اور برتن میں پھونک نہ مارے ف

نووی نے کہا استنجا مین ذکر کو داہنے ہاتھ سے تھامنا مکروہ ہے کراہت تنزیہی نہ تحریمی جیسے اوپر گذرا اور مقصود یہ ہے کہ داہنے ہاتھ سے کسیطرح کی مدد نہ لیوے استنجا مین اور برتن مین پھونک مارنا اسلیے منع ہوا کہ شاید منہ یا ناک مین سے کوئی چیز نکلکر پانی مین گرے لیکن برتن کے باہر پھونکنا تین سنت ہے تین بار عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُکُمُ الْخَلَاءَ فَلَا یَمَسَّ ذَکَرَهٗ بِیَمِیْنِهٖ ترجمہ ابو قتادہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم مین سے پائخانہ جاوے تو اپنے ذکر کو داہنے ہاتھ سے نہ چھوئے عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی اَنْ یَّتَنَفَّسَ فِی الْاِنَاءِ وَاَنْ یَّمَسَّ ذَکَرَهٗ بِیَمِیْنِهٖ وَاَنْ یَّسْتَطِیْبَ بِیَمِیْنِهٖ ترجمہ ابو قتادہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا برتن مین پھونکنے سے اور اپنے ذکر کو داہنے ہاتھ سے چھونے سے اور داہنے ہاتھ سے استنجا کرنے سے

باب التیمن فی الطہور وغیرہ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُحِبُّ التَّیَمُّنَ فِیْ طُهُوْرِهٖ اِذَا تَطَهَّرَ وَفِیْ تَرَجُّلِهٖ اِذَا تَرَجَّلَ وَفِیْ اِنْتِعَالِهٖ اِذَا انْتَعَلَ ترجمہ ام المومنین عائشہ رضہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پسند کرتے تھے داہنی طرف سے شروع کرنے کو طہارت مین اور کنگھی کرنے مین اور جوتا پہننے مین ف نووی نے کہا یہ ایک قاعدہ مستمرہ ہے شرع مین اور وہ یہ ہے کہ جو کام دنیا مین ذرا عزت رکھتے ہین جیسے کپڑا پہننا اور پاجامہ پہننا اور موزہ پہننا اور مسجد مین جانا اور مسواک کرنا اور سرمہ لگانا اور ناخون کاٹنا اور مونچھ کترنا اور بالون مین کنگھی کرنا اور بغل کے بال منڈوانا اور سر منڈوانا اور سلام پھیرنا نماز کے بعد اور وضو کے اعضا دہونا اور پائخانہ سے نکلنا اور کھانا اور پینا اور مصافحہ کرنا اور حجر اسود چومنا اور جو باتین انکی مثل ہین ان سب مین داہنی طرف سے شروع کرنا مستحب ہے اور جو باتین انکے خلاف ہین جیسے پائخانہ جانا اور مسجد سے نکلنا اور ناک چھنکنا اور استنجا کرنا اور کپڑا اتارنا اور پاجامہ یا موزہ اوتارنا اور جو کام انکے مثل ہین انمین بائین طرف سے شروع کرنا مستحب ہے اور یہ سب اسوجہ سے ہے کہ داہنی جانب کو بائین جانب پر بزرگی اور شرف ہے اور اجماع کیا ہے علما نے اسپر کہ وضو مین داہنے ہاتھ یا پاؤن کو پہلے دہونا سنت ہے اگر اسکے خلاف کرے تو فضیلت جاتی رہے گی لیکن وضو صحیح ہو جاویگا اور شیعہ کے نزدیک یہ امر واجب ہے اور انکے خلاف کا اعتبار نہین اور بائین طرف سے شروع کرنا اگرچہ درست ہے لیکن مکروہ ہے شافعی نے صاف کہدیا ہے اور سنن ابو داؤد اور ترمذی

مین باسانید حسنہ ابوہریرہ رضی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم پہنو یا وضو کرو تو داہنی طرف سے شروع کرو اور یہ نص ہے داہنی طرف سے شروع کرنے مین اب اسکا خلاف کرنا مکروہ ہے یا حرام اور علماء کا اجماع ہے اس پر کہ حرام نہین ہے تو مکروہ ہوگا اور بعض اعضاء وضو کے ایسے ہین جنمین داہنی طرف سے شروع کرنا مستحب نہین بلکہ داہنے اور بائین دونو کی ایکبارگی طہارت کرنا چاہیے جیسے دونو کان دونو پہنچے دونو رخسارے اگر یہ امر نہ ہوسکے تو داہنے سی شروع کرے (نووی) عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُحِبُّ التَّیَمُّنَ فِیْ شَأْنِہٖ کُلِّہٖ فِیْ نَعْلَیْہِ وَتَرَجُّلِہٖ وَطُہُوْرِہٖ ترجمہ ام المومنین عائشہ رضی سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داہنی طرف سے شروع کرنا ہر ایک کام مین پسند کرتے جوتا پہننے مین اور کنگہی کرنے مین اور طہارت کرنے مین (بخاری کی روایت مین ہے جہانتک آپ سے ہوسکتا ہر ایک کام مین) عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اتَّقُوا اللَّاعِنَیْنِ قَالُوْا وَمَا اللَّاعِنَانِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ الَّذِیْ یَتَخَلّٰی فِیْ طَرِیْقِ النَّاسِ اَوْ فِیْ ظِلِّہِمْ ترجمہ ابوہریرہ رضی سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچو تم لعنت کے دو کامون سے (یعنی جنکی وجہ سے لوگ تمپر لعنت کرین) لوگون نے کہا وہ لعنت کے دو کام کونسے ہین آپنے فرمایا ایک تو راہ مین جدہر سے لوگ آتے جاتے ہون پاخانہ پھرنا دوسری سایہ دار جگہہ مین (جہان لوگ بیٹھکر آرام لیتے ہون) پاخانہ پھرنا (ان دونو کامون سے لوگون کو تکلیف ہوگی اور وہ برا کہین گے لعنت کرینگے) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَخَلَ حَائِطًا وَتَبِعَہٗ غُلَامٌ مَعَہٗ مِیْضَاَۃٌ وَہُوَ اَصْغَرُنَا فَوَضَعَہَا عِنْدَ سِدْرَۃٍ فَقَضٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَاجَتَہٗ فَخَرَجَ عَلَیْنَا وَقَدِ اسْتَنْجٰی بِالْمَآءِ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ کے اندر گئے اور آپکے پیچھے ایک لڑکا گیا اوسکے پاس ایک بدہنا تھا وہ لڑکا ہم سب مین چھوٹا تھا اوسنے بدہنا ایک بیری کے پاس دھر دیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حاجت سے فارغ ہوئے اور باہر نکلے پانی سے استنجا کرکے عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ یَقُوْلُ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدْخُلُ الْخَلَاءَ فَاَحْمِلُ اَنَا وَغُلَامٌ نَحْوِیْ اِدَاوَۃً مِّنْ مَّآءٍ وَعَنَزَۃً فَیَسْتَنْجِیْ بِالْمَآءِ ترجمہ انس بن مالک سے روایت

[illegible]

باب النہی عن التخلی فی الطرق والظلال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پائخانے جاتے مین اور ایک اور لڑکا میرے برابر پانی کا ڈول اور برچھی اٹھاتے پھر آپ استنجا کرتے پانی سے (اور برچھی اسواسطے ساتھ رکھتے کہ اسکو سامنے گاڑ کے نماز پڑھین) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَبَرَّزُ لِحَاجَتِهِ فَاٰتِيْهِ بِالْمَآءِ فَيَغْتَسِلُ بِهٖ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاجت کو کھلے میدان مین جاتے (لوگونکی نظر سے دور) پھر مین پانی آپ پاس لاتا آپ اس سے استنجا کرتے ف نووی نے کہا اس حدیث سے کئی مسائل نکلے ایک تو یہ کہ حاجت کو دور جانا چاہیے لوگون کی نگاہ سے دوسری یہ کہ جو شخص فضیلت رکھتا ہو وہ اپنے ساتھیون مین سے کسی سے کام لے سکتا ہے تیسری یہ کہ خدمت صالحین اور اہل فضیلت کی مستحب ہے چوتھی یہ کہ پانی سے استنجا کرنا مستحب ہے اور صرف پتھرون پر قناعت کرنے سے بہتر ہے اور لوگون نے اختلاف کیا ہے اس مسئلہ مین لیکن جمہور سلف اور خلف اور اہل فتوی اسطرف گئے ہین کہ ڈھیلون سے استنجا کر کے پھر پانی سے دھونا افضل ہے اور صرف ایک چیز پر اقتصار کرنا جائز ہے لیکن پانی پر اقتصار کرنا افضل ہے اور بعض سلف کے نزدیک ڈھیلون پر اقتصار کرنا افضل ہے اور ابن حبیب مالکی نے کہا ڈھیلے کافی نہین ہین مگر اس صورت مین جب پانی نہ ملے اور بعض علما نے ان حدیثون سے یہ استدلال کیا ہے کہ برتن سے وضو کرنا بہتر ہے حوض یا تالاب سے وضو کرنے سے مگر یہ استدلال مقبول نہین قاضی عیاض نے کہا اس قول کی کچھ اصل نہین اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ امر منقول ہے کہ آپ نے حوض کو پایا ہو پھر اوسکو چھوڑ کر برتن سے وضو اختیار کیا ہو انتہی

بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ موزون پر مسح کرنے کا بیان

ف نووی نے کہا علما نے اجماع کیا ہے کہ موزون پر مسح کرنا جائز ہے سفر اور حضر دونون مین برابر ہے کہ ضرورت ہو یا نہ ہو اور نہین اختلاف کیا ہے کسی نے جسکا اعتبار ہو البتہ شیعہ اور خوارج نے اسکا انکار کیا ہے اور اونکے اختلاف کا اعتبار نہین اور امام مالک سے اوسمین کئی روایتین ہین اور مشہور روایت جمہور کے موافق ہے اور موزون کے مسح کو بہت صحابہ نے نقل کیا ہے حسن بصری نے کہا مجھ سے ستر صحابیون نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسح کیا کرتے تھے موزون پر اور مین نے شرح مہذب مین ان صحابہ مین سے اکثر کا نام بیان کیا ہے اور کئی عمدہ باتین لکھی ہین اور اختلاف کیا ہے علما نے کہ مسح موزون پر افضل ہے یا پاؤنکا دھونا ہمارے صحاب نے یہ کہا ہے کہ پاؤن دھونا افضل ہے

اور یہی قول ہے حضرت عمر اور عبداللہ بن عمر اور ابو ایوب انصاری کا اور ایک جماعت تابعین کی اس
طرف گئی ہین کہ مسح افضل ہے اور یہی قول ہے شعبی اور حکم اور حماد اور احمد سے اس باب مین دو روایتین
ہین صحیح یہ ہے کہ مسح افضل ہے اور دوسری روایت یہ ہے کہ دونون برابر ہین ابن منذر نے اسی کو
اختیار کیا ہے عَنْ هَمَّامٍ قَالَ بَالَ جَرِيرٌ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ فَقِيلَ تَفْعَلُ هَذَا
فَقَالَ نَعَمْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَالَ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ قَالَ الْأَعْمَشُ
قَالَ إِبْرَاهِيمُ كَانَ يُعْجِبُهُمْ هَذَا الْحَدِيثُ لِأَنَّ إِسْلَامَ جَرِيرٍ كَانَ بَعْدَ نُزُولِ الْمَائِدَةِ ترجمہ
ہمام سے روایت ہے جریر رض نے پیشاب کیا پھر وضو کیا اور مسح کیا موزون پر لوگون نے کہا تم ایسا کرتے
ہو انہون نے کہا ہان مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے پیشاب کیا پھر وضو کیا اور مسح کیا
دونون موزون پر اعمش نے کہا ابراہیم نے کہا لوگون کو یہ حدیث بہت بھلی معلوم ہوتی تھی کیونکہ جریر سورۂ
مائدہ کے اترنے کے بعد مسلمان ہوئے تھے ف اور سورۂ مائدہ مین وضو کی آیت ہے جس مین پاؤن
دھونے کا حکم ہے اب اگر جریر اس سورت کے اترنے سے پہلے مسلمان ہو چکے ہوتے تو یہ گمان ہو
سکتا کہ انکی حدیث سورۂ مائدہ کی آیت سے منسوخ ہو گئی ہو اور جب وہ اس سورت کے اترنے کے بعد اسلام لائے
تو اب یہ گمان ہرگز چل نہین سکتا اور سنن بیہقی مین ابراہیم بن ادہم سے مروی ہے انہون نے کہا مین نے
موزون کے مسح مین جریر کی حدیث سے بہتر کوئی حدیث نہین سنی (نووی) عَنِ الْأَعْمَشِ فِي هَذَا
الْإِسْنَادِ بِمَعْنَى حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ عِيسَى وَسُفْيَانَ قَالَ فَكَانَ أَصْحَابُ
عَبْدِ اللَّهِ يُعْجِبُهُمْ هَذَا الْحَدِيثُ لِأَنَّ إِسْلَامَ جَرِيرٍ كَانَ بَعْدَ نُزُولِ الْمَائِدَةِ ترجمہ دوسری
روایت کا بھی وہی ہے جو اوپر گذرا اسمین یہ ہے کہ عبداللہ کے ساتھیون کو یہ حدیث بھلی معلوم
ہوتی اسلیے کہ جریر سورۂ مائدہ کے اترنے کے بعد مسلمان ہوئے تھے عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كُنْتُ
مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْتَهَى إِلَى سُبَاطَةِ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا فَتَنَحَّيْتُ فَقَالَ ادْنُهْ فَدَنَوْتُ
حَتَّى قُمْتُ عِنْدَ عَقِبَيْهِ فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ ترجمہ حذیفہ سے روایت ہے مین رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا آپ ایک قوم کے گھورے پر پہنچے تو کھڑے ہو کر پیشاب کیا ف
نووی نے کہا علماء نے اس حدیث مین کئی وجہین بیان کی ہین ایک تو وہ جو شافعی سے بھی منقول
ہے کہ عرب کے لوگ پشت کے درد کا علاج کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے کرتے تھے اور ہم یہ سمجھتے ہین کہ رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی پیٹھ کے درد کے وجہ سے ایسا کیا ہوگا دوسری وجہ یہہ ہے جسکو بیہقی نے باسناد
ضعیف نقل کیا ہے کہ آپ کے گھٹنون کے اندر درد تھا تیسری وجہ یہہ ہے کہ آپ کو جگہہ نہ ملی
بیٹھنے کی اس لیے آپ لاچار ہوکر کھڑے رہے اور امام ابو عبد اللہ مازری اور قاضی عیاض نے ایک
چوتھی وجہ بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ کھڑے ہونے مین دبر سے حدث نہ نکلنے کا اطمینان ہوتا
ہے برخلاف بیٹھنے کے اور اسیواسطے حضرت عمر نے کہا ہے کہ کھڑے ہوکر پیشاب کرنا دبر کو روکے
رکھتا ہے حدث نکلنے سے اور ایک پانچوین وجہ ہوسکتی ہے وہ یہ ہے کہ آپنے کھڑے ہوکر اسلیے
پیشاب کیا تھا تاکہ اسکا جواز معلوم ہو مگر ایک ہی بار ایسا کیا اور ہمیشہ کی عادت آپکی یہ تھی کہ بیٹھ
کر پیشاب کیا کرتے حضرت عائشہ کی حدیث سے یہ امر ثابت ہے انہون نے کہا جو کوئی تم سے کہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوکر پیشاب کرتے تھے تو ہرگز نہ مانو آپ ہمیشہ بیٹھ کر پیشاب
کیا کرتے تھے روایت کیا اسکو احمد بن حنبل اور ترمذی اور نسائی اور بہت لوگون نے اور اسناد
اسکا بہتر ہے اور کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کی ممانعت مین کئی حدیثین مروی ہین لیکن وہ ثابت
نہین ہین پر حضرت عائشہ کی یہ حدیث ثابت ہے اسیواسطے علما نے کہا ہے کہ کھڑے ہوکر پیشاب
کرنا مکروہ ہے اگر عذر نہ ہو اور یہ کراہت تنزیہی ہے نہ تحریمی ابن منذر نے اشراق مین لکھا ہے کہ
علما نے اختلاف کیا ہے کھڑے ہوکر پیشاب کرنے مین تو حضرت عمر رض اور زید بن ثابت اور ابن
عمر اور سہل بن سعد سے یہ امر ثابت ہے کہ انہون نے کھڑے ہوکر پیشاب کیا ہے اور ایسا ہی منقول ہے انس اور
علی رض اور ابو ہریرہ سے اور ایسا ہی کہا ہے ابن سیرین اور عروہ بن الزبیر نے اور ابن مسعود اور شعبی اور
ابراہیم بن سعد نے اسکو مکروہ جانا ہے ابراہیم بن سعد اس شخص کی گواہی نہین قبول کرتے تھے جو
کھڑے ہوکر پیشاب کرے اور اس مسئلہ مین ایک تیسرا قول ہے وہ یہ کہ اگر پیشاب کرنے کی جگہہ
ایسی ہو جس پر سے پیشاب کی قطرے اڑین تو کھڑے ہوکر پیشاب کرنا مکروہ ہے اور جو اوڑنے کا ڈر
نہ ہو تو مکروہ نہین امام مالک کا یہی قول ہے ابن منذر نے کہا پیشاب بیٹھ کر کرنا میرے نزدیک بہتر ہے
اور کھڑے ہوکر بھی درست ہے اور یہ سب ثابت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تمام ہوا کلام ابن منذر
کا لیکن ایک قوم کے گھورے پر آنا پیشاب کرنیکو پھر تو یہ اسوجہ سے ہوگا کہ وہ لوگ اس سے برا نہ مانتے
ہونگے بلکہ خوش ہوتے ہونگے اور جس شخص کو ناراضگی نہ ہو اسکی زمین مین پیشاب کرنا یا اسکا کھانا کھانا درست ہے

اور اوسکی مثالین حدیث مین بہت ہین یا وہ گھورا خاص اس قوم کا نہو گا بلکہ سب گھرون کے
صحن مین مشترک ہو گا لیکن اونکے گھر کے قریب ہو گا اسوجہ سے انکی طرف نسبت کیا گیا اور یہ جو آپنے
گھورے پر پیشاب کیا اور دور تشریف نہ لیگئے حالانکہ آپ کی عادت یہ تھی کہ حاجت کیلیے دور جاتے
تو قاضی عیاض نے اسکی یہ وجہ بیان کی ہو کہ آپ لوگون کو سمجھانے مین یا وہ اپنے اور کامون مین مصروف
ہونگے دفعۃً آپکو پیشاب کی حاجت ہوئی اور اسوقت دور جانا ممکن نہوا اسلیے آپ گھورے پر چلے
گئے (نووی) ت مین سرک گیا آپنے فرمایا نزدیک آ مین نزدیک چلا گیا ف آپنے نزدیک
اسواسطے بلایا تاکہ لوگون سے آڑ ہو جاوے دوسری یہ کہ آپکی غرض پیشاب کرنا تھی نہ پاخانہ اور دوسرے
حدیث سے بھی اطمینان تھا اسلیے پاس بلانے مین کوئی قباحت نہ تھی (نووی) ت یہانتک کہ
آپکی ایڑیون کے پاس کھڑا ہوا پھر آپ نے وضو کیا اور موزون پر مسح کیا ف نووی نے کہا یہ حدیث
بہت سے فوائد پر مشتمل ہے ایک تو موزون پر مسح کرنا دوسری حضر مین مسح جائز ہونا تیسری کھڑے ہوکر
پیشاب جائز ہونا چوتھی پیشاب کرنیوالے سے دوسرے آدمی نزدیک ہونیکا جواز پانچوین پیشاب کرنیوالے
کا بلانا دوسرے کو آڑ کیلیے چھٹی پردہ کرنے کا استحباب ساتوین جواز پیشاب کا گھرون کے نزدیک

عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ قَالَ کَانَ اَبُوْمُوْسٰی یُشَدِّدُ فِی الْبَوْلِ وَیَبُوْلُ فِیْ قَارُوْرَۃٍ وَّیَقُوْلُ اِنَّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ
کَانَ اِذَا اَصَابَ جِلْدَ اَحَدِہِمْ بَوْلٌ قَرَضَہٗ بِالْمَقَارِیْضِ فَقَالَ حُذَیْفَۃُ لَوَدِدْتُّ اَنَّ صَاحِبَکُمْ لَا
یُشَدِّدُ ھٰذَا التَّشْدِیْدَ فَلَقَدْ رَاَیْتُنِیْ اَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَتَمَاشٰی فَاَتٰی
سُبَاطَۃً خَلْفَ حَائِطٍ فَقَامَ کَمَا یَقُوْمُ اَحَدُکُمْ فَبَالَ فَانْتَبَذْتُ مِنْہُ فَاَشَارَ اِلَیَّ فَجِئْتُ
فَقُمْتُ عِنْدَ عَقِبِہٖ حَتّٰی فَرَغَ ترجمہ ابو وائل سے روایت ہے ابو موسے نہایت سختی کرتے تھے پیشاب مین ۶
وہ پیشاب کیا کرتے تھے ایک شیشے مین اور کہتے تھے بنی اسرائیل مین جب کسی کے بدن کو پیشاب لگ جاتا
تو وہ کھال کو کترنیون سے کاٹ ڈالتا حذیفہ نے کہا مین یہ چاہتا ہون کہ ابو موسے ایسی سختی نہ کرتے تو بہتر تھا مین
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا آپ ایک قوم کے گھورے پر آئے دیوار کے پیچھے
آپ کھڑے ہوئے جسطرح سے تم مین کوئی کھڑا ہوتا ہے پھر پیشاب کیا مین دور ہٹا آپنے اشارہ فرمایا پاس آ
یہانتک کہ مین آپکی ایڑیون کے پاس کھڑا رہا جب تک کہ آپ پیشاب سے فارغ ہوئے ف حذیفہ
کی غرض اس حدیث بیان کرنے سے یہ تھی کہ اتنی سختی ابو موسے کی سنت کے خلاف ہے کیونکہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے کثرت سے پیشاب کیا اور چھینٹوں اور ٹٹے کا خیال نہ کیا اور شیشی وغیرہ میں پیشاب نہیں کیا جیسا ابو موسیٰ کرتے ہیں عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ خَرَجَ لِحَاجَتِهٖ فَاتَّبَعَهُ الْمُغِيْرَةُ بِاِدَاوَةٍ فِيْهَا مَاءٌ فَصَبَّ عَلَيْهِ حِيْنَ فَرَغَ مِنْ حَاجَتِهٖ فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ رُمْحٍ مَكَانَ حِيْنَ حَتّٰى ترجمہ مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کام کو نکلے اونکے پیچھے مغیرہ پانی کا ڈول لے کر گئے اور جب آپ حاجت سے فارغ ہوئے تو پانی ڈالا آپ پر (یعنی وضو کے وقت) پھر وضو کیا اور مسح کیا موزوں پر ابن رمح کی روایت میں یوں ہے پانی ڈالا آپ پر یہاں تک کہ آپ فارغ ہوئے حاجت سے (یعنی وضو سے) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ فَغَسَلَ وَجْهَهٗ وَيَدَيْهِ وَمَسَحَ بِرَاْسِهٖ ثُمَّ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ ترجمہ اس روایت کا وہی جو اوپر گذرا ہے اس میں یہ ہے پھر مونھ دھویا اور دونوں ہاتھ دھوئے اور مسح کیا سر پر پھر مسح کیا موزوں پر عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ بَيْنَا اَنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ اِذْ نَزَلَ فَقَضٰى حَاجَتَهٗ ثُمَّ جَاءَ فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ مِنْ اِدَاوَةٍ كَانَتْ مَعِيْ فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ ترجمہ مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے میں ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا آپ اترے اور حاجت سے فارغ ہوئے پھر آئے تو میں نے آپ پر پانی ڈالا ڈول سے جو میرے پاس تھا آپ نے وضو کیا اور مسح کیا موزوں پر

ف نووی نے کہا اس حدیث سے اور اسامہ بن زید کی حدیث سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ وضو میں دوسرے سے مدد لینا درست ہے اور بعضی حدیثوں میں اسکی ممانعت آئی ہے لیکن وہ ثابت نہیں ہیں ہمارے اصحاب نے کہا کہ یہ مدد لینا تین قسم پر ہے ایک تو یہ کہ پانی لانے میں کسی سے مدد لیوے اور یہ نہ مکروہ ہے نہ اسمیں کچھ قباحت ہے دوسری یہ کہ اعضا کے دھونے میں مدد لیوے یعنی دوسرا شخص اوسکے اعضا کو دھووے یہ مکروہ ہے مگر ضرورت کے وقت جائز ہے تیسری یہ کہ دوسرا شخص صرف پانی ڈالے اسکا ترک اولی ہے پر کرنا مکروہ ہے یا نہیں اسمیں دو قول ہیں اور جب کوئی دوسرا پانی ڈالے تو وہ وضو کرنے والے کے بائیں طرف کھڑا ہو عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَقَالَ يَا مُغِيْرَةُ خُذِ الْاِدَاوَةَ فَاَخَذْتُهَا ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهٗ فَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى تَوَارٰى عَنِّيْ فَقَضٰى حَاجَتَهٗ ثُمَّ جَاءَ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ شَامِيَّةٌ ضَيِّقَةٌ

الكُمَّيْنِ فَذَهَبَ يُخْرِجُ يَدَهُ مِنْ كُمِّهَا فَضَاقَتْ فَأَخْرَجَ يَدَهُ مِنْ أَسْفَلِهَا فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ
فَتَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ مَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ ثُمَّ صَلَّى ترجمہ مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے میں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا سفر میں آپ نے فرمایا اے مغیرہ چھاگل لے لو پانی کی میں نے لے لی
اور آپکے ساتھ نکلا آپ چلے یہانتک کہ میری نظر سے غائب ہو گئے اور حاجت سے فارغ ہو گئے
پھر لوٹ کر آئے آپ ایک جبہ پہنے ہوئے تھے شام کا تنگ آستینوں کا آپ نے چاہا اپنے ہاتھ آستینوں سے
باہر نکالنا وہ نکل نہ سکے تو آپ نے نیچے سے ہاتھوں کو نکال لیا پھر میں نے وضو کا پانی ڈالا آپ نے
وضو کیا جیسے نماز کے لیے وضو کرتے ہیں پھر مسح کیا موزوں پر پھر نماز پڑھی عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ
شُعْبَةَ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَقْضِيَ حَاجَةً فَلَمَّا رَجَعَ تَلَقَّيْتُهُ بِالْإِدَاوَةِ حاجته
فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثُمَّ ذَهَبَ لِيَغْسِلَ ذِرَاعَيْهِ فَضَاقَتِ
الْجُبَّةُ فَأَخْرَجَهُمَا مِنْ تَحْتِ الْجُبَّةِ فَغَسَلَهُمَا وَمَسَحَ رَأْسَهُ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ ثُمَّ صَلَّى
بِنَا ترجمہ مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے حاجت کے واسطے جب لوٹے تو
میں پانی کا ڈول لیکر آیا اور آپ پر پانی ڈالا آپ نے دونوں ہاتھ دھوئے پھر منہ دھویا پھر ہاتھ
دھونا چاہے جبہ تنگ تھا آخر دونوں ہاتھوں کو جبے کے نیچے سے نکالا اور دھویا انکو اور سر پر مسح
کیا اور موزوں پر مسح کیا پھر ہمارے ساتھ نماز پڑھی عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي مَسِيرٍ فَقَالَ لِي أَمَعَكَ مَاءٌ قُلْتُ نَعَمْ فَنَزَلَ
عَنْ رَاحِلَتِهِ فَمَشَى حَتَّى تَوَارَى فِي سَوَادِ اللَّيْلِ ثُمَّ جَاءَ فَأَفْرَغْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْإِدَاوَةِ
فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ مِنْ صُوفٍ فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُخْرِجَ ذِرَاعَيْهِ وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ
أَهْوَيْتُ لِأَنْزِعَ خُفَّيْهِ فَقَالَ دَعْهُمَا فَإِنِّي أَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ وَمَسَحَ عَلَيْهِمَا ترجمہ
مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا ایک رات آپ نے فرمایا
کیا تمہارے پاس پانی ہے میں نے کہا ہاں آپ سواری پر سے اترے اور چلے یہانتک کہ
اندھیری رات میں نظروں سے چھپ گئے پھر لوٹ کر آئے تو میں نے پانی ڈالا ڈول سے آپ نے منہ
دھویا آپ ایک جبہ اون کا پہنے ہوئے تھے تو ہاتھ آستینوں سے باہر نکال نہ سکے آپ نے نیچے سے ہاتھوں
کو باہر نکالا اور دھویا اور سر پر مسح کیا پھر میں جھکا آپ کے موزے اتارنے کو آپ نے فرمایا رہنے دے میں نے انکو

باب تقديم الجماعة من يصلي بهم اذا تاخر الامام

طہارت پر پہنا ہے اور مسح کیا ان دونوں پر **ف** نووی نے کہا علما نے اختلاف کیا اس مسئلے
مین ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ موزونکا پہننا طہارت کاملہ پر ضرور ہے یہانتک کہ اگر کسی نے دہنا
پاؤن دھویا پھر موزہ پہنا پھر بایان پاون دھویا اور بایان موزہ پہنا تو داہنے موزہ پر مسح درست
نہ ہوگا اسلیے کہ اسوقت طہارت کامل نتھی اب اسکا اوتارنا اور دوبارہ پہننا ضرور ہے
البتہ بایان موزہ اوتارنے کی حاجت نہین ہے کیونکہ اوسکے پہننے کے وقت طہارت کامل ہو چکی
تھی اور ہمارے بعض اصحاب نے کہا ہے کہ بائین موزیکا بھی اوتارنا ضرور ہے اور یہی قول ہے مالک
اور احمد اور اسحاق کا اور ابو حنیفہ اور سفیان ثوری اور یحیی بن آدم اور مزنی اور ابو ثور اور داؤد کا یہ قول
ہے کہ پہننا موزہ کا حدث کی حالت مین بھی درست ہے بعد اسکے طہارت کامل کر لیوے انتہی **عَنِ** الْمُغِيرَةِ اَنَّهُ وَضَّأَ النَّبِيَّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَوَضَّاَ وَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ فَقَالَ لَهٗ فَقَالَ اِنِّيْ اَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ
ترجمہ مغیرہ سے روایت ہے انہون نے وضو کرایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپنے وضو کیا اور مسح
کیا دونو موزونپر مغیرہ نے کہا تو آپنے فرمایا مین نے ان کو طہارت مین پہنا ہے **عَنِ** الْمُغِيرَةِ
بْنِ شُعْبَةَ قَالَ تَخَلَّفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَخَلَّفْتُ مَعَهٗ فَلَمَّا قَضٰى حَاجَتَهٗ
قَالَ اَمَعَكَ مَاءٌ فَاَتَيْتُهٗ بِمِطْهَرَةٍ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ وَوَجْهَهٗ ثُمَّ ذَهَبَ يَحْسِرُ عَنْ ذِرَاعَيْهِ
فَضَاقَ كُمُّ الْجُبَّةِ فَاَخْرَجَ يَدَهٗ مِنْ تَحْتِ الْجُبَّةِ وَاَلْقَى الْجُبَّةَ عَلٰى مَنْكِبَيْهِ وَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ
وَمَسَحَ بِنَاصِيَتِهٖ وَعَلَى الْعِمَامَةِ وَعَلٰى خُفَّيْهِ ثُمَّ رَكِبَ وَرَكِبْتُ فَانْتَهَيْنَا اِلَى الْقَوْمِ وَقَدْ قَامُوْا
فِي الصَّلٰوةِ يُصَلِّيْ بِهِمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَقَدْ رَكَعَ بِهِمْ رَكْعَةً فَلَمَّا اَحَسَّ بِالنَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ يَتَاَخَّرُ فَاَوْمَاَ اِلَيْهِ فَصَلّٰى بِهِمْ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَقُمْتُ فَرَكَعْنَا الرَّكْعَةَ الَّتِيْ سَبَقَتْنَا **ترجمہ** مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سفر مین پیچھے رہ گئے مین بھی آپکے ساتھ پیچھے رہ گیا جب آپ حاجت سے فارغ ہوئے تو فرمایا
تمہارے پاس پانی ہے مین ایک چھاگل لیکر آیا پانی کی آپنے دونون ہاتھ دہوئے اور منہ دھویا پھر
باہین آستینون مین سے نکالنا چاہین تو آستین تنگ ہوئی آپنے نیچے سے ہاتھون کو نکالا اور جبہ کو اپنے
مونڈھون پر ڈالدیا اور دونون ہاتھ دہوئے اور پیشانی پر مسح کیا اور عمامہ اور موزونپر پھر سوار ہوگئے مین بھی سوار
ہوا جب آپ لوگون مین پہونچے تو وہ نماز پڑھ رہے تھے اور عبد الرحمن بن عوف نماز پڑھا رہے تھے ایک رکعت

پڑھ چکے تھے انکو جب معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہین وہ پیچھے ہٹنے لگے
آپنے اشارہ کیا اپنی جگہہ پر رہو آخر انہون نے نماز پڑھائی جب سلام پھیرا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کھڑے ہوے اور مین بھی کھڑا ہوا اور ایک رکعت جو ہم سے پہلی ہو چکی تھی پڑھ لی **ف** یہی وہ
حدیث ہے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز پڑھنا اپنے صحابی کے پیچھے ثابت ہوتا ہے
علما نے کہا ہے کہ آپنے سوا عبد الرحمن بن عوف کے اور کسی آدمی کے پیچھے نماز نہین پڑھی البتہ حضرت
جبرائیل کے پیچھے نماز پڑھی ہے نووی نے کہا اس حدیث سے بہت سی باتین نکلتی ہین ایک افضل کا
اقتدا کرنا اپنے سے کم درجے والے کے ساتھ دوسری نبی کا نماز پڑھنا امتی کے پیچھے تیسری فضیلت
اول وقت نماز پڑھنے کی کیونکہ صحابہ نے آپکا انتظار نہ کیا اور نماز شروع کردی چوتھی جب امام حاضر نہ
ہو تو لوگ کسی کو امام بنا سکتے ہین بشرطیکہ اس سے کوئی مفسدہ نہ پیدا ہو اور امام کو رنج نہ ہو ورنہ یہ
لوگ اول وقت اکیلے اکیلے نماز پڑھ لین دوبارہ جماعت مین شریک ہو جانا مستحب ہوگا پانچوین
مسبوق سلام کے بعد اپنی باقی نماز پوری کرے اور یہ باقی نماز بدون پڑھے اوسکے ذمہ سے ساقط
نہ ہوگی البتہ سورہ فاتحہ پڑھنا ساقط ہو جاتا ہے جب امام کو رکوع مین پاوے چھٹی یہ کہ مسبوق کو
بھی امام کی پیروی رکوع اور سجدہ اور قعدہ سب ارکان مین ضرور ہے اگرچہ اوسکے قعدے کا وقت
نہ ہو ساتوین یہ کہ مسبوق امام سے جب جدا ہوتا ہے جب امام سلام پھیر دے اور عبد الرحمن بن عوف
جو نماز پڑھاتے گئے اور ابو بکر صدیق کی طرح پیچھے ہٹ نہ آئے اسکی وجہ یہ تھی کہ عبد الرحمن ایک
رکعت پڑھ چکے تھے اور ابو بکر نے کوئی رکعت نہین پڑھائی تھی انتہے **عَنِ** الْمُغِيْرَةِ اَنَّ نَبِيَّ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَمُقَدَّمِ رَأْسِهِ وَعَلٰى عِمَامَتِهِ **ترجمہ** مغیرہ سے
روایت ہے رسول اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا موزون پر اور پیشانی پر اور عمامے پر **ف** عمامہ پر مسح کرنا
درست ہے اور اسکا اوتارنا ضرور نہین رفع حرج کے لیے اہلحدیث کا یہی قول ہے اور بعض علما کے
نزدیک عمامہ پر مسح جائز نہین جب تک سر پر ہاتھ نہ پھیرے **عَنِ** الْمُغِيْرَةِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ **ترجمہ** دوسری روایت کا بھی وہی ہے جو اوپر گذرا **عَنِ** الْمُغِيْرَةِ اَنَّ النَّبِيَّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَمَسَحَ بِنَاصِيَتِهِ وَعَلَى الْعِمَامَةِ وَعَلَى الْخُفَّيْنِ **ترجمہ** مغیرہ سے روایت
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تو مسح کیا پیشانی پر اور عمامہ پر اور موزون پر **عَنْ**

بِلَالٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَسَحَ عَلَی الْخُفَّیْنِ وَالْخِمَارِ ترجمہ بلال سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا موزوں پر اور عمامہ پر عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ فِي الْحَدِيْثِ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ترجمہ روایت ہے اعمش سے جیسے اوپر گذری مگر اس میں اتنا زیادہ ہے دیکھا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بَابُ التَّوْقِيْتِ فِي الْمَسْحِ عَلَی الْخُفَّيْنِ موزوں پر مسح کرنے کی مدت کا بیان عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ قَالَ اَتَيْتُ عَائِشَةَ اَسْاَلُهَا عَنِ الْمَسْحِ عَلَی الْخُفَّيْنِ فَقَالَتْ عَلَيْكَ بِابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ فَاَسْاَلْهُ فَاِنَّهُ كَانَ يُسَافِرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَاَلْنَاهُ فَقَالَ جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ لِلْمُسَافِرِ وَيَوْمًا وَلَيْلَةً لِلْمُقِيْمِ قَالَ وَكَانَ سُفْيَانُ اِذَا ذَكَرَ عَمْرًا اَثْنٰی عَلَيْهِ ترجمہ شریح بن ہانی روایت ہے میں حضرت عائشہ پاس آیا انسے موزوں کا مسح پوچھنے کو انہوں نے کہا تم ابو طالب کے بیٹے یعنی حضرت علی رض سے پوچھو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کیا کرتے تھے ہم نے ان سے پوچھا انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ نے مسافر کے لیے مسح کی مدت تین دن تین رات مقرر کی اور مقیم کے لیے ایک دن رات **ف** نووی نے کہا جمہور علما کا یہی قول ہے جیسے ابو حنیفہ اور شافعی اور احمد کا اور امام مالک کا مشہور قول یہ ہے کہ مسح کی مدت کچھ مقرر نہیں جتنے دن تک چاہے مسح کرے اور یہی ایک قول قدیم ہے شافعی کا انکی دلیل ابن ابی عمارہ کی حدیث ہے جو ابو داود نے روایت کی لیکن وہ حدیث باتفاق علما ضعیف ہے اب اکثر علما کا یہ قول ہے کہ یہ مدت موزوں کے پہننے کے بعد حدث کیوقت سے شروع ہوگی نہ موزے پہننے کے وقت سے اور نہ مسح کے وقت سے اگر مدت گذرنے سے پہلے نہانے کی حاجت ہوئی تو موزے پر مسح جائز نہ ہوگا ہمارے اصحاب کے نزدیک پھر اگر غسل کیا اور دونوں پانوں موزوں کے اندر دھو لیے تو جنابت جاتی رہے گی اور نماز جائز ہوجاویگی اب اگر اسکے بعد حدث ہوگا تو موزے پر مسح درست نہیں اس لیے کہ موزوں پر مسح اسیوقت درست ہے جب طہارت کاملہ پر پہنے جاویں اب انکو اتار کر طہارت کر کے پھر پہنے اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مفتی کو اگر کوئی مسئلہ معلوم ہو تو دوسرے کا حوالہ دیوے جو اسکو خوب جانتا ہو عَنِ الْحَكَمِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ

عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الْمَسْحِ عَلَی الْخُفَّيْنِ فَقَالَتْ ائْتِ عَلِيًّا فَاِنَّهُ اَعْلَمُ بِذٰلِكَ مِنِّيْ فَاَتَيْتُ عَلِيًّا فَذَكَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ ترجمہ اس روایت کا وہی جو اوپر گذرا بَابُ جَوَازِ الصَّلٰوةِ كُلِّهَا بِوُضُوْءٍ وَّاحِدٍ ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھنا عَنْ بُرَيْدَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلَّی الصَّلَوَاتِ يَوْمَ الْفَتْحِ بِوُضُوْءٍ

وَاحِدٍ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ لَقَدْ صَنَعْتَ الْيَوْمَ شَيْئًا لَمْ تَكُنْ تَصْنَعُهُ قَالَ عَمْدًا صَنَعْتُهُ يَا عُمَرُ ترجمہ بریدہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس دن مکہ فتح ہوا ایک وضو سے کئی نمازیں ادا کیں اور مسح کیا موزوں پر حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ آپ نے آج وہ کام کیا جو کبھی نہیں کیا تھا آپ نے فرمایا میں نے قصداً ایسا کیا **ف** نووی نے کہا اس حدیث سے کئی باتیں معلوم ہوئیں ایک تو موزوں پر مسح کرنا دوسری کئی فرض نمازوں کا ایک وضو سے پڑھنا جب تک حدث نہ ہو اور یہ جائز ہے باجماع علماء اور امام ابو جعفر طحاوی اور ابو الحسن بن بطال نے صحیح بخاری کی شرح میں ایک جماعت علماء سے اسکے خلاف نقل کیا ہے انکے نزدیک ہر ایک فرض نماز کے لیے تازہ وضو ضرور ہے اگرچہ وضو ہو اور دلیل انکی قول ہے اللہ تعالے کا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ الآية اور جمہور کی دلیل احادیث صحیحہ ہیں ایک انہیں سے یہ حدیث ہے اور ایک حدیث انس کی ہے صحیح بخاری میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے لیے وضو کرتے تھے اور ہم لوگوں کو ایک ہی وضو کافی ہوتا جب تک حدث نہ ہوئے دوسری حدیث سوید بن نعمان کی ہے صحیح بخاری میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھی پھر ستو کھائے اور مغرب کی نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا اسکے تائید میں اور بہت سی حدیثیں آئی ہیں جیسے حدیث جمع کرنے کی عرفے اور مزدلفے میں اور تمام سفروں میں اور قضا نماز کی یوم خندق کی جمع کرنے کی خندق میں اور آیۃ کریمہ سے مراد یہ ہے کہ جب تم بے وضو ہو اور نماز کے لیے اٹھو تو منہ دھو اخیر تک اور بعضوں نے کہا آیت منسوخ ہے اور رسول اللہ صلعم کے فعل سے اور یہ قول ضعیف ہے ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ ہر نماز کے لیے نیا وضو کرنا وضو ہوتے ہوئے مستحب ہے اور اسمیں کئی قول ہیں ایک تو یہ کہ اس وضو سے کوئی نماز ضرور پڑھی خواہ فرض ہو یا نفل دوسری یہ کہ تازہ وضو اسی صورت میں مستحب ہے جب اُس سے کوئی نماز فرض پڑھے تیسری یہ کہ اس وضو سے وہ کام کرے جو بغیر طہارت کے درست نہیں جیسے مصحف کا چھونا سجدہ تلاوت کرنا چوتھی یہ کہ ہر حال میں مستحب ہے اگرچہ انہیں سے کوئی کام نہ کرے بشرطیکہ وضو سابق اور حال میں اتنا زمانہ گذرے کہ جسکے سبب سے دوسرا وضو پہلے وضو سے علیحدہ ہو جاوے اور تازہ غسل کرنا مستحب نہیں موافق مذہب صحیح کے اور امام الحرمین نے ایک قول استحباب کا نقل کیا ہے اسیطرح تازہ تیمم کرنے میں دو قول ہیں ایک یہ کہ مستحب نہیں اور یہی زیادہ مشہور ہے اور یہ تازہ تیمم زخمی اور بیمار کے لیے ہوگا جو ہو تو ہر عضو دھوتے ہیں اور انکے سوا اور کے لیے بھی ہو سکتا ہے جب دوبارہ تلاش پانی کی کرے

نہیں اور جو یہ حضرت عمرؓ نے کہا آپ نے وہ کام کیا جو کبھی نہ کرتے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نماز کے لیے وضو کیا کرتے جیسے افضل ہے اور اس دن جو کئی نمازین
ایک وضو سے پڑھین اس سے جواز کا بیان کرنا مقصود تھا جیسے آپ نے فرمایا مین نے یہ کام
قصداً کیا ہے اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کم درجہ والا بڑے درجہ والے سے سوال کر سکتا ہے
ان افعال سے جو عادت کی خلاف ہوں اسلیے کہ کبھی یہ امر نسیان سے ہوتا ہے تو وہ آگاہ ہو جائیگا
اس سوال کی وجہ سے انتہی **باب** كَرَاهَةِ غَمْسِ الْمُتَوَضِّي وَغَيْرِهِ يَدَهُ الْمَشْكُوكَ فِي نَجَاسَتِهَا
فِي الْإِنَاءِ قَبْلَ غَسْلِهَا ثَلَاثًا - پانی کے برتن مین ہاتھ ڈالنا اسکو دھونے سے پہلے مکروہ ہے عَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ فَلَا يَغْمِسْ يَدَهُ
فِي الْإِنَاءِ حَتَّى يَغْسِلَهَا ثَلَاثًا فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم مین سے سو کر اوٹھے تو اپنا ہاتھ برتن مین نہ ڈالے
جب تک اوسکو تین بار نہ دھو لے کیونکہ معلوم نہیں کہان رہا ہاتھ اوسکا **ف** امام شافعی نے کہا
عربوں کی عادت تھی کہ وہ ڈھیلوں سے استنجا کیا کرتے اور انکے ملک گرم تھے سونے مین
پسینا آتا اسلیے احتمال تھا کہ ہاتھ نجس ہو گیا ہو اور اس حدیث سے کئی مسائل نکلتے ہین ایک تو یہ کہ
قلیل پانی پر اگر نجاست پڑ جاوے تو وہ نجس ہو جاویگا دوسری یہ کہ سات بار دھونا کسی نجاست کا
ضرور نہیں سوا کتے کے چاٹے ہوئے برتن کے تیسری یہ کہ استنجا کا مقام ڈھیلوں سے پاک
نہیں ہوتا بلکہ معاف ہے نماز اس سے چوتھی یہ کہ نجاست کا تین بار دھونا ضرور ہے یعنی نجاست
متحققہ کا اور متوہمہ کا تین بار دھونا مستحب ہے پانچوین یہ کہ نجاست متوہمہ کا دھونا مستحب ہے
صرف پانی ڈالنا کافی نہیں چھٹی یہ کہ عبادات مین احتیاط کرنا مستحب ہے بشرطیکہ یہ احتیاط
وسوسہ کے درجہ تک نہ پہونچے اب جمہور علما اس طرف ہین کہ یہ ہاتھ ڈالنے کی ممانعت تنزیہی ہے
نہ تحریمی جس صورت مین نجاست کا یقین نہ ہو اور اگر ہاتھ ڈالدے گا تو پانی نجس نہ ہوگا اور حسن
بصری سے منقول ہے کہ نجس ہو جاویگا اگر رات کو سو کر اوٹھا ہے اور اسحاق بن راہویہ اور محمد بن جریر
طبری سے بھی یہی منقول ہے لیکن یہ قول ضعیف ہے کیونکہ اصل پانی اور ہاتھ دونوں مین طہارت
ہے پھر شک سے وہ نجس نہیں ہو سکتی اور یہ سو کر اٹھنا ہمارے نزدیک رات کے سونے سے مخصوص نہین

بلکہ جب سو کر اٹھے اور نجاست کا شبہ ہو یا بغیر سوئے نجاست کا گمان ہو تو برتن میں بغیر ہاتھ دھوئے ہاتھ نہ
ڈالے اور امام احمد سے یہ روایت ہے کہ اگر رات کی خواب سے اٹھا ہے تو ہاتھ ڈالنا مکروہ تحریمی ہے
اور جو دن کی خواب سے اوٹھا ہے تو مکروہ تنزیہی ہے اور داؤد ظاہری کا بھی یہی قول ہے انتہی مختصراً
عن ابی ہریرۃ فی حدیث ابی معاویۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفی حدیث وکیع قال یرفعہ بمثلہ وعن
ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمثلہ ترجمہ ان روایتوں کا وہی جو اوپر گذرا عن
یدیہ ابی ہریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا استیقظ احدکم فلیفرغ علی یدہ ثلاث مرات
قبل ان یدخل یدہ فی انائہ فانہ لا یدری فیم باتت یدہ ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے جاگے تو اپنے ہاتھ پر تین بار پانی
ڈالے پھر برتن میں ہاتھ ڈالے اس لیے کہ اسکو معلوم نہیں کہاں رہا ہاتھ اسکا رات کو ف۔ یہ
کنایہ ہے پیشاب و پاخانہ کی جگہ سے اور کنایہ ایسے مقاموں میں زیادہ فصیح ہے اور قرآن اور حدیث میں اسکی
بہت نظیریں ہیں جب یہ ہے کہ ہاتھ کی نجاست کا گمان ہو اگر ہاتھ کی طہارت کا یقین ہو جب بھی ہاتھ
دھونا پھر ڈالنا بہتر ہے اور صحیح یہ ہے کہ اس صورت میں ہاتھ ڈالنا دھوئے سے پہلے مکروہ نہیں
ہے اگر برتن اتنا بڑا ہے کہ ہاتھ پر پانی ڈالنا ممکن نہ ہو تو منہ سے پانی لیوے اور ہاتھ کو دھو دے
یا اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ایک کپڑے سے پانی نکالے یا کسی اور سے مدد لیوے (نووی) عن
ابی ہریرۃ فی ہذہ الاسناد جمیعا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بہذا الحدیث کلہم یقول حتی یغسلہا
ولم یقل واحد منہم ثلاثا الا ما قدمنا من روایۃ جابر وابن المسیب وابی سلمۃ وعبد اللہ بن
شقیق وابی صالح وابی رزین فان فی حدیثہم ذکر الثلاث ترجمہ اس روایت میں صرف ہاتھ
دھونے کا ذکر ہے تین بار دھونے کا ذکر نہیں باب حکم ولوغ الکلب کتے کا منہ ڈالنا
اور پانی پینا کسی برتن سے عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا ولغ
الکلب فی اناء احدکم فلیرقہ ثم لیغسلہ سبع مرات ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کتا منہ ڈالے تم میں سے کسی کے برتن میں تو بہا دے اسکو
پھر سات بار دھوے عن الاعمش بہذا الاسناد مثلہ ولم یذکر فلیرقہ ترجمہ اس
ولم یقل میں بہانے کا ذکر نہیں ہے عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا شرب

[illegible] (marginal note) — فلیرقہ

الْكَلْبُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ ترجمہ ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا جب کتا تمہارے برتن میں سے پیے تو اسکو سات بار دھونا چاہیے عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طُهُورُ إِنَاءِ أَحَدِكُمْ إِذَا وَلَغَ فِيهِ الْكَلْبُ أَنْ يَغْسِلَهُ سَبْعَ
مَرَّاتٍ أُولَاهُنَّ بِالتُّرَابِ ترجمہ ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا تمہارے برتن کی پاکی جب کتا اسمیں سے منہ ڈالکر پیے یہ ہے کہ اسکو سات بار دھوئیں پہلی بار
مٹی سے مانجیں عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طُهُورُ إِنَاءِ أَحَدِكُمْ
إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِيهِ أَنْ يَغْسِلَهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ ترجمہ ہمام بن منبہ سے روایت ہے یہ حدیثیں ہمسے ابوہریرہ
نے بیان کیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انمیں سے ایک یہ حدیث بھی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا تم میں سے کسی کے برتن کی پاکی جب کتا اسمیں چپڑ چپڑ پیے یہ ہے کہ اسکو سات بار دھوڈالے
ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ کتا نجس ہے اور اسکا لعاب اور پینا ناپاک ہے جمہور علماء کا یہی قول
ہے اور عکرمہ اور مالک سے ایک روایت یہ ہے کہ کتا پاک ہے اور دلیل انکی یہ ہے جو اللہ تعالی نے فرمایا
کھاؤ تم وہ شکار جو کتے پکڑیں تمہارے لیے اور ظاہر ہے کہ کتے کا لعاب جانور کے پکڑنے میں ضرور لگیگا مگر
یہ دلیل قوی نہیں کس لیے کہ شکار کے مباح ہونے سے خاص اس مقام کی جہاں کتے نے منہ لگایا طہارت
ثابت نہیں ہوتی دوسری دلیل یہ ہے جو روایت کیا ترمذی اور ابوداؤد نے ابن عمر سے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کتے مسجد میں آتے جاتے اور پیشاب کرتے لیکن پانی کوئی نہ ڈالتا اسکا جواب یہ
ہے کہ آنے جانے سے طہارت اسکی ثابت نہیں ہوتی اب رہا پیشاب اسکا وہ تو بالاجماع نجس ہے اور مسجد کے
نہ دھونے کی یہ وجہ ہوگی کہ پیشاب کی جگہ معلوم نہ ہوسکتی ہوگی یا اس وجہ سے کہ زمین جب سوکھ گئی
تو وہ پاک ہے یا یہ حکم ابتدائے اسلام میں ہوگا بعد اوسکے مسجدوں کی صفائی اور پاکیزگی کا حکم ہوا تیسری
دلیل یہ ہے کہ آگے جو حدیثیں آتی ہیں اونمیں کتا پالنے کی اجازت دی ہے اسکا جواب یہ ہے کہ پالنے
کی اجازت سے اسکی طہارت لازم نہیں آتی ان حدیثوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کتے کے منہ ڈالکر
پینے سے برتن کا سات بار دھونا ضرور ہے اور یہی قول ہے ابن عباس اور عروہ اور ابن سیرین اور طاؤس
اور عمرو بن دینار اور اوزاعی اور مالک اور شافعی اور احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور ابوثور اور

ابو عبید اور داؤد کا اور خلاف کیا اسکا حنفیہ نے اور قیاس کیا اسکو اور نجاست پر حالانکہ یہ قیاس ہے مقابل نص کے اور دلیل لائے ہیں طحاوی اور دارقطنی کی روایت سے کہ ابو ہریرہ نے کہا کتے کے منہ ڈالنے سے تین بار وضو چاہیے حالانکہ احتمال ہے ابو ہریرہ نے بھول کر کہا ہو یا سات بار دھونے کو مستحب جانتے ہوں اور تین بار کو واجب اور ابو ہریرہ سے یہ بھی ثابت ہے کہ انہوں نے سات بار دھونے کا حکم کیا پھر حال ابو ہریرہ کا یہ قول احادیث صحیحہ مرفوعہ صحیحہ کے مقابل نہیں ہو سکتا (نیل الاوطار) نووی نے کہا ہمارے نزدیک کتے کا پیشاب اور پاخانہ یا خون اور پسینا وغیرہ اگر لگ جاوے تو اسکا بھی یہی حکم ہے کہ سات بار دھوئے اور ایک بار مٹی سے عَنِ ابْنِ الْمُغَفَّلِ قَالَ أَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُهُمْ وَبَالُ الْكِلَابِ ثُمَّ رَخَّصَ فِي كَلْبِ الصَّيْدِ وَكَلْبِ الْغَنَمِ وَقَالَ إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي الْإِنَاءِ فَاغْسِلُوهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَعَفِّرُوهُ الثَّامِنَةَ بِالتُّرَابِ ترجمہ عبداللہ بن مغفل مزنی سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ نے حکم کیا کتوں کے مار ڈالنے کا پھر فرمایا کیا ہے حال انکا اور حال کتوں کا پھر اجازت دی کہ شکاری کتا اور گلہ کا کتا پالنے کی (یعنے بکریوں کے ریوڑ کی حفاظت کیلیے) اور فرمایا جب کتا برتن میں منہ ڈالے تو اسکو سات بار دھوؤ اور آٹھوین بار مٹی سے مانجو ف نووی نے کہا ہمارا اور جمہور علما کا مذہب یہ ہے کہ سات بار دھوئیں انہین ایک بار مٹی ملکر دھوئیں اور چونکہ مٹی ایک علیحدہ چیز ہے گویا آٹھواں بار ہوا۔ اور بھید اسقدر احتیاط کا کتے کی جوٹھی مین یہ ہے کہ بعضا کتا زہریلا ہوتا ہے اور بعضا دیوانہ تو سات بار دھونے مین برتن سے بالکل اثر جاتا رہیگا یہ نہین کہ نجاست اسکی اور نجاستون سے بڑھکر ہے کیونکہ سور کتے سے بھی زیادہ نجس ہے پر اسمین زہر نہین عَنْ شُعْبَةَ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّ فِي رِوَايَةِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ مِنَ الزِّيَادَةِ وَرَخَّصَ فِي كَلْبِ الْغَنَمِ وَالصَّيْدِ وَالزَّرْعِ وَلَيْسَ ذَكَرَ الزَّرْعَ فِي الرِّوَايَةِ غَيْرُ يَحْيَى ترجمہ اس روایت مین کھیت کے کتے پالنے کی بھی اجازت یعنے کھیت کی حفاظت ف نووی نے ہمارے اصحاب نے اتفاق کیا ہے کہ بغیر ضرورت کے کتا پالنا حرام ہے جیسے کوئی پالے اسکی صورت کو پسند کرکے یا نمایش اور زیبایش کے لیے تو یہ حرام ہے بلا خلاف لیکن ضرورت کے لیے پالنا درست ہے اور اس حدیث مین تو تین کامون کے لیے اجازت ہے ایک شکار کے لیے دوسرے جانورون کی حفاظت کے لیے تیسرے کھیت کی حفاظت کے لیے ان تین کامون کے لیے تو سب کے نزدیک درست ہے البتہ اختلاف ہے کہ گھرون کی حفاظت کے لیے اسکا پالنا درست ہے یا نہین اور صحیح یہ ہے کہ درست ہے اور کتا

اگر کتا ہو تو اسکو مار ڈالیں اور اگر کتا نہ ہو تو نہ ماریں امام الحرمین نے کہا کہ کتوں کے قتل کی حدیث منسوخ ہے اسیطرح سیاہ کتے کے قتل کی انتہیٰ مختصرا

باب النَّهيِ عَنِ البَولِ فِي المَاءِ الرَّاكِدِ

تھمے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے کی ممانعت

عَنْ جَابِرٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ نَهَى اَنْ يُّبَالَ فِي المَاءِ الرَّاكِدِ ترجمہ جابر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا تھمے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَبُولَنَّ اَحَدُكُمْ فِي المَاءِ الرَّاكِدِ الدَّائِمِ ثُمَّ يَغْتَسِلُ مِنْهُ ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم میں سے تھمے پانی میں پیشاب نہ کرے اور یہ بھی نہ کرے کہ پیشاب کر کے پھر اوسمیں غسل کرے

عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا اَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ اَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَبُلْ فِي المَاءِ الدَّائِمِ الَّذِي لَا يَجْرِي ثُمَّ تَغْتَسِلُ مِنْهُ ترجمہ ہمام بن منبہ نے کہا یہ وہ حدیثیں ہیں جو ہم سے ابوہریرہ نے رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کیں پھر کئی حدیثیں بیان کیں انمیں سے ایک یہ بھی تھی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ نے فرمایا ایسا مت کر پیشاب کری تو تھمے ہوئے پانی میں جو بہتا نہیں پھر غسل کرے اسمیں

ف نووی نے کہا یہ ممانعت بعضے پانی میں تو تحریماً ہے اور بعضوں میں کراہتہً اور اسحدیث سے نکلتا ہے کہ اگر پانی کثیر ہو اور بہتا ہو تو اسمیں پیشاب کرنا حرام نہیں لیکن بہتر یہ ہے کہ نہ کرے اور اگر پانی قلیل ہو لیکن بہتا ہو تو ہمارے اصحاب میں سے ایک جماعت نے کہا کہ اسمیں پیشاب کرنا مکروہ ہے اور مختار یہ ہے کہ حرام ہے کیونکہ وہ پانی نجس ہو جاویگا موافق مذہب مشہور شافعی کے اور دوسرے کو دھوکا ہوگا وہ اسکو استعمال کریگا اور اگر پانی کثیر ہو لیکن تھما ہوا ہو تو ہمارے اصحاب کے نزدیک اسمیں پیشاب کرنا مکروہ ہے لیکن حرام نہیں اور اگر حرام کہیں جب بھی ہو سکتا ہے کیونکہ نہی تحریم کے لیے ہے اور وہ پانی نجس ہو جاویگا حنفیہ کے نزدیک جس صورت میں اتنا بڑا حوض نہ ہو کہ ایک کنارہ ہلانے سے دوسرا کنارہ ہلے اور جو پانی تھوڑا ہو تھما ہوا تو اسمیں پیشاب کرنا مکروہ ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ اسمیں پیشاب کرنا حرام ہے اور پاخانہ کرنا بھی مثل پیشاب کے ہی بلکہ اس سے بدتر ہے اسیطرح اگر کسی برتن میں پیشاب کرکے اسکو پانی میں ڈالدے یا نہر سے اتنا نزدیک پیشاب کرے کہ بہ کر اسمیں جاوے یہ سب باتیں منع ہیں ان باتوں میں کسی عالم نے خلاف نہیں کیا البتہ داؤد ظاہری سے منقول ہے کہ ممانعت خاص ہے

انسان کے پیشاب سے اور پاخانہ کی ممانعت نہیں نہ برتن میں پیشاب کر کے اسکو ڈال دینے کی اور نہ پانی کے
نزدیک پیشاب کرنے کی اور علماء نے کہا ہے کہ پانی کے نزدیک پاخانہ اور پیشاب کرنا مکروہ ہے اگرچہ
پانی میں نہ جاوے کیونکہ لوگ وہاں آتے جاتے ہیں تو انکو تکلیف ہوگی اور جس نے استنجا نہ کیا ہو وہ اگر
پانی میں غوطہ لگانا چاہے استنجا کے لیے اور پانی قلیل ہو کہ نجاست پڑنے سے نجس ہو جاویگا تو حرام ہے اور
اگر کثیر ہو اور جاری ہو تو جائز ہے اسیطرح اگر کثیر ہو اور جاری نہ ہو لیکن اس صورت میں نہ کرنا اولے ہے
باب النهي عن الاغتسال في الماء الراكد تھمے ہوئے پانی میں غسل کی ممانعت **عن**
ابي هريرة يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يغتسل احدكم في الماء الدائم وهو
قال جنب فقال كيف يفعل يا ابا هريرة فقال يتناوله تناولا ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسیکو نہانے کی حاجت ہو تو وہ تھمے ہوئے پانی
میں نہ نہاوے لوگوں نے ابوہریرہ سے کہا پھر کیا کرے انہوں نے کہا ظرفوں سے پانی لیکر نہاوے
ف نووی نے کہا ہمارے علماء کے نزدیک تھمے ہوئے پانی میں نہانا مکروہ ہے خواہ پانی قلیل ہو
یا کثیر اسیطرح جاری چشمے میں شافعی نے بویطی میں کہا کہ میں مکروہ جانتا ہوں جنب کے لیے غسل کرنا
کنوئیں میں اور تھمے ہوئے پانی میں جو جاری نہ ہو خواہ وہ قلیل ہو یا کثیر اور یہ کراہت تنزیہی ہے نہ
تحریمی اور اگر جنب نے ایسے پانی میں غسل کیا اور وہ دو قلوں سے کم ہے تو مستعمل ہو جاویگا ورنہ مستعمل
نہ ہوگا یہ شافعیہ کے مذہب کے موافق ہے اور حنفیہ کے نزدیک اگر وہ دردہ سے کم ہے تو مستعمل ہو
جاویگا اور جو دہ دردہ یا زیادہ ہے تو مستعمل نہ ہوگا اور صحیح مذہب اہلحدیث کا یہ ہے کہ پانی پاک ہے
اور پاک کرتا ہے جب تک نجاست کی وجہ سے اسکا مزہ یا بو یا رنگ نہ بدلے اور کچھ فرق نہیں
ہے قلیل اور کثیر پانی میں خواہ وہ دو قلے ہو یا اس سے کم یا اس سے زیادہ **باب وجوب غسل البول**
وغيره من النجاسات اذا حصلت في المسجد وان الارض تطهر بالماء من غير حاجة الى حفرها
مسجد میں جب پیشاب پڑ جاوے تو اسکو پانی سے دھونا ضرور ہے اور زمین پانی سے پاک ہو جاتی
ہے اسکا کھودنا ضرور نہیں **عن** انس ان اعرابيا بال في المسجد فقام اليه بعض القوم فقال
رسول الله صلى الله عليه وسلم دعوه لا تزرموه قال فلما فرغ دعا بدلو من ماء فصبه عليه
ترجمہ انس رض سے روایت ہے ایک گنوار مسجد میں پیشاب کرنے لگا لوگ اوٹھے اسکو مارنے کو

یا ہٹانے کو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت روکو پیشاب اسکا جب وہ پیشاب کر چکا آپ نے ایک ڈول پانی کا منگوایا اور اسپر ڈالدیا **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَذْكُرُ اَنَّ اَعْرَابِيًّا قَامَ اِلٰى نَاحِيَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَبَالَ فِيْهَا فَصَاحَ بِهِ النَّاسُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُوْهُ فَلَمَّا فَرَغَ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَنُوْبٍ فَصُبَّ عَلٰى بَوْلِهٖ **ترجمہ** انس بن مالک رض ذکر کرتے تھے کہ ایک گنوار مسجد کے کونے میں کھڑے ہوکر موتنے لگا لوگ چلائے اسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوڑ دو اسکو جب وہ موت چکا آپ نے حکم کیا ایک ڈول پانی کا اوسکے پیشاب پر ڈالا گیا **ف** نووی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی کا پیشاب نجس ہے اور سپر اجماع ہے خواہ وہ آدمی بڑا ہو یا چھوٹا لیکن کمسن بچہ کے پیشاب پر صرف پانی چھڑک دینا کافی ہے اسکو آگے ہم بیان کرینگے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسجد کی عظمت اور عزت کرنا چاہیے اور نجاستوں سے پاک رکھنا چاہیے اور زمین پانی ڈالنے سے پاک ہو جاتی ہے اور اسکا کھودنا ضرور نہیں یہی ہمارا اور جمہور علما کا مذہب ہے اور ابو حنیفہ کے نزدیک وہ بغیر کھودے پاک نہیں ہوتی اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جاہل کو نرمی اور ملائمت سے سمجھانا چاہیے جب وہ تذلیل یا عناد سے مخالفت نہ کرے اور علمانے لکھا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گنوار کے چھوڑ دینے کا دو وجہوں سے حکم کیا ایک تو یہ کہ پیشاب رک جانے سے خود اسکو ضرر ہوتا دوسری اگر وہ موتتا چلا جاتا تو ساری مسجد اور اسکے کپڑے وغیرہ سب نجس ہو جاتے **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ فَقَامَ يَبُوْلُ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْ مَهْ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُزْرِمُوْهُ دَعُوْهُ فَتَرَكُوْهُ حَتّٰى بَالَ ثُمَّ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَاهُ فَقَالَ لَهٗ اِنَّ هٰذِهِ الْمَسَاجِدَ لَا تَصْلُحُ لِشَيْءٍ مِّنْ هٰذَا الْبَوْلِ وَلَا الْقَذَرِ اِنَّمَا هِيَ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةِ وَقِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ اَوْ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاَمَرَ رَجُلًا مِّنَ الْقَوْمِ فَجَاءَ بِدَلْوٍ مِّنْ مَّاءٍ فَشَنَّهٗ عَلَيْهِ **ترجمہ** انس رض مالک سے روایت ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے مسجد میں اتنے میں ایک جنگلی آیا اور کھڑا ہوکر پیشاب کرنے لگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے کہا ٹھیر ٹھیر کیا کرتا ہے آپ نے فرمایا اسکا پیشاب مت روکو جانے دو لوگوں نے چھوڑ دیا یہانتک کہ وہ

پیشاب کر چکا تب آپ نے اوسکو بلایا اور فرمایا یہ مسجدیں پیشاب اور نجاست کی لائق نہیں ہیں یہ تو اللہ کی
یاد کے لیے اور نماز اور قرآن پڑھنے کے لیے بنائی گئی ہیں یا ایسا ہی کچھ آپ نے فرمایا پھر ایک شخص کو حکم
کیا وہ ایک ڈول پانی کا لایا اور اسپر بہا دیا ف نووی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد کو
بچانا چاہیے ناپاک چیزوں سے اور تھوک سے اور آواز بلند کرنے سے اور جھگڑے لڑائیوں سے اور
خرید اور فروخت سے اور سب معاملات سے اور یہاں پر میں چند مسئلے مختصر طور پر بیان کرتا ہوں ایک
یہ کہ بے وضو کو مسجد میں بیٹھنا درست ہے اور اگر عبادت کی نیت سے بیٹھے جیسے اعتکاف یا علم دین
پڑھنے یا پڑھانے یا وعظ کرنے یا سننے یا نماز کی انتظار کی نیت سے تو مستحب ہے ورنہ مباح ہے اور
بعضے لوگوں کے نزدیک مکروہ ہے لیکن یہ قول ضعیف ہے اسیطرح مسجد کے اندر سونا درست
ہے امام شافعی نے ام میں اسکی تصریح کر دی ہے ابن منذر نے اشراق میں لکھا ہے کہ مسجد میں سونے
کی اجازت دی ہے سعید بن مسیب اور حسن اور عطا اور شافعی نے اور ابن عباس نے کہا مسجد کو
خوابگاہ مت بناؤ اور ایک روایت انسے یہ ہے کہ اگر نماز کے لیے مسجد میں سو جاوے تو کچھ قباحت
نہیں اور اوزاعی نے کہا مسجد میں سونا مکروہ ہے اور امام مالک نے کہا مسافروں کو مسجد میں
درست ہے اور مقیم کو مناسب نہیں امام احمد نے کہا مسافر وغیرہ کے لیے قباحت نہیں پر اگر کوئی
مسجد کو خوابگاہ بنالیوے تو جائز نہیں اور اسحاق کا بھی یہی قول ہے اور جس نے مسجد میں
سونا جائز رکھا ہے اوسکی دلیل یہ ہے کہ حضرت علی اور ابن عمر اور اصحاب صفہ مسجد میں سویا کرتے
تھے اور کافر مسلمانوں کی اجازت سے مسجد میں جا سکتا ہے البتہ بغیر اجازت سے اوسکو جانے سے
روکا جاویگا ابن منذر نے کہا مسجد میں وضو کرنا ہر ایک عالم نے درست رکھا ہے البتہ ایسے مقام
میں وضو کرنا جس سے لوگوں کو تکلیف ہو مکروہ ہے اور ابن سیرین اور مالک اور سحنون سے
اسکی کراہت مروی ہے مسجد کے صاف رکھنے کے لیے۔ ہمارے اصحاب میں سے ایک جماعت
نے لکھا ہے کہ جانوروں اور دیوانوں اور لڑکوں کا مسجد میں لیجانا مکروہ ہے اور مراد وہ لڑکے ہیں
جنکو تمیز نہیں کیونکہ وہ نجس کر دینگے مسجد کو پر جانور کا لیجانا حرام نہیں ہے اسلیے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف کیا ہے خانہ کعبہ کا اونٹ پر سوار ہو کر اور یہ کراہت کے منافی نہیں
اسواسطے کہ آپ نے بیان جواز کے لیے ایسا کیا ہوگا یا اسلیے کہ آپ سب لوگوں کو دکھلائی دیں تو دوسرے

اُن چیزون کی کہ جنسے عطر مسجد مین تھوکنا حرام ہے اور جسکے بدن مین ایسی نجاست لگی ہو کہ اُس سے مسجد کے نجس ہو جانے کا ڈر ہو وہ مسجد مین نہ جاوے اور جو ڈر نہ ہو تو جا سکتا ہے اگر مسجد میں فصد لیوے اور خون کے لیے کوئی برتن نہ رکھے تو حرام ہے ورنہ مکروہ ہے اور اگر برتن کے اندر مسجد مین پیشاب کرے تو اسمین دو قول ہین ایک یہ کہ مکروہ ہے دوسری یہ کہ حرام ہے مسجد مین چت لیٹنا پاؤن ہلانا انگلیان چٹخانا درست ہے مسجد کو جھاڑنا صاف کرنا مستحب ہے

باب حُكْمِ بَوْلِ الطِّفْلِ الرَّضِيعِ وَكَيْفِيَّةِ غَسْلِهِ شیرخوار بچے کے پیشاب کو کیونکر دھونا چاہیے

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤْتَى بِالصِّبْيَانِ فَيُبَرِّكُ عَلَيْهِمْ وَيُحَنِّكُهُمْ فَأُتِيَ بِصَبِيٍّ فَبَالَ عَلَيْهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَأَتْبَعَهُ بَوْلَهُ وَلَمْ يَغْسِلْهُ ترجمہ ام المومنین عائشہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس لوگ بچون کو لاتے آپ اُنکے لیے دعا کرتے اور ہاتھ پھیرتے اُنپر اور کچھ چبا کر اونکے موز مین دیتے (جیسے کھجور وغیرہ) ایک لڑکا آپ پاس لایا گیا اسنے آپ پر پیشاب کر دیا آپ نے پانی منگوایا اور اس جگہ ڈالدیا اور دھویا نہین اسکو عَنْ عَائِشَةَ أَتَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَبِيٍّ يَرْضَعُ فَبَالَ فِي حَجْرِهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَصَبَّهُ عَلَيْهِ ترجمہ ام المومنین عائشہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دودھ پیتا بچہ لایا گیا اسنے آپ کی گود مین پیشاب کر دیا آپ نے پانی منگوا کر اسجگہ ڈالدیا عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ أَنَّهَا أَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِابْنٍ لَهَا لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ فَوَضَعَتْهُ فِي حَجْرِهِ فَبَالَ قَالَ فَلَمْ يَزِدْ عَلَى أَنْ نَضَحَ بِالْمَاءِ ترجمہ ام قیس بنت محصن سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بچہ لیکر آئین جو اناج نہین کھاتا اور اسکو بٹھا دیا آپکی گود مین اسنے پیشاب کر دیا آپ نے فقط پانی اسپر چھڑک دیا عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فَدَعَا بِمَاءٍ فَرَشَّهُ ترجمہ زہری سے روایت ہے وہی اسناد سے اسمین یہ ہے کہ آپ نے پانی منگوایا اور چھڑک دیا عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ أُمَّ قَيْسٍ بِنْتَ مِحْصَنٍ وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُوَلِ اللَّاتِي بَايَعْنَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ أُخْتُ عُكَّاشَةَ بْنِ مِحْصَنٍ أَحَدِ بَنِي أَسَدِ بْنِ خُزَيْمَةَ قَالَ أَخْبَرَتْنِي أَنَّهَا أَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِابْنٍ لَهَا لَمْ يَبْلُغْ أَنْ يَأْكُلَ الطَّعَامَ قَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ أَخْبَرَتْنِي أَنَّ ابْنَهَا ذَاكَ بَالَ فِي حَجْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ

عَنِ الْاَسْوَدِ وَهَمَّامٍ عَنْ عَائِشَةَ فِي الْمَنِيِّ قَالَتْ كُنْتُ اَفْرُكُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ اسود اور ہمام سے روایت ہے حضرت عائشہ نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے منی کو کھرچ ڈالتی عَنْ عَائِشَةَ فِي حَتِّ الْمَنِيِّ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِيْثِ خَالِدٍ عَنْ اَبِي مَعْشَرٍ عَنْ عَائِشَةَ بِمِثْلِ حَدِيْثِهِمْ ترجمہ ان روایتوں کا بھی وہی جو اوپر گذرا عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ قَالَ سَاَلْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ عَنِ الْمَنِيِّ يُصِيْبُ ثَوْبَ الرَّجُلِ اَيَغْسِلُهُ اَمْ يَغْسِلُ الثَّوْبَ فَقَالَ اَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْسِلُ الْمَنِيَّ ثُمَّ يَخْرُجُ اِلَى الصَّلٰوةِ فِي ذٰلِكَ الثَّوْبِ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلَى اَثَرِ الْغَسْلِ فِيْهِ ترجمہ عمرو بن میمون سے روایت ہے میں نے سلیمان بن یسار سے پوچھا اگر منی کپڑے میں لگ جاوے تو منی کو دھو ڈالے یا کپڑے کو دھووے انھوں نے کہا مجھ سے حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منی کو دھو ڈالتے پھر نماز کو نکلتے وہی کپڑا پہن کر اور میں دھونے کا نشان دیکھتی آپ کے کپڑے میں عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ اَمَّا ابْنُ اَبِي زَائِدَةَ فَحَدِيْثُهُ كَمَا قَالَ ابْنُ بِشْرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْسِلُ الْمَنِيَّ وَاَمَّا ابْنُ الْمُبَارَكِ وَعَبْدُ الْوَاحِدِ فَفِي حَدِيْثِهِمَا قَالَتْ كُنْتُ اَغْسِلُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا اسمیں یہ ہے کہ حضرت عائشہ نے کہا میں دھو ڈالتی تھی منی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شِهَابٍ الْخَوْلَانِيِّ قَالَ كُنْتُ نَازِلًا عَلَى عَائِشَةَ فَاحْتَلَمْتُ فِي ثَوْبَيَّ فَغَمَسْتُهُمَا فِي الْمَاءِ فَرَاَتْنِي جَارِيَةٌ لِعَائِشَةَ فَاَخْبَرَتْهَا فَبَعَثَتْ اِلَيَّ عَائِشَةُ فَقَالَتْ مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ بِثَوْبَيْكَ قَالَ قُلْتُ رَاَيْتُ مَا يَرَى النَّائِمُ فِي مَنَامِهِ قَالَتْ هَلْ رَاَيْتَ فِيْهِمَا شَيْئًا قُلْتُ لَا قَالَتْ فَلَوْ رَاَيْتَ شَيْئًا غَسَلْتَهُ لَقَدْ رَاَيْتُنِي وَاِنِّي لَاَحُكُّهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَابِسًا بِظُفُرِي ترجمہ عبداللہ بن شہاب خولانی سے روایت ہے میں حضرت عائشہ پاس اترا مجھے احتلام ہوگیا کپڑوں میں میں نے انکو پانی میں ڈبویا حضرت عائشہ کی ایک چھوکری نے دیکھا اور انسے بیان کیا انہوں نے مجھے بلا بھیجا اور پوچھا یہ کپڑوں کو تم نے کیوں ڈبویا میں نے کہا خواب میں میں نے وہ دیکھا جو سونیوالا دیکھتا ہے (مراد احتلام ہے) انہوں نے کہا کپڑوں میں تو نے کچھ اثر پایا میں نے کہا نہیں انہوں نے کہا اگر کپڑوں میں تو کچھ دیکھتا تو اسکو دھو ڈالنا کافی تھا اور میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے سوکھی منی اپنے ناخنوں سے چھیل ڈالتی

ف یعنے اگر کپڑے مین منی لگ جاوے تو سارے کپڑے کا دھونا اور خوشبو دینا ضرور نہین صرف اتنے مقام کو دھو ڈالے جہان منی لگی ہو نووی نے کہا علما نے اختلاف کیا ہی آدمی کی منی مین تو مالک اور ابو حنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ وہ نجس ہے مگر ابو حنیفہ کے نزدیک اگر منی خشک ہو تو اسکا مل ڈالنا کافی ہے اور یہی ایک روایت ہی احمد سے اور امام مالک کے نزدیک ہر حال مین اسکا دھونا ضرور ہے اور لیث نے کہا ہے کہ منی نجس ہے لیکن منی بھرے اگر کوئی نماز پڑھے تو نماز کا لوٹانا ضرور نہین اور حسن نے کہا کہ اگر کپڑے پر منی بھری ہو اور اس سے نماز پڑھے تو نماز لوٹانا ضرور نہین اگرچہ منی تھوڑی ہی بہت ہو لیکن اگر بدن مین لگی ہو تو نماز کا لوٹانا ضرور ہے اگرچہ منی تھوڑی ہو اور بہت سے علما اسطرف گئے ہین کہ منی پاک ہی اور یہی مروی ہے حضرت علی اور سعد بن ابی وقاص اور ابن عمر اور عائشہ رضی اللہ عنہم اور داؤد اور احمد سے صحیح تر روایت مین اور یہی مذہب ہے شافعی اور اہلحدیث کا اور حسن نے یہ کہا کہ منی کی طہارت حضرت شافعی کا قول ہے اس نے غلطی کی اب جو لوگ نجس کہتے ہین انکی دلیل وہ حدیث ہی جسمین منی دھونیکا ذکر ہے اور جو پاک کہتے ہین انکی دلیل وہ حدیث ہی جسمین کھرچ ڈالنے کا ذکر ہے کیونکہ اگر منی نجس ہوتی تو اسکا ملنا اور کھرچنا کافی نہ ہوتا جیسے خون کا ملنا اور کھرچنا کافی نہین اور یہ لوگ کہتے ہین کہ دھونے کی روایت محمول ہے استحباب اور صفائی پر یعنے دھو ڈالنا بہتر ہے یہ تو آدمی کی منی کا حکم ہوا اب ہمارے اصحاب کا ایک قول ضعیف اور ہے وہ یہ کہ منی عورت کی نجس ہے اور مرد کی پاک ہے اور ایک قول اس سے بھی زیادہ ضعیف ہی کہ دونون کی منی نجس ہے اور ٹھیک یہی ہے کہ مرد اور عورت دونون کی منی پاک ہے اور جب منی پاک ہوئی تو اسکا کھانا درست ہی یا نہین اسمین دو قول ہین صحیح یہ ہے کہ درست نہین ہے کیونکہ طبیعت اس سے گھن کرتی ہے تو وہ خبائث مین داخل ہے جو حرام ہین اب منی اور جانورون کی تو کتے اور سور کی منی تو نجس ہے بلا خلاف اور باقی جانورون کی منی مین تین قول ہین صحیح یہ ہے کہ وہ پاک ہے خواہ اس جانور کا گوشت حلال ہو یا نہ ہو دوسرا قول یہ ہے کہ وہ نجس ہے مطلقا تیسرا قول یہ ہے کہ جس جانور کا گوشت حلال ہے اسکی منی پاک ہے اور جس جانور کا گوشت حرام ہے اسکی منی بھی ناپاک ہے انتہے نووی نے کہا حضرت عائشہ کی اس حدیث سے لوگون نے دلیل قائم کی ہے کہ عورت کی فرج کی رطوبت پاک ہے اور صحیح بھی یہی ہے اور انہون نے یہ کہا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو احتلام تو ہونا محال تھا کیونکہ احتلام شیطان کے فریب سے ہوتا ہے تو اب جو منی رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم پر ہو گی وہ ضرور جماع کی وجہ سے ہو گی اور جماع مین منی فرج کی رطوبت کے ساتھ شریک ہوتی ہے اور جو لوگ فرج کی رطوبت کو نجس کہتے ہین انہون نے دو جواب دیے ہین ایک یہ کہ احتلام ہمیشہ شیطان کے فریب سے نہین ہوتا بلکہ جب بدن مین اعتدال سے زیادہ منی پیدا ہو جاتی ہے تو طبیعت اسکو دفع کرتی ہے دوسری یہ کہ احتمال ہے کہ یہ منی مقدمات جماع یعنے بوسہ اور مساس اور ممباشرت سے نکلی ہو انتہے باب نجاسۃ الدم وکیفیۃ غسلہ خون کی نجاست کا اور اسکے دھونے کا بیان عن اسماء قالت جاءت امرأۃ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالت احدنا یصیب ثوبھا من دم الحیضۃ کیف تصنع بہ قال تحتہ ثم تقرصہ بالماء ثم تنضحہ ثم تصلی فیہ ترجمہ اسماء سے روایت ہے ایک عورت آئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ کے پاس اور اس نے کہا ہم میں کسی کے کپڑے مین حیض کا خون لگ جاتا ہے وہ کیا کرے آپ نے فرمایا پہلے اسکو کھرچ ڈالے پھر پانی ڈالکر ملے پھر دھو ڈالے پھر اسی کپڑے مین نماز پڑھے ف نووی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ نجاست کا دھونا پانی سے واجب ہے اور جو کوئی کسی اور روان چیز سے دھووے جیسے سرکہ وغیرہ تو جائز نہ ہوگا اور خون نجس ہے باجماع اہل اسلام اور نجاست کے دھونے مین صاف کرنا اسکا ضرور ہے عدد کی شرط نہیں ہے اگر نجاست حکمی ہے جو آنکھ سے دکھلائی نہین دیتی جیسے پیشاب وغیرہ اسکا دھونا ایک بار واجب ہے اور دوسری تیسری بار مستحب ہے اور جو نجاست عینی جو آنکھ سے دکھلائی دیتی ہے جیسے خون وغیرہ تو اسکا دھونا یہانتک واجب ہے کہ عین نجاست زائل ہو جاوے اب بعد اسکے دوسری یا تیسری بار دھونا مستحب ہے اور کپڑے کا نچوڑنا دھونے کے بعد شرط نہین ہے صحیح قول کے موافق اب اگر نجاست عینی کے دھونے کے بعد اسکا رنگ رہجاوے تو کچھ قباحت نہین البتہ اگر اسکا مزہ باقی رہے تو وہ کپڑا نجس ہے اور مزہ دور کرنا ضرور ہے اور جو بو باقی رہی تو اسمین دو قول ہین صحیح یہ ہے کہ وہ پاک ہو جاویگا انتہے مختصرا عن ابی ہشام بن عروۃ بہذا الاسناد مثل حدیث یحیی بن سعید ترجمہ دوسری روایت کا بھی وہی جو اوپر گذرا۔ باب الدلیل علی نجاسۃ البول ووجوب الاستبراء منہ پیشاب کی نجاست کا بیان عن ابن عباس قال مر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی قبرین فقال اما انہما لیعذبان وما یعذبان فی کبیر اما احدہما فکان یمشی بالنمیمۃ واما الآخر فکان لا یستتر من بولہ قال

تقرصہ

فَدَعَا بِعَسِيْبٍ رَطْبٍ فَشَقَّهُ بِاثْنَيْنِ ثُمَّ غَرَسَ عَلَى هٰذَا وَاحِدًا وَعَلَى هٰذَا وَاحِدًا ثُمَّ قَالَ
لَعَلَّهُ اَنْ يُّخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا ترجمہ عبداللہ بن عباس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم دو قبروں پر سے نکلے تو فرمایا ان دونوں قبر والوں پر عذاب ہو رہا ہے اور کچھ بڑے گناہ پر نہیں
ف بخاری کی روایت میں اتنا زیادہ ہے اور وہ بڑا گناہ ہے پھر یہ جو فرمایا بڑے گناہ پر نہیں اس
سے یہ غرض ہوگی کہ انکی دانست میں بڑا گناہ نہ تھا یا یہ مطلب ہے کہ اس گناہ سے باز رہنا انپر مشکل نہ
تھا ورنہ قاضی عیاض نے ایک تیسری تاویل کی ہے وہ یہ ہے کہ تمہارے نزدیک بڑا گناہ نہ تھا اس سے یہ مطلب ہے
کہ عذاب کچھ بڑے ہی بڑے گناہ پر منحصر نہیں بلکہ چھوٹے گناہ پر بھی ہوتا ہے اور اس گناہ کو بڑے
ہونیکا یہ سبب ہے کہ پیشاب سے جب پرہیز نہ کیا تو نماز باطل ہوئی اور نماز کا ترک کبیرہ گناہ ہے اسیطرح
چغل خوری اور فساد سب سے بدتر گناہ ہے (نووی) ف ایک تو انمیں چغل خوری کرتا یعنے ایک
کی بات دوسرے سے لگا دیتا فساد اور لڑائی کے لیے) اور دوسرا اپنے پیشاب سے بچنے میں احتیاط
نہ کرتا پھر آپ نے ایک ہری ٹہنی منگوائی اور چیر کر اسکو دو کیا اور ہر ایک قبر پر ایک ایک گاڑ دی
اور فرمایا شاید جب تک یہ ٹہنیاں نہ سوکھیں اسوقت تک انکا عذاب ہلکا ہووے ف نووی
نے کہا اسکا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کی سفارش کی تو وہ سفارش
قبول ہوتی اسطرح سے کہ انکے عذاب کم کرنے کا حکم ہوا ٹہنی کے سوکھنے تک اور شاید آپ دعا کرتے
ہوں انکے لیے ٹہنیوں کے خشک ہونے تک اور احتمال ہے کہ ہری ٹہنیاں تسبیح کہتی ہوں اور اسوجہ
عذاب کی کمی ہو اور جب سوکھ جاویں تو تسبیح موقوف ہو جاتی ہو کیونکہ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ
سے اکثر مفسرین کے نزدیک ہی شے مراد ہے جو زندہ ہو اور لکڑی اور پتھر کی زندگی جب ہی تک ہے
کہ وہ کاٹی نہ جاویں اور محققین علما کا بھی قول ہے کہ یہ آیت عام ہے اور ہر ایک چیز حقیقۃً تسبیح
کرتی ہے اور بعضوں نے کہا کہ ہر چیز اپنی صورت اور سیرت اور اوصاف اور تاثیرات کی وجہ سے
اپنے صانع کی قدرت پر دلالت کرتا ہے اور یہی اسکی تسبیح ہے ۔ برگ درختان سبز در نظر ہشیار ہر ورقے
دفتریست معرفت کردگار ۔ اور اس حدیث سے علما نے یہ بات نکالی ہے کہ قبر کے پاس قرآن
پڑھنا مستحب ہے اسلیے کہ جب ہری شاخ سے عذاب کی کمی ہو تو قرآن کی برکت سے ضرور عذاب میں کمی
ہوگی اور بخاری نے اپنے صحیح میں روایت کیا ہے کہ بریدہ بن حصیب اسلمی نے وصیت کی تھی کہ میری قبر

دو ہری شاخین رکھدی جاوین اور شاید انہون نے تبرکاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فعل کو دیکھکر
یہ وصیت کی خطابی نے انکار کیا اس فعل کا جو لوگ قبرون پر کیا کرتے ہین یعنے پھول اور شاخین ڈالنیکا
اور کہا اسکی کوئی اصل نہین اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ قبر کا عذاب حق ہے اور معتزلہ نے اسکا خلاف
کیا ہے اور پیشاب نجس ہے اور چغل خوری حرام ہے جب فساد کی نیت سے ہو اور جو کسی مسلمان کا ضرر سے
بچانا منظور ہو تو ثواب ہے وہ چغل خوری مین داخل نہین انتہی مع زیادۃ **عَنْ** سُلَيْمَانَ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا
الْاِسْنَادِ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ وَكَانَ الْاٰخَرُ لَا يَسْتَنْزِهُ عَنِ الْبَوْلِ اَوْ مِنَ الْبَوْلِ ترجمہ اس روایت کا
وہی جو اوپر گذرا **كِتَابُ الْحَيْضِ** کتاب حیض کے بیان مین **ف** حیض کے معنی لغت مین
بہنا اور اصطلاح مین حیض اس خون کو کہتے ہین جو بالغہ عورت کی رحم سے بہتا ہے معین دنون مین اور
استحاضہ وہ خون ہے جو بے وقت عادت کے خلاف آوے **بَابُ** مُبَاشَرَةِ الْحَائِضِ فَوْقَ الْاِزَارِ تہبند
کے اوپر حائضہ عورت سے مباشرت کرنا **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَتْ اِحْدَانَا اِذَا كَانَتْ حَائِضًا اَمَرَهَا
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَأْتَزِرُ بِاِزَارٍ ثُمَّ يُبَاشِرُهَا ترجمہ ام المومنین عائشہ رضہ سے روایت ہے
ہم مین سے جب کوئی حائضہ ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکو حکم کرتے تہبند باندہنے کا پھر
مباشرت کرتے اسکے ساتھ **ف** یعنے لپٹتے اُس سے اور مساس کرتے اور بوسہ لیتے پر جماع نہ کرتے
کیونکہ حیض مین جماع کرنا حرام ہے باجماع اہل اسلام اور اگر کوئی اسکو حلال جانے تو وہ کافر مرتد ہے
اسلیے کہ حرمت اسکی قرآن سے ثابت ہے اور جو کوئی حلال نہ جانے اور بھولے سے یا نادانستہ ایسا کام
کرے تو اسپر نہ گناہ ہے نہ کفارہ اور اگر جان بوجھ کرے تو گناہ کبیرہ ہے اور کفارہ واجب نہین
مالک اور ابو حنیفہ اور احمد اور شافعی کا ایک روایت مین یہی قول ہے اور جمہور سلف نے اسی کو اختیار کیا
ہے جیسے عطا اور ابن ابی ملیکہ اور شعبی اور نخعی اور مکحول اور زہری اور ابو الزناد اور ربیعہ اور حماد بن ابی سلیمان
اور ایوب اور سختیانی اور سفیان ثوری اور لیث بن سعد کا اور ایک قول یہ ہے کہ اسپر کفارہ واجب ہے
اور یہی مروی ہے ابن عباس اور حسن بصری اور سعید بن جبیر اور قتادہ اور اوزاعی اور اسحاق کا اور
احمد کا ایک روایت مین اب اختلاف کیا ہے ان لوگون نے کفارے مین تو حسن اور سعید نے کہا وہ کفارہ
ایک بردے کا آزاد کرنا ہے اور باقی لوگون نے کہا وہ ایک دینار یا آدھا دینار صدقہ دینا ہے اور دلیل
انکی ابن عباس کی حدیث ہے مرفوع جو شخص اپنی عورت سے جماع کرے حیض کی حالت مین وہ ایک

ایک دینار صدقہ دیوے یا آدھا دینار لیکن یہ حدیث ضعیف ہے باتفاق حفاظ انتہی عَنْ عَائِشَةَ
قَالَتْ كَانَتْ إِحْدَانَا إِذَا كَانَتْ حَائِضًا أَمَرَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَأْتَزِرَ فِي كَانَ
فَوْرِ حَيْضَتِهَا ثُمَّ يُبَاشِرُهَا قَالَتْ وَأَيُّكُمْ يَمْلِكُ إِرْبَهُ كَمَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَمْلِكُ إِرْبَهُ ترجمہ ام المؤمنین عائشہؓ سے روایت ہے ہم میں سے جب کسی عورت کو حیض آتا تو رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم اسکو حکم کرتے تہبند باندھنے کا جب حیض کا خون جوش پر ہوتا پھر اس سے مباشرت کرتے
حضرت عائشہ نے کہا تم میں سے کون اپنی خواہش اور ضرورت پر اسقدر اختیار رکھتا ہے جیسا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم رکھتے تھے ف اپنے نفس پر قابو رکھنا اور اپنی خواہش کو بے موقع روکنا یہ ہر شخص
کا کام نہیں البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ قدرت تھی اس لیے جس شخص سے صبر نہ ہو سکے اسکو
یہی بہتر ہے کہ حائضہ عورت سے مباشرت کبھی نہ کرے ایسا نہ ہو کہ غلبہ شہوت میں جماع کر بیٹھے اور گنہگار ہو
نووی نے کہا مباشرت ایک تو جماع کے معنی میں ہے وہ حیض کی حالت میں حرام ہے جیسے اوپر گذرا
اور ایک مباشرت یہ ہے کہ ناف سے اوپر اور گھٹنوں سے نیچے مباشرت کرے ذکر سے یا بوسے سے یا چمٹا دے
یا مساس کرے یہ حلال ہے حیض کی حالت میں باتفاق علما اور وہ جو عبیدہ سلمانی سے منقول ہے
کہ اس قسم کی مباشرت بھی حیض کی حالت میں درست نہیں تو یہ شاذ ہے منکر اس کو کسی نے قبول
نہیں کیا اور اگر ثابت بھی ہو تو مردود ہے بدلیل احادیث صحیحہ کے جنکو بخاری اور مسلم نے روایت
کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ازار سے اوپر مباشرت کرتے تھے اور ایک مباشرت یہ ہے کہ
گھٹنے اور ناف کے بیچ میں مباشرت کرے لیکن سوا قبل اور دبر کے اور مقاموں میں اسمیں قول
ہیں صحیح یہ ہے کہ حرام ہے اب یہ حرمت حیض کی موقوف ہونے تک ہے جہاں حیض بند ہوا اور عورت نے
غسل کر لیا یا تیمم کر لیا تو ہر طرح کی مباشرت حلال ہو جاویگی ہمارا اور مالک اور احمد کا مذہب یہی ہے
اور ابو حنیفہ کے نزدیک اگر دس روز میں حیض بند ہوا تو غسل سے پہلے بھی مباشرت حلال ہے انتہی مختصرا *
عَنْ مَيْمُونَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَاشِرُ نِسَاءَهُ فَوْقَ الْإِزَارِ وَهُنَّ
حُيَّضٌ ترجمہ ام المؤمنین میمونہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عورتوں سے مباشرت
کرتے تھے ازار کے اوپر اور وہ حائضہ ہوتیں بَابُ الِاضْطِجَاعِ مَعَ الْحَائِضِ فِي لِحَافٍ وَاحِدٍ
حائضہ عورت کے ساتھ ایک چادر میں لیٹنا عَنْ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یضطجع معی وانا حائض وبینی وبینہ ثوب ترجمہ ام المؤمنین میمونہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ لیٹتے اور میں حائضہ ہوتی اور میرے اور آپکے بیچ میں ایک کپڑا حائل ہوتا عن ام سلمۃ قالت بینما انا مضطجعۃ مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الخمیلۃ اذ حضت فانسللت فاخذت ثیاب حیضتی فقال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انفست قلت نعم فدعانی فاضطجعت معہ فی الخمیلۃ قالت وکانت ھی ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یغتسلان فی الاناء الواحد من الجنابۃ ترجمہ ام المؤمنین ام سلمہ رض سے روایت ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لیٹی ہوئی تھی چادر میں دفعۃً مجھے حیض آیا میں کھسک گئی اور اپنے کپڑے اٹھا لیے حیض کے رسول اللہ صلی اللہ نے فرمایا کیا تجھے حیض آیا میں نے کہا ہاں آپنے مجھے بلایا پھر میں آپکے ساتھ لیٹی اسی چادر میں ام سلمہ نے کہا میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ایک ہی برتن سے غسل کیا کرتے جنابت سے ف نووی نے کہا حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ سونا جائز ہے حائضہ کے ساتھ اسی طرح لیٹنا اسکے ساتھ ایک چادر میں بشرطیکہ بدن سے بدن نہ ملے ناف اور زانو کے بیچ یا صرف حج نہ ہو علما نے کہا ہے کہ حائضہ کے ساتھ لیٹنا یا اسکا بوسہ لینا درست ہے اسیطرح مساس کرنا ناف کے اوپر اور زانو کے نیچے اور حائضہ عورت کا ہاتھ نجس نہیں ہے وہ پانی اور ہر ایک رواں چیز میں ہاتھ ڈال سکتی ہے اپنے خاوند کا سر دھو سکتی ہے کنگھی کر سکتی ہے کھانا پکا سکتی ہے اسکا جوٹھا اور پسینا دونوں پاک ہیں اور ابن جریر نے کہا اسپر اجماع ہے علما کا انتہی

باب جواز غسل الحائض رأس زوجھا وترجیلہ وطھارۃ سؤرھا والاتکاء فی حجرھا وقراءۃ القرآن فیہ اس باب میں یہ بیان ہے کہ حائضہ عورت اپنے خاوند کا سر دھو سکتی ہے اسکے سر میں کنگھی کر سکتی ہے اسکا جوٹھا پاک ہے اسکی گود میں تکیہ لگا کر بیٹھنا درست ہے اور قرآن پڑھنا عن عائشۃ قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا اعتکف یدنی الی رأسہ فارجلہ وکان لا یدخل البیت الا لحاجۃ الانسان ترجمہ ام المؤمنین عائشہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اعتکاف کرتے تو اپنا سر میری طرف جھکا دیتے میں اسمیں کنگھی کر دیتی اور آپ گھر میں تشریف لاتے (مسجد سے) مگر ضروری حاجت کیواسطے (جیسے پیشاب پاخانہ وغیرہ) ف نووی نے کہا اس حدیث سے چند فائدے اعتکاف کے متعلق معلوم ہوئے جنکا ذکر اعتکاف کے باب میں آویگا اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اعتکاف کرنیوالا اپنے بدن کا کوئی حصہ جیسے ہاتھ یا پاؤں یا سر مسجد سے باہر نکالے

تو اسکا اعتکاف باطل نہ ہوگا اور جو شخص حلف کرے اس بات کی کہ فلان گھر مین نہ جاویگا یا فلان گھر سے نہ
نکلے گا پھر اپنے بدن کے کسی حصہ کو اسکے اندر کرے یا اسمین سے نکالے تو اسکی قسم نہ ٹوٹے گی اور یہ بھی
معلوم ہوا کہ خاوند اپنی بی بی سے خدمت لے سکتا ہے پکانے اور نہانے دھونے مین بشرطیکہ وہ راضی
ہو لتا ہے عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ إِنْ كُنْتُ لَأَدْخُلُ الْبَيْتَ
لِلْحَاجَةِ وَالْمَرِيضُ فِيهِ فَمَا أَسْأَلُ عَنْهُ إِلَّا وَأَنَا مَارَّةٌ وَإِنْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَيُدْخِلُ عَلَيَّ رَأْسَهُ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَأُرَجِّلُهُ وَكَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةٍ إِذَا كَانَ
مُعْتَكِفًا وَقَالَ ابْنُ رُمْحٍ إِذَا كَانُوا مُعْتَكِفِينَ ترجمہ ام المومنین عائشہ رضنے کہا مین (جب اعتکاف
مین ہوتی) گھر مین جاتی حاجت کے واسطے اور چلتے چلتے جو کوئی گھر مین بیمار ہوتا اسکو بھی پوچھ لیتی اور رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مین رہکر اپنا سر میری طرف ڈالدیتے مین اسمین کنگھی کر دیتی اور آپ گھر مین نہ جاتے
مگر حاجت کیلیے جب اعتکاف مین ہوتے عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْرِجُ إِلَيَّ رَأْسَهُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَهُوَ مُجَاوِرٌ فی
فَأَغْسِلُهُ وَأَنَا حَائِضٌ ترجمہ ام المومنین عائشہ رضسے روایت ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف
مین ہوتے اور مسجد کے باہر اپنا سر نکالدیتے مین آپکا سر دھو دیتی حالانکہ مین حائضہ ہوتی عَنْ
عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُدْنِي إِلَيَّ رَأْسَهُ وَأَنَا فِي حُجْرَتِي
فَأُرَجِّلُ رَأْسَهُ وَأَنَا حَائِضٌ ترجمہ ام المومنین عائشہ رضسے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اپنا سر میرے نزدیک کر دیتے اور مین حجرے مین ہوتی پھر مین کنگھی کرتی آپ کے سر مین اور مین حائضہ
ہوتی عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَغْسِلُ رَأْسَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا
حَائِضٌ ترجمہ ام المومنین عائشہ نے کہا مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر دھوتی اور مین حائضہ
ہوتی عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاوِلِينِي الْخُمْرَةَ
مِنَ الْمَسْجِدِ قَالَتْ فَقُلْتُ إِنِّي حَائِضٌ فَقَالَ إِنَّ حَيْضَتَكِ لَيْسَتْ فِي يَدِكِ ترجمہ عائشہ رضنے
کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھسے فرمایا مجھے سجدہ گاہ اٹھا دے مسجد سے مین نے کہا
مین حائضہ ہون آپنے فرمایا حیض تیرے ہاتھ مین تو نہین ہے ف حدیث مین خمرہ کا لفظ
ہے اکثر علما نے کہا کہ خمرہ وہ ذرا سا ٹکڑا ہے بوریے وغیرہ کا جسپر سجدہ کیا جاوے اور خطابی نے

کہا خمرہ سے مراد جانماز ہے اور یہ جو فرمایا تیرا حیض ہاتھ میں نہیں ہے اسکا یہ مطلب ہے کہ تو مسجد کے باہر رہ
کر ہاتھ اندر کرکے بوریا گھسیٹ لے اور ہاتھ اندر لے جانے میں کوئی قباحت نہیں اگرچہ تو حیض سے ہے
عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اُنَاوِلَهُ الْخُمْرَةَ مِنَ الْمَسْجِدِ
فَقُلْتُ اِنِّيْ حَائِضٌ فَقَالَ تَنَاوَلِيْهَا فَاِنَّ الْحَيْضَةَ لَيْسَتْ فِيْ يَدِكِ ترجمہ ام المومنین عائشہ تناولیها
سے روایت ہے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا سجدہ گاہ کے اٹھا لینے کا مسجد سے میں نے
کہا میں حیض سے ہوں آپ نے فرمایا اٹھا دے حیض تیرے ہاتھ میں تھوڑی ہے عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ
قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ نَاوِلِيْنِي الثَّوْبَ فَقَالَتْ
اِنِّيْ حَائِضٌ فَقَالَ اِنَّ حَيْضَتَكِ لَيْسَتْ فِيْ يَدِكِ فَنَاوَلَتْهُ ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تھے اتنے میں آپ نے فرمایا اے عائشہ مجکو کپڑا اٹھا دے انہوں نے کہا
میں حائضہ ہوں آپ نے فرمایا تیرا حیض تیرے ہاتھ میں نہیں ہے پھر انہوں نے کپڑا اٹھا دیا
عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَشْرَبُ وَاَنَا حَائِضٌ ثُمَّ اُنَاوِلُهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَيَضَعُ فَاهُ عَلٰى مَوْضِعِ فِيَّ فَيَشْرَبُ وَاَتَعَرَّقُ الْعَرْقَ وَاَنَا حَائِضٌ ثُمَّ اُنَاوِلُهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَيَضَعُ فَاهُ عَلٰى مَوْضِعِ فِيَّ وَلَمْ يَذْكُرْ زُهَيْرٌ فَيَشْرَبُ ترجمہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت
ہے میں پانی پیتی تھی پھر پکڑا دیتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتی آپ اسی جگہ منہ رکھتے جہاں
میں نے رکھ کر پیا تھا اور پانی پیتے حالانکہ میں حائضہ ہوتی اور ہڈی نوچتی پھر رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کو دیتی آپ اسی جگہ منہ لگاتے جہاں میں نے لگایا تھا عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ
كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَّكِئُ فِيْ حِجْرِيْ وَاَنَا حَائِضٌ فَيَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ ترجمہ
ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میری گود میں تکیہ لگاتے اور قرآن
پڑھتے اور میں حائضہ ہوتی عَنْ اَنَسٍ اَنَّ الْيَهُوْدَ كَانُوْا اِذَا حَاضَتِ الْمَرْاَةُ فِيْهِمْ لَمْ يُؤَاكِلُوْهَا
وَلَمْ يُجَامِعُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ فَسَاَلَ اَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَاَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ وَيَسْاَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ اَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي
الْمَحِيْضِ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اصْنَعُوْا كُلَّ شَيْءٍ اِلَّا النِّكَاحَ فَبَلَغَ
ذٰلِكَ الْيَهُوْدَ فَقَالُوْا مَا يُرِيْدُ هٰذَا الرَّجُلُ اَنْ يَدَعَ مِنْ اَمْرِنَا شَيْئًا اِلَّا خَالَفَنَا فِيْهِ

فَجَآءَ اُسَیْدُ بْنُ حُضَیْرٍ وَّعَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ فَقَالَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ الْیَھُوْدَ تَقُوْلُ کَذَا وَکَذَا اَفَلَا نُجَامِعُھُنَّ فَتَغَیَّرَ وَجْہُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی ظَنَنَّا اَنْ قَدْ وَجَدَ عَلَیْھِمَا فَخَرَجَا فَاسْتَقْبَلَتْھُمَا ھَدِیَّۃٌ مِّنْ لَّبَنٍ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَرْسَلَ فِیْ اٰثَارِھِمَا فَسَقَاھُمَا فَعَرَفْنَا اَنْ لَّمْ یَجِدْ عَلَیْھِمَا ۔ ترجمہ انس سے روایت ہے یہود مین جب کوئی عورت حائضہ ہوتی تو اسکو اپنے ساتھ نہ کھلاتے نہ گھرون مین اُسکے ساتھ رہتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے آپ سے اس مسئلے کو پوچھا تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْمَحِیْضِ اخیر تک یعنی پوچھتے ہین تجھسے حیض سے تم کہہ دو حیض پلیدی ہے تو جدا رہو عورتون سے حیض کی حالت مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب کام کرو سوا جماع کے یہ خبر یہود کو پہنچی انہون نے کہا یہ شخص (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) چاہتا ہے کہ ہر بات مین ہمارا خلاف کرے یہ سنکر اسید بن حضیر اور عباد بن بشر آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ یہود ایسا ایسا کہتے ہین ہم حائضہ عورتون سے جماع کیون نہ کرین (یعنی جب یہود ہماری مخالفت کو برا جانتے ہین اور اس سے جلتے ہین تو ہمکو بھی اچھی طرح خلاف کرنا چاہیے یہ سنتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کا رنگ بدل گیا (انکے یہ کہنے سے کہ ہم جماع کیون نہ کرین آپکو برا معلوم ہوا کیونکہ یہ بالکل خلاف قرآن کے ہے) ہم یہ سمجھے کہ آپکو ان دونو شخصون پر غصہ آیا وہ اٹھکر باہر نکلے اتنے مین کسی نے آپ کو دودھ بھیجا تحفے کے طور پر آپ نے ان دونو کو پھر بلا بھیجا اور دودھ پلایا جب انکو معلوم ہوا کہ آپکا غصہ انپے اوپر نہ تھا ف آپ انکی بات پر صرف غصہ ہوئے تھے انکی ذات پر کوئی غصہ نہ تھا آخر وہ مسلمان نہ تھے انہون نے اسلام کی حرارت مین یہود سے بگڑکر یہ بات کہہ دی جو قرآن کے خلاف تھی

بَابُ الْمَذْیِ ۔ مذی کا بیان

ف مذی ایک سفید رقیق پانی ہے جو شہوت کے وقت نکلتا ہے اسکے نکلنے کے بعد شہوت کم نہین ہوتی اور کبھی اسکا نکلنا محسوس نہین ہوتا اور مرد اور عورت دونون مین یہ پانی نکلتا ہے بلکہ عورتون مین زیادہ (نووی) عَنْ عَلِیٍّ قَالَ کُنْتُ رَجُلًا مَذَّآءً فَکُنْتُ اَسْتَحْیِیْ اَنْ اَسْئَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِمَکَانِ ابْنَتِہٖ فَاَمَرْتُ الْمِقْدَادَ بْنَ الْاَسْوَدِ فَسَئَلَہٗ فَقَالَ یَغْسِلُ ذَکَرَہٗ وَیَتَوَضَّأُ ۔ ترجمہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے مجھکو مذی بہت نکلا کرتی تھی مین نے شرم کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھنے مین کیونکہ آپکی صاحبزادی میرے نکاح مین تھین مین نے مقداد بن الاسود سے کہا انہون نے پوچھا آپنے فرمایا اپنے ذکر کو دھوئے (اسلئے کہ وہ نجس ہے) اور وضو کرے عَنْ عَلِیٍّ اَنَّہٗ قَالَ اسْتَحْیَیْتُ اَنْ اَسْئَلَ النَّبِیَّ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَذْیِ مِنْ اَجْلِ فَاطِمَۃَ فَاَمَرْتُ الْمِقْدَادَ فَسَأَلَہٗ فَقَالَ مِنْہُ الْوُضُوْءُ ترجمہ
حضرت علی نے کہا مجھے شرم آئی مذی کا مسئلہ پوچھتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بوجہ فاطمہ رضہ کے
میں نے مقداد سے کہا انہوں نے پوچھا آپ نے فرمایا مذی نکلنے سے وضو لازم آتا ہے غسل ضرور
نہیں عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ اَرْسَلْنَا الْمِقْدَادَ بْنَ الْاَسْوَدِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَہٗ عَنِ الْمَذْیِ یَخْرُجُ مِنَ الْاِنْسَانِ کَیْفَ یَفْعَلُ بِہٖ
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأْ وَانْضَحْ فَرْجَکَ ترجمہ عبداللہ بن عباس سے روایت ہے
حضرت علی رضہ نے کہا ہم نے مقداد کو بھیجا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس انھوں نے پوچھا اگر
کسی آدمی کی مذی نکلے تو وہ کیا کرے آپ نے فرمایا وضو کر ڈال اور شرمگاہ دھو ڈال ف نووی نے
کہا علماء نے اتفاق کیا ہے اس امر پر کہ مذی نکلنے سے غسل لازم نہیں آتا لیکن وضو لازم آتا ہے
ابوحنیفہ اور شافعی اور احمد اور جمہور علماء کا یہی قول ہے اور ان حدیثوں سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے اور
یہ بھی نکلتا ہے کہ مذی نجس ہے اسی واسطے آپ نے ذکر کے دھونے کا حکم کیا اور مراد ذکر کے دھونے سے یہ ہے
کہ جتنا ذکر میں مذی لگ گئی ہو اتنی دھو ڈالے نہ کل ذکر کو شافعی اور جمہور علماء نے ایسا ہی کہا ہے
اور مالک اور احمد سے منقول ہے کہ ساری ذکر کو دھووے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ سوائے پیشاب اور پاخانہ کے
اور نجاستوں میں جیسے مذی اور خون وغیرہ ڈھیلے سے پاک کرنا کافی نہیں بلکہ پانی سے طہارت کرنا
چاہیے اور یہی صحیح ہے اور ایک قول یہ ہے کہ ڈھیلے سے بھی پاک کرنا درست ہے اور یہ بھی نکلتا ہے
کہ مسئلہ پوچھنے میں کسی اور کو وکیل کرنا درست ہے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ داماد کو اپنے خسر سے یا ساس سے
یا سالی سے جماع کے متعلق باتیں کرنا ادب کے خلاف ہے انتہی باختصار بَابُ غَسْلِ الْوَجْہِ وَالْیَدَیْنِ
اِذَا اسْتَیْقَظَ مِنَ النَّوْمِ جب سو کر اٹھے تو منہ ہاتھ دھونا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ قَامَ مِنَ اللَّیْلِ فَقَضٰی حَاجَتَہٗ ثُمَّ غَسَلَ وَجْہَہٗ وَیَدَیْہِ ثُمَّ نَامَ ترجمہ ابن عباس سے روایت
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو بیدار ہوئے تو حاجت سے فارغ ہوئے پھر منہ اور ہاتھ دھوئے
پھر سو رہے ف نووی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رات کو جاگنے کے بعد پھر سو رہنا مکروہ
نہیں ہے اور سلف کے بعض زاہدوں نے اسکو مکروہ کہا ہے اس خیال سے کہ آنکھ نہ کھلے اور رات کا تہجد اور
وظیفہ ناغہ ہو جاوے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسبات کا ڈر نہ تھا بَابُ جَوَازِ نَوْمِ الْجُنُبِ

بَابُ اِسْتِحْبَابِ الْوُضُوْءِ لِمَنْ غَسَلَ الْفَرْجَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّأْكُلَ اَوْ يَشْرَبَ اَوْ يَنَامَ اَوْ يُجَامِعَ جنب کو سونا درست
ہے لیکن وضو کرنا اور شرمگاہ دھو لینا کھانے اور پیتے اور سوتے اور جماع کرتے وقت مستحب ہے
عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ تَوَضَّأَ وُضُوْءَهُ
لِلصَّلٰوةِ قَبْلَ اَنْ يَّنَامَ ترجمہ ام المومنین عائشہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سونے کا قصد
کرتے اور آپ جنب ہوتے تو وضو کر لیتے جیسے نماز کے لیے کرتے ہیں سونے سے پہلے عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ
كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ جُنُبًا فَاَرَادَ اَنْ يَّأْكُلَ اَوْ يَنَامَ تَوَضَّأَ وُضُوْءَهُ لِلصَّلٰوةِ وآداد
ترجمہ ام المومنین عائشہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جنب ہوتے اور کھانا یا سونا چاہتے
تو وضو کر لیتے جیسے نماز کے لیے کرتے تھے عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيَرْقُدُ اَحَدُنَا وَهُوَ جُنُبٌ
قَالَ نَعَمْ اِذَا تَوَضَّأَ ترجمہ ابن عمر سے روایت ہے عمر رض نے کہا یا رسول اللہ اگر کوئی ہم میں سے کوئی سونا چاہے
اور وہ جنب ہو آپ نے فرمایا وضو کرے پھر سو سکتا ہے عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ رض اِسْتَفْتَى النَّبِيَّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلْ يَنَامُ اَحَدُنَا وَهُوَ جُنُبٌ قَالَ نَعَمْ لِيَتَوَضَّأْ ثُمَّ لِيَنَمْ حَتّٰى يَغْتَسِلَ اِذَا
شَاءَ ترجمہ ابن عمر سے روایت ہے حضرت عمر نے مسئلہ پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اگر
کوئی ہم میں سے جنب ہو تو وہ سو سکتا ہے آپ نے فرمایا ہاں وضو کر لیوے پھر سو رہے اور جب چاہے غسل
کرے عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ ذَكَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ تُصِيْبُهُ جَنَابَةٌ
مِّنَ اللَّيْلِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأْ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ ثُمَّ نَمْ ترجمہ عبد اللہ بن
عمر رض سے روایت ہے حضرت عمر نے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ انکو جنابت ہوتی ہے رات کو
آپ نے فرمایا وضو کر لے اور ذکر کو دھو ڈال پھر سو رہ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِيْ قَيْسٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ
عَنْ وِتْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ قُلْتُ كَيْفَ كَانَ يَصْنَعُ فِي الْجَنَابَةِ
اَكَانَ يَغْتَسِلُ قَبْلَ اَنْ يَّنَامَ اَمْ يَنَامُ قَبْلَ اَنْ يَّغْتَسِلَ قَالَتْ كُلُّ ذٰلِكَ قَدْ كَانَ يَفْعَلُ رُبَّمَا
اغْتَسَلَ فَنَامَ وَرُبَّمَا تَوَضَّأَ فَنَامَ قُلْتُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ فِي الْاَمْرِ سَعَةً ترجمہ عبد اللہ بن ابی
قیس سے روایت ہے میں نے حضرت عائشہ رض سے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وتر کو پھر بیان
کیا حدیث کو یہاں تک کہ میں نے کہا آپ جنابت میں کیا کرتے تھے کیا سونے سے پہلے غسل کرتے تھے یا غسل
سے پہلے سو رہتے تھے انہوں نے کہا آپ دونوں طرح کرتے کبھی غسل کر لیتے پھر سو رہتے اور کبھی وضو کر کے سو رہتے

مین نے کہا شکر خدا کا جس نے گنجایش رکھا امر مین ع‍ن معاویۃ بن صالح بھذا الاسناد مثلہ ترجمہ حدیث کی اگلی حدیث کے
عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتی احدکم اھلہ ثم اراد ان یعود فلیتوضأ
زاد ابو بکر فی حدیثہ بینھما وضوءا او قال ثم اراد ان یعاود ترجمہ ابو سعید خدری سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا جب تم سے کوئی اپنی بی بی سے صحبت کرے پھر دوبارہ کرنا چاہے تو وضو کر لیوے
پھر کرے عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یطوف علی نسائہ بغسل واحد
ترجمہ انس سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سب عورتون پاس ہو آتے ایک ہی
غسل سے ف نووی نے کہا حاصل ان سب حدیثون کا یہ ہے کہ جنب کو کھانا اور پینا اور سونا اور جماع
کرنا غسل سے پہلے درست ہی اسپر سب کا اجماع ہے اور اسپر کہ جنب کا بدن اور اسکا پسینا پاک ہے۔ ان
حدیثون کے رو سے یہ امر مستحب ہے کہ جنب اگر کھانا یا پینا یا سونا یا جماع کرنا چاہے تو وضو کر لیوے
اور شرمگاہ کو دھو لیوے اگر ایسا نکرے تو مکروہ ہے اور ابن حبیب اور داؤد ظاہری کے نزدیک وضو واجب
ہے اور ان حدیثون سے یہ بھی نکلتا ہے کہ جنابت کا غسل فی الفور واجب نہین بلکہ جب نماز کے لیے
اوٹھے اسوقت واجب ہے (انتہی باختصار) باب وجوب الغسل علی المرأۃ بخروج المنی منھا
اگر عورت کی منی نکلے تو اسپر غسل واجب ہے عن انس بن مالک قال جاءت ام سلیم وھی
جدۃ اسحاق الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت لہ وعائشۃ عندہ یا رسول اللہ
المرأۃ تری ما یری الرجل فی المنام فتری من نفسھا ما یری الرجل من نفسہ فقالت عائشۃ یا
ام سلیم فضحت النساء تربت یمینک فقال لعائشۃ بل انت فتربت
یمینک نعم فلتغتسل یا ام سلیم اذا رأت ذاک ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہی ام سلیم آئین رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس (اور وہ دادی تھین اسحاق کی جو راوی ہے اس حدیث کا انس سے) اور وہان
حضرت عائشہ بیٹھی تھین انہون نے کہا یا رسول اللہ عورت اگر سوتے مین ایسا دیکھے جیسے مرد دیکھتا ہی پھر دیکھے
وہ چیز جو مرد دیکھتا ہی (یعنی منی کو) یہ سنکر عائشہ نے کہا اے ام سلیم تو نے رسوا کر دیا عورتون کو (اسوجہ
سے کہ احتلام اسی عورت کو ہوگا جو بہت پر شہوت ہو اور منی بھی اوسکی نکلے گی) تیرے ہاتھ مین مٹی لگے
اور یہ انہون نے نیک بات کہی ف نے حضرت عائشہ کا یہ کہنا تیرے ہاتھ مین مٹی لگے اس سے بد دعا
مقصود تھی نہ کو سنا بلکہ انہون نے نیک نیتی سے یہ کلمہ کہا تھا اگرچہ اس کلمہ کا مطلب اس سے کہ محتاج

آوے اور تو غریب ہو جاوے پر اب محاورہ ہو گیا ہے عرب مین کہ یہ کلمہ اسوقت کہتے ہین جب کسی بات کو برا سمجھتے
ہین یا برا جانتے ہین یا جھڑکتے ہین یا خفا ہوتے ہین) ف آپنے فرمایا اے عائشہ تیرے ہاتھ مین
مٹی لگے اور ام سلیم سے فرمایا اے ام سلیم عورت غسل کرے اس صورت مین جب ایسا دیکھے ف نووی نے
کہا جب عورت کی منی نکلے تو اسپر غسل واجب ہے جیسے مرد پر اور علما نے اسپر اجماع کیا ہے کہ مرد اور عورت دونو
پر غسل واجب ہوتا ہے منی نکلنے سے یا دخول سے اور عورت پر حیض اور نفاس سے بھی غسل واجب ہوتا ہے اور جو کوئی
عورت جنے اور خون ذرا بھی نہ دیکھے تو اسپر بھی غسل واجب ہے صحیح قول کے موافق اسیطرح اگر بچے کے بدلے
صرف گوشت کا لوتھڑا جنے یا خون کی پھٹکی اور جو غسل کو واجب نہین کہتا وہ وضو واجب جانتا ہے
اور ہمارا مذہب یہ ہے کہ غسل واجب ہوتا ہے منی نکلنے سے خواہ شہوت سے نکلے یا بلا شہوت کود کر نکلے یا ویسے
ہی سوتے مین نکلے یا جاگتے مین معلوم ہو اسکا نکلنا یا نہ معلوم ہو عاقل ہو یا مجنون ہو اور منی نکلنے سے یہ
مراد ہے کہ باہر نکل آوے اگر سوتے مین یہ دیکھے کہ جماع کیا اور منی نکلی لیکن درحقیقت منی نہین نکلی تو غسل
واجب نہ ہوگا اسیطرح اگر منی حرکت کرے اور باہر نہ نکلے تب بھی غسل نہین اگر کسی کی منی نکلنے لگے اور وہ
نماز مین ہو اور کپڑے کے اوپر سے ذکر کو تھام لیوے یہانتک کہ منی رک جاوے تو اسکی نماز صحیح ہو جاویگی اور
عورت کا حکم مرد کا سا ہے انتہے مختصرا عن قتادۃ ان انس بن مالک رض حدثھم ان ام سلیم
حدثته انھا سالت نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن المراۃ تری فی منامھا ما یری الرجل فقال ت سلمۃ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رات ذلک المراۃ فلتغتسل فقالت ام سلیم فاستحییت
من ذلک قالت وھل یکون ھذا فقال نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعم فمن این یکون الشبہ ت قالت
ان ماء الرجل غلیظ ابیض وماء المراۃ رقیق اصفر فمن ایھما علا او سبق یکون منه
الشبہ ترجمہ قتادہ سے روایت ہے انس بن مالک نے انسے حدیث بیان کی
کہ ام سلیم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اگر عورت خواب مین دیکھے وہ جو مرد دیکھتا ہے آپنے فرمایا
جب عورت ایسا دیکھے تو غسل کرے ام سلیم نے کہا مجھے شرم آئی مین نے کہا ایسا بھی ہوتا ہے (یعنے عورت کو بھی
احتلام ہوتا ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک ایسا ہوتا ہے ورنہ بچہ عورت کے مشابہ
کیونکر ہوتا ہے ف یعنے بچہ مرد اور عورت دونو کے نطفے سے ملکر پیدا ہوتا ہے پھر جسکا نطفہ غالب ہوتا
ہے بچہ اوسی کی صورت پر ہوتا ہے اور جب عورت کا نطفہ ہوا تو اسکا نکلنا اور احتلام ہونا ممکن ہے ف

ہوتی ہے گاڑھا سفید ہوتا ہے اور عورت کا پتلا زرد ہے مگر ہوا دیر ہوتا ہے یا بڑھ جاتا ہے تو اسی کے مشابہ
ہوجاتا ہے قت نووی نے کہا یہ حدیث اصل عظیم ہے منی کی صفت کے بیان مین حالت صحت مین
علما نے کہا ہے مرد کی منی سفید اور گاڑھی ہوتی ہے اور کود کر آہستہ آہستہ نکلتی ہے اور شہوت کے ساتھ
نکلتی ہے اسکے نکلنے مین لذت آتی ہے اور جب نکل چکتی ہے اسیوقت شہوت ضعیف ہوجاتی ہے اور اسکی
بو ایسی ہوتی ہے جیسے کھجور کے گابھہ کی قریب قریب آٹے کی بو کے اور سوکھ کر بعضون نے کہا پیشاب کی سی
بو ہوجاتی ہے یہ تو اصل حالت ہے منی کی جب مرد صحیح اور سالم ہو کسی بیماری مین مبتلا نہ ہو اگر بیمار ہو تو منی
کبھی پتلی زرد اور رقیق ہوجاتی ہے یا آلات منی ضعیف ہوجاتی ہین تو وہ کود کر نہین نکلتی بلکہ بہتی ہے بغیر لذت
اور شہوت کے یا کثرت جماع سے سرخ ہوجاتی ہے یخنی کیطرح اور کبھی خالص خون کیطرح نکلتی ہے لیکن اگر منی
سرخ بھی نکلے تب بھی وہ پاک ہے اور اس سے غسل واجب ہوگا اور منی کے تین خاصے ہین ایک تو یہ کہ شہوت
کے ساتھ نکلے اور اسکے نکلنے کے بعد سستی ہوجاوے دوسری بو کھجور کے گابھے کیطرح تیسری آہستہ آہستہ کئی بار
مین نکلنا ان مین سے ہر ایک بات کافی ہے اوسکی منی ہونے کے لیے اور تینون باتون کا ہونا ضرور نہین اگر ان
تینون مین سے کوئی امر نہ ہو تو گمان غالب یہ ہوگا کہ وہ منی نہین ہے اور عورت کی منی زرد اور رقیق ہوتی ہے
اور کبھی سفید بھی ہوتی ہے اسکی پہچان دو وصف سے ہے ایک تو بو مرد کی منی کی بو کیطرح دوسرے لذت اسکی
نکلتے وقت اور اسکے نکلنے کے بعد شہوت کم ہوجانا جس طرح اور جس حال مین نکلے اوسکے نکلنے سے غسل واجب
ہوگا انتہیٰ ما قال النووی عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَأَلَتِ امْرَأَةٌ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ
الْمَرْأَةِ تَرَى فِي مَنَامِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ فِي مَنَامِهِ فَقَالَ إِذَا كَانَ مِنْهَا مَا يَكُونُ مِنَ الرَّجُلِ فَلْتَغْتَسِلْ
ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے ایک عورت نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اگر عورت خواب مین وہ دیکھے جو مرد
دیکھتا ہے آپنے فرمایا اگر اسمین سے وہی چیز نکلے جو مرد سے نکلتی ہے (یعنی منی نکلے) تو غسل کرے عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ
قَالَتْ جَاءَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا
يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ فَهَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ مِنْ غُسْلٍ إِذَا احْتَلَمَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
نَعَمْ إِذَا رَأَتِ الْمَاءَ فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَتَحْتَلِمُ الْمَرْأَةُ فَقَالَ تَرِبَتْ يَدَاكِ فَبِمَ يُشْبِهُهَا
وَلَدُهَا ترجمہ ام المومنین ام سلمہ رض سے روایت ہے ام سلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئین اور عرض کیا یا
رسول اللہ اللہ تعالے سچ بات سے شرم نہین کرتا کیا عورت پر غسل واجب ہے جب اسکو احتلام ہو تو آپنے فرمایا ہان

جب وہ پانی دیکھے (یعنے منی کو) ام سلمہ نے کہا یا رسول اللہ کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے آپ نے فرمایا تیرے ہاتھوں کو مٹی لگے احتلام نہیں ہوتا تو پھر بچہ عورت کے مشابہ کیسے ہوتا ہے **ف** اس حدیث سے اور اور کئی حدیثوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حیا اور شرم یہ بھی اللہ جل جلالہ کی ایک صفت ہے پر جیسے اسکی اور صفتیں مخلوقات کی صفتوں کی طرح نہیں ہیں اسیطرح یہ صفت بھی مخلوق کیطرح نہیں ہے سلف کا یہی اعتقاد ہے اور پچھلے بعض متکلمین نے جو اللہ تعالے کی صفات میں تاویل کا طریقہ اختیار کیا ہے وہ خوب نہیں ہے بلکہ ایک طرح کی بدعت ہے دین میں اہلحدیث نے تاویل کرنیوالوں کو بہت برا سمجھا ہے عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَ مَعْنَاهُ وَزَادَ قَالَتْ قُلْتُ فَضَحْتِ النِّسَاءَ ترجمہ دوسری روایت کا بھی وہی مضمون ہے جو اوپر گذرا اسمیں اتنا زیادہ ہے کہ بی بی ام سلمہ نے کہا تو نے رسوا کردیا عورتوں کو عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ اُمَّ سُلَيْمٍ اُمَّ بَنِي اَبِي طَلْحَةَ دَخَلَتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ هِشَامٍ غَيْرَ اَنَّ فِيْهِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ لَهَا اُفٍّ لَكِ اَتَرَى الْمَرْاَةُ ذٰلِكَ ترجمہ حضرت عائشہؓ نے بھی ایسا ہی روایت کیا کہ ام سلمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئیں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت عائشہ نے کہا اف تجھ کیا عورت بھی ایسا دیکھتی ہے عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ امْرَاَةً قَالَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَغْتَسِلُ الْمَرْاَةُ اِذَا احْتَلَمَتْ وَاَبْصَرَتِ الْمَاءَ فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ تَرِبَتْ يَدَاكِ وَاُلَّتْ قَالَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعِيْهَا وَهَلْ يَكُوْنُ الشَّبَهُ اِلَّا مِنْ قِبَلِ ذٰلِكَ اِذَا عَلَا مَاؤُهَا مَاءَ الرَّجُلِ اَشْبَهَ الْوَلَدُ اَخْوَالَهُ وَاِذَا عَلَا مَاءُ الرَّجُلِ مَاءَهَا اَشْبَهَ اَعْمَامَهُ ترجمہ ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا عورت غسل کرے جب اسکو احتلام ہو اور پانی دیکھے (یعنے منی) آپ نے فرمایا ہاں غسل کرے حضرت عائشہ نے کہا تیرے ہاتھوں کو مٹی لگے اور وہ کونچے جاویں ہتھیار سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوڑ دے اسکو آخر بچہ جو مشابہ ہوتا ماں باپ کو وہ کاہے سے ہوتا ہے جب عورت کا نطفہ مرد کے نطفے پر غالب ہو تو بچہ اپنے ننہیال کے مشابہ ہوتا ہے اور جب مرد کا نطفہ عورت کے نطفے پر غالب ہو تو بچہ ددھیال پر پڑتا ہے **ف** حدیث میں اُلَّت کا لفظ ہے اسکا ترجمہ وہی ہے جو بیان ہوا یعنے ہاتھ زخمی کیے جاویں اور کونچے جاویں آلہ سے جو ایک ہتھیار ہے نووی نے اسکو صحیح کہا ہے لیکن مجمع البحار میں ہے کہ صحیح اُلِّت ہے یعنے چیخ مارو

ہیں اُنگلی زمین پر لکیر کھینچی (جیسے کوئی سوچتے وقت ایسا کرتا ہے) اور فرمایا پوچھ یہودی نے کہا جس دن یہ زمین بدل
جاکر دوسری زمین ہوگی اور دوسرے آسمان لوگ اسوقت کہاں ہوں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
لوگ اسوقت اندھیرے میں پل صراط کے پاس کھڑے ہوں گے اس نے پوچھا پھر سب سے پہلے کون لوگ اس
پل سے پار ہوں گے آپ نے فرمایا مہاجرین ہیں جو محتاج ہیں (مہاجرین سے مراد وہ لوگ ہیں جو پیغمبر کے
ساتھ گھر بار چھوڑ کر نکل گئے اور فقر و فاقہ کی تکلیف پر صبر کیا اور دنیا پر لات ماری) یہودی نے کہا پھر جب وہ لوگ
جنت میں جاوینگے تو انکا پہلا ناشتہ کیا ہوگا آپ نے فرمایا مچھلی کے جگر کا ٹکڑا (جو نہایت مزیدار اور مقوی ہوتا ہے)
اسنے کہا پھر صبح کا کھانا کیا ہوگا آپ نے فرمایا وہ بیل کاٹا جاویگا انکے لیے جو جنت میں چرا کرتا تھا پھر اسنے پوچھا یہ کھا کر
کیا پینگے آپ نے فرمایا ایک چشمے کا پانی جسکا نام سلسبیل ہے اس یہودی نے کہا آپ نے سچ فرمایا اور میں آپ سے ایک
ایسی بات پوچھنے آیا ہوں جسکو کوئی نہیں جانتا دنیا میں سوا نبی کے یا ایک دو آدمی جانتے ہوں آپ نے فرمایا
اگر میں وہ بات تجھے بتا دوں تو تجھے فائدہ ہوگا اس نے کہا میں اپنے کان سے سن لونگا پھر اس نے کہا میں بچہ
کو پوچھتا ہوں آپ نے فرمایا مرد کا پانی سفید ہے اور عورت کا پانی زرد ہے جب یہ دونوں اکٹھا ہوتے ہیں اور مرد
کی منی عورت کی منی پر غالب ہوتی ہے تو اللہ کے حکم سے لڑکا پیدا ہوتا ہے اور جب عورت کی منی غالب ہوتی
ہے مرد کی منی پر تو لڑکی پیدا ہوتی ہے اللہ کے حکم سے یہودی نے کہا آپ نے سچ فرمایا اور بیشک آپ پیغمبر ہیں
پھر چلا گیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسنے جو باتیں مجھ سے پوچھیں وہ مجھے کوئی معلوم
نہ تھیں یہاں تک کہ اللہ تعالی نے مجھکو بتادیں عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سَلَّامٍ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ غَيْرَ
أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ قَاعِدًا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ زَائِدَةُ كَبِدِ النُّونِ وَقَالَ أَذْكَرَ
وَآنَثَ وَلَمْ يَقُلْ أَذْكَرَا وَآنَثَا ترجمہ وہی جو اوپر گذرا اسمیں یہ ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ وسلم کے پاس
بیٹھا تھا اور کچھ لفظوں کا فرق ہے

باب صِفَةِ غُسْلِ الْجَنَابَةِ غسل جنابت کیونکر کرے

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ يَبْدَأُ فَيَغْسِلُ يَدَيْهِ
ثُمَّ يُفْرِغُ بِيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ فَيَغْسِلُ فَرْجَهُ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ يَأْخُذُ الْمَاءَ
فَيُدْخِلُ أَصَابِعَهُ فِي أُصُولِ الشَّعْرِ حَتَّى إِذَا رَأَى أَنْ قَدِ اسْتَبْرَأَ حَفَنَ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ
ثُمَّ أَفَاضَ عَلَى سَائِرِ جَسَدِهِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ترجمہ ام المومنین عائشہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جنابت کا غسل کرتے تو پہلے دونوں ہاتھ دھوتے پھر داہنے ہاتھ سے پانی ڈالتے اور بائیں ہاتھ سے شرمگاہ دھوتے پھر وضو

جسطرح نماز کیلیے کیا کرتے تھے پھر پانی لیتے اور اپنی انگلیان بالون کی جڑون مین ڈالتے جب آپ دیکھتے کہ بال تر ہو گئے تو اپنی سر پر دونو ہاتھون سے بھر کر تین چلو ڈالتے پھر ساری بدن پر پانی ڈالتے پھر دونون پانون دہوتے ف نووی نے کہا ہمارے اصحاب کے نزدیک غسل جنابت کا کمال یہ ہے کہ پہلے دونو پہونچون کو تین بار دہووے برتن مین ہاتھ ڈالنے سی پہلے پھر شرمگاہ پر اور بدن پر جو نجاست لگی ہو اسکو دھووے پھر وضو کرے جسطرح نماز کے لیے وضو کرتا ہے پھر سب انگلیان پانی مین ڈالکر ایک چلو لیوے اور سر کے بالون اور داڑہی کے بالون مین اس سی خلال کری پھر اپنے سر پہ تین چلو بھر کر ڈالے پھر بغلون اور کانون اور ناف اور سرین کی خبر لیوے اور پانون کی انگلیون کی اور ان سب جگہون مین پانی پہونچاوے پھر تین بار سارے بدن پر پانی ڈالے اور سب جگہہ پانی پہونچاوے اور مستحب ہے کہ داہنی جانب سے شروع کرے اور قبلے کیطرف منہ کرکے بیٹھے اور بعد فراغت کے اشہد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمدا عبده ورسوله اور غسل سے پہلے نیت کرے ان سب چیزون مین نیت اور ساری بدن پر پانی پہنچانا فرض ہے اور شرط یہ ہے کہ بدن نجاست سی پاک ہو اور باقی سب چیزین سنت ہین اور بدن کا ملنا واجب نہین ہے مگر مالک اور مزنی کے نزدیک واجب ہے اسیطرح وضو بھی غسل جنابت مین واجب نہین ہے مگر داؤد ظاہری کے نزدیک واجب ہے انتہى مختصرا عَنْ هِشَامٍ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِمْ غَسْلُ الرِّجْلَيْنِ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا مگر اس روایت مین پانون دھونے کا ذکر نہین ہے عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ فَبَدَأَ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلَاثًا ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ غَسْلَ الرِّجْلَيْنِ ترجمہ ام المومنین عائشہ سی روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنابت کا غسل کیا تو دونو پہونچونکو تین بار دہویا پھر بیان کیا حدیث کو اسیطرح جیسے اوپر گذری اور اس روایت مین پانون دھونے کا ذکر نہین ہے عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ يَبْدَأُ فَيَغْسِلُ يَدَيْهِ قَبْلَ أَنْ يُدْخِلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ ثُمَّ تَوَضَّأَ مِثْلَ وُضُوئِهِ لِلصَّلٰوةِ ترجمہ ام المومنین عائشہ رض سی روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جنابت کا غسل کرتے تو پہلے دونو ہاتھ دھوتے برتن مین ہاتھ ڈالنے سی پہلے پھر وضو کرتے جیسے نماز کے لیے وضو کرتے تھے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَتْنِي خَالَتِي مَيْمُونَةُ قَالَتْ أَدْنَيْتُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُسْلَهُ مِنَ الْجَنَابَةِ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ ثُمَّ أَفْرَغَ بِهِ عَلَى فَرْجِهِ وَغَسَلَهُ بِشِمَالِهِ ثُمَّ ضَرَبَ بِشِمَالِهِ الْأَرْضَ فَدَلَكَهَا دَلْكًا شَدِيدًا ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلٰوةِ

اور چھینٹنا مکروہ نہیں کہہ سکتے دوسری یہ کہ مکروہ ہے تیسری یہ کہ مباح ہے اور یہی صحیح ہے کیونکہ احادیث
سے اباحت ثابت ہوتی ہے اور ممانعت کی کوئی دلیل نہین ہے انتہی عن عائشة قالت كان رسول الله
صلى الله عليه وسلم اذا اغتسل من الجنابة دعا بشيء نحو الحلاب فاخذ بكفه بدأ بشق
رأسه الايمن ثم الايسر ثم اخذ بكفيه فقال بهما على رأسه ترجمہ ام المومنین حضرت عائشہ
صدیقہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جنابت کا غسل کرتے تو ایک برتن پانی کا منگواتے حلاب
کے برابر (حلاب وہ برتن ہے جسمین اونٹنی کا دودھ دوہتے ہین) پھر ہاتھ سے پانی لیتے اور پہلے داہنا جانب
سر کا دھوتے پھر بایان جانب بعد اسکے دونو ہاتھ سے پانی لیتے اور سر پر بہاتے ف صحیح حلاب ہے بکسر
حا اور تخفیف لام اور بعضون نے اسکو جُلاب پڑھا ہے بضم جیم و تشدید لام کے اور مراد اس سے گلاب ہے
لیکن ہروی نے اسکا انکار کیا ہے اور کہا کہ صحیح حلاب ہے باب القدر المستحب من الماء في غسل الجنابة
غسل جنابت مین کتنا پانی لینا بہتر ہے عن عائشة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يغتسل
من اناء هو الفرق من الجنابة ترجمہ ام المومنین عائشہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرتے
تھے ایک برتن سے جسمین تین صاع پانی آتا ہے (یعنے سات آٹھ سیر) جنابت سے ف نووی نے کہا اہل
اسلام نے اجماع کیا ہے کہ وضو اور غسل کے لیے پانی کی مقدار معین نہین ہے بلکہ قلیل اور کثیر سب کافی
ہے بشرطیکہ اعضا بھیگ جاوین اور مستحب ہے کہ وضو مین ایک مد سے کم نہ ہو اور غسل مین ایک صاع سے کم
نہ ہو اور صاع پانچ رطل اور تہائی رطل کا ہوتا ہے اور مد ایک رطل اور تہائی رطل کا اور ہمارے بعض
صحاب نے کہا ہے کہ یہان وہ صاع مراد ہے جو آٹھ رطل کا ہوتا ہے بہرحال پانی بیکار بہانا منع ہے
اگرچہ ندی کے کنارے غسل کرتا ہو اور یہ ممانعت تنزیہی ہے اور بعضون نے کہا کہ اسراف حرام ہے انتہی
عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يغتسل في القدح وهو الفرق
وكنت اغتسل انا وهو في الاناء الواحد وفي حديث سفيان من اناء واحد قال قتيبة قال
سفيان والفرق ثلاثة آصع ترجمہ ام المومنین عائشہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرتے تھے
ایک کٹورے سے اور وہ فرق تھا (فرق اس برتن کو کہتے ہین جسمین تین صاع پانی آتا ہے) اور مین اور آپ ایک
ہی برتن سے غسل کرتے سفیان نے کہا فرق تین صاع کا ہوتا ہے ف نووی نے کہا مرد اور عورت دونو کا طہارت کرنا ایک برتن
سے جائز ہے باجماع اہل اسلام لیکن عورت کا طہارت کرنا مرد کی طہارت سے بچے ہوئے پانی سے وہ بھی بالاجماع جائز ہے اور مرد کا

باب في القدر المستحب من الماء في غسل الجنابة

اور غسل کرنا مرد و عورت کا ایک برتن سے ایک ہی حالت میں

طہارت کرنا عورت کی طہارت سے بچے ہوے پانی سے جایز ہے اور مالک اور ابو حنیفہ اور جمہور علما کے نزدیک جایز ہے اور اسمین کراہت بھی نہین ہے بدلیل احادیث صحیحہ کے اور احمد بن حنبل اور داود ظاہری کے نزدیک عورت کے بچے ہوے پانی سے مرد کو طہارت درست نہین بشرطیکہ عورت اس پانی کو نہایت مین لے گئی ہو اور اوسکو استعمال کیا ہو اور عبد اللہ بن سرجس اور حسن بصری سے ایسا ہی منقول ہے اور امام احمد سے ایک روایت ہمارے موافق بھی ہے اور سعید اور حسن سے مطلقا کراہت بھی منقول ہے اور مختار جمہور علما کا قول ہے کیونکہ احادیث صحیحہ سے یہ امر ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بی بیون کے ساتھ غسل کیا ہے اور ہر ایک نے دوسرے کا بچا ہوا پانی استعمال کیا اور خلوت کو اسمین کوئی دخل نہین اور ایک حدیث مین آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک بی بی کے بچے ہوے پانی سے غسل کیا روایت کیا اسکو ابو داود اور ترمذی اور نسائی اور اصحاب سنن نے اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور وہ جو ممانعت کی حدیث حکم بن عمرو سے منقول ہے وہ ضعیف ہے ائمہ حدیث نے جیسے بخاری وغیرہ نے اسکو ضعیف کہا ہے یا مراد اس سے یہ ہے کہ جو پانی عورت کے اعضا سے گرے وہ تو مستعمل ہے اس سے وضو درست نہین یا وہ ممانعت استحباب کے لیے ہے واللہ اعلم انتہے عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی عَائِشَۃَ اَنَا وَاَخُوْھَا مِنَ الرَّضَاعَۃِ فَسَاَلَھَا عَنْ غُسْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الْجَنَابَۃِ فَدَعَتْ بِاِنَاءٍ قَدْرِ الصَّاعِ فَاغْتَسَلَتْ وَبَیْنَنَا وَبَیْنَھَا سِتْرٌ وَاَفْرَغَتْ عَلٰی رَاْسِھَا ثَلَاثًا قَالَ وَکَانَ اَزْوَاجُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَاْخُذْنَ مِنْ رُءُوْسِھِنَّ حَتّٰی یَکُوْنَ کَالْوَفْرَۃِ ترجمہ ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے روایت ہے مین اور حضرت عائشہ کا رضاعی (دودہ کے ناتے کا) بھائی (عبد اللہ بن یزید) اونکے پاس گئے اور غسل جنابت کو پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر کرتے تھے انہون نے ایک برتن منگوایا جسمین صاع بھر پانی آتا تھا اور نہائین ہمارے انکے بیچ ایک پردہ تھا انہون نے اپنے سر پر تین بار پانی ڈالا ف ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو سلمہ اور عبد اللہ بن یزید نے انکا سر اور اوپر کا بدن دیکھا ورنہ اونکے سامنے پانی منگوانے سے اور نہانے سے کوئی فائدہ نہ تھا عبد اللہ تو رضاعی بھائی تھے اور ابو سلمہ رضاعی بھانجے تھے کیونکہ ام کلثوم بنت ابی بکر نے انکو دودہ پلایا تھا اور یہ دونو محرم ہین اور محرم کو اوپر کا بدن دیکھنا درست ہے ف ابو سلمہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیان اپنے بال کترالی تھین اور کانون تک بال رکھتے تھین ف حدیث مین وفرہ کا لفظ ہے اصمعی نے کہا وفرہ لمہ سے زیادہ ہے اور لمہ ان بالون کو کہتے ہین جو مونڈھون تک ہون اور ون نے کہا وفرہ لمہ سے کم ہے یعنی جو بال کانون تک ہون ابو حاتم نے کہا وفرہ وہ بال ہین جو کانو پر ہون قاضی عیاض نے کہا عرب کی عورتین تو چوٹیان نکالا کرتین

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیون نے آپکی وفات کی بعد شاید ایسا کیا ہو زینت کے ترک کرنیکے لیے نووی نے کہا قاضی عیاض کی طرح اور علمار نے بھی کہا ہے اور یہ گمان نہین ہوتا کہ انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مین ایسا کیا ہو اور اس حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ عورت کو بال کم کرنا درست ہو انتہے

عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَۃُ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اغْتَسَلَ بَدَاَ بِیَمِیْنِہٖ فَصَبَّ عَلَیْھَا مِنَ الْمَآءِ فَغَسَلَھَا ثُمَّ صَبَّ الْمَآءَ عَلَی الْاَذَی الَّذِیْ بِہٖ بِیَمِیْنِہٖ وَغَسَلَ عَنْہُ بِشِمَالِہٖ حَتّٰی اِذَا فَرَغَ مِنْ ذٰلِکَ صَبَّ عَلٰی رَاْسِہٖ قَالَتْ عَائِشَۃُ کُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ اِنَآءٍ وَّاحِدٍ وَّنَحْنُ جُنُبَانِ ترجمہ ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے روایت ہے حضرت عائشہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غسل کرتے تو داہنے ہاتھ سے شروع کرتے پہلے اسپر پانی ڈالتے اور اسکو دھوتے پھر داہنے ہاتھ سے پانی ڈالتے اور بائین ہاتھ سے جو بدن پر نجاست ہوتی اسکو دھوتے جب اس سے فراغت ہوتی تو سر پر پانی ڈالتے حضرت عائشہ نے کہا مین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنابت کا غسل ایک برتن سے کرتے

عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّھَا کَانَتْ تَغْتَسِلُ ھِیَ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ اِنَآءٍ وَّاحِدٍ یَسَعُ ثَلَاثَۃَ اَمْدَادٍ اَوْ قَرِیْبًا مِّنْ ذٰلِکَ ترجمہ ام المومنین عائشہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن سے غسل کیا کرتے جسمین تین مد یا کچھ ایسا ہی پانی آتا

ف قاضی عیاض نے کہا مراد یہ ہے کہ ہر ایک کے لیے تین مد پانی لیا جاتا یا اس سے مراد صاع ہے تاکہ موافق ہو اس حدیث کے جسمین فرق کا ذکر ہے یا ایسا ہی کسی وقت مین ہوا ہوگا نووی نے کہا اس حدیث مین تین مد کا ذکر ہے اور دوسری روایت مین یہ ہے کہ ایک فرق سے آپ غسل کرتے اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت عائشہ نے ایک صاع سے غسل کیا اور ایک روایت مین پانچ مکوک کا بیان ہے غسل مین اور ایک مکوک کا وضو مین اور ایک روایت مین ایک صاع غسل کے لیے اور ایک مد وضو کے لیے آیا ہے اور ایک روایت مین ایک مد سے وضو اور غسل ایک صاع سے پانچ مد تک امام شافعی اور اور علمار نے کہا ہے کہ یہ اختلاف باعتبار موقع اور حالت اور قلت اور کثرت پانی کے تھا بہر حال طہارت کے لیے پانی کا کوئی مقدار مقرر نہین ہے

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ اِنَآءٍ وَّاحِدٍ تَخْتَلِفُ اَیْدِیْنَا فِیْہِ مِنَ الْجَنَابَۃِ ترجمہ ام المومنین عائشہ سے روایت ہے مین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرتے تھے ایک برتن سے دونو کے ہاتھ اسمین پڑ جاتے اور یہ غسل جنابت کا تھا

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ اِنَآءٍ بَیْنِیْ وَبَیْنَہٗ وَاحِدٍ فَیُبَادِرُنِیْ حَتّٰی اَقُوْلَ دَعْ لِیْ دَعْ لِیْ قَالَتْ وَھُمَا جُنُبَانِ ترجمہ ام المومنین عائشہ سے روایت ہے مین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرتی تھی ایک برتن سے جو میرے اور آپکے بیچ ہوتا

باب غسل الرجل والمرأة في اناء واحد في حالة واحدة وغسل احدهما بفضل الآخر

آپ جلدی جلدی پی لیتے یہانتک کہ مین کہتی تھوڑا پانی میرے لیے چھوڑو میرے لیے چھوڑو
اور دونو جنب ہوتے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَخْبَرَتْنِي مَيْمُونَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا كَانَتْ
تَغْتَسِلُ هِيَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي اِنَاءٍ وَاحِدٍ ترجمہ میمونہ سے روایت ہے وہ
اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم غسل کرتے ایک برتن سے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْتَسِلُ بِفَضْلِ مَيْمُوْنَةَ ترجمہ ابن عباس رضہ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میمونہ کے غسل سے جو پانی بچتا اس سے غسل کرتے عَنْ اُمِّ
سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَتْ هِيَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلَانِ فِي الْاِنَاءِ الْوَاحِدِ
مِنَ الْجَنَابَةِ ترجمہ ام المومنین ام سلمہ سے روایت ہے وہ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
جنابت کا غسل ایک برتن سے کرتے عَنْ اَنَسٍ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَغْتَسِلُ بِخَمْسِ مَكَاكِيْكَ وَيَتَوَضَّاُ بِمَكُّوْكٍ وَقَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى بِخَمْسِ مَكَاكِيَّ ترجمہ انس سے
روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانچ مکوک سے غسل کرتے اور ایک مکوک سے وضو
کرتے (مکوک سے مراد مد ہے) عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّاُ
بِالْمُدِّ وَيَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ اِلٰى خَمْسَةِ اَمْدَادٍ ترجمہ انس رضہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ایک مد سے وضو کرتے اور ایک صاع سے لیکر پانچ مد تک غسل کرتے عَنْ سَفِيْنَةَ
قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُغَسِّلُهُ الصَّاعُ مِنَ الْمَاءِ مِنَ الْجَنَابَةِ وَيُوَضِّئُهُ
الْمُدُّ ترجمہ سفینہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ کو ایک صاع پانی غسل جنابت کے لیے اور ایک
پانی وضو کے لیے کافی تھا عَنْ سَفِيْنَةَ صَاحِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ وَيَتَطَهَّرُ بِالْمُدِّ ترجمہ
سفینہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک صاع پانی سے غسل کرتے
اور ایک مد پانی سے وضو کرتے ف امام مسلم نے کہا کہ ابوبکر بن ابی شیبہ نے سفینہ
کو صحابی کہا اور ابو ریحانہ نے کہا کہ وہ بوڑھا ہو گیا تھا یعنی سفینہ اور مجھے اسکی روایت کا اعتبار
نہیں نووی نے کہا اس صورت مین امام مسلم نے اس حدیث کو اور حدیثون کے متابعت
کے طور پر نقل کیا نہ اس پر اعتماد کر کے باب اسْتِحْبَابِ اِفَاضَةِ الْمَاءِ

باب ... منہ

باب ... منہ

باب ما يكفي من الماء في الغسل والوضوء

تجھسے زیادہ تھے اور تجھسے بہتر تھے **باب** حکم ضفائر المغتسلۃ عورتین چوٹیاں غسل مین

کھولین یا نہ کھولین **عن** ام سلمۃ قالت قلت یا رسول اللہ انی امرأۃ اشد ضفر راسی

افانقضہ لغسل الجنابۃ فقال لا انما یکفیک ان تحثی علی راسک ثلاث

حثیات ثم تفیضین علیک الماء فتطہرین ام المومنین ام سلمہؓ سے روایت ہے مین نے کہا

یارسول اللہ مین اپنے سر پر چوٹی باندھتی ہون کیا جنابت کے غسل کے لیے اسکو کھولون آپنے فرمایا

نہین تجکو کافی ہے سر پر تین چلو بھر کر ڈالنا پھر سارے بدن پر پانی بہانا تو پاک ہوجاوے گی

عن ایوب بن موسی فی ھذا الاسناد وفی حدیث عبد الرزاق فانقضہ للحیضۃ

والجنابۃ فقال لا ثم ذکر بمعنا حدیث ابن عیینۃ ترجمہ دوسری روایت کا بھی وہی

ہے جو اوپر گذرا اسمین یہ ہے کہ مین کھولون اسکو حیض اور جنابت کے لیے **عن** ایوب بن موسی

بھذا الاسناد وقال افاحلہ فاغسلہ من الجنابۃ ولم یذکر الحیضۃ ترجمہ وہی جو

اوپر گذرا اسمین یہ ہے کہ کیا مین کھولون اسکو اور دھوون جنابت سے اور حیض کا ذکر نہین ہے

ف نووی نے کہا ہمارا اور جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ چوٹی مین جب بالون کو پانی پہونچ

جاوے اندر اور باہر تو اسکا کھولنا ضرور نہین اور جو بن کھولے پانی نہ پہونچے تو کھولنا چاہیے اور

نخعی سے منقول ہے کہ ہر حال مین کھولنا ضرور ہے اور حسن اور طاؤس سے مروی ہے کہ حیض

کے غسل مین کھولنا چاہیے اور جنابت کے غسل مین ضرور نہین اور ہماری دلیل ام سلمہؓ کی حدیث

ہے اور اگر مرد کے سر پر چوٹی ہو تو اسکا بھی حکم عورت کا سا ہے انتہی **عن** عائشۃ ان عبد اللہ

بن عمرو یامر النساء اذا اغتسلن ان ینقضن رؤسھن فقالت یا عجبا لابن عمرو

ھذا یامر النساء اذا اغتسلن ان ینقضن رؤسھن افلا یامرھن ان یحلقن

رؤسھن لقد کنت اغتسل انا ورسول اللہ صلی اللہ وسلم من اناء واحد وما ازید

علی ان افرغ علی راسی ثلاث افراغات ترجمہ ام المومنین عائشہ رضہ سے روایت ہو

عبد اللہ بن عمرو عورتون کو غسل کے وقت سر کھولنے کا حکم دیتے حضرت عائشہ نے کہا تعجب ہے

ابن عمرو سے وہ سر کھولنے کا حکم کرتے ہین غسل کے وقت تو سر منڈانے کا حکم کیون نہین دیتے

مین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونون ایک برتن سے غسل کرتے اور مین فقط اپنے سر پر

تین چلو ڈال لیتی **ف** نووی نے کہا عبداللہ بن عمر نے جو سر کھولنے کا حکم دیا یا اس صورت میں ہے جب سارے بالوں میں پانی نہ پہونچ سکے یا انکا مذہب یہی ہوگا کہ سر کھولنا چاہیے جیسے نخعی سے ہم نے نقل کیا اور انکو ام سلمہ اور عائشہ کی حدیث نہ پہونچی ہوگی یا یہ حکم بطور استحباب اور احتیاط کے ہوگا **باب** اسْتِحْبَابِ اسْتِعْمَالِ الْمُغْتَسِلَةِ مِنَ الْحَيْضِ فِرْصَةً مِنْ مِسْكٍ فِي مَوْضِعِ الدَّمِ ترجمہ جو عورت حیض کا غسل کرے وہ ایک ٹکڑا کپڑے یا روئی کا مشک لگا کر خون کے مقام پر استعمال کرے تو مستحب ہے **ف** یہ حکم نظافت اور طہارت اور پاکیزگی کے لیے ہے نہ بطور وجوب کے اور نفاس کے بعد بھی ایسا ہی مستحب ہے بعضوں نے کہا کہ مشک کی استعمال سے نطفہ جلدی ٹھیر جاتا ہے جب مشک نہ ملے تو اور کوئی خوشبو استعمال کرے اور یہ استعمال غسل کے بعد چاہیے اگر کوئی خوشبو نہ ملے تو صرف پانی سے پاک کرنا کافی ہے لیکن بکر کو فرج اندر پانی پہونچانا ضرور نہیں اور ثیبہ کو اتنی دور تک پانی پہونچانا واجب ہے جسقدر حاجت کے لیے بیٹھنے میں کھلتا ہے عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَأَلَتِ امْرَأَةٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ تَغْتَسِلُ مِنْ حَيْضَتِهَا قَالَ فَذَكَرَتْ أَنَّهُ عَلَّمَهَا كَيْفَ تَغْتَسِلُ ثُمَّ تَأْخُذُ فِرْصَةً مِنْ مِسْكٍ فَتَطَهَّرُ بِهَا قَالَتْ كَيْفَ أَتَطَهَّرُ بِهَا قَالَ تَطَهَّرِي بِهَا سُبْحَانَ اللهِ وَاسْتَتَرَ وَأَشَارَ لَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ بِيَدِهِ عَلَى وَجْهِهِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ وَاجْتَذَبْتُهَا إِلَيَّ وَعَرَفْتُ مَا أَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ تَتَبَّعِي بِهَا أَثَرَ الدَّمِ وَقَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ فِي رِوَايَتِهِ فَقُلْتُ تَتَبَّعِي بِهَا آثَارَ الدَّمِ ترجمہ ام المومنین عائشہ سے روایت ہے ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا حیض سے کیونکر غسل کروں آپنے سکھلایا اسکو غسل کرنا پھر فرمایا مشک لگا ہوا ایک پھاہا لے اور اس سے پاکی کر وہ بولی کیونکر پاکی کروں آپ نے فرمایا سبحان اللہ تعجب سے کہ ایسی ظاہر بات بھی نہیں سمجھتی ہے پاکی کر اس سے اور آڑ کر لی آپ نے سفیان نے بتلایا ہمکو ہاتھ اپنا منہ پر رکھکر یعنے شرم سے آپ نے ایسا کیا) حضرت عائشہ نے کہا میں نے اسعورت کو اپنی طرف کھینچا اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا مطلب میں پہچان گئی تھی میں نے کہا اس پھاہے کو خون کے مقام پر لگا (یعنے شرمگاہ پر) عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ أَغْتَسِلُ عِنْدَ الطُّهْرِ فَقَالَ خُذِي فِرْصَةً مُمَسَّكَةً فَتَوَضَّئِي بِهَا ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ سُفْيَانَ ترجمہ ام المومنین عائشہ

سے روایت ہے ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا میں جب حیض سے پاک
ہوں تو کیونکر غسل کروں آپ نے فرمایا ایک پھاہا لے مشک لگا ہوا اس سے پاکی کر پھر
بیان کیا اسی طرح جیسے اوپر گذرا **عن** عَائِشَۃَ اَنَّ اَسْمَاءَ سَاَلَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ عَنْ غُسْلِ الْمَحِیْضِ فَقَالَ تَاْخُذُ اِحْدَاکُنَّ مَاءَھَا وَسِدْرَتَھَا فَتَطَھَّرُ فَتُحْسِنُ الطُّھُوْرَ ثُمَّ
تَصُبُّ عَلٰی رَاْسِھَا فَتَدْلُکُہٗ دَلْکًا شَدِیْدًا حَتّٰی تَبْلُغَ شُؤُوْنَ رَاْسِھَا ثُمَّ تَصُبُّ عَلَیْھَا الْمَاءَ یبلغ
ثُمَّ تَاْخُذُ فِرْصَۃً مُمَسَّکَۃً فَتَطَھَّرُ بِھَا فَقَالَتْ اَسْمَاءُ وَکَیْفَ اَتَطَھَّرُ بِھَا فَقَالَ سُبْحَانَ
اللہِ تَطَھَّرِیْنَ بِھَا فَقَالَتْ عَائِشَۃُ کَاَنَّھَا تُخْفِیْ ذٰلِکَ تَتَبَّعِیْنَ اَثَرَ الدَّمِ وَسَاَلَتْہُ
عَنْ غُسْلِ الْجَنَابَۃِ فَقَالَ تَاْخُذُ مَاءً فَتَطَھَّرُ فَتُحْسِنُ الطُّھُوْرَ اَوْ تُبْلِغُ الطُّھُوْرَ
ثُمَّ تَصُبُّ عَلٰی رَاْسِھَا فَتَدْلُکُہٗ حَتّٰی تَبْلُغَ شُؤُوْنَ رَاْسِھَا ثُمَّ تُفِیْضُ عَلَیْھَا الْمَاءَ
فَقَالَتْ عَائِشَۃُ نِعْمَ النِّسَاءُ نِسَاءُ الْاَنْصَارِ لَمْ یَکُنْ یَمْنَعُھُنَّ الْحَیَاءُ اَنْ
یَتَفَقَّھْنَ فِی الدِّیْنِ **ترجمہ** ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے اسما (شکل کی بیٹی یا یزید بن
شکن کی بیٹی) نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حیض کا غسل کیونکر کروں آپ
نے فرمایا پہلے پانی بیری کے پتوں کے ساتھ لیوے اور اس سے اچھی طرح پاکی کرے (یعنی
حیض کا خون جو لگا ہوا ہو دھووے اور صاف کرے) پھر سر پر پانی ڈالے اور خوب زور سے
ملے یہاں تک کہ پانی مانگوں (بالوں کی جڑوں) میں پہونچ جاوے پھر اپنے اوپر پانی ڈالے (یعنی
سارے بدن پر) پھر ایک پھاہا (روئی یا کپڑے کا) مشک لگا ہوا لے کر اس سے پاکی کرے اسما
نے کہا کیونکر پاکی کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سبحان اللہ پاکی کرے ...
حضرت عائشہ نے چپکے سے کہدیا خون کے مقام پر لگا دے پھر اس نے جنابت کے غسل کو
پوچھا آپ نے فرمایا پانی لے کر اچھی طرح طہارت کرے پھر سر پر پانی ڈالے اور ملے یہانتک کہ
پانی سب مانگوں میں پہونچ جاوے پھر اپنے سارے بدن پر پانی ڈالے حضرت عائشہ نے کہا انصار
کی عورتیں بھی کیا عمدہ عورتیں تھیں وہ دین کی باتیں پوچھنے میں شرم نہیں کرتی تھیں (اور یہی لازم
ہے کیونکہ شرم گناہ اور معصیت میں ہے اور دین کی بات پوچھنا ثواب اور اجر ہے) **عن**
شُعْبَۃَ بِھٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَہٗ وَقَالَ قَالَ سُبْحَانَ اللہِ تَطَھَّرِیْ بِھَا وَاسْتَتِرْ **ترجمہ** تستتر

وہی جواوپر گذرا اسمین اتنا زیادہ ہے کہ آپ نے منہ پر آڑ کر لی شرم سے عَنْ عَائِشَةَ
قَالَتْ دَخَلَتْ اَسْمَاءُ بِنْتُ شَكَلٍ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا
رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تَغْتَسِلُ اِحْدَانَا اِذَا طَهُرَتْ مِنَ الْمَحِيْضِ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ وَ
لَا يَذْكُرُ فِيْهِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ ترجمہ وہی جواوپر گذرا اس روایت میں غسل جنابت کا ذکر
نہیں ہے **بَابُ الْمُسْتَحَاضَةِ وَغُسْلِهَا وَصَلٰوتِهَا** مستحاضہ کا بیان اور اسکے غسل
اور نماز کا حال **ف** استحاضہ اس عورت کو کہتے ہیں جو استحاضہ میں مبتلا ہو اور استحاضہ کہتے
ہیں اُس خون کو جو بے وقت عورت کی شرمگاہ سے جاری ہو اور یہ خون ایک رگ میں
سے نکلتا ہے جسکو عاذل کہتے ہیں اور حیض کا خون رحم کی قعر میں سے نکلتا ہے مستحاضہ سے
وطی درست ہے اگرچہ خون جاری ہو ہمارا اور جمہور علما کا مذہب یہی ہے اور حضرت عائشہ سے
اسکی ممانعت منقول ہے نخعی اور حکم کا یہی قول ہے اور ابن سیرین کے نزدیک جماع مکروہ ہے
اور احمد نے کہا کہ اسوقت جماع کرے جب خاوند کو زنا میں پڑجانیکا ڈر ہو اور صحیح جمہور کا قول
ہے اور دلیل انکی وہ ہے جو عکرمہ نے روایت کیا حمنہ بنت جحش سے کہ وہ مستحاضہ تہین اور انکے
خاوند انسے جماع کرتے تھے روایت کیا اسکو ابوداؤد اور بیہقی نے اور نماز اور روزے اور اعتکاف
اور قرات قرآن اور مس مصحف و سجدہ تلاوت اور سجدہ شکر میں اور ساری عبادات میں مثل
پاک عورت کے ہے بالاتفاق لیکن جب نماز کا قصد کرے تو اپنی شرمگاہ کو دھولیوے اور فرج
میں ایک کپڑا یا روئی رکھ لیوے اگر خون بہت بہتا ہو اور یہ کپڑا کافی نہو تو اوپر سے لنگوٹ
باندہے پھر وضو کرے اسی وقت دیر نہ کرے یا تیمم کرے اگر پانی نہ ملے یا عذر ہو اور فرض پڑہنے
کے بعد جتنے نفل چاہے پڑہے لیکن ہمارے نزدیک ایک وضو سے فرض ایک ہی پڑہے ادا ہو یا
قضا اور ابوحنیفہ کے نزدیک ہر وقت پر نماز کے وضو کرے اور وقت کے اندر جتنی فرضیں چاہے
پڑہے اور ربیعہ اور مالک کے نزدیک استحاضہ کے خون سے وضو نہیں ٹوٹتا تو جب تک اور کسی
قسم کا حدث نہو جتنے فرض اور نفل چاہے پڑہے اور وقت آنے سے پہلے مستحاضہ کا وضو اس نماز
کے لیے ہمارے نزدیک درست نہیں ہے اور مستحاضہ پر غسل واجب نہیں کسی نماز کے وقت پر اور
جمہور علما کا یہی قول ہے اور ابن عمر اور ابن زبیر اور عطا بن ابی رباح سے منقول ہے کہ وہ ہر نماز

کے لیے غسل کرے اور حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ ہر روز ایک بار غسل کرے اور سعید ابن حسن
سے منقول ہے کہ ظہر کے وقت غسل کرے پھر دوسرے دن ظہر پر غسل کرے اور جمہور کا مذہب صحیح
ہے کہ وہ کبھی غسل نہ کرے مگر جب حیض سے پاک ہو اور تکرار غسل میں جو حدیثیں آئی ہیں وہ ضعیف
ہیں اور استحاضہ دو قسم ہے ایک تو ایسا خون دیکھے جو حیض نہیں ہے جیسے ایک دن ایک رات
سے کم دوسری جو کچھ حیض ہے کچھ نہیں ہے جیسے برابر خون دیکھا کرے یا حیض کی مدت سے زیادہ
خون دیکھے اس دوسری قسم کی تین صورتیں ہیں پہلی یہ کہ وہ عورت مبتداہ ہو یعنے شروع
اسکو یہی خون آیا ہو تو اسکا حیض ایک دن ایک رات تک شمار ہوگا ہمارے نزدیک اور
ابو حنیفہ کے نزدیک تین دن تین رات اور باقی استحاضہ دوسری یہ کہ معتادہ ہو تو جتنے دن
حیض کی عادت ہوگی اوتنا حیض گنا جاویگا اور باقی استحاضہ تیسری یہ کہ ممیزہ ہو اور کبھی خون
قوی دیکھے کبھی ضعیف تو جب تک سیاہ خون دیکھے وہ حیض ہے بشرطیکہ ایک دن ایک
رات سے کم نہ ہو اور پندرہ دن سے زیادہ نہ ہو اور لال خون پندرہ دن سے کم نہ ہو (نووی
مع زیادہ و اختصار) عَن عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ اَبِي حُبَيْشٍ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنِّيْ امْرَأَةٌ اُسْتَحَاضُ فَلَا اَطْهُرُ اَفَاَدَعُ الصَّلٰوةَ قَالَ
لَا اِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ وَلَيْسَ بِالْحَيْضَةِ فَاِذَا اَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلٰوةَ فَاِذَا اَدْبَرَتْ
فَاغْسِلِيْ عَنْكِ الدَّمَ وَصَلِّيْ ترجمہ ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے فاطمہ بنت ابی جبیش رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم پاس آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھے استحاضہ ہو گیا ہے مین پاک نہیں ہوتی
کیا نماز چھوڑ دوں آپ نے فرمایا نہیں یہ خون ایک رگ کا ہے حیض نہیں ہے جب حیض کے دن
آوین تو نماز چھوڑ دے پھر جب حیض کے دن گذر جاوین تو خون دھو ڈال اور نماز پڑھ ف
نووی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مستحاضہ نماز پڑھے مگر اس زمانہ میں جو حیض کا خون
نہو اور اسپر اتفاق ہے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ حاجت کے وقت مسئلہ پوچھے اور عورت خود مسئلہ
پوچھ سکتی ہے اور اسکی آواز حاجت کے وقت غیر مرد سن سکتا ہے انتہی عَن عَائِشَةَ
اَنَّهَا قَالَتِ اسْتَفْتَتْ اُمُّ حَبِيْبَةَ بِنْتُ جَحْشٍ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَتْ اِنِّيْ اُسْتَحَاضُ فَقَالَ اِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ فَاغْتَسِلِيْ ثُمَّ صَلِّيْ فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ

عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ قَالَ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ لَمْ يَذْكُرِ ابْنُ شِهَابٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اَمَرَ اُمَّ حَبِيْبَةَ بِنْتَ جَحْشٍ اَنْ تَغْتَسِلَ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ وَلٰكِنَّهُ شَيْءٌ فَعَلَتْهُ هِيَ
وَقَالَ ابْنُ رُمْحٍ فِيْ رِوَايَتِهِ ابْنَةُ جَحْشٍ وَلَمْ يَذْكُرْ اُمَّ حَبِيْبَةَ ترجمہ ام المومنین عائشہ رض سے بنت
روایت ہے ام حبیبہ بنت جحش نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا مجھے استحاضہ ہے آپ نے
فرمایا یہ خون ایک رگ کا ہے تو غسل کر اور نماز پڑھ پھر وہ غسل کرتی تھیں ہر نماز کے لیے لیث نے
کہا ابن شہاب نے یہ نہیں بیان کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو حکم کیا ہر نماز کے لیے
غسل کرنیکا بلکہ ام حبیبہ نے خود ایسا کیا ابن رمح کی روایت میں ام حبیبہ کا نام نہیں ہے بلکہ صرف
جحش کی بیٹی کا ذکر ہے عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ اُمَّ حَبِيْبَةَ
بِنْتَ جَحْشٍ خَتَنَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَحْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ
اُسْتُحِيْضَتْ سَبْعَ سِنِيْنَ فَاسْتَفْتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذٰلِكَ
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ هٰذِهِ لَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ وَلٰكِنْ هٰذَا عِرْقٌ
فَاغْتَسِلِيْ وَصَلِّيْ قَالَتْ عَائِشَةُ فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ فِيْ مِرْكَنٍ فِيْ حُجْرَةِ اُخْتِهَا زَيْنَبَ
بِنْتِ جَحْشٍ حَتّٰى تَعْلُوَ حُمْرَةُ الدَّمِ الْمَاءَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَحَدَّثْتُ ذٰلِكَ اَبَا بَكْرِ بْنَ
نسخہ بھذا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَقَالَ يَرْحَمُ اللّٰهُ هِنْدًا لَوْ سَمِعَتْ هٰذِهِ الْفُتْيَا
وَاللّٰهِ اِنْ كَانَتْ لَتَبْكِيْ لِاَنَّهَا كَانَتْ لَا تُصَلِّيْ ترجمہ ام المومنین عائشہ رض سے روایت
ہے ام حبیبہ بنت جحش کو جو سالی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور بی بی تھیں عبد الرحمن بن
عوف کی سات برس تک استحاضہ رہا انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھا آپ نے
فرمایا یہ حیض نہیں ہے بلکہ ایک رگ کا خون ہے تو غسل کر اور نماز پڑھ حضرت عائشہ نے کہا وہ ایک
کپڑے میں غسل کرتیں اپنی بہن زینب بنت جحش کی کوٹھری میں تو خون کی سرخی پانی پر آجاتی
(اسقدر خون بہا کرتا) ابن شہاب نے کہا میں نے یہ حدیث ابوبکر بن عبد الرحمن سے بیان کی
انہوں نے کہا خدا رحم کرے ہندہ پر کاش وہ یہ فتوے سن لیتی قسم خدا کی وہ روتی تھی نماز نہ پڑھنے
سے (یعنی جب تک اس کو استحاضہ تھا اور یہ مسئلہ معلوم نہ تھا تو نماز نہ پڑھتی اور نماز کے جانے پر رویا کرتی) عَنْ
عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ اُمُّ حَبِيْبَةَ بِنْتُ جَحْشٍ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ

استحيضت سبع سنين بمثل حديث عمرو بن الحارث الى قوله تعلو حمرة الدم
الماء ولم يذكر ما بعده ۃ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا مگر یہ حدیث یہیں تک ہے کہ خون کی سرخی پانی پر آجاتی
اور بعد کا قصہ اس میں نہیں ہے عن عائشة ان ابنة جحش كانت تستحاض سبع سنين
نحو حديثهم ترجمہ وہی جو اوپر گذرا عن عائشة انها قالت ان ام حبيبة سالت
رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الدم فقالت عائشة رأيت مركنها ملآن دما فقال
لها رسول الله صلى الله عليه وسلم امكثي قدر ما كانت تحبسك حيضتك ثم اغتسلي
وصلي ترجمہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ام حبیبہ نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے استحاضہ
کے خون کو حضرت عائشہ نے کہا میں نے انکا نہانیکا برتن دیکھا خون سے بھرا ہوا تھا آپ نے فرمایا اتنے
دنون ٹھری رہ جتنے دنون حیض آیا کرتا تھا (یعنے عادت کے دنوں میں اس بیماری سے پہلے) پھر غسل کر اور
نماز پڑھ عن عائشة زوج النبي صلى الله عليه وسلم انها قالت ان ام حبيبة بنت
جحش التي كانت تحت عبد الرحمن بن عوف شكت الى رسول الله صلى الله عليه
وسلم الدم فقال لها امكثي قدر ما كانت تحبسك حيضتك ثم اغتسلي فكانت
تغتسل عند كل صلوة ترجمہ حضرت عائشہ سے روایت ہے ام حبیبہ بنت جحش جو عبد الرحمن بن عوف
کے نکاح میں تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئیں اور شکایت کی خون بہنے کی آپ نے فرمایا اتنے دن
ٹھری رہ جتنے دنون (اس بیماری سے پہلے) حیض آیا کرتا تھا پھر غسل کر ڈال تو وہ ہر نماز کے لیے غسل کیا
کرتیں ف جحش کی تین بیٹیاں تھیں ایک زینب جنسے پہلے زید بن حارث نے نکاح کیا تھا پھر انہوں نے
طلاق دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں دوسری ام حبیبہ جنکا حدیث میں مذکور ہے یہ
عبد الرحمن بن عوف کے نکاح میں تھیں تیسری حمنہ جو طلحہ بن عبید اللہ کے نکاح میں تھیں بعضوں نے کہا
جحش کی تینوں بیٹیاں استحاضہ میں مبتلا تھیں اور بعضوں نے کہا کہ فقط ام حبیبہ کو یہ بیماری تھی (نووی)

باب وجوب قضاء الصوم على الحائض دون الصلوة حائضہ عورت پر نماز کی قضا
واجب نہیں اور روزے کی قضا واجب ہے عن معاذة ان امراة سالت عائشة فقالت
اتقضي احدينا الصلوة ايام محيضها فقالت عائشة احرورية انت قد كانت احدينا تحيض
على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم لا تؤمر بقضاء ترجمہ معاذہ سے روایت ہے

ایک عورت نے حضرت عائشہ سے پوچھا کیا عورت قضا کرے حیض کے دنوں کی نماز کو انہوں نے کہا
کیا تو حروری ہے **ف** حروری نسبت ہے حرورا کی طرف اور حرورا ایک گانوں ہے کوفے سے دو میل پر پہلے
پہل خارجی وہیں اکٹھا ہوئے تھے ان خارجیوں نے ساری اہل اسلام کے خلاف یہ بات اختیار کی ہے
کہ حائضہ کو نماز کی قضا کرنا چاہیے ان کے سوا تمام اہل اسلام کا اتفاق ہے کہ حائضہ پر نماز کی قضا واجب
نہیں ہے پر روزوں کی قضا واجب ہے **ف** ہم میں سے جب کو حیض آتا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے
زمانے میں اسکو نماز کی قضا کا حکم نہ ہوتا **عن** مُعَاذَةَ اَنَّهَا سَاَلَتْ عَائِشَةَ اَتَقْضِي الْحَائِضُ
الصَّلٰوةَ قَالَتْ عَائِشَةُ اَحَرُوْرِيَّةٌ اَنْتِ قَدْ كُنَّ نِسَاءُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحِضْنَ
اَفَاَمَرَهُنَّ اَنْ يَجْزِيْنَ **ترجمہ** معاذہ نے پوچھا حضرت عائشہ سے کیا حائضہ نماز کی قضا کرے انہوں
نے کہا کیا تو حروری ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیاں حائضہ ہوتیں پھر کیا آپ انکو نماز کی
قضا کا حکم کرتے **عن** مُعَاذَةَ قَالَتْ سَاَلْتُ عَائِشَةَ فَقُلْتُ مَا بَالُ الْحَائِضِ تَقْضِي
الصَّوْمَ وَلَا تَقْضِي الصَّلٰوةَ فَقَالَتْ اَحَرُوْرِيَّةٌ اَنْتِ قُلْتُ لَسْتُ بِحَرُوْرِيَّةٍ وَلٰكِنِّي
اَسْاَلُ قَالَتْ كَانَ يُصِيْبُنَا ذٰلِكَ فَنُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّوْمِ وَلَا نُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّلٰوةِ
ترجمہ معاذہ سے روایت ہے میں نے حضرت عائشہ سے پوچھا کیا وجہ حائضہ روزوں کی قضا کرتی ہے
اور نماز کی قضا نہیں کرتی انہوں نے کہا تو حروری تو نہیں میں نے کہا نہیں میں پوچھتی ہوں انہوں نے
نے کہا ہم لوگوں کو حیض آتا پھر حکم ہوتا روزوں کی قضا کرنے کا اور نماز کی قضا کا حکم نہ ہوتا **ف**
یہ عنایت ہے پروردگار کی جو نماز کی قضا معاف کردی ورنہ بڑا حرج ہوتا اسلیے کہ نماز ہر روز پانچ بار فرض
ہے سال بھر میں صدہا نمازوں کی قضا کرنی پڑتی اور رمضان تو ہر سال میں ایک بار آتا ہے پانچ
چار روزوں کی قضا کچھ مشکل نہیں **بَابُ** سَتْرِ الْمُغْتَسِلِ بِثَوْبٍ وَنَحْوِهٖ غسل کرنے والا
کپڑے وغیرہ کی آڑ کرے **عن** اُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ اَبِيْ طَالِبٍ تَقُوْلُ ذَهَبْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهٗ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ ابْنَتُهٗ تَسْتُرُهٗ بِثَوْبٍ
ترجمہ ام ہانی بنت ابی طالب سے روایت ہے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پاس گئی جس
سال مکہ فتح ہوا آپ غسل کر رہے تھے اور فاطمہ آپ پر ایک کپڑے کی آڑ کئے ہوئی تھیں **عن** اُمِّ هَانِئٍ
بِنْتِ اَبِيْ طَالِبٍ اَنَّهٗ لَمَّا كَانَ عَامُ الْفَتْحِ اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَضُوءًا عَلَى مَكَّةَ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى غُسْلِهِ فَسَتَرَتْ عَلَيْهِ فَاطِمَةُ ثُمَّ أَخَذَ ثَوْبَهُ فَالْتَحَفَ بِهِ ثُمَّ صَلَّى ثَمَانَ رَكَعَاتٍ سُبْحَةَ الضُّحَى ترجمہ ام ہانی بنت ابی طالب سے روایت ہے جس سال مکہ فتح ہوا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئیں آپ مکے کی بلند جانب پر تھے غسل کرنے کے لیے اوٹھے تو حضرت فاطمہ نے ایک کپڑے کی آڑ کی آپ پر پھر آپ نے اپنا کپڑا لیکر لپیٹا پھر آٹھ رکعتیں چاشت کی پڑھیں ف نووی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ چاشت کی آٹھ رکعتیں ہیں اور یہ نماز سنت ہے عن سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَ فَسَتَرَتْهُ ابْنَتُهُ فَاطِمَةُ بِثَوْبِهِ فَلَمَّا اغْتَسَلَ أَخَذَهُ فَالْتَحَفَ بِهِ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى ثَمَانِيَ سَجَدَاتٍ وَذَلِكَ ضُحًى ترجمہ وہی جو اوپر گذرا اسمیں یہ ہے کہ آپکی صاحبزادی فاطمہ نے کپڑے سے آپ پر آڑ کی جب آپ غسل کر چکے تو اوسی کپڑے کو لیکر لپیٹا پھر کھڑے ہوئے اور آٹھ رکعتیں چاشت کی پڑھیں عن مَيْمُونَةَ قَالَتْ وَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاءً وَسَتَرْتُهُ فَاغْتَسَلَ ترجمہ ام المومنین میمونہؓ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پانی رکھا اور آڑ کی آپ نے غسل کیا

بَابُ تَحْرِيمِ النَّظَرِ إِلَى الْعَوْرَاتِ دوسرے کے ستر کیطرف دیکھنا حرام ہے

عن أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلَى عَوْرَةِ الرَّجُلِ وَلَا الْمَرْأَةُ إِلَى عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ وَلَا يُفْضِي الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ وَلَا تُفْضِي الْمَرْأَةُ إِلَى الْمَرْأَةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ ترجمہ ابو سعید خدری سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مرد دوسرے مرد کے ستر کو (یعنے عورت کو جسکا چھپانا فرض ہے) نہ دیکھے اور نہ عورت دوسری عورت کے ستر کو دیکھے اور مرد دوسرے مرد کے ساتھ ایک کپڑے میں نہ لیٹے اور نہ عورت دوسری عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں لیٹے ف یعنے اسطرح کہ دونوں ننگے ہوں اور دونوں کے بیچ میں کوئی چیز حائل نہ ہو نووی نے کہا جیسے مرد کو مرد کا اور عورت کو عورت کا ستر دیکھنا حرام ہے اسیطرح مرد کو عورت کا اور عورت کو مرد کا ستر دیکھنا حرام ہے بالاجماع مگر اسمیں سے خاوند اور لونڈیکا مالک مستثنی ہے خاوند کو اپنی بی بی کا اور بی بی کو خاوند کا تمام ستر دیکھنا درست ہے سوا شرمگاہ کے اسمیں تین قول ہیں ایک یہ کہ ہر ایک کو دوسرے کی شرمگاہ بغیر ضرورت کے دیکھنا مکروہ ہے حرام نہیں ہے دوسری یہ کہ حرام ہے دونوں پر تیسری یہ کہ مرد پر حرام ہے اور عورت کو مکروہ ہے اسیطرح

عورت کی شرمگاہ کے اندر دیکھنا بھی مکروہ ہے اور لونڈی کا مالک اگر اس سے وطی کر سکتا ہے تو
وہ دونو مثل جورو اور خاوند کے ہین اور اگر محرم ہے جیسی بہن یا پھوپھی یا خالہ وغیرہ تو وہ مثل
آزاد عورت کے ہے اور اگر لونڈی مجوسی ہے یا مرتد یا بت پرست یا معتدہ یا مکاتبہ تو وہ مثل غیر کی
لونڈی کے ہے آپ مرد کو اپنے محرم عورتون کا دیکھنا ناف سے اوپر اور گھٹنے سے نیچے کے بدن کا درست
ہے اور بعضون نے کہا اتنا ہی بدن کو دیکھنا درست ہی جتنا کام کاج کرنے مین کھل جاتا ہے اب
مرد کا ستر مرد سے اور عورت کا ستر عورت سے ناف کے نیچے سے گھٹنے تک ہے اور گھٹنے اور ناف مین تین
قول ہین ایک یہ کہ وہ ستر نہین ہین یہی صحیح ہے دوسرے یہ کہ وہ ستر مین داخل ہین تیسری یہ کہ ناف
ستر ہے پر گھٹنا ستر نہین اور حنفیہ کے نزدیک ناف ستر نہین پر گھٹنا ستر مین داخل ہے اور مرد کو
غیر عورت کا دیکھنا اسیطرح عورت کو غیر مرد کا دیکھنا بالکل حرام ہے خواہ یہ نظر شہوت سے ہو یا بغیر شہوت
کے اور بعضون کے نزدیک عورتکو غیر مرد کا منہ دیکھنا بغیر شہوت کے درست ہے مگر یہ قول ضعیف ہے
اور جب عورت اجنبی ہو تو کچھ فرق نہین آزاد اور لونڈی مین اور حنفیہ کے نزدیک غیر لونڈی مثل
محرم عورت کے ہے اسیطرح حرام ہے مرد کو خوبصورت بیریش لڑکے کا منہ دیکھنا خواہ یہ نظر شہوت
سے ہو یا بغیر شہوت کے خواہ فتنہ کا ڈر ہو یا نہ ہو صحیح اور مختار یہی مذہب ہے مگر یہ جتنی حرمت نظر کی
اوپر بیان ہوئی اسی صورت مین ہے جب حاجت اور ضرورت نہ ہو ورنہ حاجت کے وقت نظر درست
ہے جیسے بیچنے کھوچنے علاج گواہی کے وقت پر شہوت سے اسوقت بھی حرام ہے ہمارے صحاب نے کہا کہ
شہوت سے نظر کرنا تو ہر شخص پر حرام ہے سوا اپنی بی بی اور لونڈی کے یہانتک کہ اگر کوئی اپنی
بیٹی یا مان کو بھی شہوت سے دیکھے تو وہ حرام ہے اور یہ جو مرد کو مرد کے ساتھ اور عورت کو عورت کے
ساتھ ایک کپڑے مین لیٹنے کی ممانعت کی یہ ممانعت تحریمی ہے اس سے یہ بھی نکلتا ہے کہ دوسرے کے
ستر کا چھونا بھی نادرست ہے اور لوگ حمام مین اکثر ایسی خرابیون مین پڑ جاتے ہین حالانکہ بچنا
چاہیے ان باتون سے اور جو کوئی ایسا کرے اسکو منع کرنا چاہیے اگرچہ ماننے کی امید نہ ہو اور تنہائی
مین آدمی ننگا ہو سکتا ہے پر بلا ضرورت مکروہ بلکہ حرام ہے (نووی) عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ
بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَا مَكَانَ عَوْرَةِ عُرْيَةِ الرَّجُلِ وَعُرْيَةِ الْمَرْاَةِ ترجمہ وہی ہوا پر اس روایت
مین عورت کے بدلے عریہ کا لفظ ہے اور معنے وہی جو اوپر بیان ہوا **بَابُ** جَوَازِ الْاِغْتِسَالِ

عریاناً فی الخلوۃ تنہائی مین ننگے نہانا درست ہے **عن** همام بن منبہ قال هذا ما حدثنا
ابو هريرة عن محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكر احاديث منها وقال رسول الله
صلى الله عليه وسلم كانت بنو اسرائيل يغتسلون عراة ينظر بعضهم الى سوءة بعض
وكان موسى عليه السلام يغتسل وحده فقالوا والله ما يمنع موسى ان يغتسل معنا
الا انه آدر قال فذهب مرة يغتسل فوضع ثوبه على حجر ففر الحجر بثوبه
قال فجمح موسى صلى الله عليه وسلم باثره يقول ثوبي حجر ثوبي حجر حتى نظرت
بنو اسرائيل الى سوءة موسى عليه السلام وقالوا والله ما بموسى من باس فقام الحجر
حتى نظر اليه قال فاخذ ثوبه فطفق بالحجر ضربا قال ابو هريرة والله انه بالحجر ندب
ستة او سبعة ضرب موسى بالحجر ترجمہ ہمام بن منبہ سے روایت ہے یہ وہ حدیثین ہین جو ابوہریرہ
نے ہمسے بیان کین محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنکر پھر بیان کین انہون نے کئی حدیثین
انمین ایک یہ ہے بھی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے لوگ ننگے نہایا کرتے تھے
ایک دوسرے کے ستر کو دیکھتا اور حضرت موسے علیہ السلام اکیلے مین نہاتے تھے لوگون نے کہا موسی
علیہ السلام ہمارے ساتھ اسلئے نہین نہاتے انکو فتق کی بیماری ہے (یعنے خصیے بڑہ جانے کی) ایکبار
موسی نہانے کو گئے اور کپڑے اتار کر پتھر پر رکھے وہ پتھر خود بخود (اللہ کے حکم سے) اونکے کپڑے لیکر
بھاگا موسی علیہ السلام اسکے پیچھے دوڑے اور کہتے جاتے تھے اے پتھر میرے کپڑے دیدے اے پتھر
میرے کپڑے دیدے یہانتک کہ بنی اسرائیل نے اونکا ستر دیکھ لیا اور کہنے لگے قسم خدا کی انمین تو کوئی
بیماری نہین ہے اوسوقت پتھر کھڑا ہو گیا اور لوگون نے خوب انکو دیکھ لیا پھر انہون نے اپنے
کپڑے اوٹھالیے اور پتھر کو مارنا شروع کیا (غصے سے) ابوہریرہ نے کہا قسم خدا کی پتھر پر موسی
علیہ السلام کی مارونکا نشان ہے سات یا چھ مارونکا **ف** ہمارے زمانے کے بعض احمق لوگ ایسی
باتونکا انکار کرتے ہین اور پتھر کا خود بخود چلنا خلاف عقل سمجھتے ہین حالانکہ یہ خلاف عقل نہین ہے زمین
اور چاند اور سورج اور تارے جو پتھر کی طرح بیجان ہین رات دن حرکت کرتے ہین پھر ایک پتھر کا
چلنا کیا مشکل ہے نووی نے کہا ہم بیان کر چکے ہین کہ ضرورت کے وقت ستر کھولنا درست ہے تنہائی
مین غسل کے وقت یا پیشاب کرتے وقت یا بی بی سے صحبت کرتے وقت اور لوگون کے سامنے ہرگز

ستر کھولنا درست نہیں لیکن علماء نے کہا ہے کہ تنہائی میں بھی نہاتے وقت تہبند باندھنا مستحب اور ننگے ہو کر بھی نہانا درست ہے اس حدیث کے لانے سے بھی یہی غرض ہے کہ موسیٰ علیہ السلام خلوت میں ننگے نہاتے تھے اور یہ حدیث ان لوگوں کے مذہب پر دلیل ہو گی جو کہتے ہیں کہ اگلے لوگوں کی شریعت ہمارے لیے بھی کافی ہے عمل کرنے کے لیے بشرطیکہ اس سے ممانعت نہ ہو اور بنی اسرائیل جو ایک دوسرے کے سامنے ننگے ہو کر نہاتے تھے تو شاید یہ انکی شریعت میں جائز ہو یا حرام ہو لیکن وہ اس کو کرتے ہوں جیسے ہماری شرع والے بھی بہت سے حرام کام کیا کرتے ہیں لنتہے **بَابُ** الْاِعْتِنَاءِ بِحِفْظِ الْعَوْرَةِ ستر ڈھانپنے میں احتیاط رکھنا **عَنْ** جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ لَمَّا بُنِيَتِ الْكَعْبَةُ ذَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَبَّاسٌ يَنْقُلَانِ حِجَارَةً فَقَالَ الْعَبَّاسُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلْ إِزَارَكَ عَلَى عَاتِقِكَ مِنَ الْحِجَارَةِ فَفَعَلَ فَخَرَّ إِلَى الْأَرْضِ وَطَمَحَتْ عَيْنَاهُ إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ قَامَ فَقَالَ إِزَارِي إِزَارِي فَشَدَّ عَلَيْهِ إِزَارَهُ قَالَ ابْنُ رَافِعٍ فِي رِوَايَتِهِ عَلَى رَقَبَتِكَ وَلَمْ يَقُلْ عَلَى عَاتِقِكَ **ترجمہ** جابر بن عبداللہ سے روایت ہے جب کعبہ بنایا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عباس پتھر ڈھونے لگے عباس نے کہا آپ سے تم لپیٹ نہ بند اونٹا کر کندھے پر ڈال لو پتھر اٹھانے کے لیے آپ نے ایسا ہی کیا اسی وقت زمین پر گر پڑے اور آنکھیں آپکی آسمان سے لگ گئیں پھر آپ کھڑے ہوئے اور فرمایا میری ازار میری ازار انہوں نے ازار آپکی باندھ دی ابن رافع کی روایت میں کندھے کی جگہ گردن کا ذکر ہے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بچپنے سے محفوظ تھے بری عادتوں اور خصلتوں سے جو جاہلیت میں جاری تھیں اور اوپر پیغمبروں کی عصمت کا بیان ہو چکا ہے کتاب الایمان میں اور ایک روایت میں ہے کہ فرشتہ اترا اور اس نے آپکی ازار باندھ دی (نووی) **عَنْ** جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْقُلُ مَعَهُمُ الْحِجَارَةَ لِلْكَعْبَةِ وَعَلَيْهِ إِزَارُهُ فَقَالَ لَهُ الْعَبَّاسُ عَمُّهُ يَا ابْنَ أَخِي لَوْ حَلَلْتَ إِزَارَكَ فَجَعَلْتَهُ عَلَى مَنْكِبِكَ دُونَ الْحِجَارَةِ قَالَ فَحَلَّهُ فَجَعَلَهُ عَلَى مَنْكِبِهِ فَسَقَطَ مَغْشِيًّا عَلَيْهِ قَالَ فَمَا رُئِيَ بَعْدَ ذَالِكَ الْيَوْمِ عُرْيَانًا **ترجمہ** جابر بن عبداللہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ پتھر ڈھو رہے تھے کعبہ بنانے کے لیے اور آپ تہبند باندھے تھے عباس نے کہا جو آپ کے چچا تھے اے میرے بھتیجے تم اپنی ازار اتار کر مونڈھے پر ڈال لو تو اچھا ہے

آپ نے ازار کھولی اور مونڈھے پر ڈالی اسی وقت غش کھا کر گرے پھر اسدن سے آپ کو ننگا نہیں دیکھا
عن المسور بن مخرمة قال اقبلت بحجر احمله ثقيل وعلي ازار خفيف قال فانحل ازاري
ومعي الحجر لم استطع ان اضعه حتى بلغت به الى موضعه فقال رسول الله صلى الله
عليه وسلم ارجع الى ثوبك فخذه ولا تمشوا عراة ترجمہ مسور بن مخرمہ سے روایت ہے
میں ایک بھاری پتھر اٹھائی ہوئے لا رہا تھا اور ہلکی ازار پہنا تھا وہ کھل گئی اور میں پتھر کو زمین پر
رکھ نسکا یہانتک کہ اسکی جگہہ پر لے گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جا اپنا کپڑا اٹھا
اور ننگے مت چلا کرو باب التستر عند البول پیشاب کرتے وقت ستر کو چھپانا عن
عبد الله بن جعفر قال اردفني رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم خلفه فاسر الي حديثا
لا احدث به احدا من الناس وكان احب ما استتر به رسول الله صلى الله عليه وسلم
لحاجته هدف او حائش نخل قال ابن اسماء في حديثه يعني حائط نخل ترجمہ عبد اللہ بن
جعفر سے روایت ہے مجھے ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سواری پر اپنے پیچھے بٹھا لیا پھر میرے
کان میں ایک بات کہی وہ بات کسی سے بیان نہ کرونگا اور آپ کو حاجت کے وقت ٹیلے کی یا کھجور
کے درختوں کی آڑ پسند تھی (تاکہ ستر کو کوئی نہ دیکھے) باب بیان ان الجماع کان فی اول
الاسلام لا يوجب الغسل الا ان ينزل المني وبيان نسخه وان الغسل يجب بالجماع
اوائل اسلام میں جماع سے غسل واجب نہ ہوتا جب تک منی نہ نکلے لیکن وہ حکم منسوخ ہو گیا
اور جماع سے غسل واجب ہو جاتا ہے عن ابي سعيد الخدري قال خرجت مع رسول الله صلى
الله عليه وسلم يوم الاثنين الى قباء حتى اذا كنا في بني سالم وقف رسول الله صلى الله عليه
وسلم باب عتبان فصرخ به فخرج يجر ازاره فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اعجلنا
الرجل فقال عتبان يا رسول الله ارايت الرجل يعجل عن امراته ولم يمن ماذا عليه فقال رسول
الله صلى الله عليه وسلم انما الماء من الماء ترجمہ ابو سعید خدری سے روایت ہے میں پیر کے دن رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلا مسجد قبا کی طرف جب ہم بنی سالم کے محلہ میں پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم عتبان بن مالک کے دروازے پر کھڑے ہوئے اور اسکو آواز دی اپنی ازار گھسیٹتا ہوا نکلا آپ نے فرمایا ہم نے
اسکو جلدی میں ڈالا عتبان نے کہا یا رسول اللہ اگر کوئی شخص جلدی اپنی عورت سے الگ ہو جاوے

اور منی نہ نکلے تو اسکا کیا حکم ہے (یعنے غسل کرے یا نہیں) آپنے فرمایا پانی (یعنے نہانا) پانی سے (یعنے منی نکلنے سے) واجب ہوتا ہے **ف** نووی نے کہا اب امت کا اجماع ہے اسپر کہ جماع سے غسل واجب ہوتا ہے اگرچہ انزال نہ ہو اسیطرح انزال سے غسل واجب ہوتا ہے اور ایک جماعت صحابہ کا یہ قول تہا کہ غسل بغیر انزال کے واجب نہیں ہوتا پہر بعضوں نے رجوع کیا اس قول سے اور اجماع ہوگیا جماع سے غسل واجب ہونیپر اب یہ حدیث انما الماء من الماء کی منسوخ ہے یعنے اوائل اسلام ایسا حکم تہا کہ اگر جماع کرے اور انزال نہ ہو تو غسل واجب نہ ہوتا لیکن بعد کو غسل واجب کیا گیا اور ابن عباس کے نزدیک یہ حدیث منسوخ نہیں ہے بلکہ مراد اس سے احتلام کیحالت ہے یعنے اگر کوئی خواب میں جماع کرے لیکن تری نہ دیکھے تو اسپر غسل نہیں ہے **عَنْ** اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ اِنَّمَا الْمَآءُ مِنَ الْمَآءِ **ترجمہ** ابو سعید خدری سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانی سے پانی واجب ہوتا ہے **عَنْ** اَبِی الْعَلَاءِ بْنِ الشِّخِّیْرِ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَنْسَخُ حَدِیْثُہٗ بَعْضُہٗ بَعْضًا کَمَا یَنْسَخُ الْقُرْاٰنُ بَعْضُہٗ بَعْضًا **ترجمہ** ابو العلا ابن شخیر سے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ایک حدیث کو دوسری حدیث سے منسوخ کر دیتے جیسے قرآن کی ایک آیت دوسری آیت سے منسوخ ہوجاتی ہے **ف** نووی نے کہا امام مسلم کی غرض اسحدیث کے یہان لانے سے یہ ہے کہ انما الماء من الماء کی حدیث منسوخ ہے دوسری حدیثون سے اور حدیث کا نسخ حدیث سے جائز ہے اور اسکی چار صورتین ہین ایک تو حدیث متواتر کا نسخ حدیث متواتر سے دوسری خبر واحد کا نسخ خبر واحد سے تیسری خبر واحد کا نسخ حدیث متواتر سے یہ تینون صورتین تو بالاتفاق جائز ہین چوتھی خبر متواتر کا نسخ خبر واحد سے اسمین اختلاف ہے جمہور کے نزدیک جائز نہین اور بعض ظاہریہ کے نزدیک جائز ہے **عَنْ** اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَاَرْسَلَ اِلَیْہِ فَخَرَجَ وَرَاْسُہٗ یَقْطُرُ فَقَالَ لَعَلَّنَا اَعْجَلْنَاکَ قَالَ نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اِذَا اُعْجِلْتَ اَوْ اُقْحِطْتَ فَلَا غُسْلَ عَلَیْکَ وَعَلَیْکَ الْوُضُوْءُ وَقَالَ ابْنُ بَشَّارٍ اِذَا اُعْجِلْتَ اَوْ اُقْحِطْتَ **ترجمہ** ابو سعید خدری سے روایت ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کے مکان پر گذرے اسکو بلایا وہ نکلا اور اسکے سر میں سے پانی ٹپک رہا تہا آپ نے فرمایا ہماری وجہ سے تم نے جلدی کی اسنے کہا ہان یا رسول اللہ آپنے فرمایا جب تو جلدی کرے (اور بغیر انزال کے اٹھ کھڑا ہو) یا تجہے امساک ہو اور منی نہ نکلے تو تجہپر غسل واجب نہیں ہے صرف وضو کرلے

أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ يُصِيبُ مِنَ الْمَرْأَةِ ثُمَّ يُكْسِلُ فَقَالَ يَغْسِلُ مَا أَصَابَهُ مِنَ الْمَرْأَةِ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّي ترجمہ ابی بن کعب سے روایت ہے میں نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اگر کوئی مرد اپنی عورت سے جماع کرے پھر انزال سے پہلے اٹھ کھڑا ہو آپ نے فرمایا دھو ڈالے جو اس کو لگا عورت سے (یعنے ذکر کی رطوبت وغیرہ کو جو فرج سے لگ گئی ہو) پھر وضو کرے اور نماز پڑھے

عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ فِي الرَّجُلِ يَأْتِي أَهْلَهُ ثُمَّ لَا يُنْزِلُ قَالَ يَغْسِلُ ذَكَرَهُ وَيَتَوَضَّأُ ترجمہ ابی بن کعب سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی شخص اپنی بی بی سے جماع کرے اور پھر انزال نہ ہو تو وہ اپنا ذکر دھو ڈالے اور وضو کرے

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُ سَأَلَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَالَ قُلْتُ أَرَأَيْتَ إِذَا جَامَعَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ وَلَمْ يُمْنِ قَالَ عُثْمَانُ يَتَوَضَّأُ كَمَا يَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ وَيَغْسِلُ ذَكَرَهُ قَالَ عُثْمَانُ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ زید بن خالد جہنی نے حضرت عثمانؓ سے پوچھا اگر کوئی شخص اپنی بی بی سے صحبت کرے اور منی نہ نکلے حضرت عثمان نے کہا وہ وضو کرے جیسے نماز کے لیے وضو کرتا ہے اور ذکر کو دھو ڈالے حضرت عثمان نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے

عَنْ أَبِي أَيُّوبَ أَنَّهُ سَمِعَ ذَلِكَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ ابو ایوب نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی سنا ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا جَلَسَ بَيْنَ شُعَبِهَا الْأَرْبَعِ ثُمَّ جَهَدَهَا فَقَدْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْغُسْلُ وَفِي حَدِيثِ مَطَرٍ وَإِنْ لَمْ يُنْزِلْ قَالَ زُهَيْرٌ مِنْ بَيْنِ أَشْعُبِهَا الْأَرْبَعِ ترجمہ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مرد عورت کے چاروں کونوں میں بیٹھے (چاروں کونوں سے ہاتھ اور پاؤں مراد ہیں یا دونوں پاؤں اور دونوں رانیں یا شرمگاہ کے چاروں کونے) پھر لگے اس سے (یعنے دخول کرے) تو غسل واجب ہو گیا مگر مطر کی روایت میں اتنا زیادہ ہے اگرچہ انزال نہ ہو

ف نووی نے کہا مطلب حدیث کا یہ ہے کہ غسل کا وجوب منی نکلنے پر موقوف نہیں ہے بلکہ جب حشفہ (سپاری) فرج کے اندر چلا جاوے تو مرد اور عورت دونوں پر غسل واجب ہو گا اور اس میں آج کے دن بالکل اختلاف نہیں ہے پہلے البتہ چند صحابہ کا اس میں خلاف تھا لیکن بعد کو اجماع ہو گیا ہمارے اصحاب نے کہا کہ اگر حشفہ عورت کی دبر میں یا مرد کے دبر میں غائب ہو جاوے یا کسی جانور کے فرج میں تب بھی غسل واجب ہو گا اگرچہ وہ عورت یا مرد یا جانور

مرد ہو یا عورت ہو صحبت لیے یا تتمہ از بردستی ہو یا اختیار سے اسی طرح اگر سوتا ہوا اور عورت اسکا ذکر اپنی
فرج کے اندر رکھ لی خواہ ذکر کو انتشار ہو یا نہ ہو غسل واجب ہوگی خواہ ختنہ ہوا ہو یا نہ ہوا ہو ان سب صورتون
مین فاعل و مفعول دونو پر غسل واجب ہے مگر جب کوئی انمین سے نابالغ ہو تو اسپر واجب نہین لیکن وہ جنب ہوگا
اور جو وہ تمیز دار ہو تو اسکے ولی پر لازم ہے کہ حکم کرے اسکو غسل کا جیسے حکم کرتا ہے وضو کا اگر وہ بغیر غسل کے نماز پڑھے
تو اسکی نماز صحیح نہ ہوگی اور دخول کے لیے صرف حشفہ کا غائب ہونا کافی ہے تمام ذکر کا غائب ہونا ضرور نہین اور
جو ذکر پر کپڑا وغیرہ لپیٹ کر دخول کرے تو اسمین تین قول ہین صحیح یہ ہے کہ غسل واجب ہے دونو پر انتہی مختصرًا
عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ غَيْرَ اَنَّ فِيْ حَدِيْثِ شُعْبَةَ ثُمَّ اجْتَهَدَ وَلَمْ يَقُلْ وَاِنْ لَمْ يُنْزِلْ
ترجمہ دوسری روایت کا بھی یہی ہے جو اوپر گذرا عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ اخْتَلَفَ فِيْ ذٰلِكَ رَهْطٌ مِّنَ
الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ فَقَالَ الْاَنْصَارِيُّوْنَ لَا يَجِبُ الْغُسْلُ اِلَّا مِنَ الدَّفْقِ اَوْ مِنَ الْمَاءِ وَقَالَ الْمُهَاجِرُوْنَ يحيى
بَلْ اِذَا خَالَطَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ قَالَ فَقَالَ اَبُوْ مُوْسٰى فَاَنَا اَشْفِيْكُمْ مِنْ ذٰلِكَ فَقُمْتُ فَاسْتَاْذَنْتُ قال
عَلٰى عَائِشَةَ فَاُذِنَ لِيْ فَقُلْتُ لَهَا يَا اُمَّاهْ اَوْ يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنِّيْ اُرِيْدُ اَنْ اَسْاَلَكِ عَنْ شَيْءٍ وَاِنِّيْ
اَسْتَحْيِيْكِ فَقَالَتْ لَا تَسْتَحْيِيْ اَنْ تَسْاَلَنِيْ عَمَّا كُنْتَ سَائِلًا عَنْهُ اُمَّكَ الَّتِيْ وَلَدَتْكَ فَاِنَّمَا اَنَا اُمُّكَ
قُلْتُ فَمَا يُوْجِبُ الْغُسْلَ قَالَتْ عَلَى الْخَبِيْرِ سَقَطْتَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَلَسَ بَيْنَ
شُعَبِهَا الْاَرْبَعِ وَمَسَّ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ ترجمہ ابوموسی سے روایت ہے اختلاف کیا اس
مسئلے مین مہاجرین اور انصار کی ایک جماعت نے انصار نے کہا غسل جب ہی واجب ہوتا ہے کہ منی کود کر
نکلے اور انزال ہو اور مہاجرین نے کہا جب مرد عورت سے صحبت کرے تو غسل واجب ہے ابوموسی نے کہا مین تمہاری
تسلی کیے دیتا ہون پھر مین اٹھا اور حضرت عائشہ کے مکان پر جا کر ان سے اجازت مانگی انہون نے اجازت
دی مین نے کہا ای ماں یا ماں مسلمانون کی مین تم سے کچھ پوچھنا چاہتا ہون لیکن مجھ کو شرم آتی ہے حضرت عائشہ
نے کہا مت شرم کر تو اس بات کو پوچھنے سے جو اپنی سگی ماں سے پوچھ سکتا ہے جس کے پیٹ سے تو پیدا ہوا مین بھی تیری
ماں ہون (کیونکہ حضرت کی بی بیان مومنین کی مائین ہین) مین نے کہا غسل کس سے واجب ہوتا ہے
انھون نے کہا تو نے اچھے واقف کار سے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مرد عورت کے
چارون کونون مین بیٹھے اور ختنہ ختنہ سے ملجاوے (یعنی ذکر فرج مین داخل ہو جاوے) تو غسل
واجب ہو گیا ف خواہ انزال ہو یا نہ ہو نووی نے کہا ختنہ ختنہ سے ملنا مراد اس سے دخول ہے ورنہ عورت کا

ختنہ اوپر ہوتا ہے جماع میں وہ نہیں لگتا اور اجماع کیا ہے علماء نے اس پر کہ اگر ذکر کو صرف فرج سے چھوا دے اور داخل نہ کرے تو غسل واجب نہیں عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ قَالَتْ اِنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ يُجَامِعُ اَهْلَهُ ثُمَّ يُكْسِلُ هَلْ عَلَيْهِمَا الْغُسْلُ وَعَائِشَةُ جَالِسَةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَاَفْعَلُ ذٰلِكَ اَنَا وَهٰذِهٖ ثُمَّ نَغْتَسِلُ **ترجمہ** ام المومنین عائشہ رضہ سے روایت ہے ایک شخص نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اگر کوئی مرد جماع کرے اپنی عورت سے پھر انزال سے پہلے ذکر کو نکال لے کیا غسل واجب ہے دونوں پر آپ نے فرمایا میں اور یہ (حضرت عائشہ کو فرمایا) ایسا کرتے ہیں پھر غسل کرتے ہیں **ف** نووی نے کہا ایسی باتیں آدمی بی بی سے کرسکتا ہے اگر اسمین کوئی مصلحت ہو اور کسی کو رنج نہ ہو آپ نے یہ اس لیے فرمایا کہ اس شخص کو تشفی ہو جاوے

بَابُ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ

جو کھانا آگ سے پکا ہو اُس کے کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے **ف** نووی نے کہا امام مسلم نے اس باب میں پہلے وہ حدیثیں بیان کیں ہیں جن سے وضو کا لازم ہونا آگ کے پکے ہوئے کھانے سے ثابت ہوتا ہے پھر وہ حدیثیں بیان کیں جن سے وضو کا لازم نہ ہونا ثابت ہوتا ہے اور اس سے یہ غرض ہے کہ پہلی حدیثیں منسوخ ہیں اور جمہور سلف اور خلف اور صحابہ اور تابعین کا یہی قول ہے کہ آگ سے پکے ہوئی کھانا کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور یہی مذہب ہے ائمہ اربعہ اور اسحاق اور یحییٰ اور ابو ثور اور ابو خیثمہ کا اور ایک جماعت اس طرف گئے ہیں کہ وضو ٹوٹ جاتا ہے اور یہی منقول ہے عمر بن عبد العزیز اور حسن بصری اور زہری اور ابو قلابہ اور ابو مجلز سے (نووی مختصراً) عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْوُضُوْءُ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ اَخْبَرَنِيْ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ اَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ قَارِظٍ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ وَجَدَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَتَوَضَّاُ عَلَى الْمَسْجِدِ فَقَالَ اِنَّمَا اَتَوَضَّاُ مِنْ اَثْوَارِ اَقِطٍ اَكَلْتُهَا لِاَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ تَوَضَّئُوْا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ وَاَنَا اُحَدِّثُهُ هٰذَا الْحَدِيْثَ اَنَّهُ سَاَلَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ عَنِ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ فَقَالَ عُرْوَةُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّئُوْا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ **ترجمہ** زید بن ثابت سے روایت ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے وضو لازم آتا ہے اُس کھانے سے جو آگ سے پکا ہو ابن شہاب نے عمر بن عبد العزیز سے سنا انہوں نے عبد اللہ بن ابراہیم سے انہوں نے ابو ہریرہ کو مسجد میں وضو کرتے دیکھا انہوں نے کہا میں نے پنیر کے ٹکڑے کھائے ہیں اس لیے وضو کرتا ہوں میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے

وضو کرو اس کہانے سے جو آگ سے پکا ہو ابن شہاب نے سعید بن خالد سے سنا اور وہ انسے یہ حدیث بیان کرتے تھے
سعید نے کہا مین نے عروہ بن الزبیر سے پوچھا وضو کو آگ سے پکے ہوے کہانے سے انہون نے کہا مین نے حضرت عائشہ
سے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے فرمایا وضو کرو اس کہانے سے جو آگ سے پکا ہو عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکَلَ کَتِفَ شَاۃٍ ثُمَّ صَلّٰی وَلَمْ یَتَوَضَّأْ ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کے دست کا گوشت کہایا پھر نماز پڑہی اور وضو نہین کیا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکَلَ عَرْقًا اَوْ لَحْمًا ثُمَّ صَلّٰی وَلَمْ یَتَوَضَّأْ وَلَمْ یَمَسَّ مَاءً ترجمہ ابن
عباس سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہڈی پر لگا ہوا گوشت کہایا یا گوشت کہایا پھر نماز پڑہی
اور وضو نہین کیا یا پانی نہین چہوا عَنْ عَمْرِو بْنِ اُمَیَّۃَ الضَّمْرِیِّ اَنَّہٗ رَاٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَحْتَزُّ مِنْ کَتِفٍ یَاْکُلُ مِنْہَا ثُمَّ صَلّٰی وَلَمْ یَتَوَضَّأْ ترجمہ عمرو بن امیہ ضمری سے روایت
ہے انہون نے دیکہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دست کا گوشت چہری سے کاٹ کر کہا رہے تہے پہر
نماز پڑہی اور وضو نہین کیا ف نووی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ گوشت کا چہری سے
کاٹ کر کہانا درست ہے جب ضرورت ہو مثلاً گوشت سخت ہو یا بڑا سا ٹکڑا ہو اور بے ضرورت مکروہ ہے عَنْ
عَمْرِو بْنِ اُمَیَّۃَ الضَّمْرِیِّ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَحْتَزُّ مِنْ کَتِفِ شَاۃٍ فَاَکَلَ
مِنْہَا فَدُعِیَ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَقَامَ وَطَرَحَ السِّکِّیْنَ وَصَلّٰی وَلَمْ یَتَوَضَّأْ ترجمہ عمرو بن امیہ ضمری
سے روایت ہے مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکہا ایک بکری کا دست چہری سے کاٹ کر کہا رہے
تہے اتنے مین نماز کے لیے بلائے گئے آپ نے چہری ڈالدی اور نماز پڑہی وضو نہین کیا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
وَمَیْمُوْنَۃَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکَلَ عِنْدَہَا
کَتِفًا ثُمَّ صَلّٰی وَلَمْ یَتَوَضَّأْ ترجمہ ابن عباس سے اور ام المومنین میمونہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے انکے پاس دست کا گوشت کہایا پہر نماز پڑہی اور وضو نہین کیا عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ
قَالَ اَشْہَدُ لَکُنْتُ اَشْوِیْ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَطْنَ الشَّاۃِ ثُمَّ صَلّٰی وَلَمْ
یَتَوَضَّأْ ترجمہ ابو رافع سے روایت ہے مین گواہ ہون مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے بکری
کی کلیجی بہونتا (آپ اسمین سے کہاتے) پہر نماز پڑہتے اور وضو نہ کرتے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض
اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَرِبَ لَبَنًا ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَتَمَضْمَضَ وَقَالَ اِنَّ لَہٗ دَسَمًا

ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ پیا پھر پانی منگوایا اور کلی کی اور فرمایا دودھ سے منہ چکنا ہو جاتا ہے **ف** تو کلی کرنا اسکے بعد مستحب ہے اسیطرح ہر ایک کھانی پینے کی چیز سے تاکہ نماز مین کچھ منہ مین نہ رہجاوے جسکے نگلنے کی حاجت پڑے اور منہ صاف ہو جاوے اور اختلاف کیا ہے علماء نے کہ کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھونا مستحب ہے یا نہین اور ظاہر یہ ہے کہ مستحب ہے کھانے سے پہلے مگر جب ہاتھ کی صفائی کا یقین ہو جیسے کچھ میل اور نجاست سے اسیطرح کھانے کے بعد مگر جب ہاتھ پر کھانے کا اثر نہو مثلاً کھانا خشک ہو اور امام مالک نے کہا کہ کھانے کے وقت ہاتھ دھونا مستحب نہین مگر جب ہاتھ مین کوئی نجاست لگی ہو تو دھونا ضرور ہے (نووی) **عَنِ الزُّهْرِيِّ** مِثْلَهُ ترجمہ جیسے اوپر گذرا **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ عَلَيْهِ ثِيَابَهُ ثُمَّ خَرَجَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاُتِيَ بِهَدِيَّةٍ خُبْزٍ وَلَحْمٍ فَاَكَلَ ثَلٰثَ لُقَمٍ ثُمَّ صَلّٰى بِالنَّاسِ وَمَا مَسَّ مَاءً ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کپڑے پہنے پھر نماز کو نکلے اسوقت ایک شخص آپ پاس تحفہ لایا گوشت اور روٹی آپنے تین لقمے کھائے پھر نماز پڑھائی اور پانی کو ہاتھ نہین لگایا **عَنْ** مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ ابْنِ حَلْحَلَةَ وَفِيْهِ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ شَهِدَ ذٰلِكَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ صَلّٰى وَلَمْ يَقُلْ بِالنَّاسِ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا

بَابُ الْوُضُوْءِ مِنْ لُحُوْمِ الْاِبِلِ اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کرنا **ف** نووی نے کہا اکثر علماء اسطرف گئے ہین کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو نہین ٹوٹتا اور احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور یحییٰ اور ابن منذر اور ابن خزیمہ اور اہل حدیث کے نزدیک وضو ٹوٹ جاتا ہے **عَنْ** جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ٦٠ باب الوضوء من لحوم الابل

اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَوَضَّاُ مِنْ لُحُوْمِ الْغَنَمِ قَالَ اِنْ شِئْتَ فَتَوَضَّاْ وَاِنْ شِئْتَ فَلَا تَوَضَّاْ قَالَ اَتَوَضَّاُ مِنْ لُحُوْمِ الْاِبِلِ قَالَ نَعَمْ فَتَوَضَّاْ مِنْ لُحُوْمِ الْاِبِلِ قَالَ اُصَلِّيْ فِيْ مَرَابِضِ الْغَنَمِ قَالَ نَعَمْ قَالَ اُصَلِّيْ فِيْ مَبَارِكِ الْاِبِلِ قَالَ لَا ترجمہ جابر بن سمرہ سے روایت ہے ایک شخص نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا بکری کا گوشت کھا کر مین وضو کرون آپ نے فرمایا چاہے کر چاہے نہ کر پھر اسنے پوچھا اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کرون آپنے فرمایا ہان وضو کر اونٹ کے گوشت سے اسنے کہا بکریون کے تھان مین مین نماز پڑھون آپنے فرمایا ہان اونٹون کے تھان مین آپنے فرمایا نہین **ف** کیونکہ اونٹ زبردست اور شریر ہے ایسا نہو

کہ نمازی کو کچھ صدمہ پہونچے اور بکریوں کے تھان میں اسکا ڈر نہیں نووی نے کہا یہ ممانعت تنزیہی ہے

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ اَبِي كَامِلٍ عَنْ اَبِي عَوَانَةَ

ترجمہ وہی جو اوپر گذرا

بَابُ الدَّلِيلِ عَلٰى اَنَّ مَنْ تَيَقَّنَ الطَّهَارَةَ ثُمَّ شَكَّ فِي الْحَدَثِ فَلَهُ اَنْ يُصَلِّيَ بِطَهَارَتِهِ تِلْكَ جس شخص کو طہارت کا یقین ہے پھر حدث میں شک ہو تو وہ اس طہارت سے نماز پڑھ سکتا ہے

عَنْ سَعِيدٍ وَعَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ شُكِيَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلُ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ اَنَّهُ يَجِدُ الشَّيْءَ فِي الصَّلٰوةِ قَالَ لَا يَنْصَرِفُ حَتّٰى يَسْمَعَ صَوْتًا اَوْ يَجِدَ رِيحًا قَالَ اَبُو بَكْرٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ فِي رِوَايَتِهِمَا هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ ترجمہ سعید اور عباد بن تمیم عباد کے چچا سے روایت کیا اونہوں نے شکایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی آدمی کو معلوم ہوتا ہے نماز میں کہ اسکو حدث ہوا (یعنے گمان ہوتا ہے) آپ نے فرمایا وہ نماز نہ توڑے جب تک حدث کی آواز نہ سنے یا بو نہ سونگھے

ف نووی نے کہا یہ حدیث ایک بڑا قاعدہ ہے اسلام کے قواعد میں سے اس سے یہ نکلتا ہے کہ ہر ایک چیز جسکے وجود کا یقین ہو وہ شک سے رفع نہیں ہو سکتی جیسے طہارت جو یقینی تھی حدث کے گمان سے ساقط نہیں ہو سکتی ہمارا اور جمہور علما کا یہی مذہب ہے اور امام مالک سے اس میں دو روایتیں ہیں ایک تو یہ کہ وضو لازم ہے اگر شک نماز کے باہر ہو اور جو نماز کے اندر ہو تو لازم نہیں اور دوسری یہ کہ دونوں صورتوں میں پھر وضو کرنا چاہیے (انتہے مختصرا)

ت ابو بکر اور زہیر نے اپنی روایتوں میں عباد کے چچا کا نام لیا یعنے عبداللہ بن زید

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وَجَدَ اَحَدُكُمْ فِي بَطْنِهِ شَيْئًا فَاَشْكَلَ عَلَيْهِ اَخَرَجَ مِنْهُ شَيْءٌ اَمْ لَا فَلَا يَخْرُجَنَّ مِنَ الْمَسْجِدِ حَتّٰى يَسْمَعَ صَوْتًا اَوْ يَجِدَ رِيحًا ترجمہ ابو ہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو اپنے پیٹ میں خلش معلوم ہو پھر اسکو شک ہو کہ پیٹ میں سے کچھ نکلا یا نہیں (یعنے باد سری یا نہیں) تو مسجد سے نہ نکلے جب تک آواز نہ سنے یا بو نہ سونگھے (یعنے یقین نہ ہو حدث ہونے کا)

بَابُ طَهَارَةِ جُلُودِ الْمَيْتَةِ بِالدِّبَاغِ مرے جانور کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تُصُدِّقَ عَلٰى مَوْلَاةٍ لِمَيْمُونَةَ بِشَاةٍ فَمَاتَتْ فَمَرَّ بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلَّا اَخَذْتُمْ اِهَابَهَا فَدَبَغْتُمُوهُ فَانْتَفَعْتُمْ بِهِ فَقَالُوا اِنَّهَا مَيْتَةٌ فَقَالَ اِنَّمَا حَرُمَ اَكْلُهَا ترجمہ ابن عباس

سے روایت ہے میمونہ کی لونڈی کو کسی نے ایک بکری صدقہ دی وہ مر گئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو
پڑا ہوا دیکھا فرمایا تم نے اسکی کھال کیون نہ لی دباغت کرکے کام مین لاتے لوگون نے کہا یا رسول اللہ وہ
مردار تھی آپنے فرمایا مردار کا کہانا حرام ہے **ف** نہ اسکی کھال سے فائدہ اوٹھانا نووی نے کہا اسباب مین
علمار کے سات مذہب ہین ایک شافعی کا وہ یہ ہے کہ دباغت سے ہرایک مردے جانور کی کھال پاک ہو جاتی
ہے اندر اور باہر اور تر اور خشک ہرایک چیز مین اسکا استعمال درست ہے سوا کتے اور سور کے دوسری یہ کہ کوئی
کہال دباغت سے پاک نہین ہوتی احمد اور مالک سے یہی مروی ہے تیسری یہ کہ حلال جانور کی کھال پاک
ہوجاتی ہے اور حرام کی پاک نہین ہوتی اوزاعی اور ابن مبارک اور ابو ثور اور اسحاق کا یہی قول ہے چوتھی
سب مردار جانورون کی کہال دباغت سے پاک ہوجاتی ہے سوا سور کے ابو حنیفہ کا یہی مذہب ہے پانچوین
یہ کہ سب کھالین پاک ہوجاتی ہین مگر صرف باہر سے اور تر چیزین اسکا استعمال درست نہین مالک کا
مشہور مذہب یہی ہے چھٹی یہ کہ سب کھالین پاک ہوجاتی ہین یہانتک کہ کتے اور سور کی بھی اندر اور باہر
اور یہی قول ہے داؤد ظاہری اور ابو یوسف کا ساتوین یہ کہ مردار جانور کی کھال سے فائدہ اوٹھانا درست
ہے اگرچہ اسکی دباغت نہ ہو زہری کا یہی قول ہے انتہو مختصرا **عن** ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ شَاةً مَيِّتَةً أُعْطِيَتْهَا مَوْلَاةٌ لِمَيْمُونَةَ مِنَ الصَّدَقَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ
هَلَّا انْتَفَعْتُمْ بِجِلْدِهَا قَالُوا إِنَّهَا مَيْتَةٌ قَالَ إِنَّمَا حَرُمَ أَكْلُهَا **ترجمہ** ابن عباس سے روایت
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مردار بکری دیکھی جو میمونہ کی لونڈی کو صدقہ ملی تھی آپ نے
فرمایا تم نے اسکی کھال سے فائدہ کیون نہین اوٹھایا لوگون نے کہا وہ مردار ہے آپ نے فرمایا مردار
کا کھانا حرام ہے **عن** ابْنِ شِهَابٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ **ترجمہ** وہی جو اوپر گذرا **عن** ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ
بِشَاةٍ مَطْرُوحَةٍ أُعْطِيَتْهَا مَوْلَاةٌ لِمَيْمُونَةَ مِنَ الصَّدَقَةِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أَخَذُوا
إِهَابَهَا فَدَبَغُوهُ فَانْتَفَعُوا بِهِ **ترجمہ** ابن عباس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مری
دیکھی پڑی ہوئی جو میمونہ کی لونڈی کو صدقہ مین ملی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان لوگون
نے اسکی کھال کیون نہ لی دباغت کرکے فائدہ اوٹھاتے **عن** ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ مَيْمُونَةَ أَخْبَرَتْهُ
أَنَّ دَاجِنَةً كَانَتْ لِبَعْضِ نِسَاءِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَاتَتْ فَقَالَ رَسُولُ
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أَخَذْتُمْ إِهَابَهَا فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ **ترجمہ** ابن عباس سے روایت

فقالوا / فقال

ہے میمونہ نے انسے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بی بی کے گھر میں ایک جانور پلا تھا وہ مر گیا تو آپنے
فرمایا تم نے اسکی کہال کیون نہ لی اسکو کام مین لاتے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ مَرَّ بِشَاۃٍ لِمَوْلَاۃٍ مَیْمُوْنَۃَ فَقَالَ اَلَا انْتَفَعْتُمْ بِاِهَابِهَا ترجمہ ابن عباس سے روایت
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ کی لونڈی کی بکری کو دیکھا (وہ مری پڑی تھی) آپ ادہر سے نکلے
فرمایا تمنے اسکی کہال سے فائدہ کیون نہ اوٹھایا عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِذَا دُبِغَ الْاِهَابُ فَقَدْ طَهُرَ ترجمہ عبداللہ بن عباس سے روایت
ہے مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جب کہال دباغت ہو گئی تو وہ پاک
ہے ف نووی نے کہا دباغت ہر ایک چیز سے درست ہے جو کہال کی رطوبت کو سکہادے اور اسکی
بدبو کی دور کرے اسطرح سے کہ پہر کہال سڑنے کے لائق نہ رہے جیسے انار کے چہلکے پہٹکڑی وغیرہ دواؤن
سے اور صرف دہوپ مین سکہانے سے دباغت نہین ہوتی اور حنفیون کے نزدیک ہو جاتی ہے اور جب
کہال دباغت سے پاک ہو گئی تو اسکا بیچنا بہی جائز ہے اور اوسکے کہانے مین تین قول ہین صحیح یہ ہے کہ
کہانا اسکا جائز نہین (نووی مختصرا) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِہٖ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا عَنْ
اَبِی الْخَیْرِ قَالَ رَاَیْتُ عَلَی ابْنِ وَعْلَۃَ السَّبَائِیِّ فَرْوًا فَمَسِسْتُہٗ فَقَالَ مَا لَکَ تَمَسُّہٗ قَدْ سَاَلْتُ عَبْدَاللّٰہِ بْنَ عَبَّاسٍ قُلْتُ اِنَّا نَکُوْنُ بِالْمَغْرِبِ وَمَعَنَا
الْبَرْبَرُ وَالْمَجُوْسُ نُؤْتٰی بِالْکَبْشِ قَدْ ذَبَحُوْہُ وَنَحْنُ لَا نَاْکُلُ ذَبَائِحَهُمْ وَیَاْتُوْنَا بِالسِّقَاءِ یَجْعَلُوْنَ
فِیْہِ الْوَدَکَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَدْ سَاَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِکَ فَقَالَ
دِبَاغُہٗ طَهُوْرُہٗ ترجمہ ابو الخیر سے روایت ہے مین نے ابن وعلہ کو ایک پوستین پہنے دیکہا مین نے
اسکو چہوا انہون نے کہا کیون کیا چہوتے ہو (یعنے کیا اسکو نجس جانتے ہو) مین نے عبداللہ بن عباس سے
کہا ہم مغرب کے ملک مین رہتے ہین وہان بربر کے کافر آتش پرست بہت ہین وہ بکری لاتے ہین ذبح
کرکے ہم تو اونکا ذبح کیا ہوا جانور نہین کہاتے اور مشکین لاتے ہین چربی ڈالکر ابن عباس نے کہا ہم نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکو پوچہا آپنے فرمایا وہ دباغت سے پاک ہو جاتی ہین (یعنے چمڑے پر
جب دباغت ہو گئی تو وہ پاک ہے اگرچہ کافر نے دباغت کی ہو) عَنِ ابْنِ وَعْلَۃَ السَّبَائِیِّ
قَالَ سَاَلْتُ عَبْدَاللّٰہِ ابْنَ عَبَّاسٍ قُلْتُ اِنَّا نَکُوْنُ بِالْمَغْرِبِ فَیَاْتِیْنَا الْمَجُوْسُ بِالْاَسْقِیَۃِ
فِیْهَا الْمَاءُ وَالْوَدَکُ فَقَالَ اشْرَبْ فَقُلْتُ اَرَاْیٌ تَرَاہُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ

صلی اللہ علیہ وسلم یقول دباغہ طہورہ ترجمہ ابن وعلہ سبائی سے روایت ہے میں نے عبداللہ ابن عباس سے پوچھا ہم مغرب کے ملک میں رہتے ہیں وہاں مجوسی (آتش پرست) مشکیں لیکر آتے ہیں پانی کی ان میں چربی پڑی ہوتی ہے انہوں نے کہا پیو وہ پانی میں نے کہا کیا تم اپنی رای سے کہتے ہو انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کھال پاک ہو جاتی ہے دباغت سے

باب التیمم

تیمم کا بیان ف تیمم ثابت ہے کتاب اور سنت اور اجماع امت سے اور وہ فقط منہ اور دونو ہاتھونپر مسح کرنا ہے خواہ حدث سے ہو یا جنابت سے اور علماء نے اختلافات کیا ہے ... اکثر علماء کا مذہب یہ ہے کہ تیمم میں دو بار ... ایک بار منہ کے لیے اور ایک بار دونون ہاتھون کے کہنیون تک اور یہی مروی ہے علی بن ابیطالب سے اور عبداللہ بن عمر اور حسن بصری اور شعبی اور سالم اور سفیان ثوری اور مالک اور ابوحنیفہ اور اصحاب الرای سے اور ایک جماعت علماء کا یہ قول ہے کہ تیمم میں ایک بار کافی ہے مسح کرے اوراس سے منہ اور دونو ہتھیلیون پر اور یہی قول ہے عطاء اور مکحول اور اوزاعی اور احمد اور اسحاق اور ابن منذر اور اکثر اہل حدیث کا اور یہی صحیح اور مختار ہے محققین کے نزدیک اور زہری سے منقول ہے کہ ہاتھونکا مسح بغلون تک ضرور ہے اور ابن سیرین سے منقول ہے کہ تین بارین چاہیئن ایک منہ کے لیے دوسری دو ہتھیلیون کے لیے تیسری باہون کے لیے اور حدث اصغر یعنے وضو کے بدلے تو تیمم سب کے نزدیک درست ہے اسیطرح حدث اکبر یعنے جنابت سے بھی اور اسمین کسی نے خلاف نہین کیا حضرت عمر اور عبداللہ بن مسعود سے منقول ہے کہ تیمم جنابت سے درست نہین ہے اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت عمر اور عبداللہ بن مسعود نے اس قول سے رجوع کیا اور احادیث صحیحہ سے یہ امر ثابت ہے کہ تیمم جنابت سے درست ہے اور جنب تیمم سے نماز پڑھ لے پھر پانی پاوے تو اسپر غسل واجب ہے باتفاق علماء اور مسافر کو سفر مین جہان پانی نہو اپنی بی بی سے جماع کرنا درست ہے اور تیمم کر کے نماز پڑھ لیوین پر شرمگاہ کو پانی سے پاک کرین اگر اتنا بھی پانی نہو اور صرف تیمم سے نماز پڑھ لیوین تو بھی درست ہے اور اگر بے وضو کے کسی عضو پر نجاست ہو اور وہ اسکے بدلے تیمم کرنا چاہے تو درست نہین ہے اور امام احمد کے نزدیک جائز ہے اور ثوری اور اوزاعی اور ابوثور نے کہا کہ اس مقام پر مٹی سے مسح کرلیوے اور جب تیمم سے نماز پڑھی پھر پانی ملے تو نماز کا لوٹانا ضرور نہین اور شافعی اور احمد اور ابن منذر اور داؤد (ظاہری) کے نزدیک تیمم کے لیے ایک مٹی کا جسپر غبار ہو ہونا ضرور ہے اور ابوحنیفہ اور مالک کے نزدیک ہر چیز زمین کی قسم سے ہے اس سے تیمم